

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

هَذَا كِتَابُنَا نَبْطُو عَلَى كُمْ بِالْحَقِّ وَالْحَقُّ لِلَّهِ

مقیاس الحنفیت

جُنید زمان پیر طریقت مناظر اعظم
ابو عبد الوہاب مولانا محمد عمر صدیقی علیہ الرحمہ

المقیاس پبلشرز

۴- دربار مارکیٹ لاہور

علماء اہلسنت کی کتب Pdf فائل میں ڈاؤن لوڈ کرنے کے ٹیگزام پر ان چینل و گروپ کو جوائن کریں

<https://telegram.me/Tehqiqat>

<https://telegram.me/faizanealahazrat>

<https://telegram.me/FiqahHanfiBooks>

<https://t.me/misbahilibrary>

آرکائیو لنک

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

https://archive.org/details/@muhammad_tariq_hanafi_sunni_lahori

ہلوگسپوٹ لنک

ہلوگسپوٹ لنک

<http://ataunnabi.blogspot.in>

مقیاس حنفیت

﴿جملہ حقوق بحق ناشران محفوظ﴾

اڈیشن اٹھائیسواں زوجہ ۱۴۲۶ھ
قیمت: روپے
کمپوزنگ ایم جمیل اطہر، محمد علی صدیقی
المقیاس کمپیوٹر (لاہور)
تعداد

..... ناشر

علامہ محمد عبدالستواب صدیقی، محمد علی صدیقی

المقیاس پبلشرز ۴ دربار مارکیٹ لاہور

فہرست مضامین مقیاس حنفیت

صفحہ نمبر	مضامین	صفحہ نمبر	مضامین
60	مَلِكُكُونَ مِنْ قَطْمِيرٍ کی تحقیق	15	تبلیغی جماعت کی حقیقت
65	لَا يَخْلُقُونَ شَيْئًا وَهُمْ يَخْلُقُونَ	16	مقلد بھی وہابی ہو سکتا ہے
70	حَتَّىٰ إِذَا جَاءَهُمْ رَسُولُنَا يُخَبِّرُهُمْ		عبدالوہاب نجدی دیوبندی کے نزدیک
76	عِبَادًا مِثَالَكُم	16	اچھا آدمی تھا
81	إِلَّا كِتَابِطٍ كُفِّهِ	16	اور فیصلہ فقہاء احناف
	لَا يَسْتَطِيعُونَ نَصْرَ كُمْ وَلَا أَنْفُسَهُمْ	16	وہابیوں کے مدرسہ میں تعلیم
87	يَنْصُرُونَ	18	حرمین شریفین پر وہابیوں کا قبضہ معزز نہیں
95	لَنْ يَخْلُقُوا ذُبَابًا	20	حرمین شریفین میں نجدی کی اقتدا
100	كَمَثَلِ الْعَنكَبُوتِ	20	عورت کا دودھ
	أَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُونِي	23	مسئلہ استمداد
103	وَأُمِّي الْهَيْئِ مِنْ دُونِ اللَّهِ	30	تصویر شیخ
108	الْحَسْبُ الَّذِينَ كَفَرُوا	31	ثبوت عرس
109	وَأَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلَّهِ	34	مسئلہ استمداد و اختیار نفع و نقصان
113	يَتَّبِعُونَ إِلَىٰ رَبِّهِمُ الْوَسِيلَةَ	36	مَا شَاءَ اللَّهُ ثُمَّ شَاءَ مُحَمَّدٌ ﷺ
	کفار کی آیتیں خارجی مسلمانوں پر چسپاں	36	آپ کو تمام انبیاء علیہم السلام کا علم
118	کریں گے	37	تحقیق نذر نیاز
120	يعوق ونسرو غیرہ بت تھے	40	بحث ما اهل به لغیر الله
125	صفات من دون الله و عباد الله	46	نذر کے اصطلاحی معنی
	من دون الله قرآن شریف میں کسی معنی	47	تحقیق نذر
141	سے مستعمل ہوتا ہے	50	نذر کے متعلق فتویٰ خداوندی
143	من دون الله مع الله	52	نذر از روئے حدیث شریف
144	لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ	53	فرق صنم و دشمن
145	تحقیق عبادۃ	54	ایفاء نذر
148	اتَّخِذُوا أَخْبَارَهُمْ وَرَهْبَانَهُمْ کی تحقیق	56	بحث من دون الله

208	دعویٰ رسالت	151	احبار و رہبان و علما
210	ہر ایک دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ ہے	152	احبار و رہبان و اولیاء اللہ
211	دیوبندی کعبہ	153	تحقیق لفظ رب
212	دیوبندی کا مقام حج گنگوہ ہے		صفات الہیہ مجاز و دوسرے پر اور اللہ کے
212	میلا دشریف پر دیوبندی فتویٰ اور اس کا جواب	154	متعلق حضرت غوث الاعظم کا فیصلہ
212	ثبوت میلا دشریف	156	تحقیق لفظ الہ
213	فضیلت نقویۃ الایمان		بزرگوں کی دست بوسی و قدمبوسی
215	اختیار مصطفیٰ ﷺ	158	اور ان کے سامنے دوزان و بیٹھنا
217	ہر مخلوق چھوٹا ہو یا بڑا	160	وہابی کی امامت
218	حیات مصطفیٰ ﷺ و دیوبندی عقیدہ	161	یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیانہ کی تحقیق
219	ماں سے نکاح کا دیوبندی اختراع	162	میلا دشریف کی تحقیق
219	عزت مصطفیٰ ﷺ و دیوبندیوں کے نزدیک	163	ختم بر طعام
219	رَبِّیْ اِنَّہٗ یَسْفُطُ	164	مسئلہ استمداد
	دیوبندی علم اردو میں نبی ﷺ کے	172	کا مگر سی مودودی دیوبندی سب ایک ہیں
220	استاد بنتے ہیں	173	دیوبندیوں کی وہابیت
	دیوبندی اعمال میں بھی نبی ﷺ سے	176	مسئلہ تقلید
221	بسا اوقات بڑھ جاتا ہے	181	تقلید و وجوب اجتہاد
	دیوبندی کے نزدیک نبی ﷺ جیسا علم غیب	186	غیر مقلدین کا نام و نشان نہ تھا
222	تو معاذ اللہ کتے بلے کو بھی ہے	189	ضرورت مجتہد
	دیوبندی کے نزدیک شیطان اور ملک الموت	190	قیامت کے دن امام کے نام سے پکار ہوگی
224	کا علم نبی ﷺ سے زیادہ ہے	193	صحابہ کرام بھی مجتہد تھے
	دیوبندی کے نزدیک صرف امت	194	تعریف تقلید
226	کا جواب در تصویب کی تحقیق	202	فقہاء کے رائے میں غیر مقلدین کی حقیقت
	دیوبندی معاذ اللہ انبیاء علیہم السلام	203	وہابی اور حنفی کا فرق اور مسئلہ امکان کذب
227	کو شیطان کر سکتا ہے	206	دیوبندی کا خدا عالم الغیب نہیں
228	تحقیق عبدالنبی	207	دیوبندی کے نزدیک قرآنی فصاحت
	دیوبندی کے نزدیک ذکر حسین علیہ السلام	207	دیوبندی کلمہ
229	سزا کرنا علیل بہتر ہے	208	اجرائے نبوت کی ابتدا دیوبندی نے کی

293	رحمۃ اللہ علیہ کافر وی		ہندو کی پکی ہوئی شی دیو بندی کے نزدیک
295	فیصلہ حاضر و ناظر از اکابرین دیوبند	230	حلال لہ گیدھویں حرام
298	بحث علم غیب		ہندو کے سودی روپے کے پیاد کا پانی
298	تحقیق لفظ نبی	231	دیوبندی کثواب
299	لفظ غیب کی تحقیق قرآن شریف	231	دیوبندی کو محرم کی سبیل کا پانی حرام
302	اولہ علم غیب از قرآن شریف	231	دیوبندی کو حمد کے ہاتھ کارس صحیح
305	تحقیق قل لا اقول لکم	232	تحقیق فاتحہ و گیارھویں
	نبی ﷺ کے نفع نقصان پر نہ ایمان لانے والے	240	دیوبندی کا اپنا فتویٰ اپنے متعلق
307	پر مفسرین کا فتویٰ	241	کوئے کی تحقیق فقہ دیوبندی
312	تحقیق ولو کنت اعلم الغیب	243	تصوف دیوبند
315	فیصلہ خیر از قرآن شریف	247	نور نور مصطفیٰ ﷺ از قرآن شریف
319	فیصلہ سوء از قرآن شریف	254	مماثلت کا جواب
322	تحقیق قل ان ادری	258	ولدیت کا جواب
325	تحقیق ان اللہ عنده علم الساعة الخ	258	بشر من البشر کا جواب
	حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے مافی غدا اور مافی	259	تحقیق نور
326	الارحام کا علم غیب پیدا ہوتے ہی بیان فرمادیا	262	استدلات نور از احادیث
	حضرت ابراہیم علیہ السلام نے علم	269	نور کے متعلق حافظ محمد لکھوی کا فتویٰ
	ماذا تکسب غدا اور مافی الارحام کا	271	اولہ نور از اکابرین دیوبند
	علم غیب بیان فرمایا خداوند کریم نے	272	بکے متعلق حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کا فتویٰ
	حضرت ابراہیم علیہ السلام کو زمین و آسمان	273	بشر کہنے والے پر فقہائے احناف کا فتویٰ
329	کی تمام بادشاہیوں کا علم غیب عطا فرمایا	274	اولہ حاضر و ناظر از قرآن شریف
331	ابراہیم علیہ السلام کا دعویٰ علم غیب لدنی	285	دلائل حاضر و ناظر از احادیث
	حضرت یعقوب علیہ السلام کا علم		وقت مخصوصہ کو بھی آپ کی قوت
	مامضی و مافی غدو مافی الارحام	288	ناظرہ کا ہونا
331	کو بیان کرنا		حاضر و ناظر کے متعلق نواب صدیق حسن
	حضرت نوح علیہ السلام کو بھی مافی الغدو	292	غیر مقلد کا فتویٰ
332	مافی الارحام کا علم حاصل تھا	292	دلائل حاضر و ناظر از اقوال بزرگان
	حضرت خضر علیہ السلام کو بھی علم غیب حاصل		حاضر و ناظر کے متعلق امام اعظم

352	إِنَّ اللَّهَ جُنْدُهُ جَلْمُ الشَّافِعَةِ كَامُفَصَّلِ ذِكْرِ قیامت کے متعلق کفار کا سوال کرنا	333	تھا علوم خمسہ سے علم مافی العلوم مافی الارحام بھی حاصل تھے نبی ﷺ کا
355	استفراہ تھا	333	مادانکسب غذا کی اطلاع دینا
363	نبی ﷺ کو علم قیامت حاصل تھا		نبی ﷺ کو علم مافی الغد اور ہای ارض
363	اللہ کو علم قیامت حاصل ہے		نموت کا علم حاصل تھا اور حدیث
	فَلَا تَعْلَمُ قَهْرَ مَا تُخَوِّى لَهُمْ كِي تَحْقِيقِ	333	ہذا مصرع فلاں غذا
366	مِنْ بَلَاءِ مَا أَطْعَمْتُمْ مَا يَكُونُ جَوَابِ		جو نبی ﷺ کے علم مافی الارحام اور
	الْمَ يَأْتِيكُمْ نَبَا الْبَلْبَيْنِ مِنْ قَبْلِكُمْ قَوْمِ		مادانکسب غذا اور ہای ارض نموت
369	نُوحٍ وَعَادٍ وَثَمُودَ كِي تَحْقِيقِ		پرایمان نہ رکھے وہ از روئے حدیث
370	خداوند کریم نے قیامت کی تعیین ظاہر فرمادی	334	مرزائی ہے
372	علم کلی از احادیث صحیح		آپ کے علم فی الارحام پر منافقین کا اعتراض
	قیامت کو نبی ﷺ بہت قریب ملاحظہ	336	اور آپ کا ان کو بیان فرما کر لا جواب کرنا
373	فرما رہے ہیں		امام و پیز پیشوا و بزرگان دین کے سامنے
	علم کلی رب العزرة نے نبی ﷺ کو اپنے	337	گھسنے ٹیک کر بیٹھنا سنت رسول ﷺ ہے
374	دست سے عطا فرمایا		منافقین کو آپ کے علم غیب کے انکار کرنے
	علمت مافی السموات و مافی	340	پر مسلمانوں سے خداوند نے علیحدہ کر دیا
377	الارض الخ		وہابیوں کو نبی ﷺ کے علم غیب پرایمان لانے
377	حدیث کے اسما ورجل کی تحقیق		سے کوئی چیز مانع نہیں مافی الارحام
381	قیامت جمعہ کے دن ہوگی	342	کے ذرے ذرے اور دن دن کی اطلاع ہے
	صحابہ کرام کا عقیدہ تھا کہ آپ کو علم		بعض کو روح کا علم بھی اللہ تعالیٰ نے عطا
385	قیامت حاصل ہے	343	فرمایا ہے
385	علوم خمسہ کے متعلق بزرگان دین کا عقیدہ		نبی ﷺ کو علم مافی الغد و مافی الارحام قیامت
387	لَا تَعْلَمُهُمْ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ كِي تَشْرَحِ	344	تک کے حاصل ہیں
	وَلَا تَقُولُنَّ لِيَشَاءَ إِنِّي فَاعِلٌ		علم مافی الارحام آپ کے غلام بچوں
388	ذَالِكْ غَدَا كَابْيَانِ	347	کو حاصل ہے
391	اسْتَغْفِرْ لَهُمْ أَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ كَا جَوَابِ	348	حضرت ابو بکر صدیق کو علم مافی الارحام تھا
395	وَمَا يَعْلَمُ جُنُودَ رَبِّكَ إِلَّا هُوَ كَا جَوَابِ	349	علم نزول غیب
395	وَمَا أَدْرِى مَا يُفْعَلُ بِي كَا جَوَابِ	351	بحث علم قیامت

مقیاس حنفیت

428	کی شرح	396	وَزَمَلْنَا لَمْ تَقْصُهُمْ عَلَيْكَ كَاجَوَابِ
433	بحث علم قیامت		إِنِّكَ لَا تَعْلَمُ بِشَيْءٍ مَّا أَخَذَ لَوْ أَبْغَذَكَ
434	قیام حشر	398	کاجواب
434	میدان حشر کا نقشہ	400	ذوالیدین کی حدیث کاجواب
435	حشر میں کفار کی حالت کا نقشہ		وہابی کا علمی حیثیت سے نبی ﷺ
436	شب معراج میں علم قیامت کا تنازعہ	401	پرفوقیت کا دعویٰ
439	غرمحجلین کے سوال کاجواب	402	بحث نسیان
440	فَلَا أَفْزَىٰ مِمَّنِ اسْتَشَىٰ اللہ کاجواب	303	سترشہداء کے واقعہ کاجواب
	بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي السَّمَوَاتِ وَلَا فِي		آپ کو ستر صحابہ کرام کے شہید ہونے
443	الْأَرْضِ غُضِّبَ كِتَابُ	405	کا پہلے علم تھا
	میری امت کا حساب میرے ہاتھ میں		حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
443	دے دے کی تشریح	406	کے بہتان کاجواب
	بوقت وصال انعام میں تین دفعہ غسل		آپ کو حضرت صدیق کی پاکدامنی
446	فرمانے کاجواب	408	کا پہلے علم تھا
	مروا ابابکو کاجواب حضرت علیؓ کے	410	لَطَعْتُ فِي عَيْتِكَ كَاجَوَابِ
449	تہرلانے کی حقیقت	411	علم بمعنی اظہار بھی مستعمل ہوتا ہے
	تین دن حاضری نہ دینے والے کے متعلق	412	لَا تَحْضُرُنِي الْآنَ كَاجَوَابِ
450	سوال وجواب		آپ کے جوڑے پاک سے قذر کو دور کرانے
	ایک نئی قبر کے متعلق سوال کر کے قبر پر آپ	413	کے واسطے حضرت جبریل شریف لائے
451	نے جنازہ پڑھایا	414	ذَكَرَ أَنَّهُ جُنُبٌ كِتَابُ
452	ہر جنازے کو آپ کا دریافت کر کے نماز پڑھنا	415	مسجد کی خادمہ کاجواب
453	لَمْ يُشْعِرْ أَنَّهُ عَبْدٌ كِتَابُ	416	حد حد کے قول کی تشریح
454	اصحابی کی عیب جوئی کاجواب	420	دلونی علی قبرہ کی حقیقت
	بسم اللہ سورتوں کی فصل ہونے سے آپ کی		اصحابی اصحابی کاجواب اور بحث
455	بے علمی ثابت ہوتی ہے اس کاجواب	422	اسماء رجاں حدیث
455	بچے رونے کاجواب		وَلَمْ يُشْعِرْ أَنَّهُ عَبْدٌ كِتَابُ
456	جوتوں کی آہٹ کاجواب	425	معارضہ کے دلائل
456	بستر پر کھجور ملنے کاجواب		مَا الْمَسْئُولُ عَنْهَا بِاعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ

مقیاس حنفیت

458	نذر و نیاز اور نذر پر اہماز اور جلوت کا ثبوت	458	مناصحین کی ہشیاری کا جواب
489	نذر و نیاز اچھا اور دماغی	459	عَلَّمَ لَا يَنْفَعُ کا جواب
490	مولود کی معیت میں بزرگوں کو نذرانہ پیش کرنا		آپ کا نسب کو بیان نہ کرنا عدم علم ہدال
	بہروں بزرگوں پر خبروں کو پہلا پھل نذرانہ	460	نہیں اور فَرْوَنَتْنِ ذَلِكْ کجیہ کا جواب
491	کرنا پھر خود کھانا	461	علم غیب از احادیث
	بزرگوں کا نذرانے پر ختم پڑھنا اور اس	468	علم غیب نبی ﷺ از تفاسیر
493	کو باقی طعام میں تہہ گالانا	472	فقد اکبر کی عبارت کا جواب
494	طعام پر ختم پڑھنا اور بعد ازاں کھانا	474	شامی کی عبارت کا جواب
495	رہن مقرر کر کے نیاز پکانا اور پس و پیش نہ کرنا	476	اولہ استعانت
	تشی میں بھی پیشوایان کو صرف کر کے	478	مومن کی حیات و ممات یکساں ہے
496	راضی رکھنا		آپ کا موسیٰ علیہ السلام کو قبر میں نماز
498	البر کہ مع اکابر کم حدیث ہے	478	پڑھتے دیکھنا
	بوقت بیعت ہر طریقت کو ہدایہ پیش کرنا	479	آپ کا ہر قبر میں پیش ہونا اور اعانت فرمانا
498	اور ان کا قبول فرمانا سنت ہے	479	کفار کو شیطان کی ہر وقت امداد
500	فضیلت جمعرات		حضرت آدم علیہ السلام آپ کے وسیلہ
504	فضیلت دودھ	480	سے دوبارہ مقبول ہوئے
504	فضیلت حلوا و شہد	481	آپ کے وسیلے سے ایک نابینے کا صحیح ہونا
505	فضیلت گوشت	482	غائبانہ استعانت سے نابینا کا بینا ہونا
	پراٹھ لگا کر بزرگ کی نذر کرنا اور ان		بعد از وصال آپ کا دنیا و آخری میں
505	کا قبول فرمانا	483	غائبانہ امداد فرمایا
505	گٹھلیوں یا کنکریوں کیساتھ درد و غم پڑھنا		آپ کے اسم پاک کی دوہائی سے بیمار
509	میت کو دفن کر اس کی سرہانے ختم پڑھنا	483	کا تندرست ہونا
510	پھوڑی کا ثبوت	483	آپ کا ہماری پشتیبانی فرمانا
511	میت کے لئے فاتحہ خوانی کا ثبوت		اہل اللہ کو غائبانہ جس مشکل کے لئے پکارا
512	فاتحہ کے بعد دعا خیر		جائے حاجت روائی فرماتے ہیں
513	صلوۃ فریضہ کے بعد بلند آواز سے صلوۃ و سلام	484	سنت ہے شرک نہیں
515	دعا بغیر صلوۃ مردود ہے		حاجات کے لئے غائبانہ اہل اللہ کو پکارنے
	بعد نماز صلوۃ اسلام نہ پڑھنے سے آپ	486	میں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا رتبہ

مقیاس حنفیت

560	دارالندوہ کی میننگ	516	نے ایک اصحابی کی نماز دھروائی
560	تاریخ وہابیہ	517	بغیر درود شریف دعا مردود ہے
569	ذکر کلمہ طیبہ بالجنازہ	518	ثبوت الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ
572	حیلہ اسقاط	519	جمعہ کے دن کثرت درود شریف
576	قبر پر تلقین۔		درود شریف کے تارک کو جنت کا
578	ارشادات حضرت ہمدانیؒ	520	راستہ نہ ملے گا
578	استمداد اولیاء اللہ کے متعلق آپ کا فتویٰ		الصلوٰۃ اسلام علیک یا رسول پر مبنی سے
582	حاضر و ناظر و غیب کے متعلق آپ کا فتویٰ	520	زیارت مصطفیٰ ﷺ ہوتی ہے
582	حیات اولیاء اللہ پر آپ کا فتویٰ	522	دعا بعد جنازہ از قرآن شریف
583	دست بوسی و قیام	524	دعا بعد جنازہ از تفاسیر
586	تقبیل ابھامین	527	دلائل دعا بعد جنازہ از احادیث
	تمت بالخیر	529	دعا سے روکنا حماقت ہے
		529	تقدس حرمین شریفین
		533	وہابیت
		534	وہابیوں کے خدا کا مقام
		535	غیر مقلدوں کی توحید و قرآن
		536	زیادہ روضہ اطہر اور وہابی مذہب
		539	بیت رسول ﷺ اور وہابی مذہب
		540	زیادہ روضہ اطہر و حنفی مذہب
		543	لا تشد الرحال کا مطلب
		545	سفر روضہ اطہر
		546	لَا تَجْعَلُوا قَبْرِیْ عِیْدًا
		547	لَا تَجْعَلُوا قَبْرِیْ وَثَنًا
		548	اداب قبور
		549	غیر مقلدوں کی فقہ کے مسائل
		555	حنفی فقہ کے جوابات
		557	وہابیوں کا محمدی کہلانا
		558	وہابیت

USB PS/2

The PS/2-USB adapter allows you to use your PS/2 Compatible mouse and keyboard as USB compatible Device. Now you can enjoy using your keyboard and Mouse Connected to the USB-PS/2 adapter as an USB compatible device.

Features:

Compliant with USB HID spec.

USB Bus powered

Fully compliant with PS/2 keyboard/mouse

support USB and Ps2 plug and play

Also Support ps2 keyboard or two ps2 Mouse(2p model)

Support Standard Windows Multimedia Keys

Support Windows 98/SE/ME/2000/XP and Mac OS9.0/OSX/Linux

مصحفی رسال فیض داکہ دیل بمقام دوست
 باور یادی تمام بوالہی است

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

حبیب بنو زندانہ رموز ربیہ حبیبی است
 دیوبند حسین احمد ابیہ حبیبی است

سرور بر سر منبر کہ ملت از وطن است
 چہ بے خبر ز مقام محمد عربی است

﴿اقبال﴾

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي نَزَّلَ الْكِتَابَ عَلَى عَبْدِهِ وَلَمْ يَجْعَلْ لَهُ عِوَجًا يَا
 رَبِّ ذَا الْمَجْدِ وَالْعُلَى عَلَيْهِ صَلَوةٌ دَائِمَةٌ سَرْمَدِيَّةٌ لَا انْقِطَاعَ لَهَا وَسَلَامٌ
 عَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَمَنْ آمَنَ بِهَا أَمَّا بَعْدُ فَقِيرٌ سَائِلٌ لِيُنْفِقَ مِنْهُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ
 اعترافات کے مختصر جوابات پیش کیے ہیں بعد ازاں مفصلاً تحریر ہیں۔
 سوال۔ تبلیغی جماعت کے ارکان کیا غیر مقلد ہیں ثبوت دیجئے۔

جواب: تبلیغی جماعت وہابیت کے اصل کی دونو فرعین ہیں۔ دیوبندی اور وہابی۔
 دونوں کی معجون مرکب تبلیغی جماعت ہے۔ تمام حضرات کا مشاہدہ ہے کہ اس میں
 اکثریت غیر مقلدین کی ہے جو رفع یدین کرتے ہیں اور سینے پر ہاتھ باندھے ہوئے
 ٹانگیں چوڑی انٹشن کھڑے ہوتے ہیں اور باقی دیوبندی ہیں۔ دوسرا جواب تبلیغی
 جماعت اگر وہابی نہیں تو آپ کے پاس کیوں پناہ گزین ہوتے ہیں۔ کسی اہل سنت و
 الجماعت کے پاس کیوں نہیں ٹھہرتے۔ تیسری دلیل آپ نے ان کی رفاقت کو کیوں
 پسند فرمایا کسی سنی سے آپ کی رفاقت کیوں نہیں۔ کدہ بجنس با بجنس پرداز نمبر ۴۔ ان

کے اشکال و اطوار ان کی وہابیت پر واضح دلیل ہے۔ جو کسی دلیل کے محتاج نہیں۔

سوال ۲: امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تقلید کے مدعی کو وہابی کہنے کا آپ کے پاس کونسا مقیاس حنفیت ہے۔

جواب: حضرت پیر پیران صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حنفی کو دو مقامات پر علیحدہ علیحدہ بیان فرمایا ہے جس سے احناف کی دو اقسام ثابت ہوتی ہیں۔ حنفیہ مرجیہ اور حنفی اہل السنۃ والجماعت جیسا کہ آج کل بھی احناف کی دونوں قسمیں موجود ہیں۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ محض دعویٰ کافی نہیں بلکہ حنفیت اعتقاد و اعمال احناف کے متوازی ہونے پر مبنی ہے۔ حضرت پیر پیران رحمۃ اللہ علیہ کے بعد دعویٰ مرجیہ حنفیہ وہابیت کے عقائد کو عمدہ سمجھ کر یکجان دو قالب بن گئے۔ (فتویٰ رشیدیہ جلد اول ص ۱۱۹۔ فتویٰ رشیدیہ جلد دوم ص ۸۸) محمد بن عبدالوہاب کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں۔ ان کے عقائد عمدہ تھے۔ یہ سراہنا یکجان ہونے کی بنا پر ہے۔

سوال ۳: عبدالوہاب بخدی کیسے شخص تھے۔

جواب: محمد بن عبدالوہاب کو لوگ وہابی کہتے ہیں وہ اچھا آدمی تھا۔ اب فقہائے احناف سے دریافت کر لیں۔ کہ تمہارے نزدیک محمد بن الوہاب کیسا آدمی ہے۔

ردالمختار جلد ۳ ص ۴۲۷: محمد بن عبدالوہاب اور اس کے معتقدین کو خارجیوں میں شمار کیا ہے۔ اگر حنفی کہلانا چاہتے ہو تو تم فقہاء کے عقیدہ سے خارجی کہو۔ ان کو اچھا کیوں کہتے ہو۔ اور عامل بالحدیث سے نواز کر ان کے عقائد کو اپنے عقیدہ کیوں بناتے ہو۔

سوال ۴: وہابیوں کے مدرسے میں پڑھتے رہے ہو۔ آپ کے استاد بھی وہابی ہیں۔ اور وہیں نماز پڑھتے رہے ہو۔

جواب: واقعی میرا حصول علم تمام وہابیہ سے ہے۔ وہ وہابی آپ کی طرح تو ہیں انبیاء

علیہم السلام واولیاء کرام میں چوٹی کے نہ تھے۔ بلکہ نیچے کے تھے۔ کیونکہ وہ امکان کذب باری تعالیٰ کے قائل نہیں تھے۔ ان کی کتابیں دیکھ لیجئے۔ میرا عقیدہ بھی بوقت تعلیم خود رفتہ تھا۔ جب علوم تفاسیر و احادیث پڑھے جیسے جیسے دلائل ملے وصول سند تک تمام مسائل مکمل ہو گئے۔ طالب علمی کے زمانہ میں فقیر نے کوئی فتویٰ بھی تو نہیں دیا۔ جب علوم حاصل کر لئے تو خدا نے فتویٰ کی ہمت بھی عطا فرمائی اور باطل سے مقابلہ کرنے کے لئے طاقت بھی عنایت فرمائی۔ اور جب مرشد کامل غوث اکمل جن کے کرم نے ملک آباد کیا ہوا ہے نے نظر کرم فرمائی تو باطل کو فَاِذَا هُوَ زَاهِقٌ سے درست کرنے کی قوت بیانہ بھی بخشی۔ جس سے آپ کو بھی حسد ہے۔ لیکن یہ خدا داد نعمت وہی ہے جو ولی کامل کا عطیہ ہے۔ یہ کسی چیز نہیں۔ اگر میرے راہبر مجھے منظور نظر نہ فرماتے تو عقیدہ شائد درست نہ رہتا۔ بلکہ خبر نہیں کیا ہوتا۔ جیسے آپ کے ایمان اور شریعت میں بون بعید ہے۔ جب مرد کامل کی نظر ہو جائے تو بندہ کو بندہ بنا دیتا ہے۔ اسی واسطے حضرت بابرکت کا دامن تھا ما کیونکہ کچھ نہ تھا۔ اگر کچھ ہوتا تو غلامی کی کیا ضرورت تھی۔ یہ انعام غلامی میں میسر ہوا ہے۔

دوسرا جواب: آپ کے اکثر اساتذہ مدرسہ میں ہندو ہوں گے۔ کیا آپ کو ہندو کہہ سکتے ہیں۔ ثابت ہوا کہ علوم ظاہری کا حصول عقائد کو نقصان دہ نہیں ہے۔ ہاں اگر اولوالمروہابی ہو تو وہابیت میں شک نہیں یا آپ کی طرح مَنْ اتَّخَذَ لِلّٰهِ هَوَاهُ کا پیرو ہو تو یقیناً وہابیت کا مجسمہ ہے۔ فقیر نے آج تک کسی مسلمان کو خنزیر نہیں کہا۔ اگر اللہ تعالیٰ اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ سَبِيْلًا فرمادے تو میں ذمہ وار نہیں۔ کیونکہ الانعام کے ال تعریف نے حکم عام کر دیا ہے جو عمل از روئے قرآن كَالْاَنْعَامِ ثابت ہو وہ جو بھی کرے یہ حکم اس پر ہی چسپاں ہو سکتا ہے۔ کسی کا نام تو کہا نہیں جاتا۔ اگر آپ کو شانِ مصطفیٰ ﷺ سننے سے رنج ہوتا ہے تو آپ یقیناً اسی کے مصداق ہوں گے۔ ورنہ نہیں۔

سوال - ۵: حرمین شریفین زادہما اللہ تعالیٰ شرفاً کے متولی آجکل وہابی ہیں ان کی اقتدا میں نماز ادا کرتے رہے ہو اور یہ مقامات مقدسہ پاک ہے یا پلید نیز خود بھی تم نے (یعنی محمد عمر نے) ایک دن جامع مسجد دیوبند یہ میں نماز ادا کی ہے۔ کیا وہ اس وقت پلید نہ تھی۔ نیز جماعت تبلیغی کی مسجد میں شب باشی پر اعتراض کیا گیا ہے۔ کیا حرمین میں سویا نہیں جاتا وہاں وہابی سوتے ہیں وہ پاک ہیں یا پلید۔

جواب: خدا کے فضل و کرم سے حرمین شریفین پاک کرنے والے ہیں۔ وہاں جو جائے اور جیسا بھی جائے وہ اس کو پاک کر دیتے ہیں۔ لہذا وہابیوں کا وہاں جانا مفسر حرمین نہیں۔ کفار کے قیام سے نبی ﷺ نے پلید نہیں فرمایا۔ جس کی یہی مذکورہ بالا وجہ تھی اور جہاں بوسہ دیتا رہا ہوں وہابیہ اور دیوبند یہ ان مقامات مقدسہ کو چھوتے ہی نہیں اور میرے ہم خیال ساتھی پچیس کی تعداد میں تھے۔ جنہوں نے ان کے پیچھے اقتدا نہیں کی۔ بلکہ تتبع سے ثابت ہوا کہ اکثر مقلدین علیحدہ جماعت کرواتے ہیں۔ جیسا کہ ہمارا بھی یہی وطیرہ رہا۔ اور وہاں کے مقیمین احناف کو میں نے اپنے اپنے گھروں میں نماز گزارتے دیکھا۔ سوال کرنے پر یہی جواب ملتا تھا کہ نجدیوں کی اقتدا ہمارے علماء کے فتویٰ سے از روئے احادیث صحیحہ کسی صورت میں ہی جائز نہیں ہے بلکہ گناہ ہے۔ چنانچہ اس طرح کے وہابیہ نے چوٹی سے ایڑی تک زور لگایا اور حکومت نجد یہ سے استدعا کی کہ محمد عمر علیحدہ جماعت پڑھاتا ہے۔ مگر حکومت نے ان کے اس اعتراض پر جب بھی ہم سے سوال کیا تو اس وقت ہماری طرف سے ان کے خلاف کوئی کلمہ نہ نکلتا تھا۔ بلکہ حکومت نجد یہ وہابیت کے متعلق اگر کچھ دریافت کرتی تو ان کو کہا جاتا۔ کہ ہم یہاں بغرض زیارت حرمین حاضر ہوئے ہیں نہ کہ مفتی بن کر۔ اگر کوئی فتویٰ ضرور ہم سے ہی دریافت طلب ہے تو سمندر پار پہنچنے پر فتویٰ دیا جاسکتا ہے۔ اس جواب سے سوائے خاموشی کے اور کچھ نہ کہہ سکتے تھے اور اس وقت جو میرے مقتدی

ان کی اتباع میں نماز پڑھنے والے موجود ہیں۔ وہ اب سننے کے بعد انشاء اللہ نجدی کی اقتدا میں نہ الجھیں گے۔ جس کا آپ کو بھی یقین ہو چکا ہے۔ آخری اعتراض کہ حرمین نجدیوں سے پلید ہے یا نہیں اس کی مثال پانی پاک جاری یا پانی پاک کثیر کی ہے۔ جس میں جنبی آدمی غسل کرے تو شرعاً پانی پاک رہیگا۔ ایسے ہی حرمین شریفین نجدیت سے پلید نہیں ہوگا بلکہ بیت طہارت داخل حرمین ہو تو پاک ہو سکتا ہے پہلے بیت اللہ میں بت تھے۔ جب نبی ﷺ نے بتوں کو باہر نکال دیا تو بیت اللہ جیسا کہ پہلے پاک تھا پھر بھی پاک رہا۔ کیونکہ بیت اللہ کا اصل پاک ہے اور بابرکت ہے۔ اور روضہ اطہر کے اندر تو نجدی نہ داخل ہوا ہے اور نہ انشاء اللہ اس کو داخل ہونے کی طاقت ہی ہے۔ اسی واسطے روضہ اطہر کو تو اللہ تعالیٰ نے ثَمَّ لَا يُجَاوِزُ وَنَكَ کے قانون سے پاک مبرا رکھا ہوا ہے نجدی وہابی دیوبندی تو روضہ اطہر کے قریب نہیں بھٹک سکتا۔ کیونکہ ان کے دل میں شیطان نے یہ جمایا ہوا ہے کہ اگر تو روضہ اطہر کے قریب گیا تو نے روضہ اطہر کے سفر کی نیت بھی کی تو مشرک ہو جائے گا۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ اِنَّ الشَّيْطَانَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِين کے ذکر سے ثابت ہے کہ واقعی شیطان انسان کا دشمن ہے جو وہابی دیوبندی کو اللہ کے محبوب ﷺ کے نزدیک بھی نہیں جانے دیتا۔ کہ اگر نزدیک چلا گیا تو پاک ہو جائے گا۔ اسی عناد کی بنا پر دور رکھتا ہے اور ان سے روضہ اطہر پر جانے کو شرک کے فتوے دلواتا ہے۔ جیسا کہ ان کو حضرت پیر پیران کی گیارہویں کے تبرک کے نزدیک نہیں جانے دیتا کہ تمہارے لئے حرام ہے۔ یہاں حضرت پیر پیران رحمۃ اللہ تعالیٰ حقیقۃً اپنے تبرک کو ان سے بچاتے ہیں کہ ان کے نجس باطنوں میں پاک تبرک کیوں جائے ایسے ہی وہاں اللہ تعالیٰ روضہ اطہر کی طرف جانے نہیں دیتا کہ میرے محبوب ﷺ کے مقام مطہر کو تم ملبس منی چھونے کے قابل ہی نہیں۔ ادھر شیطان اپنے عناد سے گمراہی میں پیچھے کھینچتا ہے ادھر رب العزت اپنے محبوب ﷺ

کے دربار سے نا اہل سمجھ کر پیچھے دھکیلتا ہے جو قیامت کے دن قلاقلو مؤنی و لو مؤوا
 اَنْفُسُکُمْ سے بری الذمہ ہونے کی کوشش کرے گا۔ اور رب العزت و لو اَنْفُسُکُمْ
 اِذْ ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَکُمْ جَاوِکَ کا قانون سنا کر بلا اہل القباہی جہنم کُلْ کَفَّارِ
 غَنِیْد کا حکم سنا دیں گے۔ باقی آپ کا سوال میرے متعلق عصر کی نماز پڑھنا سو میں
 نے اس کا اعادہ کر لیا تھا۔

سوال۔ ۶: آپ کے مقتدی پہلے جا کر نجدی کی افتدائیں نماز پڑھتے رہے ہیں۔ کیا
 ان کو توبہ کرائی اور دوبارہ کلمہ شریف پڑھایا۔

جواب: کیا آپ کے پیچھے جو حنفی غلطی سے نماز پڑھنے جاتا ہے تو آپ ان کو پہلے توبہ
 کروا کر مقتدی بناتے ہیں۔ یہ کتنا کچا سوال ہے۔ جو مبتدی میرا پختہ معتقد بناتا ہے وہ خدا
 کے فضل و کرم سے خود بخود دوہابیت سے تائب ہو کر ہی مستقل ہوتا ہے مجھے توبہ کرانے کی
 ضرورت نہیں ہوتی۔ اور بعد از سماع قبول انشاء اللہ فقیر کا مقتدی کبھی قرن شیطان کا مقتدی
 نہیں بن سکتا۔ فقیر کی دعا ہے کہ اللہ کریم آپ کو بھی حضور ﷺ کی محبت عنایت فرمادے
 اور اس دن سے قبل ہی توبہ کی توفیق دے جس دن توبہ کا دروازہ بند ہو جانے والا ہے۔

سوال۔ ۷: عورت کے دودھ کو حرام کہتا ہے اور بچے کے پیشاب کو پاک۔

جواب: عورت کا دودھ واقعی حرام ہے اور احناف کے نزدیک بعد از حولین اس سے
 اجتناب لازمی ہے اور حنفیوں کو ہی اپنی مسجد میں ہی یہ مسئلہ سنایا گیا تھا۔ وہابیوں کا
 مسلک بیان نہیں کیا گیا۔ کیونکہ مجھے علم ہے کہ وہابیہ کے نزدیک داڑھی والا آدمی
 عورت کا دودھ پی سکتا ہے۔ وَيَحْضُوْا اَرْضَاعُ الْکَبِيْر وَلَوْ کَانَ ذَالْحِيَةِ داڑھی
 والے کو عورت کا دودھ پینا جائز ہے۔ دیکھئے۔

روضہ الندیہ ص ۲۳۶ بلا شک آپ دونوں کاموں سے استفادہ فرمائیں۔

جب آپ حکم الہی حوالین کا ملین کو چھوڑ گئے ہیں تو میرا کہنا آپ کے سامنے کیا وقعت رکھتا ہے۔ دوسرا مسئلہ فقیر نے عورتوں کے متعلق احکامات شرعیہ بیان کرتے ہوئے لڑکے کی والدہ کو تنبیہ کی کہ تم نماز سے زیادہ جراتی ہو۔ کیا یہ کفران نعمت نہیں ہے۔ تمہارا خیال ہے کہ خدا نے ہمیں لڑکا کیوں دیا۔ اگر چھین لے تو ہی نماز کی طرف مائل ہوگی۔ پھر اگر بچے کی والدہ کو موسم سرما میں دولباس کی توفیق نہ ہو تو مقام پیشاب کو دھویا جائے کیونکہ پلید ہے اور کپڑا دھو کر نماز ادا کر سکتی ہے۔ اگر باعث سردی خطرہ لاحق ہو تو پانی کے چھینٹے مار کر نچوڑ کر بھی نماز ادا کر سکتی ہے۔ گیلے سے کیونکہ کپڑا لڑکے کے پیشاب کا چھینٹے مارنے سے پاک کا حکم رکھتا ہے۔ جیسا کہ حدیث پاک میں مذکور ہے ورنہ کپڑے سے پیشاب بغیر پانی کے کسی صورت میں بھی پاک نہیں ہو سکتا۔ یہ ہے آپ کے سوالات کے مختصر جوابات۔ اب بعد ازیں مدلل سنئے۔



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

”دیوبندی وہابی“ (محمد عمر کو مخاطب ہو کر) تم نے قصور میں کفر کی مشین چلائی ہوئی ہے۔

محمد عمر الحمد لله نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ اَمَّا بَعْدُ اللهُ تعالیٰ جل شانہ ہر مسلمان کو اپنی خداوندی کے صفات حمیدہ پر بلا نسبتہ عیب ایمان رکھنے کی توفیق عنایت فرماویں اور نبی اکرم نور مجسم محمد عربی مصطفیٰ ﷺ پر ہر وقت صلوٰۃ و سلام بھیجنے کی بلاشبہ طاقت بخشیں اور ہر کفر و شرک و بدعت سے محفوظ رکھے کیونکہ الناحور کو تو ال کو ڈانٹے سنا کرتے تھے لیکن آج وہ وقت آنکھوں سے دیکھا کہ قصور کے وہابی دیوبندی فقیر پر اعتراض کرتے ہیں کہ تم نے قصور میں کفر کی مشین چلائی ہوئی ہے۔

اکابرین دیوبندیہ وہابیہ نے مسلمانان دنیا کے اکابرین و صالحین و متقدمین و متاخرین کے صحیحہ عقائد پر طعن و تشنیع اور جرح قدح کر کے کفر کے فتوے جاری کئے ہوئے ہیں۔ اور مشرک اور بدعتی کے خطابات سے ان کو کوسا ہے۔ یہ شیوہ آپ کا ہی ہے۔ سنیہ:-



دیوبندی..... وہابی

(۱) تذکیر الاخوان مصنفہ اسماعیل صاحب دہلوی ص ۳۴۳

تجھ سوا مانگے جو غیروں سے مدد فی الحقیقت ہے وہی مشرک اشد
دوسرا اس سا نہیں دنیا میں بد ہے گلے میں اس کے جل من مسد
سب سے اس پر لعنت و پھٹکار رہے

(۲) تذکیر الاخوان صفحہ ۳ مصنفہ مذکورہ بالا { مردوں سے حاجتیں مانگنا اور ان کی منتیں ماننا کفار کی راہ ہے۔

محمد عمر: الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ الْأَنْبِيَاءِ وَعَلَى آلِهِ
الَّذِينَ اجْتَنَبُوا عَلَى عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَى فقیر انشاء اللہ تمہارے تمام عقائد کا جواب
پہلے قرآن کریم پھر حدیث صحیح محمد مصطفیٰ ﷺ بعدہ بزرگان دین سے پیش کرے گا۔

قرآن کریم

وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ

مومن مرد اور عورتیں انکا بعض بعض کے مددگار ہیں توبہ ۱۰

اس آیت سے ثابت ہے کہ مومنین صالحین ہر وقت ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں۔

(۲) مائدہ ۶ { وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَى

اور تم ایک دوسرے کی امداد کرو نیکی اور تقویٰ پر۔

کیا اللہ تعالیٰ نے یہاں شرک کا سبق دیا ہے۔ جو نیکی پر مدد کرنے کے لئے ارشاد فرمایا ہے۔

طبرانی صغیر ص ۲۰۱: حدثنا محمد بن عبد الله القرمطی من ولد عامر بن ربيعة ببغداد حدثنا

يحيى بن سليمان بن نضلة الخزاعي حدثنا عمي محمد بن نضلة عن جعفر بن محمد عن

ابيه عن خده علي ابن الحسين حدثني ميمونه بنت الحرث زوج النبي ﷺ أَنَّ رَسُولَ

اللَّهِ ﷺ بَاتَ عِنْدَهَا فِي لَيْلَتِهَا فَقَامَ بَتَوَضُّاً لِلصَّلَاةِ فَسَمِعَتْهُ يَقُولُ فِي مَسْوُضَاهُ لَبَّيْكَ

لَبَّيْكَ ثَلَاثًا نَصِرْتُ نَصِرْتُ ثَلَاثًا فَلَمَّا خَرَجَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ سَمِعْتُكَ تَقُولُ

(۳) تقویۃ الایمان ص ۵} سنا چاہئے کہ اکثر لوگ پیروں کو اور پیغمبروں کو اماموں کو اور شہیدوں کو اور فرشتوں کو اور پر یوں کو مشکل کے وقت پکارتے ہیں۔ اور ان سے مرادیں مانگتے ہیں سو وہ شرک میں گرفتار ہیں۔

فِی مَوْضَانِکَ لَبِیکَ لَبِیکَ ثَلَاثًا نُصِرْتُ نُصِرْتُ ثَلَاثًا کَانَکَ تَکَلَّمَ اِنْسَانًا لَهْلَ کَانَ مَعِکَ اَحَدٌ فَقَالَ هَذَا رَاجِزٌ یَسْتَصِرُّ خَنِی نَبِیِّکَ ﷺ اِیْنِی زَوْجَ مَطْهَرٍ مِیْمُونَةٍ رَضِیَ اللہ عَنْہَا بِنْتُ حَرِثَ کے پاس ان کی باری کی رات میں ٹھہرے تو آپ ﷺ (رات کو تہجد کے واسطے) اٹھے نماز کے واسطے وضو کرتے وقت اسی مقام میں بیٹھے ہوئے میں نے سنا کہ آپ فرماتے ہیں لبیک لبیک تین دفعہ فرمایا (یعنی میں تیرے پاس پہنچا میں تیرے پاس پہنچا۔ تو امداد کیا گیا تو امداد کیا گیا تین دفعہ فرمایا) اور اپنے وضو کرے کے مقام میں تشریف فرمائیں۔ کہیں دوسری جگہ بھی نہیں سر کے اور نہ غائب ہوئے تو جب آپ ﷺ اس جگہ سے علیحدہ ہوئے تو میں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ میں نے ایسے سنا ہے۔ کہ آپ اپنے وضو کرنے کے مقام پر بیٹھے ہی فرما رہے تھے لبیک لبیک نصرت نصرت تین دفعہ فرمایا گویا کہ آپ کسی نسان سے کلام فرماتے ہیں کیا حضور کے پاس کوئی تھا تو آپ نے فرمایا یہ راجز مجھ سے فریاد کرتا ہے۔

اصل واقعہ یہ ہے کہ قریش راجز مسی عمر بن سالم کو قتل کرنا چاہتے تھے تو وہ مکہ سے نکلا اور مدینہ طیبہ کا راستہ اختیار کیا جب اس کو مصیبت پڑی تو وہ عمرو بن سالم نبی ﷺ کو غائبانہ پکارتا اور آپ اس کی امداد فرما دیتے چنانچہ ایک دفعہ راستہ میں زبردست دشمن کے گھیرے میں آ گیا تو اس عمرو بن سالم اصحابی نے نبی ﷺ کو غائبانہ پکارا اور فریاد کی کہ حضور مجھے بچائیے ورنہ دشمن قتل کر دے گا تو آپ اس وقت حضرت میمونہ بنت حارث اپنی بیوی صاحبہ کے گھر وضو فرما رہے تھے تو وہیں مدینہ طیبہ میں مقام وضو میں بیٹھے ہی لبیک فرما کر راجز کے پاس اپنی حاضری کا ثبوت دیا اور نصرت سے اس کی امداد فرما کر اس کو دشمن سے بچالیا اور اپنی امداد کی راجز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تسلی دی چنانچہ راجز صحابی کے اس واقعہ سے استمداد اور آپ نے اپنی امداد غائبانہ

(۴) جواہر القرآن مصنفہ مولوی غلام خاں صاحب ص ۱۲۲

سوال: اگر انبیاء علیہم السلام اور اولیائے کرام و ملائکہ کو غائبانہ حاجات میں متصرف فی الامور بالعرض بھی نہ مانا جائے بلکہ اللہ جل شانہ کے دربار میں سفارشی سمجھ کر پکارا جائے تو کیا یہ بھی شرک ہے؟

جواب: یہ بھی شرک ہے۔ مکہ کے مشرک اپنے معبودوں کو سفارشی سمجھ کر ہی پکارتے تھے۔

کی اپنی زوجہ مطہرہ حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بھی بیان فرمایا اور جب عمرو بن سالم راجز نبی ﷺ کی غائبانہ امداد سے مدینہ طیبہ پہنچا تو اس نے نبی ﷺ کی امداد کے متعلق چند اشعار پڑھے اس کا ایک شعر فقیر بھی عرض کرتا ہے۔ جو سنہری قلم سے لکھنے کے قابل ہے۔

فَانصُرْ رَسُولَ اللَّهِ نَصْرًا عَدَدًا وَادْعُ عِبَادَ اللَّهِ يَأْتُوا مَدَدًا

پس تو رسول اللہ ﷺ سے مدد مانگ کیونکہ آپ کی مدد ہر وقت تیار ہے اور اللہ کے بندوں کو پکارو وہ تیری مدد کو پہنچیں گے۔ یہ تمام واقعہ اور اشعار اصابہ جلد ۴ ص ۲۹۷ اور کتاب الاستیعاب جلد ۲ ص ۴۴۶ میں بھی مذکور ہے۔

اس حدیث پاک سے چار مسائل ثابت ہوئے۔

(۱) نبی ﷺ کا ہر جگہ حاضر و ناظر ہونا (۲) نبی ﷺ کو مشکل کے وقت غائبانہ فریاد کرنا۔ (۳) آپ کا غائبانہ پکارنے والے کی پکار سننا۔ (۴) نبی ﷺ کا فریاد رسی فرمانا۔

نزعہ الحاطر والفاطر لملا علی قاری ص ۶۱ ہُوَ عَنِ الشَّيْخِ أَبِي الْحَسَنِ عَلِيِّ الْخُبَارِزِيِّ قَدْ سَمِعْتُ الشَّيْخَ مَحْيِي الدِّينِ عَبْدَ الْقَادِرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ مَنْ اسْتَغَاثَ بِيَّ فِي كُرْبَةٍ كَشَفْتُ عَنْهُ وَمَنْ فَأَوَانِي بِاسْمِي فِي شِدَّةٍ لَرَجْتُ عَنْهُ وَمَنْ تَوَسَّلَ بِيَّ فِي حَاجَةٍ قَضَيْتُ حَاجَتَهُ.

شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے جس شخص نے مجھ کو مصیبت کے وقت پکارا کسی مصیبت میں تو میں اس سے مصیبت دور کرتا ہوں جس نے میرا نام لے کر پکارا تو میں تکلیف ہٹا دیتا ہوں اور جس شخص نے

(۵) جواہر القرآن ص ۱۴۷ { شرک فی الدعا غائبانہ حاجات میں کسی پیر و پیغمبر کو پکارنا کفر و شرک ہے۔ یہی شرک مشرکین مکہ میں تھا۔ اور ہر پیغمبر کے زمانے میں ہوتا رہا۔ (دیوبندیوں و ہابیوں کے نزدیک نبی ﷺ کو تو تمام انبیاء و رسل کا علم نہ تھا اور مولوی غلام خاں صاحب کو تمام انبیاء کے ہر امتی کے اقوال و افعال کی خبر ہے یہ عبارت مذکورہ بالا سے بین ہے۔ فاعتر و ایا اولی الابصار۔

مجھ سے وسیلہ لیا کسی حاجت میں تو میں اس کی حاجت کو پورا کرتا ہوں۔
قصائد قاسمی مصنفہ مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی ہانی دارالعلوم دیوبند ص ۸
مدد کر اے کرم احمدی کہ تیرے سوا جو تو ہی ہم کو نہ پوچھے تو کون پوچھے گا
نہیں ہے قاسم عکس کا کوئی حامی کار بنے گا کون ہمارا تیرے سوا غمخوار
رجلا خوف کی موجوں میں ہے امید کی ناؤ جو تو ہی ہاتھ لگائے تو ہو دے بیڑا پار
ان اشعار میں مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی ﷺ سے غائبانہ اپنی حاجت کے واسطے پکارتے ہیں۔ ان پر کیا فتویٰ لگاؤ گے فامنبہ و اتقوا اللہ

قصائد قاسمی ص ۳۹ { مولوی ضیاء الدین رامپوری حافظ محمد ضامن صاحب کو لکھے ہیں:
تیرا سایہ ہو جس پر اس پہ ہو اللہ کا سایہ
خدا فی ہو تو مانی ہو شہلا جس مسلسل سے
مدد کر غوث اعظم بیکسوں ہم سے غریبوں کی
چھوٹے غیر تیرے کھنکھتے نفس و شیطان سے
خبر لینا ہماری اے شہ دنیا و دین جلدی
کہ ہیکر بر سر کیس نفس اس تنگ غلاماں سے
پکڑنا ہاتھ میرا شمع نور احمدی جلدی
تذکرہ الرشید جلد اول ص ۲۰۶ { سنا ہے کہ طوفان کی شدت کے وقت جس کی تھوڑی دیر
بعد سکون کے آثار پیدا ہوئے حکیم ضیاء الدین صاحب یا کسی دوسرے شخص نے عالم رویا یا عالم
واقعہ میں دیکھا تھا کہ متلاطم سمندر میں ایک جانب اعلیٰ حضرت حاجی صاحب (امداد اللہ صاحب)
اور دوسری جانب حضرت حافظ ضامن صاحب جہاز کو کندھے پر رکھے ہوئے آگے کودھکیلتے اور
موجوں کے پھیڑوں سے اس کی حفاظت فرماتے جارہے ہیں۔ اور کہتے ہیں گھبراؤ نہیں۔

تذکرۃ الرشید جلد اول ص ۱۱۴ { مولوی اشرف علی صاحب لکھتے ہیں:

یا مرشدی	یا مولیٰ	یا مغزی	یا ملجائی	فی مدنی و معاوی
ارحم	علی	فلینس	سوی	جلیسکم من زاو
فازالا	نام	بکم	دانی	ہائم
			فانظر	الی برحمۃ یا حاوی

تقویۃ الایمان ص ۵} سننا چاہئے کہ اکثر لوگ پیروں کو اور پیغمبروں کو اور اماموں کو اور شہیدوں و اور فرشتوں کو اور پیروں کو مشکل کے وقت پکارتے ہیں اور ان سے مرادیں مانگتے ہیں سو وہ شرک میں گرفتار ہیں۔

یاسیدی اللہ شیاء اندہ
دوش وقت سحر از غصہ نہاتم وادند
کیانیت عجب بندگی پیرمغاں
اتم لی الہجدی وانی جاوی
واندراں ظلمت شب اب حیاتم وادند
خاک اوکشم و چندیں درجاتم وادند

امداد المشتاق مصنفہ مولوی اشرف علی تھانوی و مولوی مشتاق احمد ص ۱۱۶}

حاجی امداد اللہ جو سب دیوبندیوں کے پیر ہیں وہ اپنے پیر حضرت خواجہ نور محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق رقمطراز ہیں۔

تم ہو اے نور محمد خاص محبوب خدا
تم مددگار مدد امداد کو پھر خوف کیا
اے شہ نور محمد وقت ہے امداد کا
تم سوا اوروں سے ہرگز کچھ نہیں ہے التجا
آپ کا دامن پکڑ کر یہ کہوں گا بر ملا
حاجی امداد اللہ صاحب جو تمام اکابر دیوبندیہ کے پیر و مرشد ہیں تحریر فرماتے ہیں:-

نالہ امداد غریب مناجات ص ۸:

اے رسول کبریا فریاد ہے
سخت مشکل میں پھنسا ہوں آج کل
گردن و پاسے ہوں آج کل
قید غم سے اب جھڑا دیجئے مجھے
یا نبی احمد کو واپس لو بلا
یا محمد مصطفیٰ فریاد ہے
اے مرے مشکلکشا فریاد ہے
یا نبی کچے جدا فریاد ہے
یاشہ ہر دوسرا فریاد ہے
اس لئے صبح و مسافر یاد ہے

تقویۃ الایمان ص ۱۰} جو کوئی کسی کا نام اٹھتے بیٹھتے لیا کرے اور ۲ دور نزدیک سے پکارہ کرے اور بلا کے مقابلے میں اس کی دہائی دیوے ۔

شاہ ولی اللہ صاحب اطیب النعم فی مدح سید العرب و العجم ص ۴:

وَمُغْفِرُ الْمَكْرُوبِ لِي كُلِّ غَمْرَةٍ

وَمُتَّجِعُ الْفُفْرَانِ مِنْ كُلِّ سَائِبِ

یعنی بنظر نے آید مرا اگر آنحضرت ﷺ کہ دستِ ردن اندو گئیں۔ اندو بکین است

در ہر شدتے و جائے طلبِ کردنِ مغفرتہ است بہ نسبت ہر توبہ کنندہ و دریں ہیئت اثناء است

بمضمون آیہ کریمہ وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنفُسَهُمْ جَاؤُكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ

الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا رَحِيمًا۔

اٹھتے بیٹھتے کسی کا نام لے تو شرکِ زبردست ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا

تَسْلِيمًا۔ اللہ اور اس کے فرشتے ہر وقت درود پڑھتے ہیں۔ اے مومنو تم بھی نبی ﷺ پر ہمیشہ درود

پڑھو اور سلام۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرے نبی ﷺ کا درود اٹھتے بیٹھتے پکاؤ اور یہ منع کرتے ہیں

کہ مشرک ہو جاؤ گے۔ ان کو بغض ہے حضور ﷺ سے۔ اور انہوں نے وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ کو

بالکل بھلا دیا ہے۔ فرقہ وہابیہ اور دیوبندیہ کو چاہیے کہ پہلے خداوند تعالیٰ کو روکیں کہ تو اور تیرے

فرشتے غیر کا نام کیوں رٹتے ہو۔ ہم لوگوں کو شرک کہہ کر بند کرتے ہیں اور تم ان کا نام ہر وقت پڑھ

کر ہمارے دشمنوں کی ہم پر حجت قائم کرتے ہو۔ اور وَسَلَامٌ عَلَىٰ عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَىٰ

سے اپنے نیک بندوں پر بھی سلام بھیجتے ہیں۔

۲ دور نزدیک سے پکارنا شرک ہے اس کا جواب اوپر گزر چکا ہے۔ چنانچہ نبی ﷺ کو تم بھی دور سے

ہر نماز میں ایہا النبی پکارتے ہو لہذا آپ بھی مشرک بن گئے۔ اہل قبور کو اسلام علیکم یا اہل القبور

وانشاء اللہ بکم لاحقون پکارتے ہو۔ لہذا آپ کا شرک آپ پر لوٹا اور اگر نبی ﷺ کو تمہارے

اور دشمن پر اس کا نام لے کر حملہ کرے اور اس کے نام کا ختم پڑھے یا شغل کرے۔ یا اس کی صورت کا خیال باندھے اور یوں سمجھے کہ جب میں اس کا نام لیتا ہوں زبان سے یاد دل سے یا اس کی صورت کا یا اس کی قبر کا خیال باندھتا ہوں تو وہیں اس کو خبر ہو جاتی ہے۔ اور اس سے میری کوئی بات چھپی نہیں رہتی اور جو مجھ پر احوال گزرتے ہیں جیسے بیماری و تندرستی و کشائش و تنگی مرنا و جینا غم و خوشی سب کی ہر وقت اسے خبر ہے۔ اور جو بات میرے منہ سے نکلتی ہے وہ سب سن لیتا ہے۔ اور جو خیال دوہم میرے دل میں گزرتا ہے وہ سب سے واقف ہے۔ سو ان باتوں سے مشرک ہو جاتا ہے۔ اور اس قسم کی باتیں سب شرک ہیں خواہ یہ عقیدہ انبیاء و اولیاء سے رکھے چشتی قادری نقشبندی سہروردی رفاعی یہ سب فرقے یہود کی طرح ہیں۔

سلام کی خبر نہیں ہوتی تو پکارتے کیوں ہو ثابت ہوا کہ نبی ﷺ کے اسم پاک کا اٹھتے بیٹھتے وظیفہ بمع صلوٰۃ پڑھے اور ہر وقت آپ کی امداد کو اور انبیاء و صالحین و اپنا پشتیبان سمجھے اور ان سے مدد حاصل کرنے کی ہمت خدا سے طلب کرتا رہے اور مصیبت کے وقت انبیاء و صالحین کی دوہائی خدا کے سامنے پیش کرے۔ تاکہ دنیا و عقبیٰ میں عذاب الہی سے محفوظ رہے اور ان کے نام سے ختم پڑھے یا پڑھاوے تاکہ ان کی دعائے خیر کا مستحق بنے اور حضور اکرم ﷺ کے حلیہ پاک کو اپنے تصور میں رکھے یا اپنے پیر کامل کا تصور باندھے تاکہ وہ نبی ﷺ تک رسائی کروا دے جیسا کہ صحابہ کرام حضور ﷺ کا تصور کرتے تھے۔ اگر نہ ہو سکے تو آپ کے روضہ انور کا اپنے سامنے تصور باندھے۔ اور یہ سمجھے کہ میں آپ کے روضہ اطہر کے پاس بیٹھا ہوں اور یہ خیال رکھے کہ ہر وقت نبی ﷺ میرے ساتھ ہیں۔ اگر کوئی خلاف سنت کام کروں گا۔ تو آپ ناراض ہوں گے اور جو مجھ پر حالات گزرتے ہیں جیسے بیماری و تندرستی کشائش و تنگی میری زندگی اور موت عزیز علیہ ما عظم حریص علیکم بالمومنین کے قانون سے ہر وقت آپ باخبر ہیں۔ میری تکلیف آپ کو گوارا نہیں اللہ کے حکم کے مطابق اور جو بات میرے منہ سے نکلتی ہے۔ جو خیال میرے دل میں ہوتا ہے اس کی آپ کو ہر وقت اطلاع ہے۔ آپ دنیا میں کیا بلکہ

تذکیر الاخوان ص ۸۶ { نام فلاں بخش رکھنا اور غلام فلاں رکھنا۔ آخری چہار شنبہ کو سیر کرنا اور ربیع الاول میں مولود کی محفل ترتیب دینا اور جب وہاں ذکر حضرت کے پیدا ہونے کا آدے تو کھڑے ہونا۔ ربیع الثانی کو گیارہویں کرنا۔ عرس ۲ میں جانا حلوا پکانا اور چراغ بہت سے جلانا۔ عید کے روز سیویاں پکانا یہ تمام کام کرنے والا مسلمان نہیں ہے۔

عالمین میں ہر وقت شاید ہیں اور قیامت میں مشاہدے کی شہادت باذن الہی ہر مومن و کافر کی دینگے۔ اگر اپنا عقیدہ ان تمام امور پر نہ رکھے تو وہابی ہے منکر قرآن کریم دشمن حضور ﷺ ہے۔ خدا کی طرف سے راندہ درگاہ ہے۔ کیونکہ رحمۃ للعالمین کا ساتھ چھوڑنے سے خدا کی لعنت کا ساتھ رہتا ہے۔ باقی رہا تصور شیخ تو یہ بھی حدیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ نبی ﷺ کا تصور صحابہ کرام کیا کرتے تھے۔

(۱) مسلم شریف ۱۲۰ { قَالَ وَكَانَی اَنْظُرُ اِلَى سَوَاكِهٍ تَحْتَ شَفْتِهِ (ابو موسیٰ شعری نے فرمایا) کہ میں آپ کو لبوں میں سواک لئے ہوئے کا تصور رکھتا ہوں۔

۲ مسلم شریف ۱۳۱ { كَانَی اَنْظُرُ اِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَلَی الْمَنْبَرِ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ وَقَدْ اَرَخَى طَرْفَیْهَا بَيْنَ كَتْفَيْهِ (حریث بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ مجھے نبی ﷺ کا دیوں تصور پکا ہوا ہے) گویا کہ میں دیکھ رہا ہوں نبی ﷺ کی طرف اور آپ منبر پر تشریف فرما ہیں اور سیاہ عمامہ باندھے ہوئے ہیں اور آپ کے عمامہ طیبہ کے دونوں پلے حضور کے دونوں شانوں کے درمیان لٹکے ہوئے ہیں۔ سبحان اللہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین خیر القرون کے اندر تصور رسول اللہ ﷺ میں مستغرق ہوں اور حضور ﷺ کے تصور کو فخر یہ بیان فرمادیں اور آج شر القرون کی حالت ایسی متغیر ہو چکی ہے کہ وہ بھی عالم دینی کہلانے کا مستحق ہے جو تصور رسول اللہ ﷺ یا تصور شیخ کو شرک کہے جس تصور کا حکم اللہ رب العزت مومنین کو ارشاد فرمادیں یا ایہا الذین امنوا اصبروا وصابروا ورابطوا واتقوا اللہ لعلکم تفلحون اس آیت کریمہ میں جل شانہ نے ایمان والوں کو صبر کرنے اور ثابت قدم رہنے اور ربط پیدا کرنے اور اتقا کی تعلیم

فتاویٰ رشیدیہ جلد ۲ ص ۱۴۲ { سوال: جو بزرگوں سے مدد مانگتا ہو یا بدعتی مثلاً جواز عرس و سوم وغیرہ ہے اور یہ جانتا ہے کہ یہ افعال اچھے ہیں تو ایسے شخص سے عقد نکاح جائز ہے یا نہیں کیونکہ نصاریٰ اور یہود سے تو جائز ہے تو ان سے کیوں نہ جائز ہو۔ یہ بھی تو بہت سی رسمیں کفر و شرک کی کرتے ہیں۔

الجواب: جو شخص ایسے افعال رتا ہے وہ قطعاً فاسق ہے اور احتمال کفر کا ہے ایسے سے نکاح کرنا دختر مسلمہ کا اس واسطے ناجائز ہے کہ فاسق سے ربط ضبط کرنا حرام ہے۔

فرمائی ہے ان چار اصولوں سے رابطہ میں تصور شیخ مضر ہے جو اولی ابصار کے واسطے کافی دلیل ہے۔ دیگر۔ اب فرمائیے جناب کفر کی مشین ہم ہیں یا آپ۔ آپ کے نزدیک تو عید کے دن سیویاں پکانے والا بھی مسلمان نہیں رہا۔ اور تم نے آخری چہار شنبہ والے دن بھی مسلمانوں میں سوگ کا دن مقرر کر دیا کہ اگر اس دن کوئی مسلمان سیر کو باہر چلا جائے تو اسلام سے خارج ہو جائے۔ میرے خیال میں فرقہ وہابیہ اور دیوبندیہ تو اس عبارت پر عمل کرنے کے واسطے اور اپنے ایمانوں کو چہار شنبہ کی ہوا سے بچانے کے واسطے کوٹھڑیوں میں بند ہو جاتے ہونگے۔

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ غلام خاں نام بھی ان کے نزدیک غیر شرعی ہے بلکہ اسلام سے خارج کر دیتا ہے اور آگے غلام خاں صاحب کا فتویٰ موجود ہے کہ ایسے لوگوں کا کوئی نکاح نہیں جیسا کہ جواہر القرآن ص ۱۴۷ میں لکھ چکے ہیں۔ غلام خاں نام رکھنے سے نکاح فاسد ہو گیا۔ اسی حال میں چالیس پنتالیس سال گزارے۔ کیا ان کی اولاد کا بقول ان کے کیا حال ٹھہرا۔

۲ ملفوظات شاہ عبدالعزیز صاحب ص ۴۱ { روزے بتقریب عرس برادر مولوی عبدالقادر خود بر قبر والد ماجد وغیرہ ہما تشریف فرما شد اول پیادہ رفت باوجود و بعد مسافت در وقت واپس آمدن سوارہ آمد و قبور پیراں را کہ جد پدر ہم بودہ است دست بوسیدہ بعد فراغ قرآن و فاتحہ خوش آوازے را فرمود کہ چیزے از مشنومولا ناروم بخواند۔

فتویٰ رشید یہ حصہ سوم ص ۹۰} جب انبیاء علیہم السلام و علم فہم نہیں تو یا رسول اللہ بھی کہنا ناجائز ہوگا۔ اگر یہ عقیدہ کر کے کہے کہ وہ دور سے سنتے ہیں۔ بسبب علم فہم کے تو خود کفر ہے۔

اس سے صاف ثابت ہوا کہ قبور پر عرس اور ماں باپ کی قبر کو بوسہ دینا اور فاتحہ خوانی برقبور اور نعت خوانی جائز ہیں۔ کہ شاہ عبدالعزیز صاحب اور ان کے اکابر کے نکاح جائز تھے یا نہ وہ قابل بیعت تھے یا نہ۔ آپ کے فرمان کے مطابق تو معاذ اللہ شیطان تھے۔ یہی عقیدے آگے عبدالوہاب نجدی کے ہیں۔ پڑھ لیجئے اور خود اپنے گریبان میں منہ ڈال کر سوچو کہ تم کفر کی توپ ہو جو اپنے گھروں کو برباد کر رہے ہو۔ بلکہ دور مار توپ ہو یا نہیں۔ جس کا گولہ اپنوں ہی مکانوں کو واپس آ رہا ہے۔ اور اندازہ لگاؤ کہ وہابی ہو یا حنفی۔ نبی ﷺ بھی مقررہ رات میں قبرستان تشریف لے گئے ہیں۔ اور وہاں پہنچ کر یکے بعد دیگرے تین دفعہ دست پاک اٹھا کر اہل قبور کے واسطے دعا فرمائی ہے۔ اس واقعہ کو نبی ﷺ کی اتباع میں چپکے چپکے حضرت عائشہ صدیقہؓ نے بھی ملاحظہ فرمایا ہے۔ چنانچہ ایسے ہی آجکل موجودہ عرس مقررہ راتوں میں کئے جاتے ہیں۔ اور وہاں جا کر اہل قبور کے واسطے نبی ﷺ کے فرمان کے مطابق دعائیں مانگی جاتی ہیں۔ اور خاص طور پر عورتوں کو مزارت پر جانے سے روکا جاتا ہے تو مستورات حضرت عائشہ صدیقہؓ کی اس سنت کو ادا کرتی ہوئیں مردوں کی نظروں سے پوشیدہ وہاں پہنچتی ہیں۔ چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ارشاد فرمایا

مسلم شریف ص ۱۳۱} حَتَّىٰ جَاءَ الْبَقِيعَ فَقَامَ فَاطَالَ الْقِيَامُ ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ (حضرت عائشہ صدیقہؓ نے فرمایا کہ آپ میرے گھر سے نکلے اور جنت البقیع کی طرف تشریف لائے تو آپ نے وہاں قیام فرمایا۔ اور عرصہ تک وہاں ٹھہرے رہے۔ پھر آپ نے اپنے دونوں دست پاک تین دفعہ اٹھائے۔)

نبی ﷺ نے عرصہ تک جنت البقیع میں قیام فرمایا اسی سنت کو ادا کرنے کے لئے عرسوں

کے موقع پر قبور میں قیام کیا جاتا ہے اور آپ کی اس سنت کو ادا کرنے کے لئے وہاں ٹھہرا جاتا ہے۔ اور آپ بھی چونکہ مقررہ رات میں تشریف لائے ہیں۔ لہذا ہم بھی بزرگ کی برکت والی مقررہ رات میں حاضری دیتے ہیں اور نبی ﷺ نے چونکہ تین دفعہ دعا فرمائی ہے اس سنت کو ادا کرنے کے ہے ہم بھی وہاں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتے ہیں۔ استمداد کو حرام کہہ کر رشتہ داری توڑنے والوں تم جب بچے کا جنازہ پڑتے ہو تو اللھم اجعلہ لنا فرطا کہ یا اللہ اس بچے کو قیامت میں ہمارے آگے بڑھانے والا یعنی دوزخ کی آڑ بن کر جنت میں لے جانے والا بنا دے۔ اور اگر ہم نبی ﷺ کے یقین فرمان پر جیسا کہ مذکور ہے۔

بخاری شریف ۵۲۵۲ { انی فرط لکم کہ میں تمہارے پہلے تمہیں دوزخ سے روکنے کے لئے اور جنت میں لے جانے کے لئے پیش پیش ہوں گا پر ایمان لاویں اور آپ کو اپنا استمدادی سمجھیں تو تم ہم سے رشتہ داری توڑنے کا فتویٰ دے دو تو یہ امر تمہارے اللھم اجعلہ لنا فرطا کئے اور اجعلہ لنا شافعا و مشما پڑھنے سے ہمیں آپ کا انی فرط لکم فرمانا ہمارے لئے زیادہ معاون ہے۔

الہدایہ والنہایہ ۴۵ { کان النبی ﷺ یزورہم کل حول فاذا بلغ نقرۃ اشعب یقول السلام علیکم بما صبرتم فنعیم عقبی الدار ثم کان ابوبکر یفعل ذالک حول ثم عمر لم عثمان وکانت فاطمہ بنت رسول اللہ تاتیہم فتبکی عندهم تدعوا لہم

نبی ﷺ ہر سال شہداء کی قبور پر زیارت کے واسطے تشریف لاتے جب قبرستان کے چھوٹے ٹکڑے کے کنارے پہنچتے تو فرماتے السلام علیکم بما صبرتم فنعیم عقبی الدار پھر ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر سال یہی کرتے رہے پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پھر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر سال یہی کرتے رہے اور فاطمہ رسول اللہ ﷺ کی بیٹی بھی ان کی قبور پر تشریف لائیں تو ان سے پاس روئیں اور ان سے واسطے دعا فرمائی۔

اس حدیث شریف سے ہر سال اہل اللہ کا عرس منانا سنت رسول اللہ ﷺ ثابت ہو گیا اور صحابہ ثلاثہ کی سنت اور حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ کی سنت ثابت ہو گیا

بہشتی زیور ص ۳۵} کسی کو دور سے پکارنا اور یہ سمجھنا کہ اس کو خبر ہوگئی۔ کسی کو نفع نقصان کا مختار سمجھنا کسی سے مراد میں مانگنا یا یوں کہنا کہ خدا اور رسول اگر چاہے گا تو شرک ہے۔

کے تم سالانہ عرس کو بدعت کہو تو خدا تمہیں ہدایت دے۔
۱۔ اگر نبی ﷺ کو مصیبت میں پکارنا دنیا میں شرک کہو گے تو قبر میں اور قیامت کو آپ درکار دیں گے اور امداد نہ فرمائیں گے۔ اور فرمائیں گے کہ دنیا میں تو نے مجھے چھوڑ دیا قبر میں اور حشر میں نے تجھ کو چھوڑ دیا ہے۔ وہاں میرے نفع کا تو قائل نہ تھا۔ لہذا اب میں تیرا ضامن نہیں ہوں۔ آپ کا ناواقف ہونا یہ بڑا نقصان ہے۔ آپ مسلمان عقیدہ مندوں کی ہر صحیح مراد پوری فرماتے ہیں۔ اگر یہ عقیدہ نہ رکھے تو نجدی ہے۔ آپ کی رحمت سے محروم ہے اور بے نصیب ہے۔ اور نبی ﷺ کی حدیث کے مطابق آپ کی ذات پاک پر ایمان لانا یہی اسلام ہے اور ایمان ہے۔ جیسا کہ بخاری شریف جلد اول ص ۷ میں مذکور ہے۔ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّىٰ أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ۔ اور نبی ﷺ سے روایت ہے بخاری شریف جلد اول ص ۶ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے تمہارا کوئی بھی ہو وہ بے ایمان رہے گا۔ یہاں تک کہ میں اس کے باپ اور بیٹے اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔

عن ابن عمر قال قال رسول الله ﷺ بنى الاسلام على خمس
ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے اسلام کی پانچ چیزوں پر بنا رکھی گئی ہے شَهِادَةُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللهُ وَانَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللهِ پہلے گواہی اس لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔

اس حدیث میں نبی ﷺ نے پانچ بناء اسلام کے مقرر فرمائے ہیں۔ جن سے پہلی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہے۔ اگر کوئی شخص تمام عمر لا الہ الا اللہ پڑھتا رہے تو وہ کبھی ناجی نہیں

ہو سکتا جب تک محمد رسول اللہ زبان سے اور تصدیق بالقلب نہ کرے۔ جس کے اسم شریف کا فائدہ اتنا ہے کہ بال بال سے کفر کو نکال دیتا ہے اور ازسرتا پائیمان سے مشرف ہو جاتا ہے۔ اور مقرب الہی بن جاتا ہے تو آپ کی ذات پاک کا درجہ بہت زیادہ ہے اور فائدہ حساب سے باہر ہے۔ بد قسمت ہے وہ شخص جو آپ کے نفع سے دور رہا۔ بخاری شریف جلد ۲ ص ۹۱۱

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ مَتَى السَّاعَةُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَنَسُ بْنُ كَامَلَكٌ سَمِعَ رَوَايَةً هِيَ أَنَّ أَحَدًا أَدَّى فِي سَوَالٍ كَمَا نَبِيُّ ﷺ كَوْتُو عَرَضَ كَمَا كَب
هِيَ قِيَامَتُ يَارَسُولَ - فَقَالَ مَا أَعْدَوْتُ لَهَا قَالَ مَا أَعْدَوْتُ لَهَا مِنْ كَثِيرٍ - تَوَّأَبَ أَنْ فَرَمَا
اسْ كَلِّ لَنْ تَوْنِي كَمَا تَيَار كَمَا هِيَ اسْ نَزْعَرْضُ كِي مِيں نَزْ اسْ كَلِّ لَنْ كَچھ تيار نہيں كيا . صَلَوَةٌ
وَلَا صَوْمٌ وَلَا صَدَقَةٌ وَلَكِي أَحِبَّ اللَّهُ وَرَسُولُهُ قَالَ أَنْتَ مَنْ أَجَبْتَ .

نہ نماز بہت ہے نہ روزہ اور نہ صدقہ اور لیکن میں محبت رکھتا ہوں اللہ اور اس کے رسول کی آپ نے فرمایا تو اس شخص کے ساتھ ہوگا قیامت میں جس سے تو نے محبت کی۔

معلوم ہوا کہ صوم و صلوٰۃ بغیر محبت اللہ اور اس کے رسول کے کوئی وقعت نہیں رکھتے کیونکہ ہمارے اعمال صالح پر صالح ہونے کا اتنا اعتماد نہیں ہے اور یقین نہیں ہے جتنا حضور اکرم ﷺ کی محبت پر اور شفاعت پر جیسا کہ مذکورہ بالا حدیث سے ثابت ہو چکا ہے۔

ابوداؤد جلد نمبر ۲ ص ۳۰۴

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَسَلَّمَ قَالَ شَفَاعَتِي لِأَهْلِ الْكِبَائِرِ
 من امتی انس بن مالکؓ سے روایت ہے نبی ﷺ سے آپ نے فرمایا میری سفارش میری امت
 کے کبیرہ گناہ کرنے والوں کے لئے ہے۔

حضور اکرم ﷺ کی اتنی بڑی سفارش کہ کبیرہ گناہ کرنے والے آپ کے نفع سے بخشے جائیں لیکن آپ (دیوبندیہ و ہابیہ) کو آپ سے کوئی نفع نہ پہنچنا یہ تمہارے معاندانہ اور گستاخانہ روش کا نتیجہ ہے ابوداؤد کے مذکورہ بالا صفحہ میں نبی ﷺ سے مروی ہے۔ قَالَ يَخْرُجُ قَوْمٌ مِنَ النَّارِ

مبشرات مولوی حسین علی وان پھر اس ص ۸ { لِذَٰلِكَ الْأَنْبِيَاءُ كُلُّهُمْ مِنْ
 آدَمَ إِلَى نَبِيِّنَا ﷺ كُلُّهُمْ يُسَدُّونَ بِأَعْلَىٰ نِدَاحٍ أَنْ دَعَا غَيْرَ اللَّهِ تَعَالَىٰ
 مُعْتَقَهُ أَنَّهُ يَعْلَمُ وَيَسْمَعُ فَهُوَ كَافِرٌ

بِشَفَاعَةِ مُحَمَّدٍ ﷺ فَيَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ

آپ نے فرمایا محمد ﷺ کی سفارش کے ساتھ ایک قوم دوزخ سے نکلے گی۔
 وَيُسَمُّونَ الْجَهَنَّمِيِّينَ تَوْجِنَتْ فِيهِمْ وَهِيَ دَاخِلَةٌ فِيهِمْ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الَّذِينَ
 ان کو پکاریں گے۔

میرے دوست نے جرح کرتے ہوئے حدیث کا یہ مطلب بیان نہیں کیا کہ اگر اللہ
 چاہے پھر محمد ﷺ چاہیں تو یہ کہنا جائز ہے۔ مطلب تو صرف نبی ﷺ سے بغض ہے۔

ابن ماجہ ص ۱۵۴ صحابہ کرام کو یہودیوں نے طعنہ دیا کہ تم مشرک ہو کیونکہ تم کہتے ہو
 ما شاء اللہ و شاء محمد ﷺ تو یہ بات نبی ﷺ کے پاس ذکر کی گئی تو آپ نے فرمایا۔

قُولُوا مَا شَاءَ اللَّهُ ثُمَّ شَاءَ مُحَمَّدٌ لِّعَنِي تَمَّ كِبَهُ لِيَا كُرُوهُ جَوَّالَهُ جَاءَ بِهِ مُحَمَّدٌ جَاءَ بِهِ۔ یہ کہنا
 جائز ثابت ہوا۔

ایہ لوگ نبی ﷺ کو تمام انبیاء کے علم ہونے کا انکار کرتے ہیں اور خود خواب میں تمام
 انبیاء کو دیکھنے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ کیا (معاذ اللہ) حضور اکرم ﷺ کو مولوی حسین علی صاحب جتنا
 بھی علم نہیں ہے جو لکھتے ہیں (ترجمہ عبارت مذکورہ بالا) میں نے تمام انبیاء کو دیکھا جتنے تھے آدم
 علیہ السلام سے ہمارے نبی ﷺ تک تمام ہی بلند آواز سے پکار رہے ہیں کہ جس شخص نے پکارا
 اللہ کے سوا کو اعتقاد رکھنے والا کہ آپ جانتے ہیں اور سنتے ہیں تو وہ کافر ہے۔ اب مولوی حسین
 علی صاحب سے بندہ یہ سوال کرے تم جو یہ لکھ رہے ہو کہ میں نے تمام انبیاء کو دیکھا۔ کیا آپ
 کو پہلے تمام انبیاء کا علم تھا جو خواب میں آپ نے ان کو پہچان لیا یا آپ کو جبرائیل نازل ہوئے

جواہر القرآن ص ۱۸۴} : اگر غیر اللہ کی نذر دیتا ہے اور اعتقاد یہ رکھتا ہے کہ فلاں پیر فقیر یا پیغمبر میرے حالات جانتے ہیں اور مافوق الاسباب میرے امور میں متصرف ہیں تو اس نذر کا کھانا خنزیر کی طرح حرام ہے۔ اور دینے والا کافر ہے۔

تھے جنہوں نے آپ کو جتا دیا۔ نبی کریم ﷺ جن کو اللہ تعالیٰ نے علم لدنی عطا فرمایا ہے اور ان کو تمام انبیاء کا علم بھی ہے کیونکہ آپ نے مسجد اقصیٰ میں معراج کی رات تمام انبیاء کی امامت منظور فرمائی اور تمام انبیاء مسجد اقصیٰ میں تشریف لا کر حضور اکرم ﷺ کی متابعت سے سرفراز ہوئے۔ باوجود اس کے کہ حضور اکرم ﷺ کو معراج کی رات ماضی صاحبکم وما غویٰ کی دلیل سے عرش معلیٰ تک نسیان نہ ہو اور راستہ نہ بھولیں۔ بلکہ بغیر جبریل کے بتائے کہ آپ لا مکان تک عروج فرمائیں اور رب کریم سے ہمکلام ہوں اور ایک بات بھی نہ بھولیں عالم علوی کا اتنا مرتبہ اور اس میں آپ کو ذہول نہ ہو اور تم کہو کہ محدود مسجد اقصیٰ میں محدود انبیاء کا علم نہیں اور خود اپنی اتنی بزرگی ثابت کرو کہ تمام انبیاء میرے حضور میں حاضر ہوئے۔ خدا را سوچو کہ انبیاء کے علم کی تنقیص اور اپنے علم کا اتنا بڑا ملے کیا تمہاری حنفیت آپ کو یہی سکھاتی ہے۔ مصدق لما معکم کے مصدق ثابت ہوئے تو جو یہ عقیدہ رکھے کہ نبی ﷺ کو تمام انبیاء علیہم السلام کا علم نہیں تو وہ شخص مصدق لما معکم آپ کی تصدیق کا بھی منکر ہے۔ فقط۔

پارہ ۱۱۴} سورة توبہ: وَمِنَ الْأَعْرَابِ مَنْ يُّؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَيَتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ قُرْبَتٍ عِنْدَ اللَّهِ وَصَلَوَاتِ الرَّسُولِ أَلَا إِنَّهَا قُرْبَةٌ لَهُمْ سَيَدْخِلُهُمْ اللَّهُ فِي رَحْمَتِهِ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ

ترجمہ اور بعض اہل دیہات ایسے بھی ہیں جو اللہ پر اور قیامت کے دن پر (پورا پورا) ایمان

جواہر القرآن ص ۱۴۹} آج کل کے مشرک مرے ہوئے بزرگوں کی قبروں پر جانور چھوڑتے ہیں۔

رکھتے ہیں اور جو کچھ خرچ کرتے ہیں اس کو عند اللہ قرب حاصل ہونے کا ذریعہ اور رسول کی دعا کا ذریعہ بتاتے ہیں۔ یاد رکھو کہ ان کا یہ خرچ کرنا بیشک ان کے لئے موجب قربت ہے۔ ضرور ان واللہ تعالیٰ اپنی رحمت میں داخل کر لیں گے۔ اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت والے بڑی رحمت والے ہیں۔ (اشرف علی)

اس آیت کریمہ سے تین مسائل ثابت ہوئے۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی قربت سے نذر باصلاح الہی خرچ کرنا اور نبی ﷺ کی دعا کا ذریعہ بنانا اور یہ عقیدہ رکھنا کہ حضور اکرم ﷺ کو میرے اس نذرانے کے خرچ کی اطلاع ہے اور آپ میرے لئے دعا فرمادینگے۔ دوسرا مسئلہ یہ ثابت ہوا کہ حضور اکرم ﷺ کی دعا کے ہم محتاج ہیں جو خرچ کرنے سے آپ دعا فرماتے ہیں۔ جس کے باعث اللہ تعالیٰ بھی قریب کر لیتے ہیں اور اپنی رحمت میں شامل فرما لیتے ہیں اور تمام گناہ بخش دیتے ہیں۔ تیسرا مسئلہ یہ ثابت ہوا کہ آپ حضور اکرم ﷺ مافوق الاسباب باذن الہی ہمارے ہر کام میں متصرف فی الامور ہیں دعا سے یا اپنی کرم نوازی سے۔

۲۔ توبہ ۱۱۱} خُذِمِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةٌ تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِمْ بِهَا وَصَدِّ عَلَيْهِمْ إِنْ صَلَوتُكَ سَكَنَ لَهُمْ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ

ترجمہ: آپ ان کے مالوں میں سے صدقہ (جس کو یہ لائے ہیں) لے لیجئے جس کے (لینے کے) ذریعہ سے آپ ان لوگوں کو (گناہ کے آثار سے) پاک و صاف کر دیں گے اور ان کے لئے دعا کیجئے۔ بلاشبہ آپ کی دعا ان کے لئے موجب اطمینان (قلب) ہے اور اللہ تعالیٰ (ان کے اعتراف کو) خوب سنتے ہیں (اور ان کی ندامت کو) خوب جانتے ہیں۔ (اشرف علی)

اس آیت کریمہ سے اللہ تعالیٰ نبی کریم ﷺ کو نذرانے لینے کی طرف رغبت دلا

رہے ہیں۔ جیسا کہ ابولبابہؓ کے نذرانہ قبول کرنے کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی۔ جس سے انبیاء و اولیا کا نذرانہ قبول کرنا ثابت ہوگا۔ (۲) پھر اللہ تعالیٰ نے نذرانہ لینے کے بعد ان کو گناہ سے پاک کرنے کا ارشاد ہوا۔ اور و تطہرہم کے ارشاد سے متصرف فی الامور مافوق الاسباب بنا دیا۔ اور ان کے تزکیہ النفس کا بھی ارشاد فرمایا۔ یہ بھی متصرف فی الامور ہونے پر دال ہے۔

وصل علیہم کے حکم سے ارشاد فرمایا کہ نذرانہ قبول کر کے اور ان کو گناہوں سے پاک کر کے ان کے حق میں دعا فرمائیے۔ کیونکہ آپ کی دعا سے اسی تزکیہ پر مطمئن اور ثابت قدم رہیں گے۔ یہی معمول بنی کریم ﷺ کا رہا۔ اور اب تک یہی معمول اولیائے عظام کا ہے جب کوئی مرید ان کو نذرانہ پیش کرتا ہے تو وہ اسی آیت کے حکم سے نذرانہ قبول کرتے ہیں۔ اور پھر نظر ولایت سے ان کا تزکیہ نفس فرماتے ہیں۔ بعد ازاں اس کی ثابت قدمی پر اللہ سے ان کے لئے دعا کرتے ہیں۔ جس سے اللہ تعالیٰ مریدین صحیح العقیدہ کو ثابت قدم رکھتے ہیں۔ باقی رہا نذر کا ماننا تو جن مالوں کا یا جن طہاموں کا نذرانہ قبول کرنا جائز ہے تو اگر کوئی انہی کو اسی طریقے سے نذر مان لے تو نذر کا ادا کرنا بھی ولیہ و نذولکم کے قانون سے نذر کو پورا کرنا بھی جائز ہوگا۔ اور جو لوگ اس کے برخلاف آئیہ کریمہ پیش کرتے ہیں وہ مطلب غلط بیان کرتے ہیں۔ سُنَّے: اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَیْکُمُ الْمَیْمَةَ وَالْدَّمَ وَلَحْمَ الْبَعِیْزِ وَمَا اَہْلَ بِہِ لِغَیْرِ اللّٰهِ لَمَنْ اَضْطَرَّ غَیْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَلَا اِثْمَ عَلَیْہِ اِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ۔

ترجمہ: بیشک خداے حرام کیا ہے تم پر مردار کو اور خون جو جاری ہو اور گوشت سور کا اور وہ جانور جس پر آواز نکالی جاوے سوائے خدا کے اس کے ذبح کرنے کے وقت لینے بتوں کے نام جو ذبح کریں پھر جو کوئی ناچار ہو اور محتاج ہو کھانے کو ان حرام چیزوں میں سے کسی کا کہ لذت کے لئے نہ کھائے اور نہ زیادہ کھائے بھوک سے تو بیشک اللہ تعالیٰ بخشنے والا ہے۔

اب تو دیوبندیہ اور وہابیہ نے متقدمین و متاخرین کے تراجم کو یا مطالب کو جو انہوں نے قرآن کریم کے کئے ہیں ان کو ٹھکرا کر اپنی رائے سے قرآن پاک کے ترجمے شروع کر دیئے ہیں جیسا کہ ماہل بہ لغیر اللہ کا ترجمہ شاہ عبدالقادر صاحب نے چاروں ہی جگہ پر ان آیات کے ماتحت یہی مذکورہ بالا کیا ہے۔ حالانکہ فرقہ دیوبندیہ شاہ عبدالقادر صاحب کے ترجمہ کو معتبر سمجھتے ہیں۔ جیسا کہ مولوی غلام خاں صاحب جواہر القرآن نے صفحہ نمبر ۵۴ پر امام المیزان جمین تسلیم کیا ہے۔ شاہ صاحب کو اپنے مطلب کے واسطے امام المیزان جمین کہیں گے۔ لیکن جب ان کو کسی مسئلہ

میں اپنے خلاف پاتے ہیں تو فوراً کہہ دیتے ہیں کہ ہم شاہ صاحب کے مقلد نہیں ہیں۔ اس لئے وہ ہمارے واسطے کوئی حجت نہیں ہیں۔ مثلاً اسی مقام پر۔ چنانچہ ایسے ہی علامہ نووی شارح مسلم نے بھی یہی ترجمہ کیا ہے:

مسلم شریف {۳۷۶} {اللّٰهُمَّ لَيْتَكَ} والی حدیث کے ماتحت نووی نے فرمایا قَوْلُ مَا

أَهْلُ بِهِ بِغَيْرِ اللَّهِ أَيْ دَفَعَ الصَّوْتُ عِنْدَ ذَبْحِهِ بِغَيْرِ ذِكْرِ اللَّهِ (یعنی اللہ کا فرمان و ما اہل بہ کا مطلب یہ ہے کہ جانور کو ذبح کرنے کے وقت آواز کو غیر اللہ کے ذکر سے بلند کیا۔

تمام محدثین اور مفسرین نے ساڑھے تیرہ سو سال تک یہی ترجمہ کیا ہے۔ جس کو اب تم بگاڑ رہے ہو۔

تفسیر کبیر {۱۲۰} {فَمَعْنَى قَوْلِهِ وَمَا أَهْلُ بِهِ لِغَيْرِ اللَّهِ} یعنی مَا ذَبَحَ لِلْأَضْنَامِ وَهُوَ قَوْلُ مَجَاهِدٍ وَالضُّحَاكُ وَقِتَادَةُ مَا أَهْلُ کے معنی جو بتوں کے واسطے ذبح کیا جائے مجاہد اور ضحاک و قتادہ نے بھی یہی ترجمہ کیا ہے۔

البدایہ والنہایہ {۴۵} {خُلُو التفسير عن اربعة سعيد بن جبير و مجاهد و عكرمة و ضحاک} نوذ الکبیر پر شاہ صاحب نے ضحاک کے ترجمہ کو معتبر کہا ہے۔ تقرب الی غیر اللہ کے واسطے ہمارا کوئی حنفی ذبح نہیں کرتا یہ محض بہتان ہے بلکہ جو پہلے بزرگ کا مقرب ہو وہی ایصالِ ثواب کی نیت سے ذبح کرتا ہے۔ اور ملاحظہ ہو التفسیرات الاحمدیہ ص ۲۹ مصنفہ ملا جیون جن کی کتاب علم اصول فقہ میں نور اہ نوار جو تمام مدارس میں پڑھائی جاتی ہے۔

وہ یوں رقمطراز ہیں: وَمِنْ هَهُنَا عَلِمَ أَنَّ الْبُقْرَةَ الْمَنْذُورَةَ لِلْأَوْلِيَاءِ كَمَا هُوَ الرَّسْمُ فِي ذِمَّا نَنَا حَلَالٌ طَيِّبٌ لِأَنَّهُ لَمْ يَذْكُرْ اسْمُ غَيْرِ اللَّهِ عَلَيْهَا وَقَدْ الذَّبْحُ وَإِنْ كَالُوْا اِيَنْذَرُوْا نَهَاةً

ترجمہ: اور اس جگہ سے معلوم ہوا کہ گائے جو نذر کی گئی اولیاء کے واسطے جیسا کہ وہ ہمارے زمانے میں رسم ہے حلال طیب ہے۔ کیونکہ اس پر ذبح کے وقت غیر اللہ کے نام کا ذکر نہیں کیا گیا۔ اگرچہ وہ اسی کے لئے نذر مانتے ہیں۔ یہ ہے فتویٰ ملا جیون کا جو انہوں نے اسی آیت کے ماتحت بیان

فرمایا ہے اب شاہ رفیع الدین صاحب کا فتویٰ اسی کے متعلق جس کو دیوبند یہ خنزیر کی طرح حرام کہتے ہیں آپ جان فرماتے ہیں۔

فتاویٰ مولانا شاہ رفیع الدین صاحب ص ۸ و نیز بعضے مردم جاوران جاندار مثل گاؤں کو سفند و مرغ و غیرہ بر مقابر بزرگان بطریق نیاز ہے آرنند و خدا امید ہند و قید ذبح مطلق نمیکند بمثل نفود و شیرینی نیاز کردہ میر و ند خدا آں در گاہ مختار اند اگر خواہند ذبح کنند و اگر خواہند فروختہ دہند ایں قسم ہم قباحت ندارد۔ و در اینجا فائدہ چند نوشتہ میثود حق تعالیٰ نافع گرداند یکے آنکہ نذر و نیاز نمیکند برائے مواتے سہ قسم است یکے برائے عوام مومنین و آں محمود است زیرا کہ اعانت است آں مومنین را برائے حصول ثواب و دفع عذاب و داخل است و راء و استغفر لذنوبک و للمومنین و المؤمنات و تصدق برائے مواتے اور حدیث جاہائے بسیار وارو شدہ است و ازاں جملہ ساختین سعد بن عبادہ چاہ را و وقف کردن آں برائے ثواب ما و خود و گفتن آن هذا لام سعد و دیگر و خبر است از تابعین کرام کان السلف یحبون الاطعام عن الميت اربعین یوماً و شواہد ایں بسیار است۔

ان عبارات مذکورہ بالا سے نذر کا ادا کرنا اور انہی طرق سے جائز ثابت ہوا اور ہم احناف ایسے ہی خرچ کرتے ہیں اور نذر و نیاز دیتے ہیں۔ جن سے فائدے کی خواہش نہیں رکھتے بلکہ نذر ادا تب ہی کی جاتی ہے جب پہلے ان سے فائدہ پہنچتا ہے اور جس نذر کو فقہانے حرام لکھا ہے وہ بھی مندورین کے تقرب کی شرط ہے۔ اور اس کو ہم بھی ایسے ہی کہتے ہیں۔ اور ہم جو نذریں دیتے ہیں ہمیں مندورین سے پہلے تقرب کی شرط ہے۔ اور اس کو ہم بھی ایسے ہی کہتے ہیں۔ اور ہم جو نذریں دیتے ہیں ہمیں مندورین سے پہلے تقرب ہوتا ہے تب ان کو نذر دی جاتی ہے۔ مثلاً حضرت پیر پیران کا جس کو تقرب ہوتا ہے اور اعتقاد صحیح ہوتا ہے تب وہ گیارہویں دیتا ہے اور یہ شرعاً جائز ہے۔ باقی رہا وَمَا أَهْلَ بِهِ لغيرِ اللَّهِ تو اس آیت کا ترجمہ اور مطلب ہم تیرہ سو سال کے آئمہ مجتہدین اہل سنت و جماعت سے پتہ کر لیں۔

(۱) بقرہ ۲۱۱ { وَمَا أَهْلَ بِهِ لغيرِ اللَّهِ } آنچہ آواز بلند کردہ شود و ذبح دے بغیر خدا (شاہ ولی اللہ صاحب)

(۲) مائدہ ۶ { وَمَا أَهْلَ لغيرِ اللَّهِ }۔ و آنچہ نام غیر خدا بوقت ذبح کو یاد کردہ شود (شاہ ولی اللہ صاحب)

(۳) انعام $\frac{18}{8}$ } فَانَّهُ رَجَسَ اَوْ لَسَقَا اَهْلٌ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهِ لَمْ يَرَّ اَمِنًا حَرَامٌ اَسْتَ يَا نَكَ
فسق باشد کہ برائے غیر خدا آواز بلند کرده شد وقت ذبح او (شاهدی اللہ)

(۴) $\frac{14}{5}$ } وَمَا اَهْلٌ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهِ وَآ نِجْذُكَرْ كَرْدَه مَامْ غَيْرِ خُدا مِذْنَعْ دَسْ (شاهدی اللہ)

(۵) (موضح القرآن شاہ عبدالقادر صاحب ص ۲۶) كَوْمَا اَهْلٌ بِهِ لِغَيْرِ اللّٰهِ اور وہ جانور حرام
ہے تم پر جو آواز اٹھاویں یعنی کہیں اس کو ذبح کرنے کے وقت نام سوائے اللہ کے۔

(۶) (موضح القرآن ص ۹۹) وَمَا اَهْلٌ بِهِ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهِ اور حرام ہے جو جانور کما آواز کی گئی ہے۔
وقت ذبح کرنے اس کے واسطے سوائے خدا کے کہ اوپر بتوں کے ذبح کرتے ہیں۔

(۷) (موضح القرآن ص ۱۲۶) اَوْ لَسَقَا اَهْلٌ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهِ يَا ذَنْعٌ كِیَا گِیَا ہوا زوئے فسق کے کہ
آواز کی گئی ہو وقت ذبح اس کے واسطے سوائے اللہ کے یعنی بتوں کے واسطے ذبح کیا گیا ہو۔

(۸) (موضح القرآن ص ۲۸۲) وَمَا اَهْلٌ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهِ اور وہ جانور جس پر آواز نکالی جاوے
سوائے خدا کے اس کے ذبح کرنے کے وقت یعنی بتوں کے نام جو ذبح کریں۔

(۹) (جلالین ص ۱۹ مطبع دہلی) كَوْمَا اَهْلٌ بِهِ لِغَيْرِ اللّٰهِ رَائِي ذُبِحَ عَلٰی اِسْمِ غَيْرِهِ
تعالیٰ وَالْاَهْلَالَ رَفَعَ الصَّوْتِ وَكَانُوا يَرْفَعُوْنَهُ عِنْدَ الذَّبْحِ لِاِلٰهَتِهِمْ۔

(۱۰) (جلالین ص ۷۵) كَوْمَا اَهْلٌ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهِ (بَانَ ذُبِحَ عَلٰی اِسْمِ غَيْرِهِ)

(۱۱) (جلالین ص ۹۸) اَهْلٌ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهِ رَامِي ذُبِحَ عَلٰی اِسْمِ غَيْرِهِ

(۱۲) (بیضاوی ص ۱۳۳ مطبع دہلی) كَوْمَا اَهْلٌ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهِ رَامِي رَفَعَ الصَّوْتِ عِنْدَ ذَبْحِهِ لِلصَّنَمِ۔

(۱۳) (بیضاوی جلد ۲ ص ۸۷) كَوْمَا اَهْلٌ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهِ رَامِي رَفَعَ الصَّوْتِ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهِ
كَقَوْلِهِمْ بِاسْمِ اللّٰاتِ وَالْعُزَّى عِنْدَ ذَبْحِهِ

(۱۴) (بیضاوی جلد ۲ ص ۱۳۵) اَهْلٌ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهِ رَوَاتِمَا سُمِّيَ مَا ذُبِحَ عَلٰی اِسْمِ لَقَسِمِ فِسْقًا

(۱۵) (خازن جلد اول ص ۱۱۹) وَمَا اَهْلٌ لِغَيْرِ اللّٰهِ (یعنی) كَوْمَا ذُبِحَ لِلْاَصْنَامِ
وَالطُّوَاعِیْبِ

(۱۶) (خازن جلد ۲ ص ۱۶۰) اَوْ نِسْقًا اَهْلٌ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهِ (یعنی) كَوْمَا ذُبِحَ عَلٰی غَيْرِ اِسْمِ اللّٰهِ

(۱۷) (خازن جلد ۲ ص ۶) كَوْمَا اَهْلٌ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهِ (یعنی) مَا ذُكِرَ عَلٰی ذَبْحِهِ غَيْرِ اِسْمِ اللّٰهِ

(۱۸) (معالم التنزیل اول ص ۱۱۹) وَمَا اَهْلٌ بِهِ لِغَيْرِ اللّٰهِ (امی ما ذُبِحَ لِلْاَصْنَامِ وَاطُّوَاعِیْبِ)

- (۱۹) (معالم التنزیل جز دہائی ص ۶) وَمَا أَهْلٌ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ (اے) مَا ذُكِرَ عَلَى ذَبْحِهِ
غَيْرِ اسْمِ اللَّهِ.
- (۲۰) (معالم التنزیل جز دہائی ص ۱۶۹) أَهْلٌ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ (وَهُوَ مَا ذُبِحَ عَلَى غَيْرِ اسْمِ اللَّهِ).
- (۲۱) (ابن کثیر جز اول ص ۲۰۵) وَكَذَلِكَ حَرَّمَ عَلَيْهِمْ مَا أَهْلٌ بِهِ لِغَيْرِ اللَّهِ
(وَهُوَ مَا ذُبِحَ عَلَى غَيْرِ اسْمِهِ تَعَالَى مِنَ الْأَنْصَابِ وَالْأَنْدَادِ وَالْأَزْلَامِ)
- (۲۲) (ابن کثیر جلد ۲ ص ۸) وَمَا أَهْلٌ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ (اے) مَا ذُبِحَ فَذُكِرَ عَلَيْهِ اسْمُ
غَيْرِ اللَّهِ فَهُوَ حَرَامٌ
- (۲۳) (ابن کثیر جلد ۲ ص ۵۸۹) وَمَا أَهْلٌ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ (اے) ذُبِحَ عَلَى غَيْرِ اسْمِ اللَّهِ.
- (۲۴) (ابن جریر جلد ۲ ص ۴۸) وَمَا أَهْلٌ لِغَيْرِ اللَّهِ وَلِأَنَّهُ يَعْنِي بِهِ وَمَا ذُبِحَ لِلَّامِ
وَلَا وَثَانٍ يَسْمَى عَلَيْهِ لِغَيْرِ اسْمِهِ
- (۲۵) حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ يَحْيَى قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَاقِ قَالَ أَخْبَرَنَا مُعْمَرٌ عَنْ قَتَاوَةَ
بْنِ قَوْلِهِ وَمَا أَهْلٌ بِهِ لِغَيْرِ اللَّهِ قَالَ مَا ذُبِحَ لِغَيْرِ اللَّهِ مِمَّا لَمْ يُسَمَّ عَلَيْهِ
- (۲۶) حَدَّثَنِي الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو خَرِيقَةَ قَالَ حَدَّثَنَا مِثْلُ عَنْ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ
مُجَاهِدٍ وَمَا أَهْلٌ بِهِ لِغَيْرِ اللَّهِ مَا ذُبِحَ لِغَيْرِ اللَّهِ
- (۲۷) حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ قَالَ حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ قَالَ حَدَّثَنِي قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ ابْنُ
عَبَّاسٍ فِي قَوْلِهِ وَمَا أَهْلٌ بِهِ لِغَيْرِ اللَّهِ قَالَ مَا أَهْلٌ بِهِ لِلطَّوْاعِثِ.
- (۲۸) حَدَّثَنِي الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنِي مُعَاوِيَةُ عَنْ عَلِيٍّ عَنْ ابْنِ
عَبَّاسٍ وَمَا أَهْلٌ بِهِ لِغَيْرِ اللَّهِ (يَعْنِي مَا أَهْلٌ لِلطَّوْاعِثِ كُلِّهَا يَعْنِي مَا ذُبِحَ لِغَيْرِ اللَّهِ.
- (۲۹) (ابن جریر جلد ۱۴ ص ۱۱۸) وَمَا ذُبِحَ لِلَّهِ نَصَابٍ فَسَمِيَ عَلَيْهِ غَيْرُ اللَّهِ
- (۳۰) (تفسیر نیشاپوری جلد ۲ ص ۱۰۲) وَمَا أَهْلٌ بِهِ لِغَيْرِ اللَّهِ مَعْنَاهُ رُفِعَ بِهِ الصَّوْتُ لِلصَّنَمِ.
- (۳۱) (تفسیر تسلی جلد اول ص ۶۹) وَمَا أَهْلٌ بِهِ لِغَيْرِ اللَّهِ (اے) ذُبِحَ لِلْأَصْنَامِ
- (۳۲) (تفسیر تسلی جلد اول ص ۲۰۹) وَمَا أَهْلٌ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ اے رُفِعَ الصَّوْتُ بِهِ لِغَيْرِ اللَّهِ
وَهُوَ قَوْلُهُمْ بِاسْمِ لِّلَاتِ وَالْعِزَّى عِنْدَ ذَبْحِهِ
- (۳۳) (تفسیر تسلی جلد دوم ص ۲۹) أَهْلٌ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ (اے) رُفِعَ الصَّوْتُ عَلَى ذَبْحِهِ بِاسْمِ
غَيْرِ اللَّهِ وَسُمِيَ بِالْفِسْقِ

تمام اہل سنت و جماعت کی متفقہ تفسیر نے لکھ دیا کہ وَمَا أَهْلُ لَغَيْرِ اللَّهِ کے معنی یہی ہیں کذب کے وقت غیر اللہ کا نام پکارا جائے تو حرام ہے۔ لیکن تمہیں یقین نہ آیا کو نکہ اہلسنت والجماعت میں آپ دیوبندی وہابی داخل ہوتے تو آپ کا یہ عقیدہ بھی ان کے عقیدہ کے مطابق ہوتا نہ مخالف اگر اہل بہ لغیر اللہ کو مطلق بناؤ گے تو آیت کے پہلے جملوں کو بھی مطلق مراد لینا پڑے گا۔ کیونکہ مخلوف الیہ کا تمام حال ایک جیسا ہوتا ہے۔ یہ نہیں کہ آپ ایک کو مطلق مراد لیں اور دوسرے کو مقید۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخَيْزُرِ وَمَا أَهْلُ بِهٖ لِغَيْرِ اللَّهِ حرمت سے پہلی چیز میتہ ہے یعنی مردہ اس سے مطلق مردہ حرام نہیں۔ کیونکہ مسند امام احمد حنبل دارقطنی (۲۳۹) ابن ماجہ میں حدیث شریف مذکور ہے عن عبد اللہ بن عمر ان رسول اللہ ﷺ قال عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اُحِلَّتْ لَنَا مَيْتَانِ الْخَوْتُ وَالْجُرَادُ ہمارے واسطے دوسرے حلال کئے گئے ہیں مچھلی اور مکڑی۔ اہل بہ بغیر اللہ کو مطلقاً حرام کرنے والو مکڑی اور مچھلی دونوں مردہ نبی ﷺ کی حدیث سے حلال ہیں۔ ہمارے واسطے دونوں مردے حلال کئے گئے ہیں مچھلی اور مکڑی۔

اس آیت میں مردہ بھی مطلقاً حرام نہیں۔ لیکن آپ کا اطلاق مکرر اور مچھلی کو حرام کر رہا ہے۔ حالانکہ تم دونوں کو حلال کہتے ہو۔ بلکہ دونوں کو کھاتے ہو۔ چاہئے تھا کہ آپ دونوں پر حرمت کا فتویٰ دیتے اور نہ کھاتے۔ دوسری حدیث مرفوع ہے ابن عمر سے ابن کثیر جلد اول (۲۰۵) اُحِلَّتْ لَنَا مَحِيسَانٌ وَدَمَانُ السَّمَكِ وَالْجُرَادُ الْكَبِدُ وَابْطَحَالُ نَبِيٍّ ﷺ نے فرمایا کہ ہمارے واسطے دو مردے حلال ہیں اور دو خون حلال ہیں۔ میان مچھلی اور مکڑی اور دمان یعنی دو خون جگر اور طحال لہذا اس حدیث سے والدہم کا اطلاق بھی مطلق نہ رہا۔ بلکہ دو خون حرمت سے نکل گئے حالانکہ ترجمہ صریح کے مطابق جگر اور تلی کو بھی حرام ہونا چاہئے تھا اور لحم خنزیر کو اللہ تعالیٰ نے خاص کیا۔ حالانکہ صرف گوشت ہی حرام ہے۔ آپ کے ترجمہ کے مطابق محض گوشت خنزیر کو اللہ تعالیٰ نے خاص کیا۔ حالانکہ صرف گوشت ہی حرام ہے۔ آپ کے ترجمہ کے مطابق محض گوشت خنزیر ہی حرام ہونا چاہئے کیونکہ مقید ہے۔ قرآن کریم میں محض گوشت کی حرمت فرمائی گئی ہے۔ یعنی خنزیر کو لحم سے مقید کیا گیا ہے۔ تو باقی خنزیر کا چمڑہ آنتیں بال جگر تلی فوتے وغیرہ آپ کو کھالینے چاہئیں۔ حالانکہ آپ ان کو تناول نہیں فرماتے اور مَا أَهْلُ بِهٖ لِغَيْرِ اللَّهِ کو اگر آپ عام رکھیں تو اس سے آپ کو بہت چیزیں جو حلال ہیں وہ حرام کرنی پڑیں گی۔ مثلاً وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا وَصِيَّةً لَّأَزْوَاجِهِمْ مَتَاعًا إِلَى الْحَوْلِ غَيْرِ اخْرَاجِ جَن عورتوں کے خاوند فوت ہو جائیں اگر عورتوں کے بیٹھنے کا ارادہ ہو تو ایک سال تک آپ ان کو نکال نہیں سکتے تو وہ عورت

بیٹھنے والی ایک برس تک اپنے متوفی خاوند کے نام سے پکاری جاوے گی جب اس عورت پر غیر اللہ کا نام ایک برس تک پکارا گیا تو ایسی عورت سے تمہارے عقیدے کے مطابق کسی دیوبندی وہابی کو نکاح نہ کرنا چاہئے بلکہ حرام و ہنی چاہئے۔ کیونکہ جس پر غیر اللہ کا نام پکارا گیا وہ حرام ہوگئی۔ حالانکہ آپ اس سے نکاح کر لیتے ہیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ جس کو چاہیں حلال بنا لیتے ہیں اور جس کو چاہیں حرام مطلق قرار دے دیتے ہیں۔ خدا اور اس کے رسول ﷺ کا کوئی اعتبار نہیں کرتے۔

تمام امت محمدیہ کا یہ اجماعی مسئلہ ہے کہ ذبح کے وقت اگر غیر اللہ کا نام پکارا جاوے تو حرام ہے نہ جو تم نے سمجھ لیا ہے کہ جس پر غیر اللہ کا نام لیا جاوے ذبح کی شرط نہیں یہ غلط ہے کیونکہ سیاق و سیاق کلام جاندار اور عند الذبح پر ہی دال ہے کیونکہ آیت کا مقابل مية اور دم اور لحم خنزیر حیوانات سے تعلق رکھتے ہیں اس واسطے مَا أَهْلَ لِغَيْرِ اللَّهِ بھی حیوانات پر ہی منطبق ہو سکتا ہے اور حیوانات جب تک زندہ ہیں تب تک تو ان کا کھانا حرام ہی ہے۔ کیونکہ ان کو کاٹ کر تو کھا ہی نہیں سکتے ان کو بعد از ذبح (بسم اللہ تعالیٰ ہی تو اللہ نے کھانا حلال کیا ہے۔ قبل از ذبح کسی کا نام اس پر پکارنا اس کا کیا بگاڑ سکتا ہے۔ اگر خدا کا نام اس پر قبل از ذبح موثر ہے تو بھلا بکرے کو کہہ دیا کہ خدا کے واسطے لیا ہے۔ پھر اس کی بغیر ذبح ٹانگ کاٹ کر کھالی۔ دم کھالی۔ حالانکہ پھر بھی کھانا حرام ہی ہے۔ جب تک خدا کا نام لے کر ذبح نہ کیا جاوے۔ اس کا کھانا حرام ہی رہے گا۔ پھر اگر زندہ پر غیر کا نام پکارنے سے حرام ہو جاتا ہے۔ تو عقیقہ کا بکرا یا ولیمہ کا جانور بھی حرام ہونا چاہئے۔ کیونکہ وہ بھی خدا کے واسطے نہیں خریدا جاتا بلکہ غیر اللہ کے نام سے ہی خریدا جاتا ہے تو ان پر بھی غیر کا نام پکارا گیا ہے جو آپ کے عقیدہ کے مطابق قصاب سے گوشت مول لے کر کھانا بھی حرام ہو جاوے گا۔ کیونکہ قصاب نے اللہ کے واسطے نہ خریدا ہے نہ اللہ کے واسطے دیتا ہے۔ بلکہ غیر اللہ کا نام لے کر یعنی فروخت کرنے کے واسطے خریدا۔ فروخت کرنے کے واسطے ذبح کیا بعد میں پیسوں ہی سے فروخت کیا۔ وہ تو آپ کے نزدیک مَا أَهْلَ لِغَيْرِ اللَّهِ میں ٹھیک داخل ہو گیا۔ کیا پھر قصاب سے حرام لے کر کھائے ہو۔ خدا را سو چو قرآن کریم کو ایسے نہ بگاڑو جس سے مسلمانوں میں تفرقہ پیدا ہو اور خدا کے حلال کردہ کو حرام کہہ کہہ کر اسلام میں رخنہ اندازی کر رہے ہو۔ اگر کوئی کہے یہ سنت ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ مَا أَهْلَ لِغَيْرِ اللَّهِ بہ اگر مسنون سمجھ کر کھا لیا جاوے تو جائز ہو جاوے گا۔ عقل سے بات کرو نبی ﷺ نے تو ذبح کے وقت فرمایا۔ دیکھو مسلم شریف جلد ۲ ص ۱۵۶ اخذ الکشف فا ضحجہ ثم ذبحہ وقال بسم اللہ اللہم تقبل من محمد وال محمد ومن أمۃ محمد ثم ضحی بہ نبی ﷺ نے مینڈے کو پکڑا تو

اس کو لایا پھر ذبح کیا۔ اس کو اس وقت فرمایا میں اللہ کے نام سے ذبح کرتا ہوں۔ اے اللہ تو قبول فرما ﷺ سے اور محمد ﷺ کی آل سے اور محمد ﷺ کی امت کی طرف سے۔ پھر قربانی دیا اس کو۔ کیا نبی ﷺ نے معاذ اللہ شرک کیا اور معاذ اللہ صحابہ نے حرام کھایا۔ کچھ سوچ پھر یولو۔ اور اس عقیدہ سے توبہ کرو۔ نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور سلف صالحین نے جو قرآن کریم سمجھا ہے وہ صحیح ہے جو تم نے سمجھا ہے وہ غلط ہے۔

”وہابی“ ہم تو اولیاء و انبیاء کی نذریں دینا تخریر کی طرح حرام کہتے ہیں۔ کیونکہ نذر عبادت ہے اور عبادت غیر اللہ کے واسطے حرام ہے۔

”محمد عمر“ نذر کے معنی اصطلاحی

مجمع البحار جلد ۳ ص ۳۴۶ {النذر إذا أوجبت على نفسك شيئاً تبرعاً من عبادة أو صدقة أو غير ذلك وتكرراً نمنى عنه تأكيد الأصره وتحذيراً عن التهاون به بعد إيجابه

قاموس جزو ثانی ۱۴۰ {نذر أوجب

المسجد ۸۶۸ {نذر. نذراً ونذوراً. أوجب على نفسه ما ليس بواجب

مفردات راغب ۵۰۶ {النذر. أن توجب على نفسك بواجب لحلو ث امر نذر اسے کہا جاتا ہے کہ تو اپنے نفس پر کسی چیز کو واجب کر لے جو پہلے تجھ پر واجب نہیں کسی مشکل کام کے وقت خواہ عبادت یا صدقہ یا کچھ اور معلوم ہوا کہ نذر کو محض عبادت سے تعبیر کرنا اور اربعہ میں یہ تخصیص نہیں پائی جاتی محض اجتہاد ہے۔ دوسری جو یہ ہے کہ اگر نذر سے مراد محض عبادت ہی ہوتی تو اللہ تعالیٰ نذورہم نہ فرماتے بلکہ نذروا۔ اللہ فرماتے۔ تیسری وجہ یہ ہے۔ کہ اگر محض عبادت ہی مراد لی جائے تو نبی ﷺ کا فرمان عبادت سے روکتا ہے۔ حالانکہ یہ غلط ہے سنیے۔

مسلم شریف جلد ۲ ص ۴۴ {عن أبي هريرة أن رسول الله ﷺ قال لا تنذروا

فإن النذر لا يغني من القدر شيئا وإنما يستخرج من البخل

ترجمہ: ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم نذر نہ مانو اس واسطے کہ نذر اللہ کی تقدیر سے کسی چیز کو ہٹا نہیں سکتی۔ سوائے اس کے اوپر کچھ نہیں کہ اللہ تعالیٰ بخیل سے مال کو نکلواتا ہے۔

نسائی شریف جلد ۲ ص ۱۴۵ {عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ النَّبِيِّ ﷺ نَهَى عَنِ النَّذْرِ أَبُو هُرَيْرَةَ} سے روایت ہے نبی ﷺ سے کہ آپ نے نذر ماننے سے منع فرمایا۔

اگر نذر کے معنی عبادت ہوتے تو نبی ﷺ مطلقاً نذر سے نہ روکتے جیسا کہ ان حدیثوں میں آپ نے کسی نذر کی بھی اجازت نہیں فرمائی۔ خدا کے واسطے ہو یا غیر کے واسطے اور یہ فتویٰ دنیا کو خدا کے واسطے جائز ہے۔ اور غیر اللہ کے واسطے نہیں یہ سراسر حدیث شریف کے خلاف ہے البتہ اگر کوئی نذر مان لے جائز کام پر اللہ کے واسطے ہو یا دوسرے کے واسطے تو اس نذر کو پورا کرنا قرآن و حدیث کے لحاظ سے واجب ہوگا۔ کیونکہ نذر مان کر اپنے پر بوجھ ڈالنا منع اور نذر مانی ہوئی کو پورا کرنا واجب ہے لہذا ادا کرنے کو عبادت سے تعبیر کر سکتے ہیں۔ اور اس کو ادا کرتے وقت ناذر یہ ضرور کہہ لیتا ہے کہ اس نذر کو خدا واسطے پوری کر رہا ہوں۔ کیونکہ نذر کو پورا کرنا اللہ ہی کا حکم ہے۔ انبیاء و اولیاء اگرچہ اہل قبور ہوں وہ مالک نہیں ہو سکتے۔ لیکن اگر ناذر بلا معاوضہ خدا واسطے ان کی طرف سے اپنی نذر فقرا پر خرچ کر دے تو اس کا ثواب منذور لہ کو یعنی اولیاء و انبیاء کو خداوند کریم پہنچا دیتے ہیں جیسا کہ حضرت سعدؓ نے عرض کی فَلَهَا أَجْرٌ إِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْهَا قَالَ نَعَمْ کہ یا رسول اللہ ﷺ اگر میں اپنی ماں میتہ کی طرف سے صدقہ کر دوں تو اس کو کوئی ثواب ہوگا۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا کہ ہاں، مسلم شریف جلد ۲ ص ۴۱ تو یہ کہنا منذور لہ چونکہ میت ہے اور میت مالک نہیں ہو سکتی یہ عقیدہ بھی نبی ﷺ نے حل فرما دیا جس میں سوال کی گنجائش نہیں اور نہ ہی معترض کے پاس اس کے برخلاف کوئی دلیل اولہ اربعہ سے ہے۔ باقی رہا بحر الرائق کا منع کرنا تو اس میں خاص وجہ ہے جس کو علامہ خیر الدین دہلویؒ نے ظاہر فرما دیا ہے۔ فتاویٰ خیر یہ جلد اول ص ۸ میں موجود ہے کہ اس زمانہ میں مجاورین مالدار ناذر سے زبردستی نذر کا مطالبہ کرتے ہیں۔ بلکہ کئی دفعہ پولیس کو بلا کر سزا دلوائی گئی۔ کہ اس ناذر نے ہمارے شیخ کی فلاں نذر مانی تھی۔ اب اس کا کام پورا ہو چکا ہے اب یہ ہمیں نذر ادا کرتا نہیں۔ یا قاضی کے پاس مقدمہ نذر لے جاتے کچھ حصہ نذر کا خود کھاتے باقی حکام کو کھلایا جاتا۔ فقط هذا منه منقول اب یہ نذر خدا واسطے نہ رہی بلکہ لاٹھی کے زور سے چارج کی گئی۔ ناذر کا لحاظ بھی نہ کیا گیا اور غربا مساکین کا حق بھی ضائع ہو گیا۔ اور نا اہل کھا گیا۔ اسی وجہ سے ناذریں

کی اس مصیبت کو توڑنے کے واسطے شیخ زین الدین نے بحوالہ ائق میں مع فرمایا ہے۔ جو ان کی مہارت سے بھی ظاہر ہو رہا ہے۔ ورنہ اگر یہ سختی نہ ہوتی تو نذر کو پوری کرنا اور مہاروں کو دینا مع نہ تھا اور نہ ہے۔ خدا واسطے ہو یا غیر اللہ ہو ہر صورت میں ادا کرنا تو غیروں کا ہی حق ہے۔ اور اس کا ثبوت قرآن کریم میں موجود ہے۔ جب عمران کی بیوی نے یہ نذر مانی کہ اللہ پہلا بچہ جس میں تیرے لئے نذر کروں گی تو جب حضرت مریم علیہا السلام پیدا ہوئیں تو آپ نے حضرت زکریا علیہ السلام جو اس وقت کے امام الانبیاء تھے مریم علیہا السلام کا ان کو کفیل بنایا۔ اور انبیاء و اولیاء کی نذر مانا یہ ابتداء سے چلا آ رہا ہے۔ یہ نئی بدعت نہیں ہے نہ اللہ تعالیٰ نے اسے روکا نہ نبی ﷺ نے بلکہ اجازت فرمائی۔ جس کا ثبوت عنقریب آ رہا ہے۔ چنانچہ ایسی نذر آئمہ کرام سے بھی ثابت ہے۔ جس کو خطیب بغدادی مصنف مشکوٰۃ شریف جو متعصبین شوافع سے شمار کئے گئے ہیں۔ فرماتے ہیں۔

تاریخ بغداد جلد اول ص ۱۲۳ { وَعِنْدَ الْمُصَلَّى الْمَوْسُومِ بِصَلْوَةِ الْعِيدِ كَانَ

قَبْرُهُ يُعْرَفُ بِقَبْرِ النَّذُورِ دِيْقَالَ اور عید گاہ کے نزدیک ایک قبر ہے جو قبر نذر سے پہنچانی جاتی ہے کہا جاتا ہے کہ اِنَّ الْمَدْفُونِ فِيْهِ رَجُلٌ مِنْ وُلْدِ عَلِيٍّ ابْنِ اَبِي طَالِبٍ يَتَبَرَّكُ النَّاسُ بِزِيَارَتِهِ اس میں حضرت علیؑ کی اولاد سے ایک آدمی مدفون ہے۔ لوگ اس کی زیارت کر کے تبرک حاصل کرتے ہیں وَ يَصُدُّ ذُو الْحَاجَةِ مِنْهُمْ لِقَضَاءِ حَاجَتِهِ اگلے صفحہ پر فرماتے ہیں۔

اور حاجت والے ان کے درپے ہوتے ہیں۔ اپنی حاجت کو پورا کرے کے لئے۔

وَ اِنَّمَا شَهْرُ بِقَبْرِ النَّذُورِ لِاَنَّهُ مَا يَكَادُ يُنْذَلُهُ نَذْرٌ اِلَّا صَحَّ وَ بَاغَ النَّازِرُ مَا يَرِيْدُ وَ لَزِمَهُ الْوَفَاءُ بِالْمَنْذُورِ اَنَا اَحَدُ مَنْ نَذَرْتُهُ مُرَادًا اِلَّا اَخْطِيَهَا كَثِيْرَةً نَذُورًا عَلٰى اَمْحَدٍ مُتَعَذِّرَةٍ فَلَفْتُهَا وَ لَزِمْنِي النَّذْرُ فَرَقِيْتُ بِهِ

اور سوا اس کے نہیں قبر نذر سے مشہور ہے اس واسطے کہ ایسا کبھی نہیں ہوا کہ اس کے واسطے نذر مانی گئی ہو جو صحیح نہ ہوئی اور نذر ماننے والا اپنی مراد کو نہ پہنچا ہو۔ اس کو نذر پوری ہی کرنی پڑتی ہے۔ اور میں نے بھی اس کے واسطے کئی دفعہ بے شمار نذریں مانیں کئی مشکل کاموں پر تو میں بھی مراد کو پہنچا۔ اور مجھے نذر دینی ہی پڑی تو میں نے نذر کو پورا کیا۔

ثابت ہوا کہ متقدمین بھی انبیاء و اولیاء کے واسطے نذریں مانتے تھے اور مقصد پورا ہونے پر ادا بھی کرتے جو بغیر اللہ نہیں ہو سکتیں۔ چنانچہ کچھ عرصہ بعض مصالح کی بنا پر ایک دو علماء

نے جبر و تشدد کو دیکھتے ہوئے بند فرمایا۔ جس سے نذر کا پورا کرنا حرام نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ انہی علماء نے نذر ماننے کے غلط طریقے کو برا سمجھا۔ کہ اگر ناذر میت منذر لہ کو بالذات متصرف فی الامور سمجھے تو کفر ہے معلوم ہوا کہ اگر اللہ کے اذن سے میت کو متصرف فی الامور سمجھے تو نذر جائز ہے اور آج کل کے مفتی ہیں کہ اگر کوئی شخص انبیاء و اولیاء کو باذن اللہ متصرف فی الامور سمجھے تو اس کو بھی کافر کہہ دیتے ہیں۔ خبر نہیں انہوں نے یہ مسئلہ کہاں سے گھڑ لیا ہے۔ جو قرآن کریم کے خلاف ہے۔ حالانکہ قرآن کریم بھی تصرف کو اللہ کے بندوں کے لئے ثابت کرتا ہے۔ چنانچہ ذوالقرنین کو اللہ تعالیٰ تصرف کا عام اختیار فرماتے ہیں اِمَّا اَنْ تُعَذِّبَ وَاِمَّا اَنْ تَخَذَ فِيهِمْ حُسْنًا یعنی اگر تو چاہے تو تمام کو عذاب کر دے اور اگر چاہے تو ان کو معاف کر دے کیا اس آیت میں اللہ تعالیٰ رب العزت نے ذوالقرنین کو متصرف فی الامور مافوق الاسباب ہونے کا اختیار نہیں دیدیا۔ اور بعد از وصال کا اختیار تو اس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فیصلہ فرما دیا ہے سَوَاءٌ مَّحْيَاهُمْ وَمَمَاتِهِمْ یعنی اللہ کے بندوں کی حیات اور ممات یکساں ہے۔ جتنا اختیار اور تصرف کی طاقت کسی اللہ کے بندے کو حیاتی میں ہوتی ہے بعد از وصال بھی بدستور رہتی ہے بلکہ نبی اکرم ﷺ کو تو اللہ تعالیٰ نے وَلِلْآخِرَةِ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُولٰی سے نوازا۔ یعنی نبی ﷺ کا دنیا میں وقت گزارنا اس سے روز بروز اب تک آپ کی ترقی ہو رہی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے تمام عالمین میں متصرف فی الامور مافوق الاسباب ہونے کی طاقت فرمائی اس سے قیامت تک اور قیامت کے بعد تک آپ کی قوت متصرفہ میں ہر روز افزوں تری ہے۔ اور اسی پر امت کا اجماع ہے سوائے چند وہابیہ اور دیوبندیہ کے جب زمانہ جبر و اکراہ کا گزر گیا تو فقہانے نذر کی اجازت سابقہ اصول کے مطابق عالمگیر کے زمانے میں فرمادی۔ کسی چیز کو کسی تھوڑے وقت کے لئے کسی چیز سے منع کر دینا حرمت پر دلالت نہیں کرتا۔ جیسا کہ گوشت کو کسی مریض کے لئے منع کر دیا جائے تو تندرستی کے بعد گوشت اس پر حرام نہیں ہوگا۔ ایسے ہی نذر کا دینا انبیاء و اولیاء کے واسطے اگر حرام ہوتا تو اللہ تعالیٰ حرام فرماتے یا نبی ﷺ اس نذر کو علی الاعلان منع فرما دیتے۔ اسی بنا پر ملا جیوں نے جو عالمگیر کے استاد تھے اس مسئلہ کو صاف کیا ہے۔

تفسیر احمدی ۲۹ { اِنَّ الْبَقْرَةَ الْمَنْذُورَةَ لِلْاُولِيَاءِ كَمَا هُوَ الرَّسْمُ فِيْ ذِمَّانَا حَلَالٌ طَيِّبٌ } (یعنی جو گائے اولیاء کی نذر کی جاتی ہے۔ اولیاء اللہ کو جیسا کہ یہ ہمارے زمانے میں رسم ہے

حلال پاک ہے کیا ملا جیون جن کی کتابیں پڑھ کر تم فقہ ہونے کی سند لیتے ہو ان پر فتویٰ کفر کا دے گے کیونکہ انہوں نے اولیاء کی مندرجہ اشیاء کو حلال پاک ہونے کا فتویٰ دیا۔ کیا ان کے زمانہ میں فقہانہ تھے۔ قرآن و حدیث کو سمجھنے والے موجود نہ تھے۔ جو ان پر فتویٰ کفر چسپاں کرتے یا آج تک کوئی ایسا عالم نہیں ہوا جس نے ان کا رد کیا ہو۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے انبیاء و اولیاء کے خلاف ٹھیکہ لیا ہوا ہے اور مسلمانوں پر کفر کا فتویٰ دینا بہت آسان سمجھا ہے۔ وَلَا تَقُولُوا لِمَا نَصَبُ السُّنُكُمُ الْكُذِبَ هَذَا حَلَالٌ وَهَذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوا عَلَى اللَّهِ الْكُذِبَ إِنَّ الَّذِينَ يَفْتَرُونَ عَلَى اللَّهِ الْكُذِبَ لَا يُفْلِحُونَ

نذر کے متعلق فتویٰ خداوندی

(دہر ۲۹) عَيْنَا يَشْرَبُ بِهَا عِبَادُ اللَّهِ يُفَجِّرُونَهَا تَفْجِيرًا يُؤْفُونَ بِالنَّذْرِ وَيَخَافُونَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهُ مُسْتَطِيرًا۔ ترجمہ: ایک چشمہ ہے جس سے پیتے ہیں اللہ کے بندے چلاتے ہیں وہ اس کو صحیح چلانا پوری کرتے ہیں وہ منت کو اور وہ ڈرتے ہیں اس دن سے جس کی برائی پھیلنے والی ہے۔ اس آیت کریمہ میں یُؤْفُونَ بِالنَّذْرِ میں عموم ہے۔ شارع کے عموم کو آپ خاص نہیں کر سکتے۔ عِبَادُ اللَّهِ کی شان بیان فرماتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ان کے فعل یُؤْفُونَ بِالنَّذْرِ سے ان کو سراہا اور۔ اجر عظیم بخشا۔ اور جو لوگ نذروں کو خنزیر کی طرح حرام کہتے ہیں نہ وہ عباد اللہ میں شامل ہوئے۔ اور نہ ان کو آخرت میں چشموں کا پانی نصیب ہوگا۔ کیونکہ نہ انہوں نے نذر کو پورا کیا اور نہ وہ قیامت سے ڈرے۔

(حج ۱۳) ثُمَّ لِيَقْضُوا تَفَنَّهُمْ وَلِيُؤْفُوا نَذْرَهُمْ وَلِيَطُوفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ ترجمہ: پھر چاہیے کہ اپنی میل کو دور کریں اور چاہئے کہ اپنی نذروں کو پورا کریں اور چاہئے کہ وہ پرانے گھر کا طواف کریں۔

آیات مذکورہ بالا سے نذر کا پورا کرنا ثابت ہو چکا ہے اور نَذْرَهُمْ سے ان کی نذریں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں یعنی نذر کو اللہ تعالیٰ نے مخلوق کی طرف منسوب فرمایا۔ اگر محض اللہ ہی کے واسطے نذریں ہوتیں تو اللہ تعالیٰ وَلِيُؤْفُوا نَذْرَهُمْ کی بجائے وَلِيُؤْفُوا نَذْرَ اللَّهِ فرماتا تو جائز ہی تھا نَذْرَ عِبَادِ کا تردد اللہ تعالیٰ نے نَذْرَهُمْ کی اضافت سے نکال دیا جس کے

آپ مخالف ہیں معلوم ہوتا ہے کہ آپ ارشاد خداوندی کو معاندانہ نظر سے ملاحظہ فرماتے ہیں۔ اسی واسطے قرآن کریم کے خلاف مذور ہم کی حرمت کا فتویٰ دے دیا۔

”وہابی“ اگر کسی شخص نے نذرمانی کہ ماں سے زنا کرے گا۔ اگر میرا فلاں کام درست ہو جائے تو کیا یہ بھی نذر پوری کرنے کا حکم دو گے؟

”محمد عمر“ ماں کے زنا کا تحفہ کبھی آپ نے کسی چندہ میں بھی جمع کرایا ہو تو بزرگ کی نذر کا بھی سوال ہو سکتا ہے۔ ورنہ مطابق حدیث پاک جو آپ اپنی ذات کے واسطے پسند کریں۔ دوسرے کے واسطے بھی وہی پسند ہونی چاہئے۔ لہذا نذر بھی آپ اسی چیز کی ادا کر سکتے ہیں جو بہ حیثیت مسلمان ہونے کے آپ کے واسطے حلال ہو۔ ماں کی حرمت جب بغیر نذر کے قرآن کریم میں مذکور ہے تو اس کی نذر بھی حرام ہوگی۔ جب کسی بزرگ کی روح کو حلال شے کا ثواب پہنچ سکتا ہے تو اس کو اللہ نذر کا ثواب بھی بخشا جاسکتا ہے اور خدا پہنچاتا ہے۔ اور ناذر غریبا و مساکین کو نذر تقسیم کرنے سے پیشتر کسی سے کچھ کلام پڑھاتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ نذر فلاں بزرگ کے لئے مانی گئی تھی۔ اس کا ثواب اسی کی روح کو بخشا جائے۔ اور اگر کلام خود پڑھتا ہے تو بعد از کلام مجید پڑھنے کے کہتا ہے کہ یا اللہ اس کلام اور طعام کا ثواب تیری رضا اور تقرب کے واسطے اور تیرے حکم یوفوا نذورکم سے خائف ہو کر میں نے فلاں نبی علیہ السلام یا ولی کی روح کو بخشا۔ اور یا اللہ یہ ثواب تو اس کی روح کو پہنچا دے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ناذر کی نیت بوقت نذر ماننے کے بھی اللہ کی رضا مقصود ہے۔ چنانچہ اس بزرگ منذور لہ کی دعا سے جب نافذ کی مشکل حل ہو جاتی ہے۔ تو خدا اس پر راضی ہو جاتا ہے کیونکہ گنہگار پر اللہ کے بندے کی نگاہ کرم خدا کی رضا کا باعث ہوتا ہے۔ اور یہی مقصود ہے جس میں آپ ہیرا پھیری کرتے ہیں۔ اور لغیر اللہ کا فتویٰ لگا کر حرام ثابت کرتے ہیں۔

نسائی شریف جلد ۲ ص ۱۴۹ {عمران بن حصین قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ النَّذْرُ نَذْرَانِ فَمَا كَانَ مِنْ نَذْرٍ فِي طَاعَةِ اللَّهِ فَذَلِكَ لِلَّهِ وَفِيهَا لُفَاءٌ وَمَا كَانَ مِنْ نَذْرٍ فِي مَعْصِيَةِ اللَّهِ فَذَلِكَ لِلشَّيْطَانِ وَلَا وَفَاءَ فِيهِ وَيَكْفُرُ الْيَمِينُ عمران بن حصین سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ میں نے نبی ﷺ سے سنا۔ آپ فرماتے تھے۔ نذر کی دو قسمیں ہیں۔ پس جو نذر اللہ کی طاعت میں ہو تو یہ اللہ کے واسطے ہے۔ اور اس میں پورا کرنا ہے۔ اور جو نذر اللہ کی نافرمانی میں ہو یہ شیطان کے واسطے ہے۔ اس میں پورا کرنا نہیں ہے۔ اور (ناذر)

کفارہ ادا کرے گا جو قسم کفارہ دیا جاتا ہے۔ (کنز العمال جلد ۸ ص ۳۳۱)

قرآن کریم کے بعد دوسرا درجہ حدیث شریف کا ہے۔ اس حدیث میں نبی ﷺ نے نذر کو دو قسموں میں منحصر فرمایا۔ **بِسْمِ طَاعَةِ اللَّهِ وَفِي مَغْصَبَةِ اللَّهِ** پہلی قسم کو اللہ ہونے کا فتویٰ دیا اور اس نذر کو پورا کرنے کا ارشاد فرمایا۔ دوسری قسم کو للشیطان فرمایا اور اس نذر کی بجائے کفارہ قسم کا ارشاد فرمایا۔ احناف کا انبیاء عظام و اولیاء کرام کے ارواح کو نذروں کا ثواب پہنچا کر نذر پوری کرنا محض للہ ہے۔ کیونکہ کسی کے حق کو نہ پورا کرنے کی سزا اللہ ہی نے قیامت کو دینی ہے اور یہ نذر بھی انبیاء علیہ السلام کو انبیاء اللہ ہونے کی حیثیت میں اور اولیاء کرام کو اولیاء اللہ ہونے کی حیثیت میں جائز سمجھی جاتی ہے۔ کیونکہ ان کی نسبت بھی اللہ کی طرف ہے۔ اسی واسطے جیسا کہ الہ واسطے والی چیز کو غربا اور مساکین میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ اسی طرح اولیاء اللہ اور انبیاء اللہ کے ارواح کو نذر کا ثواب پہنچا کر غربا اور مساکین میں للہ تقسیم کیا جاتا ہے۔ اب فرمائیے کہ آپ کی شریعت میں یہ نذر مطابق حدیث شریف للشیطان ہے یا للرحمان ہے اگر للرحمان ہے تو پورا کرنا جائز اور آپ کا فتویٰ غلط ثابت ہوں۔ اگر للشیطان ہے تو قائل اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اولیاء الرحمن اور انبیاء الرحمن کو اس نے اولیاء الشیطان اور انبیاء الشیطان کہہ دیا۔ اور یہ کفر ہے۔ اور کافر کا فتویٰ شرعاً مستند نہیں۔ لہذا نذر کو حرام کہنے والے کا فتویٰ از روئے حدیث شریف مستند نہ ہوا۔

ترمذی شریف جلد اور ص ۱۸۶؛ ابوداؤد جلد ۲ ص ۱۱۲

مشکوٰۃ شریف ص ۲۹۷ { عن ابن عباس ان سعد بن عبادہ استفتی رسول

اللہ ﷺ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ سعد بن عبادہ نے نبی ﷺ سے فتویٰ دریافت کیا۔

فِي نَذْرِ كَانَ عَلَى أُمِّهِ تَوْفِيتٌ قَبْلَ أَنْ تَقْعِيَهُ نَذْرُكَ مَتَّعَ جِوَّاسَ كِي مَآں پَر لَآزِم تھی اس کے پورا کرنے کے پہلے فوت ہو چکی تھی۔

فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ أَقْضِيهِ عَنْهَا تَوْبَةُ نَبِيِّ ﷺ نے فرمایا ماں کی طرف سے نذر کو پورا کر دے۔

جب اہل قبول کی مانی ہوئی نذر اس کی طرف سے تقسیم کی جاوے تو اس کے ذمہ سے نذر پوری ہو جاتی ہے تو کیا اس کے نذرانہ کو اس کی طرف سے تقسیم کیا جاوے۔ تو اس کا ثواب اس کو نہیں پہنچ سکتا۔ **بِرُؤْلَا تَكُنْ مِنَ الْمُنْكَرِينَ** اب اس حدیث شریف کے رو سے آپ کو تین

مسکوں سے ایک پر ایمان ضرور لانا پڑے گا۔ اگر تینوں پر ایمان لے آؤ پھر تو یکے ایماندار بن جاؤ۔
(۱) مطلقاً نذر شرعی کو میتہ کی طرف سے ادا کرنا ہے۔

(۲) آپ مختار کل ہیں جو علی العموم اجازت فرما رہے ہیں۔

(۳) آپ کو علم غیب ہے کہ یہ میتہ کی نذر صحیح رحمانی ہی ادا کرے گا اور میتہ نے صحیح نذر ہی مانی جس کا آپ کو علم یقینی تھا۔ اور اسی علم کے مطابق نبی ﷺ نے بلا تفریق اجازت فرمادی۔

تینوں صورتوں میں تم اپنے فتویٰ کے مطابق اسلام سے خارج ہو جاتے ہو۔ کیونکہ تینوں مسائل آپ کے عقیدے کے خلاف ہیں۔ اور تمہارا تینوں مسکوں سے انکار کرنا حدیث صحیحہ سے روگردانی کرنا ہے۔ اٰمِنُوْا تَفْلِحُوْا۔ اب طاعتہ اللہ کا مقسم نذر نبی ﷺ سے دریافت فرماتے ہیں۔

ابوداؤد جلد ۲ ص ۱۱۳؛ مشکوٰۃ شریف ص ۲۹۸ { اَنْ اِمْرَءَةً النَّبِيِّ ﷺ

فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اَوْفِيْ بِنَذْرِكَ قَالَتْ اِنِّيْ نَذَرْتُ اَنْ اَذْبَحَ بِمَكَانٍ كَذَا وَكَذَا مَكَانٍ يُذْبَحُ فِيْهِ اَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ قَالَ لِيَصْنَمٍ قَالَتْ لَا قَالَ لِيُوْثِنِ قَالَتْ لَا قَالَ اَوْفِيْ بِنَذْرِكَ

تحقیق ایک عورت (سودا) نبی ﷺ کے پاس حاضر ہوئی۔ تو اس نے عرض کی یا رسول اللہ میں نے نذر مانی ہے کہ میں آپ کے سامنے دف بجاؤں گی۔ آپ نے فرمایا۔ اپنی نذر کو پوری کر لے عورت نے عرض کیا کہ میں نے نذر مانی ہے کہ میں فلاں فلاں جگہ قربانی کروں گی۔ اور جاہلیت کا مذبح ہے۔ آپ نے فرمایا بت کے واسطے۔ عرض کیا نہیں۔ فرمایا وثن کے واسطے۔ عرض کیا نہیں۔ فرمایا اپنی نذر کو پوری کر۔

فرق صنم و وثن

المصباح المنیر جلد اول ص ۵۳۴ { ویروی عن ابن عباس و یَقَالُ الصَّنَمُ الْمُصْنَعُ مِنَ الْجَوْهَرِ اَمْ دَنِيَّةُ الْبَنِي تَذْوِبُ وَالْوَنُّ هُوَ الْمُتَّخَذُ مِنْ حَجَرٍ اَوْ خَشَبِ ابن عباس سے روایت ہے کہ صنم اس کو کہتے ہیں جو جواہر معدنیہ سے ڈھال کر بنایا جاتا ہے۔ اور وثن اس کو کہتے ہیں کہ پتھر اور لکڑی سے بنایا گیا ہو۔

ف: حدیث مذکورہ بالا میں نبی ﷺ نے پہلے نذر دف کی اجازت فرمائی۔ جو تین فوائد

سے خالی نہیں۔

(۱) دف بجانے کا ثبوت ثابت ہوا (جس کے بجانے سے آپ کو شرک کو دہڑاتا ہے۔ اگر

دف بجانا شرعاً ناجائز ہوتا تو آپ بجانے کی اجازت نہ فرماتے)

(۲) نبی ﷺ کے مختار کل ہونے کا ثبوت۔

(۳) انبیاء علیہم السلام کے واسطے نذر ماننا جائز ثابت ہوا۔ (کیونکہ نبی ﷺ نے مائی سودہ کو

اپنے سامنے اپنے واسطے نذر مانی ہوئی کو پورا کرنے کا ارشاد فرمایا۔ کیونکہ خدا واسطے تو دف بجانے

کی نذر مانی ہی نہ گئی تھی۔ نبی ﷺ کے واسطے عورت نے نذر مانی اور نبی ﷺ نے اجازت فرمائی تو

اس عورت نے نبی ﷺ کے سامنے ہی دف بجا کر نذر کو پورا کیا۔ ایسے ہی لوگ آج کل انبیاء علیہم

السلام و اولیاء کرام کے واسطے نذریں مانتے ہیں اور بلا معاوضہ اللہ اور اس کے رسول کی رضا کے

واسطے اپنی منذورہ اشیاء کو تقسیم کر دیتے ہیں۔ یا ان کے مقابر کے سامنے ان کی ارواح کو ثواب پہنچا

کر غربا و مساکین کو تقسیم کر دیتے ہیں۔ جو عین سنت کے مطابق ہے۔

اور حدیث شریف کے دوسرے حصہ میں جو نبی ﷺ سے مذبح جاہلیت کے متعلق عرض

کیا کہ اس میں نذر کے جانور کو ذبح کرنے کی اجازت فرمائی جائے تو نبی اکرم ﷺ نے دو سو سو میں

کے علاوہ جواز کا فتویٰ فرمایا۔ اور دونوں قسموں کو بتوں کے ناموں کے باعث نذر سے روک دیا۔

جن کے واسطے نذر کا جانور ذبح کرنا حرام ہے۔ اگر کسی نبی اللہ اور ولی اللہ کے واسطے بھی ممانعت

ہوتی تو آپ بتوں کے علاوہ انبیاء و اولیاء کو بھی ممتاز فرما لیتے۔ لہذا اپنی رائے سے قرآن و حدیث

کے مخالف انبیاء و اولیاء کے ارواح کو نذر کا ثواب پہنچانے کو حرام کہنا یہ مداخلت فی الدین ہے۔

اور اس گمراہی میں تمہارا مبتلا ہونا محض اس بنا پر ہے کہ تم نے انبیاء اللہ کو غیر اللہ سمجھ لیا ہے۔ حالانکہ

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

نساء ۴۱ {إِنَّ الَّذِينَ يَكْفُرُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ وَيُرِيدُونَ أَنْ يُفَرِّقُوا بَيْنَ اللَّهِ وَرُسُلِهِ وَيَقُولُونَ

نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَنَكْفُرُ بِبَعْضٍ وَيُرِيدُونَ أَنْ يَتَّخِذُوا بَيْنَ ذَلِكَ سَبِيلًا ۚ أُولَٰئِكَ هُمُ

الْكَافِرُونَ حَقًّا ۚ وَاعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ عَذَابًا مُّهِينًا ۚ وَالَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ وَلَمْ يُفَرِّقُوا

بَيْنَ أَحَدٍ مِنْهُمْ أُولَٰئِكَ سَوْفَ يُؤْتِيهِمْ أَجُورَهُمْ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا

جو لوگ کفر کرتے ہیں اللہ کیساتھ اور اس کے رسولوں کے ساتھ کہ اللہ کے اور اس کے

رسولوں کے درمیان میں فرق رکھیں اور کہتے ہیں کہ ہم بعضوں پر ایمان لائے ہیں اور بعضوں کے

مکر ہیں اور یوں چاہتے ہیں کہ بین بین ایک راہ تجویز کریں ایسے لوگ یقیناً کافر ہیں اور کافروں کے لئے ہم نے اہانت آمیز سزا تیار کر رکھی ہے۔ اور جو لوگ اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہیں اور اس کے سب رسولوں پر بھی اور ان میں سے کسی میں فرق نہیں کرتے ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ ضرور ثواب دینگے اور اللہ تعالیٰ بڑے مغفرت والے ہیں بڑے رحمت والے ہیں۔ (اشرف علی)

ان آیات فرقانیہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے اور اپنے رسولوں کے درمیان فرق ڈالنے والوں اور رسولوں کو غیر اللہ کہنے والوں کو واسطے فتویٰ کفر ارشاد فرمایا ہے کیونکہ کافر اللہ اور اس کے رسولوں کے درمیان ایک غیریت کے رستے کا قائل ہے۔ لہذا اللہ تعالیٰ نے ان کے واسطے سزا سخت فرمائی اور تفریق نہ کرنے والوں کو ایماندار ہونے سے سراہا اور ان سے اجر اور بخشش کا وعدہ فرمایا دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کی بیعت کرنے والوں جن کو اپنی بیعت فرمایا ہے۔ اِنَّ الدِّينَ يَبْعُوكَ فَاِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللَّهَ بے شک جن لوگوں نے آپ کی بیعت کی یا رسول اللہ ﷺ تو انہوں نے اللہ سے بیعت کی۔

نبی ﷺ کی اطاعت کو اللہ تعالیٰ نے اپنی اطاعت فرمائی ہے مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ اطَاعَ اللَّهَ

ایسے ہی اللہ نے اولیاء اللہ کے مخالف کو اعلان جنگ فرمایا اور اس کے سمع بصارت کو بھی اپنی طرف منسوب فرمایا۔

بخاری شریف جلد ۲ ص ۹۶۳ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ اِنَّ اللَّهَ قَالَ مَنْ عَادَى لِي وَلِيًا فَقَدْ اَدْبَنَتْهُ بِالْحَرْبِ وَمَا تُقَرِّبُ اِلَيَّ عَبْدِي بِشَيْ اَحَبُّ اِلَيَّ مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَيْهِ وَلَا يَزَالُ عَبْدِي يَتَقَرَّبُ اِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتَّى اَحْبَبْتُهُ فَكُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِي يَسْمَعُ بِهِ وَبَصَرَهُ الَّذِي يُبْصِرُ بِهِ وَيَدَهُ الَّذِي يُطِشُّ بِهَا وَرِجْلَهُمُ الَّذِي يَمْشِي بِهَا وَاِنْ سَاَلَنِي لَاُعْطِيَنَّهُ

نبی ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جس شخص نے میرے ولی سے دشمنی کی میں اس کو اعلان جنگ کرتا ہوں اور میرا بندہ محبوب کسی مفروضہ چیز کے ساتھ میرے قریب نہیں ہوتا۔ اور ہمیشہ میرا بندہ میرے قریب ہوتا ہے۔ نوافل کے ذریعہ یہاں تک کہ میں اس کو اپنا محبوب بنا لیتا

ہوں تو اس کے کان میں ہوتا ہوں جس سے وہ بندہ سنتا ہے۔ اور اس کی آنکھ میں ہوتا ہوں۔ جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کا ہاتھ میں ہوتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کا پاؤں میں ہوتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔ اور اگر وہ مجھ سے کچھ مانگے تو اس کو ضرور عطا کرتا ہوں۔

اب فرمائیے نبی اللہ اور ولی اللہ کیا غیر اللہ ہیں۔ معلوم ہوا کہ جو شخص نبی ﷺ پر درود پڑھتا ہے وہ بھی اللہ کی عبادت میں شامل اور جو شخص ذکر اولیاء اللہ کرے مثلاً **وَعَلَىٰ عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ** وغیرہ کے تو یہ بھی طاعت اللہ اور عبادت الہی میں شامل ہوگا۔ کیونکہ اس کے بندوں کا ذکر حکمہ اس کا ذکر ہے۔ اور اس کے بندوں کو نذر اللہ ہوگی۔ کیونکہ نہ وہ من دون اللہ ہیں اور نہ ان کی بندوں اللہ۔

کنز العمال جلد ۶ ص ۱۱۹ { ذَكَرُ الْأَنْبِيَاءِ مِنَ الْعِبَادَةِ وَذَكَرُ الصَّالِحِينَ كَفَّارَةٌ }
انبیاء علیہم السلام ذکر عبادت سے ہے اور ذکر صالحین کفارہ گناہ ہے۔

”وہابی“ تم لوگ جو من دون اللہ کو پکارتے ہو اور ان کی نذریں مانتے ہو یعنی نبیوں ولیوں کی تو ایسے لوگوں کو اللہ نے خوب رگڑا ہے سنیے۔

وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّنْ يَدْعُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ مَنْ لَا يَسْتَجِيبُ لَهُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَائِهِمْ غَفْلُونَ وَإِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوا لَهُمْ أَعْدَاءً وَكَانُوا بِعِبَادَتِهِمْ كَافِرِينَ ۝
اور اس شخص سے کون زیادہ گمراہ ہے جو ایسے شخص کو پکارتا ہے جو قیامت تک اس کو جواب نہ دے گا اور وہ ان کے پکارنے سے بے خبر ہیں۔ یہ آیت ثابت کر رہی ہے کہ جن نبیوں اور ولیوں جنوں اور فرشتوں اور بتوں کو تم پکارتے ہو وہ تمہاری پکار سے بے خبر ہیں اور وہ قیامت تک تمہارا جواب نہ دینگے قرآن کی رو سے تمہاری اس پکار وغیرہ کو اور ان کو حاجت روا سمجھ کر نذریں دینا یہ تمہاری گمراہی اور شرک کا مظہر ہے چنانچہ وہ تمہاری اس پکار وغیرہ کا قیامت کے دن انکار بھی کریں گے۔ یہ کتنی واضح دلیل ہے۔ جو تمہارے اس فعل مذمت کر رہی ہے۔

”محمد عمر“ بھائی تم نے قرآن کریم کی اس آیت کا غلط ترجمہ کر کے آیت پاک کو خوب بدلنے کی کوشش کی اللہ کریم تمہیں قرآن مجید کو صحیح سمجھنے کی توفیق عنایت فرما دے۔ زیادہ تحقیق کی طرف اگر نہ بھی جاتے تو کم از کم تمہارے مولوی اشرف علی صاحب نے جو ترجمہ کیا ہے وہی ملاحظہ فرما لیتے

تو شاید تمہارا فکر اس غلطی کے گڑھے میں نہ گرتا اور جو آیت کریمہ خداوند کریم نے بتوں کے لئے نازل فرمائی وہ تم مسلمانوں اور اولیاء اللہ اور انبیاء اللہ پر چسپاں نہ کرتے ملاحظہ ہو مولوی اشرف علی صاحب رقطراز ہیں (اور اس شخص سے زیادہ گمراہ کون ہوگا جو خدا کو چھوڑ کر ایسے معبود کو پکارے جو قیامت تک اس کا کہنا نہ کرے)۔

کیوں جناب اب فرمائیے مولوی اشرف علی صاحب نے تو من سے منشا الہی کے مطابق کفار کے بت اور ان کے معبود مراد لئے ہیں اور تم نے کیا مراد لیا اور ہم انبیاء اکرام اور اولیاء عظام کو اپنا معبود نہیں سمجھتے اور نہ یہ ہمارا عقیدہ ہے کہ وہ معبود ہو سکتے ہیں۔ تو یہ شان و ہابیت ہی ہے کہ اولیاء اللہ اور انبیاء اللہ کو بتوں کے ساتھ مساوات کا حکم جاری کر کے ان پر بتوں والی ایت چسپاں کرتے ہیں اور اگر تم من کو عام سمجھو اور اس میں انبیاء اکرام اور اولیاء اللہ کو شامل کر لو تو اس کی صفت لَا يَسْتَجِيبُ لَهُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ ان کے لئے صحیح درست نہ ہوگی۔

(۱) کیونکہ دن میں کئی دفعہ نماز میں وَالصَّلَاةِ وَالطَّيِّبَاتِ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ کہ کر تم بھی صلوٰۃ و سلام کے تحفے دربار رسالت مآب ﷺ میں اب بھی پیش کر رہے ہو اگر آپ سنتے نہیں اور جواب نہیں دیتے تو جیسا کہ تم پس و پیش تمام مواقعات خیر پر صلوٰۃ و سلام کو برا مناتے ہو نماز میں بھی ترک کر دو۔ تاکہ تمہارے عقیدہ کا تناقض رفع ہو جائے۔

(۲) اہل قبور کو تم بھی السلام علیکم جا کر کہتے ہو اگر وہ مَنْ لَا يَسْتَجِيبُ لَهُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ ہیں تو تم بھی اس اپنے مقرر کردہ قانون کی زد میں گمراہ تر ہو کیونکہ تم بھی اہل قبور کے پکارنے میں شمولیت رکھتے ہو۔

(۳) اگر منشاء الہی بھی اس آیت کریمہ سے یہی تھا جو تم نے بیان کیا ہے تو رب العزۃ نے نبی کریم ﷺ کو اہل قبور گزشتہ انبیاء علیہم السلام کے پکارنے کا اور ان سے جواب طلب کرنے کا ارشاد کیوں فرمایا۔

زخرف ﴿۱۲۵﴾ وَاسْأَلْ مَنْ أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُسُلِنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ آپ دریافت

فرمائیے جن رسولوں کو ہم نے آپ سے پہلے بھیجا ہے کیا تمہارے اس پیش کردہ قانون کے مطابق خداوند رب العزۃ نے مَنْ دون اللہ کو پکارنے کا حکم فرمایا کہ شرک کا سبق دیا ہے اور ایسے لوگوں کو پکارنے کا ارشاد فرما دیا جو قیامت تک بھی جواب نہیں دے سکتے بلکہ قیامت کو اس پکار کا انکار بھی کر نیگے قرآن کریم

ہے اس کو کچھ سمجھ کر بیان کیا کہ مخالف پر فتویٰ شرک کرنے کے لئے آیت تو تم نے پڑھ دی لیکن اس کا مطلب ایسا ظاہر کیا جو خداوند کریم پر بھی خود عائد ہو جاوے کچھ شرم کا مقام ہے۔

تو ثابت ہوا کہ من دون اللہ سے مراد بت ہیں جو خداوند کے گھرے ہوئے نہیں ہیں بلکہ صنعت کفار ہے اور وہی ان کو معبود سمجھتے ہیں اور وہی قیامت تک بھی اگر ان کو کفار پکارتے رہیں اور ان کی عبادت کرتے رہیں تو وہ بت ان کی عبادت سے بے خبر ہیں اور انہی بتوں کو رب العزۃ قیامت کے دن قوۃ گویا کی عنایت فرما دے گا تو وہ چونکہ جمادات غیر معقولہ ہیں تو وہ ان کفار کی عبادت سے اپنی بے خبری کا اظہار فرما دیں گے اور اگر اسی حکم میں انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ اور انبیاء اللہ کا قیامت کے دن اپنے قبعین سے بیزاری کا اظہار فرمایا ہے بلکہ ہمارے لئے ان کو اخروی امداد کو بیان فرمایا ہے۔

زخرف ۲۵ {الْأَخِلَاءُ يَوْمَئِذٍ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ إِلَّا الْمُتَّقِينَ} قیامت کے دن تمام دوست ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے سوائے متقین کے لفظ متقین میں انبیاء کرام اور اولیاء اللہ دونوں شامل ہیں۔

اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ قیامت کے دن انبیاء اللہ علیہم السلام اور اولیاء اللہ اپنے قبعین سے بے خبری اور بیزاری کا اظہار نہ فرما دیں گے بلکہ ان کی دوستی ان کے قبعین کے لئے کارگر ہوگی تو یقیناً یہ بات ثابت ہوگئی کہ تمہاری پیش کردہ آیت سے من دون اللہ بت ہی مراد ہیں اور وہی بت ان کی عبادت کے منکر ہوں گے اور قُلُوا هَذَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ فَرَمَانِ الْإِلٰهِ سے دونوں عابد اور معبود جہنم کا ایندھن ہونگے اور انبیاء علیہ السلام اور اولیاء اللہ اور ان کے قبعین فریقین یعنی مطاعون و مطعون اولیک عَنْهَا مَبْعُوثُونَ فَرَمَانِ الْإِلٰهِ سے جہنم کی آگ سے دور ہوں گے۔

”وہابی“ لفظ ”مَنْ“ ذوی العقول کے لئے استعمال ہوتا ہے اور بت غیر ذوی العقول ہیں لہذا ”مَنْ“ سے مراد تمہارے مقتداء ہی ہو سکتے ہیں نہ کہ بت۔

”محمد عمر“ تمہارے اس سوال کا جواب علامہ نسفی رحمۃ اللہ علیہ نے دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے لفظ مَنْ جو ذوی العقول پر مستعمل ہے یہاں بتوں پر استعمال فرمایا ہے تا یہ اس واسطے مستعمل ہے کہ چونکہ کفار ان کو سمیع و بصیر سمجھتے ہیں تو ان کے عقیدے کے مطابق ان کی بات کو نقل فرما کر مَنْ استعمال فرمایا ہے۔

تفسیر نسفی {۳۱۸} وَجِئِنِي بِمَنْ الَّذِي هُوَ لِأُولَى الْعِلْمِ لِزَعْمِهِمْ اور مَنْ جو ذو علم کے واسطے مستعمل ہوتا ہے یہاں بتوں پر لایا گیا یہ کفار کے گمان کے مطابق ہے۔ اب ذرا تفاسیر اہل سنت و جماعت بھی ملاحظہ ہوں کہ انہوں نے اس آیت کا مطب کیا سمجھا ہے۔

(۱) تفسیر نسفی {۳۰۶} (وَكَانُوا) أَى الْأَصْنَامُ یعنی بت۔

وَمَعْنَى الْأَسْتِفْهَامِ فِى مَنْ أَضَلُّ الْكَارِ أَنْ يَكُونَ فِى الضَّلَالِ كُلُّهُمْ أَبْلَغُ ضَلَالًا مِنْ عَبْدَةِ الْأَوْثَانِ اور فرما الہی مَنْ أَضَلُّ میں استفہام انکاری ہے یہ وہ تمام گمراہی میں ہیں ان کی گمراہی بتوں کی عبادت کی وجہ سے بہت واضح ہے انہیں گمراہی کے انکار کی گنجائش نہیں۔

مطلب ہوا کہ مفسرین احناف کے نزدیک بھی اس آیت کریمہ میں مَنْ دون اللہ سے بت مراد ہیں۔ نہ جیسا کہ تم نے انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ پر اس آیت کو چسپان کیا ہے کیونکہ تمہارے مطلب کی بنا پر ایت کے معانی ہی تبدیل ہو جاتے ہیں اور وہ بت ہی اس آیت کا مصداق بن سکتے ہیں اور ملاحظہ ہو۔

(۲) تفسیر جامع البیان {۳۲۵} (وَهُمْ عَنْ وَعَائِهِمْ غَفْلُونَ) لَا تَهُمُ جَادَاتُ صَنَمٌ لَا تُبْصِرُ وَآأ نَعْقِلُ اس واسطے کہ وہ جمادات ہیں وہ دیکھ سکتے ہیں اور نہ سمجھتے ہیں۔

(۳) تفسیر جلالین ۳۱۴} (مَدْعُونَ) تَعْبُدُونَ (مَنْعُونَ) اِی الْاَصْنَامِ
(مَنْ لَا يَسْتَجِيبُ لَهُ اِلٰی يَوْمِ الْقِيَمَةِ وَهُمْ الْاَصْنَامُ.

(۴) تفسیر بیضاوی ۶۰} (وَهُمْ عَنْ دَعَائِهِمْ غٰفِلُونَ) لِاَنَّهُمْ جَمَادَات

(۵) تفسیر خازن ۶} (قُلْ اَرُنَيْتُمْ مَتَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ الْخ) اَعْلَمُ

اَنَّهُ تَعَالٰی بَيْنَ فِيمَا سَبَقَ اَنَّ الْقَوْلَ بِعِبَادَةِ الْاَصْنَامِ قَوْلٌ بَاطِلٌ

(۶) تفسیر کبیر ۶۶} (وَمَنْ اضْلُ مِمَّنْ يَدْعُوا مِنْ دُونِ اللّٰهِ الْخ) اَعْلَمُ

اَنَّهُ تَعَالٰی بَيْنَ فِيمَا سَبَقَ اَنَّ الْقَوْلَ بِعِبَادَةِ الْاَصْنَامِ قَوْلٌ بَاطِلٌ

”وہابی“ مولوی صاحب دوسری جگہ بھی تو اسی مضمون کی آیت ہے سنئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

وَالَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ مَا يَمْلِكُونَ مِنْ قِطْمِيرٍ وَاِنْ تَدْعُوهُمْ
لَا يَسْمَعُوا دُعَاءَكُمْ وَلَوْ سَمِعُوا مَا اسْتَجَابُوا لَكُمْ اور وہ لوگ جن کو اللہ کے
سوا پکارتے ہو وہ کھجور کے چھلکے کے بھی مالک نہیں ہیں اگر تم ان کو بلاؤ تو وہ تمہاری دعا
کو سنتے ہی نہیں اور اگر وہ سن بھی لیں تو قبول نہیں کرتے۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ
جن نبیوں ولیوں کو تم پکارتے ہو وہ کسی چیز کے مالک نہیں اور نہ وہ تمہاری بات سنتے
ہیں اگر سنتے بھی ہیں تو قبول نہیں کرتے پھر تمہیں ایسے لوگوں کو پکارنے کا فائدہ کیا تو
سوائے شرک کے اور کچھ نہ ہوگا۔

”محمد عمر“ ذرا بنظر انصاف کلام باری تعالیٰ کو ملاحظہ فرمائیے رب العزۃ فرماتے ہیں
کہ جس کو تم پکارتے ہو تو ایک گٹھلی کے چھلکے کے بھی مالک نہیں اب غور طلب امر یہ ہے
کہ واقعی انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام بھی قطمیر کے مالک نہیں یا رب العزۃ نے ان

کے ماتحت بھی کچھ کیا ہے۔ اللہ رب العزۃ نے تو اس آیت کریمہ سے کفار کو خطاب کر کے بتوں کی تذلیل فرمائی ہے کہ وہ بت ایسے من دون اللہ ہیں کہ ان کی ملکیت میں تو کجور کا چھلکا بھی نہیں۔

تو اے وہابیو اگر تم اس کے مصداق انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کو بناؤ گے تو ملائکہ بھی تو انہی میں شامل ہونگے حالانکہ اللہ رب العزۃ نے ملک الموت کو تمام ذی روح کی جانیں اسی کے قبضہ میں دی ہیں اور اسرافیل علیہ السلام کے قبضہ میں ہر شے ذی روح ہو یا غیر رکھی ہے جب وہ قرناء پھونکیں گے تو ہر شی کو ہبا منشور کر دیں گے پھر ارشاد الہی فَاَمْلَقَسِمْتَ اَمْرًا کئی ملائکہ ایسے ہیں جن کے قبضہ میں امورات کی تدبیر رکھی ہے وہ دنیا کا نظام خداوند کی عطا کردہ تدبیر سے چلا رہے ہیں کئی ایسے ہیں جن کے متعلق ارشاد الہی ہے فَاَمْلَقَسِمْتَ اَمْرًا وہ ہر کام کو تقسیم کر کے چلا رہے ہیں اب فرمائیے تمہارے نزدیک وہ بھی من دون اللہ ہیں حالانکہ ان پر مَا یَمْلِكُوْنَ مِنْ قَطْمِیْرٍ صادق نہیں آتا ایسے ہی رب العزۃ نے تمام مومنین جس کے اول مصداق نہیں آتا ایسے ہی رب العزۃ نے تمام مومنین جس کے اول مصداق انبیاء علیہم السلام ہیں۔ پھر اولیاء اللہ بعد میں حقیقی امتی ہیں ان کے حق میں ارشاد فرمایا ہے کہ:

جاشیہ ۲۵ {وَسَخَّرَ لَكُم مَّا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا مِّنْهُ} اور اللہ تعالیٰ نے تمہارے تابع کئے ہیں جو چیز آسمانوں میں سے اور جو چیز زمین میں ہے سب کی سب۔

اللہ رب العزۃ نے نبی ﷺ کے ہر شی زمین آسمان کی تابع فرمادی تو معاذ اللہ آپ و بڑا معبود سمجھنا چاہیے تمہارا یہ کیسا برا استنباط ہے باوجودیکہ حضور کریم ﷺ کے تابع اللہ تعالیٰ نے ہر شی بنادی لیکن پھر بھی آپ معبود اور الٰہ نہیں بن سکتے تو ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے مَا یَمْلِكُوْنَ فرما کر بتوں کو تذلیل کی ہے دنیا میں وہی ایسے ہیں جو

ایک چھلکے کے بھی مالک نہیں اور اگر تم اپنی ہٹ دھرمی پر ہی قائم رہو تو بڑے بڑے بادشاہ برطانیہ اور امریکہ اور روس جو اتنی ملکیت اور قوت رکھتے ہیں پھر تمہیں تو اس استدلال کے مطابق اپنا معبود سمجھنا چاہئے اور پھر کہہ دینا کہ فرمان خداوندی کے ماتحت وہابیوں کے خدا یہی ہیں کیونکہ اللہ ہونے کی علامت ان میں ملکیت موجود کیونکہ جھوٹے معبود قہمیر کے بھی مالک نہیں بلکہ تمہیں تو فرعون نمرود شداد وغیرہم کو بھی معبود اور اللہ مانا پڑے گا۔ تو رب العزۃ نے پھر ان کو تباہ کیوں کیا اور قارون جو اب بھی زمین میں دھنسا ہوا ہے اور اس کا خزانہ بھی اس کے ساتھ ہی ہے تو تمہیں اپنے مجوزہ اصول کی بنا پر اللہ ماننا چاہئے جس کی ملکیت رب العزۃ نے بھی بیان فرمائی ہے۔

قصص ۲۰ { وَآتَيْنَاهُ مِنَ الْكُنُوزِ مَا إِنَّ مَفَاتِحَهُ لَتَنُورُ غُرُبَا الْعُصْبَةِ أُولَى الْقُوَّةِ } اور دیا تھا اس کو ہم نے خزانوں سے اس قدر کہ اس کی کنجیاں البتہ بھاری ہوتی تھیں ایک جماعت قوت والی کو۔

حالانکہ یہ اتنی ملکیت رکھتا ہے پھر بھی اس کے کفر کی وجہ سے اس کی ملکیت کو کالعدم سمجھتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے اسے غرق کر دیا۔ اور میرے خیال میں اسی واسطے تم نے کبھی ان کو برا سمجھا بھی نہیں اور نہ کہا ثابت ہوتا ہے کہ تم ان کو اپنا اللہ سمجھتے ہو اسی واسطے انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ کی توہین کرتے ہو اور انہیں مَا يَمْلِكُونَ مِنْ قِطْمِيرٍ کا مصداق بنا کر بتوں کے ساتھ شامل کرتے ہو کچھ تو خدا کا خوف کرو اور کلام الہی کو بگاڑومت۔

دوستو یہاں من دون اللہ سے مراد بت ہیں جن کی صفت رب العزۃ نے مَا يَمْلِكُونَ مِنْ قِطْمِيرٍ فرمائی ہے اور انہی کی تذلیل اور ان کی الوہیت کو باطل ثابت کرنا مقصود الہی ہے جس کو تم ہیرا پھیری کر رہے ہو فافہم۔

”وہابی“ بھائی ہم تو اہل قبور کی بات کرتے ہیں خواہ وہ نبی ہوں یا ولی وہ قہمیر کے مالک نہیں۔

”محمد عمر“ اچھا تم زندہ انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کو معبود تسلیم کر چکے ہو کیونکہ وہ قطمیر کے مالک ہیں پھر اہل قبور کے منکر ہو گئے ہو کیسی بھولی باتیں گھڑتے ہو یہاں کہیں حیات و ممات کی تخصیص آتی ہے رب العزۃ نے تَوَّالِدِیْنَ کا صلہ عام رکھا ہے اس میں ممات کا تخصیص کون ہے۔ اور انبیاء علیہم السلام اور اولیاء اللہ و مردہ کہنے والا مردہ ہے وہ زندہ ہیں جیسا کہ آگے انشاء اللہ مذکور ہے آئیے قبور کو ہی زیر بحث لانا ہے تو ان کی ملکیت بھی ثابت کر دی جاتی ہے سینے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں لَہُمْ جَنَّۃٌ تَجْرِی مِنْ تَحْتِہَا الْاَنْہَارُ خٰلِدِیْنَ فِیْہَا اَبَدًا مٰوْنِیْنَ اَنْبِیَآءٌ عَلَیْہِمُ السَّلَامُ ہوں یا اولیاء اللہ ان کے لئے باغات ہیں جن کے نیچے ہمیشہ نہریں جاری رہیں گی۔ تو اللہ رب العزۃ نے جنتیوں کو ہمیشہ کے لئے جنت کا مالک بنا دیا جس کی وسعت ملاحظہ ہو۔

ال عمران {۱۴} وِسَارِعُوْا اِلٰی مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَبِّکُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُہَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِیْنَ اور جلدی کرو بخشش کی طرف جو تمہارے رب کی طرف سے ہے اور جنت کی طرف جس کی فراخی تمام آسمان اور زمین ہیں جو متقیوں کے واسطے تیار کی گئی ہے۔

اہل اللہ کی ملکیت اخروی بھی اتنی ہی رب العزۃ نے بنادی جتنی کہ دنیا میں تابع فرمائی تھی جو آیت سابقہ سے واضح ہو چکی تو ثابت ہوا کہ یہاں اہل اللہ مراد نہیں ہیں جو تم نے سمجھا ہے وہ غلط ہے بلکہ بت مراد ہیں جن کی نہ دنیا میں ملکیت نہ عقبی میں بلکہ جہنم کا ایندھن ہوں گے۔

اب حنفی تفسیر ملاحظہ ہو:

(۱) تفسیر نسفی {۲۵۸} وَالَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِہٖۤ اِلٰی الْاَصْنَامِ الْتَبٰی

لَعْبُدُونَهَا مِنْ دُونِ اللَّهِ یعنی بت جن کی وہ کفار عبادہ کرتے ہیں اللہ کے سوا۔ (اِنْ تَدْعُوهُمْ) ای الْأَصْنَامَ یعنی بتوں کو

اب تو مفسرین احناف بھی تمہارے برخلاف چلے اب تو ایمان لے آؤ کیا تمام مفسرین نے آیات کے معنی غلط سمجھے ہیں اور تم آج ساڑھے تیرہ سو سال کے بعد قرآن کریم کو صحیح سمجھ بیٹھے ہو تفکر و تدبر اب باقی اہل سنت و جماعت کی تفسیر کے حوالہ جات ملاحظہ ہوں۔

(۲) تفسیر موضح القرآن ۶۲۵ {اِنْ تَدْعُوهُمْ} یعنی دعا مانگو بتوں سے۔

(۳) تفسیر جلالین ۲۷۴ {وَالَّذِينَ تَدْعُونَ تَعْبُدُونَ} (مِنْ دُونِهِ) اے غیرہ وہم الْأَصْنَامُ

(۴) تفسیر بیضاوی ۱۱۴ {لَا يَسْمَعُوا دُعَاءَكُمْ} لَانَّهُمْ جَمَادٌ

(۵) تفسیر جامع البیان ۳۷۰ {لَا يَسْمَعُوا دُعَاءَكُمْ} فَاِنَّهُمْ جَمَادٌ

(۶) تفسیر خازن ۴۴۶ {وَالَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ} (یعنی الْأَصْنَامُ) (اِنْ تَدْعُوهُمْ) یعنی الْأَصْنَامُ۔

(۷) تفسیر معالم التنزیل ۴۴۶ {وَالَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ} (یعنی الْأَصْنَامُ) (اِنْ تَدْعُوهُمْ) یعنی اِنْ تَدْعُوا الْأَصْنَامَ

(۸) تفسیر ابن کثیر ۵۵۱ {وَالَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ} اے مِنَ الْأَصْنَامِ

وَالْأَنذَادِ الَّتِي هِيَ عَلَى صُورَةٍ مِّنْ تَزْعُمُونَ مِنَ الْمَلَائِكَةِ الْمُقَرَّبِينَ (اِنْ تَدْعُوهُمْ) لَانَّهَا جَمَادٌ لَا أَرْوَاحَ فِيهَا

(۹) تفسیر کشاف {۲/۲۲۳} (وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ) اِنْ تَدْعُوا اِلَّا وُثَانَ.

(۱۰) تفسیر ابن جریر {۲/۲۲۳} حدثنا بفر قال حدثنا یزید قال حدثنا سعید عن قتادة. وقوله (يَوْمَ الْقِيَمَةِ يَكْفُونَ بِشِرِّكُمْ) بقوله تعالى ذكره لِلْمُشْرِكِينَ مِنْ عِبَادَةِ الْاَوْثَانِ

تِلْكَ عَشْرَةٌ كَامِلَةٌ

”وہابی“ وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَا يَخْلُقُونَ شَيْئاً وَهُمْ يُخْلَقُونَ أَمْوَاتٌ غَيْرُ أَحْيَاءٍ وَمَا يَشْعُرُونَ أَيَّانَ يُبْعَثُونَ

اور جو لوگ اللہ کے سوا پکارتے ہیں وہ پیدا نہیں کر سکتے حالانکہ وہ پیدا کئے گئے ہیں مردے ہیں۔ زندہ نہیں ہیں اور نہیں سمجھتے وہ کہ کب اٹھائے جاویں گے۔

کیا اس آیت میں مردوں کے پکارنے سے اللہ نے منع نہیں فرمایا وہ اس قابل ہی نہیں کہ ان کو پکارا جاوے کیونکہ وہ خود مخلوق ہیں اور مردہ ہیں تو مردہ کو پکارنا کب جائز ہے تو خدا سے ڈرو مردوں کو پکار پکار کر شرک نہ کرو۔

”محمد عمر“ فقیر نے پہلے بھی عرض کر دیا تھا کہ مفسرین اہل سنت و جماعت کے تراجم کو تو تم نے کیا ہی دیکھنا ہے کم از کم اپنے کسی مولوی کا ترجمہ ہی ملاحظہ فرمالیا کریں دیکھئے مولوی اشرف علی صاحب لکھتے ہیں۔

وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ اَوْ جِنِّ كِي يِه لَوِْغ خِدا كُو چھوڑ كر عبادت كرتے هیں۔

لَا يَخْلُقُونَ شَيْئاً وَهُمْ يُخْلَقُونَ وَه كِسِي چيز كو پيدا نهیں كر سكتے اور وه خود

هی مخلوق هیں۔

أَمْوَاتٌ غَيْرُ أَحْيَاءٍ وَمَا يَشْعُرُونَ أَيَّانَ يُبْعَثُونَ اور ان كو خبر نهیں كه

مردے كب اٹھائے جائیں گے۔

إِلَهُكُمْ إِلَهٌ وَاحِدٌ مَعْبُودٌ تَهَارَاجُ مَعْبُودًا كَيْلًا هُوَ۔ ثابت ہوا کہ جو لوگ اللہ کے سوا کسی اور کی عبادت کرتے ہیں اور کسی اور کو اپنا معبود سمجھتے ہیں اس آیت کے ماتحت وہی مراد ہیں۔

آئیے ملاحظہ ہو کہ مقدمین مفسرین کا اس آیت کریمہ کے متعلق کیا خیال ہے۔
(۱) تفسیر نسفی {۲۱۸} (وَالَّذِينَ يَدْعُونَ) وَالْإِلَهَةَ الَّذِينَ يَدْعُوهُمْ الْكُفَّارُ اور معبود جن کو کفار پکارتے ہیں۔

(۲) تفسیر خازن {۲۷۰} (وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ) یعنی الاصنام التي تَدْعُونَهَا إِلَهَةً مَنُودُونَ اللہ اور وہ لوگ جن کو پکارتے ہو سوائے اللہ یعنی بتوں کو جن کو تم معبود پکارتے ہو اللہ کے سوائے۔

(۳) تفسیر معالم التنزیل {۲۷۰} (وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ) یعنی الاصنام. (لَا يَخْلُقُونَ شَيْئًا وَهُمْ يُخْلَقُونَ أَمْوَاتٌ) اکی الاصنام (ایان) مَتَى (يُعْثُونَ) وَالْقُرْآنُ يَدُلُّ أَنَّ الْأَصْنَامَ تُبْعَثُ وَتُجْعَلُ فِيهَا الْحَيَوَةُ اور وہ لوگ جو پکارتے ہیں (سوائے اللہ کے) یعنی بتوں کو (نہیں پیدا کر سکتے وہ کچھ حالانکہ وہ خود گھڑے ہوئے ہیں مردہ ہیں) یعنی بت زدہ نہیں اور نہیں سمجھتے وہ یعنی بت (کب) (اٹھائے جائینگے وہ) اور قرآن دلالت کرتا ہے کہ بت اٹھائے جائیں گے اور ان کو زندگی دی جاوے گی۔

(۴) تفسیر ابن کثیر {۵۶۵} (وَأَنَّهُ لَا يَنْبَغِي الْعِبَادَةَ إِلَّا لَهُ دُونَ مَا سِوَاهُ) مِنَ الْأَوْثَانِ الَّتِي لَا تَخْلُقُ شَيْئًا بَلْهُمْ يُعْلَقُونَ اور بے شک وہ اللہ تعالیٰ سوائے اپنی ذات کے کسی معبود بت کی عبادت نہیں چاہتا جو کچھ پیدا نہیں کر سکتے بلکہ وہ خود گھڑے گئے ہیں۔

(۵) تفسیر ابن جریر ۱۴/۵۹ {حدثنا بشر حدثنا يزيد قال حدثنا سعيد عن

قتادة قوله أَمْوَاتٌ غَيْرُ أَحْيَاءٍ وَمَا يَشْعُرُونَ أَيَّانَ يُبْعَثُونَ وَمِ هَذِهِ الْأَوْثَانُ
الَّتِي تُعْبَدُ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ لَا أَرْوَاحَ فِيهَا

حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے فرمان اَمْوَاتٌ
غَيْرُ أَحْيَاءٍ وَمَا يَشْعُرُونَ أَيَّانَ يُبْعَثُونَ کا مطلب کیا ہے اور وہ اموات یہی بت
ہیں جن کی سوائے اللہ کے عبادت کی جاتی ہے مردہ ہیں ان میں روح نہیں ہے۔

(۶) تفسیر کبیر ۵/۴۴۲ {فَهَذِهِ الْأَصْنَامُ حَمَاطٌ مَحْضَةٌ وَلَيْسَ لَهَا فَهْمٌ

وَلَا قُدْرَةٌ وَلَا اخْتِيَارُ الْمُرَادُ بِقَوْلِهِ مَنْ لَا يَخْلُقُ الْأَصْنَامُ وَإِنَّهَا جَمَادَاتٌ
پھر یہ بت جمادات محضہ ہیں اور ان کو سمجھ نہیں اور قدرت اور اختیار نہیں اللہ
کے فرمان مَنْ لَا يَخْلُقُ سے مراد بت ہیں اور بے شک وہ جمادات نہیں۔

(۷) تفسیر جلالین ۱۶۵ {وَالَّذِينَ يَدْعُونَ (مِنْ دُونِ اللَّهِ) وَهُوَ

الْأَصْنَامُ (لَا يَخْلُقُونَ شَيْئاً وَهُمْ يُخْلَقُونَ) يُصَوِّرُونَ مِنَ الْحِجَارَةِ
وغيرها. (وَمَا يَشْعُرُونَ) اِی الْأَصْنَامُ

اور وہ لوگ جو عبادت کرتے ہیں تبوں کی وہ پیدا نہیں کر سکتے کچھ حالانکہ وہ
پیدا کئے گئے ہیں پھر وغیرہ سے تصویر بنائے گئے ہیں۔ اور بت نہیں سمجھتے۔

(۸) تفسیر موضح القرآن مصنف شاہ عبدالقادر صاحب ۲۷۱ {وَالَّذِينَ

يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَا يَخْلُقُونَ شَيْئاً وَهُمْ يُخْلَقُونَ (اور جن کو پوجتے ہیں۔
مکے کے لوگ سوائے خدا تعالیٰ کے کوئی چیز پیدا نہیں کی اور نہیں پیدا کر سکتے کیونکہ پیدا
کریں جو وہ آپ پیدا کئے ہوئے ہیں یعنی بنائے ہوئے ہیں یہ بت۔

(۹) تفسیر کشاف ۳۲۵} (وَالَّذِينَ يَدْعُونَ) وَالْإِلَهَ الَّذِينَ يَدْعُوهُمْ

الْكَفَّارُ (أَمْوَاتٌ) جَمَادَاتٌ لِأَحْيَاقِهَا

(۱۰) تفسیر جامع البیان ۲۲۶} (وَالَّذِينَ) اِی وَالْإِلَهَ الَّذِينَ (يَدْعُونَ)

اِی یَعْبُدُونَهُمْ تِلْكَ عَشْرَةٌ كَامِلَةٌ

تِلْكَ عَشْرَةٌ كَامِلَةٌ

خداوند کریم کفار کے بتوں کو ذلیل کرنے کے واسطے ان کو مردہ کہے اور ان کی کمزوری کا اظہار فرمادیں اور ان کی عبادت کرنے والوں کو ان کمزوریوں کی وجہ سے شرمساز فرمادیں اور تم وہابی یہی ایت انبیاء کرام اور اولیاء اللہ پر چسپاں کر کے مسلمانوں کو ذلیل کرنا چاہتے ہو کفار تمہیں کیا استہزا کریں گے کہ جن کے انبیاءوں اور اولیاءوں کو خدا نے ایسا ذلیل کیا ہے اور اسلام میں معلوم ہوتا ہے کہ نبی اللہ ہوتا اور ولی اللہ ہوتا باعث ذلت ہے کچھ شرم کرو اور اس آیت کریمہ کو منشاء الہی کے مطابق سمجھو جیسا کہ خداوند نے ارشاد فرمایا ہے اور جیسا کہ متقدمین مفسرین اہل سنت و جماعت نے بیان کیا۔

اور اگر مفسرین کے خلاف وَالَّذِينَ يَدْعُونَ میں انبیاء کرام کو بھی شامل کرو گے تو پھر تمہاری تمام وہابیہ کی شمولیت بھی عیسائیوں میں بڑی آسانی سے ہو جائے گی۔ کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ارشاد قرآن کریم میں موجود ہے۔ اِنِّیْ اَخْلُقُ لَکُمْ مِنَ الطَّیْنِ کَهَیْةٍ لِّطَیْرٍ فَاَنْفُخْ فِیْهِ فِیْکُوْنَ طَیْرٌ بِاِذْنِ اللّٰهِ میں گھڑتا ہوں تمہارے لئے مٹی سے پرندے کی شکل جیسی پھر اس میں دم کروں گا۔ تو وہ اللہ کے اذن سے اڑنے والا ہو جائے گا تو عیسیٰ علیہ السلام میں دونو صفات موجود صفت خلق بھی اور صفت حیاۃ بھی اور تم نے جو اس آیت سے استدلال لیا ہے کہ یہ دونوں صفات اولہیت کی دلیل ہیں اور کسی میں نہیں لہذا ان کو پکارنا شرک ہے تو عیسیٰ علیہ السلام تمہارے معیار الوہیت پر پورے اترے اس واسطے تم ان کو پکارا الوہیت پکارا کرو

کیونکہ وہ تمہارے استدلال کی رو سے معبود ثابت ہو گئے چونکہ تم وہابی بھی عیسائی عقیدہ رکھتے ہو اسی واسطے علماء اسلام کو فسیسین اور اولیاء اللہ امت محمدیہ کو زہبائن کا مصداق بناتے ہو تمہارے مذہب کی اصلاح ہے کیونکہ نہ استعمال کرو مسلمانوں کو اس پر کوئی افسوس نہیں کیونکہ اسلام میں یہ اصطلاح ہے کیونکہ نہ استعمال کرو مسلمانوں کو اس پر کوئی افسوس نہیں کیونکہ اسلام میں یہ اصطلاح ہے نہیں اور تمہیں علماء و اولیاء اسلام سے کوئی سروکار نہیں۔ سبحان اللہ قرآن دانی ہو تو ایسی ہو چودھویں صدی ہے مفسر قرآن بھی واقعی ایسے ہی ہونے چاہیں جو لوگوں کو قرآن سے شرک کا سبق دیں ہاں ایسے مفسر قرآن تو وہابیوں کو ہی مبارک ہوں اسلام میں ایسے مفسروں کی ضرورت نہیں مسلمان شرک سے خدا کے فضل سے مبرا ہے جیسا کہ احناف متقدمین نے تاہندوز قرآن کریم کو سمجھ کر عمل کیا ہے اور منزل مقصود تک پہنچ رہے ہیں جو اور کسی کو نصیب نہیں۔ محض حسد کر کے اولیاء اللہ اور انبیاء اللہ کا کیا بگاڑو گے اور قرآن کریم کو سمجھو اور خدائی منشاء کے مطابق بیان کرو کہ اس ایضہ کریمہ میں بتوں کی تذلیل مراد ہے جن کو نہ طاقت خلق ہے اور نہ وہ زندہ ہیں اور وہ من دون اللہ بھی ہیں اور ان کو معبود سمجھنا یہ بھی من دون اللہ اور ان کی عبادت کرنا بھی من دون اللہ ہے من دون اللہ کو یہ طاقتیں نہیں ہو سکتیں یہ طاقتیں اگر عیسیٰ علیہ السلام میں موجود ہیں تو وہ من دون اللہ نہیں ہیں اور ان کی قوت احیاء تو وہ بھی من دون اللہ نہیں ہے بلکہ باذن اللہ ہے اور پھر رب العزۃ کے کلام میں تناقض لازم آگیا کہ ایک مقام پر انبیاء اللہ کو قوت حیات و قوت تخلیق عطا فرمائی اور دوسرے مقام پر اس کے خلاف فرما دیں کہ یہ علامات الوہیت کے ساتھ مختص ہیں حالانکہ یہ غلط ہے کیونکہ اصول خداوندی میں تو من دون اللہ کو یہ طاقت نہیں اور نبی اللہ کو اس نے طاقت عطا فرمائی وہ من دون اللہ نہیں ہو سکتے اور نہ من دون اللہ کا مصداق بن سکتے ہیں جیسا کہ تم نے سمجھا ہے۔ تو یہ دونوں صفات بیک

وقت بتوں میں پائے جاسکتے ہیں کہ وہ مخلوق بھی ہیں اور امواتِ غیرِ احناء بھی ہیں اور اہل قبور بھی یہاں مراد نہیں ہو سکتے جیسا کہ تم سمجھ رہے ہو کیونکہ تمہارے نزدیک وہ مر کر مٹی ہو چکے ہیں اس واسطے **هُمْ يُخْلَقُونَ** کا وہ مصداق نہیں بن سکتے کیونکہ ان کا وجود تو تمہارے نزدیک ہے ہی نہیں فنا ہو چکے کسی وقت وہ مخلوق تھے بالفعل نہیں تو ان کو **بِالْفِعْلِ هُمْ يُخْلَقُونَ** کہنا تمہارے عقیدہ کے مطابق ناجائز ہوا اور نہ وہ اموات کا مصداق بن سکتے ہیں کہ مردہ اس جسم کو کہا جاتا ہے کہ جس کی ذات کو پہلے حیاتِ مستلزم تھی اور اب تمہارے نزدیک وہ مجسمہ قبر و مآ فیہا سوائے مٹی کے لاشینی محض ہے آیت کا غلط مطلب بیان کرنے سے تمہاری جان شکنجے میں آگئی یا تو آیت کا مطلب صحیح بیان کرو جو صفات بتوں میں ہیں اور یہاں بت ہی مراد ہیں اور یا عیسیٰ علیہ السلام کو اپنا معبود سمجھو اور اہل قبور و اپنی قبور میں بحسد عنصری تسلیم کرو۔

تو ثابت ہوا کہ اس آیت سے رب العزّة نے بت پرستوں کو شرمسار کر کے ذلیل کیا ہے اور اپنی توحید کا سبق سکھایا ہے اور اس کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ بت نہ کچھ پیدا کر سکتے کیونکہ **مَنْ دُونِ اللَّهِ** ہیں اور مردہ بھی ہیں اور جیسا کہ بیک وقت تمہارے مقرر کردہ معبود بتوں میں یہ دونوں صفتیں بیک وقت مفقود ہیں رب العزّة کی ذات میں بیک وقت دونوں صفات موجود تھیں اور ہیں بھی اور ہمیشہ رہے گی جن کو کبھی زوال نہیں تو اے کفار الوہیت و پرستار ان بت ایسے کمزوروں کو معبود بنانے والو باز آ جاؤ اور اس طاقت و رلایزال خالق کی صرف پرستش کرو اور اے فرقہ و ہابیہ تمہیں خداوند ہدایت دے اور تم بھی تحریف قرآنی کر کے اسلامی بزرگوں کی توہین مت کرو اور ایسے لوگ جاہل تھے اور ہیں جو ایسا کریں۔

”وہابی“ تم بت پرستوں کو موت کے وقت پیر فقیر اور انبیاء بھولیں گے اس وقت خدا یاد آوے گا اور اس وقت پچھتاؤ گے کہ ہائے ہم نے خدا کو چھوڑ پیغمبروں کی کیوں

پوجا کی دیکھو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لوگوں کے اس وقت کا حال نقل فرمایا ہے۔
 حَتَّىٰ إِذَا جَاءَ تَهُم رُسُلُنَا يَتَوَفَّوْنَهُمْ قَالُوا أَيْنَمَا كُنْتُمْ تَدْعُونَ مِنْ
 دُونِ اللَّهِ قَالُوا اضْلُوعًا وَشَهِدُوا عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ أَنَّهُمْ كَانُوا كَافِرِينَ
 ترجمہ: یہاں تک کہ جب آدینگے ان کے پاس ہمارے فرشتے جان نکال لیں گے ان
 کی کہیں گے وہ کہاں ہیں جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے تھے وہ جواب دیں گے کہ ہم سے
 وہ غائب ہیں اور اپنی جانوں پر وہ گواہی دیں گے کہ بے شک وہ کافر ہی تھے۔
 بعینہ وقت موت یہ تمہارا حال ہوگا باز آ جاؤ اور ان پیغمبروں کی پوجا چھوڑ دو۔

”محمد عمر“ مولوی اشرف علی صاحب کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیے تَدْعُونَ مَنْ دُونِ اللَّهِ جن
 کی تم خدا کو چھوڑ کر عبادت کیا کرتے تھے۔ معلوم ہوا کہ مولوی اشرف علی صاحب بھی
 بت مراد لیتے ہیں اور تم وہابی لوگ جو ہم پر بہتان لگاتے ہو کہ نبیوں و لیوں کی پرستش
 کرتے ہو۔ شاہ ولی اللہ صاحب رقم طراز ہیں گویند کجا است انچہ شامے پرستید بجز خدا۔
 سن لو اور یاد رکھو اے فرقہ وہابیہ کہ ہم تمام احناف چھوٹے سے بڑے تک
 اور گنہگار سے اولیاء تک عورت سے مرد تک بچے سے بوڑھے تک خدا کے سوا غیروں کی
 پوجا کرنے والوں کو کافر سمجھتے ہیں ہم نبی اللہ کو درجہ الوہیت نہیں دیتے ایسا کرنے والا
 مشرک ہے ولی اللہ کو بھی درجہ ولایت سے بڑھا کر درجہ الوہیت پر فائز نہیں سمجھتے ایسا
 کرنے والوں کو مشرک سمجھتے ہیں ایسے ہی جو لوگ انبیاء اللہ کی عطائی طاقت اور عطائی
 علم وغیرہما کا انکار کرے اور ان کے صفات کو عیوبات سے بدل کر بیان کرے تو ہم ان
 کو بھی اسلام سے خارج سمجھتے ہیں۔ اور ایسے شخص کو والد مکرمہ کے درجہ پر دائمی محائز
 سمجھتے ہیں۔ خداوند کریم وحدہ لا شریک ہے وہی معبود ہے اس کے سوا کوئی لائق
 عبادت نہیں اور نہ ہم خدا کے سوا کسی کی عبادت کرتے ہیں۔ اس کے تمام انبیاء علیہم
 السلام بمع اپنی صفات کاملہ عطائیہ کے برحق ہیں اور بت من دون اللہ ہیں نبی اللہ اور

ولی اللہ کو بت کا مصداق بنانے والا خود بت اس کا استاد بت اس کے پچھلے اگلے بت جن کے ساتھ وہ جہنم کے گڑھے میں ضرور ڈالا جاوے گا۔ اب ایضاً مذکورہ بالا کے متعلق مفسرین کی کتب کے حوالہ جات ملاحظہ ہوں۔

(۱) تفسیر موضح القرآن {۱۴۲} {اَيْنَمَا كُنْتُمْ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ} کہاں ہیں وہ بت کہ دعا مانگتے تھے اور بندگی کرتے تھے تم ان کی سوائے اللہ کے ثابت ہوا کہ شاہ عبد القادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے دعا کے معنی عبادۃ کئے ہیں اور مِنْ دُونِ اللَّهِ بت ہیں جو کسی کی بات سن نہیں سکتے انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ سنتے ہیں اور وہ اس صفت سے مبرا ہیں جو تم نے سمجھا ہے۔

(۲) تفسیر جامع البیان {۱۳۴} {اَيْنَمَا كُنْتُمْ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ} تَعْبُدُونَهَا مِنْ دُونِ اللَّهِ کہاں ہیں وہ جن کی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے تھے۔
(۳) تفسیر بیضاوی {۱۵۴} {اَيْنَمَا كُنْتُمْ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ} اَيْنَ الْاِلَٰهَةِ الَّذِيْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اور معنی ہیں کہ کہاں ہیں تمہارے وہ معبود جن کی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے تھے۔

(۴) تفسیر بیضاوی {۱۵۴} {قَالُوا اَيْنَمَا كُنْتُمْ تَدْعُونَ} وَالْمَعْنٰى اَيْنَ الْاِلَٰهَةِ الَّذِيْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اور معنی ہیں کہ کہاں ہیں تمہارے وہ معبود جن کی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے تھے۔

(۵) شاہ ولی اللہ صاحب۔ گویند کجا است آنچہ شامے پر مقید بجز خدا {

ان تمام آیات سے اور اہل سنت و جماعت کی تفسیروں سے یہ ثابت ہوا کہ تم جو معنی لیتے ہو کہ یہاں انبیاء اور اولیاء اللہ مراد ہیں یہ غلط ہے بلکہ جو لوگ اللہ کے سوا

اپنے معبود سمجھ کر ان کی عبادت اور پرستش کرتے رہے ہیں۔ ان کے لئے یہ سختی اور دھمکی ملائکہ کی طرف سے ہوگی۔

جب ہم مَن دُونَ اللہ نہیں بلکہ باذن اللہ انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ کو اپنا محد و معاون سمجھتے ہیں۔ اور دنیا میں ہماری وہ امداد فرماتے ہیں تو انشاء اللہ العزیز بوقت مرگ بھی وہ اپنے متبعین کی امداد فرماوینگے کیونکہ ہم تو ان کے لئے درجہ الوہیت کا اعتقاد نہیں رکھتے بلکہ نبی اللہ کو درجہ نبوت سے نہیں بڑھاتے اور ولی اللہ کو درجہ ولایت سے زیادہ نہیں سمجھتے تو وہ بحسب استطاعت خود عطائی ہماری امداد انشاء اللہ فرمائیں گے اور بت چونکہ کوئی طاقت رکھتے ہی نہیں اور نہ ان کو خداوند کریم نے کوئی طاقت دی ہوئی ہے نہ دنیا میں نہ بعد میں تو وہ ان عابدین کی کیسے امداد کو پہنچ سکتے ہیں۔

پھر دوسری عرض یہ ہے کہ حساب گیر اور اَیْنِ الْہِتْکُمْ کے سائل بھی تو ملائکہ ہیں یہ سوال بھی تو خدا کا نہیں اگر یہ باذن اللہ سائل ہیں تو انبیاء اللہ اپنے متبعین کے لئے باذن اللہ مدد ہیں خصوصاً ہمارے مصطفیٰ ﷺ ہمارے متبعین کے لئے رحمۃ للعالمین ہیں دنیا میں بھی قبر میں بھی حشر میں بھی اگر کوئی اور عالم ان کے علاوہ ہو تب بھی ہمارے لئے آپ ہر حالت میں ہر وقت ہر مکان ہر زبان رحمۃ للعالمین ہیں اور آپ کی عام رحمۃ ہمارے لئے اب بھی نجات دہندہ ہے اور آئندہ بھی انشاء اللہ ہر آن فی کل مکان ہر حالت ہماری منجی رہے گی۔ تو آپ کی رحمۃ جو ہمارے مومنین کے لئے باذن اللہ ہے ہم متبعین و غلامان رسول اللہ ﷺ کو ملائکہ کی کیا قبر تسخ ہے کہ ملائکہ یہ سوال کر سکیں اور کبھی ممکن ہے؟ ہرگز نہیں کیونکہ ہم آپ کو اپنا معبود نہیں سمجھتے لیکن باذن الہی آپ کو رحمۃ للعالمین منجی ضرور سمجھتے ہیں اگر اسی کا نام معبودیت کا تصور رہے تو خداوند کو کہیئے کہ تو نے نبی ﷺ کو مومنین کے لئے روف و رحیم کیوں بنا دیا جو وہ ہر وقت اپنے مومنین کو فائدہ دے رہے ہیں اور مومنین فائدہ حاصل کر رہے ہیں اور ہمارے

روکنے سے رکتے نہیں۔ بھائی ہم تم یہ خدا سے دعا مانگتے ہیں کہ بوقت موت ہماری زبان پر محمد رسول اللہ ﷺ کا جملہ جاری ہوا جس میں توحید و رسالت دونو کا اقرار ہے تو اس حالت میں اَیْنَمَا کُنْتُمْ تَدْعُوْنَ مِنْ دُونِ اللّٰہِ کہنے والے فرشتوں کی کیا طاقت کہ وہ آئیں اس وقت انشاء اللہ باذن الہی جنتی ملائکہ تشریف فرما ہوں گے۔ جو والمرسلات عرفا کی شان سے مرحبا اهلا وسهلا کہتا ہوا آرام سے ہماری روح کو نکالے گا اس کو علم ہے کہ یہ غلام مصطفیٰ ﷺ ہے اگر اس غلام سے کچھ سختی کا برتاؤ کیا ایسا نہ ہو کہ مجھے جنت میں جھڑکیاں دیں کہ تو نے میرے غلام سے جو اپنی زبان سے میرا احترام کر رہا ہے تو نے ایسا سوال کیوں کیا یہ سوال تو جناب وہابی حضرات کے لئے یا تمہارے عیسائی بھائیوں کے لئے یا آریہ اور سکھوں کے لئے مختص ہے جو شان نبوت سے بے نصیب ہیں اور آپ کے ماننے والوں کو بت پرست بناتے ہیں اور نبی ﷺ کو معاذ اللہ مثل بت مالا یسمع ولا یبصر ولا یغنی عنک شینا کے درجہ پر تصور رکھتے ہیں اور اپنے آپ کو وہ بھی زمرہ مومنین میں کہلاتے ہیں۔

جناب یہ آیت کریمہ بت پرستوں کی آئندہ شرمساری کو ظاہر کر رہی ہے یا جو اللہ کے سوا کسی کو معبود سمجھے اس کو وقت موت یاد دلا رہی ہے کہ موت سے پہلے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسل اور اس کے اولیاء کا دامن تھام لو تا کہ ایسے سختی کرنے والے ملائکہ بوقت موت تمہارے پاس نہ آئیں ورنہ اے بت پرستوں اے غیر خدا کو خدا سمجھنے والو جب تک تم ہر ایک کو اپنے اپنے مرتبہ پر پورا نہ سمجھو گے تو تمہارا انجام برا ہوگا اور اگر اے وہابی صاحب تم ہمیں رسالت و ولایت کے اقرار سے مشرک کہو تو تمہیں خدا ہدایت دے تا کہ تم قرآن کو صحیح سمجھ سکو اور خداوند تمہیں بھی توفیق عنایت فرمادے کہ تم بھی کسی نبی اللہ یا ولی اللہ کا دامن تھام لو جو تمہیں معبود حقیقی تک پہنچا دے تا کہ تمہاری آنکھ بھی ان کو دیکھ کر بینا ہو جاوے اور من دون اللہ کو من حیث الذات سمجھ جاؤ۔

اگر تم نے اس آیت کے معنی صحیح نہ کئے تو تمہیں ایک اور مشکل کا سامنا پڑے گا اور وہ یہ کہ جو لوگ ملائکہ کو معاذ اللہ بنات اللہ کہتے ہیں وہ سچے ہیں کیونکہ ملائکہ ہی وقت مرگ سائل ہوں گے اور وہ لوگ تمام عمران کو پکارتے رہے ہوں گے تو ان کو کوئی تکلیف ہی نہ ہونی چاہئے کیونکہ جب ان کو فرشتے سوال کریں گے اَيْنَمَا كُنْتُمْ تَدْعُوْنَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ وہ کہاں ہیں جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے تھے تو وہ بجائے صَلُّوا غِنَّا کے بآسانی کہہ دینگے کہ ہم تمہیں ہی تمام عمر پکارتے رہے ہیں اب تم ہی حاضر ہو جن کو پکارتے رہے ہیں۔ تو ایسے مشرک لوگ بقول تمہارے ان کے عذاب و پرش سے بچ جانے چاہیں حالانکہ وہ بھی نہ بچ سکیں گے۔ کیونکہ سوال محض پکارنے کا نہیں بلکہ تو حید کا سوال ہے کہ جو لوگ خدا کے سوا دوسرے کو معبود سمجھ کر پکارتے رہے ہیں ان سے پرش ہوگی کیونکہ وہ دوزخی فرشتے باذن الہی خدا کی طرف سے وارو ہوں گے۔ اسی واسطے ان کا پہلا سوال محض وہ اپنے اللہ کی دلیل کو پیش کرنا ہوگا چونکہ تم نے خدا کی عبادت نہیں کی بلکہ غیر کی پوجا کرتے رہے ہو اس واسطے خدا نے ہمیں بھیجا ہے کہ وہ موحد جو محض تو حید کا اعلان کرتے پھرتے ہیں اور عبادت الہی سے محروم ہیں اور انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ کی کچھ وقعت نہیں سمجھتے اور نہ ان کے نفع نقصان کے قائل ہیں تو کیا ایسے لوگ مِنَ التَّخَذُّلِ الْهَٰؤُلَاءِ کے رو سے اس سوال کی سرزنش میں نہ ہوں گے؟ حالانکہ پھر ضَلُّوْا غِنَّا کا جواب بھی صحیح نہ ہوگا لیکن سوال ضرور ہوگا اور گرفت بھی ضرور ہوگی کیونکہ اس نے خدا کی عبادت کو چھوڑ کر اپنی خواہش کو معبود بنا رکھا تھا ہم مومنین احناف ان کو اپنا معبود نہیں سمجھتے اور نہ انشاء اللہ ہمیں یہ سوال ہوگا بلکہ تم جو اپنی ہوئی یعنی خواہش کو الہ سمجھ چکے ہو اور اپنی خواہ سے ہی ہر مومن پر فتویٰ کفر و شرک جڑتے ہو تم سے یہی سوال ہوگا۔ اور تم اپنی بات لوگوں کو مناتے ہو ابھی تو بہ کر لو اور اپنے نفسانی فتوؤں کو ترک کر دو ورنہ ہر وقت تمہیں اس سوال سے کوئی رہائی نہ ہوگی۔ فانہم ولا تحیر۔

”وہابی“ اِنَّ الدِّينَ نَدْوٌ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ عِبَادَ اَمْثَالِكُمْ فَاذْعُوْهُمْ
فَلْيَتَّخِذُوْا لَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝

بے شک؟ ن کو تم پکارتے ہو اللہ کے سوا وہ تمہاری مثل بندے ہیں تم ان کو
بلاؤ تو وہ تمہیں؟ داب دیتے ہیں؟ اگر تم سچے ہو۔

اس آیت نے پیر پرستوں مشرکوں کی جڑ کاٹ کر رکھ دی کہ جن کو تم پکارتے
ہو تو وہ تمہاری مثل بندے ہیں اگر تم ان کو بلاؤ تو وہ تمہارے سوال کا جواب نہیں دیتے
تو پھر ان کو پکارتے کیوں ہو اور ان سے مراد یں کیوں مانگتے ہو لہذا ثابت ہوا کہ اہل
قبور کو پکارنے والے سب مشرک ہیں آؤ شرک سے باز آ جاؤ اور نبیوں ولیوں کو پکارنا
چھوڑ دو کیونکہ وہ بھی تو تمہاری مثل بندے ہی تو ہیں۔

”محمد عمر“ بھائی قرآن کریم کے سیاق و سباق کو دیکھنا مابعد و ما قبل کے تعلق کا خیال
رکھنا یہ ہر مومن پر فرض ہے اور جو ایسا نہ کرے تو وہ منحرف قرآن ہے اور قطع دبرید کر
کے مسلمانوں کو دھوکہ دینا چاہتا ہے۔

سنئے یہ آیت کریمہ جو تم نے پڑھی ہے یہ رب العزۃ نے محض ہندوؤں کے
رو میں اور ان کے معبودین بتوں کی تذلیل کے واسطے نازل فرمائی ہے۔ تم کانگری
ملاں بھی چونکہ انہیں کے ایجنٹ ہو اس واسطے تم نے بجائے اس کے کہ اپنے رہنما
کانگریسی ہندو پر چسپاں کرتے الٹا مسلمان کے انبیاء اور اولیاء اللہ پر چسپاں کر دی
سبحان اللہ تمہارے جیسے مسلمان موحدوں کی موجودگی میں کفار سے مخالفت کرنی اور ان
کو تفر آنی چور کہنا سخت گناہ سمجھتا ہوں۔ آئیے فقیر تم کو اس کا مطلب صحیح عرض کرتا ہے جو
محققین اہلسنت و جماعت کے عقیدہ کے مطابق ہے اور جس کو آج تک مسلمان
مومنین غلامان مہمطفی ﷺ صحیح سمجھتے آئے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ کفار کئی اقسام سے منقسم تھے بعض اپنے اتاروں کو مورتی بنا

کر ان کی پرستش کرتے تھے: بعض ملائکہ کو بنات اللہ سمجھ کر اپنے دھن سے منکھڑت تصویر گڑھ کر سرنگوں ہوئے۔ بعض صالحین کے حجری مجسمے بنا کر ان کو اپنا معبود سمجھتے اور انبیاء کرام جب ان کو خدا و وحدہ لا شریک کی طرف مدعو فرماتے تو وہ ان کی بات تک نہ سنتے تو رب العزّة نے ان آیۃ کریمہ سے ان کی حقیقت کو ان کے عقیدہ کے مطابق ظاہر فرماتے ہوئے اس کو شرمسار کیا اور فرمایا۔

اعراف - ﴿۹﴾ اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ عِبَادٌ اَمْثَالُكُمْ فَاَدْعُوْهُمْ فَلَیْتَبَیُّوْا لَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ اَللّٰهُمَّ اَرْجُلُ یَّمْشُوْنَ بِهَا اَمْ لَھُمْ اَیْدٍ یَّطۡشُوْنَ بِهَا اَمْ لَھُمْ اَعۡیُنٌ یُّبۡصِرُوْنَ بِهَا اَمْ لَھُمْ اَاۡذَانٌ یَّسۡمَعُوْنَ بِهَا فَلَا تَدْعُوا شَرَكَا لَکُمۡ ثُمَّ كِیۡدُوْنَ فَلَا تَنۡظُرُوْنَ

واقعی تم خدا کو چھوڑ کر جن کی عبادت کرتے ہو وہ بھی تم ہی جیسے بندے ہیں تم ان کو پکارو پھر ان کو چاہیئے کہ تمہارا کہنا کر دیں اگر تم سچے ہو کیا ان کے پاؤں ہیں جن سے وہ چلتے ہیں یا ان کے ہاتھ ہیں جن سے کسی چیز کو تھام سکیں یا ان کی آنکھیں ہیں جن سے وہ دیکھتے ہوں یا ان کے کان ہیں جن سے وہ سنتے ہوں آپ (یہ بھی) کہ دیجئے کہ تم اپنے سب شرکاء کو بلا لو پھر میری ضرر رسانی کی تدبیر کرو پھر مجھ کو ذرا مہلت مت دو۔ (مولوی اشرف علی)

معلوم ہوا کہ یہ شان محض بتوں کی ہی ہے کیونکہ ان کے پاؤں گھڑے ہوتے ہیں لیکن چلنے کی طاقت نہیں رکھتے ہاتھ ہوتے ہیں لیکن ان کو پکڑنے کی طاقت نہیں ہوتی آنکھیں نظر آتی ہیں لیکن وہ دیکھ نہیں سکتے کان ان کے دکھائی دیتے ہیں لیکن وہ سننے کی طاقت نہیں رکھتے یعنی آنکھوں میں قوت بنیائی نہیں کانوں میں قوت سامعہ نہیں ہاتھوں میں قوت بطش نہیں اور پاؤں میں قوت متحرکہ نہیں تو وہ معبودیت کی صلاحیت خاک رکھیں گے تو تم خدا کو جو معبود حقیقی ہے کیوں چھوڑتے ہو اور پھر رب

العزۃ نے ان کی انہی کمزوریوں کے باعث کفار کو چیلنج بھی دیا کہ اگر تم یہ تمہارے ان اوصاف کے مجسمے میرا کچھ بگاڑ سکتے ہو تو ان کو کہو کہ وہ بلا مہلت مجھے نقصان پہنچائیں جب میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے اور میں بگاڑ سکتا ہوں تو وہ کفار ایسے معبود حقیقی کو کیوں چھوڑتے ہیں یہ تو ہے اصل مطلب جو تمہارے مولوی اشرف علی صاحب نے بھی تم پر واضح کر دیا اگر اب بھی تم انبیاء و اولیاء اللہ پر چسپاں کرو تو تمہارا علاج پھر خدا ہی کرے اب دیگر تفاسیر اہل سنت کی طرف نظر اٹھائیں کہ کیا انہوں نے بھی یہی مطلب سمجھا ہے یا تمہارا نوا ایجاد مطلب سینے۔

(۱) تفسیر موضح القرآن {إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ} تحقیق جن بتوں کی کہ بندگی کرتے ہو تم سوائے اللہ کے۔

(۲) تفسیر جامع البیان ۱۵۰ {إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ} تَعْبُدُونَهُمْ (مِنْ دُونِ اللَّهِ) ای الْأَصْنَامَ جن کی تم عبادت کرتے ہو سوائے اللہ کے یعنی بتوں کی۔

(۳) تفسیر بیضاوی ۲/۱۷۹ {إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ (مِنْ دُونِ اللَّهِ) ای تَعْبُدُونَهُمْ وَتُسْمُونَهُمُ الْهَةَ..

(۴) تفسیر نفسی ۲/۶۹ {إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ} ای تَعْبُدُونَهُمْ وَتُسْمُونَهُمُ الْهَةَ (عبادۃ أمثالکم) ای مَخْلُوقُونَ مَحْلُوكُونَ أَمْثَالَكُمْ (يَنْظُرُونَ إِلَيْكَ) يَشْبَهُونَ النَّاطِرِينَ إِلَيْكَ لِأَنَّهُمْ صَوَّرُوا أَصْنَامَهُمْ بِصُورَةٍ مِنْ قَلْبِ حَقَّقَهُ إِلَى الشَّيْءِ يَنْظُرُ إِلَيْهِ.

بے شک جن لوگوں کو تم پکارتے ہو اللہ کے سوا یعنی ان کی عبادت کرتے ہو اور ان کا نام معبود رکھتے ہو وہ تمہاری مثل بندے ہیں۔ یعنی گھڑے گئے ہیں تمہاری طرح مملوک ہیں دیکھتے ہیں وہ تمہاری طرف آپ کی طرف دیکھنے والوں کی مثابہ ہیں

کیونکہ وہ اپنے بتوں کی ایسی تصویر بناتے تھے۔ جیسے کہ کوئی شخص کسی شے کی طرف آنکھ پلٹ کر دیکھ رہا ہے۔

(۵) تفسیر معالم التنزیل {۲۶۸} {إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ} یعنی الاصنام۔

(۶) تفسیر ابن جریر {۹۵} {إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ عِبَادُ

أَمْثَالِكُمْ} يَقُولُ جَلَّ ثَنَاءُ لَهُ لِهَؤُلَاءِ الْمُشْرِكِينَ مِنْ عِبَادَةِ الْأَوْثَانِ مُوْجِبُهُمْ عَلَى عِبَادَتِهِمْ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ مِنَ الْأَصْنَامِ إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ أَيُّهَا الْمُشْرِكُونَ الْإِلَهَ. مَنْ دُونِ اللَّهِ وَتَعْبُدُونَ شِرْكَامِنكُمْ وَكُفْرًا بِاللَّهِ عِبَادُ أَمْثَالِكُمْ يَقُولُ هُمْ أَمْلَاكٌ لِرَبِّكُمْ كَمَا أَنْتُمْ لَهُ مَمَالِيكٌ

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں بتوں کی عبادت سے ان مشرکوں کو تو نفع کرنے والا انکی

عبادت پر چونکہ نہ نقصان ہوتا ہے ان کو اور نہ نفع ہوتا ہے ان بتوں سے بے شک اے مشرک جو جن کو تم اللہ کے سوا معبود پکارتے ہو اور جن کی تم عبادت کرتے ہو اللہ کے ساتھ شرک کر کے اور کفر کر کے وہ تمہاری مثل بندے ہیں اللہ فرماتے ہیں کہ وہ بھی تمہارے رب کی ملکیت ہیں جیسا کہ ملکیت ہو اپنے رب کی۔

(۷) تفسیر خازن {۲۶۸} {يَعْنِي أَنَّ الْأَصْنَامَ الَّتِي يَعْبُدُ هَؤُلَاءِ

الْمُشْرِكُونَ إِنَّمَا هِيَ مَمْلُوكَةٌ لِلَّهِ أَمْثَالُهُمْ

وَفِيهِ سَوَالٌ وَهُمْ أَنَّهُ وَصَفَهَا بِأَنَّهَا عِبَادَةٌ أَنَّهَا جَمَادٌ وَالْجَوَابُ

أَنَّ الْمُشْرِكِينَ لَمَّا ادَّعَوْا أَنَّ الْأَصْنَامَ تَضُرُّو تَنْفَعُ وَجَبَ أَنْ يَعْتَقِدُوا كَوْنَهَا عَاقِلَةً فَاهِمَةً فَرَوَدَتْ هَذِهِ الْأَلْفَاظُ عَلَى وَفْقِ مُعْتَقِدِهِمْ تَبْكِيتًا لَهُمْ وَتَوْبِيخًا إِنَّمَا وَرَدَفِي مَعْرِضِ الْإِسْتِهْزَاءِ بِالْمُشْرِكِينَ (قُلْ ادْعُوا شِرْكَائَكُمْ هَذِهِ الْأَصْنَامُ الَّتِي تَعْبُدُونَهَا.

یعنی بے شک وہ بت جن کی یہ شرک لوگ عبادہ کرتے ہیں وہ اللہ کی ملک ہیں جیسا کہ یہ ان کی ملک ہیں۔

اور اس میں سوال ہے اور وہ یہ ہے کہ اللہ نے ان کو لفظ عباد سے تعبیر کیا حالانکہ وہ جماد ہیں اور جواب یہ ہے کہ مشرکین نے جب دعویٰ کیا کہ بت نقصان اور نفع دیتے ہیں واجب ہے کہ وہ اس امر کا بھی اعتقاد رکھیں کہ وہ عاقل بھی ہیں اور سمجھ دار بھی ہیں تو اللہ تعالیٰ نے یہ الفاظ ان کے عقیدے کے مطابق استعمال فرمائے ان پر افسوس کرتے ہوئے اور جھڑکتے ہوئے اور کوئی بات نہیں محض مشرکین کو استہزاء کے طور پر عباد امثالکم ارشاد فرمایا۔

ان تمام اہل سنت و جماعت کی تفاسیر سے ثابت واکہ اس ایضہ کریمہ میں رب العزۃ نے کفار کے بتوں کی مذمت کی ہے اور ثابت کیا ہے کہ میں نے تم کو سننے والا دیکھنے والا چلنے والا پکڑنے والا بنایا ہے اور جن کی تم پوجا کرتے ہو وہ تو ان کاموں سے بھی محروم ہیں۔ تم ایسے بے وقوف ہو کہ ایسے نادار بتوں کی پرستش کر رہے ہو اور احسن الخالقین کو چھوڑتے ہو خداوند کریم کفار کو ان کے بتوں کی تنقیح کر کے ان کی کمزوری پر ان کو مخول کرے اور تم انبیاء علیہ السلام اور اولیاء اللہ کی تنقیحات کر کے ان کو مخول کرتے ہو واقعی یہ کام پہلے کفار کا بھی تھا جیسا کہ رب العزۃ نے فرمایا مایاتہم مِنْ رَّسُولٍ اِلَّا کَانُوا بِہِ یَسْتَهْزِءُوْنَ کوئی ایسا رسول نہیں آیا جن کو کفار نے مخول نہ کیا ہو اور تمہیں ان کے مالک کی خبر نہیں کہ جب وہ ان کا بدلہ لے گا تو تمہارا کیا حال ہوگا کفار کو تو اللہ نے چیلنج دیا کہ تمہارے معبود اگر کچھ ہمارا بگاڑ سکتے ہیں تو بگاڑ لیں اور تم مسلمانوں کو چیلنج دیتے ہو کہ تمہارے انبیاء اور اولیاء اگر سکتے ہیں تو بگاڑ لیں یا درکھو ان کے مالک کمزور تھے اور معلن زبردست تھا وہ کچھ بگاڑ کچھ بگاڑ نہ سکے لیکن ان کا مالک زبردست ہے جو تمہارا بھی مالک ہے دیکھنا وہ تمہیں اپنے انبیاء علیہ السلام اور اولیائے

کرام کے محول کا کیا عجیب بدلہ دیں گے جیسا کہ ارشاد الہی ہے فَاِنَّمَا نَذْهَبَنَّ بِكَ
فَاِنَّا مِنْهُمْ مُنْتَقِمُونَ کفار کی بت نہ سن سکتے تھے کیونکہ ان کی قوت لاشیٰ محض تھی اور
یہ انبیاء کرام اور اولیاء عظام اپنے متبعین کی سنتے ہیں۔ جن کی شان نبی کریم ﷺ کی
حدیث قدسی سے ثابت ہے۔

بخاری شریف ۲/۹۴ { فَكُنْتَ سَمْعُهُ الَّذِي يَسْمَعُ بِهِ وَبَصَرُهُ الَّذِي يُبْصِرُ
بِهِ وَيَدُهُ الَّتِي يَبْطِشُ بِهَا وَرِجْلُهُ الَّتِي يَمْشِي بِهَا وَإِنْ سَأَلَنِي لَأُعْطِيَنَّهُ

نبی ﷺ نے فرمایا کہ رب العزۃ فرماتے ہیں کہ میں اپنے ولی کے کان ہوتا ہوں
جن سے وہ سنتا ہے اور میں اس کی آنکھ ہوتا ہوں جس کے ساتھ وہ دیکھتا ہے اور میں اس
کے ہاتھ ہوتا ہوں جن کے ساتھ وہ پکڑتا ہے اور میں ولی کے پاؤں ہوتا ہوں جن کے
ساتھ وہ چلتا ہے اور اگر وہ مجھے کوئی سوال کرے تو میں اس کو ضرور عطا کرتا ہوں اور سنئے۔

بخاری شریف ۲/۱۱۱ { أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ قَالَ اللَّهُ أَنَا عِنْدَ ظَنِّ
عَبْدِي بِي۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میں اپنے بندے کے
گمان کے پاس ہوتا ہوں۔

کیوں جناب اب فرمائیے۔ اب تو رب العزۃ نے پوری لف و نشر غیر مرتب
سے اپنے ولی کی ایسی شان بیان فرمائی کہ بتوں کے مقابلہ میں وہابی کا کنڈا توڑ کر رکھ
دیا بلکہ دوسری حدیث شریف میں رب العزۃ نے بیان فرما دیا کہ میرا ولی نبی بتوں کی
طرح نہیں مگر میرے بندے کے جو خیال میں آجائے میں ایسے ہی کر دیتا ہوں۔

وہابی ولی اللہ اور نبی اللہ کی آنکھ وغیرہ کو بت جیسے ٹھانے بیٹھا ہے فَاِنَّهُمْ

الكَانَ لَكَ فَهَم

”وہابی“ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو مردوں کو پکارتے ہیں ان کی مثال ایسے ہے جیسا

کہ ایک شخص پانی کی طرف ہاتھ پھیلا دے تو پانی خود بخود اس کے منہ تک نہیں پہنچتا اور یہ دتیرہ کفار کا ہے چنانچہ ارشاد الہی ہے۔

وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ لَا يَسْتَجِيبُونَ لَهُمْ بِشَيْءٍ إِلَّا كَبَاسِطٍ
كُفْيِهِ إِلَى الْمَاءِ لِيَبْلُغَ فَاهُ وَمَا هُوَ بِبَالِغِهِ وَمَا دُعَاءُ الْكَافِرِينَ إِلَّا فِي ضَلَالٍ
اور جو لوگ مِنْ دُونِ اللہ کو پکارتے ہیں وہ ان کو کچھ جواب نہیں دے سکتے
مگر پانی کی طرف دونوں ہاتھ پھیلانے والے کی طرح تاکہ اس کے منہ تک پہنچے
حالانکہ وہ پانی اس کے منہ تک نہیں پہنچے والا اور نہیں ہے کافروں کی دعا مگر گمراہی میں
اب تم مردوں کو پکارتے ہو یہی حال تمہارا ہے۔

”محمد عمر“ اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے مِنْ دُونِ اللہ کی ایک صفت بیان فرمائی
ہے کہ مَنْ دُونِ اللہ ہوں فرمایا لَا يَسْتَجِيبُونَ لَهُمْ بِشَيْءٍ مِنْ دُونِ اللہ اپنے
پکارنے والوں کو کچھ جواب نہیں دے سکتے کیا انبیاء علیہ السلام اور اولیاء کرام کی شان
بھی یہی ہے کہ وہ بھی اپنے بلانے والے کو کچھ جواب نہیں دیتے؟ اگر یہ واقعی سچ ہے
جو تم نے سمجھا ہے تو تمہیں نبی پاک ﷺ پر صلوٰۃ و سلام پڑھنا چھوڑ دینا چاہئے قبرستان
میں جا کر تو تم بھی اسلام علیکم کہہ دیتے ہو پھر تم بھی مشرک ٹھہرے کیونکہ اس آیت میں
دور نزدیک کا تو سوال ہی نہیں السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ التَّحِيَّاتُ میں کہتے ہو تم
بھی مشرک ہو گئے کیونکہ اس میں تمہارے نزدیک نَدَامِنْ دُونِ اللہ ہے آئیے فقیر
مومنین کو اہل قبور مومنین کا جواب دینا حدیث پاک سے ثابت کر دیتا ہے۔

کنز العمال ۷/۴۶۱ { فَاتَى عُمَرُ وَمَنْ مَعَهُ الْقَبْرَ فَقَالَ عُمَرُ يَا فُلَانُ وَلِمَنْ
خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ جَنَّاتٍ فَأَجَابَهُ الْفَتَى مِنْ دَاخِلِ الْقَبْرِ يَا عُمَرُ قَدْ أَعْطَا فِيهِمَا
رَبِّي فِي الْجَنَّةِ مَرَّتَيْنِ. پس تشریف لائے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور جو شخص آپ
کے ساتھ تھا ایک قبر کے پاس تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اے فلاں اور جو

شخص اپنے رب کے مقام سے ڈرے اس کے واسطے دو جنت ہیں پس جو ان نے آپ کو جواب دیا قر کے اندر سے اے عمر تحقیق میرے رب نے مجھے دو بار جنت عطا کئے ہیں۔
پس ثابت ہوا کہ اس ایثہ کریمہ سے مراد اہل قبور نہیں ہیں کیونکہ جو ان سے بات کرنے کی طاقت رکھتا ہو اس سے بات کرتے ہیں اور اہل قبور کو پکارنا بھی ثابت ہو گیا اور سنئے۔

طبقات سبکی ۴/۱۱ {وَكَانَ فِي زَمَانِنَا شَخْصٌ يَكْرَهُ الْغَزَالَ يَذُّهُ يُسْتَعِيهِ فِي الدِّيَارِ الْمِصْرِيَّةِ فَرَّاءَ النَّبِيِّ ﷺ فِي الْمَنَامِ وَأَبَابَكِرٍ وَعُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ ﷺ هَذَا يَتَكَلَّمُ فِيَّ وَأَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ هَاتُوا اتْسِيَّاطَ وَأَمْرَ بِهِ فَضْرِبَ لِأَجْلِ الْغَزَالِي وَقَامَ هَذَا الرَّجُلُ مِنَ النَّوْمِ وَاتَّرَ السِّيَّاطُ عَلَى ظَهْرِهِ وَلَمْ يَزَلْ وَكَانَ يَبْكُ بَيْتًا وَيَحْكِيهِ لِلنَّاسِ.

اور ہمارے زمانے میں ایک شخص امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کو برا سمجھتا تھا اور ان کی برائی کرتا اور شہروں میں ان کی عیب جوئی کرتا تو اس شخص نے نبی ﷺ کو خواب میں دیکھا اور آپ کے دونوں جانبین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے اور آپ کے سامنے امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ تشریف فرما تھے اور امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ دربار مصطفیٰ ﷺ میں درخواست پیش کر رہے ہیں کہ یا رسول اللہ ﷺ یہ شخص میرے متعلق باتیں بناتا رہتا ہے اور تحقیق نبی ﷺ نے فرمایا کوڑے مارنے والے کو بلاؤ (جب وہ حاضر ہوا تو) آپ نے حکم جاری فرمایا کہ اس کو کوڑے مارے جائیں تو وہ شخص (عیب نکالنے والا) کوڑے مارا گیا امام غزالی کے سبب اور یہ آدمی نیند سے کھڑا ہوا اور کوڑے مارنے والے نے جو کوڑے مارے اس کے نشانات اس کی پشت پر موجود تھے اور وہ شخص ہمیشہ روتا رہتا اور لوگوں کو یہ واقعہ بیان کرتا رہتا۔

اور باقی رہا جو تم نے کہا ہے کہ انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام جب الہی قبور ہوتے ہیں۔ تو ان کی طرف ہاتھ پھیلاتا ایسا ہے۔ **كَتَابِطُ كَفِّهِ إِلَى الْمَاءِ وَمَا هُوَ بِبَالِغِهِ** جیسا کہ پانی والا اپنے دونوں ہاتھ پانی کی طرف پھیلائے اور وہ پانی اس کو خود بخود دھو بیٹھنے والا نہیں تو تمہارا یہ اسباط بھی صحیح نہیں۔ انبیاء علیہ السلام سے تو ایک ہی مثال پیش کرتا ہوں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ نہیں بھیجا ہم نے آپ کو یا رسول اللہ ﷺ مگر تمام جانوں کے واسطے رحمت اب تم بتاؤ کہ مصطفیٰ ﷺ اس وقت روضہ میں تشریف فرما ہیں آپ کی رحمت عالمین کو محیط ہے یا نہیں؟ بغیر آپ کی رحمت کے تو بفرمان الہی عالمین کا قیام ہی نہیں۔ ثابت ہوا کہ اس آیت کریمہ کو تم نے جو انبیاء علیہ السلام اور اولیاء کرام پر چسپاں کیا ہے یہ تمہارا چسپان کرنا غلط ہے۔ اب ذرا ولی اللہ جو قبر میں بھی ہے اس کی ایک مثال بھی پیش کرتا ہوں۔

طبقات سبکی { ۱۵ } ۴۶۳ھ سمرقند میں قحط چھا گیا لوگوں نے بہت دعائیں کی اور نماز استسقا بھی پڑھی لیکن بارش نہ ہوئی سمرقند کا قاضی بہت صالح تھا اس نے کہا کہ میں نے خواب دیکھی ہے۔ مجھے کہا گیا ہے کہ تو بھی اور تیرے ساتھ لوگ محمد بن اسمعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی قبر کی طرف نکلیں اور اس کے پاس جا کر دعائیں فخرج القاضی والناس معه وستسقی القضا بالناس وبكى الناس عند القبر وتشفعوا بصاحبه فارسل الله تعالى السماء بماء عظيم عزير فقام الناس من اجله بخرتنك سبعة ايام اونها لا يستطيع احد الوصول الى سمرقند من كثرة المطر وعزادته

تو نکلا قاضی اور لوگ بھی اس کے ساتھ قاضی نے دعا استسقی پڑھی لوگوں کے ساتھ اور لوگ قبر کے پاس روئے اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی سفارش

خداوند کے دربار میں پیش کی تو رب العزۃ نے آسمان سے خوب زور کی بارش برسائی تو لوگ کثرت بارش کی وجہ سے خرتک میں سات دن بار نہ نکل سکے اور سمرقند شہر میں بارش کی وجہ سے نہ جاسکے اے وہابی دوستو خدا رکچھ سوچ کرایت کو چسپان کیا کرو جو ایتیں بتوں کے حق میں نازل ہیں ان کو انبیاء علیہ السلام اور اولیاء اللہ پر چسپان مت کرو یہ خدا کی کتاب تمہاری تصنیف شدہ نہیں کہ جو تمہارا دل چاہے مطلب بنا اور تمہارے اس عقیدہ باطلہ کی تو اللہ تعالیٰ نے بھی تردید فرمائی ہے۔

ال عمران ۱۷۲} وَيَسْتَبْشِرُونَ بِالَّذِينَ لَمْ يَلْحَقُوا بِهِمْ مِنْ خَلْفِهِمْ أَنْ لَا خَوْفَ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ اور وہ شہد امبارکیں طلب کرتے ہیں ان لوگوں سے جو انکے ساتھ ابھی ملے نہیں ان کے پیچھے ہیں اس بات کی کہ ان پر کوئی خوف نہیں اور نہ وہ غم کھائیں گے۔

سناؤ اب تو فیصلہ خداوندی ہو گیا کہ یہ پارٹی شہد او اولیاء اللہ و انبیاء علیہم السلام کی ایسی نہیں جیسا کہ تم نے سمجھا ہے بلکہ دنیا سے ان کا تعلق رہتا ہے اور وہ طلب بشارت کرتے ہیں۔

کچھ خدا کا خوف کرو جب حیاۃ انبیاء علیہم السلام و شہداء و صالحین رضوان اللہ علیہم اجمعین بکلام الہی ثابت ہے اور ان سے فائدہ و استفادہ بھی ثابت ہے تو تم اگر نہ سمجھو تو تم سے خدا سمجھے آئیے اہل سنت و جماعت کی تفاسیر سے تمہاری تسلی کر دیں تاکہ اگر تم عقیدہ اہل سنت و جماعت کے مطابق رکھتے ہو تو بھلا ان کی تفسیر ہی سن کر شاہد تمہارا ایمان درست ہو جائے اور خداوند تمہارے عقیدہ کو درست کر دیں یُضِلُّ بِهِ كَثِيرًا وَيَهْدِي بِهِ كَثِيرًا۔

(۱) تفسیر خازن ۱۰۱} (وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ) یعنی وَالَّذِينَ يَدْعُونَهُمْ إِلَهًا مِّنْ دُونِ اللَّهِ وَهِيَ الْأَصْنَامُ الَّتِي يَعْبُدُونَهَا (وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ) کے معنی

(۵) تفسیر بیضاوی {۲۸} (وَالَّذِينَ يَدْعُونَ) وَالْمُشْرِكُونَ الَّذِينَ

يَدْعُونَ الْأَصْنَامَ اور مشرک لوگ جن بتوں کی عبادت کرتے ہیں اور بلاتے ہیں۔

(۶) تفسیر جلالین {۱۵۳} (وَالَّذِينَ يَدْعُونَ) يَعْبُدُونَ (مِنْ دُونِهِ) اترے

غیرہ وہم الْأَصْنَامَ اور وہ لوگ جو عبادت کرتے ہیں اللہ کے سوا اور وہ بت ہیں۔

(۷) تفسیر جامع البیان {۲۱۱} (وَالَّذِينَ يَدْعُونَ) الْأَصْنَامَ (مِنْ دُونِهِ)

مِنْ دُونِ اللَّهِ تَعَالَى أَوِ الْمُرَادُ مِنَ الَّذِينَ الْأَصْنَامَ أَيْ الْأَصْنَامَ الَّذِينَ يَدْعُونَهُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ (لَا يَسْتَجِيبُونَ) اے الْأَصْنَامَ لَهُمْ لِعِبَادَتِهِمْ۔

اور جن بتوں کو اللہ کے سوا پکارتے ہیں الذین سے مراد بت ہیں یعنی وہ بت جن کو

کفار اللہ کے سوا پکارتے تھے (وہ نہیں جواب دے سکتے) یعنی بت ان کو ان کی عبادت کا۔

(۸) تفسیر کشاف {۲۸} (وَالَّذِينَ يَدْعُونَ) وَالْإِلَٰهَةُ الَّذِينَ يَدْعُوهُمْ الْكُفَّارُ۔

(۹) تفسیر موضح القرآن {۲۵۲} (وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ) اور لوگ جو

پکارتے ہیں سوائے خدائے تعالیٰ کے بتوں کو جو انہیں خدا تعالیٰ کا شریک کہتے ہیں

(لَا يَسْتَجِيبُونَ) وہ بت ان کا پکارنا اور بلانا نہیں مانتے۔ اکثر تفاسیر اہل سنت و جماعت

سے ثابت ہو گیا کہ یہ آیت بتوں کے حق میں ہے نہ ولیوں نبیوں کے حق میں جیسا کہ

تم نے اور تمہارے اکابرین نے سمجھا ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

”وہابی“ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے کہ جن ولیوں نبیوں کو تم پکارتے

ہو وہ اپنے نفسوں کی مدد نہیں کر سکتے۔ چہ جائیکہ وہ تمہاری امداد کریں ملاحظہ ہو۔

وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ لَا يَسْتَطِيعُونَ نَصْرَكُمْ وَلَا أَنْفُسَهُمْ

يَنْصُرُونَ وَإِنْ تَدْعُوهُمْ إِلَى الْهَدْيِ لَا يَسْمَعُوا وَتَرَاهُمْ يَنْظُرُونَ إِلَيْكَ

وَهُمْ لَا يُبْصِرُونَ

اور جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو وہ تمہاری مدد کرنے کی طاقت نہیں رکھتے اور نہ وہ اپنے س کی مدد کر سکتے ہیں اگر تم ان کو ہدایت کی طرف بلاؤ وہ سنتے نہیں آپ ان کو ملاحظہ فرما رہے ہیں۔ کہ وہ آپ کی طرف نکلتے ہیں۔ حالانکہ وہ دیکھ نہیں سکتے۔ سنا یہی ہے تمہاری قبروں کا حال جن کو تم پکارتے ہو خدا کا خوف کرو قرآن کیا کہتا ہے۔

”محمد عمر“ رب العزۃ نے اس آیت کریمہ میں من دُون اللہ کی شرح فرمائی جیسا کہ ماقبل بھی تفصیل گزر چکی ہیں۔ اب من دُون اللہ کی تین شقیں بیان فرمائیں۔

(۱) اپنی جانوں کی مدد کر کے وہ عذاب الہی سے اپنے آپ کو بچا نہیں سکتے لہذا وہ تمہاری مدد کے قابل نہیں۔

(۲) وہ گمراہ ہیں ہدایت سے اتنی دور ہیں کہ اگر تم ہدایت کے لئے پکارو تو وہ تمہاری بات سنتے ہی نہیں۔

(۳) وہ دیکھنے کی طاقت نہیں رکھتے کیونکہ بظاہر ان کی آنکھیں نظر آتی ہیں لیکن وہ دیکھ نہیں سکتے کیونکہ دیکھنے والی آنکھیں اُن کی نہیں ہیں۔ بلکہ انسانوں کی گھڑی ہوئی ہیں۔

اب اے وہابیو تم ذرا تناغور فرماؤ کہ ان امور ثلاثہ کو انبیاء کرام اور اولیاء کرام پر چسپاں کرنا ایمان سے بعید ہے۔ کیونکہ یہ آیت مومن پر چسپاں نہیں ہو سکتی جا انبیاء کرام و اولیائے عظام پر چسپاں کرو کیونکر نمبر (۱) میں بتوں کی حالت یہ ہے کہ فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِي وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ أُعِدَّتْ لِلْكَافِرِينَ تم آگ سے ڈرو جس کا ایندھن آدمی ہیں اور پتھر جو کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے اس آیت سے ثابت ہوا کہ اس آیت مذکورہ میں معبودین کفار بت مراد ہیں جو جہنم کا ایندھن ہوں گے

دوزخ کی آگ سے خود نہ بچ سکیں گے دوسروں کو انہوں نے کیا ہی بچانا ہے جن کے لئے رب العزۃ نے بھی فتویٰ دیا ہے لَا يَسْتَطِيعُونَ نَصْرَكُمْ وَلَا أَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُونَ یہ صفت بت کی ہے نہ کہ مومنین کی جیسا کہ تم نے سمجھا ہے کیونکہ مومنین کی شان دوسرے مقام پر کلام الہی میں مذکور ہے سنئے۔

انبیاء کا {اِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰى اُولٰٓئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ} بے شک وہ لوگ جن کے لئے ہماری طرف سے نیکی کا وعدہ ہو چکا ہے یہی لوگ دوزخ سے دور کیے جاویں گے۔ معلوم ہوا کہ دوزخ مومنین کے نزدیک بھی نہ ہو سکے گا جا وہ بتوں کے مصداق بن کر دوزخ میں داخل ہوں اور سنیں۔
اَلَا خِلَآءُ يَوْمَئِذٍ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِيْنَ تمام دوست قیامت کے دن ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے سوائے متقین کے۔

معلوم ہوا کہ متقین انبیاء کرام اور اولیاء عظام اپنی جانوں کو بھی دوزخ کی آگ سے بچائیں گے اور ان کی دوستی ان کے متبعین کو بھی مفید ثابت ہوگی تو اس ایۃ کریمہ کے یہ لوگ مصداق نہ بنے جیسا کہ قرآن کریم سے ثابت کیا گیا معلوم ہوا کہ تم نے اس ایۃ کو غلط سمجھا ہے۔

ارے جن کی شان میں خداوند فرمادیں اَلَا اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفَ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ تم ان کی بے ادبی ایسی کرو کہ بتوں کی آیات ان پر چسپاں کرو اور وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ کو پس پشت ڈال کر یہ کہو کہ وہ نہ اپنی جانوں کو نہ کسی کو کوئی فائدہ پہنچا سکتے ہیں خدا سے ڈرو تم نے مرنا ہے کیا قبروں میں اپنے ساتھ تو شہ انبیاء کرام و اولیاء کرام کی بے ادبی اور گستاخی ہی لے جاؤ گے ان سے مت بگاڑوان سے بگڑ گئی تو خدا راضی نہ ہوگا۔ تو تمہارا کوئی ٹھکانہ نہ ہوگا سوچ لو یہاں تو دھڑا بندی بنا لو گے لیکن وہاں ان کا دھڑا ہی کام آئے گا۔ یہ تمہارا دھڑا کام نہ آئے گا فرمان الہی

لَا يَسْتَطِيعُونَ یہ بتوں کے متعلق ہے نہ انبیاء کرام اور اولیاء اکرام کے متعلق جیسا کہ تم نے سمجھا ہے اب مفسرین اہل سنت و جماعت سے فتویٰ دریافت فرمائیے۔

(۱) تفسیر جلالین ۱۱۳ {وَإِنْ تَدْعُوهُمْ إِلَى الْاَصْنَامِ إِلَى الْهُدَى لَا يَسْمَعُوا (وَتَرَاهُمْ) اَيِ الْاَصْنَامِ اور اگر تم بتوں کو ہدایت کی طرف بلاؤ تو وہ نہیں سنتے (اور آپ ان کو دیکھتے ہیں) یعنی بتوں کو۔

(۲) جامع البیان ۱۵۰ {وَإِنْ تَدْعُوهُمْ إِلَى الْاَصْنَامِ اور اگر تم بتوں کو پکارو۔

(۳) تفسیر خازن ۲۶۹ {وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ هَذِهِ الْاَصْنَامُ وَهِيَ لَيْسَتْ كَذَلِكَ فَلَا تَكُونُ مَعْبُودَةً۔ اور جن کی تم عبادت کرتے ہو اللہ کے سوا یہ بت ہیں اور وہ ایسے نہیں تو معبود نہ بن سکے۔

(۴) تفسیر معالم التنزیل ۲۶۹ {وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ} یعنی الْاَصْنَامُ (يَنْظُرُونَ إِلَيْكَ) یعنی الْاَصْنَامُ۔

(۵) تفسیر ابن کثیر ۲۶۹ {وَإِنْ تَدْعُوهُمْ إِلَى الْهُدَى لَا يَتَّبِعُوكُمْ} یعنی اَنَّ هَذِهِ الْاَصْنَامُ لَا تَسْمَعُ عُنَاكَ مَنْ دُعَاهَا یعنی یہ بت جو شخص ان کو پکارے وہ اس کی پکار کو سنتے نہیں۔

(۶) موضح القرآن ۱۶۳۔ شاہ عبد القادر صاحب {اور جن بتوں کی بندگی کرتے ہو تم سوائے اللہ کے نہیں طاقت رکھتے وہ یاری کرنے تمہارے کی اور نہ ذاتوں اپنی کی یاری کرتے ہیں۔

(۷) موضح القرآن {کم از کم اپنے مولوی اشرف علی صاحب کا ہی ترجمہ ملاحظہ کر لو شاید سمجھ آ جائے۔ اور تم جن لوگوں کی خدا کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہو۔

اور دوست پہلی آیت تو تم نے اس کو چھوڑ ہی دیا تا کہ پول نہ نکلے سنئے

اعراف ۹ { اِنَّ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ عِبَادًا اَمْثَالُكُمْ فَادْعُوهُمْ فَلِیَسْتَجِیْبُوا لَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ اَللّٰهُمَّ اَلْجَلُّ یَمْشُوْنَ بِهَا اَمْ لَهُمْ اَیْدٌ یَّطِشُوْنَ بِهَا اَمْ لَهُمْ اَعْیُنٌ یَّصِیْرُوْنَ بِهَا اَمْ لَهُمْ اِذَا نَ یَسْمَعُوْنَ بِهَا فَلَا دُعَاۗ شَرَكَائُكُمْ ثُمَّ كِیْدُوْنَ فَلَا تُنْظِرُوْنَ

بے شک جن مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ کی تم عبادت کرتے ہو وہ تمہاری مثل مملوک خدا ہیں پس دعا مانگو تم ان سے تا کہ وہ تمہاری دعا قبول کریں اگر تم سچے ہو کیا ان کے پاؤں ہیں؟ جن کے ساتھ وہ چلتے ہوں کیا ان کے ہاتھ ہیں؟ جن کے ساتھ وہ پکڑتے ہوں کیا ان کی آنکھیں ہیں؟ جن سے وہ دیکھتے ہوں کیا ان کے کان ہیں؟ جن کے ساتھ وہ سنتے ہوں فرما دیجئے یا رسول اللہ ﷺ بلاؤ اپنے شرکا کو پھر وہ مجھ سے مکر کر لیں تو وہ میرا انتظار نہ کریں (جو کرنا ہے کر لیں)

یہ ہے جناب بتوں کا حال جن کو اللہ تعالیٰ نے ذلیل کرنے کے لئے ایک ایک بات میں ان کو ذلیل کیا ہے۔ اب اس کا ترجمہ پہلے اپنے اکابرین سے سنئے۔
(۱) مولوی اشرف علی صاحب (اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ) اور تم جن لوگوں کی خدا کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہو۔

(۲) تفسیر موضح القرآن {تحقیق جن بتوں کی بندگی کرتے ہو تم سوائے اللہ کے۔
(۳) شاہ ولی اللہ صاحب {ہر ائینہ کسانیکہ عبادت میکنند ایشاں را بجز خدا معلوم ہوا ہے کہ اس ایۃ میں ہے تَدْعُوْنَ سے مراد تَعْبُدُوْنَ ہے جو کوئی اہل سنت و جماعت کسی نبی اللہ و یا ولی اللہ کی عبادت نہیں کرتا یہ تمہارا بہتان ہے۔
اب مفسرین اہل سنت کے حوالہ جات ملاحظہ ہوں۔

(۴) تفسیر جامع البیان ۱۵۰ { (إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ تَعْبُدُونَهُمْ) (مِنْ دُونِ اللَّهِ) اِی الاَصْنَامَ جن کی تم عبادت کرتے ہو سوائے اللہ کے یعنی بتوں کی۔

(۵) تفسیر خازن ۲/۲۶۸ { (إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ عِبَادَ أَمْثَالِكُمْ)

یعنی اِنَّ الاَصْنَامَ الَّتِي يَعْبُدُهَا هَؤُلَاءِ الْمُشْرِكُونَ مَمْلُوكَةٌ لِلَّهِ أَمْثَالُهُمْ یعنی بت جن کی وہ مشرکین عبادت کرتے ہیں وہ ان کی طرح اللہ کی مملوک ہیں۔

وَلِيهِ سَوَالٌ وَهُوَ أَنَّهُ وَصَفَهَا بِأَنَّهَا عِبَادٌ مَعَ أَنَّهَا جَمَادَاتٌ وَالْجَوَابُ أَنَّ الْمُشْرِكِينَ لَمَّا ادَّعَوْا أَنَّ الْأَصْنَامَ تَضُرُّوْنَ وَتَنْفَعُ وَجَبَ أَنْ يُعْتَقَدُوا كَوْنُهَا عَاقِلَةً فَأَمَّا فَوْرَدَتْ هَلِهَا لَافْلُظٌ عَلَى وَفْقِ مُعْتَقِدِهِمْ تَبَكُّيْنَا لَهُمْ وَتَوْبِيخًا إِنَّمَا وَرَدَ فِي مَعْرِضِ الْإِسْتِهْزَاءِ الْمُشْرِكِينَ

اور اس میں سوال ہے اور وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے بتوں کی وصف بندوں سے فرمائی (یعنی بندوں کی مثال فرمائی) بایں طور کہ وہ بندے نہیں باوجودیکہ وہ جمادات ہیں اور جواب یہ ہے کہ مشرکین نے جب یہ دعویٰ کیا کہ بت نقصان بھی کر سکتے ہیں ہیں اور نفع بھی دیتے ہیں واجب ہوا کہ اعتقاد رکھیں ان کے عاقلہ فاہمہ ہونے کا بھی تو یہ الفاظ ان کے عقیدے کے موافق ان کو رولانے اور جھڑکنے کے لئے وارد ہوئے اور کئی بات نہیں یہ بیان عباد اَمْثَالِكُمْ کا محض مشرکین کو مخول کرنے کے لئے وارد ہوا ہے (حقیقت الامر وہ بت ایسے نہیں تو ثابت ہوا کہ تم بھی انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ کو مخول کرتے ہوئے اس آیت کو ان پر چسپاں کرتے ہو اللہ تبارک و تعالیٰ بتوں اور ان کے پرستاروں کو ایسی آیات نازل فرما کر مخول کرے اور تم بتوں اور کفار کا بدلہ لینے کے لئے وہی آیتیں مومنین اور اولیاء اللہ اور انبیاء اللہ پر چسپاں کر کے مخول کرتے ہو۔ کچھ شرم کرو۔ کچھ شرم کرو کچھ شرم کرو۔

(۶) تفسیر نیشاپوری {۹/۹۵} (إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ عِبَادَ

أَمْثَالِكُمْ) فَسُئِلَ كَيْفَ يَحْسُنُ وَصْفُ الْجَمَادَاتِ بِأَنَّمَا عِبَادٌ وَأُجِيبَ
بَعْدَ تَسْلِيمِ اخْتِصَاصِ الْعِبَادِ بِالْعُقَلَاءِ بِأَنَّ ذَلِكَ وَرَدَ عَلَى مُعْتَقِدِهِمْ
أَنَّهَا عُقَلَاءٌ وَفِيهِ أَيْضًا نَوْعٌ مِنَ الْاسْتِهْزَاءِ

(بے شک جن لوگوں کی تم عبادت کرتے ہو وہ تمہاری مثل بندے ہیں و
پس سوال کیا گیا کہ جمادات کی وصف عباد کے ساتھ کیسے اچھی لگتی ہے اور جواب دیا گیا
کہ عباد کی خصوصیت ان کے عقلاء کے تسلیم کرنے کے بعد اس لئے بیان ہوا کہ ان
کے اعتقاد سے بتوں کا عقلاء ہونا ان کو مسلم تھا)

اور اس میں بھی ایک قسم کا استہزاء ہے۔

(۷) تفسیر معالم التنزیل {۲/۶۸} (إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ) یعنی

الاصنام یعنی بت

(۸) تفسیر کشاف {۲/۱۱} (وَإِنْ تَدْعُوهُمْ) وَأَنْ تَدْعُوا هَذِهِ الْأَصْنَامَ

(عِبَادَ أَمْثَالِكُمْ) وَقَوْلُهُ عِبَادَ أَمْثَالِكُمْ اسْتِهْزَاءٌ بِهِمْ

(۹) تفسیر ابن جریر {۹/۹۵} (إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ عِبَادَ

أَمْثَالِكُمْ) يَقُولُ جَلُّ ثَنَاءٍ لَهُ لِهُؤُلَاءِ الْمُشْرِكِينَ مِنْ عِبْدَةِ الْأَوْثَانِ مُوْبِحُهُمْ
عَلَى عِبَادَتِهِمْ مَا لَا يُضِرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ مِنَ الْأَصْنَامِ

اللہ تعالیٰ ان مشرکین کو بتوں کی عبادت پر توبیخ فرماتے ہوئے ارشاد کرتے
ہیں جو بت ان و نہ ضرور دے سکتے ہیں اور نہ نفع۔

إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ إِلَيْهَا لِمُشْرِكُونَ إِلَهَةٌ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَتَعْبُدُونَهَا شُرَكَاءَ
مِنْكُمْ وَكُفْرًا بِاللَّهِ عِبَادَ أَمْثَالِكُمْ يَقُولُ هُمْ أَمْثَالُ لِرَبِّكُمْ كَمَا أَنْتُمْ لَهُ مِمَّا لِيَك

بے شک اے مشرک و جن معبودوں کی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے ہو اور اللہ کے ساتھ شرک و کفر کرتے ہو وہ تمہاری مثل بندے ہیں اللہ فرماتے ہیں کہ وہ مملوک ہیں تمہارے رب کے جیسا کہ تم اسی کی مخلوق ہو۔

ثابت ہوا کہ یہ تمہاری پیش کردہ آیت جس کا ماقبل تمام بتوں کی صفات سے پُر ہے یہ مکمل آیت بتوں کے حق میں ہے اور اب حدیث قدسی بخاری شریف میں مذکور ہے اس آیت کے مقابلہ میں رب العزۃ نے لف و نشر غیر مرتب سے اپنے محبوبوں کی شان بیان فرمائی ہے جو مومنین کے واسطے کافی سمجھنے کا مقام ہے۔

بخاری شریف ۲/۹۷ { فَكُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِي يَسْمَعُ بِهِ وَبَصَرَهُ الَّذِي يُبْصِرُ بِهِ وَيَدَهُ الَّذِي يَبْطِشُ بِهَا وَرِجْلَهُ الَّذِينَ يَمْشِي بِهَا وَإِنْ سَأَلْنِي لِأَعْطِيَنَّهُ

(اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ولی کے) میں کان ہوتا ہوں جس کے ساتھ وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کے پاؤں ہوتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے اور اگر وہ مجھ سے کوئی سوال کرے تو میں اس کو ضرور دیتا ہوں۔

اب تم پر فیصلہ ہے کہ یہ فیصلہ الہی اولیاء اللہ اور انبیاء اللہ کے حق میں ہے اور وہ بتوں کے حق میں تو تم بتوں کی آیت کو جب اولیاء اللہ اور انبیاء اللہ پر چسپاں کرتے ہو اور ان کو مخول کرتے ہو تو معلوم ہوا کہ تمہارا یہ ان کو مخول کرنا یہ ان کی طرف منسوب نہیں بلکہ یہ خداوند کو مخول کرنا ہے جس کا بدلہ تم سے خداوند ہی بطش شدید سے لے گا اب تمہاری مرضی پر موقوف ہے سمجھو یا نہ اور پھر بخاری شریف میں مذکور ہے۔

بخاری شریف ۲/۱۱۱ { أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ قَالَ اللَّهُ أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي بِي . یہ بھی حدیث قدسی ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ

میں اپنے بندے کے گمان کے پاس ہوں کہ وہ میرے ساتھ ہے۔

اب اس آیت کا فیصلہ تمہارے ایمان پر ڈالتا ہوں۔

”وہابی“ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے کہ جن کو تم پکارتے ہو اللہ کے سوا وہ ایک مکھی بھی پیدا نہیں کر سکتے تم بیچارے کتنے مغالطے میں پڑے ہوئے ہو سنو۔
 اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ یَخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوْ اِجْتَمَعُوْا اِلَیْهِ
 وَاِنْ یَسْئَلُوْهُمُ الذُّبَابُ شَیْئًا لَا یَسْتَقِیْذُوْهُ مِنْهُ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالمَطْلُوْبُ
 مَا قَدَرُوْا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِہٖ اِنَّ اللّٰهَ قَوِیُّ عَزِیْزٌ

بے شک جن لوگوں کو تم پکارتے ہو اللہ کے سوا ہرگز نہیں پیدا کر سکتے وہ مکھی کو بھی اور اگرچہ وہ اس کے واسطے تمام جمع ہو جاویں اور اگر مکھی ان سے کچھ چھین لے تو وہ اس سے چھڑا نہیں سکتے کمزور ہے طالب بھی اور مطلوب بھی نہیں قدر کیا انہوں نے حق اس کے قدر کا۔ بیشک اللہ تعالیٰ قوت والا غالب حکمت والا ہے۔

اس آیت سے ثابت ہوا کہ جن بزرگوں کو تم پکارتے ہو نبی ہوں یا ولی نذریں نیازیں دیتے ہو وہ ایک مکھی بھی نہیں بنا سکتے کبھی تم نے اپنے نبیوں ولیوں کو اپنی قبر سے مکھی اڑاتے دیکھا یہ حال ہے ان لوگوں کا جن کو تم پکارتے ہو اور یہی بڑا بھاری شرک ہے۔

”محمد عمر“ دوست تم نے اس آیت کریمہ میں من دون اللہ سے مراد انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ لئے ہیں اگر تم واقعی اس مطلب پر یقین رکھتے ہو تو اس مطلب سے تو وہابیت کی جڑ کاٹ کر رکھ دی کیونکہ وَلَوْ اِجْتَمَعُوْا اِلَیْہِ اور اگرچہ وہ تمام جمع ہو جاویں تو تمہارے اس مطلب سے اہل قبور کی نقل و حرکت اجتماع و افتراق نشست و برخاست صلاح و مشورہ ثابت ہو گئیں اور دوسری بات یہ ثابت ہوئی کہ تم لوگ بڑے موحد ہو تم چلتے پھرتے اہل قبور سے بھی بدتر ثابت ہوئے کیونکہ اللہ رب العزۃ فرمایا ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالمَطْلُوْبُ کیونکہ طالب ایسا کمزور کہ ایسے کمزور کو تسلیم کرتا ہے اور مطلوب اتنا کمزور کہ اس سے مکھی چھین لے جائے تو وہ اس کی مخصوبہ شے مکھی سے

چھڑا نہیں سکتا قبور پر تو کوئی ایسی چیز ہے ہی نہیں جس کو مکھی چھینے اور نہ کسی شخص نے کبھی قبور پر کوئی چیز رکھی ہے۔ بلکہ وہاں تو ہر وقت مجاور مجاڑو سے صفائی ہی رکھتا ہے بلکہ ان کو جو اللہ تعالیٰ رزق پہنچاتے ہیں وہ تو تمہارے شعور سے ہی ورا ہے بھلا وہاں مکھی کی کیا جرات کہ ان سے چھین سکے ارے ان سے تو وہابی اپنی عمر بھر میں نہ چھین سکا حسد سے خواہ جلتا رہے لیکن چھیننے سے قاصر ہے مکھی بیچاری کی طاقت کہاں جو شے ان کی طرف سے خرچ کی جاتی ہے وہ قبروں تک جاتی ہی کہاں وہ یا تو مولوی ختم پڑھ کر کھا گیا یا مجاور قبر سے اس کو کیا تعلق کھانے کا تعلق تو یا مولوی کے متعلق ہے یا مجاور کے یا مساکین و غربا کے ہاں البتہ اس کے ثواب کا تعلق اہل قبور سے ہے نہ کہ قبور سے جیسا کہ تم نے سمجھ رکھا ہے اس لحاظ سے تو اہل قبور سے تمہاری حالت بدتر ہے کیونکہ تم اگر کھانا کھانے کو اپنے سامنے چیز رکھتے ہو تو تم سے پہلے فوراً مکھی اس کھانے سے چوس کر کھا جاتی ہے تم چھڑا نہیں سکے البتہ اڑا دو گے تو معلوم ہوا کہ مکھی کو قبور سے تو کچھ وصول نہیں البتہ تجھ سے اس کو وصول ہے اور تم بھی اس سے نہ چھڑا سکے لہذا تم بموجب اس آیت کے اہل قبور سے زیادہ کمزور ٹھہرے تو تم پر ضعف الطالب والمطلوب صادق ہو گا نہ کہ اہل قبور سے زیادہ کمزور ٹھہرے تو تم پر ضعف الطالب والمطلوب صادق ہو گا نہ کہ اہل قبور پر تو ثابت ہوا کہ اس آیت کے مصداق اہل قبور نہیں۔ اور وہابی کی مثال بھی نیک و بد کی تمیز میں بعینہ مثل مگس ہے۔

اور اگر تم یہ کہو کہ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ چونکہ وہ مکھی کو پیدا نہیں کر سکتے اس واسطے وہ کوئی وقعت نہیں رکھتے تو یہ بھی تمہارا استنباط غلط ہے کیونکہ جو انبیاء کرام اور اولیاء کرام سے پیدا کر سکے تو وہ معبود کہلا سکے گا؟ یہ بھی غلط کیونکہ عیسیٰ کو یہ طاقت تھی لیکن معبود وہ خالق حقیقی ہی ہے اور کوئی نہیں موسیٰ علیہ السلام لاٹھی پھینکتے تو وہ اڑ دھا بن جاتا چنانچہ وہ ایک دفعہ جادو گروں کی رسیاں نگل گیا کیا موسیٰ علیہ السلام کو

معبود کہو گے؟ ابراہیم علیہ السلام نے قیمہ کئے ہوئے ٹکروں کو بلایا تو وہ ان کی طرف زندہ ہو کر دوڑتے ہوئے آئے کیا ان کو معبود سمجھو گے؟ ہرگز نہیں تو معلوم ہوا کہ من دون اللہ سے مراد بت ہیں جو خالق نے ان کی معبودیت کو باطل ثابت کر کے اپنی قوت الوہیت کے مقابلہ میں کفار اور ان کے بتوں کو ذلیل کرنے کے واسطے فرمایا کہ جن کو تم معبود اور الہ سمجھے بیٹھے ہو وہ تو مکھی بھی جو میری ادنیٰ مخلوق ہے پیدا نہیں کر سکتے اور میں ہی لائق پرستش ہوں جس نے اتنے بڑے بڑے آسمان زمین پیدا کروئے اور تمہارے نصب کردہ بت جن کو تم اپنا معبود سمجھ بیٹھے ہو ان کی حالت اتنی کمزور ہے کہ تم لوگ جو ان پر چیزیں چسپاں کر جاتے ہو ان پر مکھیاں بیٹھ کر کھا جاتی ہیں۔ اور ان کو کھانے کی طاقت نہیں ہوتی جب تمہارے مقرر کردہ معبودوں کی اتنی کمزوری ہے تو تم ان کو اپنا معبود کیوں سمجھتے ہو بلکہ خالق کل کو ہی اپنا معبود سمجھو جب تم اس کو اپنا معبود حقیقی سمجھ کر اس کے بن جاؤ گے اور اس کی ہی عبادت کرو گے تو پہاڑ تمہارا کہا مانینگے دریا تمہارے غلام ہونگے زمین و آسمان شمس و قمر تمہارے مطیع ہوں گے حتیٰ تم قبر میں بھی چلے جاؤ گے تو تمہارا رزق خداوند فرشتوں کے ذریعہ تمہیں اسی جگہ پہنچا دیں گے تیرا درجہ عبودیت ہوگا لیکن تیرا ذکر خوشنودی خداود ہوگا۔ تیرا ادب و احترام اطاعت اللہ لکھی جاوے گی۔ تیری زندگی قیامت کی ڈھال ہوگی تیری قبر تیرے سبب سے عاجز عذاب الہی ہوگی اور باعث نزول رحمت الہیہ ہوگی اور مومنین کے واسطے ایت من آیات اللہ ہوگی تو اسی درجہ پر فائز ہونے سے ہر مکان ہر زمان تیرے ساتھ معیت الہیہ ہوگی پھر وہ ایسے ہی کرے گا جو تو نے کہہ دیا کیونکہ تیری موت و حیات اسی کے لئے ہوگی۔

کہاں من دون اللہ طاقت بتان و اوٹان اور کہاں طاقت عباد اللہ جن کو ہو معکم کا خطاب مل چکا ہو اور معیت کا وقت اور انتہا کا ذکر ہی نہ ہو ان سے مکھی نے چھیننا تو کیا انکی حدود میں مکھی پر نہیں مار سکتی جائے مدینہ طیبہ میں خود ملاحظہ کر لو کہ روضہ

اطہر کے حرم میں کہیں مکھی نظر نہیں آئیگی تو اس آیت کریمہ کو انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ پر چسپاں کرنا جہالت نہیں تو اور کیا ہے آئیے اہل سنت و جماعت کے مفسرین سے مشورہ کر لیں کہ اس آیت پاک کے متعلق تم ہی فیصلہ کرو کہ یہ آیت کریمہ کس کے حق میں نازل ہے۔

(۱) تفسیر جلالین ۲۱۵ { (إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ) مِنْ دُونِ اللَّهِ اٰیْغِیْرَهٗ وَهُمْ الْاَصْنَامُ بے شک جن کی تم عبادت کرتے ہو اللہ کے سوا اور رو بت ہیں۔

(۲) تفسیر جامع البیان ۲۹۲ { (إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ) مِنْ دُونِ اللَّهِ تَدْعُونَهُمْ اٰیِ الْاَصْنَامُ (وَلَوْ اجْتَمَعُوا) الْاَصْنَامُ بے شک جن کی تم عبادت کرتے ہو یعنی بتوں کی اور اگر جمع و جاویں تمام بت۔

(ضَعْفَ الطَّالِبِ) الصَّنَمُ وَالذَّبَابُ اَوِ الْعَابِدُ (وَالْمَطْلُوبُ) وَالذَّبَابُ اَوِ الصَّنَمُ (کمزور ہے طالب) بت اور مکھی یا عابد (اور مطلوب یا مکھی یا بت) (۳) تفسیر بیضاوی ۳۶۳ { (إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ) مِنْ دُونِ اللَّهِ) یعنی الْاَصْنَامُ یعنی بت

(ضَعْفَ الطَّالِبِ وَالْمَطْلُوبِ) عابد الصنم و معبوده وَالذَّبَابُ يَطْلُبُ مَا يَسْلُبُ عَنِ الصنم من الطيب اَوِ الصَّنَمُ يَطْلُبُ الذباب منه السلب اَوِ الصنم الذباب

(۴) تفسیر نفسی ۸۵ { (مِنْ دُونِ اللَّهِ) اِلٰهَةٌ بَاطِلَةٌ (مَاقْدَرُوْا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهِ) مَاعَرَفُوْهُ حَقَّ مَعْرِفَتِهِ حَيْثُ جَعَلُوْا هٰذَا الصَّنَمَ الضَّعِیْفَ شَرِیْكَ اِلٰهَ

اللہ کے سوا معبود باطلہ من دون اللہ معبود باطلہ ہیں (نہیں قدر کیا انہوں نے اللہ کا حق اس کے قدر کا) نہیں پہنچانا انہوں نے حق اس کے پہچاننے کا جہاں بنایا انہوں نے اس بت کمزور کو اللہ کا شریک۔

(۵) تفسیر صاوی ۳/۱۱۰ {يَا أَيُّهَا النَّاسُ ضَرْبَ مَثَلٍ فَاسْتَمِعُوا لَهُ} المراد به

عُمُومٌ مَنْ كَانَ يَعْبُدُ الْأَصْنَامَ

(۶) تفسیر ابن کثیر ۳/۲۳۵ {وَلَوْ اجْتَمَعُوا لَهُ} (وَلَوْ اجْتَمَعُوا لَهُ) ای وَلَوْ اجْتَمَعَ جَمِيعُ

مَا عِبُدُونَ مِنَ الصُّنَامِ وَالْأَنْدَادِ (ضَعْفُ الطَّالِبِ وَالْمَطْلُوبُ) قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ
الطَّالِبُ الصَّنَمُ وَالْمَطْلُوبُ الذُّبَابُ

(۷) تفسیر کبیر ۶/۲۶۱ {قَالَ إِنَّ هَذِهِ الْأَصْنَامَ وَإِنْ اجْتَمَعَتْ لَنْ تَقْدِرَ

عَلَى خَلْقِ ذُبَابِهِ عَلَى ضَعْفِهَا (ضَعْفُ الطَّالِبِ) الْمُرَادُ مِنْهُ الصَّنَمُ

(۸) تفسیر خازن ۵/۳۳۵ {جَعَلَ الْمُشْرِكُونَ الْأَصْنَامَ شُرَكَاءَ كَافِي يُعْبُدُونَهَا۔

(۹) معالم التنزیل ۳/۳۳۵ {إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ} یعنی

الْأَصْنَامَ (وَلَوْ اجْتَمَعُوا لَهُ) وَالْمَعْنَى إِنَّ هَذِهِ الْأَصْنَامَ لَوْ اجْتَمَعَتْ لَمْ
يَقْدِرُوا عَلَى خَلْقِ ذُبَابِهِ

بے شک جن کی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے ہو اور اگر وہ تمام جمع ہو جاویں
اس کے لئے معنی یہ ہیں کہ اگر یہ تمام بت جمع ہو جاویں تو ایک مکھی پیدا کرنے پر
قدرت نہیں رکھتے۔

(وَأِنْ يَسْلُبْهُمْ الذُّبَابُ شَيْئًا لَا يَسْتَنْقِذُوهُ مِنْهُ) قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ

كَأَنَّهُمْ يَطْلُونَا لِأَصْنَامَ بِالزَّعْفَرَانِ فَإِذَا جَفَّ جَاءَ الزُّبَابُ فَاسْلَبَهُ مِنْهُ

(اور اگر ان سے مکھی کچھ چھین لے اس سے وہ چھڑا نہیں سکتے کہا ابن عباس

رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ لوگ بتوں کو کیسر کے ساتھ طلا کرتے تھے تو جب خشک ہو
جاتے مکھیاں آتیں تو وہ اس کو اس بت سے چوس لیتیں۔

ان مفسرین کے حوالہ جات سے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تفسیر سے ثابت ہوا کہ یہ آیت بتوں کے متعلق رب العزۃ نے نازل فرمائی جس سے بتوں کی تذلیل مقصود ہے نہ کہ اولیاء اللہ اور انبیاء اللہ کی اب شاہ عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر بھی ملاحظہ فرمادیں۔

(۱۰) تفسیر موضح القرآن {۳۵۰} {إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَنْ يَخْلُقُوا ذُبَابًا وَلَوْ اجْتَمَعُوا لَهُ

بے شک وہ لوگ جو پکارتے ہیں اور یاد کرتے ہیں یعنی پوجتے ہیں سوا خدا تعالیٰ کے بتوں کو جو وہ بت بنا نہیں سکتے اور پیدا نہیں کر سکتے ایک مکھی کو بھی اگرچہ اس کام کے واسطے سب بت اکٹھے ہو دیں تب بھی نہ کر سکیں اور اگر مکھی بتوں سے کچھ لے جاوے تو بت مکھی سے نہ لے سکیں۔

تِلْكَ عَشْرَةٌ كَامِلَةٌ

”وہابی“ جن پیروں پیغمبروں کو تم پکارتے ہو اور ان سے حاجتیں مانگتے ہو وہ تو بیچارے خود کمزور ہیں جن کی حالت کو خداوند نے بیان فرمایا ہے۔ مَثَلُ الَّذِينَ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ أَوْلِيَاءَ كَمَثَلِ الْعَنْكَبُوتِ اتَّخَذَتْ بَيْتًا وَإِنَّ أَوْهَنَ الْبُيُوتِ لَبَيْتُ الْعَنْكَبُوتِ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ مثال ان لوگوں کی کہ پکڑتے ہیں سوائے اللہ کے کارسازان لوگوں کی مثال مکڑی کی سی مثال ہے جس نے ایک گھر بنایا اور بے شک بہت سست گھروں کا البتہ مکڑی کا گھر ہے کاش کہ وہ جانتے ہوتے۔

اس آیت سے ثابت ہوا کہ تم جو اولیاء انبیاء کو کارساز بناتے ہو اللہ تعالیٰ نے ان پر حکم ثبت کیا کہ وہ تو مکڑی کی مانند ہیں جن کا اپنا مکان مکڑی کی طرح بودا ہے تو دوسرے کے واسطے کب کارساز بن سکتا ہے اور انبیاء و اولیاء جو خود زمین کے نیچے دبے ہوئے ہیں وہ دوسرے کی امداد کیا کر سکیں۔

”محمد عمر“ اللہ تعالیٰ تم وہابیوں کو ہدایت دے خداوند کریم اگر کسی کو قرآن پڑھنے کی توفیق عطا فرماوے تو صحیح سمجھنے کی بھی توفیق دے کیا تمہاری عقل ایسے کریمہ کو جب سمجھتی ہے الٹ ہی سمجھتی ہے کیا تم نے یہی ٹھیکہ لیا ہوا ہے کہ جو کفار اور بتوں کے حق میں رب العزۃ نے ذکر فرمایا ہو تم ان کو اولیاء اللہ اور انبیاء اللہ علیہم السلام پر چسپاں کر کے انکی خوب بے ادبی کرو؟ کیا یہ گستاخی نہیں تو اور کیا ہے مثلاً جو گفتگو میں کسی بھنگی سے اس کے حقیر کسب کے متعلق کروں وہی گفتگو اگر تمہارے کسی عالم سے چھیڑ دوں اور جن کلمات کا مصداق سمجھ کر میں نے بھنگی کو خطاب کیا ہے وہی جملے بعینہ میں تمہارے اس عالم پر کسوں تو کیا آپ ازردہ خاطر نہ ہوں گے بلکہ تم ضرور کہو گے کہ یہ ایسا نادان ہے کہ یہ شخص بھنگی اور عالم کی تمیز سے بے خبر ہے۔ لہذا فقیر تمہیں بھی مودبانہ گزارش کرتا ہے کہ تمہارا دماغ کیوں مسخ ہو گیا ہے۔ جو آیات خداوند تعالیٰ نے بتوں کی حقیقت کو واضح کرنے کے واسطے فرمائیں تاکہ لوگ ان کی کمزوری کو مد نظر رکھتے ہوئے ان کی عبادت ترک کر دیں اور کفر و شرک کے جال کو توڑ کر میری توحید اور عبادت پر ہی عقیدہ اور ایمان درست کر لیں اور کسی نہ کسی طرح یہ نارسق رہے نجات پالیں اور میرے عتاب سے بچ جائیں تم ان کو عداوت و عناداً انبیاء کرام و اولیاء عظام پر جڑتے ہو کچھ خدا کا خوف کرو۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں مِنْ دُونِ اللہ کی کمزوری کا اظہار فرمایا کہ مِنْ دُونِ اللہ کی مثال عنکبوت کی طرح ہے۔ جیسے اس کو ذرا سا بھی دبایا جاوے تو وہ فوراً مر جاتا ہے۔ اور اس کا مکان اس کی ذات سے بھی زیادہ کمزور ہے تو جو شخص مِنْ دُونِ اللہ یعنی بتوں کی عبادت کرتے ہیں ان کی طاقت بھی عنکبوت کی طرح ہے کہ بت کو ذرا سا چھیڑو تو فوراً گر جاتا ہے۔ رب العزۃ نے بتوں کی کمزوری کو ان کی طاقت کے مطابق مثل عنکبوت ثابت کر کے بت پرستوں کو ذلیل فرمایا اور اپنی الوہیت کا سبق دیا لیکن تم وہابی بیچارے ایسے نکلے ہو کہ وہی عنکبوت کی مثال تم نبی ﷺ پر چسپاں

کرتے ہو اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں کے متعلق خوب ارشاد فرمایا:

اَنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوا الْكَ اَلَمْثَالَ فَضَلُّوا فَلَا يَسْتَطِيعُونَ سَبِيْلًا
 ملاحظہ فرمائیے یا رسول اللہ ﷺ آپ کے لئے وہ کیسے مثالیں بیان کرتے
 ہیں پس گمراہ ہو گئے وہ (ان مثالوں کی بنا پر) پس نہیں طاقت رکھتے وہ رستے گی۔
 اس آیت سے ثابت ہوا کہ نبی ﷺ کے متعلق ایسی مثالیں کفار دیا کرتے
 تھے جو تم پیش کرتے ہو جیسے وہ گمراہ ایسے تم بھی آگے اللہ تعالیٰ نے خود مِنْ دُونِ اللہ کی
 وضاحت فرمادی اِنَّ اللہَ يَعْلَمُ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ مِنْ شَيْءٍ ۝

فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ جانتا ہے جن مِنْ دُونِ اللہ کی تم عبادت کرتے ہو
 وہ کچھ شی ہی نہیں اب تم ہی اے وہابیو فیصلہ کرو کہ اگر ایمان بالقرآن ہے تو تم نے
 جب انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ پر مِنْ دُونِ اللہ ہونے کا فتویٰ چسپاں کر دیا تو تمہارے
 نزدیک پھر انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ ہیج ثابت ہوئے کچھ سوچو کہ خداوند کریم قرآن کریم
 میں مِنْ دُونِ اللہ کا مصداق کس کو فرما رہے ہیں اور ہم کن پر چسپاں کر رہے ہیں اور یہ
 بھی سوچو کہ اس عقیدہ رکھنے سے ایمان بھی باقی رہتا ہے یا نہیں۔

”وہابی“ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ مِنْ شَيْءٍ
 کا یہ ترجمہ کس نے کیا ہے۔

”محمد عمر“ نحوی قواعد سے بھی ترجمہ صحیح ہے۔ اور مفسرین نے بھی لکھا ہے سنئے

تفسیر خازن ۵/۱۶۰ { مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ مِنْ شَيْءٍ اِنَّ الَّذِيْ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ

لَيْسَ بِشَيْءٍ

تفسیر کبیر ۶/۶۷ { مَا يَدْعُوْنَ لَيْسَ بِشَيْءٍ

اے ظاہری ملائوں کلام خداوندی سے بے خبر اور تفسیر بالرای کرنیوالو انبیاء

عظام کو لاشی سمجھتے ہو جن کے متعلق رب العزۃ فرمادیں فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ
حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ یہ لوگ بے ایمان ہی رہینگے جب تک کہ آپ کی
حکومت کو تسلیم نہ کر لیں معلوم ہوا کہ تم لَا يُؤْمِنُونَ کی اعلیٰ جماعت میں شمولیت رکھتے ہو
جو خداوند کے ایسے واحد حاکم کو لاشیء سمجھتے ہو میرے خیال میں ابوالاعلیٰ یعنی فرعون
کی ابوت کا خطاب بھی ایسی وجہ سے مل چکا ہے۔ جن کی شان میں رب العزۃ فرمادیں۔

حدید {۲۷} وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَمَا كُنْتُمْ اور وہ خدا تمہارے ساتھ ہے جہاں بھی ہو۔

بقرآن کریم ثابت ہوا کہ انبیاء اللہ و اولیاء اللہ کے ساتھ معیت الہیہ ضروری
ہے خواہ وہ عالم دنیا میں ہوں یا عالم برزخ میں پھر فرمایا اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ بے شک اللہ
پرہیزگاروں کے ساتھ ہے اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُؤْمِنِينَ بے شک اللہ تعالیٰ مومنین کے ساتھ
ہے اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ بے شک اللہ تعالیٰ صابرین کے ساتھ ہے۔ اور صابرین سے
مراد بھی ایمان والے صالحین ہی مراد ہیں کیونکہ انہی کے متعلق ارشاد الہی ہے۔

وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ پھر فرمایا۔

نحل {۱۶} اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَالَّذِیْنَ هُمْ یَحْسِبُوْنَ بے شک اللہ تعالیٰ

پرہیزگاروں کے ساتھ ہے اور وہ پرہیزگار وہ ہیں جو ہر وقت نیکی کرنے والے ہیں۔
ثابت ہوا کہ اولیاء اللہ اور انبیاء علیہم السلام کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی معیت
ہے خواہ وہ فوق الارض ہوں یا تحت الارض ان کو من دون اللہ کہنا ایمان کے
خلاف ہے اور خلاف نص صریح ہے۔

”وہابی“ تم کہتے ہو کہ انبیاء مِنْ دُونِ اللہ نہیں میں ثابت کرتا ہوں کہ انبیاء مِنْ
دُونِ اللہ ہیں سنو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

وَإِذْ قَالَ اللَّهُ يُعِيسِي بَنَ مَرْيَمَ ءَ أَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُونِيْ وَأُمِّيْ

الْهَيْئِ مَنْ دُونَ اللَّهِ قَالَ سُبْحَنكَ مَا يَكُونُ لِي أَنْ أَقُولَ مَا لَيْسَ لِي بِحَقِّ
إِنْ كُنْتُ قُلْتُهُ فَقَدْ عَلِمْتُهُ

اور جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے عیسیٰ بن مریم کیا تو نے کہا لوگوں کو کہ مجھے
اور میری ماں کو اللہ کے سوا معبود بنا لو تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کہیں گے یا اللہ تو پاک
ہے میرے لئے یہ لائق نہیں کہ میں کہتا جو میرا حق نہیں اگر میں نے کہا ہو تو یا اللہ توں
جانتا ہے اس کو۔

اس آیت سے ثابت ہوا کہ عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی ماں مِّنْ دُونَ
اللہ ہیں لہذا تمہارا کہنا کہ انبیاء مِّنْ دُونَ اللہ نہیں یہ غلط ہے اس آیت میں تو نبی اللہ کا
مِنْ دُونَ اللہ ہونا صاف ظاہر ہو گیا اور اس میں کوئی گنجائش بھی نہیں۔

”محمد عمر“ اللہ تعالیٰ تمہیں صراطِ مستقیم کی ہدایت دے اب تک تم انبیاء اللہ اور اولیاء
اللہ اصحابِ قبور کو مِّنْ دُونَ اللہ کہتے آئے ہو جب ہر طرف سے دانت کھٹے ہوئے تو
تم نے اپنا عقیدہ ظاہر کیا کہ وہابیہ صرف مرسلین اصحابِ قبور کو ہی مِّنْ دُونَ اللہ کے
قائل نہیں بلکہ زندہ مرسلین و انبیاء علیہم السلام کو بھی مِّنْ دُونَ اللہ سمجھتے ہیں کیونکہ اس
آیت کریمہ سے صاف ظاہر ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام سے ان کے حینِ حیات کا سوال ہو
رہا ہے کہ تم نے اپنی زندگی میں بوقتِ تبلیغ رسالت تبلیغ کی کہ مجھے اور میری ماں کو معبود
بنا لو تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی بریت ظاہر فرما دیں گے۔ میرا تو یہ خیال تھا کہ شاید
وہابی لوگ بعد از وصال انبیاء علیہم السلام و اولیائے کرام سے منکر ہوتے ہیں لیکن
تمہارے اس اعتراض سے ثابت ہوا کہ تم لوگ زندہ انبیاء علیہم السلام کو بھی مِّنْ دُونَ
اللہ سمجھتے ہو۔ میرے دوست اگر انبیاء علیہم السلام زندہ ہی بوقتِ تبلیغ رسالت مِّنْ
دُونَ اللہ ہیں تو یہ صاف انبیاء کرام کا انکار ہے مرزائیوں کو تم ویسے ہی کہتے ہو جب
تمہارے فرقہ وہابیہ کا انبیاء کرام کے متعلق یہ ایمان ہے تو تمہاری موجودگی میں مرزائی

کم درجہ رکھتے ہیں۔ ارے جس کا اللہ کی طرف سے یہ اعلان قرآن شریف میں پیدائش سے ہی موجود ہو وَجَعَلْنِي نَبِيًّا اور اللہ نے مجھے نبی بنایا ہے اور ارشاد ہو وَرَسُولًا إِلَىٰ بَنِي إِسْرَائِيلَ اور رسول ہوں بنی اسرائیل کی طرف اور پھر فرمایا اِنِّي اَخْلَقْتُ لَكُمْ مِنَ الطَّمِينِ كَهَيْيَةِ الطَّيْرِ فَانْفُخْ فِيهِ فَيَكُونُ طَيْرًا بِاِذْنِ اللّٰهِ میں تمہارے لئے ایک پرندے کی شکل گڑھ کر اس میں دم کرتا ہوں تو وہ اڑھے لگ جائے گا۔ یہ اذن مجھے اللہ کی طرف سے حاصل ہے اس کے علاوہ اور طاقتیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دوسری جگہ درج ہیں ان تمام آیات سے ثابت ہو رہا ہے کہ حضرت علیہ السلام نبی اللہ ہیں اور رسول اللہ ہیں اور کئی طاقتوں کا اللہ کی طرف سے ان کو اذن بھی مل چکا ہے تم کہتے ہو وہ پیدائش سے قیامت تک مِنْ دُونِ اللّٰهِ ہیں اور مِنْ دُونِ اللّٰهِ منگے۔

”وہابی“ تم بتاؤ کہ اس آیت کا پھر مطلب کیا ہے جو ہماری سمجھ سے باہر ہے۔

”محمد عمر“ بھائی اصل بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا یہ سوال نہ خداوند کریم کے عدم علم پر دال ہے نہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی غلط تبلیغ ہونے کا مظہر ہے اور نہ حضرت علیہ السلام کو مِنْ دُونِ اللّٰهِ ثابت کرنا مقصود ہے۔ بلکہ رب العزّة کا ان کے اتحاد من دون اللہ کو ظاہر کر کے مثلثین کو ذلیل کرنا مقصود ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مریم علیہما السلام مِنْ دُونِ اللّٰهِ نہیں ہیں اور نہ ہو سکتے ہیں کیونکہ عیسیٰ علیہ السلام نبی اللہ ہیں نبی اللہ مِنْ دُونِ اللّٰهِ نہیں ہو سکتا اور مِنْ دُونِ اللّٰهِ نبی اللہ نہیں کہلا سکتا اور حضرت مریم علیہا السلام اللہ کی ولیہ ہیں وہ بھی مِنْ دُونِ اللّٰهِ نہیں کہلا سکتیں کیونکہ ولی اللہ مِنْ دُونِ اللّٰهِ نہیں ہوتا تو ثابت ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ تو مِنْ دُونِ اللّٰهِ نہیں بلکہ کفار کا ان کو الہ سمجھنا مِنْ دُونِ اللّٰهِ ہے بمعنی فعل کفار مِنْ دُونِ اللّٰهِ ہے نہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ذات جیسا کہ تم نے سمجھا ہے تم وہابیہ تو مرزائیوں سے بھی ترقی کر گئے مرزائیہ نے مرزا غلام احمد قادیانی مِنْ دُونِ اللّٰهِ کو نبی اللہ بنا لیا تو وہ اسلام

سے گئے اور تم نے انبیاء اللہ کو مِنْ دُونِ اللہ سمجھ لیا تم ان سے بھی گئے گزرے بھائی تمہارا عقیدہ اختیار کرتے ہیں اور انبیاء علیہم السلام کو مِنْ دُونِ اللہ کہتے ہیں تو پہلی خرابی یہ لازم آئیگی کہ انبیاء علیہم السلام کا انکار دوسری یہ کہ انکار قرآن کریم ہوگا۔ جو لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِنْ رُسُلِهِ سے ظاہر ہے یہ عقیدہ تمہیں ہی مبارک ہو اور باقی مسلمانوں کو خداوند اس عقیدہ سے محفوظ رکھے کیونکہ عیسیٰ علیہ السلام کو ان کا نبی اللہ ہونا ہی مِنْ دُونِ اللہ ہونے سے بری کر رہا ہے۔ اور دوسرا ان کا جواب دیتا سُبْحَنَكَ مَا يَكُونُ لِي أَنْ أَقُولَ مَا لَيْسَ لِي بِحَقِّكَ ان کا مِنْ دُونِ اللہ نہ ہونا مومن کی تسلی کر رہا ہے لہذا اس آیت کریمہ سے ثابت ہو رہا ہے کہ کفار کا ان کو الہ سمجھنا مِنْ دُونِ اللہ ہے نہ کہ خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام مِنْ دُونِ اللہ ہیں جیسا کہ تم منکرین نے سمجھا ہے۔

”وہابی“ تم لوگوں نے جو اولیاء اللہ اور انبیاء اللہ کو اپنا مددگار سمجھا ہوا ہے یہ صاف گمراہی ہے سنو قرآن میں مذکور ہے فَرِيقًا هَدَىٰ وَفَرِيقًا حَقَّ عَلَيْهِمُ الضَّلَالَةُ إِنَّهُمْ اتَّخَذُوا الشَّيَاطِينَ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَيَحْسَبُونَ أَنََّّهُم مُّهْتَدُونَ ایک فرقے کو ہدایت کی اس نے اور ایک فرقہ کہ ثابت ہوئی انہیں گمراہی تحقیق انہوں نے پکڑا شیطان کو دوست سوائے خدا کے اور گمان کرتے ہیں کہ وہ راہ پانے والے ہیں۔

اس آیت سے ثبوت ملا کہ تم نے جو ولیوں پیروں نبیوں جنوں وغیرہم کو خدا کے سوا مددگار بنایا ہوا ہے یہ صراحت گمراہی ہے۔

”محمد عمر“ مَعَاذَ اللَّهِ ثُمَّ مَعَاذَ اللَّهِ تمہاری باتیں سن سن کر دل کانپ اٹھتا ہے کہ ایسے بھی مسلمان کہلانے والے موجود ہیں جو قرآن کے معانی بدلا کر انبیاء اللہ علیہم السلام اور اولیاء کرام کی یوں گستاخی کر رہے ہیں ہائے مسلمانی کے دعویدارو! ایسی گستاخی تو ان مقدس ہستیوں کی آریہ اور بھنگی سکھ بھی نہیں کر سکتے اس آیت کریمہ میں رب العلی

نے ان لوگوں کو گمراہ کہا ہے کہ جنہوں نے شیطانوں کو اپنا معاون بنالیا ہے کیونکہ شیاطین واپنا مددگار بنانا یہ مِنْ دُونِ اللہ ہے اور شیاطین بھی مِنْ دُونِ اللہ ہیں اور ان کو اپنا معاون بنانے والا بھی مِنْ دُونِ اللہ تو اس آیت کریمہ میں انہی لوگوں ہی کا رد فرمایا نہ انبیاء اللہ اولیاء اللہ کا تو اس آیت سے ثابت ہوا کہ مِنْ دُونِ اللہ شیاطین ہیں۔

اب میں تم سے دریافت کرتا ہوں کہ تم نے انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ پر مِنْ دُونِ اللہ ہونے کا فتویٰ لگایا ہے۔ اور ان کو معاذ اللہ شیاطین کے ساتھ شامل کیا ہے کیا تم مسلمان ہو؟ ہرگز نہیں کیونکہ جو شخص نبی کریم ﷺ کی دنیاوی دینی برزخی آخروی مدد کا کسی وقت قائل نہ ہو وہ شخص مومن کہلانے کا حقدار نہیں بلکہ جو شخص حضور ﷺ کے رحمۃ للعالمین ہونے میں شک کرے وہ ہندو سے بھی بدتر ہے اور یہی معاونت ہے۔ کیونکہ جو شخص لا الہ الا اللہ کا اقرار کرے وہ مومن نہیں کہلا سکتا جب تک کہ محمد رسول اللہ کا بھی اقرار نہ کرے اور مومنین کا تعلق شیاطین سے اتنا ہے کہ مومن قرآن کریم کی تلاوت تب شروع کرے..... جب پہلے اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم پڑھ لے اور انبیاء اللہ و اولیاء اللہ کا اور شیاطین کا آپس میں روشنی اور تاریکی کا فرق ہے شیطان پر لعنت بھیجے اور مردود کہے تو رحمۃ الہیہ کا مستحق اور نبی ﷺ پر صلوٰۃ و سلام پڑھے اور اولیاء اللہ کو مرحوم کہے تو رحمۃ الہیہ کا حقدار ہو سکتا ہے شیاطین سے بچے اور پناہ خداوندی میں رہے تو مومن اور امداد خداوندی سے اولیاء اللہ اور انبیاء اللہ علیہم السلام کی پناہ میں رہے تو مومن کیونکہ اُن سے اجتناب فرض اور ان کی غلامی فرض ہے ان کی غلامی سے بچا۔ اور اُن کی معیت میں پھنسا اُن کی طاقت کا قائل اور ان کی طاقت کا منکر مسلم نہیں کہلا سکتا۔

تو اللہ رب العزۃ نے اس آیت کریمہ میں شیاطین کی ولایت کو تسلیم کرنے والوں کا رد فرمایا ہے۔ جس کے تم قائل ہو نہ کہ اولیاء اللہ اور انبیاء اللہ علیہم السلام کا جن

کے متعلق خداوند بھی فرما رہے ہیں۔ وَسَلَامٌ عَلَىٰ عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَىٰ خداوند کے برگزیدہ بندوں پر خداوند کی سلامتی ہمیشہ ہے اور رحمت ہے اور فرمایا اِنَّا لَكُمُ الْوَلَايَةُ لِلّٰهِ الْحَقُّ اس مقام پر ولایت اللہ کے لئے جی ہے۔

معلوم ہوا کہ یہ عقیدہ وہابیہ کا رد ہے نہ کہ اہل سنت و جماعت کے عقیدہ کا کیونکہ ہم تو اولیاء اللہ اور انبیاء اللہ کی ولایت و امداد کے قائل ہیں اور تم شیاطین کی طاقت کے قائل اور انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ کی طاقت کے منکر اولیاء اللہ اور انبیاء علیہم السلام کا راستہ چھوڑ کر تم شیاطین کا راستہ قبول کرتے ہو اسی واسطے تمہارے پول کو خداوند نے رد کر دیا اور فرمایا وَيَحْسَبُونَ أَنَّهُم مُّهْتَدُونَ اور وہ یقین کرتے ہیں کہ ہدایت پر ہیں تم بغیر ولایت و نبوت کے وسیلہ کے اپنے آپ کو ہدایت پر یقین جمائے بیٹھے ہو لیکن ہمیں رب العزّة نے فرمایا کہ تم مجھ سے دعا مانگو اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ثابت ہوا کہ منعم من اللہ اولیاء انبیاء علیہم السلام کے رستے قبول کئے بغیر صراط مستقیم محال ہے اور معاذ اللہ تم ان پر شیاطین ہونے کا فتویٰ لگاتے ہو کچھ شرم کرو۔

”وہابی“ اس ایۃ کے متعلق تو خوب تسلی ہو گئی لیکن ایک آیت ہے جس سے خدا تعالیٰ نے تمہاری پیر پرستی کو خوب رگڑا ہے فرمایا

أَفَحَسِبَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَن يَتَّخِذُوا عِبَادِي مِنْ دُونِي أَوْلِيَاءَ إِنَّا أَتَذَنَّا جَهَنَّمَ لِلْكَافِرِينَ نُزُلًا

کیا پس گمان کیا ان لوگوں نے جو کفر کیا انہوں نے یہ کہ بناتے ہیں وہ میرے بندوں کو میرے سوا کارساز بے شک ہم نے کافروں کے لئے جہنم کو تیار کیا ہے۔ اس آیت سے ثابت ہوا کہ اللہ کے سوا کسی کو اپنا کارساز سمجھنا کفر ہے اگر اب بھی تم نہ سمجھو تو تم سے خدا سمجھے۔

”محمد عمر“ بھائی فقیر عرض کرتا ہے کہ کم از کم ترجمہ تو صحیح کیا کرو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کیا پس کفار نے یقین کر لیا ہے یہ کہ وہ میرے بندوں کو میرے سوا کار ساز یا مددگار بنا لیں گے؟ (یہ ہرگز نہیں ہو سکتا کہ میرے بندے اولیاء یا انبیاء میرے بغیر تمہاری کار سازی یا مدد کر سکیں کیونکہ) ہم نے کافروں کے لئے جہنم تیار کیا ہے۔

یہ خداوند نے سچ فرمایا ہے کیونکہ انبیاء کرام اور اولیائے عظام اگر سفارش فرما دیں گے یا مدد فرماتے ہیں تو مومنین گنہگاروں کے لئے نہ کہ کفار کے لئے اور یہ مومنین امت مصطفیٰ ﷺ کا عقیدہ صحیح ہے معتزلہ کا عقیدہ ہے کہ گناہ کبیرہ کا مرتکب کافر ہے اور یہی عقیدہ وہابیہ کا بعینہ عقیدہ معتزلہ کا ہے شرح مواقف باب معتزلہ کا نکال کر دیکھ لو احناف اس کے خلاف ہیں تو یہ آیت وہابیہ پر چسپاں ہے کیونکہ یہ لوگ انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ کو مین ذون اللہ سمجھتے ہیں اور پھر اگر امید رکھیں کہ قیامت کو ہمارے گناہوں کی سفارش فرما دیں گے تو یہ غلط ہے اگر ضرورت ہے تو ابھی ان کا دامن تھام لو خدا تک پہنچا دیں گے اور قیامت کو بھی سفارش فرما دیں گے۔

”وہابی“ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ وَأَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلَّهِ فَلَا تَدْعُوا مَعَ اللَّهِ أَحَدًا
وَإِنَّهُ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللَّهِ يَدْعُوهُ كَاذُومًا يَكُونُونَ عَلَيْهِ لِبَدًا قُلْ آمِنًا اَدْعُوا رَبِّي
وَلَا أَشْرِكُ بِهِ أَحَدًا

اور بے شک مسجدیں اللہ کے لئے ہیں پس نہ پکارو تم اللہ کے ساتھ کسی کو اور یہ کہ جس وقت کھڑا ہو بندہ خدا کو پکارتا ہے اس کے نزدیک ہیں کہ ہو ویں اوپر اس کے حلقہ حلقہ کہ سوائے اس کے نہیں کہ پکارتا ہوں میں رب اپنے کو اور نہیں شریک لاتا میں ساتھ اس کے کسی کو۔

اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ اللہ کی مسجدیں محض اللہ کی عبادت کے لئے ہیں ان میں لوگ جو یا رسول اللہ یا یا شیخ کے وظیفے پڑھتے ہیں یہ شرک ہے اور

شرک کسی طرح جائز نہیں۔

”محمد عمر“ فقیر نے تمہیں کئی دفعہ عرض کیا ہے کہ کم از کم تم اپنے مولوی اشرف علی صاحب کا ہی ترجمہ ملاحظہ فرمالیا کرو۔

ان کا ترجمہ یہ ہے کہ (آپ ان سے یہ کہہ دیجئے کہ میں تو صرف اپنے پروردگار کی عبادت کرتا ہوں)

معلوم ہوا ہے کہ دعا بمعنی عبادت ہے دعا بمعنی پکارنا اس مقام پر جو تم نے لیا ہے وہ غلط ہے ہم اولیاء اللہ کی عبادت نہیں کرتے یا رسول اللہ ﷺ کا نعرہ لگاتے ہیں اور خصوصاً وہابیہ کو سنا کر کہا جاتا ہے تاکہ وہابیہ کا شرک ٹوٹے وہابیہ جو یا رسول اللہ ﷺ پکارنے سے بھاگتا ہے۔ جیسا کہ شیطان حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور تاکہ وہابی کو معلوم ہو جائے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کو اللہ کے رسول ہونے کی حیثیت سے پکارتے ہیں۔ نہ معبود سمجھ کر جیسا کہ تم نے سمجھا ہے۔ ایسے ہی یا شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کا نعرہ لگاتے ہیں تاکہ وہابی و معلوم ہو جائے کہ یہ لوگ شیخ کو بحیثیت شیخ ہونے کے ولی ہونے کی حیثیت سے بزرگانہ طور پر پکارتے ہیں۔ نہ معبود سمجھ کر نہ نبی سمجھ کر تمہارے اس شرک کو توڑنے کے واسطے پکارا جاتا ہے اور اگر بلند آواز سے نہ پکاریں تو تمہیں ضرور ظن ہوگا کہ یہ لوگ معبود سمجھ کر پکارتے ہیں جیسا کہ تمہارا یہ بہتان ہے تم اپنا بہتان واپس لے لو ہم آہستہ کر لیا کریں گے اور یہی منشا خداوندی ہے۔ جیسا کہ ارشاد الہی ہے فَلَا تَدْعُوا مَعَ اللَّهِ أَحَدًا اللہ کے ساتھ کسی کی عبادت نہ کرو یعنی خداوند کی الوہیت کے ساتھ کسی کو شریک مت بناؤ یہ نہیں کہ کسی کو نبی یا ولی بھی نہ سمجھو اسی واسطے اِنَّمَا اَدْعُوا رَبِّي کی شرح وَلَا اُشْرِكُ بِهِ أَحَدًا نے واضح کر دی کہ اللہ کی ذات کے ساتھ کسی کو الوہیت میں شریک سمجھنا یعنی الوہیت میں سانچی..... سمجھنا شرک ہے نہ جیسا کہ تم نے سمجھا ہے کہ جس کو غائبانہ پکارا جاوے تو شرک ہے یہ قانون تمہارا خود ساختہ ہے۔ ان قیودات سے

قانون خداوند مذکور نہیں اور نہ اس تفصیل سے جو تم نے کی ہے۔
 ”وہابی“ خدا کے سوا غائبانہ پکارنا شرک ہے۔ یہ محض خداوند کی ذات کے واسطے ہی مختص ہے۔

”محمد عمر“ جو شخص بے دین ہو جاوے تو خداوند اس کی عقل بھی چھین لیتے ہیں۔
 قرآن کریم کی اصطلاح ہے کہ جس آیت کریمہ میں دعا کا مفعول من دون اللہ ہو تو اس مقام پر دعا بمعنی عبادت ہوگی اور فاعل کفار ہوں گے اور من دون اللہ بت ہوں گے اور فعل شرک فی الالوہیت ہوگا۔ دعا بمعنی عبادۃ ہوگی۔ جیسا کہ امثلہ مذکورہ میں مذکور ہوا نہ یہ کہ ہر مقام پر دعا پکارنے کے معنی میں ہی آتی ہے جیسا کہ تم نے سمجھا ہے کہ جس کو بھی پکارا جاوے تو وہ عبادۃ ہوگی۔ اور غائبانہ کی زیادتی کا استنباط کسی جملہ سے ثابت نہیں ہے۔ یہ تمہاری اختراع اس امر کا ثبوت ہے کہ ان آیات دعا بمعنی عبادۃ ہے۔ جب کوئی چارہ نہیں چلتا تو کبھی غائبانہ کی قید بڑھاتے ہو کبھی غائبانہ کے ساتھ حاجات کو مقید کرتے ہو جب اعتراضات کی بوچھاڑ پڑی تو ایک ایسے بھی وہابی پیدا ہو گئے جنہوں نے مافوق الاسباب کی قید بڑھادی پہلے محض پکارنے کو شرک کہا گیا جب ایسی آیات پیش کی گئیں کہ جن میں محض دعا کو ہی اگر شرک کہا جاوے تو کئی آیات کے مطالب میں فرق آ جاتا ہے۔ تو وہابیہ ڈمگائے اور سلسلہ قیودات شروع کر دیلے:

(۱) بقرہ ۱۷۱ ﴿مَوَٰذِعُ شُهَدَاءَ كُمْ مِّنْ دُونِ اللَّهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ﴾ بلاؤ تم اپنے گواہوں کو اللہ کے سوا اگر تم سچے ہو۔ کیا گواہوں کو بلانا بھی شرک ہوگا۔

(۲) آل عمران ۱۶۲ ﴿وَالرَّسُوْلُ یَدْعُوْكُمْ فِیْ اٰخِرٰتِكُمْ﴾

اور رسول اللہ ﷺ تمہیں پکارتے تھے تمہاری پچھلی جانب سے۔

کیا رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام کو جو پہاڑوں میں تھے بلایا کیا معاذ اللہ

آپ پر بھی فتویٰ شرک چسپاں کرو گے۔

(۳) انفال ۹ ﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰهِ وَ لِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ﴾

(۴) نور $\frac{18}{8}$ { لَا تَجْعَلُوا ادْعَاءَ الرُّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدْعَاءِ بَعْضِكُمْ

بَعْضًا اور نہ بلاؤ رسول ﷺ کو جیسا کہ تم ایک دوسرے کا بلا تے ہو۔

اگر تمہارے معنی ہی لئے جاویں کہ ہر داعی مشرک ہے تو پھر اس آیت سے تمام مشرک ہو گئے مومن دنیا میں کوئی نہ رہا۔

(۵) قصص $\frac{20}{3}$ { إِنَّ أَيْسَى يَدْعُوكَ شُعَيْبٌ عَلَيْهِ السَّلَامُ كِي بَنِي كَهْتِي هِي

(کہ میرا باپ آپ کو بلاتا ہے) شعیب علیہ السلام کی بیٹی کہتی ہے۔

(۶) $\frac{25}{3}$ { يَدْعُونَ فِيهَا بِكُلِّ فَاكِهَةٍ آمِنِينَ

کیا سب جنتی معاذ اللہ مشرک ہو گئے۔

(۷) بقرہ $\frac{2}{2}$ { وَاللَّهُ يَدْعُوا إِلَى الْجَنَّةِ وَالْمَغْفِرَةِ بِإِذْنِهِ

اور اللہ بلاتا ہے جنت اور مغفرت کی طرف اپنے حکم سے۔ خدا پر بھی فتویٰ

لگاؤ کیونکہ وہ بھی مِنْ دُونِ اللّٰہ کو پکارتا ہے خداوند پر بھی فتویٰ جڑو

(۸) بنی اسرائیل $\frac{15}{8}$ { يَوْمَ نَدْعُوا كُلَّ أُنَاسٍ بِإِسْمِهِمْ هِي

اسی دن پکارینگے ہم تمام لوگوں کو ان کے اسم کے ساتھ۔

(۹) آل عمران $\frac{3}{4}$ { فَقُلْ تَعَالَوْنَا نَدْعِ أَبْنَاءَنَا وَابْنَاءَكُمْ وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَكُمْ

كُم اَنْفُسَنَا وَانْفُسَكُمْ

(۱۰) مومنون $\frac{18}{3}$ { وَإِنَّكَ لَتَدْعُوهُمْ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ اور بے شک

آپ ان کو بلاتے ہیں صراط مستقیم کی طرف نبی ﷺ پر بھی فتویٰ لگا دو۔

تِلْكَ عَشْرَةٌ كَامِلَةٌ

تو ان آیات دعا سے جب دعا بمعنی عبادۃ نہ ثابت ہوئی اور ان آیات کریمہ میں دعا موجود لیکن یہ مدعوین مشرک دین سکے تو مابعد کے وہابی محض پکارنے والوں پر فتویٰ لگانا بیوقوفی سمجھتے ہوئے خاموش ہو گئے۔ جب ثابت ہو گیا کہ ہر پکارنا عبادۃ نہیں بلکہ جس مقام پر دعا کو شرک کہا گیا ہے یا کوئی سرزنش وارد ہوئی وہاں دعا بمعنی عبادۃ شرک کہا گیا ہے۔ جو شیوہ کفار ہے نہ مومنین اور وہاں عبادۃ بھی الوہیت کی تخصیص کی بنا پر مراد ہوگی۔ ورنہ نہیں کیونکہ عبادۃ محض اللہ جل شانہ کے واسطے ہی مختص ہے۔ اور کسی کے لئے نہیں۔ جیسا کہ ارشاد الہی ہے۔

(۱) مومنوں $\frac{۱۸}{۴}$ { وَمَنْ يَدْعُ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ

(۲) شعراء $\frac{۱۹}{۱۱}$ { فَلَا تَدْعُ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ فَتَكُونَ مِنَ الْمُعَذَّبِينَ

(۳) غل $\frac{۲۰}{۵}$ { ءِ إِلَهٍ مَعَ اللَّهِ قَلِيلًا مَّا تَذْكُرُونَ

(۴) غل $\frac{۲۰}{۹}$ { وَلَا تَدْعُ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ

(۵) فرقان $\frac{۱۹}{۴}$ { وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ

تو ان آیات سے صاف ثابت ہے کہ الوہیت میں شرکت مومن دُونِ اللہ محال ہے۔ انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ مومن دُونِ اللہ ہیں اور ان کو پکارنا الوہیت کا پکارنا نہیں بلکہ ندائے رسالت یا ندائے ولایت ہے اور شرعاً مطلقاً دعا ممنوع نہیں جیسا کہ مذکور ہو چکا ہے۔ بلکہ دعا غیر فی اللہ الوہیت شرک ہے۔ جو بمعنی عبادۃ ہے اور نہ محض پکارنا ہی عبادۃ بن سکتی ہے بلکہ الہ یعنی معبود سمجھ کر جس کو پکارا جاوے اس مقام پر بھی دعا بمعنی عبادۃ ہوگی جیسا کہ حدیث پاک میں بھی مذکور ہے۔

رعد $\frac{۱۳}{۴}$ { وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ } کے تحت فرماتے ہیں۔

بخاری شریف ۱۸۰/۲ { وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كَبَّاسِطٌ كَفِيهِ مَثَلُ الْمُشْرِكِ
الَّذِي عَبْدَ مَعَالَهُ إِلَهًا .

اور کہا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مثل پھیلانے والے کی اپنے دونوں
ہاتھوں کو مثل مشرک کی وہ جس نے عبادۃ کی اللہ کے ساتھ معبود اور کی۔

تو ثابت ہوا کہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی دعا سے غیر معبود کی
عبادت مراد لی ہے نہ محض دعا بغیر اللہ عبادۃ ہے۔

یہ ہے جناب ترجمہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جو تمہارے عقیدہ
وہابیہ کی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جڑ کاٹ کر رکھ دی جو تم لوگ اکابرین
کے محض پکارنے کو عبادت بنا بیٹھے ہو ثابت ہوا کہ الوہیت میں غیر کہ پکارنا عبادۃ ہے
اور یہی معنی الدَّعَا هُوَ الْعِبَادَةُ کے ہیں۔

بخاری شریف ۱۵۷۱/۲ { مَا تَدْعُونَ لَا يَسْتَحِقُّ أَنْ يُعْبَدَ
اس مقام پر بھی دعا بمعنی عبادۃ ہیں۔

طوالت کے خطرہ سے دو حوالے ہی حدیث شریف سے کافی ہیں ورنہ کئی
حوالہ جات تحریر کئے جاتے۔

”وہابی“ بھائی مولانا بالکل تسلی ہو گئی مگر ایک آیت کا مطلب سمجھا دو دیکھو قرآن کریم
میں مذکور ہے۔

قُلِ ادْعُوا الَّذِينَ زَعَمْتُمْ مِنْ دُونِهِ فَلَا يَمْلِكُونَ كَشْفَ الضُّرِّ
عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِيلًا أُولَٰئِكَ الَّذِينَ يَدْعُونَ يَبْتَغُونَ إِلَىٰ رَبِّهِمُ الْوَسِيلَةَ أَيُّهُمْ
أَقْرَبُ وَيَرْجُونَ رَحْمَتَهُ وَيَخَافُونَ عَذَابَهُ إِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُورًا
کہ بلاؤ ان لوگوں کو کہ دعویٰ کرتے ہو تم سوا اس کے بس نہیں اختیار رکھتے کھولنا

برائی کام سے ورنہ بدل ڈالنا یہ لوگ جن کو پکارتے ہیں ڈھونڈتے ہیں طرف پروردگار اپنے کی وسیلہ کونسا ان میں سے بہت نزدیک ہے اور امید رکھتے ہیں رحمت اس کے کی اور ڈراتے ہیں عذاب اس کے سے تحقیق عذاب پروردگار تیرے کا ہے خوف کیا گیا۔

بھلا باقی مذکورہ آیا تو واقعی کفار اور بتوں کی توہین کے واسطے رب العزۃ نے بیان فرمائیں جو مفسرین و اقوال صحابہ کرام و حدیث شریف و متقدمین کے تراجم سے معلوم ہو چکا ہے اب یہ آیت مذکورہ بالا ایک ایسی چوٹ ہے جس نے قبر پرستوں انبیاء پرستوں اور پیر پرستوں کی جڑ کاٹ کے رکھ دی ہے کیونکہ یہ آیت خصوصاً ان کے متعلق نازل ہوئی ہے اس میں تاویل کی کوئی گنجائش نہیں ہے لوگ انبیاء کرام کی پوجا کیا کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے متعلق فرمایا کہ جن کی تم پوجا کرتے ہو اور ان سے مشکل کشائی کے خواہاں ہو وہ تم سے کوئی کسی قسم کی تکلیف دور نہیں کر سکتے وہ تو خود اپنے لئے وسیلہ نجات کے متلاشی ہیں تمہاری نجات وہ کیا کر سکیں گے اب اس کا جواب کوئی سنی انشاء اللہ نہیں دے سکے گا۔

”محمد عمر“ دوست واقعی تمہاری پیش کردہ آیت انبیاء کرام کی پرستش کرنے والوں کے حق میں نازل ہوئی نہ کہ ان کو رسول اللہ ماننے والوں کے حق میں نازل ہوئی ہم احناف ان کو رسول اللہ مانتے ہیں الہ اور معبود نہیں سمجھتے خداوند جل و علی نے اس آیت کریمہ میں ان کفار کا ذکر فرمایا ہے۔ کہ جو لوگ انبیاء کرام اور ملائکہ کو معبود سمجھتے تھے۔ مثلاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اور عزیز علیہ السلام کو اور ملائکہ کو بنات اللہ اور ابن اللہ کہتے تھے جیسے ان کو ابن اللہ سمجھنا کفر و سیاہی ان کو رسول اللہ ہونے سے بھی اگر کوئی تم جیسا انکار کرے تو وہ بھی کافر یعنی اگر افراط سے کفر لازم آتا ہے تو تفریط سے بھی تو کفر لازم آتا ہے انہوں نے ابن اللہ کہہ کر کفر کیا تم نے ان کو ذلیل سمجھ کر کفر کیا۔

روم ۲۱/۴ {فَاصْبِرْ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ وَلَا يَسْتَخِفُّكَ الَّذِينَ لَا يُوقِنُونَ} پس

مصر فرمائیے۔ یا رسول اللہ ﷺ بیشک اللہ ا وعدہ سچا ہے۔ اور نہ خفیف سمجھیں آپ کو بے یقینے لوگ لیکن اہل سنت و جماعت ابن اللہ کہنے کو بھی کفر سمجھتے ہیں اور ان کی تذلیل کرنے والے کو بھی کافر اور اللہ رب العزت نے کفار کو خطاب کر کے فرمایا ہے۔ فلا یملکون کشف الضر عنکم چونکہ تم انکو ابن اللہ کہتے ہو اور ملائکہ کو بنات اللہ کہتے ہو اس لئے وہ تم سے بسبب تمہارے کفر کے تکلیف کو دور نہیں کریں گے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان پر لفظ کفر الذین قالوا ان اللہ ثالث ثلثہ سے فتویٰ کفر ثبت فرمایا ہوا ہے اور یہ حکم کفار کو بطور سزا سنایا گیا ہے۔ کہ چونکہ تم خداوند کے رسول کو رسول اللہ ہونے کی بجائے ابن اللہ کہہ کر کفر کرتے ہو اس وجہ سے وہ بھی گونبی اللہ ہیں لیکن تمہاری تکلیف کو دور نہ کریں گے کیونکہ تم کافر ہو اس آیت کریمہ میں کفار کو ان کے کفر یہ عقیدے کی بنا پر بے امید کر کے عتاب ہوا ہے نہ کہ تذلیل انبیاء علیہم السلام مراد ہے جیسا کہ تم نے سمجھا ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو مردے کو زندہ کرنے کی طاقت رکھتے ہوں اور ان کے ماننے والے ان کی سفارش سے بھی محروم رہیں کتنی بری بات ہے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو ذلیل ثابت کر کے جھڑکیاں دیں کہ ایسے اولوالعزم نبی اور تم محروم تم ان کو مانتے تو ہو لیکن تم نے بجائے رسالت کے کفر یہ عقیدہ رکھا جس سے بجائے فائدہ کے نقصان ہوا تو کیا مانا ان کو نبی اللہ ہونے کا صحیح عقیدہ کیوں نہیں بنا لیتے تاکہ اگر تم سے کوئی جرم بھی ہو جائے تو تمہاری بخشش ہو سکے۔ لیکن ان کو مشکل یہ ہے کہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت پر صحیح ایمان لے آئیں تو ان کو مصطفیٰ ﷺ پر بھی ایمان لانا پڑتا ہے۔ یہ امر ان کے ایمان لانے کے آگے آڑے آتا ہے تو خیر یہ آیت کفار کی تذلیل ثابت کر رہی ہے نہ کہ کمزوری انبیاء علیہم السلام کو کیونکہ کفار سے ان کا تکلیف کو نہ دور کرنا معاذ اللہ ان کی خفت پر دال نہیں جیسا کہ تم بھی نبی ﷺ کو ماننے کا دعویٰ رکھتے ہو اور ساتھ یہ بھی عقیدہ رکھتے ہو کہ وہ ہم سے تکلیف یعنی عذاب الہی کو دور

نہیں کر سکتے تو تمہارے اس استدلال نے تمہارے ایمان کا پول نکال کر رکھ دیا کہ ہوں رحمۃ اللعالمین لیکن تم محروم تو ثابت ہو گیا کہ نبی ﷺ کو تمہارا کمزور سمجھنا تمہیں ایمان سے خارج کر رہا ہے اور ایسے لوگوں نے واقعی مصطفیٰ ﷺ کی سفارش سے محروم رہنا ہے تو اس میں آپ کی خفت نہیں بلکہ تمہاری خفت ہے ایسے ہی مذکورہ بالا آیت میں کفار کو عیسیٰ علیہ السلام کے استفادہ سے محروم رکھنا مراد ہے جس کو تم الٹ سمجھے بیٹھے ہو۔ جب اللہ تعالیٰ نے ان کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام بے امید کی ثابت کر دی تو اب ان کفار مثلثین کو شانِ مصطفیٰ ﷺ کی ظاہر فرمائی جس کے ساتھ ہی عیسیٰ علیہ السلام و عزیز علیہ السلام کو بھی الوہیت سے برابر فرمایا اور آگے فرمایا اُولَٰئِكَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ یَتَّغُوْنَ اِلٰی رَبِّهِمُ الْوَسِیْلَةَ اِیُّهُمْ اَقْرَبُ یہی وہ لوگ ہیں (یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام و عزیز علیہ السلام جن کو تم اپنا معبود سمجھتے ہو) جن کی عبادت کرتے ہو (وہ معبود نہیں بن سکتے کیونکہ وہ خود) اپنے رب کی طرف جو نسا ان کا زیادہ قریب ہے (مصطفیٰ ﷺ) اپنے رب کی طرف وہ (اس کا) وسیلہ طلب کرتے ہیں۔ جملہ اِیُّهُمْ اَقْرَبُ مصطفیٰ ﷺ کی ذات بابرکات کا ہی ثبوت پیش کر رہا ہے کیونکہ انبیاء علیہم السلام سے خدا کے زیادہ اقرب نبی ﷺ ہی ہیں جملہ انبیاء علیہم السلام آپ کے ہی منتظر ہوں گے۔ جب آپ خداوند کریم کو سجدہ میں راضی فرمائیں گے تو بعد ازاں باقی انبیاء علیہم السلام اور ان کے بعد اولیاء کرام کلام کر سکیں گے ورنہ ایسے پہلے سب نفسی نفسی پکاریں گے تو اللہ تعالیٰ نے اس امر کی دلیل پیش کی کہ میں نے تمہارے سامنے ایسے نبی الانبیاء پیش کر دیئے ہیں جن کے تمام انبیاء محتاج ہوں گے اور ان کی نبوت میرے محبوب ﷺ کی ذات کے محتاج ہے چہ جائیکہ تم ان کو معبود تسلیم کرو کتنی سخت عقل سے بعید بات ہے اور جس ذات کے انبیاء علیہم السلام محتاج ہوں تم ان سے بیزار کی کا اظہار کرو اور کہو کہ وہ ہمیں کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتے اور جن کی رحمت باقی انبیاء علیہم السلام

تک فائز ہو بھلا ان کی امت آپ کی رحمت سے کیسے محروم رہ سکتی ہے اور جو محروم ہو وہ آپ کی امت سے ہی نہیں اور جو رحمة للعالمین ﷺ کی رحمت کا خواستگار ہو تم ان پر کفار کی آیتیں چسپاں کرو کچھ خدا کا خوف کرو ایسے وہابیہ کے عقائد کی اطلاع ہمیں حدیث شریف سے مل چکی ہے ہم مسلمان تمہارے وہابیوں کے پھندوں میں نہیں آ سکتے سنئے۔

بخاری شریف ۱۰۴۲ { وَقَوْلُ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُضِلَّ قَوْمًا بَعْدَ

اذْمَدَّاهُمْ حَتَّىٰ يُبَيِّنَ لَهُمْ مَّا يَتَّقُونَ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَرَاهُمْ شِرَارَ خَلْقِ اللَّهِ وَقَالَ إِنَّهُمْ انْظَلَقُوا إِلَىٰ آيَاتِ نَزَلَتْ فِي الْكُفَّارِ فَجَعَلُوهَا عَلَى الْمُؤْمِنِينَ

اور اللہ عزوجل کا ارشاد (اور اللہ کی شان نہیں کہ گمراہ ٹھہراؤے کسی قوم کو بعد اس کے کہ ہدایت دی اس نے ان کو حتیٰ کہ بیان کرے ان کے لئے کہ وہ کس چیز سے کنارہ کش رہیں اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ ان (خارجیوں) کو اللہ کی تمام خلقت سے بہت بری نگاہ سے دیکھتے تھے اور فرمایا کہ بے شک وہ ایسی آیتوں کی طرف جو کفار کے متعلق نازل ہوئی ہیں پس چسپاں کریں گے۔ وہ ان کو مومنوں پر۔

قسطانی ۱۰۴۲ { وَصَلَهُ الطَّبْرِيُّ فِي تَهْذِيبِ الْأَثَارِ فِي مُسْنَدِ عَلِيٍّ وَعِنْدَ

مُسْلِمٍ مِنْ حَدِيثِ أَبِي ذَرٍّ مَرْفُوعًا

طبری نے مسند حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تہذیب الآثار میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک مستند بیان کی ہے اور مسلم کے نزدیک ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوع حدیث مذکور ہے۔

سبحان اللہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ کے علم غیب کی عجیب دلیل ثابت ہوئی فرمایا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہ ایسے لوگ خارجی ہوں گے۔ کہ جو آیتیں کفار کے حق میں نازل ہوئیں وہ ان کو مومنین پر چسپاں کریں گے اور اب تم فیصلہ کر لو کہ یہ شعار وہابیہ کا ہے یا نہیں جب تمہارے دلائل اسی فرمان کے ماتحت ہیں تو تم خود

فیصلہ کرو کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ نے اس حدیث کے ماتحت ایسے لوگوں و خارجی اور ملحد کہا ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حدیث نبی ﷺ موجود ہے جس میں اس سے زیادہ سخت سزا مذکور ہے وہ خود قسطلانی ۱/۸۱ میں ملاحظہ فرمائیں آئیے اب اس آیت کریمہ کا فیصلہ کتب اہل سنت و جماعت سے کرائیں کہ آیا وہ کفار واقعی انبیاء علیہم السلام کو الہ معبود سمجھتے تھے بدیں وجہ یہ آیت نازل ہوئی ہے یا نہیں۔

(۱) تفسیر جلالین ۱/۱۷۱ {قُلْ لَهُمْ (ادْعُوا الَّذِينَ زَعَمْتُمْ) اَنْهُمْ اِلٰهَةٌ (مِنْ دُونِهِ) كَالْمَلَائِكَةِ وَعِيسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ وَعَزِيرُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَلَا يَمْدُ كُونَ كَشَفَ لُضْرِعَتَكُمْ وَلَا تَحْوِيلًا

فرما دیجئے یا رسول اللہ ﷺ کفار کو کہ بلا لوجن کو تم معبود گمان کرتے ہو من دون اللہ (یعنی رسول اللہ ﷺ ہونے کے علاوہ جو تم ان کو اپنا معبود سمجھتے ہو اس حیثیت سے ان کو بلا لو) مثل فرشتوں کی اور عیسیٰ علیہ السلام کی اور عزیر علیہ السلام کی تو وہ تم کفار سے تکلیف کو ہٹانہ سکیں گے اور نہ وہ کفار سے تکلیف رفع کر ہی سکتے ہیں۔ (تو معلوم ہوا کہ یہ کفار کو کہا گیا ہے کہ تم اپنے عقیدہ کے مطابق یعنی ابن اللہ سمجھ کر پکارو تو وہ چونکہ ابن اللہ نہیں ہیں تو وہ تمہارے اسی شرکیہ عقیدہ کی وجہ سے تمہاری پکار کا جواب نہ دیں گے۔ اور نہ تمہاری تکلیف کو رفع ہی کریں گے۔ کیونکہ تم نے خلاف رسالت ان کو خدا بنا لیا ہوا ہے اور یہ نہیں منع فرمایا کہ اگر تم ان کو بحیثیت رسول اللہ ہونے کے بھی پکارو گے تو بھی وہ تمہاری تکلیف کو دور نہ کریں گے۔

(۲) تفسیر نسفی ۲۴۵ {قُلْ ادْعُوا الَّذِينَ زَعَمْتُمْ) اَنْهُمْ اِلٰهَتُكُمْ

(۳) تفسیر ابن کثیر ۴/۴۶ {قُلْ) يَا مُحَمَّد (ﷺ) لَهُؤُلَاءِ الْمُشْرِكِينَ الَّذِينَ

عَبَدُوا غَيْرَ اللَّهِ فرمادیے یا محمد ﷺ ان مشرکین کو جو غیر اللہ کی عبادت کرتے ہیں۔

(۴) تفسیر کبیر {۶۰۵} اعلم ان المقصود من هذه الآية الرد على المشركين وقد ذكرنا ان المشركين كانوا يقولون ليس لنا اهلية ان نشغل بعبادة الله تعالى فنحن نعبد بعض المقربين من عباد الله وهم الملائكة ثم انهم اتخذوا الذالك الملك الذي عبده تمثالا وضورة واشتغلوا بعبادته على هذا التاويل والله تعالى اجتمع على نطلان قولهم في هذه الآية

جان لے کہ مقصود اس آیت سے مشرکین کا رد ہے اور ضرور ہم نے ذکر کیا ہے۔ کہ مشرکین کہتے تھے کہ ہمیں اللہ کی عبادت سے مشغول ہونے کی طاقت نہیں تو ہم اللہ کے بندوں سے بعض کی عبادت کرتے ہیں۔ اور وہ فرشتے ہیں پھر انہوں نے بنایا ان فرشتوں کو جن کی وہ عبادت کرتے تھے بت مجسمے اور تصاویریں اور اس کی عبادت کے ساتھ وہ مشغول ہو گئے اس تاویل پر اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں انکی بات کے رد پر دلیل پیش فرمائی۔

اس آیت کے ماتحت علامہ رازی رحمۃ اللہ علیہ نے ثابت کیا کہ وہ ملائکہ کی تصویریں اور مجسمے بنا کر ان کی پوجا کیا کرتے تھے اور اہل سنت و جماعت نہ کسی بزرگ کی عبادت کرتے ہیں اور نہ تصویریں اور نہ مجسمے وغیرہ ان کی پوجا کرتے ہیں یہ واقعی منسکوں کا رویہ ہے۔

اور یہ بھی ثابت ہوا کہ من دون اللہ سے ملائکہ کی تصویر کے بت گھڑے ہوئے یہاں مراد ہیں۔

”وہابی“ نوح السلام کے زمانہ میں کفار بھی تمہاری طرح ولیوں اور نبیوں کی پوجا کیا کرتے تھے۔ و دو یعوق و نسرو یغوث و سواع یہ نوح علیہ السلام کے زمانہ کے بزرگوں کے نام تھے بلا شک، بخاری شریف نکال کر دیکھ لو تو نوح

علیہ السلام نے بدعا فرمائی کہ یا اللہ یہ کفار و دویعوق و نسرو غیر ہم کو چھوڑتے نہیں۔ ان کا ایک تخم نہ رہنے دے یہ بے ایمان توحید کو مانتے ہی نہیں اللہ تعالیٰ نے ان تمام کو بزرگوں کے ماننے کی وجہ سے تباہ و برباد کر دیا یاد رکھو تم بھی اسی لائق ہو کوئی عبدالقادر کو پکارتا ہے کوئی باہو کو پکارتا ہے کوئی شکر گنج کہتا ہے یہ سب شرک ہے تم تسلیم کرو یا نہ۔

”محمد عمر“ خداوند تم کو ہدایت نصیب فرمائے اور قرآن کریم کی تحریف سے ہر مسلمان کو محفوظ رکھے قرآن کریم کے اصل کو بدل کر بیان کرنا بھی تمہارا ہی حصہ ہے قرآن کریم کی تفسیر بالرائے کی اور مطلب جدھر مرضی چاہا پھیر کر لے گئے ذرا ایت قرآنی ملاحظہ ہو۔

نوح $\frac{29}{3}$ { وَقَالُوا لَا تَذَرُنَّ آلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَلَا سُوَاعًا وَلَا يَغُوثَ وَيَعُوقَ وَنَسْرًا اور انہوں نے کہا نہ چھوڑو تم اپنے معبودوں کو اور نہ چھوڑو تم ود کو اور نہ سواع کو اور نہ یغوث کو اور نہ یعوق کو اور نہ نسر کو۔

وہابی صاحب قرآن کے چور ہیں الفاظ قرآنی کو بھی چرا نے سے فرق نہیں کرتے لَا تَذَرُنَّ کو پڑھ لیا اور آلہتکم کو چھوڑ دیا افسوس صاف اتنا موٹا لفظ لکھا ہوا ہے کہ ان پر کفر کا فتویٰ اس واسطے عائد واکہ وہ ان بزرگوں کے مجسمے بنا کر ان کو الہ یعنی اپنا معبود سمجھتے تھے۔ اس لئے حضرت نوح علیہ السلام نے ان کے لئے بدودعا فرمائی تو خداوند نے بھی ان کی غرق کیا کہ وہ خدا کی توحید کے بھی قائل نہ تھے اور وہ کفار بزرگوں کے بت بنا کر ان کی پوجا کرتے تھے دیکھو۔

بخاری شریف $\frac{2}{32}$ { کتاب التوحید ۵۱ محمد بن عبدالوہاب { حدثنا

ابراہیم ابن موسیٰ قال اخبرنا هشام عن ابن جریج وقال عطاء عن ابن

عباس صَارَتْ الْأَوْتَانُ الَّتِي كَانَتْ فِي قَوْمِ نُوحٍ فِي الْعَرَبِ بَعْدَ مَا وُذِّكَانَتْ بِكَلْبٍ بِدَوْمَةِ الْجَنْدَلِ وَأَمَّا سُورُوعُ كَانَتْ لَهْذِيلَ وَأَمَّا يَغُو فُكَانَتْ لِمَرَادٍ شَدَّ لَنَبِي طَيْفٍ بِالْجُوفِ عِنْدَ سَبَاوٍ أَمَّا يَغُوقُ فُكَانَتْ لَهُمْ دَانٍ وَأَمَّا نَسْرُ فُكَانَتْ لِحَمِيرٍ لَالِ ذِي الْكَلَاعِ وَنَسْرُ أَسْمَاءِ رِجَالٍ صَالِحِينَ مِنْ قَوْمِ نُوحٍ فَلَمَّا هَلَكُوا أَوْحَى الشَّيْطَانُ إِلَى قَوْمِهِمْ أَنْ أَنْصِبُوا فَلَمْ نَعْبُدْ حَتَّى إِذَا أَهْلِكَ أَوْلَيْكَ وَتَنَسَخَ الْعِلْمُ عُبْدَتْ

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اس وقت عرب میں نوح علیہ السلام کی قوم کے اندر بت تھے جن کی وہ عبادت کرتے تھے۔ وہ شہر دومہ جندل میں نبی کلب کا بت تھا اور لیکن سورع ہذیل کا بت تھا اور لیکن ش نبی مراد کا بت تھا پھر جوف متصل سبادینہ بلقیس میں نبی عطیف نے اس کو اپنا معبود بنالیا اور لیکن ق بت ہمدان نے اپنا معبود بنایا ہوا تھا اور لیکن بت ذوالکلاع کی ال حمیر قبیلے کا معبود تھا اور وغیرہم یہ تمام بت نوح علیہ السلام کی قوم کے بزرگوں کے نام سے پکارے جاتے تھے پس جب وہ بزرگ فوت ہو گئے تو شیطان نے ان کی قوموں کی طرف وحی کی کہ جہاں یہ بزرگ بیٹھا کرتے تھے وہاں ان کی جگہ ان کے بتے بنا کر کھڑے کر دو اور ان بزرگوں والے نام ان بتوں کے رکھ دو تو ان لوگوں نے شیطانی انگیت سے ایسے ہی کیا پھر ان کی پرستش شروع ہوئی حتی کہ جب یہ بت نصب کرنے والے مر گئے اور علم مٹ گیا تو ان بتوں کی پوجا شروع ہو گئی۔ اور اے حدیث شریف کے چور و حدیث نے تمہارا پول نکال دیا تم نے جو کہا تھا کہ وہ لوگ بزرگوں کی عبادت کرتے تھے غلط ثابت ہوا بلکہ حدیث شریف سے ثابت ہو گیا کہ وہ لوگ بزرگوں کے بتے بت جو نصب کئے ہوئے تھے ان کی پوجا کرتے تھے اور ہر قبیلے کا علیحدہ علیحدہ بت تھا اور ان بتوں کے نام وہ بزرگوں والے ہی رکھ دیتے پھر

اسے شارحین بخاری سے دریافت فرمائیں۔

فتح الباری ۲۰/۳۱ { شرح بخاری شریف } قال فی قوله تعالیٰ وداولا

سواعا الاية قال او ثان کان قوم نوح یعدونہم

اللہ تعالیٰ کے فرمان وداولا سواعا اخیرایت تک ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ نوح علیہ السلام کی قوم کے بت تھے جن کی وہ عبادۃ کرتے تھے۔

پھر بت پرستی کی ابتدا فرمائی کہ کیسے شروع ہوئی۔

فتح الباری ۲۰/۳۸ { فَمَاتَ رَجُلٌ مِنْهُمْ فَجَزِعَ عَلَيْهِ فَجَعَلَ لَا

يُصْبِرُ عَنْهُ فَاتَّخَذَ مِثَالًا عَلَى مُورَتِهِ فَكَلَّمَا اشْتَاقَ عَلَيْهِ نَظْرُهُ ثُمَّ مَاتَ فَفَعَلَ بِهِ كَمَا نَعِلَ

جب مر گیا آدمی ان سے تو اس پر رویا پٹیا گیا پھر اس سے صبر نہ کیا جاتا تو اس کی صورت کی ایک مثال کا بت گڑھا جاتا پھر جب اس کے شوق نے جوش مارا تو اس کے بت کو دیکھ لیا پھر جب وہ گڑھنے والا مر گیا تو بت پرستی شروع ہو جاتی۔

اور قسطلانی شرح بخاری شریف نے بھی ۱۰۶/۱۱۱ میں یہی تحقیق کی ہے۔

یہ ہے جناب کی چوری جو قرآن میں بھی تم نے کی اور حدیث میں بھی سرقے سے کام لیا اور یہاں تو نہ ان کا بت اور نہ اس کی تصویر اور نہ ان کی پوجا بلکہ مطابق شریعت محمدیہ قبر بنائی جاتی ہے اور جب کوئی کسی زائر سے دریافت کرے کہ کہاں جاتے ہو تو وہ یہی جواب دیتا ہے کہ فلاں بزرگ کے مزار مقدس پر جا رہا ہوں اور وہاں جا کر وہ قرآن کریم کی چند آیات پڑھتا ہے مراقبہ کی حالت میں اپنے قلب کو موت کی یاد دلاتا ہے اگر کوئی صاحب کشف ہو تو وہ اس صاحب قبر کی زیارت سے مشرف ہو کر فیض حاصل کرتا ہے ورنہ متقدمین اصحاب قبور سے عبرت

حاصل کرتے ہیں اگر کسی نے کوئی جیسے بھی منت وغیرہ مانی ہو مثلاً قرآن پڑھنے کی منت ہو تو وہ صاحبِ قبر کو پڑھ کر بخش آتا ہے۔ بشرطیکہ بھنگی چڑی نہ ہوں اور اگر کسی نے کوئی جانور کی منت مانی ہو تو وہ وہی جانور لیجا کر کسی صاحبِ شرع فقیر کو اس صاحبِ قبر کی طرف سے صدقہ کر آتا ہے اور جو خلافِ شرع ہوں ان کو ایسے صدقات دینے ہمارے نزدیک بھی ناجائز ہیں اگر غلط ہے تو ہماری کسی کتاب چھوٹی سے چھوٹی کی تحریر ثابت کر دو کہ تمہارے نزدیک بھنگیوں چڑیوں شرابیوں کو دینا جائز ہے یا تم کسی حدیث یا آیت قرآنی سے ان مذکورہ بالا امور کو شرک یا ناجائز ثابت کر دو۔ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا لَنْ تَفْعَلُوْا فَاْتَقُو النَّارَ الَّتِيْ وَقُوْذُهَا النَّاسُ وَالْحِجْرَةُ اُعِدَّتْ لِلْكَافِرِيْنَ آؤو بایو باز آ جاؤ اور کفار اور بتوں والی آیتیں مومنوں پر چسپاں نہ کرو اور اپنے امال کو بے ایمانی کی رو میں نہ بہاؤ۔

تو ان آیات کریمہ سے جو تم نے پیش کی ہیں وہ تمام بتوں اور کفار کے متعلقہ تھیں چاہے کسی نے نبیوں ولیوں سے بت ہی یوں نہ بنائے ہوں بہر صورت تم نے دعامنِ دونِ اللہ کی آیات پیش کیں جس کے معنی عبادۃ ہیں اور منِ دونِ اللہ سے مراد بت ہیں جیسا کہ مفسرین اہل سنت و جماعت کے اجماع سے ثابت ہو گیا آئیے حدیث شریف سے بھی اس کا ثبوت پیش کر دوں۔

بخاری شریف ۱۰/۲۱۰ {من دون اللہ بالاثوٹان۔}

اور قرآن کریم میں بھی جو منِ دونِ اللہ کے صفات رب العزت نے بیان فرمائے ہیں ان سے مختصر بیان کئے گئے جو تم نے سن لئے ہیں کہ منِ دونِ اللہ کی صفات سے چند یہ ہیں مثلاً:

صفاتِ مِنْ دُونِ اللّٰهِ

(۱) مَنْ لَا يَسْتَجِيبُ لَهُ إِلَى يَوْمِ

الْقِيَمَةِ مِنْ دُونِ اللّٰهِ

قیامت تک جواب نہیں دے سکتے۔

(۲) وَهُمْ عَنْ دُعَائِهِمْ غَفْلُونَ

مِنْ دُونِ اللّٰهِ

ان کی پکار سے بے خبر ہیں۔

(۳) وَإِذْ حُشِرَ النَّاسُ كَانُوا لَهُمْ

عُدَاءً

جب آٹھائے جائیں گے تو مِنْ دُونِ

اللّٰهِ ان کے دشمن ہوں گے۔

(۴) وَكَانُوا لِعِبَادَتِهِمْ كَافِرِينَ

اور وہ مِنْ دُونِ اللّٰهِ اپنے عابدین کی

عبادت کا انکار کریں گے۔

صفاتِ عبادِ اللّٰهِ

اور یہ انبیاء علیہم السلام کی شان نہیں

اور اولیاء کی شان نہیں بلکہ وہ جواب

دیتے ہیں۔

اولیاء اللّٰہ اور انبیاء اللّٰہ غافل نہیں

ہیں۔

یہ بھی انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام

کی شان کے خلاف ہے کیونکہ وہ

اپنے متبعین کو پہنچائیں گے اور

سفارش کریں گے نساء ۵۱ مَنْ

يَشْفَعُ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَّكُنْ لَهُ

نَصِيبٌ مِّنْهَا جھوٹے معبود دین کی

طرح انشاء اللّٰہ دشمن نہ ہوں گے کیونکہ

یہ مِنْ دُونِ اللّٰہ کی شان ہوگی۔

یہ بھی اولیاء اور انبیاء کی شان نہیں کیونکہ

ان کی ہم عبادت نہیں کرتے بلکہ

اتباع کرتے ہیں اور وہ ہماری

اتباع کا انکار نہ فرما دیں گے بلکہ

صفات مِنْ دُونِ اللّٰہ

صفات عباد اللّٰہ

نبی ﷺ رب اُمتی فرما کر گنہگاروں
کی بخشش فرماویں گے اور پیرانِ عظام
بھی سفارش کریں گے اور اپنی اتباع کا
انکار نہ کریں گے یہ شیوہ مذکورہ آیت کا
مِنْ دُونِ اللّٰہ معبودین کا ہے۔

اور انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ بہت کچھ
کے مالک ہیں جو واضح ہو چکا لہذا
مِنْ دُونِ اللّٰہ نہ ہوئے کیونکہ یہ
شان رسالت و ولایت کے خلاف
ہے شان اہل اللہ یہ ہے قُلْنَا
يَا ذَٰلِقَرْنَيْنِ اِمَّا اَنْ تُعَذِّبَ وَاِمَّا
اَنْ تَتَّخِذَ فِيْهِمْ حُسْنًا

انبیاء کرام اور اولیاء کرام کسی کے
گھرے ہوئے نہیں بلکہ خدا و ہند
کے پیدا شدہ ہیں۔ اور آگے خلق کی
طاقت بھی عطائی رکھتے ہیں لہذا
مِنْ دُونِ اللّٰہ نہ ہوئے۔

اس عنوان سے انبیاء کرام و
اولیاء کرام کی ذات مبرا ہے جیسا
کہ واضح ہو چکا ہذا مِنْ دُونِ
اللّٰہ نہ ہوئے۔

(۵) مَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيرٍ مِنْ
دُونِ اللّٰہ وہ ہیں جو کھجور کے چھلکے
کے بھی مالک نہیں۔

(۶) لَا يَخْلُقُوْنَ شَيْْءًا وَّهُمْ
يُخْلَفُوْنَ مِنْ دُونِ اللّٰہ
کچھ بنا نہیں سکتے وہ خود گھرے ہوئے
ہیں۔

(۷) اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَاءٍ مِنْ
دُونِ اللّٰہ۔ میں ذاتی موت ہے جمود
ہیں حیات ہے ہی نہیں کسی وقت بھی۔

صفات مِنْ دُونِ اللّٰہ

(۸) وَمَا يَشْعُرُونَ أَيَّانَ يُبْعَثُونَ
اور مِنْ دُونِ اللّٰہ قیامت سے بے
خبر ہیں۔

(۹) قَالُوا ضَلُّوا عَنَّا وَشَهِدُوا
عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ أَنَّهُمْ كَانُوا
كَافِرِينَ۔

(فرشتے جان لینے آئینگے تو وہ سوال
کریں گے تو عابدین اپنے جھوٹے
معبودین کا انکار کریں گے)

ترجمہ: کہیں مِنْ دُونِ اللّٰہ ہم سے
غائب ہیں اور وہ اپنے کفر کا خود اقرار
کریں گے۔

(۱۰) لَا يَسْتَجِيبُونَ لَهُمْ بِشَيْءٍ
إِلَّا كَبَاسِطٍ مِّنَ الْمَاءِ وَمَا
هُوَ بِبَالِغٍ

(مِنْ دُونِ اللّٰہ) نہیں قبول کرتے وہ
ان کی دعا کو کچھ بھی مگر جیسا کہ کوئی

صفات عباد اللّٰہ

یہ بھی جھوٹے معبود دین کی شان
ہے انبیاء کرام و اولیاء کرام قیامت
سے باخبر ہیں لہذا مِنْ دُونِ اللّٰہ کی
یہ صفت بھی ان میں نہ ہوئی تو
مِنْ دُونِ اللّٰہ نہ ثابت ہوئے۔

یہاں اس کے بالکل برعکس ہے
کیونکہ متبعینِ رسل و اولیاء اللّٰہ
بوقت موت ان کو غائب نہ کہیں گے
بلکہ نبی ﷺ بوقت موت اپنے
علاموں کے پاس تشریف فرما
ہوتے ہیں اور ہم مصطفیٰ ﷺ کا
کلمہ پڑھتے ہیں اور مومن آپ کی
اتباع کا اس وقت انکار بھی نہیں کرتا
لہذا مِنْ دُونِ اللّٰہ نہ ہوئے اگر مِنْ
دُونِ اللّٰہ ہوتے تو اس وقت جھوٹے
معبودوں کی طرح غائب ہوتے۔

انبیاء اللّٰہ اور اولیاء اللّٰہ سے اور ان کی
قبروں سے بھی ان کا فیض لوگوں کو
ہر وقت پہنچتا ہے اور قیامت تک
انشاء اللّٰہ رہے گا ورنہ ولایت کا

صفات مِنْ دُونِ اللّٰہ

اپنے دونوں ہاتھ پانی کی طرف لے کرے اور پانی اس کے پاس نہیں پہنچنے والا۔

(۱۱) عِبَادُ امْسَالُكُمْ فَاذْعُوْكُمْ
فَلَيْسَتْ جِبُوا لَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ
صٰدِقِيْنَ

اعراف { ۹/۲۴ } مِنْ دُونِ
اللّٰہ تمہاری مثل بندے (نظر آتے
ہیں) پھر پکارو تو سہی ان کو اگر تم (ان
کی عبادت میں) سچے ہو تو تمہاری
بات کا جواب تو دیں۔

(۱۲) اَللّٰهُمَّ اَرْجُلُ يَمْشُوْنَ بِهَا اَمْ
لَهُمْ اَيْدٍ يَّبْطِشُوْنَ بِهَا اَمْ لَهُمْ
اَعْيُنُ يُبْصِرُوْنَ بِهَا اَمْ لَهُمْ اَذَانٌ
يَسْمَعُوْنَ بِهَا

صفات عباد اللّٰہ

خاتمہ ہو جائے یہ مذکورہ شان مِنْ
دُونِ اللّٰہ کی ہے ثابت ہوا کہ
اولیاء اللّٰہ اور انبیاء اللّٰہ مِنْ دُونِ
اللّٰہ نہیں ہیں۔

انسانوں کی مثل تو ہیں لیکن انسان
نہیں کیونکہ ان کو اگر پکارو تو تمہاری
بات کا جواب نہیں دے سکتے۔

مِنْ دُونِ اللّٰہ سے مراد بت ہے۔
اس آیتہ کریمہ سے صاف ثابت ہو
گیا کیونکہ وہ آدمیوں جیسے تصور میں
تو نظر آتے ہیں چونکہ وہ جمادات
ہیں جواب نہیں دے سکتے۔ انبیاء
اللّٰہ اور اولیاء اللّٰہ اس سے ممتاز ہیں
کیونکہ وہ عِبَادُ امْسَالُكُمْ کے
ماتحت نہیں اگر اصحاب قبور کو کلام کی
جاوے۔ تو جواب دیتے ہیں ثابت
ہوا کہ وہ مِنْ دُونِ اللّٰہ نہیں۔

یہ بتوں کی شان ہے کہ ان کے پاؤں
ہیں لیکن چل نہیں سکتے ایسے ہی باقی
اعضا بھی موجود ہیں لیکن بیکار ہیں
اور اولیاء اللّٰہ اور انبیاء اللّٰہ کی حالت

صفات من دون اللہ

کیا مَنْ دُونِ اللہ کے پاؤں ہیں جن کے ساتھ وہ چلتے ہوں کیا ان کے ہاتھ ہیں جن کے ساتھ وہ پکڑتے ہوں کیا ان کی آنکھیں ہیں جن کے ساتھ وہ دیکھتے ہوں کیا ان کے کان ہیں جن کے ساتھ وہ سنتے ہوں۔

صفات عباد اللہ

اس کے برعکس ہے جیسا کہ ذکر ہو چکا کیونکہ ان کی شان ہے کہ تَتَلَقَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ ان کو ملائکہ استقبال کے لئے آتے ہیں اگر وہ مِنْ دُونِ اللہ ہوں نہ سنیں اور نہ دیکھیں وغیرہ وغیرہ تو معاذ اللہ فرشتے ایسوں کا استقبال کرتے ہیں؟ معلوم ہوا کہ یہ شان بتوں کی ہے اولیاء اللہ اور انبیاء اللہ کھاتے ہیں پیتے ہیں جنت کے باغات میں عیش کرتے ہیں ان کی سمع و بصر وغیرہ ہم سے زیادہ قوی ہیں۔

یہ مَنْ دُونِ اللہ کی تیرھویں صفت ہے کہ وہ اپنی جانوں کو عذاب الہی سے نہیں بچا سکتے چہ جائیکہ وہ تمہاری مدد کر سکیں نبی ﷺ اپنی گنہگار امت کو بخشا کر جنت میں لے جائیں گے اور اولیاء اللہ بھی بعد ازاں سفارش کر کے بخشائیں گے ثابت ہوا کہ اولیاء اللہ اور انبیاء اللہ مَنْ دُونِ اللہ نہیں بلکہ یہ ہیں هُمُ الْمُفْلِحُونَ۔

(۱۳) اعراف $\frac{9}{27}$ لَا يَسْتَطِيعُونَ

نَصْرَكُمْ وَلَا أَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُونَ
من دون اللہ نہ تمہاری مدد کر سکتے ہیں اور نہ اپنی جانوں کو بچا سکتے ہیں۔

صفات من دون الله

(۱۴) وَإِنْ تَدْعُوهُمْ إِلَى الْهُدَى لَا يَسْمَعُوا .

اور اگر تم من دونِ اللہ کو ہدایت کی طرف بلاؤ تو وہ ہدایت سنتے ہی نہیں۔

(۱۵) وَتَدَاهُمْ يَنْظُرُونَ إِلَيْكَ وَهُمْ لَا يُبْصِرُونَ .

(۱۶) ج { ۱۰ } لَنْ يَخْلُقُوا ذُبَابًا وَلَوْ اجْتَمَعُوا لَهُ اِغْرَاهُ تَمَامٌ مِنْ دُونِ اللّٰهِ جَمْعٌ هُوَ جَاوِسٌ تَوَهَّرَ زَايِكٌ مَكْهَى بَهَى پیدائیں کر سکیں گے۔

صفات عباد الله

اس آیت پاک سے معلوم ہوا کہ مَنْ دُونِ اللّٰهِ بے ہدایت ہیں اور ان کی شان ہے۔

أُولَئِكَ عَلَى هُدًى مِنْ رَبِّهِمْ وَمَا بَيْنَهُمَا تَنَاقُصٌ لِهَذَا حِزْبِ اللّٰهِ مَنْ دُونِ اللّٰهِ نَكْبَاهٌ مِیں گے۔ مَنْ دُونِ اللّٰهِ کی شان یہ ہے کہ ان میں قوۃ باصرہ نہیں تو وہ بت ہی ہو سکتے ہیں کیونکہ نبی ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی وَتَدَاهُمْ فرما کر مَنْ دُونِ اللّٰهِ سے ممتاز فرمایا۔

یہ شان ہے مَنْ دُونِ اللّٰهِ کی اور نبی ﷺ لَمَّا يَحْيِيكُمْ سے تمام کی زندگی آپ کے باعث ہے بلکہ تمام مخلوق کی زندگی کے سبب حضور ﷺ ہیں۔ پتھر کی طرف یا کنکروں کی طرف آپ کی نگاہ پاک اٹھی تو جانور بن گئے بلکہ گویا بن گئے ثابت ہوا کہ انبیاء کرام مِنْ دُونِ اللّٰهِ نہیں۔

صفات من دون الله

(۱۷) وَإِنْ يُسَلِّبُهُمُ الذُّبَابُ شَيْئًا لَا يَسْتَفْقِدُوهُ مِنْهُ
اور اگر میں دُونِ اللہ سے مکھی کچھ
چھین لے تو وہ اس سے چھڑا نہیں
سکتے۔

صفات عباد الله

میں مِّن دُونِ اللہ کی سترھویں
صفت ہے کہ ان سے اگر مکھی کچھ
چھین کر لے جاوے تو اس سے وہ
چھڑا نہیں سکتے اور شانِ مصطفیٰ ﷺ
یہ ہے کہ آپ دوزخ سے چھڑا سکتے
ہیں ادھر مِّن دُونِ اللہ میں اتنی
کمزوری ادھر اتنی طاقت کہ
عزرائیل نزدیک آنے کی جرات
نہیں رکھ سکتا مکھی کی تو کیا ہی طاقت
ہے ثابت ہوا کہ انبیاء کرام اور اولیاء
کرام مِّن دُونِ اللہ نہیں مِّن دُونِ
اللہ بت ہی ہیں۔

(۱۸) بنی اسرائیل ۱۵/۶

فَلَا يَمْلِكُونَ كَشْفَ الضَّرِّ عَنْكُمْ
پس نہیں مالک ہیں وہ تم سے تکلیف
دور کرنے کے

یہ مِّن دُونِ اللہ کی آٹھارویں صفت
ہے کہ وہ تکلیف کو دور نہیں کر سکتے
اور نبی کریم ﷺ بِالْمُؤْمِنِينَ
رَوْفٌ رَّحِيمٌ ہیں۔

معلوم ہوا ہے کہ انبیاء کرام مِّن دُونِ
اللہ اور حزبِ اللہ ہُمُ الْغَالِبُونَ
کے فرمان سے اولیاء اللہ بھی

صفات من دون الله

صفات عباد الله

[illegible]

نساء { ۵۰ } بِشَرِّ الْمُنْفِقِينَ
بَانَ لَهُمْ عَذَابُ الْيَمَانِ الَّذِينَ
يَتَّخِذُونَ الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ
مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ اِنْ
مُنَافِقُونَ كُوْعَذَابِ الْيَمِ كِي خَوْشَجْرِي
دِيَجِي جومومنون كسواا پنامد دگار
بناتے ہیں۔

نساء { ٥ / ٢١ } يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا
لَا تَتَّخِذُوا الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِنْ
دُونِ الْمُؤْمِنِينَ

(۱۹) عَنْكَبُوتِ ۲۰ {مَثَلِ
الَّذِينَ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ
كَمَثَلِ الْعُنْكَبُوتِ مَثَلِ ان لوگوں
کی جنہوں نے مِنْ دُونِ اللَّهِ کو مددگار
یا کارساز پکڑا مثل مکڑی کی ہے۔

صفات من دون اللہ

صفات عباد اللہ

اے ایمان والو! مومنین کے سوا کفار کو اپنے مددگار نہ بناؤ۔ معلوم ہوا کہ مومنین **مِنْ دُونِ اللہ** بھی نہیں اور کمثل العنکبوت بھی نہیں اور کیا رب العزۃ نے معاذ اللہ کمثل العنکبوت کے زمین و آسمان اور ہر شئی تابع کر دی کچھ خیال کرو معلوم ہوا کہ ان کی امداد بغیر کچھ نہیں ملتا۔

(۲۰) **عَنْکَبُوتِ ۲۰** { اِنَّ اللّٰهَ یَعْلَمُ مَا یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ شَیْءٌ }
بے شک اللہ تعالیٰ جانتا ہے جن **مِنْ دُونِ اللہ** کو تم پکارتے ہو وہ کچھ نہیں۔

وَمَا اَرْسَلْنَاکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِیْنَ معلوم ہوا کہ **مِنْ دُونِ اللہ** نہیں **مِنْ شَیْءٍ** کہاں اور رحمة للعالمین کہاں کچھ تو انصاف سے کام لو

(۲۱) **اَعْرَافِ ۸** { اِنَّهُمْ اتَّخَذُوْا الشَّیَاطِیْنَ اَوْلِیَاءَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ }
بیشک انہوں نے بنالیا ہے شیاطین **مِنْ دُونِ اللہ** کو کارساز

اس آیت کریمہ میں رب العزۃ نے **مِنْ دُونِ اللہ** پر شیاطین کا اطلاق فرمایا اور شیطان کو **مِنْ دُونِ اللہ** کہا اور شیاطین سے مسلمان کو۔ خدا کی

پناہ اور شیاطین کا کام ہے۔ اِنْ
 الشَّيَاطِينُ لِيَوْحُونَ اِلَىٰ اَوْلِيَاءِ
 هُمْ اٰپِنے دوستوں کے دلوں میں
 وساوس ڈال کر گمراہ کرنا اور انبیاء
 کرام کا عمل بے ہدایت اِنک
 لَتَهْدِي اِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ
 اور آپ کی اطاعت میں بھی یہی
 فعل ہے اور اولیاء کرام کا اِئِمَّةُ
 يَهْدُوْنَنا بِاَمْرِنا تو اولیاء الشیاطین
 اور شیاطین کے احکام والی آیات کو
 انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ پر چسپاں کرنا
 اور ان جیسا سمجھنے والا وہ ابلیسی
 جماعت کا نمائندہ ہے حزب اللہ
 سے اسے سروکار نہیں۔

شیاطین مِّنْ دُونِ اللہ ثابت
 ہوئے نہ انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ
 فتدبر اور اگر ان کو مِّنْ دُونِ اللہ
 سمجھو گے تو پھر تم مطیع شیطان ہی
 کہلاؤ گے اور امت شیطان
 کہلانے کے حقدار ہو گے امت
 مصطفیٰ ﷺ نہ کہلا سکو گے۔

صفات من دون الله

(۲۲) سُبْحَانَكَ { قُلْ ادْعُوا الَّذِينَ
رَعَمْتُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَا يَمْلِكُونَ
مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمَوَاتِ وَلَا فِي
الْأَرْضِ

فرمادیتے ہیں یا رسول اللہ ﷺ دعا مانگو ان
مِنْ دُونِ اللّٰهِ سے جن کو تم گمان کرتے
ہو نہیں ملکیت رکھتے وہ ایک ذرے کی
نہ آسمانوں میں نہ زمین میں ۔

صفات عباد الله

یہ مِنْ دُونِ اللہ کی بائیسویں صفت
ہے کہ ان کو اللہ نے ایک ذرے کا
مالک نہیں بنایا حالانکہ عباد اللہ کی
شان یہ ہے۔

نساء { ۵/۸ } اَمْ يَحْسُدُونَ
النَّاسَ عَلَى مَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ
فَضْلِهِ فَقَدْ اتَيْنَا آلَ إِبْرَاهِيمَ
الْكِتَابَ الْحَكِيمَةَ وَآتَيْنَاهُمْ
مُلْكًا عَظِيمًا کیا جلتے ہیں لوگ
اس چیز پر جو ان کو اللہ نے اپنے فضل
سے دیا پس تحقیق دی ہم نے ابراہیم
علیہ السلام کی آل کو کتاب اور حکمت
اور دیا ہم نے ان کو ملک عظیم۔
ثابت ہوا کہ انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ
مِنْ دُونِ اللّٰهِ نہیں ہیں۔

مومن $\frac{۲۴}{۷}$ { جَاءَنِي الْبَيْتُ
مِنْ رَبِّي میرے پاس میرے رب
کی طرف سے بیت آئیں۔

(۲۳) فاطرہ $\frac{۲۲}{۵}$ - اُمّ اَتَيْنَهُمْ
کِتَابًا فَهُمْ عَلَى بَيِّنَةٍ مِنْهُ

صفات من دون الله

کیا من دُونِ الله کو ہم نے کوئی کتاب دی ہے تو وہ اللہ کی طرف سے مینہ پر ہیں۔

صفات عباد الله

اِنَّا اَنْزَلْنَا اِلَيْكَ الْكِتَابَ ہم نے آپ کی طرف کتبِ اماری معلوم ہوا کہ نبی ﷺ پر کتابِ اماری گئی تو من دونِ الله نہ ہوئے کیونکہ من دونِ الله کے کذب کی اور من دونِ الله ہونے کی بڑی علامت یہ ہے کہ ان کے پاس کوئی خدائی کتاب نہیں جیسا کہ مرزا غلام احمد قادیانی

اگرید غون کے معنی صرف پکارنا ہی لئے جادینگے تو بڑی خرابی لازم آئیگی جس کو تم پکارو گے ماسوائے اللہ تو وہ باطل ثابت ہوگا اور اگر من دُونِ الله س مراد اگر بت نہ لئے جاویں بلکہ انبیاء و اولیاء کو شامل کیا جاوے تو معاذ اللہ ذاتِ اولیاء و انبیاء اللہ بموجب ان دونوں آیات کے باطل ثابت ہوں گے حالانکہ باطل آ جاوے تو اس پر اللہ تعالیٰ حق کو پھینکتے ہیں تو وہ حق باطل کو تباہ کر دیتا ہے اور حق کو اللہ تعالیٰ ثابت و

(۲۴) لقمان $\frac{۲۱}{۴}$ { ذالک بان

الله هو الحق وان ما يدعون من دونه الباطل

یہ بہ سبب اس کے کہ اللہ تعالیٰ وہ حق ہے اور جس من دُونِ الله کی وہ عبادت کرتے ہیں وہ باطل ہے۔

ج $\frac{۱۷}{۸}$ { ذالک بان الله هو الحق وانما يدعون من دونه هو الباطل

یہ بہ سبب اس کے کہ اللہ تعالیٰ وہ حق ہے اور جس ذالک بان الله هو الحق وانما يدعون من دونه

صفات من دون الله

الْبَاطِلُ کی وہ عبادت کرتے ہیں وہی باطل ہے۔

دعا بمعنی اگر یہاں پکارنا ہی لیا جاوے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جن کو یہ پکارتے ہیں وہ باطل ہے تو معاذ اللہ انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ باطل ثابت ہونگے حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

انبیاء $\frac{1}{3}$ {يَلْ نَقْذِفَ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُهُ فَإِذَا هُوَ زَاهِقٌ}

بلکہ پھینکتے ہیں ہم حق کو باطل پر تو وہ اس کا بھیجا نکال دیتا ہے۔ تو وہ اس وقت مٹ جاتا ہے۔

انفال $\frac{9}{1}$ {لِيَحِقَّ الْحَقُّ وَيُبْطَلَ الْبَاطِلُ}

تا کہ ثابت رکھے اللہ تعالیٰ حق کو اور تباہ کرے باطل کو۔

صفات عباد الله

غالب رکھتے ہیں اور باطل کو مٹا دیتے ہیں تو میرے خیال میں جب وہابیوں کے نزدیک انبیاء کرام و اولیا کرام $\text{مِنْ دُونِ اللّٰهِ}$ اور باطل ٹھہرے تو بت اور کفار کو تو ضرور حق سمجھتے ہوں گے اور اسی لئے کفر کا ساتھ دیتے ہیں اور حزب اللہ کی مخالفت کرتے ہیں۔ حالانکہ رب العزّة کا ارشاد ہے۔

هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ۔
اللہ نے اپنے رسول ﷺ کو ہدایت اور دین حق دے کر اسی لئے بھیجا ہے تا کہ تمام ادیان پر غالب کر دیں خواہ کفار کیوں نہ چلائیں۔

اور پھر فرمایا لَا غَلِبَنَّ أَنَا وَرُسُلِي ضرور میں غالب رہوں گا۔ اور میرے تمام رسول اور حزب اللہ $\text{هُمُ الْغَالِبُونَ}$ کا حکم تو اولیاء اللہ کو

صفات من دون الله

نحل {۱۴/۱۰} اَمَّا الْبَاطِلُ يُؤْمِنُونَ
وَبِنِعْمَةِ اللَّهِ هُمْ يَكْفُرُونَ
وَيَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ
کیا پس باطل کے ساتھ ایمان لاتے
ہیں اور اللہ کی نعمت کے ساتھ وہ انکار
کرتے ہیں اور مِّنْ دُونِ اللَّهِ کی
عبادت کرتے ہیں۔

محمد {۲۶/۱} ذَالِكِ بِأَنَّ الَّذِينَ
كَفَرُوا اتَّبَعُوا الْبَاطِلَ
یہ بایں طور کہ جن لوگوں نے کفر کیا وہ
باطل کی تابعداری کرتے ہیں۔

صفات عباد الله

مل چکا ہے ثابت ہوا کہ یہ تمام مِّنْ
دُونِ اللَّهِ نہیں ورنہ ان کو اللہ غلبہ نہ
عطا کرتے بلکہ مٹا دیتے جیسا کہ تم
نے سمجھا ہے پھر اگر انبیاء کرام مِّنْ
دُونِ اللَّهِ ہیں تو تم باطل کا کلمہ پڑھتے
ہو باطل کی اطاعت کرتے ہو باطل
کا کلمہ پڑھتے ہو باطل کی امت

ہو معاذ اللہ تم معاذ اللہ باطل کے
ساتھ ایمان لائے اور نعمت اللہ یعنی
رسل کو مِّنْ دُونِ اللَّهِ کہہ کر رسالت کا
صاف انکار ہے معلوم ہوا اولیاء اللہ
و رسل مِّنْ دُونِ اللَّهِ نہیں اِنْ كُنْتُمْ
حُبُّونَ اللَّهِ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ
نساء {۵/۸} يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا
أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ
وَأُولَى الْأَمْرِ مِنْكُمْ

اس ایۃ کریمہ سابقہ میں ثابت کیا گیا
کہ اگر تم محبوب خدا بننا چاہتے ہو تو
فرما دیجئے یا رسول اللہ ﷺ میری
غلامی کرو اور دوسری میں یہ ثابت فرمایا

صفات من دون اللہ

صفات عباد اللہ

کہ اگر تم سے اولوالامر ہوں اگر یہ
سب باطل ہوتے تو ان کی اطاعت
کا حکم نہ ہوتا اگر ان کی اطاعت کا حکم
ہے تو باطل نہ ہوئے جب باطل
ثابت نہ ہوئے تو ثابت ہوا کہ تمام
اہل اللہ من دون اللہ نہیں۔

نساء {۵/۱۱} من یطع الرسول
فقد اطاع اللہ مومن تولى فدا
ارسلناک علیہم حفیظا جو
شخص تابعدارى کرے گا۔

رسول اللہ ﷺ کی پس تحقیق اس نے
اللہ کی اطاعت کی اور جس نے منہ
پھرا تو ہم نے آپ کو ان پر چوکیدار
بنا کر نہیں بھیجا۔

(۲۵) انبیاء {۱۷/۱} اِنَّكُمْ
وَمَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ حَصَبُ
جَهَنَّمَ اَنْتُمْ لَهَا وَاِرْ دُونَ لَوْ كَانَ
الْهَآءُ مَّا وَّرَدُوْهَا وَاَكُلُ فِيْهَا
خٰلِدُوْنَ لَهُمْ فِيْهَا ذٰفِرُوْهُمْ
فِيْهَا لَا يَسْمَعُوْنَ .

بلا شک تم (کفار) اور جن من دُونِ
اللہ کی تم عبادت کرتے ہو جہنم کا ایندھن
ہیں تم تمام اس جہنم کو داخل ہونے والے
ہو اگر معبود ہوتے جہنم میں داخل نہ
ہوتے اور تمام اس میں ہمیشہ رہیں گے
اس جہنم میں (دوزخیوں کا) شور ہوگا اور
وہ اس میں کچھ نہ سنیں گے۔

جب یہ آیت نازل ہوئی تو ابن زبیری سہمی نے نبی ﷺ سے مخاصمہ کیا کہ تو نے کہا ہے اِنکُمْ وَمَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ حَصْبُ جَهَنَّمَ تو نبی ﷺ نے فرمایا ہاں تو ابن زبیری یہودی نے کہا کہ کیا یہود عزیز علیہ السلام کی عبادت نہیں کرتے تمہارے اس قانون سے یہ انبیاء و ملائکہ بھی جہنمی ثابت ہوئے تو نبی ﷺ نے فرمایا کہ بَلْ يَعْبُدُونَ الشَّيْطَانَ وَهَٰٓؤُلَاءِ اَعْدَاءُ اللَّهِ عَدُوٌّ لِّكَ وَهَٰؤُلَاءِ عَدُوٌّ لِّكَ عِبَادَتُهُمْ تَكْفِيرٌ بلکہ شیطان کی عبادت کرتے ہیں ملاحظہ ہو۔

خازن {۳۶۶} تو اللہ تعالیٰ نے اس کے رد میں آیت نازل فرمائی۔ اِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰى اُولٰٓئِكَ عَنْهَا مُنْعَدُونَ اور بے شک جن کے لئے ہماری طرف سے نیکی مقدّر ہو چکی یہی وہ اس سے دور کئے جاویں گے۔

تو ثابت ہوا کہ انبیاء اللہ کو من دون اللہ سمجھے والا پہلا زبیری یہودی تھا۔ جو وہابیوں کا اس امر میں پیشوا ہے تو جو انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ کو من دون اللہ سمجھتے ہیں وہ یہودیوں میں شامل ہیں اور انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ کے ماننے والے اور ان کی اتباع کرنے والے ان کی پرستش میں شامل نہیں ہو سکتے پرستش وہی لوگ کرتے ہیں جو ان کے مجسمے وغیرہ بنا کر اپنے معبد خانوں میں رکھتے ہیں ورخداوند کو چھوڑ کر ان بتوں کی پوجا کرتے اور حقیقتاً وہ بھی ان انبیاء علیہم السلام کی پوجا نہیں کہلا سکتی اگر کہلا سکتی تو نبی ﷺ فرما دیتے کہ واقعی وہ ان کی پوجا کرتے ہیں بلکہ آپ نے جواب دیا کہ وہ انبیاء اور ملائکہ کی پوجا نہیں کرتے۔ وہ شیطان کی عبادت کرتے ہیں۔ جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے بھی فرمایا کہ اِنَّهُمْ اتَّخَذُوا الشَّيَاطِیْنَ اَوْلِیَاءَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ جیسا کہ اس کا بیان گزر چکا تو معلوم ہوا کہ کفار کا انبیاء و صالحین کے صورت کی پرستش کرنا شیاطین کی ہے ان کی پرستش نہیں مِنْ دُونِ اللّٰهِ سے مراد یابت ہیں یا شیاطین اور یہی جہنم کا ایندھن ہونگے۔ اولیاء اللہ یا انبیاء اللہ کی شان میں مِنْ دُونِ اللّٰهِ کا خطاب دنیا اور ان کے مطیعین کو ان کے عابدین کہنا ایمان سے خارج ہونا ہے۔

الحاصل جس مقام پر توحید الہی کے مقابلہ میں مِنْ دُونِ اللہ کی تذلیل مقصود ہو تو وہاں دو صورتیں ہوں گی (۱) عابد کی تذلیل (۲) معبود جعلی کی تذلیل۔ اگر معبود جعلی کی تذلیل مذکور ہو تو مِنْ دُونِ اللہ سے بت یا شیطان مراد ہوں گے اور ان کے عابدین پر فتویٰ کفر و شرک مذکور ہوگا اور ان سے استغاثہ ان کو پکارنا ان کے سامنے ادب سے بیٹھنا مذکور ہوگا ان کی طرف محبت کی نگاہ سے دیکھنا ان کی طرف چل کر برائے زیارت جانا ان کو اچھا سمجھنا یہ سب مِنْ دُونِ اللہ اور باطل ہوگا اور یہ تمام ان کی عبادت متصور ہوگی اور ان کی صفات مذکورہ بالا ۲۵ آیات میں مختصراً عرض ہو چکیں اور ان کے پکارنے والے بھی عابدین شمار کئے جاویں گے اور وہ بھی مِنْ دُونِ اللہ ہوں گے اور اگر پہلی صورت ہو یعنی عابد کی تذلیل مذکور ہو تو اس سے یہ ثابت ہوگا کہ اس کے معبود میں کوئی خاصیت ہے جس کی وجہ سے اس کو ترک کیا گیا ہے تو یا وہ انبیاء کرام معصومین یا ملائکہ وغیرہم ہونگے تو اس مقام پر عابدین مِنْ دُونِ اللہ ہونگے اور ان کا فعل اتخاذ یعنی ان کا عبادت کرنا مِنْ دُونِ اللہ ہوگا انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ یا ملائکہ اللہ مِنْ دُونِ اللہ نہ ہونگے اور نہ ان کو تمام قرآن کریم میں کہیں مِنْ دُونِ اللہ کہا گیا اور انکو پکارنا استغاثہ کرنا ان کی تعظیم کرنا ان کی قبور پر جانا اور ان سے فیض حاصل کرنا ان کا وسیلہ لینا وصول الی اللہ ہوگا معیت الہیہ حاصل ہوگی مِنْ دُونِ اللہ نہ ہوں گے۔

مِنْ دُونِ اللہ کو قرآن کریم میں بہت معافی سے رب العزت نے استعمال فرمایا ہے۔ مثلاً

(۱) اعراف $\frac{۸}{۳۴}$ { اِنَّهُمْ اتَّخَذُوْا

مِنْ دُونِ اللہ

شیطن ہیں

الشَّيَاطِيْنَ اَوْلِيَاءَ

مِنْ دُونِ اللہ

(۲) عنکبوت $\frac{۲۰}{۳۴}$ { اِنَّمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُونِ اللہ اَوْثَانًا

مِنْ دُونِ اللَّهِ بِتِ هِيَ يَهَا إِلَهَا مَحْذُوفٌ هِيَ۔

اور کوئی بات نہیں تم عبادت کرتے ہو مِنْ دُونِ اللَّهِ کی جو بت ہیں۔

عَنْكَبُوتِ ۲۰ { اِنَّمَا اتَّخَذْتُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ اَوْثَانًا اور کوئی بات نہیں بتایا تم نے

مِنْ دُونِ اللَّهِ کو معبود (جو بت ہیں)

(۳) یُسُ ۲۳ { وَاتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ اِلٰهَةً اور بتایا انہوں نے مِنْ دُونِ

اللہ کو معبود۔

کفار کا فعل اتخاذ مِنْ دُونِ اللَّهِ ہے۔

(۴) شُورٰی ۲۵ { وَمَا كَانَ لَهُمْ مِنْ اَوْلِيَاءٍ يَنْصُرُوْنَهُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ

مِنْ دُونِ اللَّهِ بمعنی ماسوی اللہ

اور نہیں ہے کفار کا کوئی مددگار جو ان کی

مدد کرے ماسوی اللہ کے۔

(۵) جن ۲۹ { وَاَنَا مِنَ الصّٰلِحِيْنَ وَمِنَّا دُوْنُ ذٰلِكَ

اور بے شک ہم سے بعض نیک ہیں اور بعض ہم سے برے ہیں۔

یہاں دُوْنُ کے معنی برے لئے گئے ہیں۔

مَرِيْمَ ۱۶ { فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُونِهِمْ حِجَابًا۔ پس بتایا مریم علیہا السلام نے ورے

ان کے پردہ۔

(۶) قَصَصِ ۲۰ { وَوَجَدَ مِنْ دُونِهِمْ امْرَأَتَيْنِ تَزَوَّدَانِ

اور پائیں موسیٰ علیہ السلام نے ورے ان کے دو عورتیں بکریاں بٹاتی ہوئیں۔

مِنْ دُونِ بمعنی ورے

فتح ۲۶ { فَجَعَلَ مِنْ دُونِ ذَٰلِكَ فَتْحًا قَرِيبًا

پس کر دی اللہ نے ورے اس کے فتح قریب

کہف ۱۶ { حَتَّىٰ إِذَا بَلَغَ مَطْلِعَ الشَّمْسِ وَجْدهَا تَطْلُعُ عَلَىٰ قَوْمٍ لَّمْ

نَجْعَلْ لَهُمْ مِنْ دُونِهَا سِتْرًا حتی کہ جب پہنچے ذوالقرنین مطلع شمس تک پایا اس کو ایسی قوم پر طلوع کرتا ہے جو نہیں بنایا ہم نے ان کے لئے ورے ان کے کوئی پردا۔

(۷) نساء ۵۴ { يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِ

المومنین . اے ایمان والو کفار کو مددگار نہ

بناؤ (کیونکہ وہ) ایمان والوں کے مِنْ دُونِ ہیں۔

(۸) اَفْكَا إِلَهَةً دُونِ اللَّهِ تُرِيدُونَ غَيْرَ اللَّهِ مِنْ دُونِ بِمَعْنَى مُخَالَفِ

کے جھوٹے معبودوں کا ارادہ رکھتے دُونِ اللَّهِ بِمَعْنَى غَيْرِ اللَّهِ

ہو تم اور بھی مِنْ دُونِ اللَّهِ کئی معنوں میں مستعمل ہوتا ہے تم وہابی بیچارے

ایک غیر کے معنی جانتے ہو اور مع کے معنی نہیں جانتے جس جگہ مِنْ دُونِ آیا غیر کے

معنی کر لئے معنی دوست ہوں یا متقدمین و متاخرین سے نہ مشورہ لیا کہ تیرہ سو سال سے

اس ایۃ کے کیا معنی مسلمان کرتے آئے ہم ان کے برخلاف کیوں چلیں خداوند تمہیں

ہدایت دے۔ یاد رکھو آج سے انبیاء اللہ علیہم السلام اور اولیاء اللہ کو مِنْ دُونِ اللَّهِ کہنا

چھوڑ دو اور توبہ کرو کہ خداوند ہمیں بھی ان کے زمرہ میں شامل فرما دے۔ ہمیں مِنْ

دُونِ اللَّهِ کے زمرہ میں نہ رکھے اور نہ مارے اور یہی ہمیں سبق ملا ہے

کہ تَوْفَنَامَعَ الْإِبْرَارِ کی دعا خدا سے مانگو تا کہ خداوند ہر دم ابرار و صالحین کی معیت عطا

فرما دے تا کہ ان کی طفیل خداوند بھی ہمارا ساتھی بن جاوے جیسا کہ ارشاد الہی ہے۔

بقرہ ۱۴۱} {وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّادِقِينَ اور جانو کہ اللہ تعالیٰ متقین کے ساتھ ہے۔

بقرہ ۱۴۲} {وَاللَّهُ مَعَ الصَّابِرِينَ اور اللہ تعالیٰ صبرین کے ساتھ ہے۔

انفال ۹} {وَإِنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُؤْمِنِينَ اور بے شک اللہ تعالیٰ مومنین کے ساتھ ہے

نحل ۱۴۱} {إِنَّ اللَّهَ مَعَ الَّذِينَ اتَّقَوْا وَالَّذِينَ هُمْ مُحْسِنُونَ بے شک اللہ تعالیٰ

متقین کے ساتھ ہے اور جو نیکی کرنے والے ہیں مِنْ دُونِ اللَّهِ کا اطلاق تمام قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے کسی جگہ مومن پر نہیں کیا چہ جائیکہ معاذ اللہ انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ اور ملائکہ اللہ پر کیا جاوے کچھ خدا کا خوف کرو اور انبیاء اللہ اور ولی اللہ کو غیر اللہ نہ سمجھو ورنہ منکرین میں لکھے جاؤ گے۔ پھر بھی تمہاری تسلی نہیں ہوئی اِنَّمَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِهِ اَوْثَانًا اور کوئی بات نہیں عبادت کرتے ہو تم مِنْ دُونِ اللَّهِ کی جوبت ہیں اب تو قرآن کریم سے مِنْ دُونِ اللَّهِ کے معنی بت ثابت ہو گئے اب تو ایمان درست کر لو اور سینئے۔

تفسیر نسفی ۱۸۵} {مِنْ دُونِ اللَّهِ} (الْهَةُ بَاطِلَةٌ مِنْ دُونِ اللَّهِ باطلہ معبودوں کو

کہتے ہیں معبود باطلہ کا مصداق انبیاء اللہ و اولیاء اللہ نہیں بن سکتے ہر صورت بت یا شیاطین کو ہی مِنْ دُونِ اللَّهِ کہا جاوے گا اور ہمارا ایمان بھی یہی تقاضا کرتا ہے ہماری تو قرآن کریم اور تفاسیر اہل سنت پر تسلی ہے تم ایمان لاؤ یا نہ۔

”وہابی“ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ

ذَالِكَ لِمَنْ يَشَاءُ وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ افْتَرٰى اِثْمًا عَظِيْمًا اور دوسری جگہ پر فرمایا فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا بَعِيْدًا

بے شک اللہ نہیں بخشتا یہ کہ شرک کیا جاوے اس کے ساتھ اور بخشتا ہے اس

کے سوا جس کو چاہتا ہے اور جو شخص اللہ کے ساتھ شرک کرتا ہے پس تحقیق باندھا اس

نے گناہ بڑا اور دوسری جگہ ہے پس تحقیق گمراہ ہوا گمراہ ہونا دور کا۔

اس آیت سے ثابت ہوا کہ تم لوگ پیروں پیغمبروں کو پوجنے والے مشرک ہو تمہاری کوئی بخشش نہیں تم گمراہ لوگ ہو۔

”محمد عمر“ پہلے تمہارا یہ بہتان ہے کہ ہم پیروں پیغمبروں کی پوجا کرتے ہیں۔ یہ سراسر جھوٹ ہے لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْكَافِرِينَ آؤ پہلے پوجا کی تشریح کر لیں پوجا عربی میں عبادۃ کو کہتے ہیں۔ اور عبادۃ کے معنی عربی زبان میں ملاحظہ ہوں۔

(۱) مصباح المیز ۵۹۳ { عبادت اللہ اعبدہ عبادۃ وہی الانقیاد و

الخصوع (۲) صراح ۱۳۷: العبودیۃ اصلہا الخضوع والذل

وعبد فیما یقال خدم الطاغوت (۳) قاموس ۱۱۱/۳ ال عبد الانسان حر کان

او دقیقاً والعبدیۃ والعبودیۃ والصبرۃ و العبادۃ الطاعة (۴) المنجد ۵۰۲

عَبْدٌ عِبَادَةٌ وَعُبودَةٌ وَعُبودیَّةٌ وَمَعْبُدًا وَمَعْبَدَةٌ اللَّهُ وَحَدَهُ وَخَدْمَهُ وَخَضَعَ

وَذَلٌّ وَطَاءٌ لَهُ (۵) مجمع البحار ۳۴۱ العبادۃ الطاعة اقوال المفسرین

(۱) تفسیر جلالین ۴ { اُعْبُدُوا وَحَدُوا (۲) تفسیر نسفی ۱/۴ العبادۃ وہی اقصى

غایۃ الخصوع والتذل (۳) تفسیر بیضاوی ۱/۸ والعبادۃ اقصى غایۃ

الخصوع والتذل (۴) تفسیر خازن ۱/۹ والعبادۃ اقصى غایۃ الخضوع

والتذل وسمى العبد عبد الذاتہ وانقیادہ وقيل العبادۃ عبادۃ عن الفعل

الذى یؤدی به الفرض لتعظیم اللہ تعالیٰ وَلَا تُسْتَعْمَلُ الْعِبَادَةُ إِلَّا فِي

الخصوع لله تعالى لانه مولى اعظم النعم

(۵) تفسیر کبیر ۱/۴ { فاعلم ان العبادۃ عن الامتیان بالفعل المامور به

على سبيل التعظیم ملا دض.

تفسیر کبیر ۱/۱۸۹ { اِنَّ الْعِبَادَةَ عِبَادَةٌ عِبَارَةٌ عَنْ نِهَايَةِ التَّعْظِيمِ وَهِيَ لَا تَلِيْقُ

الْاِبْنِ صَدْرُ عَنْهُ غَايَةُ الْاِنْعَامِ

ان تمام مذکورہ بالا عبارات سے ثابت ہوا کہ عبادۃ نہایت عاجزی اور تعظیم اور ذلیل ہونا اور اطاعت کو کہتے ہیں تو سب سے زیادہ تذلل اور خضوع سجدہ سے زیادہ اور کوئی نہیں لہذا تمام اہل سنت و جماعت سوائے اللہ کے دوسرے انسان کو سجدہ کرنا گناہ کبیرہ کا مرتکب سمجھتے ہیں اور بت وغیرہ کو سجدہ کرنا کفر ہے۔

فتویٰ عالمگیری ۲/۴۷۹ { اِذَا سَجَدَ لِنَاسٍ سَجْدَةٌ تَحِيَّةٌ لَا يَكْفُرُ كَذَافِي

السَّرَاجِيَةِ جب کسی نے انسان کو تعظیمی سجدہ کیا تو کافر نہیں ہوتا اور سجدہ عبادۃ انسان کو بھی ہر طرح کفر ہے تو ہم پیران عظام اولیاء اللہ و انبیاء علیہم السلام کو اور نہ ان کی قبور کو سجدہ کرتے ہیں ان کی قبروں کو قبریں سمجھتے ہیں ان کے مجسمے کسی اہل سنت و جماعت نے کبھی نہ بنائے اور نہ ان کے مجسموں کی تعظیم کی پھر بھی وہابیہ کافر یا مشرک کہیں تو سوائے اس کے کہ ان کا کفر و شرک مطابق حدیث پاک ان پر لوٹتا ہے اور اگر ولی اللہ کو ولی سمجھنا اور نبی اللہ کو نبی سمجھنا ہی شرک ہے تو شرک وہابیہ ہے شرک خداوندی نہیں کیونکہ ارشاد الہی ہے۔

نساء ۵۱ { مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ } جو رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کرتا

ہے تو وہ اللہ کا مطیع ہو سکتا ہے تو معلوم ہوا کہ شرک سے بچ کر تو حید پرست تب بن سکتا ہے جب مصطفیٰ ﷺ کی پہلے غلامی کرے کیونکہ ارشاد الہی ہے۔

نساء ۵۹ { وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُولٍ إِلَّا لِيُطَاعَ بِإِذْنِ اللَّهِ } اور نہیں بھیجا ہم نے کسی

رسول کو مگر تاکہ اطاعت کیا جاوے اللہ کے اذن کے ساتھ یعنی اللہ کی طرف سے تمہیں اذن دیا گیا ہے کہ تم رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کرو ثابت ہو کہ بغیر رسالت تو حید کا پتہ نہیں لگ سکتا اور تمہیں اتنا تو حید کا دعویٰ ہے یاد رکھو محض اپنی تو حید کے دعویٰ سے تم

بخشش حاصل نہیں کر سکتے کیونکہ رب العزت نے اسی پیش کردہ آیت کریمہ میں آگے قید لگائی ہے۔ وَيَغْفِرُ مَا ذُوقَ ذَالِكَ لِمَنْ يَشَاءُ بخشیگا مادون ذالک یعنی مادون شرک بھی جس کو چاہے گا۔ بخشیگا اور مادون شرک کیا ہے؟ تو حید تو فرمان الہی موحّد کو بھی جسے چاہے گا بخشے گا موحّد کی بخشش بھی حتمی نہ ہوئی معلوم ہوتا ہے کہ کوئی اور سبب بھی ہے کہ جس کے بغیر بخشش حتمی نہیں اور وہ دربار رسالت ہے۔

نساء ۵۹ { وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاؤُكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا رَحِيمًا

اور اگر وہ لوگ اپنے نفسوں پر ظلم کر لیں آپ کے دربار میں حاضر ہو جائیں تو اللہ سے بخشش مانگیں اور ان کے لئے رسول اللہ ﷺ بھی بخشش مانگیں تو اللہ کو بڑا توبہ قبول کرنے والا بڑا رحم کرنے والا پائیں گے (یعنی پھر عتاب کی گنجائش ہی نہیں دیتی۔ بخشش کا سرٹیفکیٹ اس ثواب اور رحیم سے مل جاتا ہے۔ ثابت ہوا کہ بخشش حتمی کا طلبگار سفارش مصطفائی کے بغیر کامیاب نہیں ہو سکتا جب پہلے بخشش ہی بغیر رسالت نہیں تو تو حید تک رسائی کہاں تو حید کا صحیح سمجھنا رسالت پر موقوف اور رسالت کا سمجھنا ولایت پر موقوف بغیر اس کے کوئی صورت ابلاغ نہیں جیسا کہ ارشاد الہی ہے۔

نساء ۵۷ { وَمَنْ يَشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ ۚ وَسَاءَتْ مَصِيرًا اور جو شخص مخالفت کرے گا رسول اللہ ﷺ کی بعد اس کے کہ ظاہر ہو گئی اس کی ہدایت اور اتباع کرتا ہے مومنین کے رستے کے سوا پھیر۔ تے ہیں ہم اس کو جدھر پھرا وہ اور ہم اس کو جہنم میں داخل کریں گے۔ اور وہ بری ہے جائے۔ رہائش۔

سناؤ وہابیو تم تو انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ کے ماننے والوں پر شرک کے فتوے لگاتے ہو اور مَنْ ذُوْنِ اللّٰہ کہتے ہو خداوند کریم نے تو تمہیں وہابیت کی طرف جانے

والوں کو رسالت کی طرف پھیرنا ہی نہیں بلکہ پیچھے سے دھکیلتا ہے کہ اگر میرے محبوب ﷺ کے دربار اور اولیاء کرام کے راستے کو چھوڑ کر نکلتے ہو تو جاؤ نکل جاؤ ہم نے تمہارے لئے جہنم تیار کر رکھا ہے معلوم ہوا کہ جب تک اولیاء اللہ کا دامن نہ تھا ماجائے اور ان کا رستہ نہ اختیار کیا جاوے تو رسالت تک نہیں پہنچ سکتے اور رسالت اور ولایت کی مخالفت کرنے والا اور ان کے متعین پر شرک کے فتوے لگانے والے کے واسطے جہنم کی مہمانی تیار ہے اور پھر دوبارہ اسی واسطے اسی آیت کریمہ کے آگے اِنَّ اللہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہِ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ اِذْ لَکَ کو پھر دہرایا تا کہ ان میں بھی کوئی غلو کر کے معبود نہ سمجھنے لگ جاویں جیسا کہ پہلی امتوں نے سمجھا پہلے رسالت و ولایت اور ان کے متعین مخالفوں کو ڈانٹا اور ان کی اطاعت کی طرف ترغیب دلائی تا کہ کہیں ان کو نہ چھوڑیں میرے ماننے والے ان کے راستہ سے مجھ تک پہنچ جاویں اور آگے رسل اور اولیاء اللہ کو معبود سمجھنے والوں کو دھمکا دیا کہ ایسا نہ ہو کہ یہ لوگ کہیں یہود و نصاریٰ کی طرح اپنا معبود نہ سمجھ بیٹھیں اور ثابت ہوا کہ اولیاء اللہ اور انبیاء اللہ کی مخالفت جہنم میں لیجاو گی ایسے شخص کا خداوند کو واحد سمجھنا کافی نہ رہا اور نہ وہ عذاب الہی سے بچ سکا پھر فرمایا۔ وَمَنْ یَّغْصِ اللّٰہُ وَرَسُوْلَہٗ فَاِنَّ لَہٗ نَارَ جَہَنَّمَ خَالِدًا فِیْہَا اَبَدًا اور جو شخص نافرمانی کرے گا اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی تو اس کے واسطے ہے آگ دوزخ کی اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

تو ثابت ہوا کہ بغیر توحید بھی مسلمان نہیں اور بغیر رسالت بھی مومن نہیں بغیر رسالت ایمان دار نہیں ہوتا تو بغیر ولایت پہنچ نہیں سکتا ہمارا کام کہہ دنیا ہے یا رو۔ تم آگے چاہے مانو یا نہ مانو۔

”وہابی“ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ اِتَّخَذُوْا اَحْبَارَہُمْ وَرُہْبَانَہُمْ اَرْبَابًا مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ وَالْمَسِیْحِ (ابن مریم و مَا اُمِرُوْا اِلَّا لِیَعْبُدُوْا اللّٰہَ الْہَا وَاحِدًا لَا اِلٰہَ

إِلَّا هُوَ يُسَبِّحُهُ عَمَّا يُشْرِكُونَ

نصاری نے اپنے عالموں اور پیروں کو اللہ کے سوارب بنائے اور مسیح بن مریم کو بھی حالانکہ نہیں حکم کئے گئے وہ مگر تاکہ وہ اللہ کی عبادت کریں جو معبود ایک ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ پاک ہے جس سے وہ شریک بناتے ہیں۔ یہی حال تمہارا ہے کہ تم نے اپنے پیروں کو رب بنایا ہوا ہے نبیوں کو رب بنایا ہوا ہے۔ کچھ خدا کا خوف کرو خدا کو کیا جواب دو گے۔

”محمد عمر“ خداوند تمہیں ہدایت دے تم وہابی انبیاء علیہم اور اولیائے کرام کے خبر نہیں کیوں اتنے دشمن بن چکے ہو ہم تمہاری اگر طرح ان کی گستاخیاں کریں تو اس کا نام اطاعت ہے؟ فقیر نے کئی بار کہا ہے ہم انبیاء علیہم السلام کو نبی اللہ علیہ السلام ہونے سے زیادہ درجہ معبود ہونے کا نہیں دیتے اگر اسی کا نام پیر یا رسل پرستی ہے تو تم عورت پرست کیونکہ عورت کے بڑے خواہشمند ہو رزق پرست کیونکہ پیسوں کے پیچھے مارے مارے پھرتے ہو دنیا پرست کیونکہ دنیا کے پیچھے دھکے کھاتے پھرتے ہو تو وہابی طفل پرست کیونکہ جتنی خواہش لڑکوں کی رکھتے ہو اتنی خدا کی نہیں رکھتے نہیں برا نہ منانا تم کو خواہشات انسانیہ بہت ہیں ہم احناف چونکہ مال سے زیادہ حوس پیران طریقت کی رکھتے ہیں یہ پیر پرستی نہیں بلکہ یہ محض خداوند کو ملنے کی خاطر ہے زیادہ محبت دن رات مصطفیٰ ﷺ سے رکھتے ہیں وہابیوں کے طعنے برداشت کرتے ہیں لیکن پھر بھی درود شریف کا ناغہ نہیں کرتے آپ کا میلاد شریف منا کر بدعتی کہلاتے ہیں۔ لیکن اجتماع میلاد شریف پر قربان ہوتے ہیں۔ مشرک ہونے کے فتوے تم سے سہتے ہیں لیکن روضہ اطہر کی محبت و سفر پاک کو ترک نہیں کرتے۔ یہ محض محبت الہی کی وجہ ہے خداوند اپنے محبوب ﷺ کو ساری دنیا سے زیادہ محبت نہ کرتے ہم بھی توجہ نہ دیتے خداوند ہمیں اپنے محبوب ﷺ کا رستہ نہ دکھاتے ہم نہ دیکھتے کفار کی مانند ہم یہ نہیں کہتے

کہ اگر ہم ناحق پر ہیں تو خداوند ہمیں روک لے یہ بات غلط ہے ہم گنہگار ہیں سب مخلوق سے زیادہ گنہگار۔ کہتے ہیں باوجود اس کے ہم پھر اس امر کے طلبگار ہیں کہ اے خدا ہمیں اپنے پیارے محبوب ﷺ کی محبت اور ان کے کاروبار میں ہی مشغول رکھ وہ کام ہم سے کرو اتار ہو جو تیرے پیارے معراج والے کے متعلق ہو لوگ ہمیں خواہ کتنا ہی مطعون کیوں نہ کریں تیرے محبوب ﷺ کا ہی طعنہ ہے چوری کا نہیں بد معاشی کا نہیں بت پرستی کا نہیں حسن پرستی کا نہیں رزق پرستی کا نہیں ایسے ہی ہم اولیائے کرام کے مزارات پر جاتے ہیں تو یا پیرانِ عظام کی تعظیم کرتے ہیں یا سجادہ نشینانِ حضرات کی قدمبوسی کا شرف حاصل کرتے ہیں تو یہ تلاش حق کی خاطر کہ وہاں سے سودا حق ملتا ہے ذکر الہی کا وہاں درس ہوتا ہے۔ وہاں بت خانہ نہیں کہ بتوں کی پوجا ہوتی ہے وہ رب نہیں ہیں رب نما ضرور ہیں دعویٰ نہیں حقیقت ہے آج کی بدعت نہیں مصطفیٰ ﷺ سے ہے نبوت نہیں ولایت ہے لیکن نبوت تک ان کی رسائی ہے کَمَثَلِ الَّذِي يَنْعِقُ بِمَا لَا يَسْمَعُ إِلَّا دُعَاوًا وَنِدَاءً نہیں وہاں منازل طے ہوتے ہیں بے عملے کو دھکیلا جاتا ہے مگر کو مصفیٰ کیا جاتا ہے خالی نہیں پر ہیں بند نہیں تھلکتے ہیں سائل خالی نہیں آتا وَأَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ سے بجگم الہی خالی نہیں پھیرتے تمہارے دلوں میں عیسائیت گھر کر چکی ہے یہودیت شیوہ بن چکی ہے۔ اسی واسطے احبار اور رہبان زبان سے چھوٹا نہیں احبار عیسائیوں کے پادریوں کو کہا جاتا ہے مصطفیٰ ﷺ کی امت کے عالموں کو اللہ تعالیٰ نے احبار کر کے کسی جگہ نہیں پکارا بلکہ آپ کی امت کے علماء کو علماء کے نام سے موسوم فرمایا ہے فرمایا انما يخشى الله من عباده العلماء اللہ کے بندے عالم سے ڈرتے ہیں۔ رب العزّة نے اس امت مغفورہ مرحومہ کے علماء کرام کی خشیت کی تعریف فرمائی ورق پلٹنے والے علماء نہیں قلوب پلٹنے والے علماء مسلمانوں پر کفر کے فتوے جاری کرنے والے مراد نہیں مومنین کے قلوب جاری کرنے والے علماء

ہاں البتہ جن کو احبار کے نام سے تم نوازتے ہو وہ وہابی گرا حبار ہو سکتے ہیں اسلام میں احبار کام رہبان عیسائیوں کے پوپوں کو کہا جاتا امت مصطفیٰ ﷺ کے زہاد کو رب العزت نے اَلَا اِنَّ اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ سے خطاب فرمایا ہے۔ انہیں تمہاری وہابیت کے گورکھ دھندے سے کوئی خوف نہیں اور نہ انہیں عذاب الہی سے ڈر ہے کیونکہ عذاب الہی ان سے ڈرتا ہے کیوں نہ ڈرے ولی اللہ کو جب عذاب کا مالک و لَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ فرماوے تو عذاب کی کیا جرأت ہے ارے تم وہابی جہنم سے خائف ہو کیونکہ اِنَّ جَهَنَّمَ كَانَتْ مِرْصَافًا دَالِطًا غَيْنِ جَهَنَّمَ آکڑنے والوں کی تاک میں لگی ہوئی ہے اور اولیاء اللہ سے جہنم خائف ہے کیونکہ وہ ہجراہی میں رو کر اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُنْفِقِيْنَ کے وصل کو پا چکے ہیں۔ ان کو و لَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ کا پاس مل چکا ہے اب اگر دوزخ ان کی طرف ذرا نگاہ اٹھائے تو ٹھنڈی ہو جائے ارے دوزخی کو جب جنتی بنا دیتے ہیں فقیر کو غنی بنا دیتے ہیں۔ خالی کو بھر دیتے ہیں ان کی شان کو تم بے خبر ملاں کیا جانو یا در کھو اولیاء اللہ کو آج سے ہی رہبانا کا خطاب نہ دینا ان کی شان تھی اِنَّ کَثِيْرًا مِّنَ الْاَحْبَارِ وَ الرُّهْبَانِ لَيَا کُاُوْنَ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ احبار اور رہبان لوگوں کے مال کو باطل کے ساتھ کھاتے ہیں لیکن یہ کسی سے مانگتے نہیں انہیں وہ بن مانگے دیتا ہے لینے جاتے نہیں دینے والے لوگوں کو ان کے پاس خود بھیجتا ہے احبار اور رہبان کی شان آگے ہے یکنیزوْنَ الذَّهَبِ سونا جمع کرتے ہیں ان کے لنگر جاری ہیں سینکڑوں محتاج ہر روز ان کے دربار سے کھانا کھاتے ہیں اس کے مصداق تمہارے اکابرین البتہ ہو سکتے ہیں کیونکہ لوگوں سے ہزاروں روپے چندہ بٹورتے ہیں اور برس کے بعد ڈکارتے ہیں۔ اولیاء اللہ کی شان ہے یَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ پھر اللہ رب العزت نے اپنے دشمنوں کو جواب دیتے ہوئے شک رفع فرما دیا اَتَاخَذُوْا اَحْبَارَهُمْ وَ رُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ

اللہ کہ ان مشرکین نے اپنے پادریوں اور پوپوں کو جو اللہ کو چھوڑ کر اپنا رب بنایا ہے فرمایا کہ ان کے احبار اور رہبان بھی مِنْ دُونِ اللہ ہمیں جو حرام مال کھاتے ہیں اور وہ بھی تمام یکساں نہیں بلکہ دوسری جگہ بعض کی تعریف بھی فرمائی بَانَ مِنْهُمْ تَسْبِیْسٍ وَرُھْبَانًا وَآنْھُمْ لَا یَسْتَکْبِرُونَ بعض ان سے ایسے پادری اور پوپ ہیں جو تکبر نہیں کرتے اور ان کو مِنْ دُونِ اللہ اس واسطے فرمایا کہ لَوْلَا یَنْھُمْ الرَّبَّاءُ یُؤْنِسُوا الْاُخْبَارُ عَنْ قَوْلِهِمْ الْاِثْمَ وَاکْثَلِهِمُ الشَّحْتِ لِبَسِّ مَا کَانُوا یَصْنَعُونَ ان کو رب والے اور پادری ان کو کیوں نہیں روکتے گناہ کی بات سے اور رشوت خوری سے البتہ بہت برا ہے لو وہ کرتے ہیں اور امتِ مصطفیٰ ﷺ سے اہل اللہ کی یہ حالت ہمیکہ ان کے پاس داڑھی والا نہیں بنا سکتے شرابیوں اور زانیوں بد معاشوں چوروں کی طرف ایک دفعہ نگا اٹھا دیں تو صراطِ مستقیم پر لا کر ولی اللہ بنادیں اور تمہاری نسبت تو کیا ہی عرض کروں خفتہ را خفتہ کے کند بیدار والا حال ہے خداوند محفوظ رکھے ایسے ظاہری مفتیوں سے تم اہل اللہ کی بدگوئی چھوڑ دو تمہیں تو ساڑھے تیرہ سو سال گزر چکے لیکن ابھی تک احبار اور رہبان کے خواب بھولتے نہیں اور تم بیچارے اتنے بے خبر ہو کہ یہ خطابات احبار و رہبان اور قسین کے تب تک ہی تھے جب تک ان کو اور ان کے متبعین کو اہل کتاب کا خطاب ہوتا رہا اور جب حجت تام ہو گئی اور وہ کسی بات کو نہ سمجھے تَوَلَّیْکُمْ کُفْرَ الَّذِیْنَ قَالُوا اِنَّ اللہَ ثَالِثٌ ثَلَاثٌ میں سب پر یکساں حکم عائد کر دیا کیونکہ یہ تمام مثلثین تھے اور وہ سب مِنْ دُونِ اللہ ہیں اور مسیح بن مریم چونکہ مِنْ دُونِ اللہ نہ تھے اس واسطے کہ مسیح ابن مریم مِنْ دُونِ اللہ کے بعد فرمایا اگر وہ بھی مِنْ دُونِ اللہ میں شامل ہوتے تو اربابا مِنْ دُونِ ہی کافی تھامِنْ دُونِ اللہ نہ تھے اس واسطے مِنْ دُونِ اللہ کے بعد ذکر کیا اور اس سے مراد بت ہی ہو سکتے ہیں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے انہوں نے گڑھے ہوئے تھے اور یہاں ارباب سے مراد بھی اصطلاحی رب مراد ہے یعنی اللہ

پاک ارباب سے لغوی رب مراد نہیں لیا کیونکہ حقیقی رب جس سے ربوبیت خالقیت مراد ہے اسے لفظ رب سے مدعا نہیں آ سکتا اس رب سے مراد الہ ہے لغوی لفظ رب نہیں اور یہ ربوبیت بمعنی ربولیت بمعنی الوہیت وَلَا يَتَّخِذُ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ میں مراد ہے جو أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا إِيَّاهُ کی تشریح ہے کیونکہ لغہ لفظ رب سوائے خداوند کی ذات کے دوسرے پر آ سکتا ہے جیسا کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا اِنَّهُ رَبِّيْٓ أَحْسَنَ مَثَوَالِيْ اور بے شک وہ میرا رب ہے جس نے بہت اچھی بنائی؟ ان سے میری جگہ پھر فرمایا قَالَ ارْجِعْ اِلٰی رَبِّكَ واپس جا اپنے مالک کی طرف تو کیا انہوں نے ماسوی اللہ پر لفظ رب کا استعمال نہیں فرمایا ایسے ہی اللہ تعالیٰ نے بندے کو اپنے ماں باپ کے متعلق دعائے مانگنے کے لئے فرمایا۔

بنی اسرائیل {۱۵} وَقُلْ رَبِّ اَرْحَمُهُمَا كَمَا رَبَّيْنِيْ صَغِيْرًا اور دعا فرمائیے کہ اے میرے رب رحم فرما ان دونوں پر جیسا کہ پالا انہوں نے مجھ کو بچپن میں۔

ثابت ہوا کہ رب اللہ تعالیٰ کا صفاتی نام ہے حقیقتاً وہی اللہ ہے لیکن مجازاً ماسوی اللہ پر بھی یہ صیغہ بولا جاسکتا ہے۔ چنانچہ حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی یہی فرمایا ہے۔

(۲) غنیۃ الطالبین {۲۹۳} اَعْلَمَ اَنَّ النَّاسَ اِخْتَلَفُوْا فِيْ هَذَا الْاِسْمِ فَقَالَ خَلِيْلُ ابْنُ اَحْمَدَ وَ جَمَاعَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْعَرَبِيَّةِ اَنَّهُ اِسْمٌ مَّوْضُوْعٌ لِلّٰهِ عِزَّوَجَلَّ لَا يُشَارِكُهُ فِيْهِ اَحَدٌ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی هَلْ تَعْلَمُ لَهُ سَمِيًّا يَعْنِيْ اِنْ كُلَّ اِسْمٍ اللّٰهُ تَعَالٰی مُشْتَرِكٌ بَيْنَهُ وَبَيْنَ غَيْرِهِ لَهُ عَلٰی الْحَقِيْقَةِ وَلَغَيْرِهِ عَلٰی الْمَجَازِ اِلَّا هَذَا الْاِسْمُ فَانَّهُ مُخْتَصٌّ بِهِ

اس بات کو سمجھ لے کہ لوگوں نے اسم اللہ میں اختلاف کیا ہے پس خلیل بن احمد نے اور عربوں کی ایک جماعت نے کہا ہے کہ وہ اللہ اسم ہے جو اللہ عزوجل کے

واسطے ہی موضوع ہے اس میں اللہ کے ساتھ کوئی شریک نہیں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اللہ کا کوئی اور ہمنام تو جانتا ہے (یعنی اس کا ہمنام اللہ اور کوئی نہیں) یعنی تحقیق اللہ تعالیٰ کا (ہر صفاتی نام) اس کے درمیان اور غیر کے درمیان مشترک ہے دوسرے پر بولا جاسکتا ہے (اللہ واسطے حقیقہ بولا جاتا ہے۔ اور دوسرے کے واسطے مجازاً مگر یہ اسم (یعنی اللہ) پس تحقیق اور اسی کے ساتھ مختص ہے (دوسرے پر اللہ کا اسم نہیں بولا جاسکتا) لہذا ثابت ہوا کہ الہ اسم ذاتی ہے جو کسی سے مشتق نہیں نہ وہ خود مشتق اور نہ اس کا اسم مشتق ملاحظہ ہو۔

(۲) قاموس {۲۸۰} وَأَصْحَاهُ اللَّهُ عَلَّمَ غَيْرُ مُشْتَقٍّ اور تمام اقوال سے صحیح قول یہی ہے کہ اللہ علم ہے کسی سے مشتق نہیں۔

(۳) تفسیر نفسی {۱/۴} وَلَا إِشْتِقَاقَ لِهَذَا الْإِسْمِ عِنْدَ الْخَلِيلِ وَالزُّجَاجِ وَمُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ ابْنِ الْفَضْلِ اور یہ اسم اللہ کسی سے مشتق نہیں۔ خلیل اور زجاج اور محمد بن حسن اور حسن بن فضل کے نزدیک۔

(۴) المنجد {۱۴} (الْإِلَه) الْمَعْبُودُ مُطْلَقًا جَمْعُ إِلَهَةٍ (اللَّهُ) إِسْمُ الذَّاتِ الْوَاجِبِ الْوُجُودِ. الہ کے معنی معبود ہیں مطلقاً اس کی جمع آتی ہے آلہة (اللہ) اسم ہے ذات واجب الوجود کا۔

(۵) تفسیر کبیر {۱/۴۲} اللَّهُ يُوجِبُ التَّوْحِيدَ الْمُحْضَ عَلِمْنَا أَنَّ وَلَنَا اللَّهُ إِسْمٌ عَلَّمَ مَوْضُوعٌ لِتِلْكَ الذَّاتِ الْمُعِينَةِ وَإِنَّهَا لَيْسَتْ مِنَ الْأَلْفَاظِ الْمُشْتَقَّةِ (اسم) اللہ توحید محض کو واجب کرتا ہے ہمیں معلوم ہے کہ ہمارا قول اللہ اسم حکم ہے جو ذات معینہ کے لئے بنایا گیا ہے۔ اور بے شک وہ (اللہ) الفاظ مشتقہ سے نہیں ہے۔

صراح ۵۳۲} وَالْإِلَٰهَ الْمَعْبُودُ وَهُوَ اللَّهُ سُبْحَانَ تَعَالَى وَالْجَمْعُ إِلَٰهَةٌ
اور الہ کے معنی معبود ہیں اور وہ اللہ سبحانہ ہے پھر مستعار لیا اس کو مشرکوں نے مِنْ دُونِ
اللہ کے لئے اور جمع الہة ہے۔

ثابت ہوا کہ لفظ اللہ رب کریم کا اسم ذاتی ہے کسی سے مشتق نہیں اور اسی
پرا اتفاق ہے اور الہ کے معنی معبود ہیں جو لوگ سورن وغیرہ کرتے ہیں وہ غلط ہے اور
اسی الوہیت میں اس کا کوئی شریک نہیں جیسا کہ ارشاد ہے۔

(۱) بقرہ ۱۹} وَالْهَيْكُمُ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ

(۲) صفت ۲۳} إِنَّ إِلَٰهَكُمْ لَوَاحِدٌ رَبُّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا
وَرَبُّ الْمَشَارِقِ.

(۳) ابراہیم ۱۳} هَذَا بَلَدٌ لِّلنَّاسِ وَلِيُنذِرُوْا بِهِ وَلِيَعْلَمُوْا اَنَّ مَا هُوَ إِلَٰهٌ
وَاحِدٌ وَلِيَذَّكَّرَ اُولُو الْاَلْبَابِ.

(۴) نحل ۱۴} إِلَٰهَكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ

(۵) عنکبوت ۲۱} وَقُولُوا اٰمَنَّا بِالَّذِيْ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَاُنْزِلَ اِلَيْكُمْ
وَالِهِنَا وَاِلَٰهَكُمْ وَاحِدٌ وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ

(۶) نحل ۲۰} اِلَٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ.

کفار نے بتوں کو معبود سمجھا تو رب العزۃ نے فرمایا کہ کیا اللہ کے ساتھ کوئی
شریک معبود ہے (نہیں) تھوڑے ہیں جو نصیحت پاتے ہیں۔ اپنے بتوں کو چھوڑ کر
ایک خدا کی عبادت کرنا کفار کو دشوار امر تھا ایک خدا یا معبود تسلیم کرنا اپنے آپ کو مقید
بقید رکھنا سمجھتے تھے ان کے نزدیک یہ امر آزادی کے خلاف تھا۔ انسان آزادی کا پتلا

ہے ایک معبود کے لئے مقید ہونا یہ اولڈ فیشن ہے اس وجہ سے وہ کفار ایک الہ کے مقابلہ میں ہزاروں بتوں کو چھوڑ نہ سکتے تھے کیونکہ گھر کا بت اور گھر کا قانون مرتب کر لیا اگر خدا کو ایک معبود تسلیم کر لیا تو قانون بھی ایک اسی کا ماننا پڑے گا جیسا کہ آجکل کے مسلمان مَن اتَّخَذَ آلَہُ ہواۃ کے ماتحت اپنی خواہشات کو الہ سمجھ کر آزاد ہو بیٹھے ہیں خدا انکو بھی توفیق ہدایت فرمادیں اور خدائی قانون کو قانون حق سمجھیں اور اس توحید کو قید نہ سمجھیں چنانچہ ارشاد الہی ہے۔

ص ۲۳ {۱} جَعَلَ الْآلَہَ الْہَا وَآحِذَا اِنْ هَذَا شِءٌ عَجَابٌ بتا دیا اس نے تمام معبودوں (کی بجائے) معبود ایک بیشک یہ عجیب امر ہے۔ اور الہ کا لفظ غیر اللہ پر ان کے اعتقاد سے مجاز مستعمل ہوا ہے جیسا کہ اس آیت میں اور لا الہ نے اس مجاز کو بھی ممنوع قرار دیا گیا۔

تو الوہیت خداوندی میں کوئی ولی اللہ یا نبی اللہ کسی قسم کی شرکت نہیں رکھتا نہ ذاتی نہ صفاتی نہ حقیقی نہ عرضی نہ بالذات نہ بالواسطہ کفار اسی الوہیت میں شریک سمجھتے تھے تو ان کا شریک سمجھنا مَن دُونِ اللہ اور بت اور شیاطین جن کو معبود سمجھا جاوے وہ بھی مَن دُونِ اللہ بت کو مَن حِثْ مَا لَا یَسْمَعُ وَلَا یُبْصِرُ وَلَا یُغْنِیْ عَنْکَ شَيْئًا سمجھنا عین ایمان اور اس کی بجائے اولیاء اللہ و انبیاء اللہ کو بت و شیاطین کے اوصاف سے متصف کرنا عین بے ایمانی اور رسل و ملائکہ کو معبود اور مَن دُونِ اللہ سمجھنا کفر رسل کو اپنے اوصاف و قوی کی معیت میں ایمان لانا عین ایمان اور ان کو محض صفت رسالت سے متصف سمجھ کر باقی اوصاف و قوی کو شرک سمجھنا یہ بھی مَن دُونِ اللہ کوئی صفت الوہیت کو اگر شئی عجائب کہتا ہے تو دوسرا صفات رسالت و ولایت کو شئی عجائب کہتا ہے دونوں کو تَشَابُہٌ قُلُوبُہُمْ نہ کہا جاوے تو اور کیا ہے کسی نے

خداوند کی الوہیت کو ترک کر کے کئی بت بنا کر دنیا کو آسان کر لیا تو کسی نے رسالت و نبوت و ولایت کی قید کو بوجھ اور شرک سمجھتے ہوئے اپنے مولویوں کی تاویلات کو مقدم رکھا اور مذہب آسان بنا لیا تو کیا یہ یُضَاهِیُونَ قَوْلَ الَّذِينَ كَفَرُوا نہیں؟ الوہیت خداوندی میں دوسرے کو شریک سمجھنا یہ بھی مِنْ دُونِ اللہ اور اس کی مسنونہ عبادت میں کسی کو شریک بنانا یہ بھی مِنْ دُونِ اللہ اور توحید کے سبق کا حصول بغیر رسالت یہ بھی مِنْ دُونِ اللہ اور وصول رسالت کا سبق بغیر ولایت یہ بھی مِنْ دُونِ اللہ اس ایک فرقے کا نام اور ان پر ایمان لانے والوں کا نام حزب اللہ اور اس کے نہ ماننے والے سب مِنْ دُونِ اللہ اللہ جل شانہ بمع صفات نہ عین نہ غیر حق ہے اس کی طرف جو عیب ذاتی یا صفاتی کو منسوب کرنے وہ باطل ہے رسل بمع اپنی تمام صفات عطائی من جانب اللہ حق ہیں ان کی طرف نقائص کو منسوب کرے والا باطل ہے اولیاء اللہ بمع اپنی صفات عطائی اُمّة رسول اللہ سب حق ہیں منکرین سب باطل ہیں۔ باوجود مِنْ دُونِ اللہ کی تحقیق کے واضح ہونے کے اگر کوئی ایمان نہ لاوے تو وہ بھی مِنْ دُونِ اللہ خداوند کریم ان مِنْ دُونِ اللہ سے ہر مومن کو بچاوے اور اپنے انبیاء کرام اور اولیائے عظام کی غلامی کی توفیق عنایت فرماوے اور جَاهِدُوا نِبِی اللہ حق جہادہ کی توفیق بخشے امین

ثم امین من بعدہا امین علی رعم الف مِنْ دُونِ اللہ امین

اے بے خبر ملا یہ نذریں ان کی طلب کی ہوئیں نہیں ہیں۔ نہ اولیاء و انبیاء اللہ کسی سے طلب کرتے ہیں بلکہ یَحِیْیِ اِلَیْہِ مَثْرَاثُ کُلِّ شَیْءِ اللہ کی طرف سے انعام ہو رہا ہے۔ تحقیق مِنْ دُونِ اللہ ختم ہوئی اور آمد برسر مطلب

فافیہم یا اولی لا بصاد۔

جواہر القرآن ص ۱۲۹} زندہ پیر کے ہاتھوں کو بوسہ دیا یا اس کے سامنے دوزانو
ہو کر بیٹھے تو سب افعال اس پیر کی عبادت ہوں گے۔ اور اگر اسی اعتقاد کے ماتحت قرآن
ن مجید یاد رو د شریف یا

۱۔ ادب المفرد للبخاری ص ۱۹۴ قال ثابت لانس امنٹ النبی
ﷺ بیدک قال نعم فقبلها (فرمایا ثابت نے حضرت انسؓ کو کیا آپ نے نبی ﷺ
کے دست پاک کو ہاتھ لگایا۔ تو آپ نے فرمایا کہ ہاں تو حضرت ثابتؓ نے حضرت انسؓ کے
ہاتھ کو بوسہ دیا حضرت انسؓ کا دست پاک نبی کریم ﷺ کے دست مطہر کو پہلے مس کر چکا تھا تو
حضرت ثابتؓ نے حضرت انسؓ کے دست پاک کو بوسہ دے کر تبرک حاصل کر کے مسلمانوں
کو مسئلہ ظاہر کر دیا۔

اب فرمائیے کہ حضرت انسؓ کو حضرت ثابتؓ کے ہاتھ کو بوسہ دے کر معبود بنا لیا؟ یا
ان کو اس ترجمہ 'عبادت' کی سمجھ نہ آئی۔ آپ کی ان تحریروں سے صاف عیاں ہے کہ جس کو
چاہو عبادت بنا دو اور جس کو چاہو شرک کہہ دو۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ نئی دوکان آپ نے ہی
نکالی ہے۔ اور سنئے

البدایہ والنہایہ لابن کثیر جلد ۶ ص ۱۶۷} عمر بن خطابؓ سے مرفوع روایت
ہے کہ ایک عورت نبی ﷺ کی خدمت میں آئی اس کے سر پر بوجھ تھا فلما لاٹ رسول
اللہ ﷺ طرختہ وأقبلت فقبلت لجلیه یعنی جب اس عورت نے رسول اللہ ﷺ کی
زیارت کی تو سامان کو پھینکا اس نے اور آگے بڑھی اور نبی ﷺ کے دونوں پاؤں مبارک کو
بوسہ دیا اس نے۔ کیا نبی ﷺ کو اس مسئلہ کا علم نہ تھا؟ نبی ﷺ کی حدیث صحیحہ مرفوعہ سے بزرگ
اور نبی کے ہاتھ پاؤں کو بوسہ دینا مسنون ثابت ہے جیسا کہ آگے غوث پاک رضی اللہ عنہ کے
ارشاد میں بھی مذکور ہے۔

اعمال صالحہ نماز روزہ وغیرہ کرے تو ان کا کچھ بھی ثواب نہ ملے گا۔ بلکہ وہ قرآن کریم اور نماز ان پر لعنت کریں گے۔

جواہر القرآن ص ۱۳۱} اگر اس عقیدہ مشرکانہ کے ساتھ کوئی مرگیا تو اس کے لئے صدقات وغیرہ کئے جائیں دعائیں مانگی جائیں تو کچھ بھی فائدہ نہ ہوگا بلکہ ان کے لئے دعا مانگنی چاہئے نہ صدقہ خیرات دنیا چاہئے اور نہ ان کی نماز جنازہ پڑھنی چاہئے۔

مشکوٰۃ شریف ص ۳} عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ إِذْ طَلَعَ عَلَيْنَا رَجُلٌ فَاسْتَدْرَكَ سَبِيحَهُ إِلَى رُكْبَتَيْهِ وَضَمَّ كَفَّيْهِ عَلَى فَخْذَيْهِ مُتَّفِقٌ عَلَيْهِ. عمر بن خطابؓ سے روایت ہے کہ ہم ایک دن نبی ﷺ کے پاس تھے اچانک ہماری طرف ایک آدمی آیا تو اس نے اپنے دونوں گھٹنے نبی ﷺ کے دونوں گھٹنوں کی طرف ٹیکے اور اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے رانوں پر رکھا۔ کیا نبی ﷺ کو حضرت جبرائیل نے معبود سمجھا تھا؟ جو آپ کے سامنے دوزانو ہو کر بیٹھتا رہا۔ تمہارے عقیدے کے مطابق جبرائیل علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کو عبادت کرنے سے اپنے قرب سے کیوں نہ ہٹا دیا۔ اور ہاروت اور ماروت کی طرح ان کو سزا کیوں نہ دی کہ تم نے غیر کی عبادت کیوں کی؟ معلوم ہوا کہ جبرائیل علیہ السلام کو اسی نگاہ سے ملاحظہ فرماتے ہیں اور اپنے قرب سے ہٹایا بھی نہیں تو یہ تمہارا کہنا کہ دوزانو ہو کر بیٹھنا غیر کے سامنے یہ عبادت بغیر اللہ ہے۔ جھوٹ ہے۔ بلکہ کسی مسلمان پر بیجا لعنت کرنے والا اللہ کی طرف سے خود ملعون ہوتا ہے۔ اور صراطِ مستقیم سے دور ہے۔

جواہر القرآن ص ۱۴۷} ایسے عقائد باطلہ پر مبتلا ہو کر جو انہیں کافر و مشرک نہ کہے وہ بھی ویسا ہی کافر ہے۔ کوکب الیمانی علی اولاد الزروانی کوکب الیمانی علی الجعلان والنخراطین تو ضیح المراولمن تخط فی الاستمد اوکال کفرون سب کتابوں میں ثابت کیا گیا ہے۔ کہ ایسے عقائد والے لوگ بالکل بکے کافر ہیں اور انکا کوئی نکاح نہیں۔

حاشیہ ۱۵۹۔ ۱۔ ماقبل دلائل سے ثابت ہو چکا ہے کہ یہ تمام عقائد بدلائل اور بعد ثابت ہیں اور دیوبندی وہابی مسلمانوں کو مشرک بنانے والے جھوٹے ہیں۔ اس واسطے بعض دیوبندی امام جو تقیہ کر کے ہماری احناف کی مساجد میں گھسے ہوئے ہیں اور عوام الناس کے بلانے پر ختم وغیرہ بھی پڑھ آتے ہیں ان کو بلانا گناہ ہے کیونکہ وہ باطنی خائن ہیں۔ اس واسطے ان کے دعا کے ہاتھ اٹھے ہوئے نہ دیکھے۔ خدا کی طرف سے ان کی دعا نامقبول ہے۔ نہ ان کو امام ہی مقرر کیا جائے۔ کیونکہ وہ یا رسول اللہ کہنے والے کی میت پر نماز کی بجائے اپنے بزرگوں کے کہے پر لعنت بھیجتا ہے۔ اور مسلمان یا رسول اللہ ﷺ کہنے والے کو ان کی اقتدا سے بچنا چاہیے۔

۲۔ مولوی غلام خاں صاحب جو اس کتاب کے مصنف ہیں ان کے والد بھی یہی عقیدہ رکھتے تھے اور ہیں۔ اور کیا ان کا نکاح بھی فاسد ہو گیا؟ یہ قانون صحیح ہے تو اپنے گریبان میں ذرا منہ ڈالئے۔ کہ میں بے نکاحے کو ولد ٹھیرتا ہوں۔ اور میرے ماں باپ مجھے کیا سمجھیں گے اور کیا حاجی امداد اللہ صاحب اور شاہ عبدالرحیم صاحب اور محمد قاسم نانوتوی صاحب جو بانی دارالعلوم دیوبند ہیں اور مولوی اشرف علی تھانوی صاحب شرکت میلاد شریف کرتے رہے ہیں ان کے نکاحوں کا کیا حال۔ کوئی بات تو سوچ سمجھ کی کیا کرو۔ کہ ہمارا خاندان ہی زنا میں مبتلا ہو جائے گا۔ اب خود ملاحظہ کر لو کہ کفر کی مشین کون ہے۔

فتاویٰ رشیدیہ جلد ۲ ص ۱۳۹} ورد کرنا یا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ وغیرہ حرام ہے۔

۱۔ فتاویٰ امدادیہ {مصنفہ مولوی اشرف علی جلد ۲ ص ۹۴ یا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ صحیح العقیدہ سلیم الفہم کے لیے جواز کی گنجائش ہو سکتی ہے تاویل مناسب کر کے اور سقیم الفہم کے لئے بوجہ مفاسد اعتقادیہ و عملیہ کے اجازت نہیں دی جاتی۔ چونکہ اکثر عوام بدفہم اور کج طبع ہوتے ہیں ان کو علی الاطلاق منع کیا جاتا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ مانعین وظیفہ اور حرام کہنے والے مولوی اشرف علی کے نزدیک صحیح العقیدہ اور سلیم الفہم نہیں۔ اور ان عقائد کو کافرا کہنے والے بھی سقیم الفہم پر نہیں۔ یہ فیصلہ تمہارے بزرگ آپ کے حکیم الامت کا ہے۔ شاہ عبدالرحیم صاحب نے بھی مجلس میلاد شریف قائم کی اور قیام کیا۔ تذکرۃ الرشید جلد ۱ ص ۳۲

حاشیہ ۱۶۲ مولوی اشرف علی صاحب بھی محفل میلاد شریف میں قیام کرتے رہے ہیں کیا آپ کا فتویٰ شیطنیت ان پر چسپاں نہیں۔ ملاحظہ ہو تذکرۃ الرشید جلد اول ص ۱۱۶

اب اللہ جل شانہ سے دریافت فرمائیں کہ میلاد شریف کا دن مقرر کرنا اور نبی ﷺ کی نعت خوانی کرنی جائز ہے یا نہیں۔ اللہ جل شانہ نے یوم میثاق مقرر فرما کر تمام انبیاء کے مجمع میں خود نبی اکرم ﷺ کے میلاد شریف کا خطاب فرمایا اور آپ کی شان بابرکت کا بیان فرما کر تمام انبیاء اقرار کروایا۔

ال عمران ۳} وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْكُم مِّنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ قَالَ أَأَقْرَرْتُمْ وَأَخَذْتُمْ عَلَىٰ ذَٰلِكُمْ أَصْرِي قَالُوا أَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوا وَأَنَا مَعَكُمْ مِنَ الشَّاهِدِينَ

فتاویٰ رشیدیہ جلد اول ص ۷۶} سوال ۶ اگر کوئی صوفی بعض کام خلاف شریعت

کرتا ہو مثل مولود شریف مع قیام و عرس بلاراگ اور فاتحہ بر آب و طعام دست برداشتنے و نماز معکوس و مراقبہ بر قبور سورہ الم نشرح وغیرہ وغیرہ و پارچہ رنگین اور کوئی بات کفر و شرک

(ترجمہ) اور جس وقت لیا اللہ تعالیٰ نے پکا وعدہ انبیاء سے کہ جو کچھ میں تم کو کتاب اور حکمت دوں۔ پھر تشریف لائیں گے تمہارے پاس ایک رسول جو تصدیق کرنے والے اس چیز کی جو تمہارے پاس ہے تو تم اس کے ساتھ ضرور ایمان لانا اور اس کی ضرورت دکرنا۔ فرمایا اس نے کیا تم نے اقرار کیا اور اس پر پکا وعدہ کیا تو انہوں نے عرض کی کہ ہم نے اقرار کیا۔ ارشاد فرمایا کہ تم گواہ رہو میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں سے ہوں۔

یوم میلاد شریف میں نبی ﷺ کے محامد و محاسن بیان کرنے والوں کو شیطان کہنے والوں قرآن پاک میں تو سنت اللہ ثابت ہو گیا۔ پہلے خدا پر اعتراض کرو پھر ہم پر فتویٰ دینا اگر قائل رہو۔ تو اب آپ کے بزرگ اور پیر و مرشد حاجی امداد اللہ صاحب ارشاد فرماتے ہیں:

امداد المشتاق مصنفہ مولوی اشرف علی و مولوی مشتاق احمد ص ۵۰} فرمایا کہ مولد شریف تمام اہل حرمین کرتے ہیں۔ اسی قدر ہمارے واسطے حجت کافی ہے۔ اور حضرت رسالت پناہ کا ذکر کیسے مذموم ہو سکتا ہے۔ البتہ جو زیادتیاں لوگوں نے اختراع کی ہیں نہ چاہئیں۔ اور قیام کے بارے میں میں کچھ نہیں کہتا مجھ کو ایک کیفیت قیام میں حاصل ہوتی ہے۔

کیا حاجی صاحب مذکور مولود شریف سن کر قیام کرتے رہے ہیں اور تم نے قیام کرنے والے کو شیطان لکھا ہے۔ ذرا سنبھل کر قدم رکھو۔ کیونکہ قریب پر چوٹ زیادہ پڑتی ہے فانہم قیام کا ثبوت حاضر و ناظر کی بحث میں موجود ہے۔

کی کرتا ہو تو فرمائیے کہ ایسے صوفی سے مرید ہونا اور اس کی صحبت میں بیٹھنا جائز ہے یا نہیں۔ اور ایسے صوفی کو بوجہ اپنے مجاہدہ تہجد گزاری کے اور

حاشیہ ۱۶۲ ۳ (سورہ انعام ۸۷) فَكُلُوا مِمَّا ذَكَرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ إِنْ كُنْتُمْ بَائِتِهِ مُؤْمِنِينَ (پس کھاؤ تم اس چیز سے جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو۔ اگر ہو تم اللہ کی آیتوں کے ساتھ ایمان لانے والے)

۴ اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ جس شے حلال پر اللہ کا نام یا اللہ کا ذکر یا اللہ کی کلام پڑھی گئی ہو وہ چیز کھانے کے قابل ہے ورنہ نہیں۔ پھر آگے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ وَمَا لَكُمْ إِلَّا تَأْكُلُوا مِمَّا ذَكَرَ اللَّهُ عَلَيْهِ (ترجمہ) اور تمہیں کیا ہوا کیوں نہیں کھاتے تم اس چیز سے جس پر اللہ کے نام کا ذکر کیا جاتا ہے) اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے اس واسطے اس نے مسلمانوں کو متنبہ فرمایا کہ جو لوگ کھانے پر میرے کلام یا نام لینے سے پڑھیں گے تم ان کا کھانا نہ کھانا۔ اور اس عقیدے والوں کو ڈانٹ فرمائی کہ تمہارے دلوں میں کیا مرض ہے۔ کیا نفاق ہے کہ جس پر اللہ کا کلام پڑھا جاتا ہے۔ اس کو حرام کہتے ہو۔ حالانکہ کھانے پر کلام پڑھنے کا مفتی اللہ تعالیٰ ہے۔ اور تم کہتے ہو کہ شیطان ہے۔ بتائیے آپ کا فتویٰ کہاں تک پہنچا۔ دوسری بات یہ ہے کہ جس پر مخلوق کا نام لیا جائے اس کو بھی تم حرام کہتے ہو۔ اور جس پر خدا کا کلام پڑھا جائے وہ بھی حرام تو پھر آگے کانگریسی ملاٹو اپنی جماعت کے بھائیوں سے ٹل لے کر کھانے پر بجالیا کرو۔ تاکہ ہمارے کلام پڑھے ہوئے کھانے سے تمہارا کھانا زیادہ اطیب ہو جائے۔

فاتحہ برآب و طعام شاہ ولی اللہ صاحب کے والد ماجد شاہ عبدالرحیم صاحب بھی کرتے

حب الہی کے محنت شاقہ کے کچھ کمال بھی حاصل ہو سکتا ہے یا نہیں۔

جواب: نہ وہ قابل بیعت ہے اور نہ وہ صاحب طریقت ہے بلکہ شیطان ہے۔

رہے ہیں اور اپنے مریدین کو فاتحہ بر شیعہ نبی بروز مولد شریف کا حکم بھی دیتے ہیں۔ ملاحظہ ہو الانبیاہ والسلاسل ص ۱۰۰ آپ کے فتوے سے شاہ صاحب بھی نہ بچ سکے اور سینے۔

الحديث الثاني والعشرون

در ثمین مصنفہ شاہ ولی اللہ صاحب ص ۸ { أَخْبَرَنِي سَيِّدِي الْوَالِدُ قَالَ كُنْتُ أَضْعُ فِي أَيَّامِ الْمَوْلِدِ طَعَامًا صَلَّةً بِالنَّبِيِّ ﷺ فَلَمْ يَفْتَحْ لِي سَنَةً مِنَ السِّنِينَ شَيْءٌ أَضْعُ بِهِ طَعَامًا فَلَمْ أَجِدْ إِلَّا حَمْضًا مُقْلًا فَقَسَمْتُ بَيْنَ النَّاسِ فَرِيثُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَيْنَ يَدَيْهِ هَذِهِ الْحَمْضُ مُتَبَهِّحًا بِشَاشَا.

ترجمہ: جناب والد صاحب فرماتے تھے کہ میں آنحضرت ﷺ کے ایام مولد شریف میں کھانا پکوا یا کرتا تھا۔ میلاد شریف کی خوشی میں ایک سال میرے پاس کچھ نہ تھا کہ کھانا پکواؤں۔ کچھ میسر نہ آیا۔ مگر چنے بھنے ہوئے۔ وہی میں نے لوگوں کو تقسیم کئے تو میں نے نبی ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ آپ کے سامنے وہی چنے رکھے ہوئے ہیں اور آپ بہت شاد و بٹاش ہیں۔ شاہ ولی اللہ صاحب کے والد ماجد شاہ عبدالرحیم صاحب ہر سال مولد منانے والے بھی اور فاتحہ پر طعام پڑھنے والے بھی آپ کے فتوے شیطنت کے مصداق ٹھہرے۔

مَعَاذَ اللَّهِ ثُمَّ مَعَاذَ اللَّهِ

ہم مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی اور مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند

بھی عرس کرتے رہے ہیں اور عرسوں میں داخل ہوتے رہے ہیں۔ دیکھئے اشرف التنبیہ ص ۶۷

کتاب التوحید منصفہ عبدالوہاب نجدی ص ۳۱} اِنَّ الْاِسْتِعَاذَةَ بِالْمَخْلُوقِ
شُرْكَ بِلَا شَكِّ مَخْلُوقٍ سَے پناہ مانگنی شرک ہے۔

حاشیہ ۱۶۴ ۱۵ ایسے پرہیزگار، صوفی اور تہمید گزرا اور حب الہی کے واسطے محنت شاقہ اٹھانے والے
اور مجاہدہ بالنفس کرنے والے کو بغیر کسی حیل و حجت کافر و مشرک کا فتویٰ لگا دینا اور شیطان کہنا یہ
دیونندی و بابیوں کا بنی حصہ ہے۔ ورنہ انبیاء کرام کے سوا باقی مومنین میں غلطی کا امکان ہو سکتا ہے
اور وہ غلطی نہ شمار کی جائے گی بلکہ اس کی جگہ باذن الہی ملائکہ نیکی لکھ دیتے ہیں اور برائی کا اعمال نامہ
محو کر دیتے ہیں۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے اِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ

یہ عبارات مذکورہ بالا فتاویٰ دیوبندیہ کی گویا ریزی کے اقتباسات ہیں۔ جس میں کفر
کی مشین تو کجا کفر کی توپ کے گولے ہیں۔ جن کو مسلمان کا ایمان سن کر کانپتا ہے۔ اب آپ اپنے
چھوٹے بھائی و بابیوں کی مشین کا نمونہ ملاحظہ فرمائیے۔

۱۔ وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِينَ اسْتَجَارَكَ فَاجْرُهُ حَتّٰی يَسْمَعَ كَلَامَ اللّٰهِ
ثُمَّ ابْلِغْهُ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَا يَعْلَمُوْنَ

ترجمہ: اور اگر کوئی مشرکین میں سے پناہ مانگے آپ سے یا رسول اللہ ﷺ تو پناہ دیجئے
آپ اس کو یہاں تک کہ سنے کلام اللہ کو پھر پہنچا دیجئے آپ اس کو اس کی جائے امن میں۔ یہ اس
واسطے کہ وہ بے سمجھ قوم ہیں۔

رب العزت جل جلالہ کا اس آیت کریمہ میں ارشاد ہے کہ یا رسول اللہ ﷺ اگر
کوئی مشرک جس کی تمام عمر شرک میں گزری ہو جب وہ آپ کے در دولت پر حاضر ہو کر آپ
سے پناہ طلب کرے تو اس کو مشرک کہہ کر ہٹائیے نہیں بلکہ وَأَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ کے
قانون سے سوالی کی جھولی بھر کر انعامات دینی و اخروی سے اس کو مالا مال فرمائیے اور پناہ

دیتے اور قرآن کریم سنائیے۔ جب وہ قرآن کریم سے آپ کے قول بلغ کے ذریعے موثر ہوگا۔ تو آپ اس کو اس کی جائے امن پر پہنچا دیتے۔ ہر شخص کی مومن ہو یا مشرک عالم دنیا یا عالم ارواح یا عالم عقبی میں جائے امن و امن مصطفیٰ ﷺ ہیں۔ یعنی آپ اس کو اپنے دامن رحمت میں چھپا کر ویز تکبہم کے دریا میں غوطہ دے کر اس کو جنت مادی میں پہنچا دیتے۔ چنانچہ حضور اکرم ﷺ نے اپنی تمام عمر کفار و مشرکین کو باوجود ان کی تکالیف پہنچانے کے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان پر عمل کرتے ہوئے دوزخ کی آگ سے محفوظ رہ فرمایا اور دنیا میں ہی جنت کا سہرا ان کے سر پر باندھ کر ان کو جائے امن یعنی جنت تک پہنچایا۔ اور اپنی رحمت سے مخلوق کو اتنی وسعت سے پناہ دی اور فرمایا کہ جس شخص نے مشرک ہو یا کافر لا الہ الا اللہ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللہ پڑھ کر اپنے عقیدہ کو اسی کے مطابق درست کر کے میری زیارت کر لی تو اس کو دوزخ کی آگ نہیں چھو سکتی۔

ترمذی شریف جلد ۲ ص ۲۲۶ {عن جابر بن عبد اللہ یقول سمعتُ النبی ﷺ یقول لا تمس النار مسلماً رانی اور ائی من رانی۔

ترجمہ: جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ میں نے سنا نبی ﷺ آپ فرماتے تھے کہ جس شخص نے مسلمان ہو کر مجھے دیکھا یا میرے صحابی کو دیکھا تو اس کو آگ نہ چھوئے گی۔ آئے صحابہ کرام کا پناہ لینے کے متعلق عقیدہ دیکھیں کہ وہ خدا کے سوا انبیاء سے پناہ مانگنا شرک سمجھتے ہیں یا نہیں۔

مسلم شریف جلد ۲ ص ۵۲ {عن ابی مسعود اَنَّهُ كَانَ یَضْرِبُ غُلَامَهُ فَجَعَلَ یَقُولُ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ قَالَ فَجَعَلَ یَضْرِبُهُ فَقَالَ اَعُوْذُ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ فَتَرَكَهٗ

کتاب التوحید ص ۲۲} مَا وَقَعَ فِي هَذِهِ الْأَزْمِنَةِ وَالْعُصُورِ فِي كَثِيرِ
الْمُسْلِمِينَ بِالْعُلَمَاءِ وَالْعُبَادِ وَالْمَوَالِي وَالْأَهَالِي مَعَ أَرْبَابِ الْقُبُورِ
وَعَلْوِهِمْ فِي تَعْظِيمِهَا وَالْخُشْنُوعِ لَهَا وَالْعُكُوفِ بِهَا وَالنَّبَأِ
عَلَيْهَا وَالْبَاسِهَا بِالثِّيَابِ الْفَاحِشَةِ وَحَرْفِ.

ترجمہ: عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ آپ اپنے غلام کو مار رہے تھے تو وہ
اعوذ باللہ کہتا تھا یعنی میں اللہ سے پناہ مانگتا ہوں۔ راوی نے کہا کہ عبد اللہ بن مسعود اس کو
مارتے رہے تو غلام نے کہا اَعُوذُ بِرَسُولِ اللہ یعنی میں رسول اللہ ﷺ سے پناہ مانگتا ہوں۔
تو عبد اللہ بن مسعود نے اس کو چھوڑ دیا۔

اب فرمائیے کہ رسول اللہ ﷺ کے خاص صحابی قاری قرآن اور حافظ قرآن اپنے غلام
کو مارتے ہیں اور غلام اللہ سے پناہ بہتری مانگتا ہے لیکن عبد اللہ بن مسعود اس کو چھوڑتے ہیں۔
جب غلام نے اس آڑے وقت میں نبی ﷺ کو قاضی الحاجات سمجھ کر غائبانہ پناہ طلب کی تو آپ
نے اپنے تصرف نبوت سے عبد اللہ بن مسعود کو مارنے سے ہٹا دیا چنانچہ عبد اللہ بن مسعود غلام کو
چھوڑتے ہیں۔ اور شرک نہیں کہتے۔ ثابت ہوا۔ کہ انبیاء علیہم السلام سے پناہ لینی جائز ہے۔

نمبر اتمام دنیا میں پہلا شخص ابن تیمیہ ہے اور دوسرا شخص مصنف کتاب التوحید
محمد بن عبد الوہاب نجدی ہے جس نے عرسوں کو گناہ بکیرہ کہا ہے اور قبور کی بے حرمتی کا
اعلان کیا ہے۔ خواہ حضور اکرم ﷺ کا روضہ مطہرہ ہی کیوں نہ ہو۔ چنانچہ ان امورات
سے ان کا منع کرنا ان کے جواز کی بین دلیل ہے۔ کیونکہ ان کا ثبوت پہلے خیر القرون میں
چلا آتا تھا اور ان کے شرالقرن میں ان حسنات کی نیکی ان کو بھلی معلوم نہ ہوئی تو انہوں

جَلَّ الْأَكْرَامُ لَهَا بِالْحَضُورِ لَدَيْهَا بِالْمَرَاتِمِ وَالْأَعْرَاسِ وَنَحَرَهَا
وَيَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ عَلَى شَيْءٍ وَلَيْسُوا فِي الْحَقِيقَةِ عَلَى شَيْءٍ إِلَّا عَلَى
ذُنُوبِ الْأَكْبَرِ لَا يَغْفِرُوهَ اللَّهُ تَعَالَى أَبَدًا وَالْوَزْرُ الْأَعْظَمُ الَّذِي هُوَ الشِّرْكَ
الْجَلِيّ وَالْكَفْرُ الْوَاضِحُ

جو واقع ہوا ہے اس زمانہ کے مسلمانوں میں علماء اور صوفیاء اہل قبور کے
ساتھ اور حد سے زیادہ قبور کی تعظیم کرتے ہیں اور قبور کے واسطے خضوع کرتے ہیں اور
اعتکاف بیٹھتے ہیں اور ان پر رجوع کرتے ہیں اور ان پر عجیب خلاف چڑھاتے ہیں
اور زیادہ اس کی تعظیم کرتے ہیں۔ اس کے پاس جا کر مختلف رسموں کے ساتھ اور
عرسوں وغیرہ سے۔ اور وہ گمان کرتے ہیں کہ وہ ثواب کا کام کرتے ہیں۔ حقیقتاً
سوائے گناہ کبیر کے کوئی ثواب نہیں۔ اس کو اللہ کبھی نہیں بخشے گا۔ اور بڑا بوجھ ہے ایسا
جو شرک جلی ہے اور کفر واضح ہے۔

نے بند کیا۔ اور دوسری دلیل کتاب التوحید کی ذمہ دہرہ بالا عبارت کا عنوان معنون کے صحیح ہونے پر
دلائل کرتا ہے۔ جیسا کہ لکھا گیا ہے کہ اس زمانہ میں تمام علماء اور تمام عبادان امور و مستحسن سمجھ کر اور خیر
القرآن کی سنت حسنہ پر عامل تھے اور مصنف ہذا اکیلا ہی علماء و عباد امت محمد رسول اللہ ﷺ اور اجماع
امت کے خلاف چلا ہے جو فی کثیر المسلمین بالعلماء والعباد کی عبارت سے صاف ظاہر
ہے کہ اس کے زمانہ میں بھی مسلمانوں کی کثرت اور علماء حقہ کا جم غفیر اور زہاد کی جماعت ان ہی
امورات کے عامل تھے۔ اور یہ من شد شد فی النار کی زو میں آگئے ہیں۔ اسی کی اقتدار میں تمام
فرقہ و بابیہ اور دیوبندیہ مسلمانان دنیا کو کفر کے جعلی فتویٰ لگا رہے ہیں۔ اور انبیاء و اولیاء کی تعظیم سے بند
کر رہے ہیں جن کی تعظیم کرنا قرآن کریم سے ثابت ہے جو دوسری جگہ انشاء اللہ ذکر کیا جاوے گا۔

کشف الشبهات مصنف عبدالوہاب نجدی {وَإِنَّ أَحْمَدًا لَا يَمْلِكُ لِنَفْسِهِ
نَفْعًا وَلَا ضَرًّا فَضْلًا عَنْ عَبْدِ الْقَادِرِ وَغَيْرِهِ أَوْ بَشَرٍ شَكَّ مُحَمَّدٌ ﷺ أَنَّهُ نَفْسُ
وَأَسْطَى نَفْعٍ أَوْ نَقْصَانٍ كَمَا لَمْ يَكُنْ - چہ جائیکہ القادر وغیرہ۔

۱۔ فرقہ دیوبندیہ اور وہابیہ کے نزدیک انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام و بت
مساوی ہیں۔ کیونکہ جو آیات کریمہ اللہ تعالیٰ نے کفار کے بتوں کی معبودیت کو توڑنے کے
واسطے ان کا بجز ثابت کیا ہے وہی آیات یہ لوگ وہابیہ اور دیوبندیہ انبیاء و اولیاء پر چسپاں
کرتے ہیں کیا اللہ تعالیٰ انبیاء و اولیاء پر یہ فتویٰ اور ان کا بجز ظاہر نہ کر سکتا تھا۔ حالانکہ ان
کے برعکس اللہ تعالیٰ بھی نبی ﷺ کے روضہ اطہر کے پاس موؤبانہ درود شریف پڑھتے رہتے
ہیں۔ کیا وہ بھی تمہارے اسی فتویٰ میں شامل ہیں۔ اور نبی ﷺ کی نسبت یہ کہنا آپ اپنے نفع
و نقصان کے مالک نہیں کیا رسالت اور نبوت کس ذات کو مستلزم ہوئی؟ اور عالمین کی رحمت
ایسی ذات کو بنایا گیا جو اپنے نفس کے نفع نقصان کے مالک نہیں اور پھر اپنے نفس کے نفع
نقصان کے انکار سے یہ کب لازم ہوا کہ آپ عالمین کے نفع نقصان کے بھی مالک نہیں
ہیں۔ جو تمہاری عقل نافہمہ نے سمجھا ہے۔ خدا کا کچھ خوف کرو جن کی نسبت اللہ تعالیٰ
لَا خَوْفَ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ سے سرا ہے اور تم ان کو ذلیل سمجھو۔ یہ آپ کا کون سا
ایمان ہے۔ اب ان عبارات مذکورہ بالا سے مختصہ عرض کرنا میرے خیال میں کافی ہے۔ مشتے
از خروار ہی نمونہ کافی ہوتا ہے اور اہل انصاف کے نزدیک بھی عبرت ہوتی ہے اور متعصب
بمیشہ محروم رہتا ہے۔ اور شیشے میں اپنے داغوں کو دیکھ کر دوسروں کو مطعون کرتا ہے جیسے کہ

اکابرین دیوبند یہ اور وہابیہ نے تمام مسلمانان دنیا کو کافر کہا اب یہ لوگ ان کے اقتدا کنندہ ہمیں کہتے ہیں کہ تم کفر کی مشین ہو۔ حالانکہ اپنی عبارات کو ملاحظہ کرنے سے ہمیں بری الذمہ سمجھیں گے۔ بلکہ بجائے ہمیں ڈانٹنے کے اپنے اکابرین کے مکلف بنیں گے۔ کیونکہ حدیث پاک میں مذکور ہے مسلم شریف جلد اول ص ۵۷ عن ابن عمر قال قال رسول الله ﷺ ايُّما امرء قال لا خيه يا كافر فقد بَاءَ بها احدىٰ هما انكان كما قال والا رجعت عليه

ترجمہ: ابن عمر سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جس آدمی نے اپنے بھائی کو کافر کہا تو اس کفر نے ان کے ایک کی طرف رجوع کیا۔ اگر کہنے والے نے سچ کہا ہے۔ تو قبہا ورنہ قائل پر وہ کفر رجوع کرتا ہے۔

اس حدیث پاک سے صاف ظاہر ہوا کہ مسلمان بھائی کو کافر کہنے میں حقیقت کو سوچ کر قدم اٹھانا چاہیے۔ اب تم نے عبارات مذکورہ بالا سے یہ نتیجہ سمجھ لیا ہو گا کہ تمہارے دیوبند یہ وہابیہ کے اکابرین نے ایسی کفر کی مشین گن چلائی کہ جس سے حضرت پیر پیران صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت داتا گنج بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شاہ عبدالحق صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ ہم کو بھی اپنے کفر کے فتویٰ سے مطعون کیا۔ حتیٰ کہ صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین و حضور ﷺ کی ذات بابرکات بھی تمہاری زبان درازی سے نہ بچ سکے۔ اور خداوند کریم کی ان آیات کریمہ کو پس پشت ڈال دیا۔ جن میں ان تمام کی اتباع کا ارشاد ہوا ہے اگر یہ تمام مطاع امت محمد رسول اللہ ﷺ آپ کے کہنے کے مطابق نہیں بن سکتے کیونکہ یہ مذکورہ بالا افعال کے مرتکب تھے۔ تو تم بدھ یا کرشن کو اپنا مطاع بنا لو۔ جیسا کہ تم نے بنایا ہوا ہے۔ جو اپنے اسلاف کو بھی گمراہ ثبات کر رہے ہو۔ اے مکفرین امت محمدیہ ذرا انصاف سے ملاحظہ فرمائیے کہ حق کون ہے اور باطل کون۔ مکفر کون ہے اور مسلم کون۔ جنہوں نے دنیا میں اسلام پھیلایا اور ایمان کی بنیادیں رکھ دیں۔ تم نے ان کو کافر کہہ دیا۔ اور الٹا چور کو تو ال کو ڈانتے۔ فقیر پر یہ بہتان کہ یہ مکفر ہے۔

مسلمانو! ہوشیار بن کر اپنے ایمان کو اسلامی بورڈ لگانے والے رہزنوں سے اپنے ایمان کو محفوظ کر لو۔ اور انبیائے عظام و اولیائے کرام کے دامن کو عملاً تھام لو۔ تاکہ ان کی امداد سے ہم ان کے فریب سے بچ سکیں۔ یہ ہے آپ کی تکفیر کا جواب۔ باقی رہا کہ آپ کی وہابیت کو اظہر من الشمس کرنا یہ فقیر کے خاندانی منصب سے ہے۔ جو تمام اسی شہرِ قصور میں آپ کے پوشیدہ رازوں کو افشا کرتے رہے ہیں۔ اگر آپ ان کی تصانیف کا ملاحظہ فرمائیں۔ تو حقیقت واضح ہو جائے گی۔ چنانچہ اپنے اکابرین سے حضرت مولانا محی الدین صاحبِ قصوری حضوری رحمۃ اللہ علیہ کو تمام زمانہ جانتا ہے کہ چند اشعار تمہاری نذر کرتا ہوں۔ امید ہے کہ انشاء اللہ شکریہ سے یاد فرماؤ گے۔

ہست یکے فرقہ وہابیاں
بلکہ ز امداد نبی منکر اند
لعنت حق بادبر ایں اعتقاد
صورت شاں صالح و باطن پلید
گفتہ من ہیچ منہ درمیاں
صحبت بد راہ تباہ میکند
جملہ فسادات ز صحبت اثر
نیست خلل ہیچ ولی را بموت
موت ولی ہست حیات ابد
گر نہ مدد ہار سد از اولیاء
خاصہ قراں شہ ہمہ اولیاء
قطب جہاں غوثِ زمان محی الدین
پیرِ گر شاہ بود نقشبند
ہم مددش تا بقیامت یقین
جملہ ولی راست مدد بیگمان

منکر از امداد ولی در جہاں
باہمہ اموات مساوی نہند
رفت مسلمانی ایشاں بباد
صحبت ایشاں کنی اے سعید
بین کہ چہ گفت است ز پیشنیاں
دیگ سیاہ جامہ سیاہ میکند
يُحْفِظُنَا اللّٰهُ عَذَابَ السَّعْرِ
قوت امداد نہ زدگشت فوت
ہر کہ نہ اقرار کند گشت رد
غیر ولی چوں زولی شد جدا
نائب کامل ز شہ انبیاء
فیض ازوتا بقیامت یقین
ہست ز بسیار مشائخ بلند
ایں ہمہ آثار کرامت بہین
بہر مریداں دے اندر جہاں

مطبوعہ ۱۲۸۵ء

فقیر کے خاندان سے حضرت مولانا مولوی غلام دستگیر صاحب قصوریؒ جن کی دھاک اب تک شہرِ دیابتہ میں بیٹھی ہوئی ہے۔ جنہوں نے مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی اور خلیل احمد صاحب انبٹھوی اکابرین دیوبندیہ سے مناظرہ کر کے بحکم نواب صاحب ریاست بہاولپور ریاست بدر کر وایا۔ اور اس مناظرہ کی تفصیل بنام کتاب تقدیس الوکیل شائع فرمائی اور تمام دنیا کے علماؤں سے ان کے عقائد باطلہ پر دستخط ثبت فرمائے۔ اور جنہوں نے اکابرین و بابیہ کو ریاست فرید کوٹ کے رجبہ کی عدالت میں مناظرہ کر کے علمائے و بابیہ کو سزائیں دلوائیں اور جرمانے کروائے تو فرقہ و بابیہ برطانیہ نے ہائی کورٹ تک اپیل کر کے سزا سے بری الزمہ ہو گئے۔ لیکن جرمانہ نہ ٹوٹ سکا۔ جس کی مصدقہ نقلیں بمعہ مناظرہ فرید کوٹ بنام کتاب اباحت فرید کوٹ عام چھپ چکی ہیں۔ جواب تک موجود ہے۔ اب اس فقیر کا پیشہ بھی اسی خداوندی عطا سے باطل کو مسلمانوں کے سامنے واضح کرنا قرآن و حدیث نبی کریم ﷺ سے اپنا خاندانی پیشہ سمجھتا ہے اور اس عطائے الہی پر خداوند تعالیٰ سے دعا کرتا ہے کہ یا اللہ باطل کے مقابلہ میں حق کو ظاہر کرنے کے واسطے فقیر کو ثابت قدم رکھ اور انبیاء کرام و اولیائے عظام کی شان ظاہر کرتے ہوئے دنیا میں زندہ رکھ۔ اللہ تعالیٰ نے فقیر کو اسی واسطے پیدا کیا ہوا ہے۔ اور اسی کام پر فقیر کو مسلط کیا ہوا ہے۔ جو ہر دشمن اسلام پر واضح ہے (انفال ۹) وَيُرِيدُ اللَّهُ أَنْ يُحِقَّ بِكَلِمَتِهِ وَيَقْطَعَ دَابِرَ الْكَافِرِينَ لِيُحِقَّ الْحَقَّ وَيُبْطِلَ الْبَاطِلَ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُونَ وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ فَكْرُ وَلَا تُعْجِلْ

سوال: تبلیغی جماعت کیا غیر مقلد تھے۔ ثبوت دیجئے۔

جواب: واقعی جماعت تبلیغی وہابی ہیں۔ جن کے بانی محمد الیاس صاحب دیوبندی نے اس جماعت کی بنیاد رکھی۔ جو آجکل جماعتی صورت میں مسلمانوں کو کافر سمجھتے

ہوئے پہلے کلمہ پڑھاتے ہیں۔ ناکہ اپنے مرکز میں اطلاع دیں کہ ہم نے اتنے کافروں کو مسلمان کیا ہے۔ فرقہ وہابیہ اور دیوبندیہ کے اکابرین نے مسلمانوں کو محض زبانی فتویٰ دیا اور یہ تبلیغی الیاسی جماعت مسلمانوں کو جو مسجد میں داخل ہوں اور نمازیں بھی ادا کرتے ہوں کافر سمجھتے ہوئے کلمہ پڑھا کر اپنی وہابیت کا اقرار کرواتے ہیں۔ اگر اس جماعت کا کام حقیقتہً تبلیغ اسلام کا ہو تو مسجد کے نمازیوں کو کافر سمجھ رکھ کر پڑھانا وہابیہ کا کام تھا۔ ان کو چاہیے یہ تھا کہ بھنگیوں اور چرسیوں کے ڈیروں میں جا کر حقوں اور افسیموں کے تکیوں میں جا کر ان کو کلمہ پڑھائیں اور نماز کا سبق دیں۔ اور اسلام کی رف بلائیں۔ پھر تو تبلیغ اسلامی ہے۔ ورنہ ان کی حرکات سے صاف ظاہر ہے مسلمانوں کو وہابیت کے دانتوں سے چبانا چاہتے ہیں دراصل یہ تبلیغی جماعت اسمعیل دہلوی کے پروپیگنڈا سیکرٹری ہیں۔ ان کا مرکز پھاٹک جیش خاں دہلی میں ہے۔ جو وہابیہ اور دیوبندیہ سے معجون مرکب ہے۔ اب جا کر تحقیق کر لو۔ مساجد میں بھی مسلمانوں نے اسے ہی دیکھا ہے کہ بعض دیوبندی ہیں اور بعض وہابی ہیں۔ اب ہمارے ملک میں اس تبلیغی جماعت کی ترکیب وہابی، کانگریسی، احراری، مودودی، اور دیوبندی جماعت سے ہے۔ یہ پانچوں جماعتیں مرکب ہو کر جماعت تبلیغی سے موسوم ہیں۔ اور سردار وہابیت مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی جو امام فرقہ دیوبندیہ ہیں۔ رقمطراز ہیں اور مولوی صاحب نے ثابت کر دیا ہے کہ دیوبندی وہابی ہیں۔

فتاویٰ رشیدیہ حصہ اول ص ۲۱ {مولوی اسمعیل صاحب عالم متقی اور بدعت کے اکھاڑنے والے اور سنت کے جاری کرنے والے اور قرآن و حدیث پر پورا عمل کرنے والے اور خلق اللہ کو ہدایت کرنے والے تھے اور تمام عمر اسی حالت میں رہے۔ آخر کار فی سبیل اللہ جہاد میں کفار کے ہاتھ سے شہید ہوئے۔ پس جس کا ظاہر حال ایسا ہو وہ ولی اللہ اور شہید ہے۔

اب اپنے فرق دیوبندیہ کے مسلمہ ولی کا عقیدہ سن لیجئے۔

تنویر العینین فی اثبات رفع الدین ص ۱ مصنف اسماعیل دہلوی { الْحَقُّ رَفَعَ
الْيَدَيْنِ عِنْدَ الْإِفْتِتَاحِ وَالرُّكُوعِ وَالْقِيَامِ مِنْهُ وَالْقِيَامِ إِلَى الثَّالِثَةِ سُنَّةٌ غَيْرُ
مُؤَكَّدَةٍ مِنْ سُنَنِ الْهَدْيِ فَيَثَابُ فَاعِلُهُ بِقَدْرِ مَا فَعَلَ إِنْ دَائِمًا فَحَسْبُهُ

ترجمہ: سچی بات یہ ہے کہ رفع یدین کرنا تکبیر اولیٰ کے وقت اور رکوع کے وقت اور
تیسرے قیام تک سنت غیر مؤکدہ ہے۔ نبی ﷺ کی سنتوں سے ہے۔ تو اس کے کرنے
والے کو ثواب دیا جاوے گا۔ جتنا اس نے کیا۔ اگر ہمیشہ کیا تو اس کو کافی ہے (درست ہے۔
اس حوالہ مذکورہ میں مصنف نے شاہ ولی اللہ صاحب کا حوالہ دیتے ہوئے رفع
یدین عند الركوع وغیرہ ثابت کیا ہے اور اس تمام کتاب میں مصنف مذکور نے وہابیوں کے
مسئلہ رفع یدین کو ثابت کیا ہے۔ اب تم خود فیصلہ کر لو کہ رفع یدین وہابی کرتے ہیں یا حنفی۔
اور جن کے مرشد وہابی ان کے مریدین کیسے حنفیت کا دعویٰ کر سکتے ہیں۔

فتاویٰ رشیدیہ حصہ اول ص ۱۱۹ { سوال: وہابی کون لوگ ہیں اور عبدالوہاب نجدی کا
کیا عقیدہ تھا۔ اور کون مذہب تھا۔ اور وہ کیسا شخص تھا۔ اور اہل نجد کے عقائد میں اور سنی
حنفیوں کے عقائد میں کیا فرق ہے۔

الجواب: محمد بن عبدالوہاب کے مقیدیوں کو وہابی کہتے ہیں۔ ان کے عقائد عمدہ تھے
اور مذہب ان کا حنبلی تھا۔

کیوں جناب اب تو ہمارے امام دیوبندیہ کا اقرار ہے کہ محمد بن عبدالوہاب
کے عقائد عمدہ تھے اس واسطے دیوبندیوں نے بھی احناف کے عقائد چھوڑ کر محمد بن
عبدالوہاب نجدی کے عقائد عمدہ ہونے کی بنا پر قبول کئے ہوئے ہیں۔ اب بھی اور
ظاہریۃً اعمال احناف کے بنا کر مسلمانوں کو دھوکا دیا جاتا ہے اب بتاؤ کہ دیوبندیوں
کے وہابی ہونے میں کیا شک رہا جس کی حقیقت وہابی ہونا ہر کا کوئی اعتبار نہیں۔

فتاویٰ رشید یہ حصہ دوم ص ۱۴۱} اس وقت اور ان اطراف میں وہابی متبع سنت اور دین دار کو کہتے ہیں۔ (رشید احمد)

فتاویٰ رشید یہ حصہ دوم ص ۱۰} عقائد میں سب مقلد غیر مقلد متحد ہیں۔ البتہ اعمال میں مختلف ہیں۔ (اللہ تعالیٰ اعلم۔ رشید احمد گنگوہی اب تو آپ کے رشید المملۃ الدیوبند یہ نے وہابیوں سے عقائد کے متحد ہونے کا فتویٰ دے دیا اپنی خاندانی وہابیت پر آپ کو ضرور آمیں پکارنی چاہئے۔ اور سنو۔ آپ کے فرقہ دیوبند یہ کی متحدہ اور معتبرہ تصنیف میں لکھا ہے۔ جس پر تمام دیوبند یہ کی مہریں ثبت ہیں۔

المہند ص ۹} اگر کوئی ہندی شخص کسی کو وہابی کہتا ہے۔ تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ اس کا عقیدہ فاسد ہے۔ بلکہ یہ مقصود ہوتا ہے کہ وہ سنی حنفی ہے۔ اب تو تمہارے مرکز کا متفقہ فیصلہ تمہارے سامنے رکھ دیا گیا ہے۔ اور امید ہے کہ تم اپنے زبانی دعویٰ اصلی حنفیت کے لقب سے دست بروار ہو کر اپنی حقیقت وہابیہ کا اعلان فرماؤ گے۔ اگر کچھ شک ہو تو اور تحقیق کر لو۔

تذکیر الاخوان مصنفہ اسمعیل دہلوی ص ۳۵۲}

چاہے فاسق یا کہ بے غیرت کہیں یا وہابی اور بے ملت کہیں
یا ہمیں گمراہ بدطینت کہیں یا کہ کافر اور بے عزت کہیں
اپنے حق میں صیقل زنگار ہے

اے فرقہ دیوبند یہ اب وہابی کہلانے کہنے سے عار نہ کرنا۔

تذکرۃ الرشید جلد اول ص ۱۳۵} (جب مولوی رشید احمد صاحب نے مولوی اشرف علی صاحب کو لکھا ہے۔ کہ میں نے سنا ہے کہ تم مجلس مولود وغیرہ میں جاتے ہو قیام کرتے ہو۔ صلواتین پڑھتے ہو تو انہوں نے یہ جواب دیا۔ الحمد للہ کہ میں نہ یہاں کسی

کا محکوم ہوں نہ کسی سے مجبور مگر پوری مخالفت کر کے قیام دشوار ہے گو اب بھی یہاں کے بعض علماء مجھ کو وہابی کہتے ہیں۔ اور بعض بیرونی علماء بھی یہاں آ کر لوگوں کو سمجھا گئے ہیں کہ یہ شخص وہابی ہے اس کے دھوکہ میں منہ آتا۔ (آگے چل کر فرماتے ہیں) دینی مضرت یہ کہ جو ان لوگوں کے عقائد و اعمال کی اصلاح کی گئی ہے۔ سب بے اثر اور بے وقعت ہو جاوے گی۔ اس بامانی میں کہ یہ شخص تو وہابی ہے۔

اب آپ کے مذہب کا اقیقہ بھی ثابت ہو گیا اور وہابیت کا پوشیدہ کرنا بھی دیرینہ مرض ثابت ہوئی آپ خود انصاف کر لیں کہ تم واقعی غیر مقلد وہابی ہو جو آپ کے اکابرین بھی تسلیم کر چکے ہیں یا صرف میرا ہی کہنا ہے۔ جس سے آپ رنجیدہ خاطر ہوئے ہیں۔ یہ آپ کا سوال کرنا کہ یہ تبلیغی جماعت الیاسی کیا وہابیہ غیر مقلدوں کی جماعت ہے؟ یہ تجاہل عارفانہ سوال ہے۔ درحقیقت ان کی وہابیت آپ کو معلوم تو ہے کیونکہ مریض جتنا اپنی مرض کو خود سمجھتا ہے دوسرے کو سمجھنا مشکل ہے۔ عیاں کرے یا نہ کرے۔ لیکن سمجھنے والے بھی فراست الہیہ سے سمجھ جاتے ہیں۔ مریض اگر اپنی مرض کو علاج کے واسطے ظاہر کرے تو شفا پائیگا۔ اگر چھپائے گا تو خسر الدنیا والآخرۃ اور اس سیاسی جماعت میں تو صاف صاف ظاہر و باطن وہابی ہیں۔ جس میں کسی کو شک ہی نہیں۔ سوائے گھروالوں کے کیونکہ گھروالوں کو اپنے کا عیب ہنر نظر آتا ہے اور اگر وہ وہابی نہ تھے تو پھر وہابی چڑے کیوں۔ اب ایک احناف کے بنیادی عقیدہ تقلید کے متعلق اپنے بڑے کا فیصلہ سن لیجئے۔ ایضاح الح مصنفہ اسمعیل دہلوی ص ۴۸ تقلید شخصی بدعت ہے۔

”وہابی“ ہاں واقعی میں کہتا ہوں تقلید حرام ہے کیونکہ اللہ کو چھوڑ کر غیر اللہ کا قلاوہ بلا دلیل اپنے گلے میں ڈالنا سوائے گمراہی کے اور کیا ہو سکتا ہے جب ہمارے پاس قرآن تَبَيَّنَا لِكُلِّ شَيْءٍ موجود ہے تو مجتہد کی تقلید جو خود بھی غلطی کر سکتا ہے۔ ہم لاریبی طریقہ کو چھوڑ کر ایک اضطرابی راستہ کے مشکلات میں پڑ جائیں یہ عقل سلیمہ کے

خلاف ہے فرمان خداوندی کے خلاف ہے سنو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ اَوَلَمْ يَكْفِهِمْ اِنَّا اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ يُتْلٰى عَلَيْهِمْ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَرَحْمَةً وَّذِكْرًا لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُوْنَ کیا ان کو کافی نہیں کہ ہم نے تم پر کتاب اتاری جو ان پر پڑھی جاتی ہے اس میں البتہ رحمت ہے اور ایمان داروں کے واسطے نصیحت ہے اللہ تعالیٰ فرما دیں کہ کیا ان کو قرآن کافی نہیں کہ ہم نے تم پر کتاب اتاری جو ان پر پڑھی جاتی ہے اس میں البتہ رحمت ہے اور ایمان داروں کے واسطے نصیحت ہے اللہ تعالیٰ فرما دیں کہ کیا ان کو قرآن کافی نہیں جس میں راحت بھی ہے اور ایمان داروں کے واسطے نصیحت بھی ہے اب اس آیت کریمہ کو پڑھ کر بھی اگر تم کلام الہی پر اکتفا نہ کرو اور اماموں کے پیچھے بھٹکتے پھرو تو صاف گمراہی میں ہو (دلیل) اللہ تعالیٰ نے قرآن کے فیصلے کو چھوڑ کر دوسری طرف جانے والے پر تین فتوے لگائے ہیں سنو وَمَنْ لَّمْ يَحْكَمْ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكَافِرُوْنَ جو اللہ کی کتاب کے ساتھ فیصلہ نہ کرے تو واقعی ایسے آدمی کافر ہیں۔ وَمَنْ لَّمْ يَحْكَمْ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ جو اللہ کی کتاب کے ساتھ فیصلہ نہ کرے وہی فاسق ہیں لہذا قرآن کو چھوڑ کر اماموں کی تقلید کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ نے کافر اور ظالم اور فاسق فرمایا اس سے زیادہ مقلد پر اور کیا سختی ہو سکتی ہے۔ اللہ کے فرمان کو چھوڑ کر مقلد اپنے آپ کو مسلمان اور مومن کہلاوے تو اس سے زیادہ اور کونسی بے ایمانی ہے۔

”محمد عمر“ غیر مقلد دوست نے ایک اعتراض میں کئی پہلو بیان کئے فقیر انشاء اللہ ہر ایک شق کا شک با التفصیل فک کرتا ہے۔ تقلید حرام نہیں ہے یہ تمہارا اپنا فتویٰ ہے کفر نہیں بلکہ تقلید واجب ہے ہاں تقلید مِنْ دُونِ اللّٰهِ کی واقعی حرام ہے اللہ کے بندوں کی تقلید جن کے ساتھ اللہ کی معیت ہے ان کی تقلید واجب ہے بغیر ان کی تقلید کے ہم ایمان و اسلام میں داخل ہی نہیں ہو سکتے ایمان بالمقیات بغیر تقلید کے محال ہے مثلاً

خداوند کریم پر ایمان لانا محض تقلیدی ہے۔ جس نے ذات باری تعالیٰ پر ایمان لانے کے واسطے دلائل تلاش کئے وہ گمراہ ہوا اور جو شخص بلا دلائل اللہ پر ایمان بالغیب لاکر محض انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کی تقلید پر اکتفا کرتا ہے وہ پکا سچا مسلمان اور مومن ہے اور قرآن مجید پر بھی محض نبی ﷺ کی تقلید سے ایمان لایا جاتا ہے قرآن کریم کے معجزات کو جس نے طلب کیا وہ گمراہ ہوا اور جو شخص قرآن کریم کا بلا طلب دلائل مقلد ہوا اس کو اللہ کریم نے ایسے ایمان لانے کی وجہ سے قرآنی معجزات و کرامات عطا فرما دیئے ایسے ہی نبی ﷺ کا جو شخص بلا دلائل مقلد ہوا وہ مقرب ہوا اور جو دلائل کا متلاشی ہوا وہ ابو جہل کہلانے کا حقدار ہوا اور آخرت کا منکر کہلاتا ہے۔ پھر مروجہ قرأت سے قرآن کریم کی تلاوت کرنا یہ بھی محض تقلید سے ہی ثابت ہوا اور یہی الذین یومنون بالغیب کے معنوں میں اگر تم تقلید کو حرام کہو تو تمہیں بلا تقلید ان تمام کا منکر سمجھا جاوے گا جب بلا دلیل تم قرآن کو ہاتھ نہیں لگا سکتے پڑھ سکتے ہو تو تم بلا تقلید اس کو اپنی دلیل کیسے پیش کر سکتے ہو جس پر ایمان ہی درست نہیں تو اس کے متعلق یہ دعویٰ کرنا کہ قرآن کو چھوڑ کر اور فیصلہ کرنا یہ کفر ہے تو یہ بھی تو فرمانِ قہر آئی ہے اور خود قرآن کو تم اپنی طرف سے فیصل نہیں مقرر کر سکتے جب تک کہ اس کے بلا دلائل مقلد نہ بن جاؤ تو معلوم ہوا کہ پہلے تقلید واجب ہے پھر قرآن کو اپنا فیصل مقرر کر سکتے ہیں چنانچہ غیر مقلد خدا کا بھی منکر قرآن کا بھی نبی ﷺ کا بھی آخرت کا بھی عذاب قبر کا بھی پلصراط کا بھی جنت و دوزخ کا بھی علیٰ هذا القیاس یومنون بالغیب میں تب ہی داخل ہو سکتے ہیں جب تک کہ بلا دلائل تقلید نہ کریں کیونکہ یہ تمام محض تقلید سے متعلق ہیں۔ تقلید کے انکار سے ایک اور بڑا بھاری نقصان ہوتا ہے۔ انسان اگر تقلید نہ کرے اور دلائل تلاش کرے تو حلالی ہی نہیں بن سکتا کیونکہ انسان اپنے والد کے نسب میں اپنے آپ کو تب ہی شمار کر سکتا ہے۔ جب اپنی ماں مقلد بنے کیونکہ اس کی نسبت اپنے والد

کی طرف محض اس کی ماں کی تقلید پر مبنی ہے اگر ماں سے والد کی طرف منسوب ہونے میں دلائل طلب کرے اور تقلید امی نہ کرے تو سوائے حرامی کہلانے کے اس کو اور کوئی چارہ نہیں ہوگا۔ کیا مجتہد جس کی تقلید کا ارشاد اللہ تعالیٰ فرمائے نبی ﷺ فرماویں اس کی تقلید کو چھوڑ یا بلا اجتہاد قرآن کا عامل بننا یا حدیث پاک پر عمل کرنا یہ محض گمراہی ہے جیسا کہ آگے ثابت ہوتا ہے۔ پھر غیر مقلدوں کے لئے بھی ان کی حمایت میں انکے مذہب کے چند مجتہد کہلاتے ہیں باقی تمام ان کے مقلد ہیں اگر ان کو قرآن پاک کی آیت بھی معلوم ہو جائے تو بھی ایمان نہیں لاتے جب تک ان کا مجتہد نہ کیے کیا یہ تقلید نہیں تو اور کیا ہے۔ جب ضرورت محسوس ہوئی تو قرآن کو بھی بتیاناً لکل شیء تسلیم کیا لیکن یہ تسلیم کرنا محض موت کو چھوڑ کر بیماری اختیار کرنے کے برابر ہے ورنہ اس پر بھی تمہارا ایمان نہیں کیونکہ قرآن کریم کا بتیاناً نکل شی ہونا یہ ہمارا عقیدہ ہے جس سے نبی ﷺ کا غیب کلی ثابت ہوتا ہے جس کے تم منکر ہو اور قرآن کریم سے بتیاناً لکل شیء کا علم بھی تب ہی ثابت ہوتا ہے۔ جب نبی ﷺ اور ائمہ مجتہد بن کی تقلید کی جلی ورنہ قرآن کریم بھی بلا تقلید یغل بہ کثیراً سے فتویٰ گمراہی جڑ دیتا ہے۔ اسی واسطے یضل کی ضلالت کو مقدم فرمایا چونکہ غیر مقلد مقدم ہوتا ہے اس واسطے اس پر قرآن نے گمراہ ہونے کا فتویٰ صادر فرمایا اور مقلد چونکہ موخر ہوتا ہے اس واسطے اس کو بیہدی بہ کثیراً سے نواز الہذا اگر تم تقلید کو چھوڑ کر آگے بڑھو گے تو یضل بہ کثیراً کے مصداق ہو گے اور اسی بنا پر حسنات سے پیچھے ہٹ رہے ہو اور اگر بلا دلیل اہل اللہ کا قلابہ اپنے گلے میں ڈال کر اتباع کے عامل رہو گے تو حسنات میں ملائکہ سے بھی انشاء اللہ سبقت لے جاؤ گے جیسا کہ ابلیس نے تقلید کو برا سمجھا اور براہ راست بلا تقلید اہل اللہ قرب خدا و دی کا مدعی بنا تو ہمیشہ کے واسطے ملعون ہوا اور اس کے تمام اعمال صالحہ جبط ہو گئے ایسے ہی تمہارے بھی اعمال صالحہ نماز روزہ حج زکوٰۃ کلمہ بلا تقلید جبط ہوں

گے اور تم کانہم خشب مسندہ پڑے رہو گے اور تمہاری یہ دلیل کہ جو قرآن کو چھوڑ کر دوسروں کی تقلید کرتا پھرے اس کو اللہ تعالیٰ نے کافر ظالم فاسق فرمایا ہے ہاں واقعی یہ بھی غیر مقلدوں پر ہی کافر و ظالم فاسق کا فتویٰ چسپاں ہو رہا ہے کیونکہ ارشاد الہی ہے وَمَنْ لَمْ يَحْكَمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ جو شخص بے ما انزل اللہ کو اپنا فیصلہ نہ بنائے وہ کافر ہے اور بے ما انزل اللہ کا کیا ارشاد ہے آگے نہیں پڑھتے ملاحظہ ہو۔

(۱) نساء ۵۸ {يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِن كُنتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا

اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول ﷺ کی اور جو تم سے اولی الامر ہوں پس کسی شے میں تمہارا جھگڑا ہو جاوے تو تم اس کو اللہ اور رسول کے سپرد کر دو اگر تم اللہ اور قیامت سے ایمان رکھتے ہو یہ بہتر ہے اور حقیقت بہت اچھا ہے اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا بے ما انزل اللہ مقسم کے تین اقسام ہیں اطاعت اللہ اطاعت رسول ﷺ اور اطاعت اولی الامر اور مقسم کا اظہار وجود بغیر اپنی اقسام کے محال ہے۔ اور ہر سہ اقسام میں اجتہاد رابطہ کی حیثیت رکھتا ہے جس کے بغیر چارہ نہیں مثلاً قرآن کریم پر بغیر اجتہاد عمل کرنا محال ہے چند مثالیں تمہارے سامنے پیش کرتا ہوں۔

(۲) بقرہ ۲۱۸ {وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِنَّمَا كُنْتُمْ فَوَاقِلُاُ وَجُوهَكُمْ شَطْرَهُ۔

اور یا رسول اللہ ﷺ جہاں آپ تشریف لے جاویں تو اپنے رخ انور کو مسجد حرام کی طرف پھیریں اور اے مسلمانو تم بھی جہاں کہیں ہو تو اپنے منہ کو اس مسجد حرام کی طرف پھيرو۔

اب ایمان سے کہنا مسجد حرام کی طرف منہ پھیرنے کے واسطے اجتہاد کی

ضرورت نہیں؟ بغیر اجتہاد مسجد حرام کی طرف منہ نہیں کر سکتے اور نہ ہی اس آیت کریمہ پر عمل کر سکتے ہو۔

(۳) بقرہ ۲۳۴} وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَ فِدْيَةَ طَعَامٍ مِسْكِينٍ اور جو لوگ روزے کی طاقت نہیں رکھتے۔ ان پر مسکین کے کھانے کا فدیہ ہے۔ تم فدیہ بھی بغیر اجتہاد نہیں ادا کر سکتے اللہ نے فدیہ کا تعین نہیں فرمایا مسلمانوں کے اجتہاد پر چھوڑ دیا اگر قرآن میں اجتہاد کا انکار کرو گے تو فدیہ نہیں ادا کر سکتے۔

(۴) بقرہ ۲۳۴} وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ أَتُمُوا الصَّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ۔
ترجمہ: کھاؤ اور پیو حتیٰ کہ تمہارے لئے فجر کا سفید تاگہ سیاہ تاگے سے ظاہر ہو جاوے۔ پھر روزے کو پورا کرو رات تک۔

اب تم اپنے وہابی ایمان کو سامنے رکھ کر اور گریبان میں منہ ڈال کر سوچو کہ اگر اجتہاد سے کام لو تو مشرک بنتے ہو اور اگر اجتہاد نہ کرو تو تمہیں فجر کا اندازہ لگانا مشکل لہذا ثابت ہوا کہ قرآن کریم کے عامل تب کہلا سکتے ہو جب اجتہاد کو دخل دو۔

(۵) بقرہ ۲۳۴} وَأَتُمُوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلَّهِ فَإِنْ أُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ وَلَا تَحْلِقُوا رُءُوسَكُمْ حَتَّى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهُ اور اللہ کے واسطے حج اور عمرہ کو پورا کرو پس اگر تمہیں روکا جاوے تو جو قربانی تمہیں میسر ہو دی جاوے اور اپنے سروں کو نہ منڈاؤ جب تک کہ قربانی کا جانور اپنی جگہ پر نہ پہنچ جاوے۔ منا کی طرف قربانی کے جانور کو چھوڑنا اور پھر قربانی دینے والے کے اجتہاد پر چھوڑا کہ جب تمہیں اس کے پہنچنے کا اندازہ معلوم ہو جاوے تو سر منڈا دو پہلے نہیں تو اس آیت کریمہ پر بھی بغیر اجتہاد عمل کرنا محال ہے۔

(۶) بقرہ ۲۰۴ {فَإِنْ أَرَادَ افْصَالًا عَنْ تَرَاضٍ مِنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا

پس اگر زوجین اپنی رضا مندی اور مشورے سے بچے کا دودھ چھوڑا دیں تو ان پر کوئی گناہ نہیں۔

اس آیت میں بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے حکم کے علاوہ والدین کے اجتہاد پر چھوڑا جس تعین کی تخصیص نہیں رکھی۔

نساء ۵۹ {وَإِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوا حَكَمًا مِّنْ أَهْلِهِ وَحَكَمًا مِّنْ أَهْلِهَا.

اور اگر تمہیں زوجین کی مخالفت کا خوف ہو تو مرد کے اہل سے ایک حکم اور عورت کے اہل سے ایک حکم ان دونوں کی طرف بھیجو ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے علاوہ شرعی حکم کے دونوں طرف سے مجتہد حاکم مقرر کرنے کا ارشاد فرمایا جس میں اجتہاد کے بغیر اس آیت پر عمل کرنا محال ہے۔

مائدہ ۳۱ {يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَأَنْتُمْ حُرْمٌ وَمَنْ قَتَلَهُ

مِنْكُمْ مُتَعَمِّدًا فَجَزَاءٌ مِّثْلُ مَا قَتَلَ بِحُكْمٍ بِهِ ذَوْا عَدَلٍ مِنْكُمْ
اے ایمان والو! احرام کی حالت میں شکار کو ذبح نہ کرو اور جس شخص نے تم سے عمدہ شکار ذبح کیا تو بدلہ دے اس چیز کی مثل جو اس نے ذبح کیا اور اس کے بدلے کا فیصلہ دو عادل تم سے کریں۔

اس آیت سے ثابت ہوا کہ بغیر اجتہاد کے اس آیت مبارکہ پر عمل نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ اس کے متعلق فیصلہ الہیہ ثابت ہے کہ جب تک قرآن کریم میں اجتہاد کو دخل نہ ہو قرآن کریم کے اکثر احکام پر عمل نہیں ہو سکتا۔

(۷) نساء ۵۹ {أَفَلَا يَتَذَكَّرُونَ الْقُرْآنَ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللَّهِ

لَوْ جَدُّوا فِيهِ اخْتِلَافًا كَثِيرًا

کیا پس یہ قرآن میں تدبر نہیں کرتے اگر یہ غیر اللہ کی طرف سے ہوتا تو اس میں وہ اختلاف بہت پاتے اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ قرآن مجید کو اللہ کی کلام وہی سمجھ سکتا ہے۔ اور قرآن پر وہی ایمان لاسکتا ہے۔ جو اس کی آیات میں اجتہاد اور تدبر سے تطبیق دے سکے اور اختلاف آیات کی طرف نہ بھٹکے ورنہ گمراہ ہو جاوے گا۔ لہذا جو شخص تدبر فی القرآن مجتہد کے اجتہاد کو قائل نہیں وہ از روئے ما انزل اللہ گمراہ ہے۔

(۸) نساء ۵۱ { وَإِذَا جَاءَهُمْ أَمْرٌ مِّنَ الْأَمْنِ أَوِ الْخَوْفِ إِذَا عُوَابِهِ

وَلَوْرُدُّوهُ إِلَى الرَّسُولِ وَإِلَى أُولَى الْأَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَ الَّذِينَ يَسْتَبْطُونَهُ مِنْهُمْ وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ لَاتَّبَعْتُمُ الشَّيْطَانَ إِلَّا قَلِيلًا

اور جب ان کے پاس کوئی کسی امر کے متعلق خبر آتی ہے امن کے متعلق یا خوف کے متعلق تو وہ اس کو پھیلاتے ہیں۔ اور اگر وہ اس خبر کو رسول ﷺ کے سپرد کر دیں یا اولی الامر کے سپرد کر دیں تو اس وہ لوگ استنباط سے معلوم کر لیتے ہیں۔ اور اگر اللہ کا فضل اور رحمت تم پر نہ ہو تو سوائے قلیل کے تم شیطان کے متبع ہو جاؤ۔

محمد ۲۶ { أُولَئِكَ الَّذِينَ لَعَنَهُمُ اللَّهُ وَأَصَمَّهُمْ وَأَعَمَّى أَبْصَارَهُمْ أَوْ لَا

يَتَذَكَّرُونَ الْقُرْآنَ أَمْ عَلَى قُلُوبٍ أَقْفَالُهَا.

یہی ہیں وہ لوگ جن پر اللہ نے لعنت کی ہے تو ان کو بہرہ کر دیا ہے۔ اور ان کی آنکھوں کو اندھا کر دیا ہے کیا پس وہ قرآن کو سوچتے نہیں یا ان کے دلوں پر تالے لگے ہوئے ہیں۔

اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ جو شخص تدبر فی القرآن دوسرے معنوں میں اجتہاد فی القرآن کا قائل نہیں بلکہ جملہ قرآن کریم کو بدیہی سمجھے اور ہر آیت کو بلا اجتہاد مجتہد کما حقہ سمجھنے کا دعوے کرے تو اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کے متعلق ارشاد فرماتے

ہیں کہ ایسے لوگوں کو اس عقیدے کی بنا پر اللہ کی لعنت ہے اللہ تعالیٰ ان پر اتنی لعنت برساتا ہے کہ جس سے ان کو اس نے بہرہ کر دیا خواہ کوئی اس کو کتنی کلام الہی پڑھ کر سائے وہ ایمان کی بات نہیں سنتے اور کہتے ہیں کہ ہم غیر مقلد ہیں۔ ہم نے براہ راست قرآن سمجھا ہوا ہے اور لعنت سے خداوند نے ان کی بنیادوں کو اندھا کر دیا ہے۔ ان میں نظر بصارت نہیں ہے۔ جب مادہ بصارت ہی نہیں تو فاعتر وایا اولی الابصار سے وہ آیات الہیہ کو جانچ کیسے سکتے ہیں جب جانچ نہیں تو ان کو مادہ اجتہاد کیسے نصیب ہو سکتا ہے۔ اس واسطے غیر مقلدوں میں کوئی مجتہد نہیں اور انہی کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ان کے دلوں پر تالے لگے ہوئے ہیں یہ بیچارے اجتہاد کو کیا سمجھیں اور انہیں مجتہد کی قدر و منزلت کا پتہ ہی کیا مجتہد کی شان اب اللہ سے دریافت کریں کیا یا اللہ جب تمام قرآن کو بغیر اجتہاد مجتہد سمجھنا مشکل ہے تو مجتہد کیسا ہو سکتا ہے اور مجتہد کون کہلا سکتا ہے۔

یہ بھی اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ اگر قرآن کریم میں کوئی امر امن یا خوف کا ایسا آجائے جو تمہاری فراست سے بعید ہے تو اس کو غیر مقلدیت سے مشہور مت کرو بلکہ پہلے اس امر کو حدیث رسول ﷺ سے تلاش کرو کیونکہ آپ کی اطاعت بلا دلیل تمہارے ذمہ ہے کیونکہ ایسے امور کو تم نہیں سمجھ سکتے جب تک کہ نبی ﷺ کی تقلید نہ کرو اور اگر حدیث رسول ﷺ سے نہ ملے تو اس امر کو ان مجتہدین کے سپرد کرو آیات فرقانیہ سے استنباط کر کے معلوم کر لیتے ہو تو ثابت ہوا کہ قرآن کریم باوجودیکہ خود ناطق ضرور ہے لیکن اس کی آواز ہم تک نہیں پہنچ سکتی کہ جب تک نبی کریم ﷺ اور ائمہ مجتہدین کا واسطہ درمیان میں ہم تک نہ ہو اس کی صحیح مثال یوں سمجھئے کہ ایک شخص مسمیٰ عبد اللہ بن اسمعیل بن عبد الرحمن بن عبد القادر ہے اگر عبد اللہ سے کوئی شخص سوال کرے کہ تو عبد اللہ عبد القادر سے کیسے آگیا تو وہ یہ جواب دے کہ

میں عبدالقادر سے بغیر واسطہ غیر کے آ گیا ہوں تو لوگ یا تو اس کو پاگل سمجھیں گے یا کہیں گے کہ تو عبدالقادر کا ہے ہی نہیں کیونکہ اس کو گزرے ہوئے سو سال گزر گیا ہے اور تو ابھی چار پانچ سال کا ہے تیری نبوت کا اس کی ابوت سے کیسے تعلق ہو سکتا ہے۔

اس خیال است و محال اور اگر صاف صاف کہہ دے کہ میں عبد اللہ اسمعیل کا بیٹا ہوں اسمعیل عبد الرحمن کا بیٹا تھا اور عبد الرحمن عبدالقادر کا تو پھر ہر شخص بلا کھٹکے تسلیم کر جائے گا کہ ہاں واقعی دو کی وساطت سے یہ شخص عبدالقادر کی نسل سے کہلا سکتا ہے اور اس کی نبوت میں شامل ہو سکتا ہے ایسے ہی اگر کوئی غیر مقلد کہے کہ براہ است بلا واسطہ قرآن کریم کا عامل و مومن ہوں اور سمجھ سکتا ہوں اور فیصلہ کر سکتا ہو تو قطعاً غلط اور محال سمجھا جاوے گا اور اسے جواب دیا جاوے گا کہ تو قرآن کو جانتا ہی نہیں چہ جائیکہ اس کا عالم اور عامل کہلائے کیونکہ قرآن کریم کو نازل ہوئے تیرہ سو سال گزر چکے ہیں۔ تو اس پر ایمان کیسے لایا اور تیرے تک پہنچا کیسے تو سمجھا کیسے اور عامل کیسے ہوا اور کچھ زیادہ بھی متبع قرآن کو ماننا پڑے گا کہ میں نے یہ قرآن شریف اور اس کے مسائل آئمہ مجتہدین سے حاصل کئے جنہوں نے بالمشافہ صحابہ کرام سے حاصل کر کے اشاعت فرمائی اور بلا دلائل ان کی اطاعت کا قلاوہ اپنے بعض مسائل قرآنیہ صریحہ کو تقریر و تحریر اگلے میں ڈالا اور ان کی تقلید نے ہی بعض اشارات و کنایات اور دلالات قرآنیہ کو جو ہماری فراست سے بالاتر تھے۔ علم لدنی الہی سے آسان کر کے ہمارے کانوں تک پہنچا کر ہمیں قرآن کا حامل بنایا۔ اگر آئمہ کرام کا یہ احسان نہ ہوتا تو ہم آج کلام الہی کے سمجھنے سے کیا بلکہ پڑھنے سے یہود و نصاریٰ کی طرح کوسوں دور ہوتے اور انہی پر اللہ تعالیٰ نے اپنی کلام پاک کی حفاظت کا بوجھ ڈالا اگر آئمہ کرام قرآن کریم میں کوئی کسی قسم کی مداخلت بجا کرتے تو اللہ کریم اپنے قانون اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ سے ان کو علیحدہ کر دیتا اور سزا دیتا اور اس قابل نہ چھوڑتا کہ وہ دین میں

خرابی ڈالیں جب ائمہ کرام سے من وعین قرآن کریم کی ترجمانی کی تو اللہ کریم نے ایسے مجتہدین کو تمام مسلمانوں سے نوازا اور ان کو اولی الامر کا خطاب دے کر ان کے ذریعے ہم تک قرآن پہنچایا۔ اور انہیں کے متعلق اللہ کریم نے لَعَلِمَهُ الَّذِينَ يَسْتَبِطُونَهُ مِنْهُمْ کی پیشگوئی فرمائی اللہ ہی نے ان ائمہ کرام کو اپنے وعدہ کے مطابق ملکہ استنباط بخشا ان کے سوا اگر کوئی اور امت محمدیہ میں قرآن و دین پہنچانے کے واسطے ہے تو اپنے ایمان سے ظاہر کرو۔ جس کی تاریخ بھی شاہد ہے دیکھو۔

(۹) ابن خلدون $\frac{1}{3}$ { اَمَّا أَبُو حَنِيفَةَ فَقَلَدَهُ الْيَوْمَ أَهْلُ الْعِرَافِ وَمُسْلِمَةُ الْهِنْدِ وَالصِّينِ وَمَا وَرَاءَ النَّهْرِ وَبِلَاوَالْعَجَمِ كُلُّهَا لَمَّا كَانَ مُذْهَبُهُ أَخْصَ بِالْعِرَابِ وَدَارِ السَّلَامِ وَكَانَ تَلْمِيزُهُ صَحَابَةَ الْخُلَفَاءِ مِنْ بَنِي الْعَبَّاسِ فَكَثُرَتْ تَالِيفُهُمْ .

ابن خلدون رقمطراز ہیں لیکن ابو حنیفہ تو اس کے متعلق آج عراق والے اور ہند کے تمام مسلمان اور چین کے اور مارو النھر کے اور تمام عجم کے بلاد کیونکہ امام ابو حنیفہ کا مذہب خاص کر عراق میں تھا اور دور دورہ اسلام کا ہوا اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ خلفاء صحابہ جو بنی العباس سے تھے ان کے شاگرد تھے جن کی خصوصیات بہت ہیں پھر فرمایا وَقَدْ صَادَ أَهْلُ الْإِسْلَامِ الْيَوْمَ عَلَى تَقْلِيدِ هَؤُلَاءِ الْأَئِمَّةِ الْأَرْبَعَةِ كَ . کہ آج تمام اہل اسلام ان چار اماموں کی تقلید پر جمع ہیں۔

عبدالرحمن ابن خلدون جو تمام مورخین میں مسلمہ مورخ ہیں اور مورخین اس کو تاریخ میں سلطان اکبر کا خطاب دیتے ہیں وہ تحریر فرماتے ہیں ۷۷۹ھ میرے زمانہ میں سوائے ائمہ اربعہ کے مقلدین کے دوسرا کوئی شخص یعنی غیر مقلد نہ تھا تو اس سے صاف ثابت ہوا کہ غیر مقلدین کا فرقہ مدعیہ ہے تو کیا ۷۷۹ سال یہ قرآن کریم یہ دین متین بہ ترتیب تقلید چلا آیا اگر بقول تمہارے تقلید کو حرام کہا جاوے اور بقول

تمہارے تمام مقلدین پر فتویٰ کفر لگا دیا جاوے تو معاذ اللہ قرآن پاک اور دین متین کو خیر باد کہنا پڑے گا حالانکہ نبی ﷺ نے ائمہ مجتہدین کی شان میں حدیث بیان فرما کر غیر مقلدین کا خوب رد فرمایا ہے۔

(۱۰) بخاری ۱/۱۶ {يَقُولُ مَنْ يُرِدِ اللَّهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهُ فِي الدِّينِ وَإِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ وَاللَّهُ يُعْطِي وَلَنْ تَزَالَ هَذِهِ الْأُمَّةُ قَائِمَةٌ عَلَى أَمْرِ اللَّهِ لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَالَفَهُمْ حَتَّى يَأْتِيَ أَمْرُ اللَّهِ

ترجمہ: نبی ﷺ فرماتے تھے جس شخص کو اللہ تعالیٰ بہتری کا ارادہ فرماتے ہیں تو اس کو تفقہ فی الدین عنایت فرماتے ہیں۔ اور کوئی بات نہیں میں قاسم ہوں اور اللہ تعالیٰ مجھے عنایت فرماتا ہے اور یہ تمام وسائل تقلیدی قرآن کریم کو کافی سمجھنے سے ثابت ہیں جن کو تم سمجھے ہو کہ ان تقلیدی وسائل کو قبول کرنا قرآن کریم سے روگردانی کرنا ہے یہ غلط ہے بلکہ ان سے انکار کرنا اور تقلید کو مطلقاً حرام کہنا قرآن کریم سے روگردانی کرنا ہے یہ غلط ہے بلکہ ان سے انکار کرنا اور تقلید کو مطلقاً حرام کہنا قرآن کریم سے روگردانی کرنا ہے۔ ظلم اور فسق اور کفر کو قبول کرنا ہے۔ اور جنت سے محروم رہنا اور دوزخ کا ایندھن بننا ہے۔ اور اس لمتہ کا زوال ہرگز نہیں ہوگا امر اللہ پر قائم رہے گی ان کا مخالف ان کو کوئی نقصان نہ دے گا۔ قیامت تک اس حدیث پاک سے چار امور ثابت ہوئے۔

(۱) جس کو اللہ تعالیٰ ارادہ خیر کا فرماتے ہیں اس کو تفقہ فی الدین عطا کرتے ہیں ائمہ مجتہدین کو نفقہ فی الدین عطا فرمائی خصوصاً امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو یہ ان کو اللہ کی طرف سے ارادہ خیر کی علامت ہے۔

(۲) نبی ﷺ قاسم ہیں۔

(۳) یہ امت محمدیہ ﷺ امر اللہ تعالیٰ پر ہمیشہ قائم رہے گی کبھی زوال نہیں ہوگا۔ اب فیصلہ تم پر ہے کہ فرمان نبی ﷺ پر ۷۷۹ سال کے بعد اس حدیث کا

عمل شروع ہوا ہے یا آپ کے زمانہ سے۔

(۴) جب مخالف ظاہر ہوگا تو نقصان نہ پہنچا سکے گا جیسا کہ غیر مقلد مقلدوں کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرتا ہے لیکن ناکام رہتا ہے۔ اور قیامت تک انشاء اللہ ناکام رہے گا یہ نبی ﷺ کی پیشگوئی ہے۔

پھر تمہارا کہنا کہ ائمہ کرام سے غلطی بھی ہو سکتی ہے اگر ان کی تقلید میں پھنس گئے تو دین ہی غلط ہو گیا۔ اس کا جواب نبی ﷺ فرما چکے ہیں۔ چوکہ نبی ﷺ کو تمہارے اس اعتراض کا علم تھا اس کو آپ نے پہلے ہی حل فرمادیا۔

(۱۱) مستدرک {۸۸} عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَجُلَيْنِ اخْتَصَمَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ لِعُمَرَ وَاَقْضِ بَيْنَهُمَا قَالَ اِقْضِ بَيْنَهُمَا وَأَنْتَ حَاضِرٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ نَعَمْ عَلَى أَنْكَ إِنْ أَصَبْتَ فَلَكَ عَشْرُ أَجُورٍ وَإِنَّا جُتِهَدْتَ فَأَخْطَأْتَ فَلَكَ أَجْرُ هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْأَسْنَادِ

ترجمہ: عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روای ہے کہ دو آدمی نبی ﷺ کے پاس ایک جھگڑا لائے تو آپ نے عبد اللہ بن عمرو کو کہا کہ ان کے درمیان فیصلہ کر دو تو عبد اللہ نے جواب دیا کہ حضور میں فیصلہ کروں آپ کی موجودگی میں آپ نے فرمایا ہاں اس بات پر کہ اگر تو صواب کو پہنچا تو تیرے واسطے دس نیکیاں ہیں اور اگر تیرے اجتہاد میں غلطی ہوگئی تو پھر بھی تجھے ثواب ہے یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

اس حدیث پاک سے تین امور ثابت ہو گئے۔

(۱) نبی ﷺ کا اپنی موجودگی میں ہی اپنے مطیعین کی اطاعت و تقلید کا حکم صادر فرمانا۔

(۲) اجتہاد کا اجراء

(۳) اگر مجتہد سے اجتہاد میں غلطی ہو جائے تو بھی اس کو صواب ہے گنہگار نہیں

جب مفتی گنہگار نہیں تو عامل کیسے گنہگار ہو سکتا ہے فَافْهَمْ

ثابت ہوا کہ ائمہ مجتہدین کی خطا قابل گرفت نہیں تو اسی واسطے اللہ کریم نے ان کی اتنی بڑی شان فرمائی اور امامت کا بوجھ ان پر ڈال کر فرمایا اور ہمیں ان کی تقلید کے بغیر چارہ نہیں۔

(۱۲) **ال عمران ۴۱** {وَلْتَكُنْ مِنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ}۔

ترجمہ: اور ضرور چاہئے کہ تم سے ایسا گروہ ہو جو خیر کی طرف دعوت دیں اور نیکی کا حکم کریں۔ اور برائی سے روکیں اور ان لوگوں کو بھی فلاح ملیگی۔ ثابت ہوا کہ ضرورت امام بھی ہے بغیر اس کے چارہ نہیں اور ائمہ کرام اللہ کے حکم سے ہم تک دین پہنچاویں جو ان پر بوجھ اللہ تعالیٰ نے ڈالا تھا اور ہم پر ان کی تقلید واجب فرمائی فرمایا وَاتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنَابَ إِلَيَّ فرمایا کہ جو میری طرف رجوع کرنے والا ہو تو اس کی اتباع کرو کیونکہ قرآن کی حقیقت سوائے اللہ کے اور اہل علم کے جو مجتہدین نہیں ہیں کوئی جانتا نہیں۔

(۱۳) **ال عمران ۲** {وَمَا يَعْلَمُ تَاوِيلَهُ إِلَّا اللَّهُ وَالرَّاسِخُونَ فِي

الْعِلْمِ قرآن کی حقیقت کو سوائے اللہ کے اور جو علم میں پختہ ہیں کوئی نہیں جانتا اس آیت سے ثابت ہوا کہ ہر ایک مجتہد بننے کا مدعی نہیں ہو سکتا اور نہ ہر ایک قرآن کی حقیقت کو کوئی سمجھ سکتا ہے اللہ کریم سمجھتے ہیں یا راسخ فی العلم سمجھتے ہیں اور وہ یہی ائمہ کرام ہیں اور ہمیں بھی ان سے دریافت کر کے عمل کرنے کا ارشاد ہوا۔

(۱۵) **نحل ۱۴۱** {فَاسْئَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ}۔

مسلمانو اگر تمہیں علم نہ ہو اہل ذکر یعنی اہل اللہ سے دریافت کر لیا کرو معلوم ہوا کہ اندھا دھند مجتہد بننے کا مدعی ہونا درست نہیں بلکہ اہل الہ ائمہ مجتہدین سے دریافت کر

کے عمل کرنے کا ارشاد فرمایا تا کہ خود کہیں گمراہی میں نہ پھنس جاؤ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ قیامت میں بھی اماموں کے نام سے ان کے مقلدوں کو پکارا جاوے گا۔

(۱۶) نبی اسرائیل $\frac{15}{18}$ { یَوْمَ نَدْعُوا كُلَّ اُنَاسٍ بِاِمَامِهِمْ تَمَامِ لُغُوں کو ہم ان کے اماموں کے نام سے پکاریں گے۔

اللہ تعالیٰ نے بانیاءِ ہم یا بُرْسَلِہُمْ نہیں فرمایا بلکہ بِاِمَامِہُمْ فرمایا ہے یعنی انبیاء کے نام سے نہیں رسولوں کے نام سے نہیں فرمایا بلکہ فرمایا کہ اماموں کے نام سے ان کے مقلدین کو پکاریں گے۔ اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ بغیر امام کے گزارہ نہیں۔ کیونکہ ائمہ کرام بن کے واسطے سے ہم نبی ﷺ تک پہنچ سکتے ہیں۔ اور تقلید ائمہ کرام بما انزل میں داخل ہے۔ خارج نہیں جیسا کہ تم نے سمجھا ہے اس آیت قرآنی کو پڑھ سن کر بھی اگر تم امام کی ضرورت محسوس نہ کرو اور امام کے بغیر نجات اخروی تلاش کرو تو محال ہے مقلدین کو تو میدان حشر میں ان کے اماموں کے نام سے آواز دیا جاویگا۔ جس کا کوئی امام نہ ہوگا تو غیر مقلدین کو شیطان کے نام سے بلایا جاوے گا۔ اور دوزخ میں شیطان کے ساتھ ڈالے جاویں گے اور ائمہ دین اور ان کے مقلدین کو بھی ان کے ساتھ اللہ تعالیٰ جنت میں لے جاوے گا اور مقلدین کو اور ان کے ماں باپ بھی جو تقلید میں فوت ہوئے۔ چنانچہ ارشاد الہی ہے۔

(۱۷) { وَالَّذِينَ اٰمَنُوا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ

ذُرِّيَّتُهُمْ وَمَا اَلْتَنَّهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ

اور جو لوگ ایمان لائے اور ان کی اولاد نے ان کی اتباع کی ایمان کے ساتھ تو ان کی ذریت کو ان کے ساتھ ہی ہم شامل کریں گے اور ان کے عمل سے ہم کچھ ضائع نہیں کریں گے۔

لہذا ہم اپنے ائمہ کی تقلید میں متبع ہیں ان کے ساتھ انشاء اللہ جنت میں

ہونگے اور تم ترسو گے کیونکہ تم نہ ان کے نقش قدم پر چلتے ہو اور نہ ان کی تقلید کرتے ہو۔ پھر ائمہ کرام نے بھی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی تقلید کی اور ان کے مقلد بنے نبی ﷺ کے فرمان کے مطابق اپنے دلائل سے ان کے ارشادات کو مضبوط فرمایا نہ کہ ان سے دلائل طلب کئے کیونکہ ان کو بھی ان کی تقلید کا ارشاد الہی تھا ملاحظہ ہو۔

(۱۸) توبہ ۱۱۴ {وَالسَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ بِإِحْسَانٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي تَحْتَهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ}

اور مہاجرین اور انصار سے پہلے سبقت لے جانے والے اور جنہوں نے ان کی اتباع کی نیکی کے ساتھ ان سے اللہ راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہو گئے اور ان کے واسطے اللہ نے باغات تیار کئے ہیں جن کے نیچے نہریں جاری اس میں ہمیشہ رہیں گے یہ بڑا درجہ ہے۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کی شان بیان فرمائی اور ان کے متبعین باحسان یعنی جنہوں نے ان کے فرمان کو بلا دلیل تسلیم کر لیا اور ان کی تقلید کر لی وہ تابعین میں شامل ہوئے اور صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ جنت میں جائیں گے اور ان کے ساتھ ہمیشہ جنت میں رہیں گے یہی ان کی تقلید کا بدلہ ان کو بڑا ملا ہے۔ اور نبی ﷺ نے بھی صحابہ کی تقلید کا ارشاد فرمایا:

(۱۹) ابن ماجہ ۵، بخاری شریف ۱۰۸ {وَسَتَرُونَ مِنْ بَعْدِي اخْتِلَافًا شَدِيدًا فَعَلَيْكُمْ يُسْتَبَىٰ وَسُنَّةُ خُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمُهْدِيِّينَ عَصُوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ}۔

اور عنقریب میرے بعد تم سخت اختلاف دیکھو گے تو تم پر میری سنت اور خلفاء راشدین مہدین کی سنت واجب ہے۔

اس حدیث پاک سے بھی ثابت ہوا کہ سخت اختلاف کے وقت (جیسا کہ آجکل ہے) نبی ﷺ کی سنت اور صحابہ کرام کی سنت ہم پر واجب ہے اگر ائمہ کرام خلفاء راشدین کی تقلید کو واجب نہ جانتے تو اب تک اسلام مفقود ہو جاتا چنانچہ آج کل بھی ائمہ کرام کی تقلید کرتے ہوئے جب تک خلفاء راشدین اور نبی ﷺ کے صحیح مقلد نہ بن جاویں گے۔ تب تک اسلام کے نزدیک نہیں جاسکتے۔ چنانچہ ارشاد الہی ہے۔

(۲۰) بقرہ ۱۶۱ {فَإِنْ أَمِنُوا بِمِثْلِ مَا آمِنْتُمْ بِهِ فَقَدْ اهْتَدَوْا وَإِنْ تَوَلَّوْا

فَأِنَّمَا كُمْ فِي شِقَاقٍ فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللَّهُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ

پس اگر یہ لوگ ایمان لائیں اس طرح جیسا کہ اے صحابیو تم ایمان لائے ہو تو وہ راہ راست پر ہیں اور اگر وہ تم سے پھر جاویں تو اور کوئی بات نہیں وہ مخالفت میں ہیں تو ان سے اللہ جلدی نمٹ لے گا اور وہ سننے والا جاننے والا ہے۔ اس آیت سے ثابت ہوا کہ تقلید صحابہ کرام بھی بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ میں داخل ہے۔ اور جس نے ان کی تقلید نہ کی وہ اللہ کا مخالف ہے اس سے اللہ خود نمٹنے کا ارشاد فرماتے ہیں۔

(۲۱) نساء ۵۷ {وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ

غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ ۖ وَسَاءَتْ مَصِيرًا

اور جو شخص مخالفت کرے گا۔ رسول ﷺ کی بعد اس کے کہ اس کے واسطے ہدایت ظاہر ہو گئی اور پیروی کی اس نے مومنین کے راستے کے سوا تو ہم اس کو پھیر دیتے ہیں جدھر وہ پھرا اور اس کو جہنم میں داخل کریں گے اور بہت بری لوٹنے کی جگہ ہے۔

اب اے غیر مقلد و ہابیو تم کہتے ہو کہ تقلید واجب نہیں وِیَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ

الْمُؤْمِنِينَ نے تقلید کو ایسا واجب کر دیا۔ کہ ان کے چھوڑنے والے غیر مقلدین کو تو جہنم کی سزا سنادی اب تمہارے دل پر موقوف ہے ایمان لاؤ یا جہنم قبول کر لو کیونکہ اس آیت کریمہ میں اللہ جل شانہ نے صحابہ کرام اور ائمہ مجتہدین دووں کی تقلید کا ارشاد فرمایا

ہے اور اس نے منہ پھیرنے والے کو بھی جو ان کی تقلید کا منکر ہو غیر مقلد ہونے کا دعویٰ کرے وہ خاص دوزخی ہے۔ پھر پانچوں وقت نماز میں بھی صحابہ کرام اور ائمہ کرام کی تقلید کرنے کی دعا سکھائی ملاحظہ ہو۔

(۲۲) فاتحہ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ
یا اللہ ہمیں صراط مستقیم کی ہدایت دے ان لوگوں کے راستے کی جن پر تو نے انعام کیا ہے۔

اس آیت کریمہ میں منعم من اللہ کے راستہ قبول کرے کی خدا سے دعا مانگ رہا ہے۔ معلوم ہوا کہ جب منعم من اللہ کے پاس نہ جاویں ان کی تقلید نہ کریں تب تک ہدایت نصیب نہیں ہو سکتی سب سے پہلے منعم من اللہ صحابہ کرام ہیں۔ جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کی تقلید کا حکم کیا بعد میں آئمہ کرام جنہیں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی زیارت نصیب ہوئی۔

جن کی تقلید کا ہمیں نبی ﷺ نے بھی سبق دیا۔

(۲۲) مسند ابو داود و طیار کی اے {حدثنا یونس قال حدثنا ابو داود قال حدثنا بثبئة قال اخبرني ابو عون الثقفي قال سمعت احادث بن عمر يحدث عن اصحاب معاذ من اهل حمص و قامرة عن معاذ ان رسول الله ﷺ لما بعث معاذاً الى اليمن قال له كيف تقضى ان عرض لك قضاء قال اقضى بكتاب الله قال فان لم تجد في كتاب الله قال اقضى بسنة رسول الله قال فان لم تجد من سنة رسول الله قال اجتهد راني لا الو قال ف ضرب بيده في صدرى وقال الحمد لله الذي وفق رسول الله لما يرضى رسول الله.

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یمن طرف بھیجانی ﷺ نے اس کو ارشاد فرمایا کہ تو فیصلہ کیسے کرے گا اگر تیرے سامنے کوئی جھگڑا پیش ہوا تو حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا کہ میں اللہ کی کتاب سے فیصلہ کروں گا۔ آپ نے فرمایا پس اگر تجھے کتاب اللہ میں نہ ملا تو اس نے عرض کیا کہ میں سنت رسول اللہ ﷺ سے فیصلہ کروں گا۔ حضرت نے فرمایا اگر تجھے سنت رسول اللہ ﷺ میں بھی نہ ملا اس نے کہا کہ میں اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا نہیں کی کروں گا میں حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ نبی ﷺ نے اپنے دست مبارک میرے سینے میں مارا اور فرمایا سب تعریف ہے اس ذات کے واسطے جس نے اللہ کے قاصد کو وہ توفیق عنایت فرمائی جو رسول اللہ پسند کرتا ہے۔ ایسے ہی جب علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کو نبی ﷺ نے یمن کی طرف بھیجا تو بھی مجتہد بنا کر بھیجا اور عوام کو ان کی تقلید کا ارشاد فرمایا۔

(۲۴) مستدرک {۸۸} عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ بَعَثَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَى الْيَمَنِ عَلِيًّا فَقَالَ عَلِمْتُمْ الشَّرَائِعَ وَأَقْضِ بَيْنَهُمْ قَالَ لَا عِلْمَ لِي بِالْقَضَاءِ فَدَفَعَ فِي صَدْرِهِ فَقَالَ اللَّهُمَّ اهْدِهِ لِلْقَضَاءِ هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ وَلَمْ يَخْرُجَاهُ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ نبی ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یمن کی طرف بھیجا تو آپ نے فرمایا اے علی ان لوگوں کو امور شریعت سکھانا اور ان کے درمیان فیصلہ بھی کرنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ حضرت مجھے علم قضا نہیں تو آپ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سینے میں مارا تو فرمایا اے اللہ اس کو قضا کی راہ دکھاوے یہ حدیث صحیح ہے جس شرط پر شیخین روایت کرتے ہیں لیکن انہوں نے بیان نہیں کیا۔

نبی ﷺ صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کو مجتہد تیار کریں اور تم کہو کہ ہمیں

قرآن کافی ہے معلوم ہوتا ہے کہ تم مدعی نبوت ہو جو قرآن کو بغیر اجتہاد بالوحی سمجھنے کا دعویٰ رکھتے ہو یا معلوم ہوتا ہے کہ تم بما انزل اللہ کو سمجھے ہی نہیں اَفْتُوْا مَنْوْنَ بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضِ اِیتِ پر ہی عمل کر کے اکتفا کر لیا ہے ورنہ جیسا کہ نبی ﷺ نے قرآن کریم کو سمجھا ہے اور باوجود سمجھنے کے اپنے صحابہ کرام رضوان اللہ جمیعین کو اولی الامر تیار کرتے رہے کیا نبی ﷺ بَا انزل اللہ کے خلاف عمل رہا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا عمل خلاف تھا۔ کیا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ تسلیم کرنے والوں کو مقلد نہ کہا جاوے گا۔ تقلید کی تعریف بھی یہی ہے۔ شرح عقائد جلالی

هُوَ الْعَمَلُ بِقَوْلِ الْغَيْرِ بِغَيْرِ حُجَّةٍ الْحَجَجِ الْاَذْبَعَةِ نَافِهِم

یہ حدیث شریف فرمان الہی اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم آیت قرآنی کی ترجمانی فرمائے اور رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام عامل ہوں اور پھر تم کہو کہ مجتہد کی تقلید حرام ہے تو تمہیں خداوند ہدایت دے بھلا حدیث شریف کو ہی بغیر اجتہاد مجتہد سمجھ کر دکھاؤ۔

(۲۵) ترمذی شریف ۱/۱۰۱ عن ایوب الانصاری قال قال رسول اللہ ﷺ اِذَا اَتَيْتُمُ الْغَائِطَ فَلَا تَسْتَقْبِلُوا الْقِبْلَةَ بَعَائِطٍ وَلَا بُولٍ وَلَا تَسْتَدْبِرُوْهَا وَلٰكِنْ شَرِّقُوا اَوْ غَرِّبُوا

ترجمہ: ابویوب انصاری سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ تم پاخانہ کو آؤ تو قبلے کی طرف رخ نہ کرو۔ پاخانہ کے وقت یا پیشاب کے وقت اور نہ پیٹھ کرو قبلے واور لیکن مشرق کی رخ بیٹھو یا مغرب کی جانب (اب اس حدیث شریف پر اگر پاکستان و ہندوستان میں فرمان مصطفوی پر عمل کریں شَرِّقُوا اَوْ غَرِّبُوا سے منہ اور پیٹھ مشرق یا مغرب کو کریں تو قبلہ رخ کرنا پڑتا ہے تو مجتہد کے اجتہاد سے معلوم ہوا کہ یہ ارشاد نبوی محض علاقہ مدینہ طیبہ کے واسطے ہے جس کا رخ مکہ شریف

سے جانب قطب ہے اور مکہ شریف جانب جنوب ہے اس سمت کے لحاظ سے یہ ارشاد اپنے فرمایا آپ کا مقصد صرف یہی ہے کہ قبلہ رخ نہ منہ کر کے پاخانہ پیشاب بیٹھے نہ پیٹھ کر کے باقی سمت کے لحاظ سے قبلہ کا لحاظ رکھے نہ شرفوا او غربوا تو یہ حدیث شریف بغیر اجتہاد مجتہد سمجھ میں نہ آئی یہ ہے جناب مجتہد کا اجتہاد جس کی ضرورت قرآن و حدیث پر عمل صحیح کرنے کے لئے پڑتی ہے بغیر اس کے گزارہ نہیں۔

(۲۶) مستدرک ۴/۹۴، نسائی شریف ۵، ۳، ۵ {عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ مَنْ

عَرَضَ لَهُ قَضَاءٌ فَلْيَقْضِ فِي كِتَابِ اللَّهِ فَإِنْ جَاءَ وَ أَمْرٌ لَيْسَ فِي كِتَابِ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ فَلْيَقْضِ بِمَا قَضَى بِهِ النَّبِيُّ ﷺ فَإِنْ جَاءَ وَ أَمْرٌ لَيْسَ فِي كِتَابِ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ وَلَمْ يَعْصِ بِهِ نَبِيَّهُ ﷺ فَلْيَقْضِ بِمَا قَالَهُ الصَّالِحُونَ فَإِنْ جَاءَ وَ أَمْرٌ لَيْسَ فِي كِتَابِ اللَّهِ وَلَمْ يَقْضِ بِهِ نَبِيَّهُ ﷺ وَلَمْ يَقْضِ بِهِ الصَّالِحُونَ فَلْيَجْتَهِدْ بِدَايِهِ فَإِنْ لَمْ يَحْسِنْ فَلْيَقِرَّ وَلَا يَسْمِئْ هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ الْإِسْنَادُ وَلَمْ يَخْرُجَاهُ الْقَاسِمُ هُوَ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ

ترجمہ: عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ نے فرمایا جس شخص کو فیصلہ درپیش ہو تو چاہئے کہ فیصلہ کرے کتاب اللہ میں سے پس اگر اس کے پاس ایسا امر آ جاوے کہ اللہ کی کتاب میں نہیں ہے تو چاہئے کہ فیصلہ کرے جو نبی ﷺ نے فیصلہ کیا پھر اگر اس کے پاس ایسا امر آ جاوے۔ اللہ کی کتاب میں بھی نہیں ہے اور نبی ﷺ کا فیصلہ بھی اس کے متعلق نہیں ہے۔ تو چاہئے کہ فیصلہ کرے جو بزرگان دین نے اس کے متعلق فیصلہ کیا ہے پھر اگر اس کو ایسا امر آ گیا کہ کتاب اللہ میں بھی نہیں اور نبی ﷺ نے بھی اس کے متعلق فیصلہ نہیں کیا اور اس کے متعلق بزرگان دین کا فیصلہ بھی موجود نہیں۔ تو چاہئے کہ اپنی رائے سے اجتہاد کرے پس اگر تم نے اچھا فیصلہ نہیں کیا تو صاف صاف اقرار کرے حیا نہ کرے یہ حدیث صحیح سندوں والی ہے۔ بخاری مسلم نے

اس کو روایت نہیں کیا اور عبد اللہ راوی عبد اللہ بن مسعود اصحابی رسول اللہ ﷺ ہیں۔ اور قاسم راوی اس روایت کے ان کے پوتے عبد الرحمن کے بیٹے ہیں۔

اے جماعت غیر مقلدین اس صحیح حدیث کو سن کر اب تو امین کہہ دو۔

بعینہ یہ حدیث شریف وہ ہے جو عین اصول مقلدین ہیں کہ فیصلہ پہلے کتاب اللہ سے پھر حدیث رسول اللہ ﷺ سے پھر اجماع سے پھر اجماع سے پھر قیاس سے یہی اولہ اربعہ مقلدین کے واسطے حجتہ ہیں جو حدیث کے مطابق مقلدین اعتقاد رکھتے ہیں جس کے تم منکر بھی تقلید کو حرام کہتے ہو کبھی مجتہد کو خاطر سمجھ کر چھوڑتے ہو کبھی قیاس کرنے والے کو شیطان کہتے ہو اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ یہ تمہاری تمام باتیں لغو ہیں اولہ اربعہ پر عمل کرنا حدیث کے مطابق ہے۔ اور عَلَیْکُمْ بِسُنَّتِیْ وَسُنَّةُ خَلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ الْمُهَدِّبِیْنَ کے مطابق عمل ہے اور یہی تعریف تقلید ہے۔ جو فَلِیَجْتَهِدْ بِرَایِهِ ہیں موجود ہے اور سنئے۔

(۲۷) طبقات ابن سعد ۴/۱۳۱ { نبی ﷺ کے وصال پر عبد اللہ بن انیس نبی ﷺ

کا مرثیہ خانی کرتے ہوئے صحابہ کرام کو خطاب کرتے ہیں۔

فَیَا قَرِیْشُ قَلِّدُوا لِأَمْرِ بَعْضِهِمْ فَإِنَّ صَحِیحَ الْقَوْلِ لِلنَّاسِ نَافِعٌ
پس اے جماعت قریش اگر تمہیں کوئی امر آ جاوے تو تم بعض کی تقلید کرو
کیونکہ صحیح بات لوگوں کو نفع دینے والی ہے۔

دوستو اب تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا بھی تقلید پر صاف فتویٰ
ثابت ہو گیا۔ اب بھی اگر تقلید کو حرام کہو تو تمہیں خدا ہدایت دے۔

(۲۸) مستدرک ۴/۱۴ { عَنْ عَطَاءٍ كَانَتْ عَائِشَةُ أَفْقَهُ النَّاسِ وَأَعْلَمُ

النَّاسِ وَأَحْسَنُ النَّاسِ رِيًّا فِي الْغَامَةِ

حضرت عطاء سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تمام

لوگوں سے زیادہ فقیہ تھیں اور سب لوگوں سے عالمہ تھیں اور عام لوگوں میں بہت اچھی رائے دینے والی تھیں۔

اب تو حضرت عائشہ ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا افتہ اور رائے عامہ میں بہترین رائے دینے والی ثابت ہو گئیں کیا معاذ اللہ انہوں نے خلاف قرآن عمل کیا ذرا سوچ کر تو بات کرتے کیا ان کو اہل الرائے کو فتویٰ دو گے حقیقت یہ ہے کہ تمہیں بزرگان دین و ائمہ مجتہدین سے حسد ہے اس وجہ سے تقلید کو حرام کہتے ہو۔ سنو۔

(۲۹) بخاری شریف ۱/۱۷۱ {عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ

لَا حَسَدَ إِلَّا فِي اثْنَيْنِ رَجُلٌ آتَاهُ اللَّهُ مَالًا فَسَلَّطَهُ عَلَى هَلَكَةٍ فِي الْحَقِّ وَآخَرُ آتَاهُ اللَّهُ حِكْمَةً فَهُوَ يَقْضِي بِهَا وَيُعَلِّمُهَا.

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے نہیں ہے حسد مگر دو آدمیوں میں ایک آدمی جس کو اللہ نے مال دیا ہو اور وہ حق میں خرچ کرنے پر مسلط ہو اور دوسرا جس کو اللہ نے دانائی عطا فرمائی تو وہ اس دانائی سے فیصلہ کرتا ہے اور وہ اس کو سکھاتا بھی ہے۔

واقعی نبی ﷺ کے فرمان کے مطابق لوگ مال پر حسد کرتے ہیں اور تم ائمہ مجتہدین کے اجتہاد و قضا کے علم پر حسد کرتے ہو اور حدیث مصطفوی ﷺ اتبعوا فسواد الأعظم کا انکار کر رہے ہو۔ اور سواد اعظم سے علیحدہ ہو

(۳۰) کنز العمال ۲/۱۳۱ {عَنْ حَارِثِ بْنِ مُضَرَّبٍ قَالَ كَتَبَ إِلَيْنَا عَمْرُ بْنُ

خَطَّابٍ أَمَّا بَعْدُ فَإِنِّي قَدْ بَعَثْتُ إِلَيْكُمْ غَمَارَ بْنَ يَاسِرٍ أَمِيرًا وَعَبْدَ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ مُعَلِّمًا وَزَيْرًا وَهُمَا مِنْ أَنْجَبَاءِ مِنْ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ ﷺ مِنْ أَهْلِ بَدْرٍ فَتَعَلَّمُوا مِنْهُمَا وَاقْتَدُوا بِهِمَا

حارث بن مضرب سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ ہماری طرف عمر بن

خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لکھا اما بعد پس تحقیق میں نے تمہاری طرف عمار بن یاسر کو امیر بنا کر بھیجا ہے اور عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہا و وزیر معلم بنا کر بھیجا ہے اور یہ کے نبی ﷺ کے خاص اصحاب سے ہیں اور بدری بھی ہیں تم ان سے تعلیم حاصل رو اور ان کی اقتداء کرو۔ فقیر نے پہلے نبی کریم ﷺ کے ارشادات عالیہ پیش کیے ہیں جو انہوں نے صحابہ کرام اجمعین کی تقلید کا فرمایا اب صحابہ کبار رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ارشاد عالیہ عرض کر دئے۔

خدا را سوچو اور مقلدین بن کر اپنے ایمان کو درست کر لو اگر بے انزال اللہ کے سنی ذہن میں یہی بٹھائے رکھو گے کہ محض قرآن کریم ہی کافی ہے تو قرآن کریم سے بھی جواب ملے گا۔ کیونکہ قرآن کریم میں تو جہاں خداوند اپنی اطاعت کا ارشاد فرماتے ہیں تو ساتھ ہی نبی ﷺ بھی اطاعت میں شامل کرتے ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ بغیر نبی ﷺ کے اطاعت اللہ بھی محال ہے ذرا یہ تو سمجھاؤ جو تمہاری کڑی عقل میں درج ہے کہ قرآن ہی ہمیں کافی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

وَأَقِمُوا الصَّلَاةَ کہ نماز کو قائم رکھو نماز کی حقیقت ذرا قرآن کریم سے تو سمجھاؤ قَوْمُوا لِلَّهِ قَانِتِينَ کہ خدا کے واسطے فرمانبردار ہو کر کھڑے ہو جاؤ کیسے کھڑے ہونا ہے اور کرنا کیا ہے پڑھنا کیا ہے یا خاموش کھڑا ہونا ہے ایسے ہی فرمان الہی ہے وَارْكَعُوا وَاسْجُدُوا رکوع کرو اور سجدہ کرو صرف قرآن سے ہی ثابت کرنا بغیر فرمان مصطفیٰ ﷺ ذرا رکوع سجود کی ہیئت کذا یہ تو سمجھاؤ کلا دحا شا این محال است معلوم ہوا کہ جب تک حدیث پاک کے مطابق وَأَطِيعُوا اللَّهَ أَطِيعُوا الرَّسُولَ کے ساتھ شامل نہ سمجھو گے عمل کرنا محال ہے۔

(۳۰) احزاب ۲۲/۹ {وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا اور جو شخص

اطاعت کرے گا اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی پس تحقیق رتبہ پایا اس نے مرتبہ بڑا۔

معلوم ہوا کہ جب تک نبی اکرم ﷺ کی ذات کی اطاعت مقدم نہ رکھے بعد کو قرآن مجید پر ایمان درست ہوتا ہے اور جب تک اس کے ساتھ ایمان درست نہ ہو اس کو سمجھنا محال ہے۔

چنانچہ اللہ کریم باعتبار ذات و صفات ہمارے واسطے مقدم ہے لیکن باعتبار اطاعت ہمارے واسطے ذات نبی کریم ﷺ ہیں جب تک نبی کریم ﷺ کی اطاعت پہلے نہ کی جاوے تو حید و کتاب کو سمجھنا محال فرمایا۔

(۲۶) نساء ۵۱ { مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ وَمَنْ تَوَلَّى فَمَا أَرْسَلْنَاكَ عَلَيْهِمْ حَفِظًا

جہ شخص اطاعت کرے گا رسول ﷺ کی پس تحقیق اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس شخص نے منہ پھیرا تو ہم نے آپ کو یا رسول اللہ ﷺ نہیں بھیجا۔ ان پر نگہبان (دشمن رسول اللہ ﷺ کے آپ نگہبان نہیں اور مومنین کے واسطے روف و رحیم ہیں اس آیت کریمہ سے صاف صاف ثابت ہوا کہ جب تک پہلے اطاعت مصطفیٰ ﷺ نہ کی جاوے تب تک بلا واسطہ اللہ کا مطیع نہیں ہو سکتا۔

ان تمام آیات و احادیث صحیحہ سے ثابت ہوا کہ تقلید واجب ہے اور اجتہاد مجتہد حق ہے جس کے بغیر شریعت مطہرہ کا سمجھنا محال ہے اور ہمارے واسطے ائمہ مجتہدین کی تقلید واجب ہے۔ کیونکہ ائمہ مجتہدین نے صحابہ کرام کی تقلید کو واجب سمجھ کر مقلد بنے اور صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین نے بارشاد الہی نبی کریم ﷺ کی تقلید کو واجب سمجھا اور تمام عمر مقلدین رہے اور نبی کریم ﷺ بلا تقلید غیر خداوند کریم کی طرف سے ملہم من اللہ ثابت ہوئے یعنی بلا تقلید و بلا واسطہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام قرآن کریم کے حامل و عامل رہے اور ہیں اور رہیں گے باقی رہا ہمارا قرآن کریم تک پہنچنا

اور سمجھنا اور خدا رسیدہ ہونا بغیر تقلید محال ہے کیونکہ ہمیں قرآن و شریعت ائمہ کرام سے پہنچا اور ائمہ کرام کو صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین سے اور صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کو رسول اللہ ﷺ سے اور رسول اللہ ﷺ کو خداوند کریم سے یہ تمام تقلیدی وسائل اولی الامر سے لیکر خداوند کریم تک بِسْمِ اللّٰہِ میں شامل ہیں اور ثابت ہیں جس سے تم عمار و گردانی کر رہے ہو اے منکرین تقلید ذرا سوچو کہ قرآن کریم کو براہ راست فیصل مان کر مدعی نبوت بنتے ہو۔ کیونکہ براہ راست قرآن کریم تک پہنچنا یہ نبوت و رسالت کا کام ہے جب صحابہ کرام بغیر نبی ﷺ کے قرآن کریم تک نہ پہنچ سکے اور ائمہ کرام بغیر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نبی ﷺ تک نہ پہنچ سکے تم کون ہو جو طفرے سے قرآن مجید تک پہنچ جاؤ۔ خداوند کریم آپ کو ہدایت بخشے۔ وَمَا عَلَيْنَا الْإِلَاحُ الْمُبِينُ

اور وہابیہ کے متعلق فقہائے کرام کا فتویٰ کہ وہابیوں کو خارجیوں میں شمار کیا گیا ہے۔

ردالمحتار شامی جلد ۳ ص ۴۲۷ {عَلِمْتُ أَنَّ هَذَا غَيْرُ شَرْطٍ فِي مُسَمِّي الْخَوَارِجِ بَلْ هُوَ بَيَانٌ لِمَنْ خَرَجُوا عَلَى سَيِّدِنَا عَلَى عَهْدِهِ وَإِلَّا فَيَكْفِي فِيهِمْ اِعْتِقَادُهُمْ كُفْرًا مَنْ خَرَجُوا عَلَيْهِ كَمَا وَقَعَ فِي زَمَانِنَا فِي اتِّبَاعِ عَبْدِ الْوَهَّابِ الَّذِينَ خَرَجُوا مِنْ نَجْدٍ وَتَغَلَّبُوا عَلَى الْحَرَمَيْنِ وَكَانُوا يَنْتَحِلُونَ مَذْهَبَ الْخَنَازِلَةِ لَكِنَّهُمْ اِعْتَقَدُوا أَنَّهُمْ هُمُ الْمُسْلِمُونَ وَأَنَّ مَنْ خَالَفَ اِعْتِقَادَهُمْ مُشْرِكٌ وَأُسْتَبَاحُوا بِذَلِكَ قَتْلَ أَهْلِ السُّنَّةِ وَقَتْلَ عُلَمَاءِ هُمْ حَتَّى كَسَرَ اللَّهُ تَعَالَى شَوْكَتَهُمْ وَخَرَّبَ بِلَادَهُمْ وَظَفَرَبِهِمْ عَسَاكِرَ الْمُسْلِمِينَ عَامَ ثَلَاثٍ وَثَلَاثِينَ مِائَتِينَ وَآلَفٍ

ترجمہ: تو نے جان لیا کہ خارجیوں کے مسکمی میں یہ غیر مشروط ہے بلکہ وہ ان خارجیوں کا بیان ہے جنہوں نے حضرت علیؑ پر چڑھائی کی اور تبرے کئے اور نہیں تو ان میں ان کا

اعتقاد کفر کافی ہے۔ جیسا کہ ہمارے زمانے میں عبدالوہاب کے قبعین جو نجد سے نکلے ہیں اور حرمین شریفین پر چھا گئے ہیں۔ اور وہ اپنے آپ کو حنبلی مذہب کی طرف منسوب کرتے ہیں لیکن ان کا اعتقاد ہے کہ وہ خود ہی مسلمان ہیں اور جو شخص ان کے عقیدے کے مخالف ہے مشرک ہے۔ اور وہ اہل سنت والجماعت کے قتل کو مباح سمجھتے ہیں۔ اور ان کے علماء کو انہوں نے قتل کیا ہے۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی حکومت کو توڑا اور ان کے شہروں کو برباد کیا۔ اور مسلمانوں کے لشکر نے ۱۲۳۳ھ میں ان پر فتح پائی۔

دیوبندی حضرات کو جو حنفی کہلا کر مسلمانوں کو دھوکہ دیتے ہیں۔ میں انعام پیش کرتا ہوں کہ اگر وہ اپنے آپ کو نجدیوں کے عقائد کی تعریف کے انبار لگا کر اور ان کے اعمال و عقائد کو اپنا معمول بنا کر اہل سنت و جماعت ہونا ثابت کر دیں کیونکہ یہ سراسر حقیقت کے خلاف ہے۔

سوال { آپ کے پاس وہ کونسا مقیاس حنفیت ہے۔ جس سے تم وہابی اور حنفی میں فرق کرتے ہو۔ بمعہ کتب فارقہ بیان کرو۔

محمد عمر { مقیاس حنفیت تو زیادہ ہیں۔ لیکن مشتے از خروار عرض کرتا ہوں۔ دیوبندی وہابیوں اور احناف اہل سنت و جماعت کے عقائد میں اور کتب میں سخت تناقص ہے۔

عقائد احناف

عقائد وہابیہ دیوبندیہ

احناف کے نزدیک خدا سے جھوٹ محال اور ممتنع ہے۔

”دیوبندیوں کا خدا جھوٹ بول سکتا ہے“

نحل ۱۲۵ { اِنَّ الَّذِیْنَ یَفْتَرُوْنَ

فتوویٰ رشیدیہ حصہ اول ص ۲۰ {

عَلٰی اللّٰهِ الْکَذِبَ لَا یُفْلِحُوْنَ

کذب داخل تحت باری تعالیٰ ہے۔

مَتَاعٌ قَلِیْلٌ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ

الحمد المقل حصہ دوم ص ۴۴} اُرحم
تعالیٰ شانہ کلام کاذب پر قادر نہ ہوگا۔ تو
قدرت انسانی قدرت انسانی قدرت
ربانی سے زائد ہو جائیگی۔

الحجید المقل حصہ دوم ص ۴۰ { کذب
متنازع فیہ صفات ذاتیہ میں داخل نہیں۔
بلکہ صفات فعلیہ میں داخل ہے۔

الحجۃ المقل { ۱۸۳ } اہل سنت کے
نزدیک۔ (دیوبندیوں کے نزدیک)
افعال قبیہ مقدور باری تعالیٰ ہیں۔

الحمد لمقل { ۱/۴ } اب افعال قبحہ کو
قدرت قدیمہ حق تعالیٰ شانہ سے کیونکر
خارج کر سکتے ہیں۔

الحجۃ المقل { ۱۴۴ھ } جو حضرات قضیہ
غیر مطابق للواقع (جھوٹ) کو مقدور
باری تعالیٰ کہتے ہیں ان کا یہ مطلب ہے
کہ باوجود انکشاف واقعہ اور ادراک عدم
مطابقہ واقعہ غیر واقعی (جھوٹ) کا عقد و
اصدار قدرت باری جل سلطانہ میں
داخل ہے۔

مسامرہ جلد ۲ ص ۳۳ {يَجِبُ أَنْ لَا
يَتَّصَفَ بِنَقْصٍ واجب ہے کہ نہ وصف
کیا جائے اللہ تعالیٰ نقص کے ساتھ۔

الحجہ المقل { ۱/۸ } فعل قبیح بالنظر الی

قدرت باری تعالیٰ ممکن ہے

الحجہ المقل { ۱/۸ } افعال قبیحہ کو مثل

دیگر ممکنات ذاتیہ مقدور باری جملہ اہل حق
(وہابی دیوبندی) تسلیم کرتے ہیں۔

مسامرہ جلد ۲ ص ۶۵ { لَا يُوصَفُ

اللَّهُ تَعَالَى بِالْقُدْرَةِ عَلَى الظُّلْمِ

وَالسُّفْهِ وَالْكَذِبِ لِأَنَّ الْمَحَالَ

لَا يَدْخُلُ تَحْتَ الْقُدْرَةِ أَمْ

لَا يُصْلَحُ مَعْلَقَاتُهَا

(وَعِنْدَ الْمُعْتَزِلَةِ يَقْدِرُ تَعَالَى

عَلَى كُلِّ مَا ذَكَرَ

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ نہیں وصف کیا جاتا

ساتھ قادر ہونے کے ظلم پر اور بیوقوفی

پر اور جھوٹ پر اس واسطے کہ محال

قدرت الہیہ کے ماتحت داخل نہیں

ہوتا۔ یعنی اس کے متعلقات کی

صلاحیت نہیں رکھتا۔ اور معتزلہ کے

نزدیک اللہ تعالیٰ ہر نقص پر قادر ہے۔

یعنی جھوٹ، بیوقوفی، ظلم وغیرہم

معلوم ہوا کہ امکان کذب باری تعالیٰ معتزلیوں کا عقیدہ ہے۔ لہذا خداوند

تعالیٰ کے نزدیک اور احناف کے مذکورہ بالا حوالہ جات سے دیوبندی معتزلی ٹھہرے۔

یہ دلیل اول ہے دیوبندیوں کے معتزلی ہونے کی اور ثابت ہوا کہ یہ دیوبندی قرآنی

کذب کے قائل ہیں۔

”دیوبندی تثلیث کے قائل ہیں“

قرآن شریف

قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ اللَّهُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ

ترجمہ: فرمادیجئے یا رسول اللہ ﷺ وہ اللہ ایک ہی ہے۔ اللہ بے نیاز ہے نہیں جتنا اس نے اور نہ جتنا گیا۔ اور اس کے واسطے کوئی برابر نہیں۔

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ (سب تعریفیں خاص اللہ ہی کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کے پالنے والا ہے)

اللہ تعالیٰ فرمادیں کہ رب العالمین اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ اور دیوبندی کہیں رشید احمد گنگوہی ہے۔ اب فرق تم سوچ لو۔ نبی ﷺ کو اگر ہم مولیٰ کہہ دیں تو دیوبندی ہم پر فتوے شرک ثابت کریں۔ اور اگر ان کے مقتدا کسی کو کہہ دیں۔ تو بجائے فتوے کفر کے اس پر گناہ لازم بھی نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ فرمادیں اللہ الصمد اللہ بے نیاز ہے اور یہ کہیں کہ جس طرف مولوی رشید احمد صاحب کا ارادہ ہوتا تھا۔ اللہ کو ان کی اقتدا کرنی پڑتی سبحان اللہ

”دیوبندیوں کا خدا پہلے عالم الغیب نہیں“

وَلِلَّهِ غَيْبُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ اور اللہ کو تمام آسمانوں وزمین کا غیب ہے۔

مرثیہ محمود الحسن صاحب بدرگاہ مولوی رشید احمد ص ۱۲ { خدا ان کا مربی وہ مربی تھے خلاق کے میرے مولیٰ میرے ہادی تھے بیشک شیخ زبانی جدھر کو آپ مائل تھے ادھر ہی حق بھی دائر تھا۔

قصائد قاسمی ص ۳۹ حافظ ضامن صاحب میرے قبلہ میرے کعبہ تھے حقانی سے حقانی ہمارے قبلہ و کعبہ تمہیں ہو دین و دنیا میں اگر تم سے پھریں حق سے پھریں اور اس کے فرمان سے۔

حدید {۲۷/م} مَا أَصَابَ مِنْ
مُصِيبَةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي
أَنْفُسِكُمْ إِلَّا فِي كِتَابٍ مِنْ قَبْلِ
أَنْ نُبْرَأَ هَآئِذَا ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ
يَسِيرٌ.

ترجمہ: زمین میں اور تمہارے
نفوس میں کوئی ایسی مصیبت نہیں جو
اس کے پیدا ہونے کے پہلے ہم
نے اس کو نہ لکھا ہو بے شک یہ اللہ
پر آسان ہے۔

یہ عقائد فرقہ جہیہ کے بھی ہیں جیسا کہ
مسامرہ جلد ۱ ص ۷۰ میں مذکور ہے۔

قرآن خداوندی {فاتوا بسورة
مَنْ مِثْلِهِ (اگر تم بڑے فصیح بلیغ ہو) تو
ایسی ایک سورة بنا کر دکھاؤ۔

یہ مذکورہ بالا دونوں عقیدے دیانہ کا آریہ کے عقیدہ کے بعینہ مطابق ہے۔
جیسا کہ ستیا رتھ پرکاش ص ۷۰۸ میں مذکور ہے۔ ”مسلمانوں کا خدا ہمہ دان نہیں“۔
اور قرآن کریم معجز ہے۔

بلغتہ الحیر ان مصنفہ حسین علی صاحب
واں پھر اس ص ۱۵۷ {سب چیز موجود کا
(اللہ) عالم ہے۔ اور جس چیز کا ارادہ کرتا
ہے۔ اس کا بھی عالم ہے۔ اور جس کا ابھی
ارادہ نہیں کیا۔ اس کا عالم نہیں ہے کیونکہ
اصل میں وہ شے بھی نہیں ہے۔ اور انسان
خود مختار ہے۔ اچھے کام کریں یا نہ کریں۔
اور اللہ کو پہلے اس سے کوئی علم بھی نہیں کہ
کیا کریں گے۔ بلکہ اللہ کو ان کے کرنے
کے بعد معلوم ہوگا۔

قرآن مجید کی فصاحت کا انکار

بلغتہ الحیر ان {تحقیق مقام برائے
تنویر۔ یہ خیال کرنا چاہیے کہ کفار کو عاجز
کرنا کوئی فصاحت و بلاغت سے نہ تھا
کیونکہ قرآن خاص واسطے کفار فصحاء بلغاء
کے نہیں آیا تھا اور یہ کمال بھی نہیں۔

”دیوبندیوں کا کلمہ بھی مسلمانوں سے علیحدہ ہے“

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلَكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ

ترجمہ: محمد اللہ کے رسول ہیں اور تمہارے آدمیوں سے کسی کے باپ نہیں۔ اور لیکن اللہ کے رسول ہیں اور نبیوں کے خاتم ہیں۔

(احزاب ۲۲/۵)

بخاری شریف جلد اول ص ۶ {
بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلَى خَمْسٍ شَهَادَةُ
أَنَّ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدَ
رَسُولَ اللَّهِ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَا
الزَّكَاةَ وَالْحَجَّ وَصَوْمَ رَمَضَانَ
(ترجمہ) بنی علیہ السلام نے فرمایا کہ اسلام
پانچ بنیادوں پر قائم ہے۔

لا آله الا الله محمد رسول الله اور نماز کا
قائم کرنا اور زکوٰۃ دینا اور حج کرنا اور
رمضان کے روزے۔

رسالہ الامداد صفر ۱۳۲۶ھ منقولہ
از سیف علی ص ۳۵ { (مولوی اشرف
علی صاحب کے ایک مرید نے خواب
اور بیداری کا واقعہ بیان کیا ہے) میں
خواب میں دیکھتا ہوں کہ کلمہ شریف
لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتا ہوں۔
لیکن محمد رسول اللہ پڑھتا ہوں۔

لیکن محمد رسول اللہ کی جگہ آپ کا (اشرف
علی) نام لیتا ہوں اتنے میں دل کے اندر
خیال پیدا ہوا کہ تجھ سے غلطی ہوئی کلمہ
شریف کے پڑھنے میں اس کو صحیح پڑھنا
چاہیے۔ اس خیال سے

دوبارہ کلمہ شریف پڑھتا ہوں۔ دل پر تو یہ
ہے کہ صحیح پڑھا جاوے۔ لیکن زبان سے
بے ساختہ بجائے رسول اللہ کے اشرف
علی نکلتا ہے۔ (مولوی اشرف علی صاحب
فرماتے ہیں) جس کی طرف تم رجوع
کرتے ہو وہ بعونہ تعالیٰ متبع سنت ہے۔

”پہلے اجرائے نبوت کا مسئلہ دیوبندیوں
نے جاری کیا۔“

قرآن شریف

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِّلْنَا
بَشِيرًا وَنَذِيرًا

ترجمہ: اور نہیں رسول بنایا ہم نے آپ
کو یا رسول اللہ۔ مگر تمام لوگوں کے
واسطے کافی بشیر اور نذیر

تخدير الناس مصنفہ مولوی محمد قاسم
صاحب ص ۱۳} اگر بالفرض آپ کے
زمانہ میں یا بالفرض آپ کے بعد بھی کوئی
نبی فرض کیا جاوے تو بھی خاتمیت محمدیہ
میں فرق نہ آئے گا۔

ابن ماجہ ص ۳۰۷} اَنَا نَبِيٌّ وَلَا
نَبِيٌّ بَعْدِي ﷺ نے فرمایا کہ
میں نبی ہوں اور میرے بعد کوئی نبی
نہیں ہو سکتا۔

مرثیہ ص ۶} زباں پر اہل ہوا کی ہے
کیوں اعل ہبل شاید اٹھا عالم سے کوئی
بانئے اسلام کا ثانی۔

تذکرۃ الرشید جلد ۲ ص ۱۷} سن لو حق
وہی ہے جو رشید احمد کی زبان سے نکلتا ہے
اور بقسم کہتا ہوں کہ میں کچھ نہیں ہوں۔
مگر اس زمانہ میں ہدایت و نجات موقوف
ہے میری اتباع پر۔

فرقہ دیوبندیہ کے نزدیک نبی ﷺ کے بعد اگر کوئی اور نبی فرض کیا جائے تو
نبی ﷺ کی ختم نبوت میں فرق نہیں آ سکتا۔ چنانچہ اس عبارت لکھنے کے بعد مولوی رشید
احمد صاحب نے بھی قسم کھا کر اپنی امت دیوبندیہ کو فرما دیا۔ کہ اس زمانہ میں ہدایت و

نجات میری اتباع پر موقوف ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کی اتباع پر ہدایت و نجات کو قیامت تک موقوف رکھا ہے۔ محذیر الناس (۲۵) بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبی ﷺ بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا ثابت ہوا۔ کہ بانی مرزائیت دیانہ ہیں جو نبی ﷺ کے بعد نبی پیدا کرنے کے درپے ہیں اور احناف کا عقیدہ ہے کہ نبی ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کے بعد کسی کو نبی فرض کرنا بھی کفر ہے۔ انصاف تم پر موقوف ہے۔

قرآن شریف

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ
اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو یا رسول
اللہ مگر تمام جہانوں کے واسطے
رحمت۔

”دیوبندیوں کے نزدیک تمام دیوبندی
مولوی رحمۃ اللعالمین ہو سکتے ہیں“

فتاویٰ رشیدیہ حصہ دوم ص ۹ {استفتا کیا
فرماتے ہیں علامہ دین کہ لفظ رحمۃ اللعالمین

مخصوص آنحضرت ﷺ سے ہے یا ہر
شخص کو کہہ سکتے ہیں۔ الجواب۔ لفظ رحمۃ
للعالمین صفت خاصہ رسول اللہ ﷺ کا نہیں
ہے۔ بلکہ دیگر اولیاء و انبیاء اور علماء ربانین
بھی موجب رحمت عالم ہوتے ہیں۔

نبی ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے تمام عالمین کی رحمت بنا کر بھیجا۔ اب اور کون سے
عالمین ہیں۔ جن کے یہ بھی رحمت بن سکتے ہیں۔ جیسا کہ رَبِّ الْعَالَمِينَ کہنے کے بعد
تمام عالمین میں کسی دوسرے رب کی ضرورت نہیں۔ اگر کوئی مانے تو اس نے شرک فی
التوحید کیا ہے ایسے ہی رحمۃ للعالمین کے اقرار کے بعد کوئی عالمین کی رحمت نہیں کہلا
سکتا۔ اور اگر کوئی تسلیم کرے تو مشرک فی الرسالت ہوگا۔

”دیوبندیوں کا کعبہ گنگوہ ہے۔“

قرآن شریف

وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِي كُنْتَ
عَلَيْهَا إِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَتَّبِعُ الرَّسُولَ
مِمَّنْ يَنْقَلِبُ عَلَى عَقْبَيْهِ.

ترجمہ: اور نہیں بنایا ہم نے قبلہ کو جس
پر آپ ہیں مگر تاکہ جان لیں ہم کون
کونسا شخص رسول کی تابعداری کرتا ہے اس
شخص سے جو اپنی ایڑیوں پر پھرتا ہے۔

وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهُكُمْ
شَطْرَهُ (ترجمہ: اور جس جگہ بھی تم ہو تو
اپنے مونہوں کو مسجد حرام کی طرف پھیرو)

وَلِئِنْ آتَيْتَ الَّذِينَ أَوْتُوا الْكِتَابَ
بِكُلِّ آيَةٍ مَا تَبِعُوا قِبْلَتَكَ وَمَا
أَنْتَ بِتَابِعٍ قِبْلَتَهُمْ

ترجمہ: یا رسول اللہ ﷺ اگر اہل کتاب
کو آپ تمام معجزات دکھائیں تو یہ
آپ کے قبلہ کی تابعداری نہ کریں
گے۔ اور نہ آپ ہی ان کے قبلہ کی
تابعداری کرنے والے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے تمام مسلمانوں کا کعبہ و قبلہ مسجد حرام مقرر فرمائی ہے۔ نیز یہ بھی
ارشاد فرمایا کہ اگر آپ اہل کتاب کو تمام آیات دکھائیں تو بھی یہ آپ کے قبلہ کی طرف
منہ نہ موڑیں گے۔ یہی حال دیوبندیہ کا ہے۔

مرثیہ ص ۱۳} پھر میں تھے کعبہ میں بھی
پوچھتے گنگوہ کا رستہ جو رکھتے اپنے سینوں
میں تھے ذوق و شوق عرفانی مکہ مکرمہ میں
مدرسہ صولیۃ دیوبندیہ کی مسجد کا محراب
خانہ کعبہ کی طرف ہے۔ اس محراب میں
ایک چھوٹا محراب بنا ہوا ہے۔ جس میں
امام کھڑے ہو کر اپنا رخ ہندوستان کے
گنگوہ کی طرف رکھتا ہے۔ جا کر خود
ملاحظہ کر لیں۔ فقیر نے اپنی آنکھوں سے
دیکھا ہے۔

”کنکوہ کے حج کا اعلان“

تذکرۃ الرشید جلد ۲ ص ۸۵ {۱۷۱} قوم
حج رفتہ کجائید کجائید معشوق و رانجا است
بیانید بیانید
”میلان النبی ﷺ کے متعلق دیوبندیوں کا عقیدہ“

براہین قاطعہ مصنفہ مولوی خلیل احمد
انٹرویو ص ۱۴۸ {۱۷۱} پس یہ ہر روز اعادہ
ولادت کا تو مثل بنود کے سانگ کھدیا کی
ولادت کا ہر سال کرتے ہیں۔

قرآن شریف

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حُجُّ الْبَيْتِ مَنِ
اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا اور اللہ کے
واسطے لوگوں پر بیت اللہ کا حج فرض ہے
جو شخص رستے کی طاقت رکھے۔

قرآن کریم

وَالسَّلَامُ عَلٰی يَوْمٍ وُلِدْتُ وَيَوْمٍ
اَمُوْتُ وَيَوْمٍ اُبْعَثُ حَيًّا
ترجمہ: اور سلام ہے مجھ پر جس دن میں
پیدا کیا گیا۔ اور جس دن میں مروں گا۔
اور جس دن میں زندہ اٹھایا جاؤں گا۔

مستدرک جلد ۲ ص ۶۰۲ {۱۷۱} اِغْرَابِيَا
سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ
الْاِثْنَيْنِ قَالَ اِنَّ ذَالِكَ الْيَوْمَ
الَّذِي دُلِدْتُ فِيْهِ وَاُنْزِلَ عَلٰی فِيْهِ
(ترجمہ: ایک اعرابی نے نبی ﷺ
سے پیر کے دن کے متعلق روزہ رکھنے
کا سوال کیا تو آپ نے فرمایا یہ وہ دن
ہے جس میں میں پیدا کیا گیا ہوں اور
اسی دن میں مجھ پر وحی نازل کی گئی۔

مذکورہ بالا آیت میں عیسیٰ علیہ السلام کی کلام کو اللہ تعالیٰ نقل فرماتے ہیں کہ

جیسے حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ میری ولادت کا دن اور یوم وصال اور قیامت کا دن مجھ پر سلامتی والا ہے۔ معلوم ہوا کہ دنیا میں انبیاء کے لئے دونوں دن چونکہ خاص ہیں۔ اس واسطے ان یومین میں ان کی طرف سے کچھ صدقہ خیرات کرنا یا ان کو کلام کا ثواب پہنچانا زیادہ ثواب کا باعث ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان دونوں دنوں میں زیادہ نزول اسلام ہوتا ہے۔ چنانچہ یحییٰ علیہ السلام کے متعلق بھی اللہ تعالیٰ نے ایسا ہی ارشاد فرمایا ہے۔ وَالسَّلَامُ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَيَوْمَ يَمُوتُ وَيَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا اور سلام ہے اس یحییٰ علیہ السلام پر جس دن وہ پیدا کیا گیا۔ اور جس دن ان کا وصال ہوگا۔ اور جس دن وہ اٹھایا جائے گا۔ اس آیت کریمہ سے بھی یوم ولادت اور یوم وصال کی خصوصیت اللہ کی طرف سے ثابت ہوئی اگر کوئی متبع انبیائے کرام اور محکوم من اللہ فرمان الہی کے مطابق ان ایام کی خصوصیت میں اعادہ ولادت کرے تو اللہ کی طرف سے تو ضرور ثواب پائے گا۔ مگر دیوبندی قانون سے وہ مذہب ہنود میں سمجھا جائے گا۔ دیکر نبی ﷺ کی حدیث مذکورہ سے بھی یوم ولادت کی تخصیص ثابت ہوئی۔ لیکن فرقہ دیوبندیہ نے یوم ولادت کے اعادہ کرنے والے کو ہندو اور نبی ﷺ کو (معاذ اللہ) کھینا قرار دیا۔

”کتاب تقویۃ الایمان مصنفہ اسمعیل دہلوی کی اہمیت فرقہ دیوبندیہ کے نزدیک اور وہ کتاب کیسی ہے اور اس پر عمل کیسا ہے۔“

فتاویٰ رشیدیہ جلد اول ص ۱۱۱ کتاب تقویۃ الایمان نہایت عمدہ اور سچی کتاب اور موجب قوت و اصلاح ایمان کی ہے اور قرآن و حدیث کا مطلب پورا اس میں ہے اس کا مؤلف ایک مقبول بندہ از بندہ رشید احمد ہے۔

ثابت ہوا کہ تقویۃ الایمان دیوبندیہ اور وہابیہ میں قرآن کا درجہ رکھتی ہے۔

فتاویٰ رشیدیہ جلد اول ص ۲۱ کتاب تقویۃ الایمان نہایت عمدہ کتاب ہے اور رد

شرک و بدعت میں لا جواب ہے۔ استدلال اس کے بالکل کتاب اللہ اور احادیث سے ہے۔ اس کا رکھنا اور پڑھنا اور عمل کرنا عین اسلام ہے۔ (اب ذرا دیوبندیہ وہابیہ کے قرآن و اسلام کی گہرا فحشانی ملاحظہ ہوں۔ اور قرآن و حدیث والے کی شان کا وہ کہاں تک علوم مرتبہ سمجھتے ہیں اندازہ لگائیں۔)

تقویۃ الایمان ص ۲۸ { اولیاء و

حدیث شریف

ابوداؤد جلد اول ص ۳ { عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّمَا أَنَا لَكُمْ بِمَنْزِلَةِ الْوَالِدِ أَعْلَمُكُمْ

انبیاء امام زادہ پیر و شہید جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں وہ سب انسان ہی ہیں اور بندے عاجز اور ہمارے بھائی۔ مگر ان کو اللہ نے بڑائی دی وہ بڑے بھائی ہوئے۔

ترجمہ: ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے (اور کوئی بات نہیں میں تمہارے باپ کے قائم مقام ہوں تمہیں سکھاتا ہوں)

”نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام بفرمان خود اور بقانون الہی ازواجہ امہاتہم کے بمنزلہ باپ ثابت ہوں اور یہ بھائی کہیں اور آپ کے تمام فضائل کا انکار کریں۔“

قرآن کریم

وَوَجَدَكَ غَابِلًا غَنِيًّا

ترجمہ: اور آپ کو یا رسول اللہ نادار پایا پھر غنی کیا آپ کو۔

(توبہ ص ۱/۱) وَمَا لَقَمُوا إِلَّا أَنْ

أَغْنَاهُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ مِنْ فَضْلِهِ

تقویۃ الایمان ص ۴۷ { جوان

کاموں کا مختار ہے اس کا نام اللہ ہے۔ محمدؐ یا علیؑ نہیں ہے اور جس کا نام محمدؐ یا علیؑ ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔

فَإِنْ تَوُوبُواْ كَ خَيْرٍ لَّكُمْ وَإِنْ
يَتَوُوبُواْ يَعْذِْبَهُمُ اللّهُ عَذَابًا أَلِيمًا
فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَمَا لَهُمْ فِي
الْأَرْضِ مِنْ وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ

(ترجمہ: اور نہیں بدلہ لیا انہوں نے مگر

اس بات کا کہ اللہ نے اور اس کے

رسول ﷺ نے اپنے فضل سے ان کو

غنی کیا ہے۔ سو اگر توبہ کریں وہ تو ان

کے لیے بہتر ہے اور اگر منہ پھیریں وہ

تو اللہ تعالیٰ ان کو دنیا اور آخرت میں

دردناک سزا دے گا۔ اور ان کے لئے

زمین میں کوئی کارسالاہ اور مددگار نہیں)

”اللہ تعالیٰ تو فرمائیں کہ تمام کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے فضل نے غنی

کیا اور دیوبندی و ہابی کہیں کہ اللہ کو اختیار ہے اور نبی ﷺ کو کچھ اختیار نہیں تو

اَفْتُوْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ سے مشرکین مکہ میں داخل ہو گئے۔

کیونکہ وہ بھی نبی ﷺ کے ہی فضل کے منکر تھے۔ جن کو اللہ نے ارشاد فرمایا کہ اگر وہ

اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے فضل و غنا کی طرف رجوع کر لیں اور اپنا عقیدہ اسی سے

درست کر لیں تو ان کے لئے دنیا و عقبیٰ میں بہتر ہوگا۔ ورنہ ان کا کوئی امدادی نہیں ہو

گا۔ اور ان کو اللہ تعالیٰ دنیا و عقبیٰ میں دردناک عذاب کرے گا۔

دوستو اپنے عقائد کو فرمان الہی کے مطابق بنا لو۔ اگر تقویٰ الایمان پر

ایمان لے آئے اور نبی ﷺ کو بے اختیار تصور کر دیا تو دنیا و عقبیٰ میں عذاب الہی

میں گرفتار ہو جاؤ گے اور ارشاد الہی موجود ہے۔ وَ وَجَدَكَ عَانِدًا فَاَغْنَىٰ عَنِ
 نَبِيِّهِ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آپ نادار تھے پھر غنی کیا۔ یعنی آپ کسی جدی
 جائیداد کے وارث نہ تھے۔ تو اللہ نے آپ کو غنی کیا۔ اور نبی ﷺ کے غنا کو بھی اللہ
 نے عام فرمایا ہے۔ کسی قسم کی قید خصوصیت سے مقید نہیں فرمایا۔ اور دیوبندی وہابی
 آپ کے عدم مختار ہوئے کا فتویٰ جاری کر دیں تو سوا عقل کے اندھوں کے دوسرا
 کون بھلا تسلیم کرے اور قرآن کریم کو پس پشت ڈالے اور منکر قرآن بنے اور
 مومن کو رب العزۃ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے مقابلہ میں
 اپنے آپ کو بے اختیار سمجھو فرمایا۔

احزاب ۲۲/۵ {وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَىٰ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ
 يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلًّا
 لَاقِبِينَا اور کسی مومن کو یا مومنہ کو کوئی اختیار نہیں جب اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے
 کسی کام کا فیصلہ فرمادیا یہ کہ ان کے کام سے ان کو کوئی اختیار ہو۔ اور جو شخص اللہ اور اس
 کے رسول ﷺ کی (اس میں) نافرمانی کرے گا (یعنی خود مختار بنے اور اللہ اور اس کے
 رسول ﷺ کو بے اختیار سمجھے گا) تو ضرور وہ صریح گمراہی میں گمراہ ہو۔

ثابت ہوا کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو با اختیار اور اپنے آپ کو بے
 اختیار سمجھے تو مومن اور فرمانبردار ورنہ نافرمان اور گمراہ کیونکہ سب انعام اللہ اور اس کے
 رسول ﷺ کی طرف سے ہر مومن کو ہے چنانچہ اس آیت کے آگے ارشاد الہی
 موجود ہے وَإِذْ تَقُولُ لِلَّذِي أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَأَنْعَمْتَ عَلَيْهِ أَوْ جِبْ أَوْ جِبْ
 رہے تھے۔ اس شخص کو جس پر اللہ نے انعام کیا اور آپ نے اس پر انعام کیا۔

کیوں جناب انعام نبوی مومن پر ثابت ہوا یا نہ اور جو کسی سے کھا کر انعام

فراموش ہو جس خطاب سے لوگ اسے کو یاد کرتے ہیں وہ تم خود سمجھتے ہو اور جو شخص انعامِ رسولی کا منکر وہ خداوند کا بھی احسان فراموش کیونکہ مومنین پر انعام رسول یہ احسان خداوندی ہے جیسا کہ ارشاد الہی ہے لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْهُمْ مومن قرآن کریم کو چھوڑ کر تقویۃ الایمان پر ایمان لاتے ہوئے نبی ﷺ کو بے اختیار کیسے سمجھے۔

قرآن کریم

(منفقون ۲۸) وَلِلَّهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَلَكِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَا يَعْلَمُونَ

ترجمہ: اور واسطے اللہ کے ہے عزت اور اس کے رسول کے واسطے اور مومنین کے واسطے۔ اور لیکن منافق نہیں جانتے۔

تقویۃ الایمان ص ۱۶} اور یہ یقین جان لینا چاہئے کہ ہر مخلوق بڑا ہوا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذیل ہے۔

دیوبندیوہابیوں کے نزدیک بقانون مذکورہ عین اسلام یہ ہے کہ ہر مخلوق بڑا ہوا چھوٹا اور بڑے چھوٹے کی شرح تقویۃ الایمان کے ص ۶۸ پر اولیاء و انبیاء سے تعبیر کی ہے۔ اور وہاں بڑے بھائی کا مرتبہ دیا اور یہاں تمام انبیاء و اولیاء کو چمار سے بھی زیادہ ذلیل کہہ دیا۔ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ۔ اور ان کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ فرما دیں کہ اللہ اور اس کے رسول تمام عزت دار ہیں لیکن منافق بوجہ نفاق کے ان کی عزت کو جانتا نہیں ثابت ہوا کہ یہ دیوبندی عقیدہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے نفاق پر موجزن ہے دنیٰ فتنہ لی اللہ تعالیٰ نے اسی لئے تم کو سمجھایا ہے۔ کچھ سوچو۔

تقویتِ الایمان ص ۶۹} (نبی ﷺ)
کی ذاتِ مطہرہ پر بہتان لگایا گیا
(ہے) میں بھی ایک دن مرکزِ مٹی میں
ملنے والا ہوں۔

حدیث شریف
نبی ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے
عمرِ اُمّیہ پر جھوٹ بولا تو وہ اپنا ٹھکانہ
جہنم میں بنالے۔ اس بہتان کو جو
نبی ﷺ پر لگایا گیا۔ ریٹ پاک
میں اسے برعکس ثابت ہے۔

ابن ماجہ ص ۱۱۹} قَالَ رَسُولُ
اللَّهِ ﷺ إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَ عَلَى
الْأَرْضِ أَنْ تَأْكُلَ أَجْسَادَ
الْأَنْبِيَاءِ فَنَسِيَ اللَّهُ حَتَّى يُرْزَقَ
ترجمہ: فرمایا رسول اللہ ﷺ نے
بلا شک اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کیا
ہے کہ انبیاء کے جسموں کو کھائے تو اللہ
کا نبی زندہ ہے۔ رزق دیا جاتا ہے)

اے ایمان کا دعویٰ کرے والو اور اصلی حقیقت کے مدعیو اپنے گریبان میں
منہ ڈال کر تو دیکھو کہ نبی ﷺ کا فرمانِ انبیاء علیہ السلام کی حیات کو ثابت کرتا ہے صحیح
ہے یا تمہاری بناوٹ یا بہتان کی طرح سے انبیاء علیہم السلام کو بعد از وصال مردہ قرار
دیتا ہے۔ خدا اور اس کے رسول ﷺ کے سامنے میدانِ حساب میں کیا جواب دو گے۔
یہ ہے دیوبندی وھابیوں کی کتاب تقویۃ الایمان کے عین اسلام کا خلاصہ۔“

دیوبندی

رسالہ الامداد صفر ۱۳۱۵ھ سیف علی
ص ۸۵ { ایک ذاکر صالح کو مکشوف ہوا
کہ احقر (اشرف علی تھانوی) کے گھر
حضرت عائشہؓ آنے والی ہیں۔ انہوں
نے مجھ سے کہا کہ میرا (اشرف علی کا)
ذہن معاویہ کی طرف منتقل ہوا کہ کم سن
عورت ہاتھ آئے گی۔

فرمائیے جناب جو ماں کی رویا کو کس بیوی سے تعبیر کرے اس پر آپ کا
فتویٰ کیا ہے کیا جس مذہب کے مقتدا ان خیالات باطلہ کے ہوں کہ باپ کو بھائی کہیں
بلکہ اس سے بھی ذلیل اور والدہ و بیوی سے تعبیر کریں ان کے متبعین کے ایمان کا حال
آپ خود سمجھ لیں۔ پھر سچ کہنے والے کو مفسد کہا جاتا ہے:

دیوبندی

مبشرات مولوی حسین علی صاحب
واں پھر اں ص ۸ { وَرَأَيْتُ أَنَّهُ
يَسْقُطُ فَاُمْسُكْتُهُ وَأَعْصَمْتُهُ

قرآن کریم
وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً
لِّلْعَالَمِينَ (اور نہیں بھیجا ہم نے
آپ کو یا رسول اللہ مگر تمام جہانوں
کے واسطے رحمت)

(میں نے نبی ﷺ کو خواب میں
گرتے دیکھا تو آپ کو تھاما اور گرنے
سے بچا لیا۔)

”اس عبارت مذکورہ بالا سے دیوبندیوں کے رہبر کی دروغ گوئی کا آپ کو اندازہ ہو سکتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ تو نبی ﷺ کی شان کے متعلق فرما دیں۔ کہ آپ کی رحمت تمام جہانوں کو تھا مے ہوئے ہے۔ اور دیوبندیوں کا مرشد کہے۔ کہ میں نے نبی ﷺ کو تھا ما ہوا ہے تو اس کا یہ مطلب ہوا کہ تمام جہانوں کے تھا منے کا دعویٰ مولوی حسین علی صاحب کو ہے۔ جو اپنی جھوٹری کے ستون کو تھا منے کی طاقت نہیں رکھتا وہ جہانوں کی رحمت کے تھا منے کا مدعی ہو۔ اور جو جہانوں کی رحمت ہو ان و بے اختیار اور بے بس ہونے کا اعلان کرے۔ کیا وہ نبی ﷺ کا متبع کہلا سکتا ہے۔

اور جو شخص نبی ﷺ کی نبوت کو اپنا ظل سمجھتا ہے۔ معاذ اللہ تم معاذ اللہ خداوند تعالیٰ ایسے پیشواؤں سے مسلمانوں کو محفوظ رکھے۔ یہ بھی حصہ دیوبندیت کا ہی ہے۔ چنانچہ دیوبندی نبی ﷺ کے استاد بن کر اپنی شان ظاہر کرتے ہیں

دیوبندی

قرآن کریم

وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُولٍ إِلَّا
بِلِسَانٍ قَوْمِهِ اللہ تعالیٰ فرماتے
ہیں (اور نہیں بھیجا ہم نے سی رسول
کو مگر اس قوم کی زبان کے ساتھ)

براہین قاطعہ ص ۲۶} اس فقیر کے
گمان میں یہ آتا ہے کہ مدرسہ دیوبند کی
عظمت حق تعالیٰ کی درگاہ پاک
میں بہت ہے۔ ایک صالح فخر عالم علیہ
السلام کی زیارت سے خواب میں
مشرف ہوئے تو آپ کو (نبی ﷺ کو)

اردو میں کلام کرتے دیکھا

تو پوچھا کہ آپ کو یہ کلام کہاں سے
آگئی۔ آپ تو عربی ہیں۔ فرمایا کہ

جب سے علمائے مدرسہ دیوبند سے ہمارا معاملہ ہوا۔ ہم کو یہ زبان آگئی۔ سبحان اللہ اس سے رتبہ اس مدرسہ کا معلوم ہوا۔

اللہ تعالیٰ نے مذکورہ بالا آیت سے اپنے اصول کو ظاہر فرمایا۔ کہ میں جس رسول کو کسی قوم کی طرف بھیجتا ہوں تو اس قوم کی زبان سکھا کر بھیجتا ہوں۔ چنانچہ نبی ﷺ کو تمام لوگوں کی طرف بھیجا بلکہ تمام جہانوں کی طرف۔ فرمایا تَبْرَكَ الَّذِي نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلَى عَبْدِهِ لِيَكُونَ لِلْعَالَمِينَ نَذِيرٌ۔

(ترجمہ: بابرکت ہے وہ ذات جس نے حق و باطل کے فرق کرنے والی کتاب کو اپنے بندے پر نازل فرمایا۔ تاکہ وہ تمام جہانوں کے لئے نذیر ہو جائے) جب آپ کو تمام جہانوں کا نذیر اور رسول بنا کر بھیجا تو قانون خداوندی مذکورہ بالا سے نبی ﷺ کو تمام عالمین کی زبانیں سکھا کر بھیجا۔ دیوبندی کہیں کہ اردو نبی ﷺ کو ہمارے علمائے دیوبند سے حاصل ہوا۔ تو یہ قرآن کے صراحتہ خلاف ہے اور اپنے استاد بننے کے فخر میں قرآن مجید کا انکار ہے۔ اور رسول اللہ کی بجائے رسول دیوبند قرار دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تو اپنے رسولوں کے علم کو اپنی طرف منسوب فرما دیں اور یہ علمائے دیوبند کی طرف یہ ہے فرقہ دیوبندیہ کا ایمان، جو معلم گر کو اور تمام جہانوں کے حکیم ساز کو اپنا شاگرد تصور کرتے ہیں۔“ تو اکابرین دیوبند کا خدائی دعویٰ ظاہر ہو گیا۔

قرآن کریم

دیوبندی

النَّبِيُّ أَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ
نَفْسِهِمْ

ترجمہ: نبی ﷺ تمام لوگوں کی جانوں سے بہت بہتر ہیں۔

تخدير الناس مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی ص ۵} انبیاء اپنی امت سے اگر ممتاز ہوتے ہیں تو علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں باقی رہا عمل اس میں بسا اوقات بظاہر امتی مساوی ہو جاتے ہیں۔ بلکہ بڑھ جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام عالمیان کی جانوں کے مقابلے میں نبی ﷺ کو اولیٰ فرمادیں اور تم اپنی جانوں کے اعمال کو نبی ﷺ کے اعمال سے برتر سمجھو۔ کیا دیوبندی فرقہ کو قرآنی تعلیم کا اور نبی ﷺ کی غلامی کا یہی اثر ہے۔ کہ اپنے آقا سے غلام کو اعمال میں بالا سمجھتے ہو۔ سب سے پہلے نبی ﷺ سے بڑائی کا مدعی جناب کو یاد ہونا چاہئے سابق معلم المملکت ابلیس تھا اور اَنَا خَيْرٌ مِنْهُ کی بڑماری تو اللہ تعالیٰ نے فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاَنْتَ رَجِيْمٌ کا حکم فرما کر مردود کر کے نکال دیا اس کے تمام اعمال و عبادات اس بڑائی کی وجہ سے جط کر کے حضرت آدم علیہ السلام کے مقابلہ میں ابد الابد تک بلا اپیل راندہ درگاہ کر دیا۔ جو تم بھی اس صفت ابلیسی پر عامل ہو۔ اور سید الانبیاء ﷺ سے بڑائی کے مدعی ہو۔ تو حضرت آدم علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بہتر بننے کے مدعی کو اور اس کے متبعین کو تو اللہ تعالیٰ نے خلود نار کا وعدہ فرمایا ہے اور تمہیں سید الانبیاء اصالت کل فخر کل۔ فی انکل پر بڑا کہلانے سے خبر نہیں۔ اللہ تعالیٰ تمہارے متبعین کو بمعہ تمہارے کون سے قعر جہنم میں بلا اپیل داخل فرما دے گا۔

قرآن کریم

ذَالِكَ مِنْ اَنْبَاءِ الْغَيْبِ نُوحِيْهِ
اِلَيْكَ

(ترجمہ) یہ غیب کی خبروں سے ہے جو
ہم نے وحی کیا اس کو آپ کی طرف
(یعنی رسول اللہ ﷺ کی طرف)

”دیوبندیوں کے نزدیک نبی ﷺ
جیسا علم تو معاذ اللہ کتے، بے خیر
کو بھی ہے“

حفظ الایمان مصنفہ مولوی اشرف
علی تھانوی ص ۷۷ آپ کی ذات
مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول

زید صحیح ہو تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ
اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل
غیب۔ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں۔ تو
اس میں حضور کی ہی کیا تخصیص ہے۔
ایسا علم غیب تو زید و عمر بلکہ ہر صبی و
مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بھائم کے
لئے بھی حاصل ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ یہ قرآن مجید جو آپ کی طرف وحی کر رہے ہیں
یا رسول اللہ ﷺ یہ تمام غیبی خبریں ہیں۔ اور مصنف حفظ الایمان نے یہ کہا ہے کہ ایسے
علوم غیبیہ تو صبی و مجنون اور کتے، بے، کنزیر کو بھی حاصل ہے جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ
بعض علوم غیبیہ جن کو قرآن شریف کہا جاتا ہے ہر فرد حیوان اور صبی اور مجنون پر بھی
نازل ہیں۔ تو میرے خیال میں مصنف مذکور کو جو قرآن شریف نبی ﷺ پر اترا ہے اس
کی اتباع کی کیا ضرورت ہے۔ کسی لڑکے یا دیوانے یا کتے وغیرہ کے نازل شدہ قرآن
پر ہی ایمان لے آئے اور آؤ آؤ کرتا پھرے۔ تاکہ غلامان مصطفیٰ ﷺ کو کچھ کہنے کا
موقعہ ہی نہ ملے۔ اور نہ مصنف مذکور اس توہین مصطفیٰ ﷺ سے عذاب الیم میں گرفتار
ہو۔ ورنہ اس عقیدہ رکھنے والے کو تو توہین مصطفیٰ ﷺ کی وجہ سے ایمان کا کچھ حصہ
نصیب نہیں۔ اور مصنف مذکور پر صرف ہم نے ہی نہیں بلکہ بعض دیوبندیوں نے بھی
اس عبارت پر فتویٰ کفر ثبت کیا ہے۔ (المہند ص ۳۰) ہمارے نزدیک متعین ہے کہ جو شخص
نبی ﷺ کے علم کو زید و بکر و بھائم و مجانین کے علم کے برابر سمجھے یا کہے وہ قطعاً کافر ہے۔
دیوبندیوں کے بعض اکابرین نے مصنف مذکور یعنی مولوی اشرف علی تھانوی پر
بھی بہترے فتویٰ کفر جڑے۔ لیکن حکیم صاحب اخلاص العزۃ بالاثم فحسبہ جہنم

پھر بھی ثابت قدم رہے۔ پنجابی مثل مشہور ہے۔ ”گورو جہاں دے ٹپنے چیلے جان چھڑپ“ جس امت دیوبندیہ کے حکیم کا یہ حال ہے۔ ان کے مریضوں کے کیا ہی کہنے ہیں۔
 ”دیوبندیوں کے نزدیک نبی ﷺ سے معاذ اللہ شیطان اور ملک الموت کا علم زیادہ ہے۔“

خصائص کبریٰ جلد ۲ ص ۱۸۰ {عَلِمْتُ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا
 كَمَا عَلِمَ آدَمُ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا
 (ترجمہ: نبی ﷺ نے فرمایا کہ میں سکھایا گیا ہوں کل چیزوں کے نام جیسا کہ سکھائے گئے آدم علیہ السلام کل چیزوں کے نام)

بخاری شریف جلد اول ص ۷ {وَأَعْلَمُكُمْ بِاللَّهِ أَنَا (نبی ﷺ نے فرمایا کہ میں تم تمام سے زیادہ جاننے والا ہوں)

براہین قاطعہ مصنفہ مولوی خلیل احمد انبھوی ص ۵۱ {الحاصل غور کرنا چاہئے کہ شیطان ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کرن سا ایمان کا حصہ ہے شیطان اور ملک الموت کو تو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی۔ فخر عالم کی وسعت علم کی کوئی نص قطعی ہے..... ملک الموت سے افضل ہونے کی وجہ سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ علم آپ کا ان امور میں ملک الموت کے برابر بھی ہو۔ چہ جائیکہ زیادہ۔

”حدیث مذکورہ سے ثابت ہوا کہ آپ سب سے زیادہ جانے والے ہیں۔ جس میں۔ حضرت آدم علیہ السلام بھی شامل ہیں۔ اور حضرت آدم علیہ السلام کو تمام ملائکہ جس میں ملک الموت بھی شامل ہے سے زیادہ علم ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کو تمام ملائکہ کے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ نے زیادہ علم عطا فرما کر ان کا استاد مقرر فرمایا۔ بلکہ جبرئیل و ملک الموت وغیرہم ملائکہ کو آدم علیہ السلام کے علم ہی کی وجہ سے سجدے کا حکم فرمایا۔ تو بہر حال نبی ﷺ کو حضرت آدم علیہ السلام سے علمی فوقیت حاصل ہے۔ تو اس لحاظ سے نبی ﷺ امام الانبیاء تمام ملائکہ یعنی ملک الموت وغیرہم کے استاد الا استاد ٹھہرے۔ جو شخص ملک الموت کے استاد حضرت آدم علیہ السلام کے اعلم ہونے پر ایمان رکھتا ہے اس کو۔

امام الانبیاء جناب نبی اکرم ﷺ کے استاد الا استاد ہونے پر بھی ایمان لانا عین اسلام ہے۔ اور اس کا انکار امت محمدیہ سے خارج کرتا ہے۔ دیگر مصنف مذکور اپنے کلام سے بھی ناواقف ہے۔ کیونکہ عبارت مذکورہ بالا میں لکھتا ہے۔ فخر عالم نبی ﷺ ہیں۔ اور عالم کا لفظ استعمال کرنے سے ملک الموت بھی شامل ہے۔ اور فخر عالم کہنا تب ہی درست ہو سکتا ہے کہ ملک الموت اور شیطان سے نبی ﷺ کو ان تمام سے علمی فخر بھی حاصل ہو۔ ورنہ نبی ﷺ کو فخر عالم کے خطاب سے پکارنا غلط ہوگا۔ تو مصنف مذکور کو اتنی سمجھ نہ آئی کہ شیطان اور ملک الموت کے علم کو نبی ﷺ کے علم سے وسیع کہنا اور پھر نبی ﷺ کو فخر عالم کے لقب سے یاد کرنا کیا یہ دروغ گورا حافظ نباشد کا مصداق نہیں ہے۔

ع لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

پھر مصنف مذکور شیطان اور ملک الموت کے علم کا اتنا وسعت سے قائل ہے کہ ان کا علم زمین کے ذرے پر محیط ہے۔ لیکن معلم کل مخلوق رسول اکرم ﷺ کے علم پاک کو جو تمام عمر ذبِ زدنِ علما کا وظیفہ بھی پڑھتے رہے آپ کے علم کو ناقص جانتا ہے۔ چنانچہ اسی بنا پر علمائے دیوبند کے بعض علماء کو مولوی خلیل احمد

صاحب اینٹھوی پر فتویٰ کفر لگانا پڑا۔ (لمبند ص ۲۵) ”جو شخص یہ ہے وہ فلاں شخص یہ کہے کہ فلاں شخص نبی ﷺ سے اہم ہے وہ کافر ہے اور ہمارے حضرات اس شخص کے کافر ہونے کا فتویٰ دے چکے ہیں۔“

اب فرمائیے آپ کے اکابرین پر ان کے اعتقادات باطلہ کی بنا پر جماعت دیوبند یہ کے مسلمہ علماء جب فتویٰ کفر ثبت کر رہے ہیں تو ہمارے کہنے پر آپ کیوں سیخ پا ہوتے ہیں۔ کیا آپ کے علماء کفر کر لیں تو مفسد نہیں۔ اور بعض دیگر آپ کے علماء ان ہی عبارات کے قائل پر فتویٰ کفر شائع کر دیں تو مفسد نہیں۔ اور ہم اسی فتویٰ کو دہرا دیں تو ہمارے ساتھ شکر نجی کا باعث ہو جاتا ہے۔ ”بہیں عقل و دانش بانیہ گریست“

(دیوبندیوں کا نبی ﷺ سے دلی تعلق)

قرآن مجید

(مائدہ ۱/۲) فَقَدْ جَاءَكُمْ بِشِيرٍ

وَنَذِيرٍ

(توبہ ۱۱/۱) بِالْمُؤْمِنِينَ رُؤُفٌ

رَحِيمٌ نماز میں جب آپ ان

آیات پر پہنچتے ہیں تو بشیر و نذیر

اور رُؤف رَحِيم پڑھتے ہوئے

اگر نبی ﷺ کا خیال دل میں نہ لائیں

تو کیا انکار قرآن کریم ہے یا نہیں۔

بخاری شریف ۶۳۲/۱ عن کعب

بن مالک قال اصلی قریبا منه

فاسارقه النظر

کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سے روایت ہے کہ میں نبی ﷺ کے

قریب نماز پڑھتا تھا اور میں نماز میں

صراطِ مستقیم محمد اسمعیل دہلوی

ص ۸۶ { و صرف ہمت بسوئے شیخ

وامثال آں از معظمین گورسالت

مآب باشند بچندیں مرتبہ بدر

از استغراق در صورت گاؤخر واست۔

(یعنی شیخ وغیرہ اور رسالت مآب کی

طرف صرف ہمت گاؤخر کے تصور سے

بدر ہے)

نبی ﷺ کو نظر چرا کر دیکھتا تھا صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کو تر سے ہوئے نماز میں نظر کرنا نصیب ہوا اور تمہیں آپ کا خیال آئے سے نماز فاسد ہو جاوے۔ اب تم انصاف کرو

قرآن کریم

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ وَمَنْ يَكْفُرْ بِالطَّاغُوتِ وَيُؤْمِنُ بِاللَّهِ (جو شخص کفر کرتا ہے شیطان کے ساتھ اور اللہ کے ساتھ ایمان لاتا ہے۔ فقد استمسك بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَىٰ (تو اس نے مضبوط کنڈے کو تھام لیا)

”دیوبندیوں کے نزدیک معاذ اللہ فرشتوں اور نبی ﷺ کو شیطان کہہ سکتے ہیں“

بلغۃ الحیر ان ص ۴۳ { طاغوت کے معنی کُلُّ مَا عَبَدَ مِنْ دُونِ اللَّهِ فَهُوَ الطَّاغُوتُ اس معنی ہو جب طاغوت جن اور ملائکہ اور رسول کو بولنا جائز وگا۔

”خداوند تعالیٰ کے فرمان مذکورہ کے مطابق مومن وہی کہلا سکتا ہے اور ایماندار جب ہی بن سکتا ہے کہ پہلے طاغوت کا انکار کرے۔ پھر اللہ کے ساتھ ایمان لائے تو وہ متبع رسالت ہو سکتا ہے۔ اسی بناء پر اکابر دیوبند یہ رسول اللہ ﷺ کو طاغوت کہنا جائز سمجھتے ہیں۔ تاکہ نبی ﷺ کا انکار کر کے محض اللہ کے قائل ہو جائیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو اپنی درگاہ سے صاف جواب دے رہے ہیں۔ ارشاد الہی ہے مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ (یعنی جو شخص رسول ﷺ کا غلام ہے پھر وہ اللہ کا غلام ہے) ورنہ نہیں۔ اس آیت کریمہ میں اطاعت رسول ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے اپنی اطاعت پر مقدم فرمایا ہے۔ تو انبیاء علیہم السلام اور ملائکہ کو طاغوت کہنے والا اللہ کی

طرف سے وہ خود طاغوت ہے۔“

”فرقہ دیوبندیہ نبی ﷺ کی طرف اپنی

نسبت کرنا ہی شرک کہتے ہیں۔“

تقویۃ الایمان ص ۵} کوئی اپنے

بیٹے کا نام عبدالنبی رکھتا ہے۔

سو وہ شرک میں گرفتار ہے۔

قرآن کریم

قُلْ يَعْبَادِي الَّذِينَ اسْرِفُوا

لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ

(ترجمہ: فرمادیجئے (یا رسول اللہ)

میرے بندو جو حد سے تجاوز کر گئے ہو

اللہ کی رحمت سے بے امید نہ ہو)

(نور ۱۸) وَالصَّالِحِينَ مِنْ

عِبَادِكُمْ (اور تمہارے عبدوں سے

نیک لوگ)

بہشتی زیور حصہ اول ۳۶} علی بخش،

حسین بخش عبدالنبی وغیرہ نام رکھنا

شرک ہے۔

”اگر عبد کی نسبت اللہ کے سوا کسی دوسرے کی طرف شرک ہوتی تو اللہ تعالیٰ

مِنْ عِبَادِكُمْ نہ فرماتا۔ اور جب اللہ تعالیٰ نے عبد کو اپنے سوا دوسروں کی طرف منسوب

کیا ہے تو اور کون روک سکتا ہے۔ اور عبدالنبی نام رکھنا اگر ناجائز ہوتا یا شرک تو اللہ

تعالیٰ قُلْ يَعْبَادِي نہ فرمایا۔ اس کی شرح کی تصحیح اپنے بزرگ کی زبانی سن لیجئے۔ (امداد

المشتاق ص ۹۳) فرمایا (حاجی امداد اللہ صاحب) چونکہ آنحضرت ﷺ اصل بحق

ہیں۔ عباد اللہ کو عباد رسول کہہ سکتے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ قُلْ يَعْبَادِي

الَّذِينَ اسْرِفُوا عَلَى انْفُسِهِمْ مرجع ضمیر متکلم آنحضرت ﷺ ہیں مولانا اشرف علی

صاحب نے فرمایا کہ قرینہ بھی انہیں معنی کا ہے۔ آگے فرماتا ہے۔ لَا تَقْنَطُوا مِنْ

رَحْمَةِ اللَّهِ اگر مرجع اس کا اللہ ہوتا فرماتا مِنْ رَحْمَتِي تاکہ مناسبت عبادی کی ہوتی۔

یہ تو بے آپ کے مولوی اشرف علی صاحب کا بیان اور حاجی امداد اللہ صاحب کا۔

اب صحابہ کرام کا بھی عقیدہ سن لیجئے:

کنز العمال جلد ۳ ص ۱۴۷ اَفَلَمَّا وَلَّىٰ غَمْرُ بْنُ خَطَّابٍ خَطَبَ النَّاسَ عَلَىٰ مَنبَرِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ حَمْدُ اللَّهِ وَأَتْنَىٰ عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي قَدْ عَلِمْتُ أَنَّكُمْ كُنْتُمْ تُؤْنِسُونَ مِنْ شِدَّةٍ وَغِلْظَةٍ وَذَالِكَ إِنِّي كُنْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَكُنْتُ عَبْدَهُ وَخَادِمَهُ

ترجمہ: تو جب عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ ہوئے لوگوں کو آپ نے خطبہ پڑھا۔ منبر رسول اللہ ﷺ پر۔ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنایاں فرمائی۔ پھر آپ نے فرمایا۔ اے لوگو میں جانتا ہوں کہ تم مجھ سے سخت محبت رکھتے ہو۔ اور یہ اس لئے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہا ہوں۔ اور میں آپ کا عہد ہوں اور آپ کا خادم ہوں) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب اپنے آپ کو عبد الرسول منبر پر بکھڑے ہو کر پکارتے ہیں۔ تو عبد الرسول کہنا کونسا خلاف شرع ہے۔ اور جب تم نے خلیفہ رسول ﷺ پر فتویٰ کفر جڑ دیا۔ تو ہمیں کہنے سے کونسا گریز ہے۔ اور غلو محبت بھی ثابت ہو گیا۔

دیوبندیوں کے نزدیک امام حسین علیہ السلام کا ذکر حرام اور جو مولوی اسماعیل صاحب دہلوی کا ذکر خیر نہ کرے وہ لعنتی۔

فتویٰ رشیدیہ {۱۱۳} محرم میں ذکر حسین علیہ السلام کرنا اگرچہ بروایات صحیح ہو تشبیہ روافض کی وجہ سے حرام ہے۔ فقط رشید احمد۔

فتویٰ رشیدیہ {۱۱۴} بہر حال یہ لوگ مولوی اسماعیل کے طعن کرنے والے ملعون ہیں۔ مولوی اسماعیل شہید مہبط رحمت حق تعالیٰ کے ہیں۔

اور مولوی اسماعیل صاحب کا ذکر یعنی ان کی تصنیف تقویۃ الایمان کے متعلق رقمطراز ہیں۔

فتویٰ رشیدیہ {۱۱۵} اور کتاب تقویۃ الایمان واسطی درستی ایمان کے اکسیر اعظم ہے۔

مسلمانوں انصاف کرو جن کے مذہب میں ذکر حسین علیہ السلام بروایات صحیح
حرام اور مولوی اسماعیل صاحب کا ذکر اکسیر اعظم۔ خداوندان کو ہدایت دے۔

قرآن کریم

مدثر {۲۹} وَالرَّجُزَ فَاهْجُرْ اور

پلیدی کو چھوڑیے اور ارشاد ہے اِنَّمَا
الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ مُّشْرِكٌ پلید
ہیں۔ لہذا پلیدی کی شے بھی پلید۔

نبی ﷺ نے عقبہ بن ابی معیط کی
دعوت کو اس شرط پر قبول فرمایا کہ
ایمان لا دے۔

خازن {۱۵} قَالَ رَسُولُ

اللَّهِ ﷺ مَا اَنَا كُلِّ طَعَامِكِ

حتی تشهد ان لا اله الا الله وانی
رسول الله۔ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے
میں تیرا کھانا نہیں کھاؤں گا حتی کہ تو لا
اله الا الله محمد رسول الله کلمہ
شہادت پڑھے۔

ثابت ہوا کہ کافر کے گھر کا کھانا پکا ہوا
حرام ہے۔

ہندو کے گھر کی اور مقررہ دن کی بتوں سے گھومی ہوئی پلید ہاتھوں سے تیار
رشدہ لَمْ يَدْ كِرَاسْمُ اللّٰهُ عَلَيْهِ کی مصداق دیوبندی کو درست اور حلال طیب لیکن

دیوبندیوں کے نزدیک ہندو کی پکی
ہوئی شے حلال اور مومن کی مقررہ دن
میں پکی ہوئی چیز حرام

فتویٰ رشیدیہ {۲۳} مسئلہ ہندو تہوار
ہولی یاد یوالی میں اپنے استاد یا حاکم یا

نوکر کو کھیلیں یا پوری یا کچھ اور کھانا (مثلاً
جھٹکے کا بھنا ہوا گوشت) بطور تحفہ بھیجتے
ہیں ان چیزوں کا لینا اور کھانا

استاد و حاکم و نوکر مسلمان کو درست ہے
یا نہیں۔

الجواب درست ہے فقط
(ہندو کے ہاتھ کی پکی ہوئی شے
دیوبندی کو حلال اور غوث پاک رضی
اللہ تعالیٰ عنہ کی گیارھویں کا کھانا حرام۔

مومن کے ہاتھ سے تیار شدہ پاک و حلال کھانا متبرک دن میں پکی ہوئی شے حرام ہو جائے اور بندو کے پلید ہاتھوں و پلید مشکوک غیر طاہر کنوؤں سے نکالا ہوا اور سود کا فضلہ بتوں کے نام سے پکا ہوا ان کے دو تا پیل کے نیچے کا مقرر شدہ سبیل کا پانی پاک اور پینا جائز ملاحظہ ہو۔

فتویٰ رشیدیہ {۳/۱۱۴} سوال: بندو جو پیاء پانی کی لگاتے ہیں سودی روپیہ صرف کر کے مسلمانوں کو اس کا پانی پینا درست ہے یا نہیں۔

الجواب: اس پیاء سے پانی پینا مضائقہ نہیں فقط واللہ تعالیٰ اعلم رشید احمد گنگوہی عفی عنہ اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے سبیل لگائی جاوے تو اس کا پینا حرام۔ ملاحظہ فرمائیے۔

فتویٰ رشیدیہ {۳/۱۱۴} محرم میں سبیل لگانا شربت پلانا یا چند سبیل اور شربت میں دینا یا دودھ پلانا سب نامدارات اور تشبیہ و انفس کی وجہ سے حرام ہیں فقط رشید احمد۔

اس سے ثابت ہوا کہ ایسے کے نزدیک مسلمان کے ہاتھ کا پانی و شربت و دودھ حرام اور بندو کے ہاتھ کی خواہ سودی روپے کی مصرف ہو تو اس میں مضائقہ نہیں آنے دو اور پھر مسلمان کے ہاتھ کی شے سے گئے کی رس چمار کے ہاتھ کی نکلی ہوئی یا چمار کے ہاتھ کا پانی حلال پاک اور دیانہ کے نزدیک درست۔

فتویٰ رشیدیہ {۲/۱۷۱} کولہو جو یہاں چلتے ہیں اس میں سارا کاروبار چمار اپنے

ہاتھ سے کرتے ہیں یعنی رس کا نکالنا اور رس میں ہاتھ ڈالنا اور رس کا اپنے برتن میں فروخت کرنا مسلمان کو ان کے ہاتھ سے چھوئے ہوئے رس کا لینا جائز ہے یا نہیں یا وہ رس نجس ہے اور نا پاک ہے علیٰ ہذا پانی ان کے ہاتھ کا پاک ہے یا نجس ہے ایسے پانی سے وضو کر کے نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں فقط۔

الجواب: جب تک یقین اس امر کا نہ ہو کہ چمار کے ہاتھ نجس ہیں حکم نجاست رس وغیرہ پانی پر نہیں ہوگا پس صورت موجودہ میں خریدنا رس کا مسلمانوں کو اور استعمال کرنا اس کا درست اور حلال ہے علیٰ ہذا پانی بھی پاک ہے نماز وغیرہ درست ہے فقط واللہ اعلم کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ دیوبند مدرسہ عالیہ دیوبند۔

فتویٰ رشیدیہ { ۱۵۰ } مسئلہ فاتحہ کا پڑھنا کھانے پر یا شیرینی پر بروز جمعرات کے درست ہے یا نہیں۔

الجواب فاتحہ کھائے یا شیرینی پر پڑھنا بدعت ضلالت ہے ہرگز کرنا چاہیے فقط رشید احمد یوں جناب جس شیرینی پر ام القرآن پڑھی جاوے وہ تو پرے پرے دور دور گمراہ کی شے ہے اس واسطے کہ مسلمان نے اس پر الحمد جو قرآن کریم کی ماں ہے اس کو کیوں پڑھ دیا لیکن ہندو کے ہاتھ کی پوری کھیلیں یا اور کچھ اور کھانا مثلاً کپورے و کوہو چوہڑے کے ہاتھ سے بھنا ہو اور ہندو کے سویش روپے سے سبیل کا پانی اور چمار کی رس نکالی ہوئی اور اس میں اس نے ہاتھ ڈال کر صاف کیا ہو اور گوبری زمین پر بھی ہو اوپر دیوبندی عیش اڑائے تو بہتر ہے۔

ثبوت تقرر گیارہویں

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مُوسَىٰ بِآيَاتِنَا أَنْ	”دیوبندیوں کے نزدیک کلام پڑھ کر
أَخْرِجْ قَوْمَكَ مِنَ الظُّلُمَاتِ	اہل قبور کو بخشنا یا ان کی طرف سے کچھ
إِلَى النُّورِ وَذَكِّرْهُمْ بِآيَاتِ اللَّهِ إِنَّ	خیرات دنیا۔ دن مقرر کر کے تو صدق
فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ	بھی حرام اور قرآن پڑھنا بھی حرام اور
شَكُورٍ	قرآن پڑھنے والا کافر“

فتاویٰ رشیدیہ حصہ اول ص ۹۵ {
کیا رھویں حرام ہے (قرآن پڑھا
ہو یا صدقہ) ایسے عقائد قاسد موجب
کفر ہیں۔

ترجمہ: اور البتہ محقق بھیجا ہم نے
موسیٰ علیہ السلام کو اپنی نشانوں کے
ساتھ تاکہ نکالیں آپ اپنی قوم کو
اندھیروں سے نور کی طرف۔ اور یاد
دلائیں ان کو اللہ کے دن بے شک
اس میں ہر صبر کرنے والے شکر
کرنے والے کو واسطے نشانیاں ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اس آئیہ کریمہ میں موسیٰ علیہ السلام کو ارشاد فرمایا۔ کہ ہم نے تجھ
کو معجزات دے کر اس لئے بھیجا ہے تاکہ تو اپنی قوم کو ظلمات سے نکال کر نور کی طرف
لے آئے اور ان کو آیات اللہ کی یاد دلاتے رہیں۔ آیات اللہ کی شرح مفسرین نے یوں
بیان فرمائی ہے۔

تفسیر نسفی جلد ۲ ص ۱۹۶ {وَذَكِّرْهُمْ بِآيَاتِ اللَّهِ) بِآيَاتِ الْإِنْعَامِ حَيْثُ ظَلَّلَ
عَلَيْهِمُ الْغَمَامَ وَأَنْزَلَ عَلَيْهِمُ الْمَنَّاءَ وَالسَّلْوَىٰ وَفَلَقَ لَهُمُ الْبَحْرَ (یعنی آیات
اللہ ان کو یاد دلائیے جن ایام میں اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا۔ جس دن ان پر سایہ کیا اور
ان پر من و سلوی اتارا اور جس دن ان کے واسطے دریا کو پھاڑا۔ ثابت ہوا کہ ایام
انعام ایام اللہ ہیں ان کا ذکر دہرانا اور ان کی فضیلت کو بیان کر صابر و شاکر کے لئے
موقع عبرت ہے اگر مقرر دنوں کو دوبارہ یاد کرنا یا اس کی فضیلت کو دہرانا یا خصوصیت
سے عبادت کرنا کوئی شخص بدعت کہے اور موجب کفر کہے اور اس عبادت پر حرمت کا
فتویٰ دے تو دشمن قرآن ہے۔ اور مشرک باللہ ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں بھی
مذکور ہے کہ نبی ﷺ نے بھی بزرگوں کے یوم وصال کو ایام اللہ فرمایا ہے)

کنز العمال جلد ۴ ص ۳۲۰ {إِنَّ عَاشُورَاءَ يَوْمٌ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ) نبی ﷺ نے فرمایا

کہ عاشورے کا دن ایام اللہ سے ہے (کیونکہ اسی دن میں اللہ نے دریا کو پھاڑا اور اسی دن آدم علیہ السلام می تو بہ منظور ہوئی اور اسی دن نوح علیہ السلام کی کشتی پہاڑ جو دی پر ٹھیری بلکہ یہ دن تمام انبیاء کے انعامات کا ہے۔ اسی واسطے ایسے مقرر دنوں کو نبی ﷺ نے بھی منانے کا ارشاد فرمایا ہے۔ چنانچہ عیسیٰ علیہ السلام اور یحییٰ علیہ السلام کے یوم ولادت و یوم وصال کی بھی اللہ تعالیٰ نے تخصیص فرمائی ہے۔ جس کا بیان پہلے گزر چکا ہے۔ باقی رہا گیارھویں کے تقرر کے متعلق تو اس کو بھی اسی وجہ سے منایا جاتا ہے۔ کہ اس دن میں حضرت غوث الاعظم پیر پیراں محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کا دن ہے۔ اور یوم وصال کو منانا قرآن کریم سے ثابت ہے۔ اسی واسطے حضرت پیر پیراں رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسی دن مقرر شدہ یعنی یوم وصال میں آپ کی طرف سے صدقہ خیرات دیا جاتا ہے اور صدقہ خیرات اہل قبور کی طرف سے تقسیم کرنا حدیث شریف سے ثابت ہے۔ اسی واسطے اس عمل کے عامل بڑے بڑے بزرگان دین بھی رجبہ ہیں۔ چنانچہ شاہ عبدالحق صاحب محدث دہلوی اپنی کتاب میں رقمطراز ہیں:

ما ثبت بالسنة ۸ {قَدْ أَشْهَرَ فِي دِيَارِنَا هَذَا لِيَوْمِ الْحَارِي عَشْرٍ وَهُوَ الْمَتَعَارِفُ عِنْدَ مَشَانِخِنَا مِنْ أَهْلِ الْهِنْدِ مِنْ أَوْلَادِهِ كَذَا ذَكَرَ شَيْخُنَا وَسَيِّدُ الْبَهِيِّ الرَّضِيُّ أَبُو الْمُحَاسِنِ سَيِّدُ الشَّيْخِ مُوسَى الْحَسَنِيُّ (یعنی ہمارے شہروں میں یہ گیارھویں کا دن مشہور ہے۔ اور وہی اہل ہند کے مشائخ کے نزدیک جو حضرت پیر پیراں کی اولاد سے ہیں ان کے نزدیک بھی مشہور ہے۔ جیسا کہ سید بہی اور شیخ موسیٰ حسنی نے بھی ذکر کیا ہے۔ اور اس مستحب امر کو اگر لازم و مقرر ضروری کر لیا جاوے تو بھی از روئے حدیث پاک صحیح اور مسنون ہے۔

مشکوٰۃ شریف ص ۷۱ {ترمذی شریف} عَنْ بَرِيْدَةَ قَالَ أَصْبَحَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَدَعَا بِلَالٍ فَقَالَ بِمَا سَبَقْتَنِي إِلَى الْجَنَّةِ مَا دَخَلْتُ الْجَنَّةَ هَاطُ إِلَّا

سَمِعْتُ خَشْخَشَكَ أَمَّا فِي قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مَا أَذْنْتُ قَطُّ إِلَّا صَلَّيْتُ رَكَعَتَيْنِ وَمَا أَصَابَنِي حَدَثٌ قَطُّ إِلَّا تَوَضَّأْتُ عِنْدَهُ وَرَأَيْتُ أَنَّ لِلَّهِ عَلَى رَكَعَتَيْنِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِهِمَا.

ترجمہ: بریدہ سے روایت ہے۔ فرمایا یا رسول اللہ ﷺ نے صبح کے وقت حضرت بلالؓ کو بلایا تو فرمایا نبی ﷺ نے کس چیز کے ساتھ تو نے جنت تک مجھ سے سبقت کی ہے۔ نہیں داخل ہوا میں جنت کو کبھی۔ مگر میں نے تیرے جوتے کا آواز اپنے پیش پیش سنا۔ عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں نے کھی اذان نہیں دی۔ مگر دو رکعتیں نماز پڑھیں۔ اور میرا کبھی وضو نہیں ٹوٹا۔ مگر میں نے اسی وقت وضو کیا اور مقرر کیا میں نے کہ اللہ کے واسطے مجھ پر دو رکعتیں ضروری ہیں۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا۔ ان دونوں کے سبب سے۔

ثابت ہوا کہ جب حضرت بلالؓ نے تحیۃ الوضو کو جب اپنے پر باوجود نفل ہونے کے فرض کر لیا۔ اور نبی ﷺ ان کی فضیلت کے سبب سے حضرت بلالؓ کے پاؤں کی آہٹ جنت میں سن رہے ہیں تو یقیناً نفلی عبادت کو اپنے پر فرض کرنے سے بمعہ جسم دنیاوی جنت تک پہنچ سکتا ہے۔ باقی رہا تقرر کیا رہویں تو کوئی ایسا عمل نہیں جو ہوا ہو یا بغیر تقرر ہو سکتا ہو۔ اللہ تعالیٰ نے دنیا کو پیدا کیا تو دن مقرر کر کے اور اگر ان سے ربوبیت کا اقرار کر دیا تو دن مقرر کر کے اور انبیاء علیہم السلام سے نبی ﷺ کی رسالت و فضائل کا اقرار کروایا تو دن مقرر کر کے آدم کو پیدا فرمایا تو دن مقرر کر کے۔ اور ان کی توبہ قبول فرمائی تو مقرر دن میں۔ حتیٰ کہ ہر انبیاء کو جب مخالفین پر غلبہ دیا تو دن مقرر میں۔ نبی ﷺ کو پیدا فرمایا تو بارہویں تاریخ مقرر کر کے آپ کا وصال ہوا تو مہینہ ربیع الاول اور بارہویں تاریخ مقرر کر کے۔ اور حضرت پیر پیراں کو وصال دیا تو نبی ﷺ کے مہینہ مقررہ ربیع الاول کے بعد ربیع الثانی کا مہینہ مقرر فرما کر اور دن بھی

گیارہویں کا مقرر فرمایا تا کہ مہینہ اور دن بعد میں رکھنے سے نبوت کے بعد درجہ ولایت ثابت ہو جائے۔ اسی بنا پر بھی آپ کو گیارہویں والا کہا جاتا ہے چونکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت پیر پیراں کا یہی ربیع الثانی کا مہینہ اور یہی گیارہویں تاریخ وصال کی مقرر فرمائی ہے جیسا کہ ملا علی قاریؒ نے نزہۃ الخاطر انما طر کے صفحہ نمبر ۲۱ میں بیان فرمایا ہے اور خدائی قانون سے ہی یوم وصال زیادہ متبرک ہوتا ہے۔ اسی واسطے آپ کے اس گیارہویں دن مقررہ پر حضرت پیر پیراں کی طرف سے صدقہ خیرات کئے جاتے ہیں۔ اور ان کی روح و ثوابات قرآنِ نبیہ پہنچائے جاتے۔ بقانون قرآن و حدیث گیارہویں کا تقرر اور یوم وصال کا تبرک ثابت ہو گیا۔ تم بھی ہر کام جو بھی کرو دن مقرر کر کے ہی کرتے ہو۔ شادی کرو تو دن مقرر۔ نکاح کرو تو دن مقرر کر کے۔ ایسے تو نکاح بھی ناجائز ہونا چاہیے۔ بلکہ حرام کیونکہ دن مقرر کیا گیا۔ جلسہ کرو تو دن مقرر کر کے۔ لہذا تمہارے مولویوں کا اس مقرر دن میں آنا اور کھانا تقرر کی وجہ سے حرام ہو جانا چاہیے۔ اور اگر آپ کے کسی مولوی صاحب کے گھر گیارہویں کو بچہ پیدا ہو جائے۔ تو یا اس کو حرامی کہنا چاہیے یا درخواست دی جائے کہ آج حرمت کا دن ہے کل پیدا ہو۔ لہذا تیری پیدائش کا دن مقرر۔ موت کا دن مقرر اذا جاء اجلها لا یستأخرون ساعة ولا یستقدمون قیامت کا دن مقرر۔ نمازیں مقرر۔ نمازوں کے وقت مقررہ۔ رکعتیں مقرر تسبیحیں گیارہ کی حد تک مقررہ۔ وتر گیارہ کی حد تک مقررہ گیارہویں تاریخ اللہ کو زیادہ پسند۔ ارشاد الہی ہے۔

سورہ فجر ۱۳۰ { وَالْفَجْرِ وَلَيَالٍ عَشْرًا الشَّفْعِ وَالْوَتْرِ } (قسم ہے فجر کی اور قسم ہے دس راتوں یعنی محرم کی یا عشرہ ذوالحجہ کی یا عشرہ اواخر رمضان کی۔ اور قسم ہے جوڑے کی۔ عشر اور شفع کو مرکب کرنے سے اعداد ۱۲ بنتے ہیں۔ وہ بارہویں تاریخ وصال نبی ﷺ ہے۔ اور قسم ہے اکیلی کی عشر کو جب وتر سے ترکیب دی جائے تو اعداد

گیارہ بنتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے گیارہویں کی بھی قسم کھائی۔ معلوم ہوا کہ گیارہویں تاریخ اللہ کو بھی زیادہ پسند ہے۔ اور آیت کا ظاہر اور سیاق و سباق اس بات پر دلالت ہے کہ بارہویں تاریخ نبی ﷺ کے وصال کی ہے۔ اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء سے اپنے محبوب ترین محبوب کے وصال دن کی قسم کھائی ہے۔ تو بعد از قرون نبوت اولیاء کا درجہ ہے۔ جو اس گیارہویں کی قسم میں مستتر ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اولیائے کرام کے فضائل اور درجہ ولایت گیارہویں ہی پارے کے بارہویں رکوع میں ذکر کیا ہے جس سے صاف ظاہر ہے۔ چونکہ گیارہویں والے کو بارہویں والے سے فیض ہے۔ اور لیال عشر و وتر کے الفاظ بھی گیارہ ہیں۔

شیخ عبدالقادر کے پڑھنے میں گیارہ ہی حروف ہیں۔ (۱) ش (۲) ی (۳) خ (۴) ع (۵) ب (۶) د (۷) ل (۸) ق (۹) ا (۱۰) د (۱۱) ر

سید عبدالقادر " " " "

حضرت محی الدین " " " "

ایک حرف اس نام میں مضمر ہے۔ وہ اسی واسطے پوشیدہ ہے پڑھنے میں نہیں آتا۔ جو اس بات پر دلالت ہے کہ آپ صحیح ولی اللہ فنا فی اللہ ہیں۔ اگر اس کو آپ کے اسم میں ملایا جائے تو ۱۲ بنتے ہیں۔ تاکہ ثابت ہو جائے کہ آپ و در حقیقت یہ درجہ بارہویں والے کے طفیل حاصل ہوا ہے۔ حضرت غوث الثقلین کے صاحبزادگان بھی گیارہ ہی تھے۔ اور آپ کے سلسلہ ولایت میں بھی علی کرم اللہ وجہہ تک گیارہ واسطے ہیں۔

نزهة الخاطر الفاطر ص ۱۹ {فَقَدْ لَبَسَ الْخُرْقَةَ الْمَبَارَكَةَ (رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ) مِنْ يَدِ الشَّيْخِ قَاضِي الْقَضَاةِ أَبِي سَعِيدٍ مَبَارَكِ بْنِ عَلِيٍّ مَخْزُومِيٍّ وَهُوَ لَبَسَهَا مِنْ يَدِ الشَّيْخِ أَبِي الْحَسَنِ عَلِيِّ بْنِ يُونُسَ الْقُرَشِيِّ الْهَكَارِيِّ

روہولبسہا من یدالشیخ ابی الفرج طرسوسی (وہولبسہا) من
 یدالشیخ ابی بکر دلف الشبلی (وہولبسہا) من سیدالشیخ ابی
 القاسم الجنید البغدادی (وہولبسہا) من یدالشیخ سری القطی
 (وہولبسہا) من یدالشیخ معروف الکرخی (وہولبسہا) من یدالشیخ
 داود الطائی (وہولبسہا) من یدالشیخ معروف الکرخی (وہولبسہا)
 من الشیخ داؤد الطائی (وہولبسہا) من یدالشیخ حبیب العجمی
 (وہولبسہا) من یدالشیخ حسن البصری (وہولبسہا) من حفة شیخہ
 رمرشدہ سیدنا امیر المومنین الامام علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہ
 وہو من حفة سید المرسلین ورسول رب العالمین سیدنا ونبينا
 محمد ﷺ لم شرف وکرم ومجد وعظم

حضرت غوث الاعظم شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نسبتاً حنفی ہیں۔ حضرت
 حسن علیہ السلام تک آپ کی گیارہ پشتیں ہیں۔

نزہۃ الخاطر الفاطر ص ۶ {سیدنا السید محی الدین ابو محمد
 عبدالقادر (ابن) السید ابی صالح موسیٰ جن کی دوست (ابن) السید
 داود (ابن) السید موسیٰ الثانی (ابن) السید عبداللہ المحض (ابن)
 السید الامام الحسن المثنیٰ (ابن) السید الہام الحسن السبط
 نبی ﷺ نے بذات خود گیارہویں والے کی طرف سے قربانی کی۔

ابوداؤد جلد ۲ ص ۳۰، مسلم شریف جلد ۱۵۶، بیہقی شریف جلد ۹ ص ۲۸۶ {

عَنْ عَائِشَةَ عَنِهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَمَرَ بِكَبْشٍ أَقْرَنَ يَطَافِي
 سَوَادٍ وَيَنْظُرُ فِي سَوَادٍ وَيَبْرُكُ فِي سَوَادٍ فَأَتَتْ بِهِ فَضَحَى بِهِ فَقَالَ
 يَا عَائِشَةُ هَلِمِي الْمُدِيَةَ ثُمَّ قَالَ اشْحَذِيهَا لِحَجَرٍ فَفَحَلَتْ فَأَخَذَهَا وَأَخَذَ

الْكَبْشِ فَاصْجَعَهُ فَذَبَحَهُ وَقَالَ بِسْمِ اللَّهِ اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنْ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّ مِنْ اُمَّتِ مُحَمَّدٍ ثُمَّ ضَخَى بِهِ

(ترجمہ: عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

ارشاد فرمایا۔ ایسے مینڈھے کو جو سینگوں والا۔ سیاہ ٹانگوں والا اور سیاہ آنکھوں والا اور سیاہ منہ والا تو لایا گیا اس کو پھر قربانی کی آپ نے اس کو۔ تو فرمایا اے عائشہ چھری لاؤ۔ پھر فرمایا آپ نے پھر کے ساتھ اس کو تیز کرو۔ تو چھری لی آپ نے اور مینڈھے کو پکڑا پھر لٹایا اس کو پھر ذبح کیا اس کو۔ پھر فرمایا آپ نے بسم اللہ کے نام سے ذبح کرتا ہوں اے اللہ تو قبول کر محمد (ﷺ) کی طرف سے اور محمد (ﷺ) کی امت کی طرف سے۔ پھر قربانی دیا آپ نے اس کو۔

اس حدیث میں نبی ﷺ نے اپنی آل کی طرف سے قربانی فرمائی۔ اور آپ کی آل میں یہ یہ ال بھی ہیں۔ لہذا یہ یہ ال کی طرف سے بھی آپ نے قربانی کر دی۔ دن بھی مقررہ دسواں اور رات گیارہویں۔ بڑا افسوس ہے۔ کہ جس امر کو شریعت نے بہ پہلو میں جائز رکھا ہو۔ مثلاً تقرر سے نیکی کرنا یا کسی بزرگ کی طرف سے صدقہ خیرات کرنا یا قرآن شریف پڑھ کر کسی ایک مقررہ دن میں بزرگی کی روح کو بخشنا اور تم اس کو حرمت کے فتوے سے نامزد کرو اور موجب کفر ہو۔ یہ محض تمہارا اسلام سے عناد ہے۔ ورنہ مسلمان کے ہاتھ کی حلال کمائی اور مسلمان کے ہاتھ کی پکی ہوئی چیز حرام کہو۔ لیکن کافر کے پلید ہاتھ کی تیار شدہ بیاج سے حرام کمائی کی ہوئی اور کافر کے مقررہ دن میں پکی ہوئی اور بتوں کے نام سے چڑھاؤا چڑھی ہوئی دیوبندی فرقہ کے نزدیک حلال و پاک ہو۔ یہ ایمان دیوبندی ہی میں گنجائش ہے اسلامی قانون اس کے برعکس ہے۔ ہاں عقل سلیمہ اس واسطے تسلیم کر سکتی ہے کہ جیسا فرقہ دیوبندیہ کا عقیدہ ہے۔ ان کو اعمال بھی ویسے ہی موزوں ہوں

گے۔ جیسا برتن ویسا کھانا۔ اللہ تعالیٰ حضرت ہمدردان کی طرف سے کچھ کھانا پکا ہوا یا شیرینی مسلمان کے ہاتھ سے خود ان کی باطن میں جانے نہیں دیتا۔ کیونکہ حلال و پاک چیز کے واسطے ملین پاک مسلمان کی ضرورت ہے اسی واسطے منکرین کے سپرد منکرین کے عقائد میں منکرین کے ملین کے مطابق ہی چیز عطا کی گئی ہے۔

’مسلمانو! بغیر مذہبی تعصب کے ملاحظہ ہو کہ گیارہویں کو حرام کہنے والے اور ہندو کی چیز سودی روپے کی استعمال کرنے والے حق پر ہیں یا مسلمان کے ہاتھ کی گیارہویں قرآن مجید پڑھا ہوا عمل خیر سمجھے اور کافر کے ہاتھ کی تیار شدہ چیز کو اور سودی روپے کی مصروفہ اشیاء کو حرام سمجھے۔ یہ حق پر ہیں۔

اب دیوبندیوں کے اکابر کی زبانی ان کے اسلام کی اور ایمان کی حقیقت سن لیجئے کہ یہ اپنے آپ کی اپنے اکابر کی زبانی اگر وضاحت سن لیں گے تو امید ہے کہ انشاء اللہ ضرور تاب ہو کر مسلمان بننے کی کوشش کریں گے۔ چنانچہ مرزائیوں سے دیوبندیوں کی تکفیر سے یہ نقص وارد کیا کہ تم دیوبندی ہمیں کافر کیسے کہہ سکتے ہو جبکہ تم پر بھی احمد رضا خاں صاحب بریلوی نے کفر کا فتویٰ لگایا ہوا ہے۔ کہ تم اس فتوے کی بنا پر کافر ہو؟ اگر تم ان کے فتویٰ کفر سے کافر نہیں تو ہم تمہارے فتویٰ سے کافر نہیں ہیں اگر تمہارا فتویٰ کفر ہم پر صحیح ہے تو تم پر احمد رضا خاں صاحب کا فتویٰ صحیح ہے اگر وہ نہیں تو یہ بھی نہیں۔ تو اس کے جواب میں مولوی مرتضیٰ حسن صاحب دیوبندی تحریر فرماتے ہیں۔

اشد العذاب ص ۱۳ اگر خاں صاحب کے نزدیک بعض علماء دیوبند واقعی ایسے ہی تھے جیسا کہ انہوں نے سمجھا۔ تو خاں صاحب پر ان علماء دیوبند کی تکفیر فرض تھی۔ اگر وہ ان کو کافر نہ کہتے تو وہ خود کافر ہو جاتے جیسے علماء اسلام نے جب مرزا صاحب کے عقائد کفریہ معلوم کر لئے اور وہ قطعاً ثابت ہو گئے۔ تو اب علماء اسلام پر مرزا صاحب

اور مرزائیوں کو کافر و مرتد کہنا فرض ہو گیا۔ اگر وہ مرزا صاحب اور مرزائیوں کو کافر نہ کہیں چاہے وہ لاہوری ہوں یا قدنی وغیرہ وغیرہ تو وہ خود کافر ہو جائیں گے کیونکہ جو کافر کو کافر نہ کہے وہ خود کافر ہے۔

یہ ہے مولوی مرتضیٰ حسن صاحب دیوبندی کا فتویٰ کفر جو انہوں نے اپنے ان علماء دیوبند پر جنہوں نے نبی ﷺ کی توہین میں عبارتیں لکھی ہیں۔ اور اعلیٰ حضرت احمد رضا خاں صاحب کے فتوے تکفیر کو جو انہوں نے اکثر علماء دیوبند پر لکایا ہے صحیح تسلیم کیا ہے جب تمہارے بزرگ اس فتوے کفر کو اپنے پر صحیح سمجھتے ہیں تو تم ہم پر کیسے معترض ہو سکتے ہو۔

ع مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تری

اب مشتے از خردار فقہ دیوبندیہ کی طرف بھی توجہ مبذول فرمائیے تاکہ عقائد دیوبند کے سمجھنے کے بعد ان کے اعمال صالح پر بھی کچھ مسلمانوں کو واقفیت حاصل ہو جائے۔ اور امتیاز کلی کر سکیں۔

عقیدہ احناف

ابن ماجہ ص ۲۴۱ {عن ابن

عمر من یا کل الغراب وق ۸ د

سمہ رسول اللہ ﷺ فاسقا

ترجمہ: ابن عمر سے روایت ہے کہ جو

شخص کو اکھا تا ہے۔ تحقیق اس کا نام

نبی ﷺ نے فاسق رکھا ہے۔

فتاویٰ رشیدیہ حصہ دوم ص ۱۳۰ {

مسئلہ: جس جگہ زانغ معروفہ و کووں

کو اکثر حرام جانتے ہوں اور کھانے

والے کو کچھ ثواب ہو گا یا نہ ثواب ہو گا نہ

عذاب۔

الجواب: ثواب ہو گا۔ فقط رشید احمد

کنگوسی۔

ابن ماجہ ص ۲۴۱ { عَنْ عَائِشَةَ
عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ
الْحَيوةُ فَاسِقَةٌ وَالْعُقْرُبُ وَالْفَارَةُ
فَاسِقٌ وَالْغُرَابُ فَاسِقٌ فَقِيلَ
لِلْأَسَمِ أَيُّ كُلِّ الْغُرَابِ قَالَ
يَأْكُلُهُ بَعْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَاسِقًا
ترجمہ: عائشہؓ عنہا سے روایت ہے
کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ کہ
سانپ فاسق ہے اور بچھو اور چوہا
فاسق ہے تو کہا گیا قاسم کو کیا کوا کھایا
جاتا ہے۔ تو انہوں نے فرمایا۔
رسول اللہ ﷺ کے بعد فاسق کو کون
کھاتا ہے۔

ان روایتیں سے ثابت ہوا کہ کوا فاسق ہے اور نبی ﷺ پر ایمان لانے کے
بعد کوا کھانے والا فاسق کہلائے گا۔ اور اگر نبی ﷺ پر ایمان ہی نہ لائے بلکہ اپنے سے
کم سمجھے تو اس کے کوا کھانے پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔

فتاویٰ رشیدیہ حصہ دوم ص ۱۲ { سوال: تالاب وہ درودہ سے بہت زیادہ قریب
بستی کے ہے۔ اہل بستی اس کے اطراف و جوانب میں بول و براز کا بھی اتفاق ہوتا
ہے۔ برسات میں اگر پر نہ ہو اور باہر نوٹ پھوٹ کر بھی نہ نکلا ہو تو اس صورت میں
طار ہے یا غیر طار۔ اور اہل بستی کو اس کی ضرورت شدید ہے کوئی دریا وغیرہ نہیں جس
میں دھوبی کپڑے وغیرہ دھوئیں۔ البتہ کنوئیں بہت ہیں۔

الجواب: یہ تالاب پاک ہے اگر باہر نہ نکلا ہو۔ فقط۔ کتبہ احقر بندہ رشید احمد غنی عنہ۔

امداد الفتویٰ مصنفہ مولوی اشرف علی صاحب جلد دوم ص ۱۶۳ سوال: زید کو جماع کی سخت ضرورت ہے۔ اور اس کی زوجہ حائضہ ہے اس صورت میں وہ کیا کرے گا۔

الجواب: بھی کی ساق وغیرہ سے رگڑ کر نکال دے۔ یا اس کے ہاتھ سے خارج کرا دے لیکن اس کے ران کو مس نہ کرے۔

اسی واسطے دیوبندیوں کو رات کے وقت مسجد میں رہنے سے اور شب باشی کرنے سے عموماً انکار کیا جاتا ہے۔ کہ بوقت ضرورت اگر سنت اشرفیہ پر عمل کیا تو چٹائی یا مسجد کو بلید کر دیں گے۔ تو نمازی ناواقفیت میں اپنی نمازیں خراب کر بیٹھیں گے۔ اپنے اس فعل سے نادم ہو کر تائب نہیں ہوتے النامسلمانوں کو ڈانٹا جاتا ہے کہ ہماری شب باشی پر کیوں اعتراض ہے اور ہم سے اجتناب کیوں ہے آپ کی شب کے نتائج اپنی کتابوں سے ہی ملاحظہ فرمائیے۔ اور اپنے تصوف پر بھی نظر غور فرمائیے۔

بزرگان دیوبند کا تصوف

اشرف التبیہ ملفوظات مولوی اشرف علی صاحب تھانوی ص ۴۰ فرمایا: ایک دفعہ بنو پہلوان نے جو دیوبند کا رہنے والا تھا باہر کے کسی پہلوان کو پچھاڑ دیا تو مولانا محمد قاسم صاحب کو بڑی خوشی حاصل ہوئی۔ اور فرمایا ہم بھی بنو اور اس کے کرتب کو دیکھیں گے۔ حافظ انوار الحق کی بینک میں اسے بلایا۔ اور سب کرتب دیکھے۔ مولانا بچوں سے ہنستے بولتے تھے اور جلال الدین صاحبزادہ مولانا محمد یعقوب صاحب سے جو اس وقت بچے تھے بڑی ہنسی کیا کرتے تھے۔ کبھی ٹوپی اتارتے تھے کبھی کمر بند کھولتے تھے (بچوں کے کمر بند کھولنے کی عادت مولانا کو کیا اچھی ہے یا بری۔ یہ ہے حال بانی دیوبند کا)

اشرف التبیہ ص ۸۶} حضرت والد صاحب مرحوم نے فرمایا۔ کہ مولانا منصور علی خاں صاحب مرحوم مراد آبادی حضرت نانوتویؒ کے تلامذہ میں سے تھے۔ طبیعت کے بہت پختہ تھے۔ اس لئے جدھر طبیعت مائل ہوتی تھی پختگی اور انہماک کے ساتھ ادھر جھکتے تھے۔ انہوں نے اپنا واقعہ خود مجھ سے نقل فرمایا۔ کہ مجھے ایک لڑکے سے عشق ہو گیا۔ اور اس قدر اس کی محبت سے طبیعت پر غلبہ پایا کہ رات دن اسی کے تصور میں گزرنے لگے۔ میری عجیب حالت ہو گئی۔ تمام کاموں میں اختلال ہونے لگا۔ حضرت کی فراست میں بھانپ لیا۔ لیکن سبحان اللہ تربیت و نگرانی اسے کہتے ہیں۔ کہ نہایت بے تکلفی کے ساتھ حضرت نے میرے ساتھ دوستانہ برتاؤ شروع کیا۔ اور اسے اس قدر بڑھایا۔ کہ دو یا ر آپس میں بے تکلف دل لگی کیا کرتے ہیں یہاں تک کہ خود ہی اس محبت اذ کر چھیڑا۔ فرمایا کہ ہاں بھائی وہ (وہ لڑکا) تمہارے پاس کھی آتے بھی ہیں یا نہیں۔ میں شرم حجاب سے چپ رہ گیا۔ تو فرمایا کہ نہیں بھائی یہ حالات انسان ہی پر آتے ہیں۔ اس میں چھپانے کی کیا بات ہے۔ غرض اس طریق سے مجھ سے گفتگو کی کہ میری زبان سے اس کی محبت کا اقرار کرالیا اور کوئی رغلگی اور کوئی ناراضگی نہیں فرمائی بلکہ دلجوئی فرمائی اس مخصوص بے تکلفی کے آثار اب مجھ پر ظاہر ہونے شروع ہوئے۔ میں ایک دن تنگ آ گیا اور دل میں سوچنے لگا کہ یہ محبت میری رگ و پے میں سرایت کر گئی ہے مجھے تمام امور سے بیکار کر دیا۔ کیا کروں اور کہاں جاؤں آخر عاجز آ کر دوڑا ہوا حضرت کی خدمت میں پہنچا۔ اور موؤب عرض کیا۔ کہ حضرت اللہ میری اعانت فرمائیے۔ میں تنگ آ گیا اور عاجز ہو چکا ہوں۔ ایسی دعا فرما دیجئے کہ اس لڑکے کا خیال تک میری قلب سے محو ہو جائے تو ہنس کر فرمایا کہ بس مولوی صاحب۔ کیا تھک گئے۔ بس جوش ختم ہو گیا میں نے عرض کیا کہ حضرت میں سارے کاموں سے بیکار ہو گیا۔ نکما ہو گیا۔ اب مجھے یہ برداشت نہیں۔ خدا کے لئے میری امداد فرمائیے۔ فرمایا۔

بہت اچھا (مغرب کے بعد لڑکے کا خیال ہی جاتا رہا) الخ
 اتنا عرصہ جانیں کا تعلق سے کیا ہی گزرا ہو گا۔ جس کو معرض التوا میں رکھا
 گیا۔ اور مسئلہ استمداد بھی حل کر دیا۔“

اشرف التبینہ ص ۶۶ { حضرت والد ماجد مولانا حافظ محمد احمد صاحب و عم محترم مولانا
 حبیب الرحمن صاحب رحمۃ اللہ علیہما نے بیان فرمایا کہ ایک دفعہ گنگوہ کی خانقاہ میں مجمع
 تھا (یعنی عرس تھا) حضرت گنگوہی (رشید احمد) اور حضرت نانوتوی (محمد قاسم) کے
 مرید و شاگرد سب جمع تھے۔ اور یہ دونوں حضرات بھی وہیں مجمع ہی میں تشریف فرما
 تھے۔ کہ حضرت گنگوہی نے حضرت نانوتوی سے محبت آمیز لہجہ میں فرمایا۔ کہ یہاں ذرا
 لیٹ جاؤ حضرت نانوتوی کچھ شرما سے گئے۔ مگر حضرت نے پھر فرمایا۔ تو بہت ادب
 کے ساتھ لیٹ گئے۔ حضرت بھی اسی چار پائی پر لیٹ گئے اور مولونا کی طرف کو
 کروٹ لے کر اپنا ہاتھ اس کے سینے پر رکھ دیا۔ جیسے کوئی عاشق صادق اپنے قلب کو
 تسکین دیا کرتا ہے۔ مولانا ہر چند فرماتے ہیں۔ کہ میاں کیا کر رہے ہو۔ یہ لوگ کیا
 کہیں گے۔ حضرت نے فرمایا۔ کہ لوگ کہیں گے کہنے دو (کیا کر رہے ہو کا شور کیوں
 ہوا جس پر لوگ کہیں گے کہنے دو کا جواب دیا گیا۔

تذکرۃ الرشید حصہ دوم ص ۲۸۹ { ایک بار ارشاد فرمایا۔ میں نے ایک بار خواب میں
 دیکھا تھا۔ کہ مولوی محمد قاسم صاحب عروس کی صورت میں ہیں۔ اور میرا ان سے نکاح
 ہوا ہے۔ سو جس طرح زن و شوہر میں ایک کو دوسرے سے فائدہ پہنچتا ہے۔ اسی طرح
 مجھے ان سے اور انہیں مجھ سے فائدہ پہنچا۔ انہوں نے حضرت کی تعریف کر کے مجھے
 مرید کرایا۔ (اس کی تصدیق مولوی محمود الحسن صاحب فرماتے ہیں)

قصیدہ { مولوی محمود الحسن صاحب
دیوبندی حقیقت مولوی محمد قاسم صاحب
ومولوی رشید احمد صاحب ص ۳۰۲

آن میں جو ربط ہے ہم نے تو نہ دیکھا
نہ سنا دونوں دلدادہ ہیں اور دلبر و
جاناں دونوں قرب جسمانی پہ ہے

ان کے تعلق کا مدار قرب روحانی ہے
یہ یکدل و جاں دونوں ایک صورت
ہی نظر آتی ہے جس کے دو عکس اک
حقیقت ہے کہ جس کے یہ عنوان
دونوں عشق کا ذکر ہی یا بغض و
عداوت ان کی جو نسے دل میں ہیں
ہیں تو ام چسپاں دونوں

ما قبل ازیں دیوبندیوں نے خود ایسے حوالہ جات پیش کئے ہیں جن سے
دیابنہ نے خود ہی اپنی وہابیت کا اقرار فرمایا۔ اب اہل انصاف کے سامنے چند ایسے
مسائل شرعیہ پیش کئے جاتے ہیں۔ جن سے معلوم ہو جائے گا۔ کہ دیوبندیوں کو
وہابیوں کے ساتھ کن کن عقائد خاصہ متمیزہ میں اتفاق و اتحاد و ذاتی ہے۔ ملاحظہ ہو۔

وہابی عقیدہ دیوبندی عقیدہ

براہین قاطعہ ص ۳ { بعد اثبات
مماثلت بشریت کے ثابت فرمایا۔
پس اگر کسی نے بوجہ نبی آدم ہونے
کے آپ کو (نبی ﷺ کو) بھائی کہا تو
کیا خلاف نص کے کہہ دیا۔

نور تو حید مصنفہ مولوی ثناء اللہ ص ۴ {
حق تو یہ ہے کہ غالیہ (نبی ﷺ کو نور
سمجھنے والے) مسیحیہ اور سناتن دھرمی
ہنود کے عقائد کو مثلث کی صورت میں
دکھایا جائے تو بالکل مثلث متساوی
الاضلاع بن جاتا ہے۔

مولوی ثناء اللہ صاحب وہابی نے نبی ﷺ کو نور کہنے والے احناف پر سناتن دھری عقیدہ اور مسیحیہ عقیدہ ہونے کا فتویٰ دیا ہے اور دیوبندی نبی ﷺ کو اپنا بھائی سمجھتے ہیں بلکہ شاگرد۔ اور کبھی نبوت پر ترقی کے بھی قائل ہیں۔

عقیدہ مسلمانان احناف { عقیدہ وہابیہ دیوبندیہ آپ نے بغور ملاحظہ فرمالیا۔ اس کے متعلق عقیدہ احناف یہ ہے کہ نبی ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے نور محض پیدا کیا اور نور ہی رہے اور نور ہی رہیں گے۔ ہاں ہمارے نفع کے واسطے لباس انسانی پہنا کر دنیا کے سامنے مبعوث فرمایا۔ اس ہیئت کدائیہ کے ساتھ بھی آپ کا نور پاک شمس و قمر اور ملائکہ کے نور سے بھی اعلیٰ و اطہر و ازکی ہے اور آپ لباس انسانی بھی محض نور اور سب سے اعلیٰ اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا۔ آپ کے لباس انسانی کو بھی کسی سے مماثلت نہیں۔ نہ ہوئی اور نہ ہو سکتی ہے اور نہ اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کی ذات و صفات کا مثل پیدا کیا اور نہ پیدا کرے گا۔ یہ آپ کا ذاتی و صفاتی حسن ظاہری و باطنی نور بے مثل ہے۔ اور احناف کے نزدیک نبی ﷺ کو بشر کہہ کر پکارنا کفر ہے کیونکہ یہ کہہ بشر انبیاء علیہم السلام و حقارتا کفار کہا کرتے تھے اور قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَفَرْمَانُ اللَّهِ کے مطابق آپ و نور کہتا اور سمجھنا اور نور کی تبلیغ کرنا عین اسلام ہے۔ اور وَتُعْزِزُهُمْ تَوْفِيقُوهُ کے عین مطابق ہے اور اس کے برخلاف قرآن کریم کی مخالفت کرنا ہے۔

وہابی نبی ﷺ کو اپنے مثل بشر کہتا ہے اور حنفی آپ کو بے مثل نور کہتا ہے تم سوچو کہ کون ہو

اولہ نور ملاحظہ ہوں

دلیل اول { اللہ تعالیٰ نے جب پیدائش کی ابتدا فرمائی تو سب سے پہلے اپنے محبوب ﷺ کے نور پاک سے مخلوق کی بنیاد رکھی چنانچہ اَوَّلَ مَا خَلَقَ اللَّهُ نُورِيْ حَدِيث

اس کی شاہد ہے۔

دلیل دوم {صفات ذات سے مؤخر ہوتے ہیں۔ نبوت بھی صفت ہے۔ نبی ﷺ کی نبوت کے قائل کو پہلے یہ لازمی امر ہے کہ آپ کی ذات پر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے فرمان کے مطابق ایمان لائے اور بلا تاویل تامل و بلا عذر تقدم و تاخر نفسانیت خود و بلا اتباع مذاہب متبدعہ عقیدے کو درست کرے تو مطابق فرمان الہی ”محمد رسول اللہ“ رسالت سے ذات کا احترام اپنی ذات پر اور اپنے عقیدہ میں فرض منصبی سمجھے۔ اور فریضة من فرائض اللہ سمجھ کر اپنے ایمان کو روشن کر لے۔ جیسا کہ نبی ﷺ کا فرمان ہے۔ لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّىٰ أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وُلْدِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ یعنی کوئی ایک بھی ہو تم سے بے ایمان ہی رہے گا۔ حتیٰ کہ میری ذات کو اپنے ماں باپ اور اپنی اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ سمجھے۔

وہابی: محمد تو ہمارے بھائی اور ہمارے جیسے بشر ہی تو ہیں۔ اور یہ عقیدہ قرآن کے مطابق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تین دفعہ قرآن شریف میں فرمایا۔ قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰ إِلَيَّ إِنَّمَا إِلَهُكُمُ إِلَهٌ وَاحِدٌ (فرمادے کہ یا رسول اللہ ﷺ سو اس کے نہیں میں بشر ہوں تمہاری مثل جب اللہ فرماتے ہیں کہ تم کہہ دو میں تمہاری مثل بشر ہوں۔ تو آپ کی نسبت ہمیں بشر کہنا کونسا کفر ہے۔

محمد عمر: اسی آیت کے ماتحت جو حضرت حسنؓ نے اس آیت کا مطلب سمجھا ہے ملاحظہ ہو:

تفسیر خازن {۶/۸} قَالَ الْحَسَنُ عَلَّمَهُ اللَّهُ تَعَالَى التَّوَاضُّعَ حضرت حسنؓ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کو تواضع کے واسطے اِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ سکھایا ہے۔

تفسیر کبیر {۵/۲۶} (قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ) أَمَرَ مُحَمَّدًا ﷺ بِأَنْ يَسْلُكَ طَرِيقَةَ التَّوَاضُّعِ فَقَالَ. یہ اللہ تعالیٰ نے اس واسطے آپ کی زبان پاک

سے کہلوا یا۔ تاکہ تواضع اور عاجزی کے طریقے پر آپ کو چلا دے۔

(۲) جنہی اپنی زبان سے بطریق تواضع و انکساری ارشاد فرمادیں۔ ہم ان کو حضور ﷺ کی ذات مطہرہ پر استعمال نہیں کر سکتے۔ ہم تو اپنی طرف سے حضور ﷺ کی شان میں تواضعانہ اور انکسارانہ اور غلامانہ الفاظ پیش کر سکتے ہیں۔ ورنہ سنت کے خلاف لازم آئے گا۔

بخاری شریف {۹۱۹} عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ خَلَقَ اللَّهُ آدَمَ عَلَى صُورَتِهِ ابُو هُرَيْرَةَ سے روایت ہے۔ کہ نبی ﷺ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو اپنی صورت پر پیدا کیا۔ کیا آدم علیہ السلام یہ فرما سکتے ہیں کہ میری اور اللہ کی صورت ایک جیسی ہے۔ اور میں صورۃ اللہ کے مماثل ہوں۔ اگر یہ جائز نہیں اور کہنا کفر ہے تو ہمارے لئے بھی نبی ﷺ کو اپنی مثل بشر کہنا کفر کیوں نہیں ہو سکتا۔ خواہ کوئی کسی قسم کی مماثلت کہے ہاں خداوند تعالیٰ فرما سکتے ہیں۔ کیونکہ وہ تمام کے خالق ہیں۔ چنانچہ آدم علیہ السلام کے متعلق اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اِنِّیْ خَالِقُ بَشَرٍ مِّنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَإٍ مَّسْنُونٍ اس کے بعد ترقی دی اور فرمایا فَاِذَا نَسَوْتُهُ وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِیْ فَقَعُوْا لَهٗ سَاجِدِیْنَ جب بشر کو درست کر کے اس میں اپنے روح کو پھونک دوں تو اے فرشتوں تم اس کو سجدہ کرنا۔

تم ظاہری بشریت میں الجھ گئے اور ملائکہ مِنْ رُّوْحِیْ کے ارشاد پر پہنچ کر ساجد ہوئے اور فائز ہوئے اور امت محمد ﷺ نور نبوت سے فیضیاب ہو کر صدیقین و شہداء اور صالحین بن گئے۔ اور تم آپ کی بشریت کے جھگڑے میں محروم رہ گئے۔ تو لَا اِلٰی هٰٓؤُلَآءِ وَلَا اِبٰی هٰٓؤُلَآءِ میں شامل ہوئے۔

(۳) آدم علیہ السلام کا کئی برس تک یہ وظیفہ رہا۔ رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ آدم علیہ السلام نے اس دعا میں اپنی

ذات کی طرف ظلم اور خسارہ کو منسوب کیا۔ لیکن اگر ہم آدم علیہ السلام کی ذات کو ظلم اور خسارہ کی طرف منسوب کریں تو ایمان جاتا ہے۔ ایسے ہی یونس علیہ السلام نے لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَنكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ پڑھ کر اپنی طرف ظلم کو منسوب کیا۔ اگر ہم ان کو ظالم کہہ دیں تو کفر ہے۔ لہذا انبیاء کرام نے جو الفاظ معزو و انکساری میں استعمال فرمائے کسی امتی نے ان کا حامل ان کو نہ قرار دیا۔ چنانچہ اگر ہم بھی انہیں الفاظ کو جو انہوں نے اپنی ذات پر استعمال فرمائے ہیں منسوب کریں تو کفر ہے۔ علیٰ ہذا القیاس حضور اکرم ﷺ کا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ کہنا یا هَلْ كُنْتُ إِلَّا بَشَرًا رَّسُولًا کہنا اور انبیاء کا اِنْ نَحْنُ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ کہنا اپنی ذات کے واسطے تو اضعاف جائز ہے۔ لیکن ہم امتیوں کو انبیاء علیہ السلام کی شان میں خصوصاً نبی ﷺ کی شان میں اپنی مثل بشر کہنا تو ہیں انبیاء میں گرفتار ہونا ہے۔ اور سنت ابلیسی کے پیرو ہونا ہے۔ کیونکہ سب مخلوق سے پہلے شیطان نے آدم علیہ السلام کو لفظ بشر استعمال کیا۔ قَالَ يَا ابْنِ آدَمَ اذْكُ مِمَّا بَيْنَ يَدَيْكَ وَلَا تَكُونَنَّ مِنَ السَّاجِدِينَ اے ابلیس تجھے کیا ہوا۔ تو نے سجدہ کرنے والوں کا ساتھ نہ دیا۔ یعنی سجدہ نہ کیا۔ تو اس نے جواب دیا (۱) لَمْ اَكُنْ لِاسْجُدَ لِبَشَرٍ خَلَقْتَهُ مِنْ صَلْصَالٍ مِنْ حَمَاءٍ مَسْنُونٍ میرے لئے یہ لائق نہیں ہے کہ میں ایسے بشر کو سجدہ کروں جس کو تو نے کیچڑ بھنے ہوئے سے پیدا کیا۔ ان کلمات سے ابلیس نے آدم علیہ السلام کی ڈبل توہین کی۔ آپ کو بشر کہا پھر خاکی کہا۔ جب اس نے یہ الفاظ آدم علیہ السلام کی نسبت استعمال کئے۔ حالانکہ نقل الفاظ خداوندی تھی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے فرمایا فَاخْرِجْ مِنْهَا فَإِنَّكَ رَجِيمٌ وَإِنَّ عَلَيْكَ اللَّعْنَةَ إِلَى يَوْمِ الدِّينِ تو نکل جا اس (جنت) سے تو مردود ہے اور بلا شک تجھ پر قیامت تک لعنت ہے۔

شیطان نے جب اس حکم خداوندی کو سنا تو عذر بنہ کر سکا کہ میں نے تیری بیان کردہ حقیقت کو دہرایا ہے۔ تو نے بھی تو انسی خَالِقٌ بَشَرًا کہا تھا۔ میں نے کہہ دیا

تو کیا ہوا وہ سمجھ چکا تھا۔ کہ یہ الفاظ شان خداوندی کے لائق تھے۔ میرا کہنا گستاخی ہے۔ اور اسی گستاخی پر اڑا رہا۔ ایسے ہی تم بھی یہی الفاظ نبی ﷺ کی گستاخی میں استعمال کر کے لعنت کا طوق پن کرائے دلائل پیش کرتے ہو۔

(۴) قرآن کریم میں کئی مقام پر اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا۔ کہ کفار اپنے زمانہ کے انبیاء اپنے مثل بشر کہتے آئے۔ تمام قرآن کریم میں یہ ثابت نہیں کہ کسی امتی نے بھی اپنے نبی علیہ السلام کو بشر کا خطاب دیا ہو۔ نوح علیہ السلام کی قوم کے سرداروں نے کہا۔ (۱) ہود $\frac{11}{36}$ { مَا نَرَاكَ إِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا. ہم اس کو نہیں دیکھتے مگر ہماری مثل بشری تو ہے۔

(۲) مومنون $\frac{18}{2}$ { مَا هَذَا إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يَأْكُلُ مِمَّا تَأْكُلُونَ مِنْهُ وَيَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُونَ

یہ تمہاری مثل بشر ہے۔ کھاتا ہے جو کچھ تم کھاتے ہو اور پیتا ہے جو کچھ تم پیتے ہو شعیب علیہ السلام کو ان کی قوم کے کفار نے خطاب کیا۔

(۳) شعراء $\frac{19}{8}$ { وَمَا أَنْتَ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلَنَا. نہیں ہے تو مگر ہماری مثل بشر

(۴) انبیاء $\frac{21}{1}$ { وَأَسْرُوا النَّجْوَى الَّذِينَ ظَلَمُوا هَلْ هَذَا إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ. ظالم لوگ پوشیدہ پوشیدہ سرگوشی کرتے ہیں۔ کہ یہ تمہاری مثل بشر ہیں۔ نبی ﷺ کو کفار نے بشر کہا۔

(۵) سبن $\frac{22}{2}$ { قَالُوا أَمَا أَنْتُمْ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلَنَا. کفار نے کہا نہیں ہو تم مگر ہماری مثل بشر موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کو فرعون اور اس کے سرداروں نے کہا۔

(۶) مومنون $\frac{18}{36}$ { أَنْتُمْ مِنْ لِبَشَرٍ مِثْلَنَا کیا ہم ایسے دو شخصوں پر ایمان لاویں جو ہماری مثل بشر ہیں۔ بعد ازاں ولید بن مغیرہ نے نبی ﷺ کو بشر کہا۔

(۷) موثر $\frac{۲۹}{۱}$ { اِنْ هَذَا لَا قَوْلُ الْبَشَرِ } نہیں ہے یہ مگر بستر کا قول ہے۔ یعنی یہ

قرآن مجید نبی ﷺ کا (بشر کا) قول ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے مقابلے میں جواب دیا۔ سَاَصْلِيْهِ سَقَرٌ اس کو میں جلدی نار سقر میں داخل کروں گا۔ وَمَا اَذْرَاكَ مَا سَقَرٌ۔ اور کس چیز نے بتایا آپ کو کیا سقر ہے لَا تَبْقَى وَلَا تَذَرُ لَوْ اَحَۃٌ لِلْبَشَرِ باقی نہیں رہنے دیتی اور چھوڑتی نہیں۔ چمڑے کو جھلنے والی ہے۔

ولید بن مغیرہ نے لفظ بشر سے آپ کی توہین کی تو اللہ تعالیٰ نے اس کے چمڑے کو ہی جھلنے والی آگ سے سزا فرمائی۔ ایسے ہی جو نبی ﷺ کو سنت ولیدی پر عمل کرتے ہوئے آپ کو بشر کہہ کر پکارے گا۔ تو اللہ تعالیٰ دوزخ میں ان کے بشر کو ہی جھلسیں گے۔ ان نو آیات کریمہ سے ثابت ہوا کہ انبیاء کو کسی امتی نے بشر سے خطاب نہیں کیا۔ اور نہ نبی ﷺ کو کسی صحابی نے ہی بشر کا خطاب کیا۔ اس کا شاہد تمام قرآن مجید ہے۔ ہاں البتہ اس بشریت کے جھگڑے کا ثبوت شیطان سے لے کر ولید بن مغیرہ پر اس کی سند ختم ہوتی ہے۔ ورنہ مومنوں میں انبیاء علیہم السلام کو بشر پکارنے والا ایک بھی ثابت نہیں ہوتا۔ ہاں ایک روایت ترمذی شریف کی باوجود خبر احاد ہونے کے ضعیف بھی ہے۔ جس کا ضعف انشاء اللہ جلدی ثابت کیا جائے گا۔

(۵) جس کلمے کے ساتھ کفار نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو گستاخی سے خطاب کیا ہو اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو اس کلمہ کے استعمال سے نبی علیہ السلام کی شان میں ممانعت فرمائی ہے۔

پارہ اول { وَلَا تَقُولُوا رَاعِنًا وَقُولُوا انْظُرْنَا } اے مسلمانو تم نبی ﷺ کو راعنا نہ کہو کیونکہ یہ کلمہ کفار کہتے ہیں۔ تم اَنْظُرْنَا کا لفظ استعمال کرو۔ یعنی اے نبی ﷺ آپ ہماری طرف نظر مبذول فرمائیے جو کلمہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کفار نے پکارا اس سے

اللہ تعالیٰ نے حکماً منع فرمادیا۔ بعد ازاں اگر کوئی مومن اس کلمہ راعنا کو صحیح نیت سے بھی کہہ دیتا تو اللہ تعالیٰ ان کے اعمال کی طرف توجہ نہ فرماتا بلکہ بموجب گستاخی نبی اکرم ﷺ اس کے تمام عبادات کو اور اعمال کو ضبط کر کے قعر جہنم میں داخل فرماتا۔

”وہابی“ کیا یہ فتویٰ خدا پر بھی عائد ہوتا ہے۔ کیونکہ خدا نے بھی لفظ بشر کو انبیاء پر استعمال فرمایا ہے۔

”محمد عمر“ خداوند کریم آپ کو بدایت دے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات پر اپنے آپ کو قیاس کرتے ہو۔ اللہ تعالیٰ خالق ہے۔ باقی تمام انبیاء و اولیاء ہر شے اس کی مخلوق ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرما سکتے ہیں۔ اس کا فرمانا کچھ اور ہے۔ تمہارا کہنا کچھ اور۔ اللہ تعالیٰ تو پہاڑوں کی قسم، فرشتوں کی قسم بلکہ دیگر اور اشیاء کی قسمیں بھی کھاتے ہیں۔ کیا تم بھی اللہ کے سوا کسی کی قسم کھا سکتے ہو۔ یہ قیاس آرائیاں چھوڑ دو۔

”وہابی“ یہ بتاؤ جب قرآن پاک میں اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ آیت آئے تو کیا اس کو چھوڑ دیا جائے؟

”محمد عمر“ کیا تم جب غیر کی قسموں پر آتے ہو تو ان آیات کو چھوڑ دیتے ہو؟ کیونکہ تمہیں غیر کی قسم کھانا ناجائز نہیں۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ جب تم قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ پڑھتے ہو تو خدا کی کلام سمجھ کر پڑھتے ہو یہ کلام نبی ﷺ کو تمہاری طرف سے خطاب نہیں ہے جیسا کہ فرعون ابولہب کا نام قرآن کریم میں پڑھا جائے تو ذکر اللہ میں شمار ہوتا ہے ایسے ہی یہ آیت قرآن کریم میں پڑھنا گستاخی نہیں۔

(۶) نور ۱۸/۹ { لَا تَجْعَلُوْا دُعَاءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا اے مومنو تم رسول اللہ ﷺ کو ایسے نہ بلاؤ۔ جیسے تم آپس میں ایک دوسرے کو بلاتے ہو۔

معلوم ہوا کہ ہم ایک دوسرے کو اپنی مثل بشر کہتے ہیں۔ اور سب انسانوں کو بشریت میں مساوی کہتے ہیں۔ لہذا نبی ﷺ کو اس مسئلہ سے نہیں پکارنا چاہیے۔ اور نہ شامل کرنا چاہیے۔ جیسا کہ کھٹیبہ نے مماثلت سے منع کر دیا۔ تو ہمیں اپنے سے بالا بلکہ تمام مخلوق سے حتیٰ کہ ملائکہ سے بھی آپ کو بالا سمجھنا پڑے گا۔

(۷) نبی ﷺ کے ازواج مطہرات کو اللہ تعالیٰ نے عالمین کی عورتوں سے ممتاز و بالا فرمایا ہے۔ اور مماثلت کو توڑا ہے۔ جس حاکم کے محکوم کی شان تمام جنس سے اللہ تعالیٰ ممتاز فرمائے تو اس حاکم کی شان کو اودنے سے تشبیہ دینی یہ کونسا ایمان کا جزو ہے۔

احزاب ۲۲ {لَيْسَ الْبَشَرُ لِنَبِيِّكَ كَأَنَّكَ إِذَا دُعِيَ إِلَى اللَّهِ فِى الْحَرْبِ أَوْ إِلَى اللَّهِ فِى الْحَرْبِ أَوْ إِلَى اللَّهِ فِى الْحَرْبِ} اے نبی ﷺ کی بیوی تم لوگوں کی عورتوں کی مثل نہیں ہو۔ اللہ تعالیٰ تو نبی ﷺ کے ازواج مطہرات کو مثلیت غیروں سے گوارا نہ فرماویں اور تم حضور اکرم ﷺ کو اپنے ساتھ مماثلت میں شامل کرتے ہو۔ خدا سے ڈرو اور توبہ کرو۔

”وہابی“ کیا نبی ﷺ کے ہاتھ پاؤں۔ آنکھ، کان ہمارے مثل نہ تھے؟

”محمد عمر“ اگر ان عوارضات کی بناء پر تم نبی ﷺ کو اپنے جیسا سمجھتے ہو تو میرے خیال میں تم جبریل علیہ السلام کو بھی اپنے مثل بشر کہنے سے گریز نہ کرو گے۔ کیونکہ وہ بھی مثل انسانی میں ہی تشریف لاتے تھے۔ اور وہ بھی ہاتھ پاؤں ناک کان، سیاہ زلفیں تمام عوارضات انسانی سے مزین ہو کر تشریف لاتے تھے۔ جیسا کہ بخاری شریف جلد اول صفحہ ۱۲ میں مذکور ہے۔ کہ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں۔ فَاتَاہُ رَجُلٌ اِلَى النَّبِیِّ ﷺ۔ آیا ایک آدمی نبی ﷺ کی طرف جس وقت جبریل علیہ السلام تشریف لے گئے۔ تو پھر آپ نے فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ یہ کون تھا۔ صحابہ کرامؓ اجمعین نے عرض کی نہیں یا رسول اللہ۔ تو صحابہ کرام کو جبرائیل علیہ السلام کا علم ہوا۔ اگر جبرائیل علیہ السلام کے

انسانی لباس میں تشریف لانے سے اور ہاتھ پاؤں وغیرہ ظاہر ہونے سے ان کی نورانیت میں فرق نہیں آیا۔ تو نبی ﷺ کے دست پاک یا قدم پاک ظاہر ہونے سے آپ کے نور ہونے میں فرق لازم نہیں آئے گا۔ حضور اکرم ﷺ کے قدم پاک کی آپ کے قدم سے مماثلت تو کجا جبریل علیہ السلام بھی آپ کے قدم پاک کی خاک کا مقابلہ بھی نہیں کر سکتا۔ جس کی اللہ تعالیٰ قسم فرماتے ہیں۔ طہ یعنی اے نبی ﷺ آپ کی اس خاک پاکی قسم جو آپ کے تلووں پاؤں کو مس کر چکی ہے لَا أُقْسِمُ بِهَذَا الْبَلَدِ وَأَنْتَ حَلٌّ بِهَذَا الْبَلَدِ یا رسول اللہ ﷺ میں اس شہر کی قسم کھاتا ہوں اس حال میں کہ آپ کا نزول اس شہر میں ہے۔

ثابت ہوا کہ جو فضیلت اور شان آپ کے قدم پاک کی خاک پاک کو ہے۔ جبریل کیا تمام ملائکہ کا نور بھی اس منورہ مٹی سے مماثلت نہیں رکھتے (۲) اگر تم انہیں وجوہات کی بنا پر نبی ﷺ کو اپنی مثل سمجھو گے تو پھر خدا کو بھی اپنی مثل سمجھو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتے ہیں۔ بَلْ يَدَاهُ مَبْسُوطَتَانِ بَلْكَ اللہ کے دونوں ہاتھ فراخ ہیں دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ۔ قیامت کے میدان میں اللہ تعالیٰ انی پنڈلی کو ظاہر فرمائیں گے۔ اس آیت سے اللہ کی پنڈلی ثابت ہوئی۔ تیسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اَيْنَمَا تَوَلَّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللہ جس طرف منہ پھیرو اسی طرف اللہ کا وجہ ہے۔ اس آیت سے اللہ کا رخ ثابت ہو گیا۔ معلوم ہوا کہ ظواہرات سے باطن کی حقیقت پر قیاس نہیں کیا جاسکتا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کے پاک و مبرا بے مثل یدین اور بے مثل ساق اور بے مثل وجہ پر ایمان لانا ضروری ہے۔ ایسے ہی تم کو نبی اکرم نور مجسم ﷺ کے اعضائے پاک پر کوئی کسی کی مثل قائم کرنا منع ہے اور ایمان لانا ضروری ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنی ذات و صفات میں بے مثال اور اپنے محبوب ﷺ کے نور

پاک کو پیدا فرمایا۔ تو آپ کی ذات بمعہ صفات کو بے مثل ہی ظاہر فرمایا۔ اللہ کی ذات اور صفات میں کوئی شریک نہیں۔ اور نبی ﷺ کی ہیئت کدائیہ میں نہ مکان میں نہ زمان میں نہ سیر و سفر میں نہ حضر میں نہ قیام و قعود و سجدہ میں نہ قول و فعل میں۔ نہ عقل و علم و حکمت میں۔ الغرض آپ کی ذات و تمام صفات میں کوئی شریک نہیں۔

(۸) انعام ۷۴ { وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا طَائِرٍ يَطِيرُ بِجَنَاحَيْهِ إِلَّا أُمَّةٌ أَمْثَالُكُمْ } (نہیں ہے کوئی زمین پر چلنے والا اور نہ کوئی پرندہ جو اپنے پروں سے اڑتا ہو) مگر امتیں ہیں تمہاری مثل۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں ثابت کیا۔ کہ جیسے تم امتیں ہو ایسے ہی درندے کتے بے خنزیر اور پرندے الو، گدھ وغیرہ بھی تمہاری ہی طرح امتیں ہیں۔ اب تم بھی امتی ہو اور یہ تمام بھی امتیں اور امت کی امت کے ساتھ تشبیہ اللہ تعالیٰ نے خود فرمائی ہے تو اگر امت وہابیہ کو امت درندگان خنزیر وغیرہ سے تشبیہ دی جائے اور کہا جائے کہ امت ہونے میں فلاں مولوی صاحب اور خنزیر ہم مثل ہیں تو اس سے امت وہابیہ کو ناراضگی تو نہ ہوگی؟ اور نہ ہونی چاہیے کیونکہ اللہ نے مماثلت بیان فرمائی ہے۔ اور اگر اس صحیح ارشاد الہی کو بیان کرنے سے اپنی گستاخی سمجھتے ہو تو ہم نبی ﷺ کو تمہارا اپنی مثل بشر کہنا گستاخی سمجھتے ہیں۔ جب اس مثال پر آپ کو ناراضگی ہے تو اس مثال پر ہمیں بھی ہے۔

”وہابی“ جی ہاں ان کی مثل کہنے سے ہمیں گریز تو نہیں ہو سکتا۔ مگر دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں دوسری امتوں سے ممتاز کر دیا ہے۔ فرمایا کُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ تَمَّ بِهِتْرَامَتِ ہو۔ اس واسطے جب ہم بہتر امت ثابت ہو گئے تو اعلیٰ کو ادنیٰ سے تشبیہ جائز نہیں۔

”محمد عمر“ واہ جناب۔ اس تشبیہ کے وقت تو آپ کو اپنی خیر امت ہونا یاد آ گیا۔ اور یہ پتہ نہیں کہ نبی ﷺ تم کو اپنی امت میں داخل بھی فرمائیں گے یا نہیں۔ جب داخل ہو گئے تب ہی تو خَيْرَ أُمَّةٍ بنو گے۔ اور جب امت محمد رسول اللہ ہونے میں ہی آپ کو

شک ہے۔ بلکہ تم مماثل محمد رسول اللہ ہی اپنے آپ کو کہلواتے ہو تو خیرِ اُمرہ کا مصداق تم کیسے بن سکتے ہو۔ کُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ کے مخاطب تو ہم احناف ہی ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ غلامی کا دعویٰ تو ہمیں ہی ہے۔ ہمیں مماثلت کا دعویٰ نہیں۔ نبی ﷺ کی مثلیت کے تم مدعی ہو۔ اس واسطے اس آیت کے مصداق تم نہیں بن سکتے۔ اپنی بنی پر تو تمہیں دوسری آیت جھٹ تلاش کرنی پڑی جس نے تمہارا ساتھ بھی نہ دیا۔ لیکن نبی ﷺ کی شان میں اِنَّمَا اَنَابَشَرُ کے مقابلے میں دوسری آیت النَّبِيُّ اُولٰٓئِی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ کو بھلا دیا۔ کیونکہ اس آیت کریمہ سے نبی ﷺ کی ذاتی اولویت ثابت ہوتی تھی۔ اپنی خیریت ثابت کر کے واسطے تم فوراً اپنے۔ اور تاویل کے متلاشی ہوئے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ امت خنزیر سے ہماری مثلیت ثابت ہو جائے اور جس مثلیت کو تم بٹا بھی نہ سکے۔ لیکن اگر نبی ﷺ کی اولویت کا سوال آجائے تو تم النَّبِيُّ اُولٰٓئِی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ کو چھوڑ کر اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ پڑھ دیتے ہو۔ کیا یہ تمہارا انصاف ہے اور اسی کا نام ایمان ہے؟ اب فیصلہ تم پر ہے۔ اگر بحیثیت غلام اور امتی ہونے کے نبی ﷺ کے نور ہونے کے قائل ہو جاؤ تو کُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ میں داخل ہو جاؤ گے۔ ورنہ بمطابق آیہ سابقہ اُمَّةٌ مِّثْلُكُمْ میں شامل ہو جاؤ گے۔ اب تمہاری مرضی پر منحصر ہے۔

”وہابی“ اللہ تعالیٰ نے کئی مقامات پر نبی ﷺ کو عبد فرمایا یعنی بندہ۔ مثلاً سُبْحٰنَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ (پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے بندے کو رات میں سیر کرائی اور ہر وقت نماز میں عَبْدُہ پڑھتے ہو۔ باوجود اس کے کہ نبی ﷺ کی ذات کے واسطے عبد کا لفظ قرآن مجید میں مذکور ہو۔ اور نماز میں اللہ کے بندے ہونے کا اقرار کرو۔ لیکن عقیدہ یہ رکھو کہ آپ اللہ کے بندے نہیں ہیں۔ یہ عقیدہ صحیح نہیں ہے۔

”محمد عمر“ تم نے اپنے کلام کا پہلو بدل دیا۔ بشریت سے عبدیت کی طرف لوٹ آئے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرشتوں کو بَلْ عِبَادٌ مُّکْرَمُوْنَ فرمایا انبیاء

بلکہ فرشتے بندے میں بزرگی والے۔ تو اس جگہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں پر بھی عباد کا اطلاق فرمایا۔ اگر فرشتے پر عبد کے اطلاق سے فرشتے کے نور ہونے میں کوئی فرق لازم نہیں آتا تو نبی ﷺ پر بھی عَبْدُہ کہنے سے آپ کے نور ہونے میں کوئی تناقض نہ ہوگا۔ کیونکہ عبد کا لفظ نور پر بھی بولا جاتا ہے۔ (۲) سُبْحَنَ الَّذِي أَسْرَى بِعَبْدِهِ معراج روحانی ہوا ہو۔ اللہ تعالیٰ نے عَبْدُہ کے لفظ کو استعمال فرما کر واضح کر دیا۔ کہ نبی ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے روح بمعہ جسم اطہر نورانی سیر کرائی ہے۔ یہ خوابی واقعہ نہ تھا۔ بلکہ عالم بیداری کا ذکر ہے۔ اسی واسطے مقام شان میں لفظ عبد کا استعمال فرمایا۔

”وہابی“ ہر بات کو تم نے قرآن شریف سے ثابت کیا ہے۔ اور جواب دیا ہے لیکن اس بات کا کیا جواب دو گے۔ کہ آپ کی ولدیت بشری ہے۔ خاکی سے نوری کیسے پیدا ہو سکتا ہے۔

”محمد عمر“ زخرف ۲۵ { وَلَوْ نَشَاءُ لَجَعَلْنَا مِنْكُمْ مَلَائِكَةً فِي الْأَرْضِ يَخْلُفُونَ } (اور اگر چاہیں ہم تو تم ہی سے فرشتے بنا دیں جو زمین میں خلیفہ بنیں) اللہ تعالیٰ نے اس آیت سے اپنی طاقت فرمائی۔ کہ اگر ہم چاہیں تو تم خاکیوں سے فرشتے نوری پیدا کر دیں۔ کہ تم طاقت ربانی کے منکر ہو۔ اور اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ (بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرت والا ہے) کو بھول گئے ہو اور مِنْ اَنْفُسِهِمْ کا جواب بھی آگیا اگر چاہے تو خاکی سے نوری پیدا کر سکتا ہے (۲) جنت میں حوریں نوری ہیں۔ جن سے اولاد بھی ہوگی۔ معلوم ہوا۔ کہ نوری کی اولاد بھی ہو سکتی ہے۔

”وہابی“ تم نے کہا تھا۔ کہ نبی ﷺ کو کسی صحابی نے بشر نہیں کہا۔ میں ثابت کرتا ہوں کہ اس کا ثبوت ہے۔ مشکوٰۃ شریف ص ۵۲۱ شمائل ترمذی ص ۲۴ میں ہے حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں۔ كَانَ بُشْرًا مِّنَ الْبَشَرِ حضور بشروں سے

بشر تھے۔ تمہارا یہ دعویٰ فاسد ہو گیا۔ کہ نبی ﷺ کو کسی نے بشر نہیں کہا۔

”محمد عمر“ (۱) یہ حدیث خیر احاد سے ہے۔ قرآن شریف کے مقابلہ میں حجت نہیں ہو سکتی۔ (۲) اس کی سند میں بہت ضعف ہے چنانچہ اس سند کے رواۃ سے عبداللہ بن صالح راوی ہیں۔ ان کے متعلق لکھا گیا ہے تقریب التہذیب ص ۲۰۲ عبداللہ بن صالح کثیر الغلط یعنی عبداللہ بن صالح بہت غلط روایتیں بیان کرتا ہے۔ جو اس کی کتاب میں ثابت ہیں۔

تہذیب التہذیب جلد ۵ ص ۲۵۶-۲۵۷ عبداللہ بن صالح لیس ہو بشی؛ عبداللہ بن صالح چھ نہیں۔ اِنَّهٗ كَانَ يَكْذِبُ فِي الْحَدِيثِ علامہ ذہبی نے فرمایا۔ کہ عبداللہ بن صالح حدیث میں جھوٹ بولتا ہے قال احمد بن صالح لیس بشی؛ احمد بن صالح نے بھی کہا۔ کہ عبداللہ بن صالح چھ نہیں وقال النسائی لیس بشقة امام نسائی نے فرمایا کہ عبداللہ بن صالح مضبوط روای نہیں ہے۔ ابن مریم سے روایت ہے۔ کہ یہ جھوٹا ہے۔ اہل حدیث بننے کا دعویٰ کرنے والوں۔ ایسی کچی بات احناف کے سامنے پھر زبان پر نہ لانا۔

(۹) مائدہ $\frac{۲۶}{۳}$ {قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ}

(تحقیق اے لوگو تمہاری طرف اللہ کی طرف سے نور آیا ہے اور کتاب بیان کرنے والے)

اس آیہ کریمہ میں واؤ مغائرۃ کی لا کر نور اور کتاب مبین کو علیحدہ علیحدہ دو چیزوں کا ذکر فرمایا۔ نور سے مراد نبی ﷺ ہیں اور کتاب مبین سے مراد قرآن مجید ہے اللہ کی طرف سے ہمارے پاس یہی دونوں چیزیں آئی ہیں۔ اس واسطے اللہ نے دونوں کا ذکر فرمایا۔ نور کو کتاب مبین پر مقدم فرمایا تاکہ جس کو نبی ﷺ کے نور ہونے میں شک ہو تو اس کے واسطے کتاب بیان کرنے والی موجود ہے۔ (۲) اگر نبی ﷺ کا

نور پاک دنیا میں مقدم نہ ہوتا۔ تو کتاب مبین دنیا میں نہ آتی۔ اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے اس آیہ مذکورہ میں نور کو مقدم رکھا اور کتاب مبین کو بعد میں (۳) کتاب مبین بغیر روشنی کے ظاہر نہیں ہو سکتی۔ اور نہ اس کا بیان ہو سکتا ہے۔ جب تک کہ نور نہ ہو۔ اس واسطے نبی ﷺ کے نور کو مقدم فرمایا تا کہ یہ ثابت ہو جائے کہ جو شخص نبی ﷺ کے نور ہونے کا قائل نہیں۔ اس کے واسطے کتاب مبین نہیں۔ جو نبی ﷺ کے نور کا منکر ہے۔ وہ بغیر آپ کے نور کے کتاب مبین سے بے بہرہ ہے۔ اور اس کا دعویٰ باطل ہے۔ اس واسطے جب تک نبی ﷺ کے نور ہونے کا اقرار نہ کیا جائے۔ کتاب مبین پر ایمان درست نہیں ہو سکتا۔

(۱۰) شوریٰ {۲۵/۵} مَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُكَلِّمَهُ اللَّهُ إِلَّا وَحْيًا أَوْ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ أَوْ يُرْسِلَ رَسُولًا فَيُوحِيَ بَأْذَنِهِ مَا يَشَاءُ إِنَّهُ عَلَىٰ حَكِيمٍ (نہیں طاقت ہے کسی بشر کی کہ اس کو اللہ کلام کرے۔ مگر وحی سے (یعنی القاء سے) یا پردے کے پیچھے یا جبرائیل بھیج کر تو وحی کرتا ہے وہ اللہ کے اذن کے ساتھ۔ جو چاہتا ہے۔ بے شک وہ اللہ بڑا جاننے والا بڑا دانہ ہے)۔

اس آیہ کریمہ سے ثابت ہوا۔ کہ اللہ تعالیٰ سے بالمشافہ بشر کلام نہیں کر سکتا۔ سو اب ان تین مذکورہ طریقوں کے اور نبی ﷺ سے اللہ تعالیٰ بالمشافہ ہمکلام ہوئے بغیر پردے کے اور بغیر جبرائیل کے۔ چنانچہ ایک دفعہ کے واقعہ کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بیان فرمایا ہے۔ جب آپ معراج کی رات ستائیسویں رجب تھی تو اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کو مدعو کیا۔ اندھیری رات میں نبی ﷺ کو بلانا اور آپ کا تشریف لے جانا اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا ماضل صاحبکم و ماغوی (تمہارا دوست بھولا نہیں اور نہ آپ نے کجروی کی) یہ آپ کے نور ہونے کی بین دلیل ہے۔ اگر آپ نور نہ ہوتے۔ تو ایسے اندھیرے میں اتنی مسافت طے کرنا اور آپ کے نہ بھولنے کی

شہادت اللہ تعالیٰ کا پیش کرنا یہ ایماندار کے لئے مقام یقین ہے ورنہ اللہ تعالیٰ جبرئیل کے ہاتھ میں کوئی روشنی دے بھیجتے۔ اللہ کو نبی ﷺ کے نور پاک پر حتمی اعتماد تھا۔ اسی واسطے ماضل سے اپنے محبوب ﷺ کی ہی شان بیان فرمائی۔ پھر سدرۃ المنتہی سے آگے نبی ﷺ تشریف لے گئے تو سوائے اللہ کے اور نبی ﷺ کے جبرئیل علیہ السلام کے پر کو بھی بھٹکنے کی طاقت نہیں۔ اور نبی ﷺ بمعہ لباس دنیاوی تشریف فرما تھے۔ جس سے یہ واضح طور پر ثابت ہوتا ہے۔ کہ آپ کا نور پاک اتنا زبردست ہے کہ اگر خاک کی کپڑا آپ کی مصاحبت اختیار کرے تو وہ بھی نور ہو جاتا ہے۔ جو جبرائیل کے نوری پردوں سے زیادہ زبردست قوی ہوتا ہے۔ کہ اگر وہ پرواز کریں تو وہاں خاکستر ہو جائیں۔ لیکن نبی ﷺ کے لباس پاک میں اتنی نورانی قوت کہ جس کو تجلیات الہیہ ڈھانپیں اور وہ لباس اپنی قوت میں سلامت رہے۔ جس کے لباس میں اتنی نورانی قوت ہے اس کے جسمانی نور کے کیا کہنے ہیں جس کے متعلق اللہ تعالیٰ ارشاد فرماوے۔

النجم ۱۱۲ {ثُمَّ دَنَا فَتَدَلَّى} (پھر قریب ہوئے) (نبی ﷺ) تو استقبال کیا اس نے (اللہ نے) نبی ﷺ بلا حجاب اللہ تعالیٰ کے قریب ہوئے۔

بخاری شریف ۱۱۲۰ {دَنَا الْجَبَّارُ رَبَّ الْعِزَّتِ فَتَدَلَّى} اس حدیث سے ثابت ہوا کہ نبی ﷺ اللہ کے قریب ہوئے۔ تو اللہ نے قرب کی شرح فرمائی۔ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَىٰ تُوَدُّوْكَمَانُوْنَ کی برابر فاصلہ رہ گیا یا زیادہ کم۔

زیادہ قرب کا فاصلہ اللہ تعالیٰ نے وضاحت سے نہیں بیان فرمایا۔ معلوم ہوا کہ اقرب سے اقرب مراد ہو سکتا ہے۔ فَأَوْحَىٰ إِلَىٰ عَبْدِهِ مَا أَوْحَىٰ مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأَىٰ أَفْثَمَرُونَهُ عَلَىٰ مَا يَرَىٰ (تو القا کیا اللہ نے جو القا کیا دل نے جھوٹ نہیں بولا جو دیکھا اس نے)۔ کیا پس جھگڑا کرتے ہو تم آپ سے اس چیز پر جو دیکھا آپ نے)

اس سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اس قرب کے مقام پر بھی عبدہ فرمایا۔ تاکہ مخالف کو روحانی معراج کا شک نہ ہو جائے۔ بلکہ لامکان پر بھی اللہ تعالیٰ نے روح بمعہ جسم اطہر سے جو مرکب عبد تھا وہی استعمال فرمایا۔ تو ذات نبی علیہ السلام کا قرب ذات الہی سے ہونا یہ عین نور کا ہی خاصہ ہے۔ اور نور بھی ایسا جو ملائکہ مقربین سے بھی بالاتر ہو۔ ورنہ خاکی تو عالم ملکوت کو طے نہیں کر سکتا۔ چہ جائیکہ اَوَاذُنِی کے مقام پر نبی ﷺ کا پہنچنا اور بلا تھکان اور بلا مرغوبیت اجسامی بشاس ہو کر واپس تشریف لانا یہ آپ کے نور پاک کی ہی طاقت ہے۔ جب آپ کی روایت مولیٰ ذوالجلال ثابت ہوگئی اور مَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُكَلِّمَهُ اللَّهُ نے ثابت کر دیا کہ بشر کی طاقت نہیں کہ اللہ سے کلام کرے۔ تو نبی ﷺ کے متکلم ہونے سے آپ کے نور ہونے کی دلیل واضح ہوگئی۔

(۱۱) نور ۱۸/۵ {مَثَلُ نُورِهِ كَمَشْكُوَةٍ فِيهَا مَصْبَاحٌ}

تفسیر ابن جریر جلد ۱۸ ص ۹۵ {جَاءَ ابْنُ عَبَّاسٍ إِلَى كَعْبِ الْأَحْبَارِ فَقَالَ لَهُ حَدِّثْنِي عَنْ قَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ اللَّهُ نُورُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ الْإِيَّهِ فَقَالَ كَعْبٌ مَثَلُ نُورِهِ مَثَلُ مُحَمَّدٍ ﷺ كَمَشْكُوَةٍ}

تفسیر خازن ۴/۵ {مَثَلُ نُورِهِ هُوَ مُحَمَّدٌ ﷺ}

تفسیر معالم التنزیل ۴/۵ {قَالَ سَعِيدُ بْنُ جَبْرِ وَالضَّحَّاكُ هُوَ مُحَمَّدٌ ﷺ}

استدلالات نور حضور ﷺ از احادیث صحیحہ

دلیل نمبر اتر مذی شریف ۲/۱۷۶ {عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ

اللَّهِ ﷺ الْجَلِيلِ الْجَلِيلِ اجْعَلْ نُورًا فِي قَلْبِي وَنُورًا فِي قَبْرِي وَنُورًا مِّنْ بَيْنِ يَدَيَّ وَنُورًا مِّنْ خَلْفِي وَنُورًا عَنْ يَمِينِي وَنُورًا عَنْ شِمَالِي وَنُورًا مِّنْ فَوْقِي}

وَنُورًا مِّنْ تَحْتِي وَنُورًا فِي سَمْعِي وَنُورًا فِي بَصَرِي وَنُورًا فِي شَعْرِي
وَنُورًا فِي بَشَرِي وَنُورًا فِي لَحْمِي وَنُورًا فِي دَمِي وَنُورًا فِي عِظَامِي
اللَّهُمَّ اعْظِمْ لِي نُورًا وَاَعْطِنِي نُورًا وَاجْعَلْ لِي نُورًا (ابن عباسؓ سے روایت
ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا۔ اے اللہ کر دے تو نور کو میرے دل میں اور نور
میری قبر میں اور نور میرے آگے اور نور میرے پیچھے اور نور میرے دائیں اور نور میرے
بائیں اور نور میرے اوپر اور نور میرے نیچے اور نور میرے کان میں اور نور میری آنکھ
میں اور نور میرے بائیں اور نور میرے جسد میں اور نور میرے گوشت میں اور نور میرے
خون میں اور نور میرے خون میں اور نور میری ہڈیوں میں۔ اے اللہ میرے لئے نور کو
بڑھا دے اور مجھے نور عطا کر اور مجھے ہی نور بنادے۔

”وہابی“ اگر آپ نور تھے تو سوال کی کیا ضرورت تھی۔

”محمد عمر“ تم نماز میں کھڑے ہو کر اللہ سے سوال کرتے ہو اِهْدِنَا الصِّرَاطَ
الْمُسْتَقِيمَ کہ اے اللہ ہمیں سیدھے راستے کی ہدایت دے۔ کیا نماز میں ہاتھ باندھ
کر خدا کی عبادت میں قہر رخ ہوتے ہوئے پھر اللہ سے صراطِ مستقیم طلب کرتے ہو۔
کیا نماز کی حالت میں گمراہی کے راستے پر کھڑے ہوتے ہو؟ نہیں بلکہ ترقی درجات
کی طلب ہوتی ہے۔ ہمیشہ سے یہ قاعدہ چلا آتا ہے۔ کہ جو بہتر چیز اپنے پاس موجود
ہو۔ اس کے لطف حاصل ہونے پر اس کی طلب زیادہ ہو جاتی ہے اس کا لطف اسے
مریض بنا دیتا ہے۔ نبی ﷺ دنیا میں نور بن کر ہی تشریف لائے۔ اور آپ کا تمام جسم
اظرِ نوری ہے۔ آپ کا نور مبارک جب اللہ کے نور کے روبرو ہوتا ہے تو نور کا لطف آپ
کو زیادتی نور پر زیادہ حریص بناتا ہے۔ اسی بنا پر آپ ﷺ سے یہ دعا فرماتے ہیں۔
بخاری شریف ۱۳۶۴ {عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا۔ اِنِّی
لَسْتُ مِثْلُکُمْ مِّنْ تَمَّارِیْ مِثْلَیْہِیْ ہوں۔

عن ابی سعید الخدری "إِنِّي لَسْتُ كَهَنِيَّتِكُمْ" نبی ﷺ نے فرمایا کہ میں تمہاری ہیئت جیسا نہیں ہوں۔

(۳) ابوداؤد ۴۹۱۳ {ترمذی شریف ص ۹۷} عن ابی ہریرۃ قال قال رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَيُّكُمْ مِثْلِي. ابوہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہ نبی ﷺ نے فرمایا کون ہے تمہارا میری مثل۔

اس حدیث پاک سے نبی ﷺ نے ثابت فرمادیا۔ کہ تم سے میری مثل کوئی نہیں ہو سکتا۔ اور مثلیت کی کوئی تخصیص بھی نہیں فرمائی۔ کسی صورت میں کوئی آپ کا مماثل نہیں ہو سکتا۔

(۴) طبقات ابن سعد ۴۴۱ {ابن ماجہ ص ۱۱۹} عَنْ أَنَسٍ قَالَ لَمَّا كَانَ الْيَوْمَ الَّذِي دَخَلَ فِيهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْمَدِينَةَ أَضَاءَ مِنْهَا كُلُّ شَيْءٍ (حضرت انسؓ سے روایت ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔ کہ جس دن حضور ﷺ مدینہ طیبہ میں داخل ہوئے۔ تو مدینہ طیبہ کی ہر چیز کو آپ نے روشن کر دیا۔)

(۵) تاریخ کبیر جلد اول قسم اول ص ۸ {عَنْ عَلِيٍّ لَمْ أَرَقْبَلُهُ وَلَا بَعْدَهُ مِثْلَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ} حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں۔ کہ میں نے نبی ﷺ کی مثل نہ پہلے دیکھا اور نہ بعد میں۔

(۶) مشکوٰۃ شریف ص ۵۱۸ {عَنْ ابی ہریرۃ قَالَ مَا رَأَيْتُ شَيْئًا أَحْسَنُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ كَانَ الشَّمْسُ تَجْرِي فِي وَجْهِهِ} (ابوہریرہؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ نبی ﷺ سے زیادہ حسین میں نے کسی چیز کو نہیں دیکھا۔ گویا کہ سورج آپ کے رخ انور پر چل رہا ہے۔)

(۷) مشکوٰۃ شریف ص ۵۱۸ {عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَفْجَ الشَّيْءِ إِذَا تَكَلَّمَ رُؤِيَ كَالنُّورِ يَخْرُجُ مِنْ بَيْنِ ثَنَائِيهِ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ (ابن عباس سے روایت ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے دانت مبارک کھلے تھے جب آپ کلام فرماتے تو آپ کے دانتوں مبارک سے نور کی طرح نکلتا تھا۔

(۸) مستدرک {۵۸۱} کعب بن زبیرؓ نے قصیدہ بانس سعاد حضور اکرم ﷺ کی عدالت عالیہ میں پڑھا۔ جس میں یہ مصرعہ بھی موجود ہے إِنَّ الرَّسُولَ لَنُورٌ يُسْتَضَاءُ بِهِ بِلَا شَكِّ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ البتہ نور ہیں جن سے روشنی حاصل کی جاتی ہے۔ اگر آپ نور نہ تھے تو نبی ﷺ کعب بن زبیرؓ کو منع فرما دیتے۔ اگر نہیں تو آپ بلا شک نور ہیں۔ اور یہی عقیدہ صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کا تھا۔

(۹) مستدرک {۳۲۷}، استیعاب {۱۶۱} وَأَنْتَ لَمَّا وَلِدْتَ أَشْرَقَتْ الْأَرْضُ وَضَاءٌ بِسُورِكَ الْأَفْقُ فَنَحْنُ فِي ذَالِكَ الضِّيَاءِ وَفِي النُّورِ وَنَسْبِلُ الرَّشَادِ نَخْتَرِقُ

(اور آپ جب پیدا کئے گئے یا رسول اللہ روشن ہو گئی تمام زمین اور آپ کے نور سے آسمان کناروں تک روشن ہو گیا۔ اور ہم اسی روشنی میں اور نور میں اور ہدایت کے رستوں میں چلتے ہیں۔

(۱۰) کنز العمال {۳۰۸} عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّكَ تَأْتِي الْخَلَاءَ فَلَا نَرَى شَيْئًا مِنَ الْأَذَى إِلَّا إِنَّا نَجِدُ رَائِحَةَ الْمِسْكِ.

(عائشہ سے روایت ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ بے شک آپ بیت الخلا (پاخانہ) کو جب تشریف لاتے ہیں تو ہم کسی چیز

کو آپ کے فضلہ مبارکہ سے نہیں دیکھتے سوائے اس کے کہ ہمیں کستوری کی خوشبو پہنچتی ہے۔ یہ ہے آپ کے نور مبارکہ کی حقیقت۔

(۱۱) مستدرک ۲/۶۰۵ {عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ يَقُولُ لَمَّا سَلَّمْتُ عَلَى

رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ وَهُوَ يَبْرِقُ وَجْهُهُ زَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ

إِذَا سَرَّ اسْتَنَارَ وَجْهُهُ كَأَنَّهُ قِطْعَةُ قَمَرٍ وَكَانَ يُعْرِفُ ذَلِكَ مِنْهُ هَذَا

احديث صحيح على شرط الشيخين.

(کعب بن مالکؓ سے روایت ہے۔ فرماتے تھے۔ جب میں نے رسول

اللہ ﷺ پر سلام کیا۔ آپ گفتگو فرماتے اس حال میں کہ آپ کا رخ انور بجلی کی طرح

چمکتا۔ اور جب آپ خوش ہوتے تھے۔ تو آپ کا چہرہ مبارک نور ٹپکاتا تھا۔ گویا کہ

چاند کا ٹکڑا ہے۔ اور یہ آپ سے ہی معلوم ہوتا تھا۔

(۱۲) استیعاب ۴/۱۳۴ {عامر بن واثلہ عبد اللہ بن عباسؓ کے سامنے یہ قصیدہ

پڑھتے ہیں جن کا ایک شعر یہ بھی ہے۔

إِنَّ النَّبِيَّ هُوَ النُّورُ الَّذِي كُشِطَتْ بِهِ عَمَائَاتُ مَاضِينَا وَبَاقِينَا

بے شک نبی ﷺ ایسے نور ہیں جو کھل گئیں آپ کے سبب ہمارے گزشتہ اور باقی گمراہیاں

اس سے ثابت ہوا کہ صحابہ کرام و تابعین کا بھی یہی عقیدہ تھا۔ کہ نبی ﷺ نور ہیں۔

(۱۳) مستدرک ۲/۶۱۶ {صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین نے عرض کیا کہ یا

رسول اللہ ﷺ اپنی ذات کے متعلق کچھ ارشاد فرمائیے۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ کہ

میری والدہ نے فرمایا خراج منی نور اضاءت منه قصور الشام هذا حديث

صحيح (مجھ سے نور نکلا جس سے شام کے محلات روشن ہو گئے)

جس شخص کو نبی ﷺ کی ذات بابرکات پر اور آپ کی والدہ ماجدہ پر صحیح اعتماد

ہو اس کو آپ کے اس فرمان سے یقین ہوگا۔ کہ نبی ﷺ نور ہیں۔ اور نور بھی ایسے کہ مکان کے اندر آپ کا نور شریف چمکے تو کوئی دیوار و پہاڑ آپ کے نور کے آڑے نہ آئیں۔ اور آپ کی والدہ ماجدہ کی نظر پاک مکہ معظمہ کے بیت المعمور میں بیٹھے ہوئے شام کے محلات پر نظر پڑے۔ تو وہاں بھی نبی ﷺ کا نور پاک جلوہ افروز ہو۔

(۱۴) کنز العمال ۱۰/۳۱ { زرقانی ۵/۳۲ } إِنَّهُ وَلِدَ مَقْطُوعِ السَّرَّةِ

(بیشک آپ پیدا کئے گئے ناف کٹی ہوئی)

نبی ﷺ جب دنیا میں تشریف لائے تو آپ کے بدن مبارک پر ناف والی رگ کا تعلق نہ تھا۔ ثابت ہوا۔ کہ آپ کی والدہ ماجدہ کے بطن پاک میں بھی آپ کی خوراک نور ہی رہی ہے۔ خون نہیں۔

(۱۵) مستدرک ۴/۳۶ { ام ایمنؓ نے آپ کا۔ پیشاب مبارک پی لیا۔ تو

نبی ﷺ مسکرائے حتیٰ بدت نواجذہ یہاں تک کہ آپ کے بڑے دانت مبارک بھی روشن ہو گئے فرمایا۔ لَا يَفْجَعُ بَطْنُكَ بَعْدَهُ أَبَدًا (نہیں تکلیف ہوگی تیرے پیٹ کو بعد ازیں ہمیشہ)

آپ نے ام ایمنؓ کو پیشاب پینے کے بعد یہ نہیں فرمایا کہ تمہارا منہ پلید ہو گیا ہے تم کلی کر لو یا جلاب لے لو بلکہ یہ فتویٰ دیا کہ اے ام ایمنؓ تیرا پیٹ میرا پیشاب پینے کے بعد کبھی دکھے گا نہیں۔

(۱۶) بخاری شریف ۲/۹۳۸ { عن انس بن مالک قَالَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى

رَأَيْتَ بَيَاضَ ابْطِيئِهِ (حضرت انسؓ نے فرمایا۔ کہ نبی ﷺ نے اپنے دونوں دست پاک اٹھائے تو آپ کی بغل مبارک سے سفیدی میں نے دیکھی)

ثابت ہوا۔ کہ آپ کا نور پاک اتنا غالب تھا۔ کہ کپڑوں کے اندر سے باہر

موجزن ہوتا۔ اور بغل میں باوجود کرتہ مبارک ہونے کے آپ کے نور کی سفیدی آپ کے وجود نوری ہونے پر دال ہے۔ یہ ہے بخاری شریف کی حدیث صحیح۔ مرفوع متصل جو ایماندار کے لئے کافی دلیل ہے۔

(۱۷) مواہب اللدینہ ۴۰۴ {عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ لَمْ يَكُنْ لِلنَّبِيِّ ﷺ ظِلٌّ لَمْ يَكُنْ مَعَ الشَّمْسِ قَطُّ إِلَّا غَلَبَ ضَوْءُ ضَوْءِ الشَّمْسِ وَقَالَ ابْنُ سَبْعٍ كَانَ ﷺ نَوْرًا فَكَانَ إِذَا مَشَى فِي الشَّمْسِ أَوْ الْقَمَرِ لَا يَطْهَرُ لَهُ ظِلٌّ لِأَنَّ النُّورَ لَا ظِلَّ لَهُ

(ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کا سایہ نہ تھا آپ کبھی سورج کے ساتھ نہیں ہوئے۔ مگر آپ کا نور پاک سورج کی روشنی پر غالب ہوتا۔ اور ابن سبع نے کہا کہ آپ نور تھے جب سورج یا چاند میں چلتے تو آپ کا سایہ ظاہر نہ ہوتا کیونکہ نور کا سایہ نہیں ہوتا معلوم ہوا کہ خاکی کپڑا بھی آپ کے جسم پاک سے مل کر کے نور بن جاتا تھا اور نہ اس کا سایہ ہوتا۔

(۱۸) مشکوٰۃ شریف ص ۵۳۴ {حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ اسید بن حضیر اور عباد بن بشر دونوں نبی ﷺ کے پاس کسی غرض کے واسطے بات چیت کرتے رہے۔ یہاں تک کہ رات کافی چلی گئی۔ اور رات سخت اندھیری تھی۔ جب وہ دونوں دربار رسالت سے لوٹے تو حدیث پاک کے الفاظ ہیں وَبَيَدِ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهَا عُصِيَّةٌ فَأَضَاءَتْ عَصَا أَحَدُهُمَا لَهُمَا حَتَّى مَثِيَ فِي ضَوْءِ هَا حَتَّى إِذَا افْتَرَقَتْ بِهِمَا الطَّرِيقَ أَضَاءَتْ لِأَخْرِعِ عَصَاهُ (اور ہر ایک کے ہاتھ میں ان دونوں کے چھوٹی چھوٹی چھڑیاں تھیں۔ تو ان دونوں سے ایک کی چھڑی روشن ہو گئی۔ حتیٰ کہ اس کی روشنی میں دونوں چلے۔ یہاں تک جب ان دونوں کا راستہ علیحدہ علیحدہ ہوا تو دوسرے کے واسطے ایک نے اپنی چھڑی سے دوسرے کی چھڑی کو روشن کر دیا)

جب ایک لکڑی کی چھڑی نبی ﷺ کے مس کرنے سے آپ کے نور پاک سے روشن ہو جائے۔ ایسے نور گر نوری وجود کو پھر بھی کوئی اپنے جیسا بشر کہے اور آیات فرقانیہ و احادیث صحیحہ کو پس پشت ڈال دے تو ایسے شخص کو اللہ ہدایت ہی دے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ بھی فرماتے ہیں یَهْدِي اللَّهُ لِنُورِهِ مَنْ يَشَاءُ (نور سے مراد نبی ﷺ ہیں) ہدایت دیتا ہے اپنے نور کی طرف جس کو چاہتا ہے اللہ تعالیٰ ہر مومن کلمہ گو کو نور نبوت کی طرف ہدایت کی توفیق عطا فرمائے۔ لیکن یہ ہدایت مشیت ایزدی پر منحصر ہے۔ آپ کے نور ہونے کا عقیدہ بھی جس کو چاہتا ہے نصیب فرماتا ہے۔

(۱۹) کم از کم تہذیب کا ہی مطالعہ فرما لیتے۔ تو خطبہ میں ہی شاید ہدایت نصیب ہو جاتی۔ وَذُورُ ابِهِ الْإِقْتِدَاءُ يَلِيْقُ (اور نبی ﷺ کے نور کے ساتھ اقتدالائق ہے)

(۲۰) تفسیر محمدی {۸۲۴} کم از کم تم اپنے بزرگ حافظ محمد لکھو کے والے کی تفسیر کو ہی دیکھ لیتے۔ حافظ صاحب نے سورۃ والضحیٰ کے بیان میں لکھا ہے

جو ہر دم غالب ہو سی تیرے اوپر نور الہی تے بشریت نابود ہو جاسی چھڑی اول آہی

(۲۱) مولوی نور حسین صاحب گھر جا کھی یوں رقمطراز ہیں۔

فضائل مصطفیٰ ﷺ ص ۱۸

جلوہ دیکھ کے نور محمدی داکفر شرک نے بھاڑاں چانیاں فی

جہتے بدر منیر و انور چمکے اوتھے رہندیاں کدوں سیابیاں فی

(۲۲) مولوی ثناء اللہ صاحب نے کتاب نور توحید میں اپنے آپ کو سات دفعہ نور

لکھا ہے۔ کیا وہ نور ہو سکتے ہیں؟ اور حضور پاک ﷺ نور نبین؟

دیوبندی: کچھ اعتراضات عقلیہ کی تسلی چاہتا ہوں۔

محمد عمر : ضرورتسلی فرماؤ۔

دیوبندی : جب تمہارے نزدیک نبی ﷺ نور ہیں اور حاضر و ناظر بھی تو اندھیری رات میں ان کی روشنی کیوں نہیں ہوتی۔

محمد عمر : فرشتے تمہارے نزدیک نوری ہیں یا خاکی۔

دیوبندی : نوری ہیں۔

محمد عمر : اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا ہے۔

النفطرت پ ۳۰ : اِنَّ عَلَیْكُمْ لَحِفْظِیْنَ کِرَامًا کَاتِبِیْنَ (بیشک تم

پردو کراماً کاتبین محافظ فرشتے ہیں) تو اس آ یہ کریمہ سے ثابت ہوا کہ ہر شخص کے ساتھ دونوری فرشتے ضروری ہیں تو اندھیری رات میں ان کی روشنی ہو جانی چاہئے حالانکہ ایسا کبھی نہیں ہوا تمہیں چاہئے یا ان کے نوری ہونے سے انکار کر دو یا ان کے حاضر و ناظر ہونے سے انکار کر دو حالانکہ دونوں صورتیں موجود بھی ہیں اور ان کا نور تمہیں دکھائی نہیں دیتا معلوم ہوا۔ کہ ان کی نورانیت کو دیکھنے کے واسطے کسی خاص نورانی نظر کی ضرورت ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اس کو مفصل بیان فرمایا ہے

(۲) اَللّٰهُ نُورُ السَّمٰوٰتِ وَاَلْاَرْضِ (اللہ نور ہے آسمانوں اور زمین کا)

اللہ تعالیٰ تمہارے نزدیک بھی حاضر و ناظر ہے اور نور بھی اعلیٰ جس سے اعلیٰ کوئی اور نور نہیں۔ اور نہ ہوا اور نہ ہو سکتا ہے۔ تو سورج اور چاند کی کیا ضرورت تھی۔ اللہ تعالیٰ کا نور ہی کافی تھا۔ اور باوجود اس کے پھر بھی اندھیری راتیں ہو جاتی ہیں۔ معلوم ہوا کہ اللہ کے نور کو دیکھنے والی بھی کوئی نوری طاقت ہی ہو سکتی ہے۔ ہمارا تمہارا کام نہیں ایسے ہی اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ کا بھی بے مثال نور ظاہر فرمایا جن کو دیکھے والے یا تو نوری ملائکہ ہو سکتے ہیں یا اللہ تعالیٰ جو ہر وقت آپ پر درود پڑھتے ہیں۔ یا اولیائے کرام کی نوری آنکھ آپ کی زیادہ سے مشرف ہو سکتی ہے۔ نبی ﷺ کے نور کو آپ جیسا

بشر کہنے والا آپ کی زیارت سے محروم رہتا ہے اور محروم رہے گا۔ آپ کے اکابرین دیوبند کے ارشادات ملاحظہ فرمائیے۔ آپ کے محمود الحسن صاحب دیوبندی مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کی شان میں لکھتے ہیں۔

(۱) مرثیہ ص ۱۶۔

چھپائے جائز فانوس کیونکر شمع روشن کو تھی اس نور مجسم کے کفن میں وہی عریانی مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی تو نور مجسم ہو سکتے ہیں۔ لیکن حضور اکرم نور مجسم ﷺ کو نور کہنے سے تم کو شرک لازم آتا ہے اور اپنے جیسا بشر کہتے ہو۔

(۲) قصائد قاسمی ص ۶۔

ربا جمال پہ تیرے تجاب بشریت نہ جانا کون ہے کچھ بھی کسی نے جز ستر

اب تمہارے مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی جو بائیں مدرسہ دیوبند ہیں۔ وہ حبیب کریم ﷺ کے متعلق یہ عقیدہ پیش کریں کہ آپ کے جمال پر بشریت کا پردہ رہا بیآپ کی حقیقت کا کسی کو علم نہ ہو سکا۔ بلکہ بشری لباس آپ کے جمال پر پردہ تھا کیا مولوی محمد قاسم صاحب تو حبیب کریم ﷺ کی حقیقت سمجھنے سے قاصر ہیں اور تم مولوی محمد قاسم صاحب کے پس خورہ نبی اکرم ﷺ کی حقیقت کو سمجھ کر معترض بنتے ہو یہ کونسے ایمان کا جزو ہے۔

(۳) امداد السلوک ص ۲۱ شہاب ثاقب ص ۵۹ {مولوی حسین احمد صاحب

دیوبندی ”شہاب ثاقب“ میں اور مولوی رشید احمد صاحب ”امداد السلوک“ میں صحابہ رضوان اللہ اجمعین کی شان کے متعلق بیان فرماتے ہیں۔ ”صفات بشری ایشاں بالکل مضمحل گشت“ صحابہ رضوان اللہ اجمعین کی صفات بشری بالکل مضمحل ہو گئی۔ اور آگے چل کر تابعین کی شان بیان فرماتے ہیں۔ ”دل و جان ایشاں نور محض گردیدند“

تابعین کے دل و جان تو محض نور بن گئے۔ لیکن نور محض اور نور گر کو آپ جیسا بشر کہا جائے۔ جن کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماوے۔ کہ اللہ ان لوگوں کو اندھیرے سے نور کی طرف لاتا ہے۔ یہ دن کورات اور رات کو دن کہنا ہے۔

(۵) مکتوبات شریف { دفتر سوم مکتوب صدم حصہ نہم ص ۷۵ مجد الف ثانی

سرہندی کا عقیدہ ملاحظہ ہو:

باید دانست کہ خلق محمدی در رنگ خلق سائر افراد انسانی نیست بلکہ نچلتے پیچ پیچ فردے از افراد عالم مناسبت ندارد کہ او صلے اللہ علیہ وسلم کہ با وجود نشاء عنصری از نور حق جل و علی مخلوق گشتہ است مآقال علیہ الصلوۃ والسلام خُلِقْتُ مِنْ نُورِ اللّٰهِ (جاننا چاہئے کہ محمد ﷺ کی پیدائش تمام انسانی افراد کی پیدائش کے رنگ میں نہیں ہے۔ بلکہ کسی مخلوق کے تمام عالم کے افراد سے کسی فرد کی پیدائش میں مناسبت نہیں رکھتے۔ اس واسطے کہ آپ ﷺ باوجود عنصری پیدائش کے اللہ جل و علی کے نور سے پیدا ہوئے ہیں۔ جیسا کہ علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا۔ کہ میں اللہ کے نور سے پیدا کیا گیا ہوں۔

دیوبندی: کیا نبی علیہ السلام کے دانت مبارک عزوۃ احد میں شہید نہ ہوئے۔ خون نور کا بہا؟

محمد عمر: آپ تسلیم کر چکے ہیں کہ فرشتے نوری ہیں۔ مسلم شریف جلد ۲ ص ۲۶۰ میں ہے۔ اَرْسَلَ مَلَكَ الْمَوْتِ اِلَى مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَلَمَّا جَاءَهُ صَلَّاهُ نَفَقَاتِهِ

ملک الموت کو موسیٰ علیہ السلام کی طرف بھیجا گیا۔ جب عزرائیل علیہ السلام

موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئے تو موسیٰ علیہ السلام نے طمانچہ مارا تو عزرائیل علیہ السلام

کی آنکھ بہہ گئی۔ پھر اللہ نے درست کی۔ کیا عزرائیل علیہ السلام کی آنکھ نکلنے سے ان

کے ذاتی نور میں فرق آ گیا؟ معلوم ہوا جو شے جس شکل میں متشکل بنے اسی کے

عوارضات اس پر لازم ہوتے ہیں۔ جیسا کہ حضور اکرم ﷺ کے دانت مبارک شہید

ہوئے تو آپ کے نور ہونے میں فرق لازم نہ آیا۔ کیونکہ آپ دنیا میں شکل انسانی سے

مشکل ہو کر تشریف لائے۔ آپ کی شکل پاک بھی سب سے ممتاز اور دانت مبارک بھی ممتاز اور خون مبارک بھی ایسا نوری کہ ملائکہ کا نور کسی طرح بھی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ علامہ خیر الدین رٹلی استاد فقہاء رقمطراز ہیں:

(۶) اللالی الدریہ فی الفوائد الخیریہ علی جامع الفصولین ص ۳۰۲ {مَنْ قَالَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ خَرَجَ مِنْ مَخْرَجِ الْبَوْلِ هَلْ يُقْتَلُ أَمْ لَا نَا جَابَ الْحَاجُّ بِأَنَّهُ إِنْ قَالَ مُجِيبًا لِمَنْ ذَكَرَ الْفَضْلَ فَهُوَ يُقْتَلُ وَلَا يُسْتَتَابُ وَإِنْ ذَكَرَهُ فِي ذِكْرِ الصُّلَحَاءِ أَوْ آدَادِ أَنَّهُ مِنَ الْبَشَرِ فَإِنَّهُ يُضْرَبُ ضَرْبًا شَدِيدًا وَجَمِيعًا وَلَا يُقْتَلُ وَإِنْ تَجَرَّدَ كَلَامُهُ غَيْرِ جَوَابِ قِتْلٍ وَلَا يُسْتَتَابُ (جس شخص نے کہا۔ کہ رسول اللہ ﷺ مخرج بول سے نکلے ہیں تو کیا قتل کیا جائے یا نہ۔ تو خیر الدین رٹلی نے جواب دیا۔ کہ اگر اس نے کہا ہے جواب دیتے ہوئے جس شخص نے نبی ﷺ کی فضیلت کا ذکر کیا تو وہ قتل کیا جائے گا۔ اور توبہ نہ منظور کی جائے گی۔ اور اگر ذکر کیا اس نے آپ کا صلحا کے ذکر میں یا ارادہ کیا اس نے کہ نبی ﷺ بشر سے ہیں تو بیشک اس کو مارا جائے گا سخت مارنا۔ اور قتل نہ کیا جائے گا۔ اور اگر کسی کے جواب کے بغیر محض اپنی کلام میں کہا اس نے قتل کیا جائے گا اور توبہ منظور نہ کی جائے گی)

فقہاء کے اس فتویٰ کو آپ خود ہی سمجھیں اور خود ہی اپنے پر فتویٰ لگالیں۔ اس کے برخلاف تم کوئی فقہاء کا جزیہ نہیں دکھا سکتے۔ اور نہ انشاء اللہ دکھا سکو گے۔

فَإِنْ لَمْ تَفْعَلُوا وَلَنْ تَفْعَلُوا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِي وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ أُعِدَّتْ لِلْكَافِرِينَ

فرقہ وہابیہ نبی ﷺ کو حاضر و ناظر نہیں جانتے بلکہ شرک کہتے ہیں تم سوچو کون ہو؟

نبی ﷺ کے حاضر و ناظر کے دلائل

(۱) نساء ۵۶ { فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَاكَ عَلَىٰ

هَؤُلَاءِ شَهِيدًا } پھر کس طرح (انکار کریں گے یہ منکر) جب لائے ہم ہر امت سے گواہ اور لائے ہم آپ کو یا رسول اللہ ان تمام امتوں پر گواہ

اس آ یہ کریمہ سے ثابت ہوا کہ نبی ﷺ کی تمام امتوں پر گواہی لی جائیگی۔

اور لفظ شہادت سے صاف ظاہر ہے۔ کہ شہادت حاضر و ناظر کی ہی ہو سکتی ہے ورنہ شہادت کا مصداق صحیح نہیں بن سکتا اور شہادت صادق حاضر و ناظر ہونے سے ہی کہلا سکتی ہے ورنہ یا شہادت کا ذبہ کہلائے گی۔ شہادت علی الشہادت کہلائے گی۔ شہادت کا ذبہ تو محاذ اللہ آپ کی طرف تو نسبت ہی نہیں ہو سکتی اور شہادت علی الشہادت کا یہاں ذکر ہی نہیں شہادت کا یہاں ذکر ہی نہیں۔ کیونکہ آپ سے کسی کا مرتبہ بلند نہیں۔

(۲) احزاب ۲۲ { يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا

وَدَاعِيًا إِلَى اللَّهِ عِبَادَنِي وَسِرَاجًا مُنِيرًا } (اے نبی ﷺ بے شک ہم نے آپ کو بھیجا ہے۔ مشاہدہ کرنے والا اور مبارک دینے والا۔ اور ڈرانے والا۔ اور اللہ کی طرف اس کے اذن کے ساتھ بلانے والا۔ اور چراغ نور دینے والا یا سورج نور دینے والا)

اس آ یہ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کو مطلق شاہد فرمایا: جس پر نہ ال داخل کیا اور نہ شاہد کا صلہ لائے نہ علی۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ مطلقاً ہر مخلوق پر نبی ﷺ کا مشاہدہ موجود ہے۔ شاہد کے معنی از روئے تفسیر ملاحظہ ہوں۔

تفسیر خازن ۱۹۲ { شہود ایسے حضور شہود یعنی حاضر ہونا۔ قرآن پاک میں بھی اسی کی شرح موجود ہے۔

یونس $\frac{11}{2}$ { کُنَّا عَلَيْكُمْ شُهُودًا اِذْ تُضَيِّضُونَ فِيْهِ (ہم تم پر حاضر ہوتے ہیں۔
جب تم اس میں عمل شروع کرتے ہو)

(۲) سورہ یوسف $\frac{12}{3}$ { وَشَهِدَ شَآهِدٌ مِّنْ اَهْلِهَا (اور گواہی دی حاضر
ہوے والے نے زلیخا کے اہل سے) یہاں شاہد کے معنی مشاہدہ کرنے والے کے
لئے گئے ہیں۔ اگر مشاہدے کے معنی نہ لئے جائیں تو فرمان خداوندی معاذ اللہ غلط
ثابت ہوتا ہے۔

(۳) بروج $\frac{20}{1}$ { وَشَآهِدٌ مُّشْهُودٌ (قسم ہے مشاہدہ کرنے والے کی اور
مشاہدہ کئے گئے کی۔ اس کا ترجمہ تفاسیر سے بھی ملاحظہ ہو۔

تفسیر ابن جریر $\frac{20}{1}$ { تفسیر ابن کثیر $\frac{20}{1}$ { عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ
الشَّاهِدُ هُوَ مُحَمَّدٌ ﷺ (مشاہدہ کرنے والے وہ محمد ﷺ ہیں۔)

تمہارے بزرگ حافظ محمد صاحب لکھو کے والے بھی اس کو تسلیم کر چکے ہیں۔
تفسیر محمدی $\frac{38}{1}$ { ع ہک آ کھن شاہد نبی محمد ہے مشہود قیامت
(۳) فتح $\frac{26}{10}$ { اِنَّا اَرْسَلْنَاكَ شَآهِدًا وَمُبَشِّرًا (بیشک بھیجا ہم نے آپ کو
مشاہدہ کرے والا)

(۴) منزل $\frac{29}{1}$ { اِنَّا اَرْسَلْنَا اِلَيْكُمْ رَسُوْلًا شَآهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَا اَرْسَلْنَا
اِلٰى فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا (بیشک تمہاری طرف ہم نے رسول بھیجا۔ جو تم پر شاہد ہے جیسا
کہ ہم نے فرعون کی طرف رسول بھیجا)

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کے مشاہدہ کو موسیٰ علیہ
السلام کے مشاہدہ سے تشبیہ دی۔ یعنی جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام اس وقت حاضر و ناظر

ہونے کی حیثیت میں فرعون کو ملاحظہ فرما رہے تھے۔ ایسے ہی نبی ﷺ تم تمام کو بلا تکلف مشاہدہ فرما رہے ہیں۔

(۵) سب ۲۲ { وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ } (اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو یا رسول اللہ مگر تمام لوگوں کے لئے بشیر اور نذیر۔ اور لیکن بہت لوگ نہیں جانتے)

كَافَّةً لِّلنَّاسِ کے جملے نے ثابت کر دیا۔ کہ نبی ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام سے تا قیامت مرسل بنا کر بھیجا ہے۔ اور رسول کو اپنی امت کی اطلاع اور مشاہدہ ہو تو ہی ان کی رسالت درست ہو سکتی ہے۔ اور اسی مشاہدہ کو حاضر و ناظر کہا جاتا ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے دوسرے مقام پر اس سے زیادہ وضاحت فرمائی۔ فرمایا:

(۶) اعراف ۹ { قُلْ يَٰٓأَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَٱلْأَرْضِ }

فرما دیجئے یا رسول اللہ ﷺ۔ اے لوگو میں تم تمام کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔ وہ ذات جس کے واسطے بادشاہی ہے آسمانوں کی اور زمین کی۔

بھیجنے والا ہو تمام کی طرف اللہ تعالیٰ اور بھیجے گئے ہوں تمام کی طرف رسول اللہ ﷺ اور ہر فرد کی طرف آپ پہنچے نہیں تو جس کے پاس آپ نہ پہنچیں تو اس کے لئے آپ کی رسالت کیسی۔ کیونکہ رسول کے معنی ہی بھیجے ہوئے کے ہیں۔ اور آپ کا رسول اللہ ہونا کیسا۔

معلوم ہوا کہ آپ کا رسول اللہ ہونا تمام کی طرف تب صحیح ہو سکتا ہے۔ جب آپ تمام کے واسطے حاضر و ناظر ہوں۔ اور اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کو تمام پر گواہ رکھا ہے۔ جس کی شرح دوسرے مقام پر ارشاد فرمائی۔

(۷) بقرہ ۱/۲ {وَيَكُونُ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا} (اور رسول ﷺ تم پر ہر وقت گواہ رہتے ہیں) یعنی حاضر رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے پہلے تو نبی ﷺ کی کونیت ثابت فرمائی وَيَكُونُ فرما کر جس کا مطلب ہے کہ آپ موجود ہوتے ہیں۔ اور بعد ازاں ال الرسول میں لائے تاکہ اس ال سے نبی ﷺ کے واسطے رسول کا لفظ خاص مراد لیا جائے۔ اب یہاں رسول سے سوائے نبی ﷺ کے اور کوئی رسول مراد نہیں لے سکتے اور یہی ال عہد خارجی کا خاصہ ہے۔ آگے عَلَيْكُمْ کا خطاب عام فرمایا۔ جس کی شرح پہلے جمیعاً کے لفظ سے واضح ہو چکی ہے۔ تو یہاں مخاطب تمام ہی ہوں گے۔ آگے اللہ تعالیٰ نے شَهِيدًا کا لفظ فرمایا۔ یہ شَهِدَ يَشْهَدُ کے باب سے نکلا ہے اور فَعِيل کے وزن پر صیغہ صفت مشبہ ہے اور صفت مشبہ دوام پر دلالت کرتا ہے۔ اگر ایک وقت کے لئے بھی فاعل فعل سے دور ہو جائے تو صفت مشبہ صفت مشبہ نہیں رہتا۔ تو شَهِيدًا میں رسول اللہ ﷺ کی شہادت دائمی اگر نہ تسلیم کی جائے تو شہید پر ایمان درست نہیں رہتا۔ اور اس میں اگر حاضری نہ تسلیم کی جائے تو حقیقت لغوی سے انکار ہوتا ہے۔ جس کو اللہ تعالیٰ صاف ظاہر فرمایا اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ (بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر شاہد ہے) کیا شہید کے معنی یہاں شہادت الشہادت جو آپ نے نکالا ہوا ہے یہ سمجھے جائیں گے؟ یہاں اگر یہ معنی کئے جائیں تو کفر لازم آتا ہے۔ تو جب یہاں خرابی لازم آتی ہے۔ تو وَيَكُونُ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا میں تم کیسے قرآن مجید کی تحریف کر کے معنی بگاڑ سکو گے۔ بہر حال تم کو اس آیہ کریمہ کے مطابق نبی ﷺ کو حاضر و ناظر ماننے کے بغیر کوئی چارہ نہیں۔ پھر فرمایا وَيَشْهَدُ الْمُقَرَّبُونَ (اور حاضر ہوں گے اسے مقرب لوگ) چنانچہ نبی ﷺ کو بھی اللہ تعالیٰ نے حاضر و ناظر کی تاکید فرمائی۔

(۸) کہف ۱۵} {وَاصْبِرْ نَفْسَکَ مَعَ الَّذِینَ یَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِیِّ یُرِیدُونَ وَجْهَهُ وَلَا تَعْدُ عِینَاکَ عَنْهُمْ (اور ثابت رکھے) (یا رسول اللہ ﷺ) اپنی ذات کو ان لوگوں کے ساتھ جو اپنے رب کو صبح شام پکارتے ہیں۔ خالص اللہ کی رضا کا ارادہ رکھتے ہیں اور اپنی نظر پاک کو ان سے نہ پھیرے)

اس آیہ کریمہ سے ثابت ہوا جو محض اللہ کی رضا کے لئے اس کا ذکر کرتے ہیں ان کے واسطے خدا کی طرف سے نبی ﷺ کا حاضرو ناظر ہونا اور آپ کی معیت ان کے ساتھ صحیح ہے اور نبی ﷺ کو توجہ خاص ہے ایک آن کے لئے بھی آپ کی توجہ ان سے مبذول نہیں ہوتی۔ خواہ وہ ذاکرین کسی زماں کسی مکاں میں ہوں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اور زیادہ تاکید فرمائی۔

(۹) انعام ۶} {وَلَا تَطْرُدِ الَّذِینَ یَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِیِّ یُرِیدُونَ وَجْهَهُ (اور نہ چھوڑیے آپ (یا رسول اللہ ﷺ) ان لوگوں کو جو خاص اسی کی رضا کیلئے اپنے رب کی صبح شام عبادت کرتے ہیں)

اس حکم میں نبی ﷺ کو مومنین کے نہ چھوڑنے کا اللہ نے ارشاد فرمایا اب تم کہو نبی ﷺ ہمارے ساتھ نہیں ہیں تو تمہارا یہ کہنا ہم اپنے متعلق کیسے صحیح سمجھیں۔ جب ہم مومن ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کو ہمارے نہ چھوڑنے کا ارشاد فرمایا ہے ہاں جو نبی ﷺ کے حاضرو ناظر ہونے کے منکر ہیں ان کی وجہ یہی ہو سکتی ہے کہ وہ ایمان سے خالی ہیں۔ لہذا ان کو حضور اکرم ﷺ کا ساتھ نہیں اور اس لئے کہ ذکر اللہ سے انہوں نے روگردانی کی ہوئی ہے۔ ایسے لوگوں کے متعلق نبی ﷺ کو اعراض کا حکم اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

نجم ۲} {فَاعْرِضْ عَنْ مَّنْ تَوَلَّى عَنْ ذِكْرِنَا (اور اعراض فرمائیے) (یا رسول

اللہ تعالیٰ) اس شخص سے جس نے ہمارے ذکر سے منہ پھیرا)

اگر تم اللہ تعالیٰ کو خلوص دل سے پکارتے ہو تو نبی ﷺ کو تمہارا حاضر و ناظر ماننا ضروری ہے۔ اور تمہارے ساتھ آپ کی معیت ہے۔ ورنہ نبی ﷺ تم سے بیزار ہیں۔ اس لئے کہ تم اللہ تعالیٰ کے ذکر سے بیزار ہو۔ لیکن تمہارے اعمال کو ہر وقت ہر مقام پر ملاحظہ فرما رہے ہیں۔ جیسا کہ ارشاد فرمایا:

(۱۰) توبہ {۱۱۳} وَقُلِ اعْمَلُوا فَسَيَرَّ اللَّهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُولُهُ وَالْمُؤْمِنُونَ

(اور فرمادیجئے (یا رسول اللہ ﷺ) عمل کرو تم جلدی دیکھ لے گا اللہ تعالیٰ تمہارے عملوں کو اور اس کا رسول اور سونوں) بھی یہاں تک پاک قرآن کریم کی نبی ﷺ کے نازل ہونے کی شہادت دے رہی ہے۔ اور بالترتیب رویت کے مراتب بھی بیان فرمادیئے۔ سب سے پہلے اللہ بصیر ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے تمام کے اعمال کی رویت کو اپنی ذات کے واسطے مقدم فرمایا۔ بعد ازاں رسول اللہ ﷺ ناظر ہیں۔ اس واسطے اعْمَلُوا کے عموم کو بیان فرماتے ہوئے اپنے رسول اکرم ﷺ کی رویت کو ان کے واسطے ثابت فرمایا۔ آپ کے بعد چونکہ اولیائے کرام کا درجہ رسالت سے موخر ہے۔ اس واسطے ان کی رویت کا ذکر و رَسُوْلُهُ کے بعد وَالْمُؤْمِنُونَ سے مدلل کر دیا۔ کہ اولیائے کرام بھی دیکھیں گے تمہارے تمام اعمالوں کو۔

(۱۱) فرقان {۱۸} تَبَارَكَ الَّذِي نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلَى عَبْدِهِ لِيَكُونَ

لِلْعَالَمِينَ نَذِيرًا (با برکت ہے وہ ذات جس نے اتارا فرقان کو اپنے بندے پر تاکہ ہو جائیں آپ تمام جہانوں کے واسطے ڈرانے والے)

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے عالمین کے نذیر ہونے کا مرتبہ آپ کو عنایت فرمایا انصاف سے ذرا سوچئے کہ اگر ایسے نذیر کا وجود عالمین سے مفقود ہو جائے تو کیا ان کی نذارت عالمین کے واسطے ہو سکتی ہے؟ ثابت ہوا کہ عالمین کے نذیر

ہونے کے لئے نذیر کی موجودیت تمام عالمین میں ضروری ہے۔

(۱۲) انبیاء کا { وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ } (اور نہیں بھیجا ہم نے

آپ کو (یا رسول اللہ ﷺ) مگر تمام جہانوں کے واسطے رحمت) اللہ تعالیٰ نے محض نبی ﷺ کو ہی رحمۃ للعالمین ہونے کا خطاب فرمایا۔ جو آج تک نہ کوئی ہوا اور نہ ہے اور نہ ہو سکتا ہے یہ خصوصیت صرف آپ کے لئے ہی ہے۔ آپ سبب اور عالمین مسبب۔ مسبب کا وجود بغیر سبب محال ہے۔

معلوم ہوا کہ عالمین کے قیام کا دار و مدار اللہ تعالیٰ نے آپ پر ہی رکھا ہے۔ اگر آپ کی (یعنی نبی ﷺ) کی رحمت تمام جہانوں کو شامل حال نہ ہو تو تمام عالمین بوجہ اعمال خود قائم نہیں رہ سکتے۔ یہ سب عالمین کا ظہور و قیام محض نبی ﷺ کی موجودیت پر ہی ہے کیونکہ آپ اللہ کی طرف سے رحمت بن کر تشریف لائے ہیں۔ جب آپ رحمۃ اللہ علی العالمین بالذلال ثابت ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ اِنَّ رَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ (بے شک رحمت میری ہر چیز کو وسیع ہے) اس آیت سے رحمتی اللہ تعالیٰ کے خاص رسول حضور اکرم ﷺ ہی ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ کل شے عالمین میں داخل ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی بڑی رحمت اور خطاب شدہ اور مقررہ رحمت عالمین کے واسطے آپ ہی ہیں۔ اس واسطے نبی ﷺ کی ذات رحمت عالمین کی ہر شے کو محیط ہے۔ اس لئے آپ حاضر و ناظر ہونے کے بغیر وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ کے مصداق نہیں بن سکتے۔ اور آپ کی رحمت کو اللہ کی ذات محیط ہے۔ اس واسطے آپ کی رحمت کا جدا ہونا عالمین سے محال ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے وَاللّٰهُ يَعْصِيْكُمْ مِّنَ النَّاسِ کا ارشاد فرمایا ہوا ہے۔ اور آپ کے حاضر و ناظر ہونے کی زبردست دلیل فرمائی۔

(۱۳) ال عمران { وَكَيْفَ تَكْفُرُوْنَ وَاَنْتُمْ تُتْلٰی عَلَیْكُمْ اٰیٰتُ اللّٰهِ

وَفِیْكُمْ رَسُوْلُهُ } (اور کس طرح انکار کر سکتے ہو تم حالانکہ تم پر اللہ کی آیتیں پڑھی جاتی

ہیں۔ اور تم میں اللہ کے رسول ہیں)

نبی ﷺ کے منکروں کو اللہ تعالیٰ نے جھڑکی دے کر فرمایا۔ کہ تم کیسے اکار کر سکتے ہو۔ حالانکہ تم پر اللہ کی آیتیں بھی پڑھی جاتی ہیں۔ اور رسول اللہ ﷺ بھی تم میں موجود ہیں۔ اس آیت کریمہ کو سن کر اور پڑھ کر اور سمجھ کر تم ارشاد الہی پر ایمان نہ لاؤ اور نبی ﷺ کو حاضر و ناظر نہ سمجھو اور ظاہری نص کی تاویل کرو تو لا تُطِيعُ مَنْ أَغْفَلْنَا قُلْنَهُ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هُوءَاهُ وَكَانَ أَمْرُهُ فُرُطًا کے رو سے تمہارا دل بھی ذکر الہی سے غافل ہو گیا۔ کیونکہ آپ نے نبی ﷺ کو چھوڑ کر اپنی نفسانیت کی اتباع کی اور اس اتباع میں آپ کا کام حد سے تجاوز کر گیا۔ اسی سبب سے تم حاضر و ناظر ہونے کے منکر ہو گئے۔

وہابی: اگر نبی ﷺ حاضر و ناظر ہیں تو تم ہمیں دکھا دو۔ اور اگر صحیح حاضر و ناظر ہیں تو بغیر دکھائے نظر آنے چاہئیں۔

محمد عمر: کیا ہر حاضر و ناظر چیز کے لئے نظر آنا ضروری ہے؟

(۱) ملائکہ تمہارے پاس حاضر ہیں اور وہ ناظر بھی ہیں۔ کیا تم نے ان کو کبھی دیکھا؟ یا ان کے حاضر و ناظر ہونے کا انکار کر دو۔

(۲) اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر آپ بھی مانتے ہیں اس کو ہی تم ہمیں دکھلا دو۔ معلوم ہوا کہ ہر حاضر و ناظر کو تمہارا نہ دیکھنا اس کے حاضر و ناظر ہونے کے منافی نہیں۔ اور نہ ہر حاضر و ناظر کو تم دیکھ سکتے ہو۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ جب اللہ تعالیٰ ارشاد فرما دے کہ شیطان تمہارے لئے حاضر و ناظر ہے تو اس کے حاضر و ناظر ہونے پر فوراً ایمان لے آؤ۔ جیسا کہ ارشاد الہی ہے۔

(۱۴) اعراف {۸} إِنَّهُ يَرَاكُمْ هُوَ قَبِيلُهُ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ إِنَّا

جَعَلْنَا الشَّيَاطِينَ أَوْلِيَاءَ لِلَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ (بے شک وہ (شیطان) دیکھتا ہے تم کو وہ بھی اور اس کا قبیلہ بھی۔ جہاں تم ان کو نہیں دیکھ سکتے۔ بے شک ہم نے شیطانوں

کو بنایا ہے بے ایمانوں کے واسطے اولیاء اور شیطانوں کو نہ دیکھنے کے باوجود بھی ان کی رویت اور ان کے حاضر و ناظر پر ایمان لائے۔ تو مشرک نہ بنو۔ لیکن اللہ تعالیٰ اگر نبی ﷺ کے ناظر و حاضر ہونے کی صاف دلیل ارشاد فرماوے تو اس کا صاف انکار کیا جاتا ہے۔ اور شرک کہا جاتا ہے۔)

(۱۵) اعراف ﴿۹۴﴾ وَتَرَاهُمْ يَنْظُرُونَ إِلَيْكَ وَهُمْ لَا يُبْصِرُونَ (اور ملاحظہ فرما رہے ہیں آپ (یا رسول اللہ ﷺ) ان کو اور وہ تکتے ہیں آپ کی طرف اور وہ دیکھ نہیں سکتے)

اس آیت کریمہ میں نبی ﷺ کا ناظر ہونا اور حاضر ہونا اور تمہارا نہ دیکھنا ثابت ہو رہا ہے۔ باوجود اس کے منکر کو شرک نے گھیرا ہوا ہے اور قرآن مجید سے پیچھے ہٹ رہا ہے۔ وہابی: اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں ارشاد فرماتے ہیں کہ: وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ إِذْ يُلْقُونَ أَقْلَامَهُمْ أَيُّهُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ اور دوسرے مقام پر فرمایا وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الْغُرُبَىٰ إِذْ قُضِيَٰنَا إِلَىٰ مُوسَى الْأَمْرَ وَمَا كُنْتَ مِنَ الشَّاهِدِينَ۔ ان سے نبی ﷺ کی غیر حاضری موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں بھی اور مریم علیہ السلام کے زمانے میں بھی ثابت نہیں۔

محمد عمر: تمہاری بیان کردہ آیات قرآنی سے موجودیت ذاتی مراد ہے۔ جس سے نبی ﷺ کے حاضر و ناظر ہونے کے منافی نہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قیامت کے دن اپنے متعلق ارشاد فرمایا ہے لَا تَخْتَصِمُوا الذِّی وَقَدْ قَدَّمْتُ إِلَيْكُمْ بِالْوَعِيدِ (نہ جھگڑو تم میرے پاس حالانکہ تحقیق میں نے تمہاری طرف وحید پہلے بھیجا ہوا ہے) قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کفار کو لَا تَخْتَصِمُوا الذِّی فرماوینگے۔ کیا اللہ سے بھی کوئی چیز بعید ہے؟ نہیں۔ یہاں قرب و بعد ذاتی مراد ہے۔ ایسے ہی نبی اکرم ﷺ بھی حاضر و ناظر تو ہیں لیکن بعض کے لئے قرب ہے بعض کے لئے بعد ہے اور بعض کو

باعتبار ناظر ہونے کے بعد پر حاضر ہیں۔ چنانچہ ام ماضیہ کی رویت آپ کو حاصل ہے۔ جیسا کہ ارشاد فرمایا:

(۱۶) حاقہ {۲۹/۱} وَأَمَّا عَادٌ فَأُهْلِكُوا بِرِيحٍ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ سَخَّرَهَا

عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَثَمَانِيَةَ أَيَّامٍ حُسُومًا فَتَرَى الْقَوْمَ فِيهَا صَرْعَى كَأَنَّهُمْ
أَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ فَهَلْ تَرَى لَهُمْ مِنْ بَاقِيَةٍ (اور لیکن قوم عاد تو ہلاک کئے گئے وہ
ٹھنڈی ہوا اور حد سے گزرنے والی ہوا کے ساتھ پیچھے لگا دیا اللہ نے اس ہوا کو یعنی مسلط
کیا اس نے اس ہوا کو قوم عاد پر۔ سات راتیں اور آٹھ دن پے در پے۔ پس ملاحظہ
فرماتے تھے آپ (یا رسول اللہ ﷺ) قوم کو ان ایام ولیالی میں گری ہوئی گویا کہ وہ کھجور
گری ہوئی کا ڈنڈہ ہے تو کیا دیکھتے ہیں آپ (یا رسول اللہ ﷺ) ان کا کوئی باقی؟

اس آیہ کریمہ سے اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کا قوم عاد کے عذاب کو تمام ہفتہ
ملاحظہ فرمانا ثابت کر دیا۔ جو فَتَرَى الْقَوْمَ فِيهَا سے ثابت ہے۔ اور اس وقت چپے
چپے اور ذرے ذرے کی رویت کو نبی ﷺ کے واسطے فَهَلْ تَرَى لَهُمْ مِنْ بَاقِيَةٍ سے
ثابت کر دیا۔ اس کا ترجمہ تفسیر ابن جریر سے ملاحظہ ہو۔

ابن جریر {۲۹/۴} فَتَرَى بِأَمْرِ مُحَمَّدٍ ﷺ قَوْمَ عَادٍ فِي تِلْكَ السَّبْعِ اللَّيَالِي
وَالثَّمَانِيَةِ الْأَيَّامِ (پس دیکھتے تھے تم (یا محمد ﷺ) قوم عاد کو اس سات راتیں اور آٹھ
دنوں میں) اس آیہ کریمہ مذکورہ بالا سے بمعہ اس کے ترجمہ کے نبی ﷺ کی رویت ام
ماضیہ کو ثابت ہو گئی۔ اور ناظر ہونا بغیر حاضر ہونے کے محال ہے۔ لیکن اس حاضری کی
ہیئت کذا یہ ہمارے فہم و بیان سے باہر ہے۔ باوجود اس کے اس آیہ کریمہ پر ایمان
لانے کے واسطے نبی ﷺ کو حاضر و ناظر ماننا پڑے گا۔

اور جب یہ بات قرآن کریم سے ثابت ہو گئی کہ آپ اللہ کی رحمت ہیں تو
اللہ تعالیٰ نے آپ کے قرب کا بھی ارشاد فرمایا۔

(۱۷) اعراف {۸} اِنَّ رَحْمَةَ اللّٰهِ قَرِیْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِیْنَ (بے شک اللہ

کی رحمت نیکی کرنے والوں سے قریب ہے) ثابت ہوا کہ رحمۃ اللہ کو قریب فرمایا۔ اور رحمۃ اللہ نبی ﷺ ہیں۔ لہذا آپ محسنین کے قریب ہوئے۔ معلوم ہوا جو نبی ﷺ کو اپنا قریب اور حاضر و ناظر نہیں سمجھتے وہ محسنین سے نہیں ہیں۔ اور نہ ان کی کوئی نیکی منظور ہے۔ قابل غور یہ امر ہے کہ نبی ﷺ کا قرب مومنین سے ساتھ کتنا ہے اس کا فیصلہ قرآن مجید نے بیان فرمایا۔

(۱۸) احزاب {۲۱} النَّبِیُّ اَوَّلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهُ

اُمُّهُتُّهُمْ اُولُوْا اَلْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوَّلٰی بِبَعْضٍ فِیْ کِتَابِ اللّٰهِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُهَاجِرِیْنَ (نبی ﷺ زیادہ قریب ہیں مومنین کے ساتھ ان کی جانوں سے اور آپ کے ازواج مطہرات مومنوں کی مائیں ہیں۔ اور رشتہ دار بعض ان کے زیادہ قریب ہیں بعض کے ساتھ مومنین سے اور مہاجرین سے۔)

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قرب کا اندازہ جو مومنین کے ساتھ ہے بیان فرمایا۔ مومنین جمع ہے اور جمع پر ال داخل فرمایا تا کہ فائدہ عموم کا دے جس میں تمام مومنین ابتداء سے انتہا تک شامل ہو گئے۔ اور بیان فرمایا کہ مومنین کی جانیں اتنی قریب ان کے لئے نہیں ہیں جتنا کہ قرب نبی ﷺ کو مومنین سے ہے۔ اور اولیٰ کے معنی قریب تر ظاہر کرنے کے واسطے بَعْضُهُمْ اَوَّلٰی بِبَعْضٍ میں لفظ اولیٰ کو دوبارہ فرمایا تا کہ پہلے اولیٰ کے معنی کوئی کج طبع بگاڑ نہ دے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اولیٰ بمعنی اقرب میں دوسری جگہ بھی مراد لئے ہیں۔ جیسا کہ: اَلْاَمْرَانِ ۚ میں مذکور ہے اِنَّ اَوَّلٰی النَّاسِ بِاِبْرٰهیمَ لِلَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُ وَهٰذَا النَّبِیُّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا (بے شک بہت نزدیک لوگوں کے ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ وہ لوگ ہیں۔ جنہوں نے ان کی تابعداری کی۔ اور یہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ایماندار لوگ) اس مقام پر بھی اللہ تعالیٰ

نے اولیٰ بمعنی اقرب و نزدیک تر لئے ہیں۔ چنانچہ اکابر دیوبند یہ بھی یہی معنی مراد لے رہے ہیں۔ جس کا ذکر اخیر میں ابھی آ رہا ہے۔ اور اس اقربیت کا ذکر جو اولیٰ کے لفظ میں ہے مومنین کی خصوصیت سے یہ خود نبی ﷺ نے بھی ارشاد فرمایا ہے۔

دلائل حاضر و ناظر از احادیث صحیحہ

(۱) نسائی شریف {۱/۲۸۸} اَنَا اَوَّلِيْ بِكُلِّ مُؤْمِنٍ مِنْ نَفْسِهِ مَنْ تَرَكَ دِيْنًا

فَعَلَيْ (میں زیادہ قریب ہوں ہر مومن کے ساتھ اس کی جان سے۔ جس نے چھوڑا قرضے کو تو مجھ پر لازم ہے) اس کا ادا کرنا۔ اس حدیث پاک میں نبی ﷺ نے حاضر و ناظر کے مسئلہ کو خوب حل فرمایا ہے۔ اگر تم مومن ہو تو آپ کا حاضر و ناظر سمجھنا تمہارے لئے ضروری ہے۔ کیونکہ نبی ﷺ نے بِكُلِّ مُؤْمِنٍ کی قید لگائی ہے۔

وہابی: اگر نبی ﷺ حاضر و ناظر ہی ہیں تو معراج کی رات لامکان پر کیوں تشریف لے گئے۔ ثابت ہوا کہ ہر جگہ حاضر و ناظر نہ تھے۔ ورنہ جانے کا کیا مطلب۔

محمد عمر: خدا تعالیٰ تمہارے نزدیک حاضر و ناظر ہے اور نَحْنُ اقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ (خدا شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے۔ جب اس نے نبی ﷺ کو لامکان پر مدعو فرمایا۔ تو اس کے حاضر و ناظر ہونے میں کوئی فرق لازم نہیں آیا۔ تو آپ کے تشریف لے جانے سے بھی آپ کے حاضر و ناظر ہونے میں فرق لازم نہ آئے گا۔

(۲) مسلم شریف {۳/۸۶} نسائی شریف {۱/۲۸۸} عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ

نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ اَنَّ الْعَبْدَ اِذَا وُضِعَ فِي قَبْرِهٖ وَتَوَلَّى عَنْهُ اَصْحَابُهٗ اِنَّهٗ يَسْمَعُ قَرْعَ نِعَالِهِمْ قَالَ يَاتِيهِ مَلِكًاۢنَ فَيَقْعِدَانِهٖ فَيَقُولَانِ لَهٗ مَا كُنْتَ تَقُوْلُ فِيْ هٰذَا الرَّجُلِ قَالَ فَاَمَّا الْمُؤْمِنُ فَيَقُوْلُ اَشْهَدُ اَنَّهٗ عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُوْلُهُ

(انس بن مالک سے روایت ہے کہ فرمایا نبی کریم ﷺ نے کہ آدمی جب قبر

میں رکھا جاتا ہے۔ اور اس کے ساتھی اس سے منہ موڑتے ہیں تو وہ ان کے جوتوں کی کھڑکھڑاہٹ کو سنتا ہے۔ آپ نے فرمایا اس کے پاس دو فرشتے منکر نکیر آتے ہیں تو اس کو بٹھاتے ہیں۔ پھر اس کو کہتے ہیں۔ کیا کہتا ہے تو اس شخص کے بارے میں۔ (اور اسی مقام پر بخاری شریف $\frac{1}{28}$ میں مذکور ہے مَا كُنْتَ تَقُولُ فِي هَذَا الرَّجُلِ مُحَمَّدٌ ﷺ کہ تو کیا کہتا ہے۔ اس رجل محمد ﷺ کے بارے میں آپ نے فرمایا لیکن مومن پس کہتا ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ بے شک اللہ کے بندے ہیں۔ اور اس کے رسول ہیں۔ تمام روئے زمین میں کروڑوں مرتے ہیں۔ ہر ملک میں اور ہر ایک مردہ کو زندہ کر کے منکر نکیر ایک ہی وقت میں کروڑہا مقامات پر اٹھا کر بٹھاتے ہیں۔ اور نبی اکرم ﷺ بھی کروڑہا جگہ ایک ہی وقت میں تمام قبور میں پیش کئے جاتے ہیں۔ اور اسی وقت ہی صحابہ کرام رضوان اللہ جمیعین میں بھی آپ تشریف فرما ہوتے تھے۔ ایک ہی وجود اطہر کا اللہ کے حکم سے بلا تجزیہ نفس و بلا تعدد ذات ایک ہی وقت میں کروڑہا جگہ حاضر و ناظر ہونا ثابت ہو گیا۔ ایک ہی وقت میں روئے زمین پر بھی حاضر و ناظر ہیں جو اپنے زائرین کو مختلفہ مقامات پر زیارت سے مشرف فرما رہے ہیں۔ اور تحت الارض بھی کروڑہا ملکوں میں بلا امتیاز زیارت کروا رہے ہیں۔ اور خواص کو بلا نوم و بلا مراقبہ بالمشافہ زیارت سے سرفراز فرما رہے ہیں۔ جیسے کہ قبور میں اہل قبور کے واسطے نبی ﷺ کا حاضر و ناظر ہونا اور آپ کی پہچان پر فلاح کا دار و مدار ہے۔ اسی طرح نوق الارض بھی ہر اہل ایمان کے واسطے آپ کو حاضر و ناظر سمجھنا کسوٹی۔ ایمان ہے۔ بلکہ اگر آدمی کو سمندر میں مچھلیاں نکل جائیں اور غذا بنا لیں تو وہاں بھی نکیرین آپ ہی کی ذات بابرکات کو جو نفس کے واپس آنے سے اولیٰ تر ہیں بھی اور عالم ملکوت میں بھی اور لامکان میں بھی اور روضہ اطہر پر جانے والوں کو بھی سوال کا جواب وہیں فرماتے ہیں اور جنت پر تخت نشین بھی ہیں۔ اور ہر مقام پر سونے

والے اولیائے کرام کو بھی اپنی زیارت سے مشرف فرماتے ہیں۔ جیسے کہ ارشاد ہے:

(۳) بخاری شریف ۵۵۰۲ { اِنْ اَبَاهُ رِيْرَةً قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ

يَقُوْلُ مَنْ رَانِي فِي الْمَنَامِ فَسِزَانِي فِي الْبَقْظَةِ وَلَا يَتَمَثَّلُ الشَّيْطَانُ بِي (ابو ہریرہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے نبی ﷺ سے سنا ہے۔ آپ فرماتے تھے جس شخص نے مجھے خواب میں دیکھا وہ مجھے جلدی جاگتا دیکھے گا۔ اور شیطان میری شکل نہیں بن سکتا) اس سے صاف ظاہر ہوا کہ آپ کے حاضر و ناظر ہونے کے واسطے قید زمانی یا مکانی نہیں ہے۔ اور اسی طرح متبرکہ مقامات پر بھی آپ کے ظہور کا اور ملاقات کا اور سلام کا ارشاد خاص ہے۔

(۴) ابوداؤد ۵۶۱۲ { ابن ماجہ ۵۶۱۲، بیہقی شریف ۲۴۴۲ { عَنْ اَبِي

حَمِيْد السَّاعِدِي قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ اِذَا دَخَلَ اَحَدُكُمْ الْمَسْجِدَ فَلْيُسَلِّمْ عَلٰى النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ لِيَقُلْ اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ (ابی حمید ساعدی سے روایت ہے۔ کہا انہوں نے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ جب تمہارا کوئی ایک مسجد میں داخل ہو تو نبی ﷺ پر سلام کہے۔ پھر چاہیے کہ کہے اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ)

اس حدیث سے ثابت ہوا۔ کہ دنیا کی ہر مسجد میں دخول مسجد کی دعا سے پہلے السلام علیکم یا رسول اللہ کہہ لے اگر نبی ﷺ تمام دنیا میں حاضر و ناظر نہیں تو السلام علیکم یا رسول اللہ کہنا آپ کیونکر ارشاد فرماتے۔

وہابی: حدیث میں تو مساجد کا ذکر ہے تم نے ہر جگہ کا اضافہ اپنی طرف سے ملا لیا۔

محمد عمر: الحمد للہ تمام روئے زمین کی مساجد میں تو تم حاضر و ناظر مان گئے۔ اب باقی روئے زمین کے متعلق بھی حدیث شریف سن لیجئے۔

(۵) بخاری شریف ۱/۴۴ { جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

أُعْطِيتَ خَمْسًا لَمْ يُعْطَهُنَّ أَحَدٌ مِّنَ الْأَنْبِيَاءِ قَبْلِي. جُعِلَتْ لِيَ الْأَرْضُ
مَسْجِدًا وَطَهُورًا (مجھے پانچ چیزیں عطا کی گئی ہیں (اللہ کی طرف سے) جو پہلے
میرے کسی نبی کو عطا نہیں کی گئیں۔ میرے لئے تمام روئے زمین کو مسجد اور پاک بنایا گیا)
اس حدیث سے تمام روئے زمین نبی ﷺ کے واسطے اللہ نے مسجد اور
پاک بنادی۔ اور ہر مسجد میں آپ پر سلام علیکم بھیجنا مسنون طریقہ مقرر ہوا۔ لہذا آپ
تمام روئے زمین پر حاضر و ناظر ثابت ہوئے۔

وہابی: کیا برے مقامات پر بھی نبی ﷺ کو حاضر و ناظر سمجھتے ہو۔ کیسا یہ تمہارا گندہ
عقیدہ ہے۔ اور کیا وقت جماع بھی نبی علیہ السلام حاضر و ناظر ہوتے ہیں۔

محمد عمر: کیا اللہ تعالیٰ کو ان برے مقامات پر موجود اور سمیع و بصیر سمجھتے ہو یا نہیں۔
جیسا کہ اللہ تعالیٰ پاک کی نسبت ان برے مقامات پر باوجود موجودیت کے نسبت کرنا
گستاخی و کفر ہے۔ کیونکہ اس کو ان مقامات سے نفرت ہے اسی طرح نبی ﷺ بھی
حاضر و ناظر تو ہیں اور اس کو جاننے والے بھی ہیں۔ اور آپ کی شہادت بھی ان
مقامات کی ضرور ہوگی۔ لیکن بوجہ آپ کی ذات پاک ہونے کے ان مقامات متفرہ کی
طرف منسوب کرتا عین گستاخی ہے اور ایمان سے بعید ہے۔ چنانچہ تم ان گندے
مقامات پر اور اوقات متفرہ میں اللہ کا ذکر نہیں کر سکتے۔ لیکن بوقت تعذر مثلاً آپ کو
ہیضے میں پاخانے آرہے ہیں اور آپ اس پیش میں اس آڑے وقت پر ادھر پاخانہ
نکل رہا ہے اور تکلیف ہو رہی ہے اور بیساختہ منہ سے کہہ رہے ہو کہ یا اللہ میرے گناہ
معاف کر دے تو کیا اللہ تعالیٰ سمیع و بصیر تمہارے اس متفرہ وقت اور متفرہ مکان میں یاد
کرنے کی سزا دے گا یا معافی دے گا۔ اور توجہ فرمائیگا۔ یا نہیں اور اگر معافی عنایت
فرمائیں۔ تو کیا تم یہ بات زبان پر لاؤ گے کہ اللہ تعالیٰ ایسے گندے مقامات پر بھی

حاضر و ناظر ہے؟ نہیں حالانکہ واقع صحیح ہے۔ لیکن اس کا بیان کرنا گستاخی ہے۔ چنانچہ نبی ﷺ نے اپنی ذات کے متعلق ارشاد فرمایا ہے۔ جو طبرانی کی حدیث صحیح ہے۔ جس کو اکابرین دیوبندیہ و بابیہ نے بھی نقل کیا ہے۔ جلاء الافہام ص ۷۲ یَلْفَنِي صَوْتُهُ حَيْثُ كَانَ (مجھے مصلیٰ کا آواز پہنچتا ہے جہاں بھی ہو)

(۶) ابوداؤد رحمہ اللہ {۱۴۴۴} وَاتَى أَبُو بَكْرٍ بِكُلِّ مَا عِنْدَهُ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَا أَبْقَيْتَ لِأَهْلِكَ قَالَ أَبْقَيْتُ لَهُمُ اللَّهَ وَرَسُولَهُ (ابو بکر صدیقؓ اپنے گھر کا تمام مال نبی ﷺ کی خدمت میں لے آئے۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا۔ کہ اے ابو بکرؓ تو نے اپنے اہل کے واسطے کیا چھوڑا۔ تو ابو بکر صدیقؓ نے عرض کی کہ میں ان کے واسطے اللہ اور اس کے رسول کو چھوڑ آیا ہوں)

اس حدیث سے ثابت ہوا۔ کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ بھی نبی ﷺ کو حاضر و ناظر ہر مقام پر سمجھتے تھے۔ ورنہ آپ یہ نہ ارشاد فرماتے کہ میں اپنے گھر اللہ اور اس کے رسول کو چھوڑ آیا ہوں۔ اور نبی ﷺ نے بھی ابو بکر صدیقؓ کے اس عقیدہ کو صحیح ہونے کی بنا پر نہ روکا۔ ورنہ آپ فرما دیتے۔ کہ اے ابو بکرؓ میں تمہارے سامنے یہاں بیٹھا ہوں اور تم کہتے ہو کہ میں اللہ اور اس کے رسول کو گھر چھوڑ آیا ہوں۔ تمہارا یہ عقیدہ غلط ہے۔ جب ابو بکر صدیقؓ کو نبی ﷺ نے نہیں روکا تو تم حاضر و ناظر جاننے والوں کو کافر کیسے کہہ سکتے ہو۔ اور اگر کہو تو خلاف قرآن و حدیث ہے یا نہیں۔ اور نبی ﷺ کو حاضر و ناظر ماننے والے پر فتویٰ دینے والا ابو بکر صدیقؓ کو کیا کہے گا؟

آئیے تمہیں حدیث پاک سے تمہاری مرضی کے مطابق ہی دکھا دیں۔ کہ نبی ﷺ بوقت جفت زوجین بھی ملاحظہ فرما سکتے ہیں یا نہیں۔

مسلم شریف {۲۰۹۰} حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ ابْنِ سِيرِينَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ

كَانَ ابْنُ لَابِي طَلْحَةَ يَشْتَكِي فَخَرَجَ أَبُو طَلْحَةَ فَقَبِضَ الصَّبِيَّ فَلَمَّا رَجَعَ
أَبُو طَلْحَةَ قَالَ مَا فَعَلَ ابْنِي قَالَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ هُوَ اسْكَنَ مِنَّا كَانَ فَقَرَبْتُ
إِلَيْهِ الْعِشَاءَ فَتَعَشَّى ثُمَّ أَصَابَ مِنْهَا فَلَمَّا فَرَغَ قَالَتْ وَارُوا الصَّبِيَّ فَلَمَّا
أَصْبَحَ أَبُو طَلْحَةَ أَتَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَأَخْبَرَهُ فَقَالَ أَعْرَسْتُمْ اللَّيْلَةَ قَالَ نَعَمْ
قَالَ اللَّهُمَّ بَارِكْ لَهُمَا فَوَلَدَتْ غُلَامًا فَقَالَ لِي أَبُو طَلْحَةَ أَحْمِلْهُ حَتَّى
تَأْتِيَ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ وَبَعَثْتُ مَعَهُ بِتَمْرَاتٍ فَأَخَذَهُ النَّبِيُّ ﷺ الْخ

انس ابن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ کا
ایک بیٹا بیمار تھا تو ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نکلے تو لڑکا فوت ہو گیا پھر جب ابو طلحہ رضی اللہ
تعالیٰ عنہ واپس ہوئے تو فرمایا میرے لڑکے کا کیا حال ہے ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا
نے عرض کیا کہ پہلے سے کچھ آرام ہے تو حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عشا کا
کھانا چنا تو حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کھانا تناول فرمایا پھر حضرت ابو طلحہ نے
ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہمبستری کی پھر جب فارغ ہوئے ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ
عنہا نے لڑکے کو ملاحظہ فرمانے کے لئے عرض کیا تو وہ فوت ہو چکا تھا انہوں نے دن
فرمایا جب صبح حضور اکرم ﷺ کے دربار اطہر میں حاضر ہوئے تو لڑکے کی فوتیگی کی
اطلاع دی تو آپ نے فرمایا کیا تم نے رات کو جماع کیا ہے ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ نے
عرض کیا کہ جی ہاں آپ نے دعا فرمائی (ایسے صابرین شاکرین کو) یا اللہ برکت کر تو
(آپ کی دعا سے) ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر لڑکا پیدا ہوا تو مجھے ابو طلحہ رضی اللہ
تعالیٰ عنہ نے فرمایا اس بچے کو اٹھا لو حتیٰ کہ تو اس کو نبی ﷺ کی خدمت میں لا اور بھیجیں اس
نے بچے کے ساتھ کھجوریں تو نبی ﷺ نے اس کو قبول فرمایا۔

حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بچے کے فوت ہونے کی آپ کو اطلاع دی
تو آپ نے اَعْرَسْتُمْ اللَّيْلَةَ فرمایا کہ کیا تم نے جماع کیا ہے آپ کے اس ارشاد سے

ثابت ہوا کہ حضور ﷺ زوجین کے جفت ہونے کے وقت بھی حاضر و ناظر ہوتے ہیں یہ علیحدہ امر ہے کہا آپ مثل کر اما کاتبین ایسے واقعات سے اپنی نظر کو محفوظ فرمالیں۔

(۷) ابو داؤد ۱۴۶۱-۱۴۶۲ عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے۔ کہ نبی ﷺ نے نماز میں تشہد کے وقت ان کلمات پڑھنے کا ارشاد فرمایا۔ اور ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ ہمیں ایسے تشہد سکھاتے تھے۔ جیسے قرآن کی سورۃ اور تشہد کے لفظ کو ہی نبی ﷺ اس جملہ کے واسطے مقرر فرمایا۔ کہ اس جملہ میں نبی ﷺ کے حاضر و ناظر ہونے پر واضح دلیل ہے۔ اسی مطابقت کی وجہ سے ان کلمات کا نام تشہد رکھا گیا۔ اور حقیقت یہ ہے کہ جب نبی کریم ﷺ اللہ کے روبرو حاضر ہوئے تو یہ کلمات آپ کی حضوری کے اللہ تعالیٰ نے استعمال فرمائے۔ اور وہی کلمات آپ کی حضوری والے آپ نے اپنی امت کو ارشاد فرمائے وہ کلمات یہ ہیں مذکورہ بالا صفحہ پر التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ وَالصَّلَاةُ وَالطَّيِّبَاتُ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ جب نمازی تشہد کے وقت بیٹھتا ہے تو اس کی حالت کچھ اور ہوتی ہے۔ یعنی با وضو ہونا۔ قبلہ رخ ہونا نماز الہی میں مشغول ہونا اور گھٹنوں کے بل بیٹھ کر مؤدبانہ انداز سے کہے۔ کہ اے نبی ﷺ آپ کی ذات پر سلام ہو اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں ہوں۔ اب نمازی کا اس نماز کی حالت میں ہر وقت کی تبدیلی پر یعنی ہر نماز میں اور ہر دو رکعت کے بعد نبی ﷺ کے حاضر و ناظر ہونے کا اقرار کرنا پڑتا ہے۔ اور سلام ندائیہ کہنا پڑتا ہے سلام سے فارغ ہونے کے بعد اس عقیدہ سے متنفر ہونا یہ عین نفاق کی دلیل ہے۔ حالانکہ غیر مقلدین کے بڑے وہابی نواب صدیق حسن خاں بھوپالی بھی یہی لکھتے ہیں۔

(۸) مسک الختام شرح بلوغ المرام {۳۵۹} آنحضرت ہمیشہ نصب العین

مومناں و قرۃ العین عابدانست در جمیع احوال و اوقات خصوصاً در حالات عبادات و نورانیت و انکشاف و اس محل بیشتر قوی تر است و بعضی از عرفا قدس سرہ گفتہ اند کہ اس خطاب بجهت سریان حقیقت محمدیہ است علیہ الصلوٰۃ والسلام در ذرا از موجودات و افراد ممکنات پس آنحضرت ﷺ در ذوات مصلیاں موجود و حاضر است پس مصلی باید کہ از اس معنی آگاہ باشد و از اس شہود غافل نہ بود تا بانوار قرب و اسرار معرفت منور و فائز گردد۔ شعر۔

در راہ عشق مرحلہ قرب و بعد نیست مے بنیمت عیاں و دعا مے فرستمت

آنحضرت ﷺ مومنوں کے نصب العین اور عبادت کرنے والوں کی آنکھ کی

ٹھنڈک ہیں۔ تمام حالات میں اور تمام اوقات میں۔ خصوصاً تمام عبادات اور نورانیت

اور انکشاف کی حالتوں میں اور یہ مقام بہت زیادہ اور قوی تر ہے۔ اور بعض عارفوں نے

(اللہ ان کی قبروں کو اور ان کے رازوں کو مقدس فرمائے) نے کہا ہے کہ یہ خطاب محمد

رسول اللہ ﷺ کی حقیقت کے سریان کے سبب سے ہے۔ تمام موجودات کے ذروں

میں اور تمام ممکنات کے افراد میں تو آنحضرت ﷺ تمام نمازیوں کے وجودوں میں

موجود اور حاضر ہیں۔ تو نمازی کو چاہئے کہ اس حقیقت سے آگاہ رہے۔ اور اس شہود

سے غافل نہ ہوتا کہ معرفت کے اسرار اور قرب کے انوار سے منور اور فائز ہو جائے:

عشق کے رستے میں قرب اور بعد کی منزل نہیں ہے۔ تجھ کو عیاں دیکھتا ہوں

میں (یا رسول اللہ) اور دعا کرتا ہوں۔

اقوال بزرگان

(۱) شرح قصیدہ حمزہ مصنفہ ابن حجر شمیم رحمۃ الہ علیہ ص ۱۲۶ {قَالَ ابوالحسن

تنویر الحکک فی رویت النبی والملك ص ۱۸} شاذلی لَوْ حُجِبَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

طَرَفَةٌ عَيْنٍ مَا عَدَدْتُ نَفْسِي مُسْلِمًا (ابوالحسن شاذلی نے فرمایا۔ اگر نبی ﷺ ایک

آنکے جھپکنے کی دیر بھی مجھ سے درپردہ ہو جائیں تو میں اپنے نفس کو مسلم شمار نہیں کرتا۔)

(۲) شرح شفا مصنفہ ملا علی قادری رحمۃ اللہ علیہ ص ۱۱۶ {قَالَ ابْنُ دِينَارٍ اِنْ لَمْ يَكُنْ فِي الْبَيْتِ اَحَدٌ فَقُلْ السَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ وَلَإِنْ رُوحُهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ حَاضِرٌ فِي بُيُوتِ الْمُسْلِمِينَ} (کہا ابن دینار نے اگر مکان میں کوئی شخص نہ ہو تو کہو اسلام علی النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اس واسطے کہ نبی ﷺ کا روح مسلمانوں کے گھروں میں حاضر ہوتا ہے)

(۳) کتاب الابریز مصنفہ عبدالعزیز دباغ رحمۃ اللہ علیہ ص ۴۷ {وَأَقْسَى الْأَرْوَاحِ فِي ذَلِكَ رُوحُ النَّبِيِّ ﷺ فَإِنَّهَا لَمْ يَحْجُبْ عَنْهَا شَيْءٌ مِنَ الْعَالَمِ} (اور سب روحوں سے زیادہ قوی روح حضور اکرم ﷺ کا ہے آپ کے روح سے کوئی چیز دنیا کی پوشیدہ نہیں)

(۴) مدارج النبوت ۲/۸۶ {بداں کہ دے نبی ﷺ مے بنید وے شنود کلام ترا۔ زیرا کہ دے متصف است بصفات اللہ تعالیٰ۔ (تو جان لے کہ نبی ﷺ تجھ کو دیکھتے ہیں اور تیرے کلام کو سنتے ہیں۔ اس واسطے کہ آپ اللہ کی صفات سے متصف ہیں)

(۵) قصیدۃ النعمان مصنفہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ص ۱۴ {

وَإِذَا سَمِعْتُ فَعَنْكَ قَوْلًا طَيِّبًا وَإِذَا نَظَرْتُ فَمَا أَرَى لَأَكْ

حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:

(جب میں کوئی بات سنتا ہوں یا رسول اللہ ﷺ تو آپ کی ہی طرف سے کلام

پاک سنائی دیتی ہے اور جب میں دیکھتا ہوں (برسو) تو سوا آپ کے مجھے کچھ نظر نہیں آتا)

اے حنفی بننے کا دعویٰ کرنے والو یہ ہے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان اور

عقیدہ۔ اب فرمائیے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو بھی مشرک کہو گے۔ اس عقیدہ کو سننے

کے بعد اگر تم نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے سانچے میں اپنے عقیدے کو نہ ڈھالا۔
تو تم حنفیت کے مدعی جھوٹے ہو۔ یا امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی اتباع کر کے نبی ﷺ
کا حاضر و ناظر ہونا تسلیم کر لو۔

(۶) شامی $\frac{1}{2}$ {طحاوی شریف ص ۱۲۲} یُسْتَحَبُّ أَنْ يُقَالَ عِنْدَ سَمَاعِ
الْأُولَى مِنَ الشَّهَارَتِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ (مستحب ہے یہ کہ کہا
جائے) أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ جب موزن کہے تو سننے والا صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ کہے۔

(۷) شامی $\frac{3}{4}$ {شامی کے مہینہ پر علامہ شامی لکھتے ہیں قَرَّرَ الزِّيَادِيُّ أَنَّ
الْإِنْسَانَ إِذَا ضَاعَ لَهُ شَيْءٌ وَارَادَ أَنْ يَرُدَّهُ اللَّهُ سُبْحَانَهُ عَلَيْهِ فَلْيَقِفْ عَلَى
مَكَانٍ غَالٍ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ وَيَقْرَعْ الْفَاتِحَةَ وَيُهْدِي ثَوَابَهَا لِلنَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ
يُهْدِي ثَوَابَ ذَلِكَ لِسَيِّدِي أَحْمَدُ بْنُ عُلُوٍّ أَنْ يَقُولُ يَا سَيِّدِي أَحْمَدُ بْنُ
عُلُوٍّ إِنْ لَمْ تَرُدَّ عَلَيَّ ضَائِلَتِي وَالْأَنْزَعْتُكَ مِنْ دِيْوَانِ الْأَوْلِيَاءِ فَإِنَّ اللَّهَ
يَرُدُّ عَلَيَّ مَنْ قَالَ ذَلِكَ ضَائِلَتُهُ (زیادی نے ثابت کیا ہے جب کوئی چیز انسان
کی گم ہو جاوے اور اس کا ارادہ ہو کہ اللہ سبحانہ اس کی چیز واپس دیدے تو چاہئے کہ بلند
مکان پر کھڑا ہو کر قبلہ کی طرف منہ کر کے فاتحہ پڑھے اور اس ثواب کا ہدیہ نبی ﷺ کی
ملک کرے۔ پھر سید احمد بن علوان کی ملک کرے اور کہے اے سید احمد بن علوان اگر تو
نے میرے گم شدہ چیز کو واپس نہ کیا تو میں تیرا نام اولیاء کے دفتر سے خارج سمجھوں گا۔
تو اللہ تعالیٰ اس کے یہ الفاظ کہنے سے گم شدہ چیز واپس کر دے گا)

شامی اپنے پیر کو حاضر و ناظر سمجھ کر استمداد طلب فرمائیں تو ان کو مستند سمجھا
جائے۔ اگر ہم نبی ﷺ کو حاضر و ناظر از روئے قرآن و حدیث وفقہ احناف کے
سمجھیں تو نام کا حنفی کہلانے والا اس کو شرک کہے۔ محض نام کا حنفی ہے کام کا نہیں۔

(۸) جواہر البحار ص ۴۸۳ {أَنَّ جَسَدَهُ الشَّرِيفَ لَا يَخْلُو مِنْهُ زَمَانٌ وَلَا مَكَانٌ وَلَا مَحَلٌّ وَلَا امْكَانٌ وَلَا عَرْشٌ وَلَا كُرْسِيٌّ وَلَا قَلَمٌ وَلَا بَرٌّ وَلَا بَحْرٌ وَلَا سَهْلٌ وَلَا وُغْرٌ وَلَا بَرْزَخٌ وَلَا قَبْرٌ الْخ (بلا شک آپ کے جسم اطہر سے نہ کوئی زمانہ خالی ہے نہ کوئی جگہ نہ محل اور نہ امکان نہ عرش نہ کرسی نہ قلم نہ جنگل نہ دریا نہ نرم زمین نہ سخت زمین اور نہ برزخ اور نہ قبر)۔

فیصلہ حاضر و ناظر نبی ﷺ از اکابر دیوبندیہ

(۱) امداد المشتاق {مصنف مولوی اشرف علی تھانوی و مولوی مشتاق احمد صاحب ص ۵۵ حاجی امداد اللہ صاحب نے فرمایا۔ ہمارے علماء مولود شریف میں بہت تنازعہ کرتے ہیں۔ تاہم علمائے جواز کی طرف بھی گئے ہیں جب صورت جواز کی موجود ہے۔ پھر کیوں ایسا تشدد کرتے ہیں۔ اور ہمارے واسطے اتباع حرمین کافی ہے۔ البتہ وقت قیام کے اعتقاد تولد کا نہ کرنا چاہیے۔ اگر احتمال تشریف آوری کا کیا جائے تو مضائقہ نہیں۔ کیونکہ عالم خلق مقید بزمان و مکان ہے۔ لیکن عالم امردونوں سے پاک ہے۔ پس قد مر نجہ فرمانا ذات بابرکات کا بعید نہیں۔

(۲) فتاویٰ امدادیہ {مصنف مولوی اشرف علی صاحب تھانوی رحمہ اللہ شیخ کی صورت ذہن میں حاضر کر کے نظر قلب سے اس کی طرف ممکنہ باندھ کر اور خیال کو سادہ کر دیکھا جاتا ہے۔ فَيَفْرَضُ كَأَنَّهُ حَاضِرٌ نَاطِرٌ لِّكُنْ تَصَوُّرًا فَقَط (یعنی شیخ کے تصور کو حاضر و ناظر تصور کیا جاوے)

(۳) امداد السلوک مصنف مولوی رشید احمد گنگوہی ص ۹ شہاب ثاقب ص ۱۶ {مولوی حسین احمد صاحب مدنی لکھتے ہیں وہم مرید بہ یقین و اند کہ روئے شیخ مقید بہ یک زمان نیست پس ہر جا کہ مرید باشد قریب یا بعید اگر از شیخ دور است

اما روحانیت او دور نیست و چوں اس امر محکم و اندوہ رقت شیخ را پیاد دارد و ربط قلب پیدا آید و ہر دم مستفید بود۔ چوں مرید ہر دم در حل واقع محتاج شیخ بود۔ شیخ را قلب حاضر آوردہ بلسان حال سوال کند (مرید بھی یقین سے جانتا ہے۔ کہ شیخ کا روح ایک زمانہ کے ساتھ مقید نہیں ہے پس ہر جگہ کہ مرید قریب ہو یا کسی جگہ شیخ سے دور ہے۔ لیکن روحانیت دور نہیں۔ جب اس امر کا یقین ہو جاوے تو ہر وقت شیخ کو یاد رکھے اور دل کا ربط ظاہر کرے۔ اور ہر وقت شیخ سے فائدہ حاصل کرے۔ جب مرید ہر وقت اپنی مشکلات کے حل کا محتاج شیخ ہے تو شیخ کو دل میں حاضر لاوے اور زبان حال سے التجا کرے۔

مولوی رشید احمد صاحب شیخ کو حاضر ناظر جانتا ہے اس کو تو اپنا بزرگ تسلیم کیا جائے باقی کفر و شرک کا فتویٰ اس پر چسپاں کریں۔ جو نبی ﷺ کو حاضر و ناظر جانے کیا نبی ﷺ سے ہی اتنا عناد ہے۔

(۴) فیوض الحرمین مصنفہ شاہ ولی الہ صاحب ص ۲۸ { اِنَّ الْفَضَاءَ مُمْتَلِیْ بِرُوحِهِ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَهِيَ تَمُوجُ فِیْهِ تَمُوجُ الرِّیْحِ الْعَاصِفَةِ حَتّٰی اَنَّ النَّاْظِرَ یَکَادُ یَشْغَلُهُ مَمَرٌ جَاعِنٌ مُّلاَحِظَةٌ نَفْسِهِ اِلٰی غَیْرِ ذٰلِکَ مِنَ الرَّفَاقِ وَرَآئِیْتُ ﷺ فِیْ اَکْثَرِ الْاُمُوْر یُبْدِئُ لِیْ صُوْرَتُهُ الْکَرِیْمَةَ النَّبِیَّ کَانَ عَلَیْهَا مَرَّةً لَعْدَمَرَةً اِنِّیْ طَالِحَةٌ اِلَیْ رُوْحَانِیَّةٍ لَا اِلٰی جِسْمَانِیَّةٍ ﷺ فَتَفَطَّنْتُ اَنَّ لَهٗ خَاصِیَّةً مِنْ تَقْدِیْرِ رُوْحِهِ بِصُوْرَةٍ جَسَدِیَّةٍ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ (بے شک نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے روح کے ساتھ تمام فضا پر ہے۔ اور وہ اس میں موج مارتی ہے۔ جیسا کہ تیز ہوا۔ حتیٰ کہ دیکھنے والا قریب تھا کہ آپ کی روح کی موجوں میں ایسا مشغول ہو کہ اس کو اپنا نفس بھی نظر نہ آئے۔ اس کیسوا محبوبوں سے اور دیکھا میں نے نبی ﷺ کو اکثر امور میں کہ آپ نے میرے واسطے ظاہر اصورت ظاہر فرمائی اس صورت پر کہ آپ پہلے زندگی میں تھے۔ کئی دفعہ یکے بعد دیگرے باوجودیکہ میری

آرزو محض آپ کی روحانیت کی تھی نہ جسمانیت کی۔ تو میں نے سمجھ لیا کہ آپ کے روح مبارک کی تقویم آپ کی صورت جسمیہ کے ساتھ خاص ہے۔)

(۵) فیوض الحرمین ص ۴۰ {مَنَّاوْ جُھَتْ قَبْلَ قَبْرِہِ ﷺ اِلَّا وَرَایَتَہُ خَاصِرًا وَّظَاحِرًا} (جب میں نے آپ کی قبر شریف کی طرف توجہ کی تو سوائے آپ کے حاضر اور ظاہر ہونے کے کچھ نہ دیکھا)

تمہارے دیوبندیوں نے بزرگ شاہ ولی الہ صاحب کو بھی سوائے حاضر و ناظر ماننے کے کوئی چارہ نہ ہوا۔ مشرک کہنے والو ذرا سنبھل کر قدم رکھو۔ فتوے بھی تمہارا ہے اور حاضر و ناظر کہنے والے بھی تمہارے ہیں۔

(۶) گلزار معرفت مصفہ حاجی امداد اللہ صاحب ص ۲۰ {

چو دیدم روئے خوش را بہر جائے بہر رنگے (جب میں نے اپنے پیر نور محمد صاحب کے روئے خوب کو دیکھا تو ہر جانی اور ہر رنگ میں موجود دیکھا۔

(۷) مرثیہ {مصنف مولوی محمود الحسن صاحب دیوبندی ص ۱۵} (اپنے مرشد رشید احمد صاب کی شان میں تحریر فرماتے ہیں۔

شہید و صالح و صدیق ہیں حضرت باذن اللہ حیات شیخ کا منکر ہو جو ہے اس کی نادانی

(۸) تحذیر الناس {مصنف مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی ص ۱۰} رسول اللہ ﷺ کو

اپنی امت کے ساتھ وہ قرب حاصل ہو جاتا ہے۔ کہ ان کی جانوں کو بھی ان کے ساتھ

قرب حاصل نہیں۔ کیونکہ اولیٰ بمعنی اقرب ہے (النَّبِیُّ اَوَّلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ

اَنْفُسِہُمْ کے ماتحت ماقبل وعدہ کیا گیا تھا۔ چنانچہ اس کو اس کے ماتحت سمجھا جائے)

(۹) فتاویٰ رشیدیہ {۱/۹۱} اور فخر عالم علیہ السلام کو مجلس مولود میں حاضر جانا بھی

غیر ثابت ہے۔ اگر باعلام اللہ تعالیٰ جانتا ہے تو شرک نہیں۔

دلائل علم غیب نبی ﷺ

نبی ﷺ کے علم غیب کا وہابی انکار کرتے ہیں
اور احناف نبی ﷺ کے واسطے تمام عالمین کا علم غیب
حاصل ہونا مانتے ہیں۔ اب تم سوچو کہ تم حنفی ہو یا وہابی؟

لفظ نبی کی تشریح { نبی کا لفظ نبی سے مشتق ہے اور لفظ نبی صفت مشبہ کا صیغہ ہے
اس کا معنی خبردار یعنی خبر رکھنے والا ہے اور اس کا استعمال قرآن کریم میں اکثر جگہ ہوا
ہے۔ (۱) نَبِیِّ عِبَادِی (خیر دیجئے یا رسول اللہ ﷺ میرے بندوں کو) (۲) وَاتْلُ
عَلَيْهِمْ نَبَا ابْنِی اٰدَمَ (اور پڑھئے ان پر آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں کی خبر) (۳) بِنَبَاِ
سَبَاِ یَّقِیْنِ (قوم سبا کی پکی خبر) (۴) یَا اَیُّهَا النَّبِیُّ (اے خبر رکھنے والے)

اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ نبی ﷺ کو نبی خبر رکھنے والے ہیں۔ نبی
نسبت اللہ کی طرف ہے تو آپ نبی اللہ ہونے کی حیثیت سے اللہ کی خبر رکھنے والے ہی
مراد لئے جاسکتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ غیب ہے یعنی ہماری آنکھوں سے اوچھل ہے اور یہ
امر لازمی ہے کہ غیب کا علم بھی غیب ہی ہو سکتا ہے۔ کیونکہ جس کی ذات غائب ہے اس
کے صفات بھی ضرور غیب ہوں گے تو اللہ تعالیٰ نے اسی بنا پر آپ کا لقب اسم با مسمیٰ نبی
رکھا یعنی غیب کی خبر رکھے والا اور نبی صفت مشبہ ہونے کی وجہ سے دوام پر دلالت
رتا ہے۔ اس واسطے یہ ثابت ہوا کہ نبی کو جتنا علم غیب عطا کیا ہو جس کی بنا پر اس کو نبی کہا
گیا ہے وہ علم غیب عطائی نبی کو علی الدوام رہے گا۔ چنانچہ نبی ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے
عالمین پر نبی بنا کر بھیجا ہے۔ اس واسطے اللہ تعالیٰ نے آپ کو عالمین کا علم مکمل فرمایا اور
آپ ﷺ نے اس کو علی الدوام از روئے نبی ہونے کے محفوظ رکھا۔ نبی ﷺ چونکہ
مامور من اللہ ہوتے ہیں۔ اس واسطے بلا اجازت خداوندی ظاہر نہیں فرما سکتے اور ان کا

امت کے لئے ظاہر نہ فرمانا ان کے عدم علم پر دلالت نہیں کرتا۔ اگر کسی نے بالفرض نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کچھ وقت کیلئے معاذ اللہ اس خبر سے بے علم سمجھا تو اس اعتقاد کی بنا پر اتنی دیر وہ منکر نبوت رہے گا۔ یا اس کو یہ ماننا پڑے گا نبی علیہ السلام کی کچھ دیر کے لئے عدم علمی اس کے نبوت کے انعدام پر دال ہوگی۔ اور نبوت کا نبی سے منعدم ہونا ایک آن کے لئے بھی اصول نبوت کیا بلکہ اصول الہیہ کے خلاف ہے ماننا پڑے گا کہ نبی علیہ السلام اپنے علم غیب عطائی سے ایک آن کے لئے بھی بے خبر نہیں ہو سکتا جیسا کہ نبی ﷺ تمام عالمین کے علم سے ایک آن کے لئے بھی بے خبر نہ تھے اور نہ ہیں اور نہ ہو سکتے ہیں۔ یہی مطلب لفظ نبی سے ظاہر ہوتا ہے۔ لہذا نبی ﷺ کے واسطے تمام عالمین کا علم غیب عطائی علی الدوام ماننا یعنی از ابتداء آفرینش حضور ﷺ کو تا قیامت اور قیامت کے بعد تک بھی اور جنت اور دوزخ وغیرہ ہم کا تمام علم غیب بلکہ اس سے بھی زیادہ جس کو اللہ تعالیٰ جانتے ہیں اور مخلوق کی عقلوں کی سے بالاتر ہے آپ کی شان نبوت کو حاصل ہے۔

غیب کی شرح از روئے قرآن شریف { غیب کے معنی مَا غَاب عَنْک ہیں۔

(۱) بقرہ ۱/۱ { هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ (ہدایت ہے۔ ڈرنے والوں کے واسطے جو ایمان لاتے ہیں پوشیدہ چیزوں کے ساتھ جو دیکھی ہوئی نہیں)۔

(۲) نساء ۵/۹ { فَالصَّلٰحَةُ قَتَتْ حَفِظَتْ لِلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ (نیک بخت عورتیں فرمانبردار حفاظت کرنے والیاں پوشیدہ چیز کی جس کی حفاظت اللہ نے فرمائی) یہاں اگر غیب کے معنی غیر مخلوق کے جاویں تو فرمان الہی معاذ اللہ غلط ثابت ہوتا ہے۔

(۳) مائدہ ۳۱/۱ { لِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ يَخَافُهُ بِالْغَيْبِ (تا کہ معلوم کرے اللہ تعالیٰ کون ڈرتا ہے اس سے بن دیکھے)

(۴) یوسف ۱۲/۱ { ذٰلِكَ لِيَعْلَمَ اَنِّیْ لَمْ اَخْنَدْ بِالْغَيْبِ یوسف علیہ السلام

نے فرمایا۔ (یہ صفای اس لئے کی ہے تاکہ عزیز جان لے کہ میں نے اس کی خیانت نہیں کی۔ اس کی پس پشت)

(۵) یس {۲۲} اِنَّمَا تُنذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّكْرَ وَخَشِيَ الرَّحْمَنَ الْغَيْبَ

(سوال اس کے نہیں آپ اس شخص کو ڈراتے ہیں جو اپنے رب سے بن دیکھے ڈرے)

(۶) ق {۲۶} مَنْ خَشِيَ الرَّحْمَنَ الْغَيْبَ جُوذًا رَحْمَنٍ سَعَىٰ بِنَ دِيكِهِ۔

(۷) ملک {۲۹} اِنَّ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُم بِالْغَيْبِ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَّاجْرٌ كَبِيرٌ (بیشک

جو لوگ اپنے رب سے ڈرتے ہیں بن دیکھے۔ ان کے واسطے بخشش ہے اور بڑا اجر ہے) اور یہی معنی محدثین سے بھی ثابت ہے۔

(۸) زرقانی {۱۹۹} قَوْلُهُ تَعَالَى (عَالَمُ الْغَيْبِ) مَا غَابَ عَنِ الْعِبَادِ (یعنی جو چیز بندوں سے غائب ہو)

(۹) ابن جریر {۲۹} عَالَمُ الْغَيْبِ (عَالَمُ مَا غَابَ عَنْ أَبْصَارِ خَلْقِهِ فَلَمْ يَرَوْهُ) (عَالَمُ الْغَيْبِ جاننے والا اس چیز کا جو مخلوق کی آنکھوں سے غائب ہو۔ تو انہوں نے اس کو دیکھا نہ ہو)

ان آیات مذکورہ بالا سے ثابت ہوا۔ کہ جو شے حواس خمسہ سے اوچھل ہو اس کو غیب کہا جاتا ہے۔ غیر موجود فی الخارج اگر غیب سے مراد لیا جائے تو معنی اور مطلب ہی بگڑ جاتا ہے۔ اس غیب کو غیب اضافی کہا جائے گا۔ یعنی بہ نسبت الی العباد کیونکہ اللہ کے علم کو جو اس کو عالمین کا علم ہے یا اس سے زیادہ بے انتہا علم تو وہ بھی بالنسبۃ الی العباد ہے نہ کہ اس سے بھی پوشیدہ ہے۔ بلکہ اس کی ذات تَوَلَّى يَخْفَى عَلَى اللَّهِ مِنْ شَيْءٍ یعنی اللہ پر کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہے۔ جب اس سے کوئی چیز اوچھل نہیں تو پھر عالم

الغیب ہونے کا مطلب کیا۔ تو اس کا مطلب یہی ہوگا کہ بالنسبۃ الی العباد چونکہ غیب ہے اس واسطے جو دوسروں سے پوشیدہ ہوا نبی کے لئے وہ غیب ہو سکتا ہے۔ اس کی اپنی ذات کے واسطے نہیں چنانچہ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ جو چیز ظاہر ہو اس پر غیب کا اطلاق نہیں آتا یہ غلط ہے کیونکہ علم والے سے تو غیب کا پردہ اٹھ گیا لیکن بالنسبۃ الی الغیر غیب ہی ہے۔ ورنہ تمہارے عقیدے کے مطابق تو اللہ کو عالم الغیب کہنا بھی درست نہ رہے گا جب وہ خود عالم ہے۔ لیکن تمہارے غیب کو اپنے علم کے ساتھ ملحق کر کے عالم الغیب ہونے کا دعویٰ فرما دیں تو جائز ہو سکتا ہے اور ہے تو نبی ﷺ کے واسطے جو باقی مخلوق سے غیب ہو علم غیب کا نسبت کرنا درست ہو جائے گا۔ اب اس امر کا فیصلہ اللہ تعالیٰ سے مطلوب ہے کہ آیا جو انبیاء علیہم السلام کو اللہ کی طرف سے وحی ہو جائے جو ابھی باقی مخلوق تک نہیں پہنچی اس پر غیب کا اطلاق کر سکتے ہیں یا نہیں یا بعد از اظہار اس غیب کی نسبت انبیاء کی طرف کر سکتے ہیں یا نہیں۔ اور کیا انبیاء کو وہ غیب کا علم دیا ہوا علم غیب کہلائے گا؟

(۱) {ال عمران ۵۳} ذَالِکَ اَنْبَاءِ الْغَيْبِ نُوحِیْهِ اِلَیْکَ (یہ قرآن شریف) غیب کی خبروں سے ہے۔ جو وحی کرتے ہیں ہم اس کو آپ کی طرف (یا رسول اللہ ﷺ)

اس آیت کریمہ سے تین مسئلے ثابت ہوئے (۱) نبی ﷺ کو کسی قسم کی وحی ہوا لقا کے ذریعے یا بذریعہ رسول یا من وراء حجاب اس کو غیب ہی کہا جائے گا۔ جیسا کہ یہ قرآن شریف۔ اب اگر کوئی شخص یہ کہے کہ نبی ﷺ کو علم غیب عطائی ماننا بھی کفر ہے وہ منکر قرآن شریف ہے۔ جیسا کہ دیوبندیوں کا عقیدہ ہے (صاعقۃ الرحمن ص ۱۳)

(۲) نبی ﷺ کو علم غیب باعطائے الہی ہے ذاتی نہیں۔ (۳) قرآن کریم کے تیس پارے نبی ﷺ کے مغیبات سے بعض علم غیب ہے۔

یہ قرآن کریم جو آپ کے علم غیب کا بعض ہے وہ آپ کے متعلق
کس قدر علم غیب کو واضح کر رہا ہے

(۲) نحل ۱۱۴ {وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ (اور اتاری ہم
نے آپ پر (یا رسول اللہ ﷺ) کتاب جو بیان کرے والی ہے ہر چیز کو)

(۳) یوسف ۱۳ {وَتَفْصِيلَ كُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ (اور

”قرآن شریف“ تفصیل ہے ہر چیز کی۔ اور ہدایت اور رحمت ہے ایمانداروں کے واسطے)

ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ ارشاد فرمایا ہے۔ اور

قرآن کے نزول کو اپنی طرف سے نبی ﷺ پر نسبت کیا۔ تو اللہ تعالیٰ معلم اور حضور

اکرم ﷺ اللہ تعالیٰ کے معلم ثابت ہوئے تو جس قدر معلم اول حقیقی نے اِنک

لَتَلَقَّى الْقُرْآنَ مِنْ لَدُنْ حَكِيمٍ عَلِيمٍ (بے شک آپ یا رسول اللہ ﷺ ضرور القا

کئے گئے ہو قرآن شریف بڑے دانا جاننے والے کی طرف سے) سے بذریعہ القا

معلم اول حضور اکرم ﷺ کو بلا واسطہ سکھایا جو کسی اور کو وہ علم حاصل نہیں ہو سکتا

کیونکہ وہ معلم ثانی اگر معلم اول کے برابر علم میں مساوی ہو جائے تو ثانی ثانی ہی نہیں

رہتا۔ اور اولیت سوائے آپ کے اور کسی کو نہیں چنانچہ معلم حقیقی کا ارشاد ہے۔

الرَّحْمَنُ عَلَّمَ الْقُرْآنَ خَلَقَ الْإِنْسَانَ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ (رحمن جس نے سکھایا

قرآن پیدا کیا اس نے انسان کو سکھایا اس نے اس کو بیان۔

(۱) یہ امر ثابت ہو گیا چونکہ یہ کتاب نبی ﷺ پر ہی اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی ہے

اس لئے نبی ﷺ کو ہی اللہ تعالیٰ نے مالک بنایا ہے۔ دوسرا نہیں اور جتنا مالک اپنی مملوک

اور مقبوضہ کو سمجھ سکتا ہے اور کوئی نہیں۔ (۲) قرآن کریم میں کل شے کا بیان اور کل شے کی

تفصیل موجود ہے (۳) اس بیان کلی اور تفصیل کل شے سے خاص ایمانداروں کے

واسطے ہدایت اور رحمت ہے تو یہ کل شے کا علم اور تفصیل کل کا کلی علم مغیبات میں شامل ہیں۔ جس کو ارشاد الہی نے واضح فرمایا اذْاَلِكْ مِنْ اَنْبَاءِ الْغَيْبِ (یہ غیبی خبروں سے بعض ہے) ثابت ہوا کہ نبی کریم ﷺ کو کل شے کا علم یعنی علم کلی آپ کے بعض مغیبات سے ہے۔ جس کے علم میں کلی علم غیب اس کے علم کا بعض حصہ ہے تو اس کے کل علم غیب کی انسان کو کیا طاقت ہے کہ سمجھ سکے یا وہاں تک اس کی رسائی ہو۔ چہ جائیکہ اس کے غلط کی پرکھ کر سکے بلکہ ملائکہ اس علم غیب کے سمجھنے سے یا اندازہ لگانے سے قاصر ہیں۔ ہاں البتہ ان کے معلم و ملہم حقیقی وحدہ لا یزال جس کا علم غیر محدود ہے۔ کلی جزی سے مبرا اور بالاتر ہے۔ بلکہ جَعَلَ الْكُلِّيَّاتِ وَالْجُزِّيَّاتِ ہے۔ جس نے تمام کلیوں اور جزیوں کو پیدا کیا ہے۔ اللہ کے علم کو کلی سے متصف کر کے اپنی ذات پر قیاس کرنا۔ اللہ کے علم کو محدود کرنا اور صراحتہ شرک ہے۔ تو یہ علم کلی مخلوق اور حادث کی طرف منسوب ہو سکتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ کو عطا فرمایا:

(۴) انبیاء کے { وَمَا اَرْسَلْنَاكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ } (اور نہیں بھیجا ہم نے

آپ کو یا رسول اللہ ﷺ) مگر تمام جہانوں کے واسطے رحمت) کا خطاب دے کر تمام عالمین کا مختار بنا دیا۔ اس آیت مذکورہ سے شان مصطفیٰ ﷺ کے عجیب نکات ظاہر ہوتے ہیں۔ (۱) جناب کی رسالت تمام جہانوں کے واسطے (۲) جناب کی رحمت کا تمام جہانوں کو محیط ثابت کرنا۔ اور عالمین کی تفصیل کل شے کا اظہار ہے (۳) رحمت کو نکرہ کہا تا کہ ثابت ہو جائے کہ رحمت کا ایک ہی وجود یعنی نبی ﷺ جو تمام جہانوں کو محیط ہے وہ ذات واحدہ ہونے کی حیثیت سے تمام جہانوں کی خبردار بھی ہے (۴) آپ کا حاضر و ناظر ہونا بھی ثابت ہو گیا جس کو پیچھے مدلل بیان کیا جا چکا ہے (۵) ل فائدے کے واسطے ہوتا ہے للعالمین نے مسئلہ استمداد اور وسیلہ کو ثابت کر دیا۔ کیونکہ جب تک آپ تمام جہانوں کا وسیلہ بن کر ہر شے کی امداد نہ فرمائیں رحمۃ للعالمین کا مصداق

نہیں بن سکتے چنانچہ آپ کی رحمت سے ہی تمام جہان قیام پذیر ہیں (۶) نبی ﷺ کو تمام جہانوں کا اختیار دیا جانا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے رحمۃ للعالمین کا مطلق خطاب عنایت فرما کر آپ کو اختیار عام عنایت فرما دیا۔ جس کو جتنا جس وقت چاہیں جس زمانہ میں چاہیں رحم فرمادیں یا نہ کوئی تخصیص نہیں فرمائی۔ یہ آیت پاک ان امور سے ضروریہ پر تب ہی متحقق ہو سکتی ہے کہ جناب کو تمام عالمین کا علم تفصیلی و اجمالی حاصل ہو۔ اور علی الدوام رہے ورنہ نہیں۔ اور نہ ہی بغیر علم عالمین کے آپ کسی صورت میں بھی رحمۃ للعالمین کہلا سکتے ہیں تو جس کا ایمان آپ کے رحمۃ للعالمین ہونے پر صحیح ہے اس کو بمعہ ان امور سے ضروریہ آپ کے واسطے تمام عالمین کے علم کا قائل ہونا جزو ایمانی ہے۔ اور عالمین میں لوح و قلم بھی شامل ہیں۔ لہذا اگر نبی ﷺ کی رحمت قلم کو اللہ تعالیٰ شامل حال نہ فرماتا۔ تو وہ قلم کبھی لوح پر متحرک نہ ہو سکتی۔ اور تفصیل کل شے محفوظ نہ کر سکتی اور عالمین کے ذرہ ذرہ کا علم ظہور پذیر نہ ہوتا۔ ارے جس کی رحمۃ سے قلم متحرک ہو اس کو تو تم ناواقف بے علم کہو اور قلم کے واسطے علم کلی کہا جائے یہ کونسا انصاف ہے۔

دریں عقل و دانش بیاند گریست۔ میں کہتا ہوں کہ لوح محفوظ حضور اکرم ﷺ کی رحمت سے ہی محفوظ ہے۔ جس کی حفاظت اللہ تعالیٰ کے بھی ذمہ ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم عنایت آپ کو ہوا ہے۔ مالک اس کے آپ ہیں لیکن اس کے محافظ معطی واحد رب ذوالجلال خود ہیں۔ چنانچہ لوح محفوظ جس میں ذرہ ذرہ محفوظ ہے اس کا قیام نبی ﷺ کی رحمت سے ہے۔ لیکن محافظ اس کا اللہ تعالیٰ ہے۔ تو اس کی حفاظت کرنے سے لوح محفوظ کے رحیم کا انکار کر دینا اور اس سے بے علمی کا اظہار کرنا یہ آپ کے رحمۃ للعالمین ہونے کا انکار کرنا ہے۔

وہابی: اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے قُلْ لَا أَقُولُ لَكُمْ عِنْدِي خَزَائِنُ اللَّهِ وَلَا أَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَا أَقُولُ لَكُمْ إِنِّي مَلَكٌ إِنْ أَتَّبِعُ إِلَّا مَا يُوحَىٰ إِلَيَّ (فرمادیجئے یا

رسول اللہ کہ میں تمہیں نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور میں غیب نہیں جانتا۔ اور میں نہیں کہتا کہ میں فرشتہ ہوں۔ میں کسی ی تابع داری نہیں کرتا۔ مگر جو میری طرف وحی کی جاتی ہے (

اس آیت میں تین امور ثابت ہیں (۱) آپ خزان اللہ کے مالک نہیں یعنی مختار کل نہیں (۲) اور میں غیب نہیں جانتا مطلقاً غیب کی نفی ہو گئی (۳) میں فرشتہ نہیں بلکہ بشر ہوں جو وحی کا متبع ہوں ان تینوں مسائل نے آپ کے مذہب کی بنیاد اکھاڑ دی کیونکہ تم نبی ﷺ کو مختار کل مانتے ہو اور غیب داں مانتے ہو اور نور مانتے ہو۔ اس آیت سے تینوں کی نفی ہو گئی۔ لہذا ان تینوں مسائل میں تمہارا عقیدہ قرآن کے خلاف ہے۔

محمد عمر: لَا أَقُولُ لَكُمْ إِنِّي مَلَكٌ سے بشریت کیسے ثابت ہو گئی۔ کیا خدا پر بھی بہتان لگانے شروع کر دئے۔ کیا قرآن کریم میں اس مقام پر بشریت کا ذکر ہے جو تم مراد لے رہے ہو۔ کچھ خدا سے ڈرو۔ نبی ﷺ کی نورانیت کا ثبوت ماقبل گزر چکا ہے۔ ملاحظہ کر لو۔ باقی رہا یہ قُلْ لَا أَقُولُ لَكُمْ عِنْدِي خَزَائِنُ اللَّهِ تَعَالَى نے خزان اللہ سے آپ کو اس واسطے انکار کرنے کا ارشاد فرمایا کہ کفار نے اعتراض کیا جس کا یہ جواب دیا گیا ہود لولا انزل علیہ کنز (کیوں نہیں اتارا گیا آپ (نبی ﷺ) پر خزانہ اللہ تعالیٰ نے کفار کو جواب دیا کہ رسول اللہ ﷺ کی توہین ہے کہ ایسے رحمۃ اللعالمین ہوں اور لوگوں میں خزانہ تقسیم کر کے اپنی رسالت کا اقرار کرادیں اور رحمت کی نعمت عظمیٰ کو تقسیم فرما کر دوزخ سے چھڑادیں۔ چنانچہ ان کے اس اعتراض کا جواب دیتے ہوئے اللہ نے فرمایا: قُلْ لَا أَقُولُ لَكُمْ عِنْدِي خَزَائِنُ اللَّهِ (یا رسول اللہ ﷺ) فرما دیجئے تمہارے لئے میرے پاس اللہ کے خزانے نہیں ہیں تاکہ تم ان خزانوں کی حرص سے مجھ پر ایمان لے آؤ۔ جب اللہ تعالیٰ مومنین کے ایمان لانے کا احسان اپنے محبوب ﷺ کے واسطے برداشت نہیں کرتے فرمایا یمنون علیک ان

اسلموا قل لا تمنو علی اسلامکم بل اللہ یمن علیکم ان ہدا کم
 للایمان (تم پر یا رسول اللہ ﷺ یہ لوگ اپنے اسلام کا احسان کرتے ہیں۔ فرمادیجئے
 آپ مجھ پر اپنے اسلام لانے کا احسان نہ کرو۔ بلکہ تم پر اللہ کا احسان ہے کہ اس نے
 تمہیں ایمان کی ہدایت دی) چہ جائیکہ کفار کو خزائن اللہ کی لالچ دے کر رسالت پیش کی
 جائے بلکہ اپنے محبوب ﷺ کی طرف سے بے نیازی کا اظہار فرمایا فمن شاء فلیؤ
 من ومن شاء فلیکفر (جس کا دل چاہے ایمان لائے جس کا دل چاہے کفر کر
 دے) مجھے اور میرے محبوب ﷺ کو تمہارے ایمان سے کوئی نفع یا نقصان نہیں۔ اسی بنا
 پر لا اقول لکم عندی خزائن اللہ فرمایا ورنہ اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کو تمام مخلوق
 سے زیادہ اور بہتر خزانے عطا فرمائے ہیں تاکہ معترضین استغناء حضور ﷺ کا ناطقہ بند
 ہو جائے۔ فرمایا ووجدک عائلاً فاغنی (اللہ نے آپ کو یا رسول اللہ ﷺ
 (جس دی مال سے) نادار پایا تو غنی کر دیا) اور فرمایا (۲) النجم ۳۷؎ ہوا اغنی
 واقفی (بے شک اللہ وہ ذات ہے جس نے دولت مند کیا اور خزانے والا کیا) پھر فرمایا
 (۳) اَنَا اَعْطَيْتُكَ الْكَوْثَرَ (بے شک ہم نے آپ کو تمام کثرت عطا کی)
 (۱) تفسیر کبیر ۸۰؎ {قَوْلُهُ اَنَا اَعْطَيْتُكَ الْكَوْثَرَ} اے اَنَا اَعْطَيْتُكَ
 الْكَثِيرَ فَاَعْطِ اَنْتَ الْكَثِيرَ وَلَا تَبْخُلْ (بے شک ہم نے آپ کو بہت کچھ دے
 دیا۔ آپ بہت عطا فرمائیے۔ اور بخل نہ کیجئے)
 (۲) تفسیر نسفی ۲۸۲؎ {اَنَا اَعْطَيْتُكَ الْكَوْثَرَ} هُوَ فَوْعَلٌ مِنَ الْكَثَرَةِ وَهُوَ
 الْمَفْرُطُ الْكَثَرَةُ كَوْثَرٌ فَوَلْ كے وزن پر ہے کثرت سے اور اس کے معنی زیادہ
 کثرت کے ہیں)
 (۳) تفسیر خازن ۳۵۰؎ {وَاصْلُ الْكَوْثَرِ فَوْعَلٌ مِنَ الْكَثَرَةِ} (اصل کوثر
 کا فوعل کے وزن پر کثرت سے ہے)

(۴) مفردات راغب ص ۴۳۹ {يُقَالُ لِلرَّجُلِ السَّخِي كَوْثَرٌ وَيُقَالُ تَكْوَنُ الشَّيْءُ كَثَرًا كَثْرَةً مُشَاهِيَةً (آدمی مخی کو کوثر کہا جاتا ہے اور جب کسی شے کی زیادہ کثرت ہو جائے تو اس کو تکوثر الشیء کہا جاتا ہے)}

(۵) تفسیر صاوی ۱/۱۸۱ {مَاتَحْتَ لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ جَعَلَ اللَّهُ مَفَاتِيحَ خَزَائِنِهِ بِيَدِهِ فَمَنْ زَعَمَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَاخَادَ النَّاسِ لَا يُمْلِكُ شَيْئًا أَصْلًا وَلَا نَفْعًا بِهِ لَا ظَاهِرَ أَوْ لَا بَاطِنًا فَهُوَ كَافِرٌ خَاسِرُ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَسْتَدْلَالُهُ بِهَذِهِ الْآيَةِ ضَلَالٌ مُبِينٌ (اللہ تعالیٰ نے اپنے خزانوں کی چابیاں نبی ﷺ کے ہاتھ میں کیں تو جس شخص نے گمان کیا کہ نبی ﷺ دوسرے لوگوں کی طرح کسی چیز کے بالکل مالک نہیں ہیں اور نہ آپ کے ساتھ ظاہری اور باطنی نفع ہے تو وہ کافر ہے۔ دنیا اور آخرت میں خسارے والا ہے۔ اور اس آیت سے یہ دلیل اخذ کرنا کہ آپ نفع نقصان کے مالک نہیں یہ گمراہی ظاہر ہے۔ پھر اللہ نے فرمایا (۶) وَلَسَوْفَ يَعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَى (آپ کو یا رسول اللہ جلدی عطا کرے گا۔ کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔ جیسا کہ اَنَا اعْطَيْتُكَ الْكَوْثَرَ سے آپ کو تمام کثرت عطا فرمادی۔ پھر فرمایا۔)

(۷) ۲۲/۳ {أَذْتَقُولُ لِلَّذِي أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَأَنْعَمْتَ عَلَيْهِ (جب فرماتے تھے آپ اس شخص کو جس پر اللہ نے انعام کیا اور آپ نے اس پر انعام کیا) اگر نبی ﷺ کے پاس خزان اللہ نہیں ہیں تو اللہ تعالیٰ نے انعمت علیہ کا اطلاق آپ پر کیوں کیا۔ اور فرمایا (۸) وَسَخَّرَ لَكُم مَّا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا مِنْهُ (اور اللہ نے جو چیز آسمانوں اور زمین میں ہے اس کا مجموعہ تمہارے تابع کر دیا ہے اس آیت کریم میں اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمانوں کی ہر چیز کو نبی ﷺ کی تحویل میں کر دیا جس میں خزان اللہ بھی شامل ہیں۔

(۹) بخاری شریف ۱۵۰۸ {وَأَنَّىٰ قَدَاعُطِثُ مَفَاتِيحَ خَزَائِنِ

الْأَرْضِ} (اور بے شک میں یقیناً تمام زمین کے خزانوں کی کنجیاں دیا گیا ہوں)

(۱۰) مسلم شریف ۹۰۲ {زُوِيَ لِيَ الْأَرْضِ حَتَّى رَأَيْتُ مَشَارِقَهَا

وَمَغَارِبَهَا وَأُعْطِثُ الْكَنْزَيْنِ} (سمیٹی گئی میرے لئے زمین حتی کہ میں نے اس

کے تمام مشرقوں کو دیکھا اور تمام مغربوں کو اور میں دو خزانے عطا کیا گیا ہوں)

قَالَ لَنُودِي قَالَ الْعُلَمَاءُ الْمُرَادُ بِالْكَنْزَيْنِ الذَّهَبُ وَالْفِضَّةُ

(علماء نے کہا ہے کہ کنزین سے مراد دونوں خزانے سونے اور چاندی کے ہیں۔ جو

نبی ﷺ کو اللہ کی طرف سے عطا کئے گئے) حدیث مذکورہ بالا سے دو امور ثابت ہوئے

(۱) تمام زمین کا غیب اللہ نے مرہ واحدہ میں ہی عطا فرما دیا (۲) تمام سونے چاندی

کے خزانوں کی کنجیاں آپ کو عطا کی گئیں۔

(۱۱) بخاری شریف ۱۴۱۸ {أُتِيتُ بِمَفَاتِيحِ خَزَائِنِ الْأَرْضِ فَوَضَعْتُ فِي

يَدَيَّ} (مجھے تمام زمین کے تمام خزانوں کی کنجیاں دی گئی ہیں۔ پھر میرے ہی ہاتھ میں

رکھی گئی ہیں۔ چنانچہ اسی کی تصریح فرماتے ہوئے آپ نے ارشاد فرمایا)

(۱۲) بخاری شریف ۱۲۹۹ {إِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ وَيُعْطِي اللَّهُ

مُسلم شریف ۳۳۳۳ {آپ نے فرمایا اللہ عطا کرتا ہے اور میں تقسیم کرنے والا ہوں)

چنانچہ آپ کے قاسم ہونے کی دلیل اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بیان فرمائی۔

(۱۳) وَأَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ (کوئی کسی قسم کا سوال کرے والا آجائے تو اس کو یا

رسول اللہ ﷺ نہ جھڑکئے) اگر بقول تمہارے نبی ﷺ کے پاس خزانے اللہ نہیں تو

فَلَا تَنْهَرْ فرمانے کا کیا مطلب۔ بلکہ فَانْهَرْ چاہیے تھا۔ معلوم ہوا کہ آپ کے پاس

خزانے اللہ ہیں۔ جن کو اللہ تعالیٰ تقسیم کا ارشاد فرما رہا ہے۔ اور نبی اکرم ﷺ کے

دروازے سے کسی کو واپس مڑنا مناسب نہیں سمجھتے۔

(۱۴) وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُولَةً إِلَىٰ عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ

فَتَقْعِدَ مَلُومًا مَّحْسُورًا (اور آپ اپنے دست پاک کو تنگ نہ کیجئے اور نہ تمام فراخ کر دیجئے تو آپ افسوس سے تھکے ہوئے بیٹھے رہیں گے) اس آیہ کریمہ میں جناب کی قاسمیت کے میانہ روی کا ذکر فرمایا ہے۔ اگر آپ قاسم نہیں تو تقسیم اوسط کو بیان کرنے کا کیا مطلب۔ نبی ﷺ کو تو میانہ روی کی تقسیم کا ارشاد فرمایا اور مقسم علیہ کو فرمایا۔

(۱۵) حشر {۲۸} مَّا تِلْكَمُ الرُّسُلُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا (جو

تمہیں رسول اللہ ﷺ دے ویں تو اس کو لے لو۔ اور جس سے انکار فرماویں رک جاؤ)

ثابت ہوا کہ آپ کے پاس خزائن اللہ کی کنجیاں تو ہیں۔ جس بنا پر آپ کی ملکیت ثابت کی گئی۔ آپ کو تقسیم کا طریقہ فرمایا گیا۔ اور ہمیں لینے کا طریقہ فرمایا۔

لیکن وَلَا أَقُولُ لَكُمْ عِنْدِي خَزَائِنُ اللَّهِ اس لئے فرمایا کہ صداقت رسالت پر دھبہ نہ لگے۔ کہ خزائن اللہ کو اپنی رسالت کی تصدیق پر خرچ کر کے رسالت کا اقرار کروایا جا رہا ہے۔ اگر حقیقتاً سچے رسول اللہ ہوتے تو خزائن اللہ تقسیم کرنے کی ضرورت نہ ہوتی۔ یہ ہے حقیقت جو اس مقام پر نبی ﷺ سے خزائن اللہ کا انکار کروایا گیا اور

دوسرے کئی مقامات پر ثابت کیا گیا۔ جو لوگ آپ کی رسالت کے مصدق ہیں وہ

بلا طمع آپ پر ایمان لاتے ہیں اور آپ کے واسطے خزائن اللہ ہونے پر بھی ایمان رکھتے

ہیں۔ باقی رہا ارشاد الہی وَلَا أَعْلَمُ الْغَيْبِ (فرما دیجئے یا رسول اللہ ﷺ) کہ میں

غیب نہیں جانتا۔ آپ کی زبان مبارک سے یہ کلمات اس واسطے کہلوائے کہ کوئی کج طبع

آپ کے علم غیب ذاتی کا معتقد نہ ہو جائے۔ کیونکہ شے کا مدعی وہی ہو سکتا ہے۔ جس کی

ملکیت ذاتی ہو۔ چنانچہ غیب کا حقیقی مالک و عالم وہی ذات ہے اور وہی مدعی ہو سکتا ہے

کیونکہ اس کا علم ذاتی ہے اور نبی ﷺ اللہ کی طرف سے غیب عطائی ہونے کی وجہ سے

آپ علم الغیب خود نہیں فرما سکتے۔ اللہ تعالیٰ اس عطیے کو اپنی طرف سے علمک مالک

تکن تعلم سے خطاب کر سکتا ہے۔ چنانچہ اسی عطا کی بنا پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

(۵) {ال عمران پارہ ۳} ذَالِکَ مِنْ اَنْبَاءِ الْغَيْبِ نُوحِيْهِ اِلَيْکَ (یہ غیب کی خبروں سے ہے جو ہمیں آپ کی طرف وحی کی) اللہ تعالیٰ کا یہ دعویٰ کہ قرآن شریف اخبار غیبیہ ہیں تو اگر آپ کی ذات سے اللہ تعالیٰ بالذات وَلَا اَعْلَمُ الْغَيْبَ نہ کہواتے بلکہ اعلم الغیب اصراحتہ فرمادیتے تو مخالفین ذَالِکَ مِنْ اَنْبَاءِ الْغَيْبِ اور اَعْلَمُ الْغَيْبَ کو مطابق کر کے نبی ﷺ کو مصنف قرآن کہہ دیتے۔ کیونکہ آپ کا دعویٰ کرنا کہ میں غیب جانتا ہوں اور قرآن کا دعویٰ کہ یہ غیبی خبریں ہیں یہ صاف ظاہر ہو جاتا کہ آپ مصنف قرآن ہیں۔ بلکہ ہر منکر کو موقع مل جاتا اور جھوٹے نبی کو مصنف کتاب بننا آسان ہو جاتا۔ حالانکہ نبی اپنی ذات کی طرف سے کسی چیز کا جامع نہیں ہوتا۔ سوائے اللہ تعالیٰ کے۔ اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے آپ کی ذات پاک سے وَلَا اَعْلَمُ الْغَيْبَ کہلوا یا اور اپنی طرف سے علوم غیبیہ کے عطا کا انبیاء کے واسطے بیان فرمایا۔ چنانچہ نبی ﷺ کے علوم غیبیہ کے متعلق تصریح فرمائی۔

(۶) {تکویر ۳۰} وَمَا مَوْ عَلٰی الْغَيْبِ بِضَنٰیْنِ (اور نبی ﷺ غیب پر بخیل نہیں۔

اگر آپ کے پاس عطائی غیب کو بھی تسلیم نہ کیا جائے تو اللہ تعالیٰ کی یہ کلام معاذ اللہ جھوٹی ثابت ہوتی ہے کہ جو چیز آپ کے پاس ہی نہیں اس پر بخل کیسا۔ لہذا ثابت ہوا کہ آپ کے پاس غیب تو ضرور ہے لیکن اللہ کی طرف سے عطائی ہے۔ اور وَلَا اَعْلَمُ الْغَيْبَ میں ذاتی علم غیب کی نفی ہے۔ ورنہ اگر لَا اَعْلَمُ الْغَيْبَ سے مطلقاً غیب کی نفی مراد لی جائے ذاتی ہو یا عطائی تو قرآن کریم سے بھی ہاتھ دھونے پڑتے ہیں۔ کیونکہ آپ نے فرمایا کہ میں کوئی غیب جانتا ہی نہیں اور قرآن کریم مدعی ہے یہ غیبی خبریں ہیں تو ثابت ہوتا ہے کہ آپ قرآن نہیں جانتے۔ اور جب قرآن کریم کا انکار رسول کریم ﷺ کی طرف سے ثابت ہو جائے تو قرآن کا دعویٰ نَزَّلْنَا عَلَیْکَ الْكِتَابَ

معاذ اللہ جھوٹ ثابت ہوگا۔ اور خداوند تعالیٰ کی کلام کا جھوٹ ہونا محال اور اللہ کی کلام میں کذب کی نسبت کرنے والا کافر۔ لہذا ماننا پڑے گا کہ **وَلَا أَعْلَمُ الْغَيْبَ** میں اللہ تعالیٰ علم غیب ذاتی کی نفی کروا رہا ہے نہ کہ عطائی کا۔

اور **وَلَا أَقُولُ لَكُمْ إِنِّي مَلَكٌ** (اور فرمادیجئے یا رسول اللہ ﷺ میں تمہیں نہیں کہتا کہ میں فرشتہ ہوں)

نبی ﷺ نے اپنی ذات سے فرشتہ ہونے کی نفی فرمائی۔ کیونکہ یہ آپ کی ہتک تھی ملائکہ تو آپ کے غلام ہیں بلکہ غلامان غلام ہیں۔ اور ان کی نورانیت کا قیام آپ کی رحمت سے مستفیض ہے۔ اور جو تم نے ملکیت کے انکار سے بشریت کا نتیجہ نکالا ہے وہ اس عبارت قرآنیہ سے تجاوز کرنا ہے۔ کہ آپ کو یاد نہیں کہ حضرت جبریل علیہ السلام جو سید الملائکہ ہیں۔ اپنی ذات کو سدرۃ المنتہی پر ختم کر چکے۔ لیکن ذات پر نور حضور ﷺ بلا اعانت غیر مرتبہ و ناتک پہنچے۔ فرشتہ چونکہ اپنی ذات میں اور صفات میں نبی سے کم ہے اور نبی ﷺ اپنی ذات اور ہر صفات میں اولیٰ تر اور بالاتر ہیں۔ اس واسطے آپ نے **وَلَا أَقُولُ لَكُمْ إِنِّي مَلَكٌ** فرمایا اور اللہ تعالیٰ نے اسی حقیقت کی بنا پر آپ کی زبان پاک سے کہلوایا۔ دوسری وجہ یہ کہ نبی ﷺ مذکور اور ملائکہ ذاکر اور خداوند بھی آپ کا ذاکر اگر آپ دعویٰ ملکیت فرماتے یا مساوات یا مماثلت کے مدعی بنتے تو شان الوہیت کی بھی ہتک تھی۔ اور ملائکہ ذاکر اور نبی ﷺ مذکور میں کوئی فرق نہ رہ جاتا۔ اگر آپ کی شان ملائکہ سے بالاتر سمجھی جائے تو ہی **يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ** کے مرتبہ پر آپ فائز ہو سکتے ہیں ورنہ نہیں۔ تمام آیت کا نتیجہ اللہ تعالیٰ نے منکروں کے واسطے اخیر جملہ میں نکال دیا **فَرَمَا قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْأَعْمَىٰ وَالْبَصِيرُ** فرمادیجئے یا رسول اللہ (اگر مجھے غیب نہیں تو تمہیں اتنی تمیز بھی نہیں کہ اندھا اور آنکھوں والا برابر نہیں ہو سکتے۔ منکرین غیب تو آپ کو بجائے بصیر ماننے کے

ایمان سے خارج ہو کر اس کے برعکس مانتے ہیں۔

وہابی: اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے اور آپ کی زبان پاک سے کہلوا یا ہے کہ قیامت کا علم اللہ کے پاس ہے۔ اور اگر میں غیب جانتا ہوتا تو بہت نیکی جمع کر لیتا اور مجھے برائی نہ مس کرتی۔ سینے۔

اعراف ۹ { وَلَوْ كُنْتَ أَعْلَمُ الْغَيْبِ لَاسْتَكْثَرْتَ مِنَ الْخَيْرِ وَمَا مَسْنِيَ

السُّوءُ إِنِّ أَنَا إِلَّا نَذِيرٌ وَبَشِيرٌ لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ (اگر میں غیب جانتا تو کثرت خیر طلب کرتا۔ اور مجھے برائی نہ مس کرتی۔ میں ایمانداروں کے واسطے بشیر و نذیر کے سوا کچھ نہیں)

محمد عمر: اس آیت کا ما قبل آپ نے چھوڑ دیا یَسْأَلُونَكَ كَأَنَّكَ خَفِيٌّ عَنْهَا قُلْ إِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللَّهِ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ قُلْ لَا أَمْلِكُ لِنَفْسِي نَفْعًا وَلَا ضَرًّا إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ وَلَوْ كُنْتَ أَعْلَمُ الْغَيْبِ لَاسْتَكْثَرْتَ مِنَ الْخَيْرِ وَمَا مَسْنِيَ السُّوءُ إِنِّ أَنَا إِلَّا نَذِيرٌ وَبَشِيرٌ لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ (آپ سے سوال کرتے ہیں (یا رسول اللہ قیامت کے متعلق) گویا کہ آپ بحث کرنے والے ہیں اس سے فرما دیجئے اور کوئی بات نہیں اس کا علم اللہ سے پاس ہے۔ لیکن اکثر لوگ جانتے ہیں۔ فرما دیجئے میں اپنے نفس کے واسطے نفع کے لحاظ سے اور نہ نقصان کے لحاظ سے مالک نہیں۔ مگر جو اللہ چاہے۔ اور اگر میں غیب جانتا تو کثرت خیر طلب کرتا اور مجھے برائی نہ مس کرتی۔ نہیں ہوں میں (معمولی آدمی) مگر ڈرانے والا اور مبارک دینے والا میں ہی ہوں ایماندار قوم کے لئے)

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کے متعلق بحث و تمحیص کا ذکر فرمایا

ہے کہ آپ سے یہ لوگ قیامت کا حال ایسے دریافت کرتے ہیں کہ آپ اس سے جھگڑے میں پڑ جائیں۔ تو اللہ نے فرمایا کہ آپ اس جھگڑا میں مشغول نہ ہوئے بلکہ

فرمادیتے قیامت کا علم اللہ کے پاس ہے اور یہ نہیں فرمایا کہ اللہ کے پاس ہے اور کس کو اس نے سمجھایا یا بتایا نہیں۔ علم کی نفی ہے نہ تعلیم کی کیونکہ آگے ارشاد الہی مذکور ہے ولکن اکثر الناس لا یعمون (لیکن اکثر لوگ) (قیامت سے) (بے خبر ہیں) اس آیت پاک میں اللہ تعالیٰ نے اکثریت کی بے علمی قیامت سے ثابت کی ہے۔ جس سے اقلیت کو علم عطائی ثابت ہوتا ہے جس کا اللہ نے اس آیت میں انکار نہیں فرمایا بلکہ نبی ﷺ کو اپنی ذات کے نفع اور نقصان کے متعلق مشیت ایزدی کے ماتحت رکھا۔ اسی واسطے فرمایا کہ اللہ کے ارادے کے سوا اپنے نفس کے واسطے میں نفع و نقصان کا مالک نہیں۔ کیونکہ اگر نفع اور نقصان کی تملیک اپنے نفس کی طرف منسوب فرماتے تو ہو سکتا تھا کہ آپ غیر کے نفع کے واسطے اپنی ذات کو نقصان پہنچاتے۔ لیکن جب اپنے نفس کے نفع نقصان کو مشیت ایزدی کے ماتحت رکھا تو یہ اس امر کی واضح دلیل ہے کہ محبت اپنے محبوب کے ہر حال نفع کا خواہاں ہے اور نقصان سے واللہ یعصمک من الناس فرما کہ محفوظ فرماتا ہے۔ یہی وجہ تھی لا املک لنفسی نفعاً ولا ضراً الا ما شاء اللہ فرمانے کی کہ جب میرا محبوب اپنے نفع و نقصان کو میری مشیت کے ماتحت اپنی زبان پاک سے کر دے گا تو آپ کی ذات کو کسی قسم کے نقصان کا امکان ہی نہ رہے گا۔ وہ منافقین کی نظر میں آپ کی ذات کے واسطے ظاہر نقصان کا امکان ہی نہ رہے گا۔ وہ منافقین کی نظر میں آپ کی ذات کے واسطے ظاہر نقصان دکھائی دے گا۔ لیکن میری مشیت میں وہ ہر صورت نفع ہی نفع ہوگا۔ چنانچہ اسی بنا پر اللہ تعالیٰ نے آپ کو رحمۃ للعالمین بنا دیا۔ اگر بقول کہے آپ کو نقصان ہو سکتا ہے اور آپ نقصان دور کرنے کے اہل نہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کے رحمۃ للعالمین ہونے کا قائل نہیں۔ کیونکہ رحمت اور زحمت کا اجتماع ایک ذات میں محال ہے اسی واسطے اجتماع نقصین محال ہوتا ہے۔ نبی ﷺ کے نقصان کے قائل کی مثال یوں سمجھئے

جیسا کہ ایک شخص ایک ہی وقت میں دن کا بھی قائل ہو اور اسی دن کو رات بھی سمجھے۔ لہذا مذکورہ بالا آیت سے آپ کی ذات کے واسطے بمشیت الہی نفع ہر نفع ثابت ہوتا ہے۔ جس سے یہ امر بھی عیاں ہے کہ جب آپ کو اللہ کے ارادے سے محض نفع ہی ہے تو آپ اپنے متبعین کے واسطے نقصان کے خواہاں کیسے ہو سکتے ہیں۔ یہ ہے اس آیت کا مطلب جس کے متعلق نبی ﷺ کے مخالفین مطلب کو الٹا بنا کر آپ کی توہین کرتے ہیں۔ اتقوا اللہ

آگے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ولو کنت اعلم الغیب لا استکثرت من الخیر وما مسنی السوء اس عبارت مذکورہ میں شرط ہے۔ اس واسطے یہ جملہ شرطیہ ہے۔

لو کنت اعلم الغیب شرط ہے لا استکثرت من الخیر جزائے
اول وما مسنی السوء جزاء
ثانی ہے۔

وجود شرط جزا کے وجود کو مستلزم ہے اور انتفا شرط جزا کے انتفا کو مستلزم ہے اور جزا کا خارج میں مثبت ہونا مستلزم ہے کہ شرط بھی ثابت و موجود ہو۔ جیسا کہ ارشاد الہی ہے لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلَهِ إِلَّا اللَّهُ لَفَسَدَتَا (اگر زمین و آسمان میں اللہ کے سوا کوئی معبود ہوتا تو یہ زمین و آسمان اجڑ جاتے۔ اس میں لفسدتا جزا ہے اور لو كان فيهما الهة الا الله شرط ہے۔ جب زمین و آسمان اجڑے نہیں بلکہ قائم ہیں تو صرف اللہ ہی کا معبود ہونا ثابت ہو گیا۔ ثابت ہوا کہ انتفاء فساد انتفاء شریک باری کو مستلزم ہے۔ ایسے ہی آپ اس آیت کو دیکھ لیجئے کہ اگر نبی ﷺ نے کثرت خیر جمع نہیں فرمائی اور برائی نے بھی مس کیا ہے تو آپ غیب نہیں جانتے۔ اور اگر آپ کے واسطے خیر کثیر خارج میں موجود ہے اور آپ کو سوء کا مس کرنا بھی محال ہے۔ کیونکہ زحمت روف اور رحیم کی نقیض ہے۔ لہذا آپ کو علم غیب کا ہونا ضروری ہے کیونکہ شرط ہے۔ اب یہ فیصلہ دو جزاؤں کے اثبات کا اللہ پر موقوف ہے۔

(۱) نساء ۹۰ {وَإِنْ تَصْبِرُوا خَيْرٌ لَّكُمْ} (اور اگر تم صبر کرو تمہارے لئے بہتر ہے) آپ کے صبر پاک کی حد کس سے مخفی ہے۔ سب مخلوق سے زیادہ آپ کا صبر مشہور ہے۔ جیسا کہ طائف میں پتھر کھا کر آپ نے دعا سے مالا مال فرمایا یہ بھی آپ کے لئے خیر ہے جو مثبت ہے۔

(۲) توبہ ۶۱ {وَجَاهِدُوا بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ} اور اپنے مالوں اور نفسوں کے ساتھ اللہ کے رستے میں جہاد کرو یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو (اللہ تعالیٰ نے جہاد مالی اور نفسانی فی سبیل اللہ کو خیر فرمایا ہے۔ آپ کے جہاد کا اور خیر کا ثبوت اللہ نے دیا ہے۔

(۳) توبہ ۱۱۱ {لَكِنَّ الرُّسُولَ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ جَاهِدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ وَأُولَٰئِكَ لَهُمُ الْخَيْرَاتُ}

(۴) طہ ۱۶ {وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَأَبْقَى} (اور آپ کے رب کا رزق خیر ہے۔ اور زیادہ باقی رہنے والا ہے) چنانچہ نبی ﷺ کے فرمان کے مطابق ويطعمنی ويسقيني ربی کہ میرا رب مجھے کھلاتا ہے اور پلاتا ہے۔ اب نبی ﷺ کے واسطے اس سے زیادہ بہتر رزق نہ میسر ہوا نہ ہے اور نہ ہو ہی سکتا ہے۔ لہذا مرزوق من اللہ آپ کی مثل دوسرا نہیں ہو سکتا تو خیر بھی آپ کے لئے ہی مخصوص ہوگی۔

(۵) بخاری شریف ۱۴ {عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ فَلَوْ سَوَّلَ

اللَّهُ ﷻ أَجُودَ بِالْخَيْرِ مِنَ الرِّيحِ الْمُرْسَلَةِ} (ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ زیادہ بخیر تھے خیر کے ساتھ ہوا چلنے والی سے) ابن عباسؓ نے فرمایا کہ نبی ﷺ تیز ہوا سے بھی زیادہ قاسم خیر تھے۔ اور ہوا زمین کے ہر ذرہ ذرہ پر چلتی ہے اور نبی ﷺ اس ہوا سے بھی زیادہ اجود بالخیر ہوئے۔ تو معلوم ہوا کہ رزق رب کی تمام خیر آپ کو ہی حاصل ہے۔

(۶) جمعہ $\frac{۲۸}{۲}$ { فَاسْعُوا إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ ذَالِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ

(اللہ کے ذکر کی طرف دوڑ کر آؤ۔ یہ تمہارے لئے خیر ہے اگر تم جانتے ہو) اس سے ثابت ہوا کہ ذکر اللہ کی طرف دوڑ کر آنے والا خیر کا مستحق ہے اور نبی ﷺ سے زیادہ اللہ کے ذکر کی طرف دوڑ کر آنے والا کون زیادہ ہو سکتا ہے۔ بلکہ اللہ کی طرف آپ کی دوڑ کو جبریل علیہ السلام بھی نہ پہنچ سکے چنانچہ آپ کے ذکر اللہ کی شان کو حضرت عائشہ صدیقہؓ نے جو سمجھا اور فرمایا وہ کسی سے مخفی نہیں۔ ترمذی شریف میں مذکور ہے

كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَذْكُرُ فِي كُلِّ أَحْيَانِهِ لِعَنَىٰ نَبِيِّ ﷺ هَرَجِينَ فِي ذِكْرِ فَرَمَاتِهِ رَهْتِهِ تَحْتِی۔ بَلَكِ اللّٰهُ تَعَالٰی نَے اَپ كَے ذِكْر بَهْتَات كُوم فرمایا یَا یٰهَا الْمَرْؤُ قِمِ اللَّیْلَ اِلَّا قَلِیْلًا نِّصْفَهُ اَوْ اِنْقُصْ مِنْهُ قَلِیْلًا اَوْ زِدْ عَلَیْهِ وَرَتِلِ الْقُرْآنَ تَرْتِیْلًا

(۷) ص $\frac{۲۳}{۲}$ { وَكُلٌّ مِنَ الْأَخْيَارِ (تمام انبیاء اخیار سے ہیں) معلوم ہوا کہ آپ خیر اور آپ کا ہر قول و فعل اخیار سے ہے جن کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔

(۸) بقرہ $\frac{۳}{۲}$ { وَمَنْ يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّا أُولُو الْأَلْبَابِ (اور جو شخص حکمت اور دانائی دیا گیا تو وہ خیر کثیر دیا گیا۔ اور سوار عقل والوں کے کوئی نصیحت نہیں پکڑتا۔ اور حضور اکرم ﷺ کے متعلق اللہ جل جلالہ نے معلم حکمت ہونے کا خطاب فرمایا ہے۔)

ال عمران $\frac{۴}{۲}$ { لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْ أَنفُسِهِمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِن قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ (البتہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے مومنین پر احسان فرمایا ہے۔ جب اس نے ان کے نفسوں سے ایسے رسول اللہ ﷺ کو مبعوث فرمایا۔ جو ان پر اس کی آیتیں تلاوت فرماتے ہیں۔ اور ان کو پاک کرتے ہیں۔ اور ان کو کتاب اور

حکمت سکھاتے ہیں۔ اگرچہ وہ پہلے بن گمراہی میں ہی ہوں، اس آیت کریمہ میں رب العزت نے مومنین پر نبی اکرم ﷺ کی ذات پاک کا بمعہ اوصاف خمسہ کے مبعوث فرمانے کا احسان بتایا ہے (۱) نبی ﷺ کو مومنوں کی فلاح کے واسطے رسول بنا کر بھیجا (۲) مومنین پر قرآن کریم کی تلاوت فرما کر آپ کو ہی بلا اجرت قاری مقرر فرمایا (۳) نبی ﷺ کو تمام دنیا میں کفر و نفاق معاصی اور عیوبات سے پاک کرنے کے لئے مقرر فرمایا (۴) قرآن کریم کی تعلیم حقیقی کے لئے مقرر کیا (۵) اور حکمت سکھانے والے یعنی تمام دنیا کے صحیح استاد دانش و فلسفہ و اقتصادیات آپ ہی ہیں معلوم ہوا کہ جب نبی ﷺ دنیا میں واحد معلم حکمت ہیں۔ اور جس کو حکمت دی گئی تو اس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ومن یوت الحکمة فقد اونی خیرا کثیرا (جو شخص حکمت دیا گیا تو وہ خیر کثیر دیا گیا۔ چنانچہ اللہ کی طرف سے جب آپ معلم حکمت ثابت ہو گئے تو بطریق اولیٰ خیر کثیر بھی آپ کو ہی عنایت ہوئی۔ جس خیر کثیر کو آپ نے تیز ہوا سے بھی زیادہ تقسیم فرمایا آپ کی ذات پاک سے محض علم غیب کی نفی کرنے پر خیر کثیر سے بھی انکار کر دینا یہ ایمان بالقرآن سے بعید امر ہے تو بدلائل ثابت ہو گیا کہ جب آپ کو جزا کثرت خیر حاصل ہے۔ تو شرط بھی یعنی علم عیب کا حاصل ہونا آپ کی ذات کے واسطے ضروری ہے۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ آپ کو چونکہ کثرت خیر حاصل ہے لہذا آپ غیب کے جاننے والے بھی ہیں۔ دنیا میں بھی آپ خیر کثیر کے مالک و قاسم اور وللاخرة خیر لک من الاولی کے قانون سے آخرت میں خیر کثیر کے مالک و مختار بھی آپ ہی ہونگے۔ لہذا آپ کی ذات مطہرہ سے غیب کا انکار کرنا یہ خدا و کریم کے مشروط و مثبتہ کا انکار کر کے قرآن کریم کا انکار کرنا ہے۔ کیونکہ جزا مثبتہ موجود فی الخیر مقرر من اللہ تو شرط کا اثبات حتمی ہے اور اس کو تسلیم کرنا جزو ایمان ہے۔ چونکہ نبی ﷺ کو تمام جہاں میں کثرت خیر حاصل ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو کثرت خیر کا مالک و مختار کر دیا ہے تو آپ کو علم غیب بھی حاصل ہوا۔

جب آپ کو خیر کثیر کی شرط سے علم غیب حاصل ہوا تو علم قیامت بھی اس میں شامل ہو گیا۔ لیکن اس کی بحث و تہیث سے اللہ تعالیٰ نے بطریق احسن منع فرمایا ایسے نہیں فرمایا کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ قیامت کے جھگڑے کو نہ چھیڑیے بلکہ ادب محبوب ﷺ کو ملحوظ رکھتے ہوئے فرمایا۔ یَسْأَلُونَكَ كَأَنَّكَ خَفِيٌّ عَنْهَا (سوال کرتے ہیں یہ لوگ آپ سے گویا کہ آپ قیامت کے متعلق بحث کرنے والے ہیں) معلوم ہوا کہ قیامت کا علم تو آپ کو ہے لیکن اس کے ظاہر کرنے سے اللہ نے منع فرمایا ہے جس کی بحث نہ کرنے کا اشارہ فرمایا ورنہ اگر محض قیامت کے ذکر کو ہی چھیڑنا منع ہوتا تو اللہ تعالیٰ ہی اس کے علامات اور اس کے اثارات کا ہی ذکر نہ فرماتا چنانچہ دوسرے مقام پر ہی ایسے ہی اشارہ فرمایا۔ الیہ یرد علم الساعة (اللہ کی طرف قیامت کا علم لوٹایا جاتا ہے) یعنی اگر کوئی سائل سوال کرے تو اس کو یہ نہیں کہا جاتا کہ میرے پاس علم قیامت نہیں ہے بلکہ یہ کہا جاتا ہے کہ قیامت کا علم اللہ جانتا ہے یہی مطلب ہے یرد کا اگر اپنے پاس اس کا علم ہی نہیں تو پھیرنے یا لوٹانے کا کیا مطلب کیونکہ پھیری یا لوٹائی وہی چیز جاتی ہے جو مخاطب کی طرف سے آئے اور متکلم کی طرف لوٹائی جائے۔ ایسے ہی خبر جب دووں جانتے ہوں اور پہلے کا دوسرے کو مشورہ یہ ہو کہ یہ خبر تم نہ ظاہر کرنا بلکہ مجھ پر ہی ڈال دینا۔ تو اس کو کہا جاتا ہے کہ دوسرے نے پہلے پر بات کو لوٹا دیا۔ اور جس چیز کا علم دوسرے کو نہ ہو تو وہ صاف انکار کر دیتا ہے کہ پہلے پر بات کو لوٹا دیا۔ اور جس چیز کا علم دوسرے کو نہ ہو تو وہ صاف انکار کر دیتا ہے کہ پہلے نے مجھے بتایا ہی نہیں۔ ایسے ہی اگر نبی ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے علم قیامت نہ دیا ہوتا تو اللہ تعالیٰ یہ نہ فرماتے کہ اللہ کی طرف قیامت کا علم لوٹایا جاتا ہے بلکہ فرما دیتے کہ میں اپنے محبوب ﷺ کو علم قیامت تمہارے سوال کرنے پر بھی ظاہر نہیں کروں گا۔ جب لوٹانے کا ارشاد فرما دیا تو معلوم ہوا کہ آپ نے اللہ پر علم قیامت کی بات ڈالی ہے نہ کہ آپ بے خبر ہیں۔ جیسا کہ مخالف نے سمجھا ہے اور آخری نکتہ علم قیامت کے اظہار نہ کرنے کا

یہی ہے کہ ڈرا سی چیز کا ہوتا ہے جس سے بے خبری ہو۔ تو آپؐ للعالمین نذیر اتب
 ہی کہلوا سکتے ہیں کہ اس کے وقت کا اظہار نہ کیا جائے ورنہ نذیر نذیر نہیں رہ سکتا اور نہ
 منذ ورنہ منذ ورنہ سکتا ہے۔ باقی رہا ما مسنی السواء جزا ثانی شرط اول کی یعنی
 اگر میں غیب جانتا تو مجھے برائی مس نہ کرتی۔ اب اس کا فیصلہ قرآن کریم پر موقوف ہے
 کہ آیا آپؐ کو برائی نے مس کیا ہے یا نہیں۔ اگر برائی نے مس نہیں کیا تو آپؐ کو غیب
 سمجھے ہوئے کہہ سکتے ہیں ورنہ نہیں عقل تو یہی چاہتی ہے کہ نبی اللہ کو سوء کی طرف نسبت
 کرنا ہی ایمان سے خالی ہوتا ہے اور سوء کو آپؐ کی طرف بھی۔ اور آپؐ کا اسم ذاتی
 جو اللہ تعالیٰ نے آپؐ کی طرف منسوب فرمایا ہے محمد (ﷺ) برگزیدہ۔ تعریف کیا ہوا۔
 بے عیب یہ اسم پاک ہی سوء کی نسبت کرنے سے مانع ہے۔ کیونکہ اگر سوء کو آپؐ کی
 طرف منسوب کیا جائے تو آپؐ محمد ہی نہیں بن سکتے۔ تو اللہ کا اس نام سے پکارنا
 ہی غلط ثابت ہو جائے گا۔ ثابت ہوا کہ منکرین علم غیب جو آپؐ کی طرف سوء کو منسوب
 کر کے آپؐ کی ذات سے علم غیب کی نفی کرتے ہیں۔ وہ درحقیقت آپؐ کے محمد
 ہونے کے ہی قائل نہیں چہ جائیکہ آپؐ کی رسالت کے نام لیوا ہیں۔

فیصلہ قرآنی متعلقہ سوء

(۱) بقرہ ۲/۵ { اِنَّمَا يَأْمُرُكُمْ بِالسُّوءِ وَالْفَحْشَاءِ } (اور کوئی بات نہیں تمہیں
 (شیطان) برائی اور فحشاء کے ساتھ حکم کرتا ہے) اگر نبی ﷺ کی طرف سوء کو نسبت کیا
 جائے اور غیب کا انکار کیا جائے تو معاذ اللہ اس سے یہ ثابت ہوگا کہ آپؐ پر شیطانی
 تسلط ظاہر کرنا ہے کیونکہ سوء شیطان کی طرف ہی منسوب ہے۔ جو انبیاء علیہم السلام کی
 خیر سے شیطان کا بھی کمر ٹوٹا ہوا ہے۔ اس نے بھی ڈرتے ہوئے الا عبادک منهم
 المخلصین کہا ہوا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے بھی ان عبادی لیس لک علیہم
 سلطان میرے بندوں پر تیرا کوئی تسلط نہیں فرمایا ہوا ہے۔ اس واسطے اللہ تعالیٰ کے

مخلص بندوں پر سوء شیطانی کا خیال کرنا یا نسبت کرنا یہ قانون قرآنی کے خلاف ہے۔
چہ جائیکہ نبی ﷺ کی ذات مطہرہ سے سوء کی امید لگانا یہ ایمان کے خلاف ہے۔

(۲) یوسف $\frac{12}{1}$ { قُلْنَ حَاشَ لِلّٰہِ مَا عَلِمْنَا عَلَیْہِ مِنْ سُوءٍ . مصری عورتیں

حضرت یوسف علیہ السلام کے متعلق کہہ دیں ما علما علیہ من سوء ہم یوسف علیہ السلام پر کسی قسم کی برائی نہیں جانتیں تم مصری عورتوں سے بھی گئے گزرے بن گئے۔

(۳) انعام $\frac{6}{4}$ { مِنْ عَمَلٍ سُوءٍ بِجَهَالَةٍ (جس شخص نے برا عمل کیا بے علمی

سے) لہذا اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ سوء جہالت پر موقوف ہے۔ اور جہالت نقص ہے۔ اور نقص آپ کی ذات سے محال ہے۔ چنانچہ سوء کا آپ کو مس کرنا محال۔ ناقہ اللہ کو اگر برائی مس کرے تو اس کے مس کنندہ کو اللہ کی طرف سے عذاب نازل ہو۔ چہ جائیکہ نبی ﷺ کے واسطے برائی کا مس کرنا۔ چنانچہ

(۴) ہذہ ناقة اللہ لکم آیۃ فذروہا تاكل فی الارض اللہ ولا تمسوها

بسوء فیاخذکم عذاب الیم (یہ اللہ کی اونٹنی ہے تمہارے لئے نشانی ہے۔ تم اس کو کھلی رکھنا۔ برائی سے مس نہ کرنا۔ کیونکہ تمہیں درد دینے والا عذاب پکڑے گا) ناقة اللہ کو اگر سوء سے کوئی چھوے تو اس کو عذاب اہم ہو تو نبی اللہ کو سوء کیسے مس کر سکتی ہے۔ سوء کا مس کرنا تو کجا میں کہتا ہوں کہ سوء اگر آپ کی ذات پاک کی طرف توجہ کرے تو سوء سوء نہ رہ جائے بلکہ خیر بن جائے۔ کیونکہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے سوء کو پاک کرنے والا ویز کیہم کا رتبہ عنایت فرمایا ہے۔ اور آپ کی ذاتی شان میں اللہ تعالیٰ نے یوں سراہا ہے:

انعام $\frac{80}{1}$ { قُلْ اِنِّیْ ہِدَانِیْ رَبِّیْ اِلٰی صِرَاطٍ مُسْتَقِیْمٍ (فرمادیجئے یا رسول

ﷺ بے شک مجھے میرے رب نے صراط مستقیم کی ہدایت دی ہے) جب آپ نے صراط مستقیم کو تھا ما ہوا ہے تو برائی مس کرنے کے کیا معنی بلکہ فرمایا انک لتہدی

الی صراط مستقیم (بے شک آپ صراط مستقیم کی طرف ہدایت دیتے ہیں) کیا اگر خدا نخواستہ آپ کو برائی مس کرے تو آپ صراط مستقیم کی طرف ہدایت دے سکتے ہیں؟ بر گز نہیں۔ اگر مس سوء ہا آپ کی ذات مقدسہ میں شائبہ بھی ہو تو تبلیغ رسالت ہی مکمل نہیں ہو سکتی۔ لہذا ثابت ہوا جو آپ کی نسبت مس سوء کا عقیدہ رکھتے ہیں وہ فہما بلغت رسالتہ کا عقیدہ رکھتے ہیں۔ جو ایمان مومن کے منافی ہے۔

انعام ۸۰ {قل ان صلوتی ونسکی و مماتی لله رب العالمین} (فرمادیجئے یا رسول اللہ ﷺ کہ میری نماز اور قربانی اور میری زندگی اور میرا وصال اللہ رب العالمین کے واسطے ہے) جس کی حیات و وصال اللہ رب العالمین کے واسطے ہونے کا فیصلہ اللہ نے فرمایا دیا ہو تو دوسرا کون ہے کہ آپ کی تمام عمر جو رب العالمین کے واسطے گزری ہو ان سے روگردانی کرا کر سوء کی طرف پھیر دے۔ اور ثابت ہوتا ہے کہ نبی ﷺ کی ذات کی طرف سوء کو منسوب کرنے والے آپ کو رحمة للعالمین بھی تسلیم نہیں کرتے کیونکہ سوء اور رحمت دونوں نقیضین ہیں۔ اور اجتماع نقیضین محال۔ پھر سوء کو آپ کی طرف نسبت کرنے سے آپ کی ذات کا ہی انکار کرنا پڑتا ہے۔ خواہ کسی قسم کی سوء کیوں نہ ہو۔ کیونکہ سوء افعال ذم سے ہے۔ جو شخص نبی ﷺ کو محبتی اور مصطفیٰ مانتا ہے تو وہ افعال ذم کو آپ کی طرف منسوب نہیں کر سکتا۔ اور نہ ہی افعال ذم کا آپ کو فاعل قرار دے سکتا ہے۔ اور اگر کوئی ایسا کرے تو اسلام سے خارج ہے۔

(۵) یوسف ۱۲ {كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ اَسْوَءَ و لَفَحْشَآءٍ اِنَّهُ مِنْ

عِبَادِنَا الْمُخْلَصِينَ} (اسی طرح تاکہ پھیریں ہم اُس یوسف علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام سے برائی کو اور بے حیائی کو۔ کیونکہ وہ ہمارے مخلص بندوں سے تھا) معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے مخلص بندوں کی طرف برائی کو جانے ہی نہیں دیتا اور نہ برائی کی

جرات ہے کہ اس کے مخلص بندوں کی طرف بڑھ سکے۔ چہ جائیکہ نبی ﷺ کی طرف برائی کو نسبت کیا جائے۔ ایں خیال است و محال است و جنوں۔

حقیقت یہ ہے کہ کفار نبی ﷺ کی طرف سے سوء کے منتظر رہتے تھے۔ جن کا رد اللہ نے فرمایا۔

(۶) توبہ ۱۱۴ {وَيَتَرَبَّصُّ بِكُمُ الدَّوَائِرَ عَلَيْهِمْ دَائِرَةُ السَّوْءِ} اور انتظار

کرتے ہیں تمہارے ساتھ گردش کا۔ ان پر بری گردش ہو) جب کفار نے کافی الارحام قیامت وغیرہ کے اخبار غیبیہ کے متعلق نبی ﷺ سے سوال عام شروع کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے ان سے متضاد خیالی کو نشر فرمایا کہ ایک وقت تو دوائر کے منتظر ہیں اور دوسرے وقت میں بناء عظیم وغیرہ سے سائل ہیں تو اے سائلین علوم خمسہ وغیر علم اگر تمہارا سوال مجھے یقینی ہے تو حتمی امر متعلقہ سوال پہلے یہ ہے کہ میری ذات محمد کی حقیقت میں کثرۃ خیر و عدم سوء کو داخل سمجھو ورنہ نہیں کیونکہ دائرہ سوء کا تحقق مس سوء۔ کو مستلزم ہے اور سوء کا لزوم کثرۃ خیر کے انعدام سے ہوتا ہے اور جب تم مجھے کثرۃ خیر کا طلبگار اور سوء سے مبرا ہی نہیں سمجھتے تو قیامت وغیرہ کے متعلق تمہارا مجھے سوال کرنا حق بجانب نہیں جس کا جواب رب العزۃ نے بطور نقض پیش فرمایا ولو كنت اعلم الغيب لاستكثرت من الخير وما مسني السوء کیونکہ اگر میں غیب جانتا ہوتا تو کثرۃ خیر طلب کر لیتا اور تم کفار میری ذات کیلئے اس کے بھنی قائل نہیں اور اگر میں غیب جانتا ہوتا تو مجھے برائی بھی مس نہ کرتی اور حالانکہ تم مجھے سوء سے بھی مبرا نہیں سمجھتے۔

اب اے فرقہ وہابیہ اگر تم بھی نبی ﷺ کے متعلق ان پیشواؤں جیسا ہی خیال رکھتے ہو تو بلا شک نبی ﷺ کو ان علوم غیبیہ سے بے خبر سمجھو ورنہ اس آیت کریمہ سے آپ کو ان عیوبات سے مبرا سمجھ کر غیوبات قیامت وغیرہ سے باخبر ماننا پڑے گا۔

(۷) جن ۲۹ {قل ان ادری اقرب ماتو عدون ام يجعل له ربي امدا

عالم الغیب فلا ینظر علی غیبہ احدا الا من ارتضیٰ من رسول ینسلک من بین یدیه ومن خلفه رصدا لعلہ ان قد ابلغوا رسل ربہم واحاط بما لدیہم واحصىٰ کل شیء عدداً (فرمادیجئے یا رسول اللہ ﷺ نہیں جانتا میں جو تم وعدہ دئے گئے ہو۔ کیا قریب ہے یا رب میرا اس کے واسطے مدت بنا دے گا۔ غیب کے جاننے والا ہے۔ وہ نہیں مطلع کرتا اپنے تمام غیب پر کسی کو مگر رسول ﷺ جس کو پسند کرے۔ اس کے آگے اور اس کے پیچھے نگہبان چلاتا ہے تاکہ وہ رسول جان لے کہ انہوں نے (ملائکہ نے) اپنے رب کی رسالت کو پہنچایا اور مضبوط کیا اس نے (رسول اللہ ﷺ) نے جو ملائکہ (جبرائیل علیہ السلام وغیرہ) کے پاس ہے۔ اور گھیر لیا اس نے (رسول اللہ ﷺ) نے ہر چیز کو گنتی سے اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کی ذات کی طرف سے قیامت کی روایت کا انکار کرواتے ہوئے ظاہر فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ جسے چاہے اس مدت مقررہ کے علم غیب کو اپنے رسولوں پر جس کو مرضی بنا لے ظاہر کر سکتا ہے۔ اور اس کی حفاظت کے لئے چاروں طرف فرشتے بھی متعین فرمادیتا ہے تاکہ اس کے علم غیب میں کوئی شیطان شریک نہ ہو جائے۔ اور وہ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام ان ملائکہ کی مراسلات کو محفوظ رکھتا ہے۔ اور کل چیز کے اعداد کو وہ محیط ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے علی غیبہ میں اپنے کسی علم غیب کی تحقیق نہیں فرمائی جو نبی ﷺ کو عطا کیا گیا بلکہ غیب کی ضمیر کا مرجع الغیب رکھا۔ اور الغیب میں ال جنس کا ہے۔ اگر اللہ رب العزت الغیب کی نسبت اپنی طرف کر کے اپنے تمام غیب کے عالم ہونے کا ثبوت دیتا ہے اور ثابت ہے تو اس کی طرف ضمیر رابعہ کا منسوب نبی ﷺ فلا ینظر علی غیبہ سے کیسے بے خبر ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ ضمیر کا مرجع کل غیب ہے۔ جب عطا کنندہ نبی ﷺ کو اپنا کل غیب عطا کر کے سرا ہے تو اس کے انکار کرنے والے کو کیسے صحیح مومن سمجھا جاسکتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے عموم کا احصار نبی ﷺ کے واسطے کل شے کو ہے۔ جس کل کی تم تخصیص نہیں کر سکتے۔

تفسیر نیشاپوری {۲۹/۶۶} قال قتاده ومقاتل اے لیعلم محمدا (ﷺ) ان قد ابلغ جبرئیل ومن معه من الملائكة الوحی بلا تحریف و تغیر و قوله من بین یدیه مع قوله ان قد ابلغوا کقوله فان له نار جهنم خالد بن من الحمل علی اللفظ تارة و علی المعنی اخرى ثم اکدما ذکرنا وهوان المراد بالعلم هو الظهور بقوله واحاطه بما لدیهم من الحكم والشرائع ای وقد احاط قبل به ثم عمم العلم فقال واحصى کل شیء من ورق الاشجار وزبد البحار وقطار الامطار وعدد مصدر فی معنی الاحصاء او حال ای ضبط کل شیء معدودا محصورا او تمیزا والله اعلم.

تفسیر ابن جریر {۲۹/۶۶} عن ابن عباس لیعلم محمد ان قد ابلغوا رسل ربهم واحاط بما لدیهم واحصى کل شیء عددا (ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ لیعلم کا فاعل محمد ﷺ ہیں۔ تاکہ جان لیں محمد ﷺ کہ ملائکہ نے اپنے رب کی رسالت کو صحیح پہنچایا۔ اور نبی ﷺ نیچو کچھ ان کے پاس تھا محفوظ فرمایا یعنی جبرئیل علیہ السلام ے پاس سے احکام شرعیہ اور عزرائیل علیہ السلام سے ہر چیز کے موت کا وقت اور مقام اور اسرافیل علیہ السلام سے وقت قیامت علیٰ ہذا القیاس مدبرات امر سے آپ نے تمام تدبیریں محفوظ فرمائیں۔ حتیٰ کہ زہد البحر وقطار الامطار اعد سے محفوظ فرمائے۔ جس کا نتیجہ واحصى کل شیء عددا سے اللہ نے ظاہر فرمایا۔ یعنی نبی ﷺ نے ہر شے کے شمار کو گھیر لیا ہے)

تفسیر ابن جریر {۲۹/۶۶} قال ابو جعفر واولیٰ هذه الاقوال عندنا بالصواب قول من قال لیعلم الرسول ان الرسل قبله قد ابلغوا رسالت ربهم وذاک ان قوله لیعلم من سبب قوله فانه یسلک من بین یدیه ومن خلفه رصدا وذاک خبر عن الرسول فمعلوم بذاک ان قوله

لِیَعْلَمَ مِنْ سِیْبِهِ اِذَا كَانَ ذَاكَ خَبْرًا عَنْهُ وَقَوْلُهُ وَاحْطَ بِمَا لَدِیْهِمْ یَقُولُ
وَعِلْمُ بِكُلِّ مَا عِنْدَهُمْ وَاحْصِی كُلِّ شَیْءٍ عَدَدًا یَقُولُوا عِلْمُ عَدَدِ الْاَشْیَاءِ
كُلُّهَا فَلَمَّا یَخْفُفُ عَلَیْهِ مِنْهَا شَیْءٌ

ثابت ہوا کہ نبی ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے ہر ذرے ذرے کا علم عطا کیا ہے۔ اور آپ
نے ہر شے کے علم کو محفوظ فرمایا ہوا ہے۔ زمانہ ماضی میں ہو یا حال میں یا استقبال میں۔

وہابی: پانچ چیزوں کا علم سوائے کسی کو نہیں ہو سکتا اور نہ ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا
ہے۔ ان اللہ عنده علم الساعة وينزل الغيث ويعلم ما في الارحام وما تدری

نفس و ذائق غدا و ما تدری نفس بای ارض تموت ان اللہ علیہ خبیر

محمد عمر: کیا قرآن کریم کا انحصار صرف اسی آیت کریمہ پر ہے۔ یا ان اشیاء کا ظہور
او علم جس آیت سے ثابت ہوتا ہو اور شان علم رسالت ظاہر ہوتی ہو اس کی تطبیق اس

آیت سے ضروری ہے۔ چنانچہ آیت ماقبل سے انہی اشیاء کا ذکر علی غیبہ سے اللہ
تعالیٰ نے آپ کو عطا کیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں اپنے غیر کی نفی فرمائی اور

ثابت کیا کہ نبی اللہ کو بحیثیت نبی اللہ ہونے کے اللہ ہی کی طرف سے ان پانچ اشیاء کا
علم ہو سکتا ہے۔ نہ اس کو ذاتی ہوتا ہے اور نہ کسی اللہ کے غیر کی طرف سے۔ اللہ تعالیٰ

نے اسی واسطے ان خمسہ اشیاء کے علوم کو اپنی طرف نسبت فرمایا۔ تاکہ یہ ثابت ہو جائے
کہ جو شخص ان خمسہ اشیاء کے علوم کو اپنی طرف۔ نسبت فرمایا۔ تاکہ یہ ثابت ہو جائے

کہ جو شخص ان خمسہ اشیاء سے کسی چیز کی صحیح خبر دے تو یہ رسول اللہ کا ہی کام ہے اور نبی
اللہ ہی ان کو جان سکتے ہیں۔ کیونکہ ان کا علم عطائے الہی سے ہوتا ہے۔ اسی واسطے اللہ

کے نبی کے سوا ان خمسہ اشیاء کا مدعی جھوٹا سمجھا جائے گا۔ کیونکہ نبی اللہ کے بتانے والا وہ
ذات ہے جس کو ان خمسہ اشیاء کا علم ہے۔ اس کے سوا کسی کو علم نہیں۔ اس واسطے اس

کے تعلق والا ہی ان کے علوم کو ظاہر کر سکتا ہے۔ دوسرا نہیں۔ چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ
السلام کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

(۸) {ال عمران ۳/۵} وانبئکم بما تاكلون وما تخرجون فی بیوتکم

(اور میں تمہیں خبر دیتا ہوں اس چیز کی جو تم اپنے گھروں میں کھاتے ہو۔ اور جو تم اپنے گھروں میں ذخیرہ کرتے ہو) اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کئی انعامات عطاء فرمائے جن میں سے یہ دو انعام بھی آپ کو حاصل تھے۔ (۱) پیٹ میں کھائی ہوئی مختلف چیزوں کا علم اور عیسیٰ علیہ السلام کا دعویٰ کرنا کہ میں بتا سکتا ہوں۔ تمہارے پیٹ کی خوردہ اشیاء کی مقدار جنیں اور حمل لڑکی کا ہے یا لڑکا مردہ ہے یا زندہ وغیرہ وغیرہ۔

(۲) جو گھروں میں ذخیرہ ہوم، مدفون ہو یا محفوظ ہو ذخیرے کو آپ غائبانہ بلا اسباب بیان کرنے کا دعویٰ کرتے تھے۔ جس کی تصدیق اللہ تعالیٰ نے بھی فرمائی کہ ان کو یہ علم تھا اور ہے اور عیسیٰ علیہ السلام کو علوم غیبیہ پیدائشی حاصل تھے۔ جیسے کہ تمام انبیاء علیہم السلام کو ہوتے ہیں۔ چنانچہ حضرت علیہ السلام نے ایک دو گھنٹہ کی عمر میں اپنی تمام عمر کے خصوصی علوم غیبیہ الہیہ کو ماں کی گود میں قوم کے سوال کرنے پر ظاہر فرمائے۔

(۹) {مریم ۱۶/۲} فَأَشَارَتْ إِلَيْهِ قَالُوا كَيْفَ نَكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِي الْمَهْدِ

صَبِيًّا قَالَ إِنِّي عَبْدُ اللَّهِ اتَّخَذَ اللَّهُ مِنِّي الْكِتَابَ وَجَعَلَنِي نَبِيًّا وَجَعَلَنِي مُبَارَكًا أَيْنَمَا كُنْتُ وَأَوْصَانِي بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ مَا دُمْتُ حَيًّا وَبَرًّا بِوَالِدَيْنِي وَلَمْ يَجْعَلْنِي جَبَّارًا (حضرت مریم علیہا السلام نے قوم کے سوال پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف اشارہ فرمایا۔ تو انہوں نے کہا۔ ہم اس سے کیسے کلام کر سکتے ہیں جو گود میں بچہ ہے عیسیٰ علیہ السلام (گود سے) بولے میں اللہ کا بندہ ہوں اس نے مجھے کتاب دی ہے۔ اور اس نے مجھے نبی بنایا ہے۔ اور اس نے مجھے برکت والا بنایا ہے۔ جس جگہ بھی رہوں گا۔ اور اس نے مجھے نماز اور زکوٰۃ کا حکم بھی دیا ہے۔ جب تک کہ میں زندہ رہوں۔ اور اس نے مجھے بمع میری والدہ کے نیک و متقی بنایا ہے۔ اور اس نے مجھے سرکش بد بخت نہیں بنایا۔

قوم کو تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ان کی والدہ کی بریت مطلوب تھی۔

لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام وجعلنی برابوالدتی ولم يجعلنی جبارا شقیاء ہی فرمادیتے تو کافی تھا۔ بجائے اس کے آپ نے اپنی کلام میں اتنی طوالت فرمائی تو یہ بھی آپ کو علم غیب ہونے کی ایک خاص علامت تھی۔ جو آپ نے استقبالیہ غیب کے علم کو ظاہر فرما کر اپنی قوم کو یقین دلادیا۔ کہ جب میں آئندہ کے اپنے تمام واقعات غیبیہ صحیح پیش کر رہا ہوں۔ تو اپنی والدہ کی بھی صحیح خبر ظاہر کرنے میں شکئی نہ ہوں گا۔ اسی واسطے فرمایا۔ انسی عبد اللہ میں اللہ کا بندہ ہوں۔ یہ کلام بھی استقبالیہ غیب پر دال ہے یعنی تم میرے بڑے ہونے کے بعد مجھے خدا کا بیٹا کہہ کر میرے اللہ کو شرک سے متہم کرو گے۔ چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی والدہ کی بریت سے پہلے اپنے رب کی بریت فرمائی فرمایا انسی عبد اللہ آپ کو ان کے ابن اللہ کہنے کا علم اسی وقت تھا جس بنا پر آپ نے ان کا رد کرتے ہوئے اپنے اللہ کی بریت فرمائی جس سے ان کے علم غیب کا ثبوت ملا۔ اور علم مافی غد کی دلیل بیان فرمادی۔ پھر اتنی الکتاب فرما کر علم ماذاتکسب عدا کا اظہار فرمایا اور وجعلنی نبیا سے ثابت کر دیا کہ نبی اللہ کی نظر پیدائشی علم غیب پر ہوتی ہے۔ کیونکہ جو چیز ابھی لوح محفوظ درج تھی جس کا نزول بعد از بلوغت ہونا تھا۔ پھر انہوں نے دعویٰ کرنا تھا۔ اس کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پیدائش کے پہلے دن ہی بیان فرمادیا۔ کیا یہ ماذاتکسب عدا کا علم نہیں تو اور کیا ہے۔ اگر یہ خاصہ اللہ کا ہی ہوتا اور کسی انبیاء کو ظاہر نہ فرمایا ہوتا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ جھوٹا کر دیتے۔ اور وجعلنی مبارک کا اینما کنت سے اپنے مقام کے متبرک ہونے کو ثابت کر کے بیان فرمایا کہ آپ کو بچپن میں ہی ماذاتکسب عدا کا اپنی ذات کے متعلق بابرکت ہونے کا بھی علم ہے۔ جو علوم خمسہ کی ایک جزو ہے۔ اوصنی بالصلوة والذکوة ما دلت حیا سے بھی اپنی تمام عمر کے

ماذا تکسب غدا کا ثبوت دیا۔ جس کی فرضیت کا حکم ابھی عائد نہیں ہوا۔ لوح محفوظ میں ہی درج ہے۔ لیکن آپ اس کو بیان فرما رہے ہیں یہ بھی علوم خمسہ کی دلیل ہے۔ اتنے اعمال مستقبلہ کو صحیح ثابت کر کے اپنے علوم غیبیہ کا قوم کو پورا یقین دلایا۔ بعد ازاں علوم ماحیہ کو بیان کرتے ہوئے اپنی اور اپنی والدہ کی تہمت کو قوم کی نظروں میں صاف کر دیا۔ اور قوم منکرین غیب کو آپ نے اپنی ذات کے واسطے علوم خمسہ کا واضح ثبوت دیا ہے فرمایا وَبَرًّا بِوَالِدَتِي وَلَمْ يَجْعَلْنِي جَبَّارًا شَقِيًّا میں بمع اپنی ماں کے متقی ہوں۔ یعنی مجھے بھی اللہ نے پرہیزگار اور متقی بنایا ہے۔ اور میری والدہ بھی بڑی متقیہ رہے۔ اور میری والدہ ہی عصمت کا ثبوت واضح ہے۔ کیونکہ اس نے مجھے متکبر اور بد بخت نہیں بنایا۔ اگر اللہ تعالیٰ مجھے متکبر اور بد بخت بنا دیتا تو یہ علامت ولد الزنا کی ہوتی ہے جب میں متکبر اور شقی نہیں تو ولد الزنا نہیں معاذ اللہ اور جب میں ولد الزنا نہیں تو میری والدہ مشکوکہ نہیں۔ جیسے کہ تم سمجھ بیٹھے ہو۔ اس آیت کریمہ سے مانی الارحام اعلم اور امانی، القلوب کا علم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے واسطے یقیناً ثبات ہو گیا۔

اس آیت کریمہ سے يَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ رَمَاتَدْرِى نَفْسٌ مَا ذَاكَ كَسْبُ غَدَا کی تشریح عیسیٰ علیہ السلام نے بیان فرما کر شان نبوت اور نبی اللہ ہونے کا پکا ثبوت دیا نبی اللہ اگر علوم خمسہ کو بیان نہ کر سکے تو اس کی صداقت واضح نہیں ہو سکتی خداوند تعالیٰ جب اپنے نبی علیہ السلام کو باقی طاقت ایسی عطا کرتے ہیں جو مخلوق کی طاقت کو عاجز کر دے تو ایسے ہی رب العزۃ علمی طاقت بھی اپنے نبی علیہ السلام کو ایسی ہی عطا فرماتے جو انسانی علوم کو عاجز کر دے اور وہ صرف علم لدنی الہی سے ہی طاقت علمی ہو سکتی ہے۔ جس سے علوم خمسہ کی خصوصیت بھی ہے اور یہ علوم خمسہ علوم الہیہ سے اتنی مقدار بھی نہیں جیسا کہ سمندر سے ایک قطرہ کو نسبت ہو اور دیوبندی وہابی نے سمجھ لیا کہ اللہ تعالیٰ اگر علوم خمسہ مخلوق کو عطا کر دے تو معاذ اللہ خدا کے ساتھ شرک لازم آئے

گا بیچارہ ایسا کم علم ثابت ہوا کہ علم الہی کو علوم خمسہ میں ہی محیط سمجھ بیٹھا حالانکہ خداوند کریم کا اپنے بے پایاں علم سے علوم خمسہ کو اپنے خصوصی علم کا ثبوت دینا اور ان کا مظہر علوم انبیاء علیہم السلام کو بتانا انبیاء اللہ ہونے کی زبردست دلیل دی ہے جس میں کسی کو مداخلت غیر نہیں محض احسان الہی ہی فیضان ہے۔ جن فیوضات الہیہ کا دیوبندی وہابی بیچارہ منکر ہو بیٹھا ہے اور دلیل نبوت کا انکار نبوت کے انکار کو مستلزم ہے۔

(۱۰) ابراہیم $\frac{۱۳}{۴}$ { رَبَّنَا اِنِّیْ اَسْکَنْتُ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ بِوَادٍ غَیْرِ ذِیْ ذُرْعٍ عِنْدَ بَیْتِکَ الْمُحَرَّمِ } (اے رب میرے میں نے بسایا ہے اپنی اولاد سے غیر زراعتی وادی میں تیرے بیت الحرام کے پاس) اس آیت کریمہ سے من ذریتی میں رب العزۃ نے من تبعیضہ کو بیان فرمایا کہ ابراہیم علیہ السلام کے واسطے علم مافی الارحام اور ماذاتکسب غذا کا ثبوت پیش کر دیا کیونکہ الحق علیہ السلام ابھی پیدا نہیں ہوئے تھے لیکن ابراہیم علیہ السلام نے پہلے ہی من ذریتی فرمادیا اور منکرین کا دم توڑ دیا۔ پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بیت الحرام کا بیان فرمایا۔ جس کا وہاں نام و نشان نہ تھا۔ اس مقام پر بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی ماذاتکسب غذا کا علم بیان کیا۔ چنانچہ رب العزۃ نے ابراہیم علیہ السلام کے متعلق علم غیب ہونے کی شہادت دی ہے۔ کوئی شخص ایمان لائے یا نہ فرمایا:

(۱۱) انعام $\frac{۷}{۹}$ { وَكَذَٰلِكَ نُرِیْ اِبْرٰہِیْمَ مَلٰكُوتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ } (اور ایسے ہی ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو زمین و آسمان کی بادشاہیاں دکھا دیں) ابراہیم علیہ السلام کے متعلق تو اللہ تعالیٰ زمین و آسمان کے علوم غیبیہ عطا کرے گا ارشاد فرمادیں اور تم یہ عقیدہ رکھو کہ غیب کا علم خدا کے سوا دوسرے کے واسطے تسلیم کرنا شرک ہے۔ اور فوراً آیت پڑھ دیتے ہو کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں لہ غیب السموات والارض کون کونسی آیت پڑھو گے رب العزۃ نے تو ان آیات میں اپنی طاقت علمی کا

اظہار فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ عَلِمَ غَيْبِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِنَّهٗ عَلِيْمٌ بِذٰتِ الصُّدُوْرِ پھر فرمایا اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ غَيْبِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ پھر فرمایا اللّٰهَ غَيْبِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اور سنئے فرمایا اِنِّیْ اَعْلَمُ غَيْبِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا تَكْتُمُوْنَ اور اپنی اس طاقت علمی کو خصوصیت سے فوقیت دی فرمایا قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ سب اپنی طاقت علمی خصوصی کا دعویٰ فرمادیا تو مدعی علیہ کے انکار پر دعویٰ کی دلیل پیش کرنا فرض تھا تو رب العزّة نے اپنے ان مذکورہ بالا دعویٰ کی تائید میں انبیاء علیہم السلام کو مظہر علوم خمسہ بنا کر دلیل دی جیسا کہ ان مذکورہ بالا آیات کی دلیل ابراہیم علیہ السلام سے بیان فرمائی وَكَذٰلِكَ نُرِیْ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اور تا کہ زمین و آسمانی غیوبات نبی اللہ کے دیکھنے سے خداوند کے علمی دعوے غَيْبِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کی بھی دلیل کفار کو ثابت ہو جائے تو علم سماوی وارضی انبیاء علیہم السلام کو عطا ہونے سے دلیل علمی تو حید و رسالت مکمل ہوئی۔ اور اگر دیوبندی وہابی کی طرح مذکورہ بالا آیات کو تلاوت کر کے علوم غیبیہ علوی سفلی کو محض خداوند پر ہی اکتفا کیا جاوے۔ اور نُرِیْ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کو پس پشت ڈال دیا جاوے۔ تو معاذ اللہ یہ مذکورہ بالا آیتیں محض دعویٰ بلا دلیل عملی ہونگی۔ لہذا ہر مومن کو تسلیم کرنا پڑے گا کہ علوم غیبِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام کو عطا کر کے صداقت نبوت کے لئے دلیل پیش فرمائی ہے۔ ورنہ علوم الہیہ کا غَيْبِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کے عالم ہونے کا منکر تو کوئی کافر بھی نہیں۔

یہ ہے آیت کا مطلب جو ایک آیت نے ہی تمہارے اختلافات کو حل کر دیا۔ آپ تم انصاف کرو کہ تمہاری عقل و اجتہاد درست ہیں یا اللہ کا فرمان کافی ہے۔ جس ذات نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو علوم خمسہ کا علم بھی عطا فرمایا۔ کیونکہ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ میں علوم خمسہ اشیاء بھی شامل ہیں۔

(۱۲) مریم $\frac{۱۶}{۳}$ { يٰنَبَاتِ اِنِّیْ قَدْ جِئْتُ مِنْ الْعِلْمِ مِنْ لَمْ یَاتِکَ فَاتَّبِعْنِیْ اِهْدِکَ صِرَاطًا سَوِیًّا (اے میرے باپ میری یہ شان ہے کہ میرے پاس ایسا علم آیا ہے جو تیرے پاس نہیں ہے۔ تو میری اتباع کر لے۔ میں تجھے سیدھے رستے کی ہدایت دوں گا)

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان مذکورہ بالا کی تصدیق کرتے ہوئے دعویٰ فرمایا۔ کہ مجھے علم غیب حاصل ہے جو تیرے پاس نہیں۔ اگر تو نے میری اتباع کی تو میں تمہیں سیدھے رستے کی طرف لے چلوں گا۔ اس مقام پر ابراہیم علیہ السلام کے علم کے ساتھ جو غیب کی صفت لگائی گئی ہے۔ اس کے تین وجوہات ہیں (۱) کَذٰلِکَ نُرِیْ اِبْرٰہِیْمَ اَپ کے علم غیب کو واضح کر دیا ہے کیونکہ اگر غیب کا علم نہ ہوتا تو آپ کی کمال رویت اور احسان الہی کیسے ہو سکتا ہے (۲) قَدْ جِئْتُ مِنْ الْعِلْمِ آپ نے فرما کر علم کے ساتھ فعل جاء کو بیان کیا تا کہ ثابت ہو جائے کہ یہ میرا علم غیب الہی سے ہے اسی واسطے جاء کی قید نے علم کو غیب سے متصف کر دیا (۳) اور مَا لَمْ یَاتِکَ کے فرمان نے صاف غیب کی تاکید فرمادی۔ فرمایا کہ میرے پاس وہ علم آیا ہے جو تیرے پاس نہیں تو اسی مَآ غَاب عَنْکَ کی حقیقت ہی تو غیب ہے جو اس سے صاف عیاں ہے۔ تینوں وجوہات کی بنا پر ابراہیم علیہ السلام کے دعوے سے علم غیب کی اصلیت واضح ہو گئی۔

(۱۳) حضرت یعقوب علیہ السلام نے یوسف علیہ السلام کو کوئیں میں گرنے سے پہلے عَمٰفِی الْغَدِ کا ارشاد فرمایا فِیْکِیْذُ وَالْکَ کِیْذًا کہ تجھ سے تیرے بھائی حیلہ کریں گے فِیْکِیْذُوْا صَغِیْرًا قَبْلِ اَزْ وَقْتُ عِلْمِ غِیْبِ کِیْ اِطْلَاعِ دے دی۔ پھر فرمایا:

(۱۴) یوسف $\frac{۱۲}{۱}$ { وَ کَذٰلِکَ یَجْتَبِیْکَ رَبُّکَ وَ یُعَلِّمُکَ مِنْ تَاْوِیْلِ الْاَحَادِیْثِ وَ یُتِمُّ نِعْمَتَهُ عَلَیْکَ وَ عَلٰی اٰلِ یَعْقُوْبَ کَمَا اَتَمَّهَا عَلٰی

أَبُوَيْكَ مِنْ قَبْلُ إِبْرَاهِيمَ وَاسْحَقُ إِنَّ رَبَّكَ عَلِيمٌ حَكِيمٌ (اور اسی طرح چنے گا تجھے تیرا رب اور سکھادے گا تمہیں تعبیر رویا اور اپنی نعمتیں تم پر پوری کرے گا۔ اور ال یعقوب پر پوری کرے گا۔ جیسا کہ تیرے باپ دادا ابراہیم اور اسحاق علیہم السلام پر اس نے اپنی نعمتیں پوری کیں بے شک تیرا رب بڑا جاننے والا اور بڑا دانہ ہے) اس آیتہ کریمہ سے ثابت ہوا کہ یعقوب علیہ السلام نے یوسف راہ السلام کے متعلق تین بڑے امور مآذات کسب غذا کے علوم غیبیہ کی اطلاع دی (۱) یوسف علیہ السلام کا دوسرے بھائیوں سے برگزیدہ ہونا۔ یعنی بادشاہی ملنا اور بھائیوں کا ماتحت ہونا (۲) تعبیر رویا کا علم جو ابھی یوسف علیہ السلام کو حاصل نہیں تھا۔ اللہ کے پاس ہے یا لوح محفوظ میں ویعلمک من تاویل الاحادیث سے اس علوم الہیہ کی غیبی خبر دینا (۳) ویتم نعمتہ علیک سے یوسف علیہ السلام کی نبوت کی خوش خبری دینا یہ بھی مافی الغد کا علم ہے اور آل یعقوب فرما کر مافی الارحام کے علم سے خبردار فرمایا۔ یہ ہیں خداوند کریم کے مآذات کسب غذا اور مافی الارحام کے پاس شدہ نبی جن کو تم محض خدا کا ہی خاصہ ثابت کر رہے تھے اور انبیاء علیہم السلام کی ذات سے ان علوم خمسہ کا ہونا بالکل محال سمجھتے تھے۔

(۱۵) نوح ۲۹ { وَقَالَ نُوحٌ رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَيَّ الْأَرْضَ مِنَ الْكَافِرِينَ دَيَّارًا إِنَّكَ إِن تَذَرَهُمْ يُضِلُّوْا عِبَادَكَ وَلَا يَلْدُوْا إِلَّا فَاْجِرًا كَفَّارًا } (اور نوح علیہ السلام نے فرمایا۔ اے میرے رب زمین پر کسی کافر کی آبادی کو نہ چھوڑ۔ اگر تو نے چھوڑا تو تیرے بندوں کو گمراہ کریں گے اور سوائے فاجر اور کافر کے وہ نہ جنیں گے اس آیتہ کریمہ میں نوح علیہ السلام نے دو امور غیبیہ کی علوم خمسہ سے اطلاع دی (۱) یضلو اعبادک سے کفار کے زمانہ استقبال میں گمراہ کرنے کو ظاہر کرنا۔ یعنی مآذات کسب غذا کے علم کا قبل از وقت ارشاد فرمانا (۲) ولا یلدوا

الافاجرا کفاراً سے تمام کفار کے مافی الارحام کی قبل از وقت صحیح خبر دینا اور مافی الاصلاب کا پتہ دینا۔

خضر علیہ السلام بھی مَا ذَاتَ الْكَسْبِ غَدَا پاسبان تھے ملاحظہ ہو۔

(۱۶) کہف {۱۶/۱} (۱) خضر علیہ السلام نے ظالم بادشاہ کے پہنچنے کے پہلے کشتی کی ایک تختی اکھاڑ دی۔ جس کی تعبیر بعد میں ظاہر فرمائی (۲) لڑکے کو قتل کر دیا اس بنا پر کہ وہ اپنے ماں باپ کو بالغ ہو کر گمراہ کر دے گا (۳) دیوار بنادی کیونکہ اس کے نیچے خزانہ تھا۔

﴿نبی ﷺ کا مَا ذَاتَ الْكَسْبِ غَدَا کی خبر دینا﴾

(۱۷) کافرون ۳۰ ﴿لَوْ لَا اَنَا عَابِدُكُمْ مَّا عَابِدُونَ مَا اَعْبُدُ﴾ (اور نہیں ہوں میں اس چیز کی عبادت کرنے والا جس کی تم عبادت کرتے ہو۔ اور نہ تم عبادت کرنے والے ہو جس کی میں عبادت کرتا ہوں) اس آیت کریمہ میں نبی ﷺ۔ کل کی خبر دی کہ جس کی تم عبادت کرتے ہو اس کی میں نہیں عبادت کروں گا۔ اور نہ تم عبادت کرو گے۔ جس کی میں عبادت کرتا ہوں۔ تو یہ آپ کی پشتگوئی ہے مافی غدا کی۔

(۱۸) ابوداؤد ۲/۸ نسائی شریف ۳/۲۹۳ مسلم شریف ۲/۳۸ و ۲/۱۰۲ مسند ابوداؤد طیالسی ص ۹ خصائص کبریٰ ۱/۱۹۹ {

قَالَ اَنَسُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ هَذَا مَضْرَعُ فُلَانٍ غَدَا وَوَضَعَ يَدَهُ عَلَى الْأَرْضِ وَهَذَا مَضْرَعُ فُلَانٍ غَدَا وَوَضَعَ يَدَهُ عَلَى الْأَرْضِ. فَقَالُوا الَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا جَاوَزَ أَحَدٌ مِنْهُمْ عَنْ مَوْضِعٍ يَدْرُسُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَسَلَّمَ فَأَمَرَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَأَخَذَ بَارِجُلَهُمْ فَسَحَبُوا فَالْقُوا فِي قَلْبِ بَلَدٍ (انس سے روایت ہے آپ نے فرمایا۔ کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نبیہ ہے کل فلاں کے گرنے کی جگہ۔ اور آپ نے اپنے دست پاک کو زمین پر رکھا۔ اور یہ ہے کل

فلاں کے گرنے کی جگہ اور آپ نے اپنے دست پاک کو زمین پر رکھا تو فرمایا حضرت انسؓ نے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے دست پاک کی جگہ سے ان فرمودہ آدمیوں سے کوئی بھی پس و پیش نہیں ہوا تو بمطابق حکم حضور ﷺ ان کو پاؤں سے پکڑ کر گھسیٹ کر قلب بدر میں ڈالا گیا) اس حدیث پاک سے صاف ظاہر ہے کہ نبی ﷺ نے امور خمسہ سے امرین کی اطلاع قبل از وقت فرمائی (۱) ما ذاتکسب غدا کا علم یعنی کل کیا ہوگا (۲) اور بای ارض تموت کا علم یعنی کونسی زمین میں مرے گا۔ تو نبی ﷺ نے صاف لفظ غدا یعنی کل کا علم ظاہر فرمایا۔ اور زمین پر دست پاک رکھ کر علیحدہ علیحدہ ہر ایک کے مرنے کی جگہ پہلے ہی ظاہر فرمادی۔ کیا ان دو کا امور خمسہ سے ارشاد نبی ﷺ صحیح نہیں اگر صحیح ہے تو اس پر ایمان لانے سے آپ کو کوئی مذہبیت مانع نہ ہونی چاہیے۔ کیونکہ شان مصطفیٰ ﷺ ہے۔ پھر تمہیں یاد ہونا چاہیے کہ نبی ﷺ کا یہ فرمان ہے کہ متعو بین بھاگ گئے تھے۔ کہ مسلمانوں کے نبی نے جو کچھ فرمادیا ہے وہ سچ ہو کر ہی رہے گا۔ لیکن دوسرے دن ان کو میدان جنگ میں آنا پڑا اور انہیں فرمودہ مقامات پر وہ قتل کئے گئے۔ ذرا انصاف کی نظر سے غور کریں۔ کہ کفار کا عقیدہ تو انبیاء کے متعلق ان کے علوم خمسہ پر صحیح ہو اور تم امتی بن کر ان کے علوم صحیحہ کا انکار کرو تو کیا منکرین علوم خمسہ کو ان مقتولین کفار سے بدتر نہ کہا جائے۔ میرے خیال میں یہ کہنا بجا ہوگا زیادتی نہیں ہے۔ کیونکہ آپ کے فرمان کے مطابق ہی واقع ہوا۔

(۱۹) مشکوٰۃ شریف ص ۴۸۰ {عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُولُ

اللَّهِ ﷺ يَنْزِلُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ إِلَى الْأَرْضِ فَيَتَزَوَّجُ وَيُولَدُ لَهُ وَيَمُكُثُ

خَمْسًا وَارْبَعِينَ سَنَةً ثُمَّ يَمُوتُ فَيُدفَنُ مَعِيَ فِي قَبْرِى (عبداللہ بن عمرو سے

روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے عیسیٰ بن مریم زمین پر اتریں گے تو نکاح کریں

گے اور ان کی اولاد ہوگی۔ اور ۴۵ سال قیام فرمائیں گے۔ پھر ان کا وصال ہوگا تو

میری قبر کے ساتھ میرے مقبرے میں دفن کئے جائیں گے) اس حدیث پاک میں نبی ﷺ نے پانچ غیبی امور کو ظاہر فرمایا۔ جو قرب قیامت میں ہونے والے ہیں (۱) عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کی اطلاع (۲) عیسیٰ علیہ السلام کے نکاح کرنے کی اطلاع (۳) عیسیٰ علیہ السلام سے اولاد کا ہونا یعنی مافی الارحام کے علم کی آپ نے کئی صدیوں پہلے اطلاع فرمادی (۴) عیسیٰ علیہ السلام کے قیام کی پوری میعاد ۴۵ سال کا ارشاد فرمادینا (۵) عیسیٰ علیہ السلام کے وصال کے مقام کی اطلاع دینا۔ لہذا اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ نبی ﷺ نے امور خمسہ سے امور ثلاثہ غیبیہ مخصوصہ کی خبر صحیح بیان فرمائی جس پر ہر کلمہ گو مسلمان کا ایمان ہے۔ کہ قرب قیامت میں ایسے ہی ہو کر رہے گا۔ الا فرقہ مرزائیہ جو ان اطلاق ثلاثہ کے منکر ہیں اب تم سوچو کہ تمہارا ایمان نبی ﷺ کے امورات مغیبہ فرمودہ پر صحیح ہے تو تم نبی ﷺ کے واسطے علوم خمسہ کے قائل ہو گئے۔ توفیہا ورنہ فرقہ مرزائیہ میں شامل ہو گئے۔

(۲۰) کنز العمال {۴۶۸} عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي أَرَىٰ أَنِّي أَعِيشُ مِنْ بَعْدِكَ فَتَأْذَنُ لِي أَنْ أُدْفِنَ إِلَىٰ جَنْبِكَ فَقَالَ وَإِنِّي لِي بِذَلِكَ الْمَوْضِعِ مَا فِيهِ الْأَمْوَاعُ قَبْرِي وَقَبْرَ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعِيسَىٰ بْنُ مَرْيَمَ (حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت ہے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں دیکھتی ہوں کہ میں آپ کے بعد زندہ رہوں گی۔ آپ مجھے اجازت فرمائیے کہ میں آپ کے پہلو میں دفن کی جاؤں۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ بے شک میرے واسطے یہی جگہ ہے یعنی میرا دفن یہی ہے۔ اور کسی کی جگہ نہیں سوائے میری قبر کے اور سوائے ابو بکرؓ کی قبر کے اور عمرؓ کی قبر کے اور عیسیٰ بن مریم کی قبر کے) اس حدیث شریف میں نبی ﷺ نے چاروں کے دفن کا علم بیان فرمادیا۔ جس سے مافی عند کا علم بھی ثابت ہو گیا۔ چنانچہ بمطابق فرمان مصطفیٰ ﷺ آپ کے اسی مقررہ مقام پر آپ کا بھی

اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کا بھی اور حضرت عمرؓ کا بھی مدفن بن چکا ہے۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بھی جن کا قیام ابھی آسمان پر ہے انشاء اللہ العزیز بقرب قیامت آپ کے فرمان کے مطابق حضور ﷺ کے روضہ اطہر میں ہی دفن ہوں گے فَاخْبَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ نَفْسًا بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ وَمَا ذَاتُكَسِبُ غَدًا لَا كَمَا زَعَمَتْ

(۲۱) مسلم شریف ۱/۲۷۰ { نبی ﷺ نے دجال کے قتل کا مکان بیان فرمایا:

فَيَطْلُبُهُ حَتَّى يُدْرِكَهٖ بَبَابٍ لَّدِ فَيَقْتُلُهُ (تو دجال کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام تلاش کریں گے۔ حتیٰ کہ باب لد کے پاس دجال کو پالیں گے۔ تو اس کو قتل کر دیں گے) نبی ﷺ نے اس مقام پر دونوں علوم غیبیہ کی اطلاع فرمادی۔ بَابُ أَرْضٍ تَمُوتُ اور مَا ذَاتُكَسِبُ غَدًا یعنی کل کا علم اور مرنے کا صحیح مقام۔

(۲۲) کنز العمال ۲/۴۰۲ { لَيَقْتُلُ ابْنُ مَرْيَمَ الدَّجَالَ بَبَابٍ لَّدِ (ابن مریم

دجال کو باب لد میں ضرور قتل کرے گا) باقی رہا پیٹ کا علم بدلیل قرآن کریم جس کے متعلق نوح علیہ السلام کے بیان میں وَلَا يَلِدُوا إِلَّا فَاكِرًا كَفَّارًا واضح ہو چکا ہے نبی ﷺ کے متعلق مافی الارحام کا ذکر (مافی الارحام کا ذکر حدیث صحیحہ سے)

(۲۳) بخاری شریف ۱/۱۹ مسلم شریف ۲/۲۶۴ { عَنْ أَبِي بَرْدَةَ عَنْ

أَبِي مُوسَى قَالَ سَأَلَ نَبِيَّ ﷺ عَنْ أَشْيَاءَ كَرِهَهَا فَلَمَّا أَكْثَرَ عَلَيْهِ غَضَبٌ ثُمَّ قَالَ لِلنَّاسِ سَلُونِي عَمَّا شِئْتُمْ فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ أَبِي قَالَ أَبُوكَ حُذَافَةُ فَقَالَ آخَرُ فَقَالَ مَنْ أَبِي يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ أَبُوكَ سَأَلِمَ مَوْلَى شَيْبَةَ فَلَمَّا رَأَى عُمُرًا فِي وَجْهِهِ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا نَتُوبُ إِلَى اللَّهِ (ابو موسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ابو بردہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں۔ فرمایا کہ نبی ﷺ چند ایسی انبیاء سے متعلق سوال کئے گئے جن کے اظہار کو آپ برا محسوس فرماتے تھے تو

جب آپ پر زیادہ دفعہ سوال کیا گیا۔ تو آپ نے جوشِ رحمت میں آ کر لوگوں سے فرمایا جو تمہارا دل چاہے تم مجھ سے دریافت کر لو۔ تو ایک آدمی (عبداللہ) نے کہا۔ یا رسول اللہ ﷺ میرا باپ کون ہے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ تیرا باپ خدا ہے تو دوسرا شخص (سعد) کھڑا ہوا کہ یا رسول اللہ ﷺ میرا باپ کون ہے۔ تو آپ نے فرمایا تیرا باپ سالم موٹی شیبہ ہے۔ جب حضرت عمرؓ نے دیکھا کہ آپ کے رخ انور پر رحمت کے بل چمکتے نظر آ رہے ہیں۔ کہ فرمایا کہ ہم اللہ کی طرف رجوع کرتے ہیں (اس کے آگے دوسری حدیث شریف میں ہے کہ آپ نے بار بار فرمایا سلونی سلونی (دریافت کر لو مجھ سے۔ دریافت کر لو مجھ سے) فجر ک عمر علی رکبتہ تو حضرت عمر گھٹنے ٹیک کر آپ کے سامنے بیٹھ گئے اور پڑھنا شروع کر دیا رضینا باللہ ربنا و بالاسلام دینا و بمحمد ﷺ نبیا ثلاثا فسکت تین دفعہ پڑھنے سے آپ نے خاموشی اختیار فرمائی۔ یعنی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ نے یہ اقرار کیا کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کو رب پسند کیا۔ جس نے ہمیں اپنے محبوب ﷺ کی غلامی کی توفیق دی۔ اور اسلام کو دین پسند کر لیا جو اللہ کی طرف پہنچانے والا ہے۔ اور اس کے رہبر مطلق محمد ﷺ کو نبی خبر دینے والا پسند کیا۔ دیوبندی وہابی اگر اس وقت موجود ہوتے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہم ان کے دربار رسالت میں دوزانو بیٹھنے سے فتویٰ جزدیتے لیکن کیا ہی عجیب کلام پاک ہے۔ جس سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ کے دربار مطہر میں مؤدبانہ گھٹنے ٹیک کر عرض کر کے آپ کی رضا کو حاصل کر لیا۔ اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کو بلا اسباب مافی الارحام کا علم عطا فرمایا۔ بلکہ حضور اکرم ﷺ نے کئی سالہ پوشیدہ گرے ہوئے نطفے کی حقیقت کو مافوق الاسباب ظاہر فرمادیا۔ حضرت عبداللہ کو تو لوگ حضرت خداوند ان کے باپ کے علاوہ کسی غیر کی طرف نسبت کیا کرتے تھے۔ لیکن حضور اکرم ﷺ نے تمام لوگوں کو جھوٹا

کر کے حضرت عبداللہ کے اصلی باپ خدانہ کی پشت سے ثابت فرما دیا۔ ایسے ہی سعد کو اس کے باپ سالم مولیٰ شیبہ کی حقیقت ظاہر فرمادی۔ اس حدیث پاک سے تین مسائل ثابت ہو گئے (۱) نبی ﷺ کو غیب کلی کا علم حاصل تھا ورنہ سلونی کا اعلان عام نہ فرماتے بلکہ آپ علوم خمسہ کو اپنے اعلان میں متشبیٰ فرما دیئے۔ جب آپ نے پانچوں کو متشبیٰ نہیں فرمایا تو دوسرا کون ہے جو آپ کے اعلان سے علوم خمسہ کو ممتاز کرے اور شارع کے عموم کی تخصیص کرے۔ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے علوم خمسہ کے ایک ہی سوال سے آپ کے جواب کو معاذ اللہ جھوٹا سمجھے۔ اور آپ کے علم مافی الارحام کا انکار کرے تو یہ انکار رسالت ہے۔ کیونکہ آپ نے یہ نہیں فرمایا کہ مجھ سے وہی سوال کرنا جس کی وحی نازل ہو چکی ہو۔ اور لوگوں نے بھی امتحان رسالت کے واسطے علوم خمسہ کا ہی سوال پیش کیا اور آپ نے بھی بلا فصل علوم خمسہ کے حل کرنے کو معرض التوا میں نہیں ڈالا تا کہ تکذیب دعویٰ نہ لازم آئے۔ بلکہ جس نے بھی کھڑے ہو کر مافی الارحام کا سوال کیا تو آپ نے فوراً اس کا صحیح جواب سنا دیا۔ تو یہ سلونی آپ کا فرمان غیب کلی کے علم کی زبردست دلیل ہے۔ لیکن عطائی نہ ذاتی اسی واسطے حضرت عمرؓ نے رضیت باللہ رباً کا پہلے اقرار کیا تا کہ یہ ثابت ہو جائے کہ آپ کا مغیبات خمسہ کے علوم کو بیان کرنا اللہ کی طرف سے ہے۔ اور آپ کے علم غیبیہ کلیہ پر ایمان لانا چونکہ اسلام میں داخل تھا۔ اس واسطے وبالاسلام دینا کا اقرار کیا اور چونکہ نبی ﷺ کے علوم امور خمسہ کا آپ کو یقین تھا اس بنا پر وبمحمد نبیا ارشاد فرمایا کیونکہ نبی کے معنی ہی غیبی خبر رکھنے والے کے ہیں۔ اور چونکہ نبی ﷺ نے اس موقع پر مافی الارحام کی غیبی خبر بیان فرمائی تھی جس کا تعلق آپ کی صفت نبوت سے تھا اس بنا پر حضرت عمرؓ اس صفت عظیمہ علمی کا اقرار کرتے ہوئے آپ کو باقی مغیبات اربعہ سے متعلق اعلان کی بندش کروادی (۲) اس حدیث سے آپ کا حاضرو

ناظر ہونا بھی ثابت ہو گیا۔ ورنہ آپ اسی وقت فرمادیتے کہ میں اس وقت حاضر و ناظر نہ تھا جب انکار نہیں فرمایا بلکہ خود ان کی ولایت کو ظاہر فرمادیا تو علاوہ مافی الارحام کے علم حاصل ہونے کے آپ کچھ ناظر ہونا ثابت ہو گیا (۳) اپنے بزرگ کے سامنے عاجزانہ گھٹنے ٹیک کر بیٹھنا ظہرِ بقیہ مسنون ثابت ہوا۔ یہ فعل اس کی عبادت نہ سمجھی جائے گی۔ جیسا کہ بعض مبتدعین جبلاً ان احادیث صحیحہ اور افعالِ سنن صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا انکار کرتے ہوئے بزرگوں کے سامنے گھٹنے ٹیک کر بیٹھنا عبادت کی بناء پر شرک کہتے ہیں۔ حالانکہ اگر یہ اس بزرگ کی عبادت سمجھی جاتی تو حضرت عمرؓ اس فعل کو نہ کرتے بلکہ حضور اکرم ﷺ حضرت عمرؓ کو اس فعل سے منع فرمادیتے۔ آپ کی رضا طریقہ مسنونہ کے واسطے زبردست دلیل ہے۔ اسی واسطے امام بخاریؒ نے گھٹنے ٹیک کر بیٹھنے کا باب باندھا ہے۔ چنانچہ اس مذکورہ حدیث کا باب بخاری شریف ۲۰/درج ہے۔ باب من برک علی رکتہ عند الامام اولمحدث اور حضرت عمرؓ کے مذکورہ بالا فعل سے استدلال لیا ہے۔ اس حدیث پاک کا چاقہ یہ ہے۔

(۲۴) تفسیر خازن ۲/۳۸۱ { نبی ﷺ نے فرمایا کہ مجھ پر میری امت اپنی خاکی

صورتوں میں پیش کی گئی۔ جیسا کہ آدم علیہ السلام پر پیش کی گئی تھیں۔ تو جو مجھ پر ایمان دار تھا یا میرا منکر تھا مجھے معلوم کروایا گیا۔ تو یہ خبر منافقین کو پہنچی تو انہوں نے (اس خبر کو سن کر) استہزا کیا (جیسا کہ آپ کے علوم کی شان سن کر آجکل بھی منافقین استہزا کرتے ہیں) کہ محمد ﷺ نے گمان کیا ہے کہ وہ اپنے پر ایمان رکھنے والے کو بھی جانتا ہے اور اپنے منکر کو بھی جانتا ہے اور جو کافر ابھی پیدا نہیں ہوا اس کو بھی جانتا ہے۔ حالانکہ ہم اس کے ساتھ ہیں ہمیں نہیں جانتا تو یہ خبر نبی ﷺ کو پہنچی تو آپ منبر شریف پر کھڑے ہوئے اور اللہ کی تعریف و ثنا کہی۔ پھر فرمایا مَابَالْ أَقْوَامِ طَعَنُوا فِي عَلَمِي لَا تَسْأَلُونِي عَنْ شَيْءٍ فِي مَا بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ السَّاعَةِ إِلَّا نَبَأْتُكُمْ بِهِ

فَكَانَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ حُذَافَةَ سَهْمِي فَقَالَ مَنْ أَبِي يَا رَسُولَ اللَّهِ الْخ (کیا حال ہے ان قوموں کا جنہوں نے میرے علم میں طعن کیا ہے۔ جو تمہارا دل چاہے میرے اور قیامت کے درمیان سوال کر لو تو میں تمہیں خبر دوں گا۔ تو عبد اللہ بن حذافہ نے اپنے باپ کی حقیقت کا سوال کیا۔ تو آپ نے صحیح خبر دے دی۔ آخر جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رضیت باللہ الخ پڑھ کر معافی مانگی تو نبی ﷺ نے فرمایا فَهَلْ أَنْتُمْ مُنْتَهُوْنَ فَهَلْ أَنْتُمْ مُنْتَهُوْنَ ثُمَّ نَزَلَ عَنِ الْمِنْبَرِ یعنی کیا تم اپنی بی کے علم پر اعتراض کرے سے رکے نہیں۔ کیا تم باز نہیں آتے۔ پھر منبر سے نیچے تشریف لے آئے۔ نبی ﷺ نے منکرین غیب انبیاء کا رد فرماتے ہوئے خود منافقین کے اعتراضات کو توڑا۔ اگر آپ کو بعض کا علم نہ ہوتا یا امور خمسہ کا علم نہ ہوتا تو آپ ان کو اپنے اعلان میں واضح فرما دیتے کہ ان علوم خمسہ کے ماسوا جو چاہے دریافت کر لو۔ جب آپ نے اپنے علم کے متعلق کوئی کسی قسم کی تخصیص نہیں فرمائی تو تمہاری تخصیص فائدہ مند نہ ہو گی۔ باقی رہا قیامت کے علم کو ظاہر نہ فرمانا تو یہ آپ کے نذیر ہوئے کے برخلاف تھا۔ کیونکہ آپ عالمین کے نذیر ہیں۔ نہ کہ خود منذرین میں ہیں۔ تو بعد ازاں صحابہ کرام پر اس واقعہ کے بعد ڈر سے ایک سکتہ طاری تھا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

(۲۵) آل عمران ۱۸ { مَا كَانَ اللَّهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِينَ عَلَىٰ مَا أَنْتُمْ عَلَيْهِ

حَتَّىٰ يَمِيرَ الْخَبِيثُ مِنَ الطَّيِّبِ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَجْتَبِيٰ مِنْ رُّسُلِهِ مَنْ يَشَاءُ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهِ وَاِنْ تُوْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَلَكُمْ اَجْرٌ عَظِيْمٌ (اللہ تعالیٰ مومنین کو اس حالت پر نہیں چھوڑنا چاہتا جس پر تم ہو مجموعہ مومنین و منافقین) جب تک کہ پلید (منافق) سے پاک (مومن) کو علیحدہ نہ کرے اور اللہ تعالیٰ ایسا نہیں کہ تم کو غیب پر مطلع کرے۔ اور لیکن اللہ ہی جس کو چاہتا ہے اپنے رسولوں سے (غیب سے سکھانے پر دوسروں سے) برگزیدہ کر لیتا ہے۔ تو اللہ

تعالیٰ کے ساتھ تم ایمان لاؤ (کہ وہ جس کو چاہے غیب سکھا دیتا ہے) اور اس کے رسولوں پر (کہ ان کو اللہ کا دیا ہوا غیب ہے) اور اگر تم (ان دو امور پر) ایمان لے آئے اور ڈرے تو تمہارے لئے اجر عظیم ہے)

اس آیت کریمہ کے نزول کے بعد منافقین کو مومنین سے علیحدہ کیا گیا۔ اور اس علیحدگی کا سبب نبی ﷺ کی ذات بابرکات کے علوم غیبیہ پر اعتراض کرنا تھا۔ اگر نبی ﷺ کے علوم غیبیہ پر اعتراض نہ کرتے تو شاید یہ مار آستین مومنوں کی صفوں میں ہی پردہ پوش رہتے۔ لیکن ان کے اعتراض کرنے سے اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کے کل غیب پر ایمان رکھنے والوں سے ان کو علیحدہ کر دیا۔ وَمَا عَلَيْنَا الْإِلْبَاحُ مِیْن

(۲۶) نسائی شریف ۱/۲۷۱ { عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ يَخْرُجُ قَوْمٌ فِي آخِرِ الزَّمَانِ أَحْدَاثُ الْأَسْنَانِ سُفَهَاءٌ لَا خِلَامَ يَقُولُونَ يَقُولُونَ مِنْ قَوْلِ خَيْرِ الْبَرِيَّةِ لَا يُجَاوِزُ أَيْمَانُهُمْ حَنَاجِرَهُمْ يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَةِ فَإِذَا لَقِيَتْهُمْ فَأَقْتُلُوهُمْ فَإِنَّ قَتْلَهُمْ أَجْرٌ لِمَنْ قَتَلَهُمْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ

(حضرت علیؓ سے روایت ہے۔ فرمایا میں نے نبی ﷺ سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ آخر زمانہ میں ایک قوم نکلے گی جو اکثر عمر رسیدہ ہوں گے۔ کم فہم ہوں گے اور حدیث رسول اللہ ﷺ بیان کریں گے۔ اس کا ایمان حجروں سے نیچے نہ اترے گا۔ اور دین الہی سے ایسے دور گزر نکلیں گے جیسا کہ تیر شکار سے پار نکل جاتا ہے (یعنی دین میں داخل ہو کر پھر دین کو چھوڑ کر پار نکل جائیں گے) تو اے مومنو تم جب ان سے ملاقات کرو تو ان کو قتل کر دو۔ کیونکہ ان کے قتل کرنے کا ثواب قاتل کو اتنا ہے جیسا کہ اس نے قیامت تک ان کو قتل کیا اب تم سوچو کہ یہ جماعت کونسی ہے۔ اور اپنے مانی غد کا علم کئی سو سال پہلے فرما دیا۔ اس وقت وہ ابھی ماؤں کے پیٹ میں بھی نہ تھے۔ اور مانی الارحام مستقبل کا علم آپ نے اس وقت ظاہر فرما دیا۔

(۲۷) بخاری شریف ۱/۴۶۹ { حدثنا عمر بن حفص حدثنا ابی حدثنا
الاعمش حدثنا زید بن وهب حدثنا عبد الله حدثنا رسول الله ﷺ وَهُوَ
الصَّادِقُ وَالْمُصَدِّقُ إِنَّ أَحَدَكُمْ يُجْمَعُ خَلْقُهُ فِي بَطْنِ أُمِّهِ أَرْبَعِينَ يَوْمًا
ثُمَّ يَكُونُ عِلْقَةً مِثْلُ ذَلِكَ ثُمَّ يَكُونُ مُضْجَةً مِثْلُ ذَلِكَ ثُمَّ يَبْعَثُ اللَّهُ
إِلَيْهِ مَلَكًا بِأَرْبَعِ كَلِمَاتٍ فَيُكْتَبُ عَمَلُهُ وَاجَلُهُ وَرِزْقُهُ وَشَقِيٌّ أَوْ سَعِيدٌ ثُمَّ
يُنْفَخُ فِيهِ الرُّوحُ (رسول اللہ ﷺ نے ہمیں بیان فرمایا جو سچے ہیں اور سچے کئے گئے
ہیں کہ ایک تمہارا کوئی بھی ہو اس کی ماں کے پیٹ میں ۴۰ دن اس کا نطفہ جمع رہتا ہے
پھر وہ خون کا لوتھڑا بنتا ہے۔ ۴۰ دن گوشت کا مضغہ بنتا رہتا ہے پھر اللہ تعالیٰ اس کی
طرف چار کلمے دے کر ایک فرشتہ بھیجتا ہے۔ (۱) تو وہ اس کے عمل لکھتا ہے۔ (۲) اس
کی موت کا وقت لکھتا ہے (۳) اس کا رزق لکھتا ہے (۴) بد بخت یا یک بخت لکھتا ہے۔
پھر اس میں روح پھونکا جاتا ہے) آپ کے لئے بھی پیٹ کا علم کلی کا ہونا ثابت ہوا۔

اب حدیث کے دعویٰ داروں سے امر مطلوب یہ ہے کہ پیٹ کا علم کہا جاتا ہے
کہ سوائے خدا کے کسی کو نہیں۔ حالانکہ اس فرشتے کو ہے جس کا ذکر نبی ﷺ نے فرمایا
ما ذاك كسب غدا کا علم بھی اور اس کے مرنے کے مقام کا بھی اور اس کے رزق کا بھی
اور اس کے شقی و سعید ہونے کا بھی پھر اس میں روح پھونکا جاتا ہے۔ روح پھونکنے والا
بھی فرشتہ ہوتا ہے۔ امور خمسہ کے علوم کے علاوہ یہ بھی ثابت ہو گیا۔ کہ ملائکہ کو روح کا
علم بھی ہے۔ جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا روح۔ کیونکہ اگر فرشتے کو روح کا علم نہ ہو
تو اس کا حامل کیسے ہو سکتا ہے۔ اور اس کا فاعل کیسے ہو سکتا ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے
کہ روح کا علم اور امور خمسہ کا علم باذن اللہ ملائکہ کو حاصل ہے۔ اس حدیث صحیح بخاری
سے یَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي بھی حل ہو گیا لیکن عوام
الناس کو حکم ہوا کہ وَمَا أُوتِيتُمْ مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا نبی ﷺ کے متعلق ارواح کے علم کا

ہونے پر ہفتہ بے چنانچہ مسجد اقصیٰ میں نبی ﷺ لے تمام انبیاء کرام کو جماعت کرائی آپ کو ارواح کا علم تھا تو ہی تمام انبیاء کی پہچان فرمائی ملاحظہ ہو۔

مسلم شریف {۱/۹۶} اور قبور میں آپ کا پیش کیا جانا عالم ارواح سے آپ کے باخبر ہونے پر دال ہے اور خصوصاً آسمانوں سے پہلے آسمان پر روح آدم علیہ السلام کی پہچان کرنا دوسرے آسمان میں یحییٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کو پہچاننا اور ارواح سے اجسام کی تمیز کرنا تیسرے آسمان پر روح یوسف علیہ السلام سے ملاقاتی ہونا چوتھے آسمان پر روح ادریس علیہ السلام کی تمیز کرنا پانچویں آسمان پر ہارون علیہ السلام کے روح سے ملاقات کرنا چھٹے آسمان پر روح موسیٰ سے ہمکلام ہونا ساتویں آسمان پر روح ابراہیم علیہ السلام سے گفتگو کرنا احادیث صحیحہ مرفوعہ سے ثابت ہے اور عالم ارواح میں نبی ﷺ نے اپنی امت کے علماء سے جو طبقات الشافعیۃ الکبریٰ ۴ میں مذکور ہے امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی روح کو پسند فرمایا۔ عالم ارواح میں امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے دشمن کو کوڑے لگوائے تم کہتے ہو کہ آپ کو روح کا علم نہیں اب ثابت ہو گیا کہ آپ کو تمام ارواح کا علم حاصل ہے۔ کیا ملک الموت کو بھی روح کا علم نہیں ملک الموت الذی وکل بکم اگر ملک الموت کو روح کا علم نہیں تو وہ روح کو جسم سے علیحدہ کیسے کر لیتا ہے اور اسی لئے قل الروح من امر ربی جواب دیا گیا کہ روح کا قبضہ ملک الموت کو دیا گیا ہے۔ اس میں علم ظاہر کر کے کفار کو عاجز نہیں بننے دیا جاوے گا۔ اور نبی ﷺ تو روح اور جسم کے عاجز تو کیا المایحیکم فرمان الہی کے مطابق روح کا تعلق ہی جسم کے ساتھ تب ہوتا ہے اور مخلوق کو حیات ہی تب میسر ہوتی ہے جب مصطفیٰ ﷺ کی رحمت شامل حال ہو تم کہتے ہو آپ کو روح کا علم نہیں اس خیال است و محال میں کہتا ہوں کہ روح کو اتنا اپنی ذات کا علم نہیں جتنا کہ نبی ﷺ کو ہے۔ روح روح ہی تب کہلا سکتا ہے۔ جب مطابق فرمان الہی مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ اطاعَ اللہ

نبی ﷺ کا غلام ہو یعنی مطیع الہی جب تک پہلے مطیع رسول اللہ ﷺ نہ ہو مطیع الہی نہیں ہو سکتا۔ اور ان ملائکہ کا علم اور ان کا فعل ماں کے پیٹ میں جیسے جیسے ہوتا ہے۔ نبی ﷺ کو ان کا علم کلی ہے۔ جس کی تفصیل اس حدیث پاک میں آپ نے فرمادی ہے۔

نبی ﷺ کو علوم مافی غدو مافی الارحام قیامت تک کے حاصل ہیں

(۲۸) دلائل النبوة ج ۳ تاریخ الخلفاء ۱۵ {لابی نعیم حدثنا الحسن ابن

اسحاق ابن ابراہیم بن زید حدثنا المنتصر بن نصر بن المنتصر حدثنا
احمد بن رشید بن خثیم حدثنا عمی سعید بن خثیم عن حنظلہ عن
طاؤس عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما قالت حدثنی ام الفضل قالت
مررت بالنبی ﷺ فقال انک حامل بغلام فاذا ولدت فاتیننی بہ قالت
فلما ولدته انیت بہ النبی ﷺ فاذن فی اذنیہ الیمنی واقام فی اذنیہ الیسری
والباہ من ریقہ وسماء عبد اللہ وقال اذہبی بابی الخلفاء فاخبرت العباس
وکان رخلاباً سافلہ ثیابہ ثم اتی الی النبی ﷺ فلما بصر بہ قام فقبل
بین عینیہ قال قلت یا رسول اللہ ما شیء اخبرتنی بہ ام الفضل قال ہوما
اخبرتک ہذا ابو الخلفاء حتی یكون منهم السفاح حتی یكون منهم
المہدی حتی یكون منهم من یصلی بعیسی بن مریم علیہما السلام ابن
عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مجھے حدیث بیان کی ام الفضل نے (اسمہا لبابہ
بنت الحادث الہلالیۃ امرة العباس ابن عبد المطلب) کہا ام الفضل نے میں
نبی ﷺ کے پاس سے گزری تو آپ نے فرمایا کہ تیرا حمل لڑکے کا ہے جب تو جنے تو لڑکا

میرے پاس لانا تو ام الفضل رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا تو جب میں نے اس کو جانا تو اس مولود کو میں نبی ﷺ کی خدمت عالیہ میں لائی تو نبی ﷺ نے بچے کے دائیں کان میں اذان فرمائی اور داہنے کان میں اقامت اور اپنی تھوک مبارک اس کو چسایا اور اس کا نام عبد اللہ رکھا اور فرمایا کہ ابو الخلفاء کو لے جا تو میں نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اطلاع دی اور آپ سحر الباس رکھنے والے تھے آپ نے فوراً الباس بدلا پھر دربار رسالت میں تشریف لائے جب حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نبی ﷺ نے دیکھا کھڑے ہو گئے اور حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اپنے کس غیبی شئی کی ام الفضل کو خبر دی آپ نے فرمایا کہ وہ وہی ہے جو تجھے بھی میں نے خبر دی یہ لڑکا مولود خلفاء کا باپ ہے حتیٰ کہ ان سے سفاح پیدا ہوگا حتیٰ کہ امام مہدی علیہ السلام بھی ان کی ہی نسل سے ہونگے حتیٰ کہ جو شخص عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے ساتھ نماز پڑھے گا انہیں سے ہوگا۔

اس حدیث پاک سے سات امور ثابت ہوئے۔

- (۱) نبی ﷺ کا پردے میں عورت کے حاملہ ہونے کی غیبی اطلاع دینی۔
- (۲) آپ ﷺ کا علم مافی الارحام کی حقیقت کا مطلع ہونا اور قبل از ولادت لڑکے کی مبارک دینا۔

(۳) بچے کو بعد از ولادت اہل اللہ کی خدمت میں حاضر خدمت کرنا سنت ثابت ہوا۔

(۴) اہل اللہ کا بچے کو بطور تبرک جنم گھٹی دینا سنت ثابت ہوا۔

(۵) اہل اللہ اگر بچے کا نام مقرر فرمادیں تو سنت ہے۔

(۶) اہل اللہ کی مجلس میں اچھا لباس پہن کر جانا سنت ثابت ہوا۔

(۷) نبی ﷺ کو مافیٰ غدا اور قیامت تک کے مافیٰ الارحام کا علم غیبی حاصل ہے۔

جیسا کہ آپ نے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی قیامت تک نسل

اور ان کے مراتب کا ظہور فرمایا اور عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھیوں تک کی اطلاع فرمادی یہ ہے علم ماتحمل کل انشی وما تفيض الارحام وما تزداد سے ایک نمونہ جس کے انعام الہی کے تم منکر ہو۔ کیوں جناب تم تو کہتے ہو کہ سوائے خدا کے مافی الارحام کا علم اور مافی غد کا علم کسی کو ہے ہی نہیں نبی ﷺ نے تو قیامت تک کی نسلوں کا ثبوت دے دیا کیا اس پر بھی ایمان لاؤ گے یا نہ؟ ورنہ امام مہدی علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کے منکر بن جاؤ گے اور اپنے رضائی بھائیوں میں جا ملو گے ورنہ نبی ﷺ کے علم مافی الارحام اور علم مافی غد کے قائل ہو جاؤ۔ اور اپنا ایمان درست کر لو کہ انعام الہی ہے جسے چاہے کر دے ذالک فضل الله یؤتیه من یشاء اور خصوصاً نبی ﷺ کے متعلق تو ارشاد الہی ان فضله کان علیک عظیماً اللہ کا فضل آپ پر بڑا ہے موجود ہے اور فضل کی بڑی خصوصیت قرآن کریم میں نبی ﷺ کے علم کے ساتھ مخصوص ہے وعمک مالک تکن تعلم وکان فضل الله علیک عظیماً صرف علوم خمسہ کے انکار سے تین آیات کو تولزو ما انکار لازم آیا اور ایسا شخص تمام قرآن کریم کا تو حقیقہ مذب ہے۔

(۲۹) مسلم شریف ۲۹۴۲ { قَالَ النَّبِيُّ ﷺ فَيَبْعَثُونَ عَشْرَ فَوَارِسَ طَيْعَةٍ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنِّي لَا عَرِفُ أَسْمَاءَهُمْ وَأَسْمَاءَ آبَاءِهِمْ وَالْوَأَنَ خِيُولَهُمْ هُمْ خَيْرُ فَوَارِسَ عَلَى ظَهْرِ الْأَرْضِ يَوْمَئِذٍ (نبی ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے قریب دس اسپ سوار نکلیں گے تو آپ نے فرمایا کہ میں ان کے ناموں کو بھی جانتا ہوں۔ اور ان کے آباء کے ناموں کو بھی۔ اور ان کے گھوڑوں کے رنگوں کو بھی وہ اس دن تمام زمین کے اسپ اسواروں سے بہتر ہوں گے۔

اس حدیث میں نبی ﷺ نے مافی غد اور مافی الارحام کے علوم قیامت تک بیان فرمادیئے۔

آپ کے غلام بچے علم مافی الارحام سے واقف ہیں

(۳۰) مستدرک {۱۸} عَنْ عُرْوَةَ قَالَ لَقِيَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ وَهُوَ يَتَوَجَّهُ إِلَى بَلَدٍ لَقِيَهُ بِالرُّوحَاءِ فَسَأَلَهُ الْقَوْمُ عَنْ خَيْرِ النَّاسِ فَلَمْ يَجِئُوا عِنْدَهُ خَيْرًا فَقَالُوا لَهُ سَلِمَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ أَوْفِيكُمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالُوا نَعَمْ قَالَ الْأَعْرَابِيُّ فَإِنْ كُنْتَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَأَخْبِرْنِي مَافِي بَطْنِ نَاقَتِي هَذِهِ فَقَالَ لَهُ سَلَمَتُ بْنُ سَلَامَةَ بْنِ دَوْقَشٍ وَكَانَ غُلَامًا خَدَفًا لَا تَسْأَلُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَنَا أَخْبِرُكَ نَزَوْتُ عَلَيْهِ لَفِي بَطْنِهَا سَخْلَةٌ مِنْكَ.

(عروہ سے روایت ہے۔ ملاقات کی رسول اللہ ﷺ نے ایک بدوی سے اور وہ جارہا تھا بدر کی طرف روحا میں وہ آپ سے ملا تو قوم نے لوگوں کی خیر و عافیت دریافت کی تو انہوں نے اس سے کوئی خبر نہ پائی تو قوم نے اسے کہا کہ تو رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں سلام علیکم عرض کر۔ تو اس نے کہا کہ کیا تم میں رسول اللہ بھی ہیں؟ تو انہوں نے کہا کہ ہاں۔ اعرابی نے کہا۔ اگر تو رسول اللہ ہے تو بتا کہ میری اس اونٹنی کے پیٹ میں کیا چیز ہے۔ تو سلمہ بن سلامہ نے کہا حالانکہ وہ بچے ہی تھے کہ تو رسول اللہ ﷺ سے نہ دریافت کر تجھے میں بتا دیتا ہوں۔ کہ تو اس پر جفت ہوا ہے تو اس اونٹنی کے پیٹ میں تیرا مضغ ہے)

انصاف سے غور کرنا چاہیے کہ نبی ﷺ کے چھوٹے چھوٹے غلاموں کو پیٹ کا علم یعنی مافی الارحام کا علم ہوا اور تم کہو کہ انبیاء کو مافی الارحام کا علم نہیں ہو سکتا۔ کیا منکر کا ایمان بالانبیاء صحیح ہے۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو علم مافی الارحام تھا

(۳۱) مولا امام مالک ۳۱۲ ۱۱ھ بہقی شریف ۱/۲ {طحاوی شریف ۲۳۵}

تاریخ الخلفاء اصابہ {مالک عن ابن شہاب عن عروۃ ابن الزبیر عن عائشہ زوج النبی ﷺ لَمَّا قَالَتْ أَنَا بَابُكَرِ بْنِ الصِّدِّيقِ كَانَ نَحْلُهَا جَادَ عَشْرَيْنَ وَسَقَامَيْنِ مَالِهِ بِالْغَابَةِ فَلَمَّا حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ قَالَ وَاللَّهِ يَا بُنَيَّ مَا مِنْ أَحَدٍ أَحَبُّ إِلَيَّ غَنِيٌّ بَعْدِي مِنْكَ وَلَا أَعَزُّ عَلَيَّ فَقْرًا بَعْدِي مِنْكَ وَإِنِّي كُنْتُ نَحْلُكَ جَادَ عَشْرَيْنَ وَسَقًا فَلَوْ كُنْتُ جَدُّتِيهِ وَأَخْرَيْتُهُ كَانَ ذَلِكَ وَإِنَّمَا هُوَ الْيَوْمَ مَالٌ وَارِثٌ وَإِنَّمَا هُمَا أَخَوَاكَ وَأُخْتَاكَ فَأَقْسِمُوهُ عَلَيَّ كِتَابِ اللَّهِ قَالَتْ عَائِشَةُ يَا أَبَتِ وَاللَّهِ لَوْ كَانَ كَذَا وَكَذَا لَتَرَكْتُهُ إِنَّمَا هِيَ أَسْمَاءُ فَمِنْ الْآخِرَى قَالَ ذُو بَطْنٍ أُنْبَى خَارِجَةٌ أَرَاهَا جَارِيَةً حضرت عائشہ صدیقہ نبی ﷺ کی زوجہ مطہرہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو تحفہ دیا میں وسق ٹوٹی ہوئی خشک کھجوروں کا غابہ کے مال سے تو جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وفات قریب ہوئی آپ نے فرمایا کہ اے میری بیٹی میرے بعد تیرے غنی سے کوئی پیارا نہیں اور میرے بعد میرے نزدیک تیرے فقر سے اور کوئی عزیز نہیں اور میں نے تجھے نیاز بھیجی ہیں وسق کٹی ہوئی خشک کھجوریں پھر اگر تو فراخ دلی کرے اور تو پسند کرے تو آج ورثاء کا مال یہی ہے اور کوئی نہیں دو تیرے بھائی ہیں اور دو تیری بہنیں ہیں تو اللہ کی کتاب کے مطابق تم اس کو تقسیم کر لو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا قسم اللہ کی اگر ایسے ایسے ہوتا تو میں اس کو چھوڑ دیتی (میری ہم شیرہ) وہ اسماء ہی تو ہے اور کوئی نہیں

دوسری کون ہے تو ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تیری والدہ کے پیٹ میں حمل لڑکی کا ہے جو پیدا ہو۔ ان سے میں اس حمل کو لڑکی دیکھ رہا ہوں۔

کیوں جناب تم تو کہتے ہو نبی ﷺ کو پیٹ کا علم نہیں یہاں تو آپ کے نام لیوا پیٹ کا علم ظاہر فرما رہے ہیں۔ اور ساتھ ہی ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرما دیا کہ میں تیری والدہ کے پیٹ میں لڑکی دیکھ رہا ہوں فرمایا نبی ﷺ نے کہ مومن کی فراستہ سے ڈرو وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔ خداوند تمہیں بھی اس حدیث کے مطابق عقیدہ رکھنے کی توفیق عنایت فرمادے۔

علم نزول غیث

(۳۲) بخاری شریف {۱۳۸} عن انس بن مالک قال بَيْنَمَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ إِذْ جَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قُحْطَ الْمَطَرُ فَادْعُ اللَّهَ أَنْ يَسْقِيَنَا فَدَعَا فَمَطَرْنَا فَمَا كِدْنَا أَنْ نَصِلَ إِلَى مَنْزِلِنَا فَمَا زِلْنَا نَمُطِرُ إِلَى الْجُمُعَةِ قَالَ فَقَامَ ذَلِكَ الرَّجُلُ أَوْغِيْرُهُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ادْعُ اللَّهَ أَنْ يُصْرِفَهُ عَنَّا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْعُرْحُوْا لَنَا وَلَا عَلَيْنَا قَالَ لَقَدْ رَأَيْتُ السَّحَابَ يَتَقَطَّعُ يَمِينًا وَشِمَا لَا يَمُطِرُونَ وَلَا يَمُطِرُ أَهْلُ الْمَدِينَةِ (انس بن مالک سے روایت ہے فرمایا کہ ہمارے درمیان رسول اللہ ﷺ جمعہ کے دن خطبہ پڑھ رہے تھے۔ اچانک ایک آدمی آیا تو اس نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ بارش کا کال پڑ گیا ہے۔ اللہ سے دعا فرمائیے۔ آپ نے دعا فرمائی تو بارش شروع ہو گئی ہمیں اپنے مکانوں تک پہنچنا مشکل ہو گیا اور آئندہ جمعہ تک بارش ہوتی رہی۔ انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ کہ وہ آدمی یا کوئی اور کھڑا ہوا عرض کی یا رسول اللہ سے دعا فرمائیے ہم سے بارش ہٹا دے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یا اللہ ہمارے گرد و نواح پر ہم پر نہ۔ انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا

میں نے دیکھا کہ بادل دائیں بائیں پھٹ گیا اور دائیں بائیں بارش ہو رہی ہے اور اہل مدینہ پر بارش بند ہے۔)

(۳۳) مسلم شریف {۴۹۴} قَالَ لَمَّا يُشِيرُ بِيَدِهِ إِلَى تَاجِيَةِ إِلَّا تَفَرَّجَتْ . حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ نبی ﷺ کے انگلی پاک کے اشارے سے عی فوراً بادل پھٹ گیا۔

اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ بارش کا برسا آپ کے فرمان اور اشارے سے ہی ہوتا تھا۔ جس کے اشارے سے بارش برے اور جس کے اشارہ پاک سے بادل پھٹ جائے بادل کیا چاند ٹکڑے ہو جائے۔ سورج واپس لوٹ جائے اس ذات کی نسبت یہ عقیدہ رکھنا کہ ان کو بارش کا علم نہ تھا تو اس سے زیادہ کم فہمی اور کیا ہو سکتی ہے۔ کیونکہ آسمان پر بادل کا نام و نشان نہ ہو۔ آپ کی زبان پاک سے بادل کا نام نکلے تو بادل آسمان پر جھک جائے اور فوراً گر کر برسا شروع ہو جائے۔ تو کیا یہ کہا جاسکتا ہے کہ آپ کو بارش کا پتہ نہیں۔ ایک بات یہ ہے کہ کسی چیز کا علم ہونا اور اس پر طرہ یہ ہے کہ چیز منگا لینا اگر شے معلومہ نہیں تو آ کیسے سکتی ہے۔ جیسا کہ آصف بن برخیا نے بلقیس کا تخت سلیمان علیہ السلام کے سامنے ایک آنکھ جھپکنے سے پہلے پیش کر دیا۔ آصف کو کوئی ذی شعور یہ کہہ سکتا ہے کہ آصف کو تخت کا علم نہ تھا۔ بغیر علم کے ہی تخت کو اٹھا لائے۔ معلوم ہوا کہ بغیر علم کے اور یقین کے کوئی شخص ایسے نہیں کر سکتا۔ چنانچہ نبی ﷺ کی ذات کو بادل اور بارش کا علم اور یقین تھا اور ہے۔ جس بناء پر آپ کے فرمان سے بادل پیش کیا گیا اور آپ کے اشارے سے پھاڑ دیا گیا۔

(۳۴) مسلم شریف {۴۰۱} فَيَأْمُرُ السَّمَاءَ فَيَمْطُرُ (نبی ﷺ نے فرمایا۔ کہ دجال آسمان کو حکم دے گا تو بارش شروع ہو جائے گی)

ذرا انصاف فرمائیے کہ دجال کافر کے حکم سے بارش برے تو دجال کی اس

طاقت پر تم ایمان بلا دلیل فوراً لے آؤ لیکن نبی ﷺ جن کا فرمان آسمان، چاند، سورج بارش تسلیم کریں۔ بلکہ بارش والا آپ کا وظیفہ پڑھے تو تم آپ کی قوت علمی کا آپ کے قبعین سے بے خبر ہونے کا انکار کرو۔ اخیر مر کر آپ کے حضور میں پیش ہونا ہے تو حضور ﷺ کو کس عقیدے پر منہ دکھاؤ گے۔

بحث علم قیامت

وہابی: علوم خمسہ سے باقی اربعہ مسائل تو حل ہو گئے لیکن قیامت کا تم نے ذکر ہی نہیں کیا قیامت کے متعلق قرآن میں مذکور ہے کہ سوائے خدا کے کسی کو علم قیامت نہیں۔
 يَسْأَلُونَكَ عَنِ السَّاعَةِ أَيَّانَ مُرْسَاهَا قُلْ إِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّي لَا يُجَلِّيهَا لِوَقْتِهَا إِلَّا هُوَ ثَقُلَتْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ لَا تَأْتِيكُمُ إِلَّا بَغْثَةً
 يَسْأَلُونَكَ كَانَتْ حَفِيٌّ عَنْهَا قُلْ إِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللَّهِ وَلَكِنْ أَكْثَرُ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ۔

(تجھ سے پوچھتے ہیں قیامت کس وقت ہے تو کہ اس کی خبر تو ہے میرے رب کے پاس وہی کھول دکھا دے گا۔ اس کو اپنے وقت میں بھاری بات ہے آسمان و زمین تم پر آؤ گی تو بے خبر آؤ گی تجھ سے پوچھنے لگتے ہیں۔ گویا کہ تو اس کا تلاشی ہے تو کہ اس کی خبر ہے خاص اللہ کے پاس لیکن اکثر لوگ سمجھ نہیں رکھتے)

اور قیامت کا سوال کئی بار ہوا لیکن آپ کی زبانی اللہ تعالیٰ نے انکار کروایا سنئے۔

(۲) يَسْأَلُونَكَ النَّاسُ عَنِ السَّاعَةِ قُلْ إِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللَّهِ

(۳) وَعِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ

(۴) يَسْأَلُكَ عَنِ السَّاعَةِ أَيَّانَ مُرْسَاهَا فِيمَ أَنْتَ مِنْ ذِكْرَاهَا إِلَىٰ

رَبِّكَ مُنْتَهَاهَا

(۵) إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ

ان مذکورہ بالا آیات سے ثابت ہوا کہ سوائے خدا کے مخلوقات سے کسی کو علم قیامت نہیں ورنہ قرآن کریم کا انکار کرنا پڑے گا جو لوگ نبی ﷺ کے واسطے علم قیامت ہونے کے قائل ہیں وہ حقیقہ قرآن و حدیث کے منکر ہیں۔

محمد عمر: بڑا افسوس ہے کہ علوم خمسہ سے چار کے تو تم قائل ہو جاؤ اور ایک سے انکار کر دو حالانکہ قرآن کریم میں خصوصیت علوم الہیہ میں یہ چاروں بعد میں ہیں اور علم قیامت مقدم ہے اگر ان چاروں کا علم بقرآن و حدیث تعلیم الہی سے خیر الخلاق کے واسطے ثابت ہو چکا ہے تو علم قیامت بطریق اولیٰ ثابت ہو اچنانچہ آیت کریمہ کی ترتیب ملاحظہ ہو۔

لَقَمَانُ {۲۱/۴۸} إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ نزول غیث بھی امر مصطفیٰ ﷺ کے تحت ثابت ہو گیا اور مافی الارحام کا حصول علم بھی نبی ﷺ کے غلاموں تک ثابت ہو چکا اور ان کے متعلق پہلے انبیاء علیہم السلام سے بھی ان چار امور کے علوم غیبیہ کا حصول ثابت ہوا ایک عجیب بات عرض کر دوں پہلے انبیاء علیہم السلام پر جب کسی نے سوال کیا تو وہ جواب دیتے لیکن نبی ﷺ پر اگر کوئی سوال کرتا تو آپ خود مجیب نہ بنتے بلکہ بفرمان الہی وما ينطق عن الهوى ان هو الا وحى يوحى کے اللہ تعالیٰ آپ کی طرف سے جواب دیتے جیسا کہ قرآن کریم میں مذکور ہے۔ (پہلے انبیاء علیہم السلام کا اپنی قوم کو خود جواب دینا)

نوح علیہ السلام کی قوم نے کہا انا لنراک فی ضلل مبین تو نوح علیہ السلام نے جواب دیا یقوم لیس بی منلالة هو علیہ السلام کو قوم نے کہا کو قوم نے کہا انا لنراک فی سفاہة تو هو علیہ السلام نے جواب دیا یقوم لیس بی سفاہة فرعون نے موسیٰ علیہ السلام کو کہا انی لا ظنک یموسی مسحورا موسیٰ

علیہ السلام نے جواب دیا انی لا ظنک یفرعون مشورا علی هذا القیاس پہلے انبیاء علیہ السلام اپنے سوالات کے جوابات خود قوم کو دیتے رہے ہیں لیکن مصطفیٰ ﷺ چونکہ رحمۃ للعالمین ہیں اس واسطے آپ کفار کے سوالات سے درگزر فرماتے تو آپ کی طرف سے رب العزت جواب دیتے جیسا کہ آپ کو قوم نے کہا انک لمجنون تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف سے بدلہ لیا اور آپ کی صفائی پیش فرمائی ما انت بنعمة ربک بمجنون کفار نے کہا انما انت شاعر تو رب العزت نے جواب دیا وما علمنه الشعر وما ينبغي له چنانچہ آپ کی طرف سے ارشاد الہی ہے ویسئلونک عن ذی القرنین قل سأتلوا علیکم منه ذکر الخ انا مکنا فی الارض واتیناہ من کل شیء سببا پھر قوم نے سوال کیا یسئلونک عن الانفال قل الانفال لله والرسول پھر آپ کی طرف سے سوال کا جواب دیتے ہوئے ارشاد الہی ہے ویسئلونک عن الاهلة قل ہی مواقیت للناس والحج آپ کی طرف سے ارشاد الہی ہے یسئلونک ماذا ینفقون قل ما انفقتم من خیر فقلو الدین والاقربین والیتمی والمساکین وابن السبیل اور آپ کی طرف سے ارشاد الہی ہے یسئلونک عن الشهر الحرام قتال فیہ قل قتال فیہ کبیرا وصد عن سبیل اللہ وکفر بہ اور سنئے ۔

یسئلونک عن الخمر والمیسر قل فیہما اثم کبیر اور سنئے ویسئلونک ماذا ینفقون قل العفو اور ملاحظہ ہو ویسئلونک عن الیتمی قل اصلاح لہم خیرون تخالطوہم فاخوانکم اور ارشاد الہی سنو ویسئلونک عن المحیض قل هو اذی فاعتزلو النساء فی المحیض اور جواب الہی سنئے ویسئلونک عن الجبال قل ینسفہا ربی نسفا ایک اور جواب الہی ملاحظہ ہو ویسئلونک عن الروح قل الروح من امر ربی وما

اوتیتم من العلم الا قليلا اور ارشاد الہی سنو قال من یحی العظام وہی رمیم
 قل یحییہا الذی انشاء ہا اول مرة اس کے علاوہ اور بھی بے شمار ہیں جو بوجہ
 طوالت ذکر نہیں کئے گئے کیا یہ ان کے تمام اعتراضات غیبی ہی نہ تھے؟ جن کا جواب
 رب العزۃ نے دیا ہے۔ یہ شان مصطفیٰ ﷺ کہ سوال آپ کو ہو اور مجیب رب العزۃ ہو
 اور جو تم سمجھ بیٹھے ہو کہ نبی ﷺ کو ان کے متعلق علم نہیں تھا یہ تمہارا سمجھنا غلط ہے جب
 آپ کا مجیب رب العزۃ ہے تو تمہارا نبی ﷺ پر معترض بے علمی بننا یہ تمہاری کم فہمی ہے
 بلکہ خداوند کریم کو بے علم کہو جو تمہارا عقیدہ ہے۔ کیونکہ آپ تو بقانون خداوندی
 وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ یُّوحٰی کے بغیر حکم خداوندی کسی راز کو فاش
 نہیں کر سکتے آپ کا علم قیامت کو ظاہر نہ فرمانا یہ آپ کے بے علمی پر دال نہیں بلکہ آپ
 کے علم لدنی کی دلیل ہے کہ باوجود علم ہونے کے بغیر حکم ظاہر نہیں فرمایا جب آپ کا
 مجیب رب العزۃ فرما رہا ہے۔ کہ الیہ یرد علم الساعة اللہ کی طرف علم قیامت کو
 منسوب کیا جاتا ہے جب تمام سوالات جو مصطفیٰ ﷺ پر وارد ہوں مولائے کریم خود
 جواب دیں جیسا کہ ماقبل گزر چکا ہے۔ مثلاً یَسْأَلُونَكَ عَنِ الْيَتْمٰی قُلْ اِصْلَاحٌ
 لَهُمْ خَيْرٌ لیکن جب سوال ہوتا ہے یَسْأَلُونَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّٰنَ مُرْسِیْہَا مولا
 کریم جو آپ کی طرف سے جواب دیں الی الی رَبِّکَ مُنْتَهَا ہا تو اس جواب سے
 کافر تو آپ کو ہی معاذ اللہ بے خبر سمجھے گا لیکن مومن خدا پر اس کو چھوڑے گا کہ جب
 خداوند ہم تک اس راز کو نہیں ظاہر فرماتا تو ہمیں اس پر بحث نہیں کرنی چاہیے۔ اور نہ ہی
 نبی ﷺ کو ہی معاذ اللہ بے خبر کہنا چاہیے کیونکہ اس راز کو عوام پر نا ظاہر فرمانے کی علت
 آگے بیان فرمادی اِنَّمَا اَنْتَ مُنْذِرٌ مِّنْ یَّخْشٰہَا اور کوئی بات نہیں آپ ظاہر تو فرما
 سکتے ہیں۔ اور میں قیامت کے علم ظاہر کرنے کا حکم بھی جاری کر سکتا ہوں لیکن آپ
 ڈرانے والے ہیں جو قیامت سے ڈرتا ہے جب کوئی شیء پاس آ جائے یا اس کا علم ہو

جائے تو اس کا ڈر چلا جاتا ہے اور جو چیز اچانک اور بے خبر آنے والی ہو اس کا ڈر زیادہ ہوتا ہے۔ جیسا کہ ماں بچے کو ہوئے سے ڈراتی ہے۔ حالانکہ وہ کوئی شے نہیں لیکن ماں بچے کو اچانک کہتی ہے یہ قریب ہوا آیا کھا جاوے گا تو بچہ بدک کر فوراً مال کے گلے لپٹ جاتا ہے یہ تو بے مجاز اور یہاں ہے ہقیقہ ملاحظہ ہو کہ اللہ تعالیٰ نے اخیر قیامت کا قیام فرمایا اور ادھر کافر و منافق کو ڈرایا لَا تَبْتَغُوا السَّاعَةَ اور اِنَّ السَّاعَةَ اَتِيَةٌ لَا رَيْبَ فِيهَا اور جب قیامت کے سوال یسئلونک عن الساعة سے انی ربک منتھا جا جواب ملا اور اظہار کے متعلق اِنَّ اللہَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ اور اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّي اور یسئلونک عن السَّاعَةِ کا جواب قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللہِ خداوند کی طرف سے جواب ملا نہ کہ آپ نے اپنی طرف سے فرمایا۔ اللہ کی طرف سے راز نہ فاش کرنے کا آپ کو حکم ہوا ہے تو کفار نے استہزاء اور محول کرنا شروع کر دیا و یَقُولُونَ مَتٰی هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ تو بھی یہی جواب ملا قُلْ اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللہِ اور جب اپنے قُلْ اِنْ اَدْرِیْ اَقْرِبُ اَمْ بَعِیْدُ سے قیامت کے علم کی بحث کو ختم کرنا چاہتا کہ نذارت مصطفیٰ ﷺ میں فرق نہ آئے تو کفار تمہاری طرح پھر سوال کر کے استہزاء کرتے ہیں و یَقُولُونَ مَتٰی هٰذَا الْوَعْدُ کہتے ہیں کب ہے وہ یہ سوال استہزاء تھا لو جواب ملا کہ پہلے تو کہا گیا تھا اِنْ اَدْرِیْ اَقْرِبُ اَمْ بَعِیْدُ مَا تُوعَدُونَ لیکن اب جواب ملا قُلْ عَسٰی اَنْ تَکُوْنَ قَرِیْبًا شَآءَ قِیٰمَتِ قَرِیْبِ مٰی ہوا اور مَا یُذَرِّکَ لَعَلَّ السَّاعَةَ قَرِیْبٌ کے حکم کی تفصیل شروع ہو گئی جب اس پر بھی پھر کفار کو صبر نہ آیا تو کہنا شروع کر دیا۔ و یَقُولُونَ مَتٰی هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ اگرچے ہو تو بتاؤ کہ قیامت ہے کب چاہتے تھے کہ جب وضاحت کاملہ ہو جائے گی تو ہم اس پر زیادہ مسخر اپن ظاہر کریں گے اور جو مومنین بھی اس سے اتنے ڈر رہے ہیں ان کا ڈر بھی دور ہو جائے گا کہ ابھی بڑی دور ہے جو مومنین دن

رات قیامت کے ڈر سے کانپ کانپ کر عبادت میں ترقی کر رہے ہیں وہ کم ہو جائیں گے تو آپ کی نذارت میں بھی فرق آ جائے گا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے جواب اور واضح فرمایا **اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ** میرے محبوب ﷺ نے چاند ٹکڑے کر کے دکھا دیا کہ قیامت کو چاند سورج زمین و آسمان کا یہ حال ہو جائے گا۔ قیامت کا نمونہ دیکھ کر بھی کافر طاقت مصطفیٰ ﷺ کا منکر ہو بیٹھا بس قیامت قریب آ گئی تاکہ مومن کا ڈر زیادہ ہو اور نذارت میں ترقی ہو اور رحمۃ اللعالمین ﷺ کی کمبلی پاک میں مومنین جلدی پناہ گزین ہوں اور ان کے جرائم معاف ہوں اور بچ جاویں خداوند کریم نے **اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ** فرمادیا لیکن دیوبندی وہابی پھر بھی **اَقْرَبُ مَا تَوْعَدُونَ** اَمْ یَجْعَلُ لَهُ رَبِّیْ اَمَدًا پر ہی اڑا رہا اور **اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ** فرمان الہی کو پس پشت ڈال دیا ان منکرین کو اور وضاحت فرمائی **اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِی غَفْلَةٍ مُّعْرِضُونَ** لوگوں کے واسطے حساب قریب آ گیا ہے اور وہ (ابھی) غفلت میں روگردان ہیں۔

اور اس کو دور سمجھ رہے ہیں اور اس کے مخبروں کو بے خبر بنا رہے ہیں۔

وہابی: تمہارا کہنا غلط ہے کہ کفار نبی علیہ السلام کو سوال استہزاء کرتے تھے یہ تمہاری من گھڑت بات ہے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قیامت کا علم ہی نہیں تھا اگر ہوتا تو بتا نہ دیتے۔

محمد عمر: فقیر نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ کفار کو جواب دینا آپ کا کام نہ تھا۔ بلکہ رب العزۃ آپ کی طرف سے ہی جواب دینے رہے یہ شان مصطفیٰ ﷺ ہے باقی رہا تمہارا کہنا کہ قیامت کے متعلق کفار کا سوال حقیقتہً تھا استہزاء پر مبنی نہ تھا اس کا فیصلہ قرآن کریم سے کرا لیتے ہیں سنئے۔

جاثیہ ۲۵ {وَإِذَا قِيلَ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ وَالسَّاعَةُ لَا رَيْبَ فِيهَا قُلْتُمْ مَا

نَدْرِي مَا السَّاعَةُ إِنْ نَّظُنُّ إِلَّا ظَنًّا وَمَا نَحْنُ بِمُستَیقِّینَ وَبَدَّالَهُمْ سَيِّئَاتُ مَا

عَمَلُوا وَحَاقَ بِهِمْ مَا كَانُوا بِهِ يَسْتَفْزِعُونَ اور جب کہا جاتا ہے کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے اور قیامت میں شک نہیں تم نے کہا ہم نہیں جانتے قیامت کیا ہے ہم قیامت کو محض خیالی گمان کرتے ہیں اور ہم اس پر یقین نہیں رکھنے والے اور ظاہر ہو جائیں گے ان کو ان کے برے اعمال اور گھیر لیگی انکو وہ چیز جس کے ساتھ وہ مخول کرتے ہیں (یعنی قیامت) اس آیت کریمہ سے خداوند کریم نے ثابت کر دیا کہ کفار قیامت کو محض خیال گمان کرتے تھے ان کو قیامت پر یقین نہ تھا اور اس آیت میں وَحَاقَ بِهِمْ مَا كَانُوا بِهِ يَسْتَفْزِعُونَ نے واضح کر دیا کہ کفار کا قیامت کے متعلق نبی ﷺ کو سوال کرنا یہ محض استہزاء تھا نہ کہ حقیقت اور نہ اس واسطے کہ انہوں نے دریافت کر کے ایمان ہی لانا تھا اور اگر تمہارے خیال کو ہی ذرا دیر کے واسطے درست سمجھا جاوے تو یہ اس امر کی دلیل ہوگی کہ تمہارا سوال بھی قیامت کے متعلق نبی ﷺ کو استہزاء ہے جیسا کہ تم کرتے ہو ویسا ہی اس وقت بھی یہی جھگڑا کفار کا اور یہی سوال نبی ﷺ پر کیا کرتے تھے کہ اگر بطور غیبی خبر رکھنے سے مدعی ہو تو قیامت کی تاریخ بتاؤ اور تم بھی مسلمانوں پر یہی اعتراض کرتے ہو کہ اگر نبی ﷺ علم قیامت کی خبر رکھتے ہیں تو ان سے متعلق کوئی آیت یا حدیث ان کو قیامت کے علم ہونے کی پیش کر دو تو کہنا پڑے گا تَشَأْ بَهْتَ قُلُوبُهُمْ تمہارے متعلق ہی ہے۔ جو قیامت کے مخبر صادق کو بے خبر سمجھے وہ خود بے خبر ہے آپ کے نافرمانوں کے لئے ہی قیام قیامت اور آپ کو ہی اس کا علم نہ ہو تو یہ تمہارے علم و ہابیہ کی ہی گہرا فشانی ہے ورنہ قرآن و حدیث میں آپ کو ہر شے کے علوم غیبیہ کلیہ ہونے کے دلائل واضح موجود ہیں۔

اور سنئے :

جاثیہ {۲۵} وَقَالُوا مَا هِيَ إِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوتُ وَنَحْيَا وَمَا يُهْلِكُنَا إِلَّا الدَّهْرُ وَمَا لَهُم بِذَلِكَ مِنْ عِلْمٍ إِنْ هُمْ إِلَّا يَظُنُّونَ اور انہوں نے کہا قیامت

کوئی شئی نہیں سوا ہماری دنیاوی زندگی کے ہم مر رہے ہیں اور پیدا ہو رہے ہیں زمانے کے سوا ہمیں کوئی مارتا اور نہیں ان کو اس کی کوئی خبر یہ محض ان کا گمان ہے:

اس آیت کریمہ سے دو امور قابل غور ہیں (۱) کفار کا قیامت سے انکار کرنا (۲) اور مومنین کو قیامت سے بے علم سمجھنا۔

جب کفار نے بھی مومنین انبیاء کرام اور اولیاء کرام کو قیامت سے بے خبر و بے علم سمجھا اور تم بے بھی ایسے ہی ان کے متعلق یہی عقیدہ رکھا تو تمہارے اور ان کے مابین اتحاد ذاتی ثابت ہو گیا یہ علیحدہ بات ہے کہ اولیاء کرام و انبیاء علیہم السلام بحکم الہی اس کے اظہار کو صیغہ راز میں رکھیں۔ کیونکہ مامور من اللہ ہوتے ہیں۔ بغیر اس کی رضا کے کسی راز کو افشا نہیں کر سکتے باقی رہا علم قیامت کو خداوند کے سپرد کرنا تو چونکہ اس کو بھی اسی کی طرف سے اس کا حصول ہوتا ہے۔ اور اسی کی طرف سے ممانعت اظہار ہے تو وہ اس کے علم کو بھی الیہ یرد علم الساعة کے فرمان سے خداوند کے سپرد کر چھوڑتے ہیں۔

وہابی: بھائی علم قیامت محض خاصہ خدا ہے اس واسطے سوائے خدا کے کسی مخلوق کو قیامت کا علم نہ ہو اور نہ ہو سکتا ہے تمہاری اس ہیرا پھیری سے میں سوائے خدا کے کسی کے واسطے علم قیامت ہونا تسلیم نہیں کر سکتا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

محمد عمر: فقیر نے تمہارے سامنے ایسی آیت پیش کر دی جس سے یہ ثابت ہوا کہ مومنین انبیاء کرام و اولیاء عظام کو کفار قیامت سے بے علم تصور کرتے تھے باقی رہا تمہارا کہنا کہ سوائے خدا کے اور کسی کو قیامت کا علم ہی نہیں۔ یہ خاصہ خدا ہے یہ قطعاً غلط اور تمہارا محض خیال اعتقاد وہابیت کی بنا پر ہے ورنہ فقیر ثابت کرتا ہے کہ علم قیامت سوائے خداوند کے مخلوق خدا کو بھی حاصل ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم و احادیث صحیحہ سے مروی ہے۔ علم قیامت کے تین پہلو ہیں ایک قیامت کی ہیئت کذا یہ جو ذات کو مستلزم ہوتی ہے اور دوسرا اس کا وقوع اور تیسرا وقت وقوع خداوند کریم نے پہلی بات یعنی قیامت کی

ہیت کذائیہ قرآن کریم میں مذکور فرمادی حالانکہ عندہ علم الساعة میں مطلق علم ہے ہیت کذائیہ ہو یا وقوع یا وقت وقوع لیکن بالترتیب رب العزۃ جل وعلا نے ہر ایک کا ذکر قرآن کریم میں بیان فرمایا کیونکہ قرآن کریم تفصیل کل شیء ہے جس میں قیامت بھی شامل ہے تم قرآن کریم کے اس دعویٰ پر ایمان لاؤ یا نہ بہر حال قرآن کریم برہنی کے علم کو محیط ہے کیونکہ کلام خداوندی ہے اور دعویٰ بھی خداوندی ہے۔

۳۵ یوسف {۱۲} وَتَفْصِلَ كُلَّ شَيْءٍ وَهَذِي وَرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ قرآن برہنی کی تفصیل ہے اور برہنیء کی رہبر ہے اور یہ ایمان داروں کے واسطے رحمت ہے۔ قرآن کریم مدعی اس امر کا ہے کہ اس میں برہنی کی تفصیل موجود ہے علم قیامت ہو یا وقوع لیکن ایمانداروں کو اس سے ہدایت حاصل ہوتی ہے۔

قیامت کا وقوع اور ہیت کذائیہ از روئے قرآن

۳۶ مرسلات {۳۰} إِنَّمَا تُوعَدُونَ لَوَاقِعُ فَإِذَا النُّجُومُ طُمِثَتْ وَإِذَا السَّمَاءُ فُرِجَتْ وَإِذَا الْجِبَالُ نُسِفَتْ وَإِذَا الرُّسُلُ أَقْبَتْ بے شک جو تم وعدہ کئے گئے ہو (قیامت کا) ضرور واقع ہونے والا ہے تو اس وقت تمام ستارے بے نور ہو جائیں گے اور اس وقت آسمان پھٹ جائے گا۔ اور اس وقت پہاڑ اڑائے جائیں گے اور اس وقت تمام پیغمبر جمع کئے جاویں گے۔

ثابت ہوا (۱) کہ قیامت کا وقوع حتمی ہے (۲) تمام سیارگان سورج و چاند بے نور ہو جائیں گے۔ لیکن رسل کا نور رسالت بدستور موج زن ہوگا آسمانوں اور پہاڑوں کی اصلیت مفقود ہوگی اور میدان صاف ہوگا۔ لیکن رسل بحیثیت رسل ہی موجود ہوں گے۔ یہ ہے ذکر ہیت کذائیہ قیامت کی۔

۳۷ تکوین {۳} إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ وَإِذَا النُّجُومُ انْكَدَرَتْ وَإِذَا الْجِبَالُ

سُيِّرَتْ وَإِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ وَإِذَا الْوُحُوشُ حُشِرَتْ وَإِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ
وَإِذَا النُّفُوسُ زُوِّجَتْ وَإِذَا الْمَوْءَدَةُ سُئِلَتْ بِأَيِّ ذَنْبٍ قُتِلَتْ وَإِذَا الصُّحُفُ
نُشِرَتْ وَإِذَا السَّمَاءُ كُشِطَتْ وَإِذَا الْجَحِيمُ سُعِرَتْ وَإِذَا الْجَنَّةُ أُزْلِفَتْ
عِلِمَتْ نَفْسٌ مَّا أَحْضَرَتْ جب سورج گندھلا ہوگا اور اس وقت ستارے گر کر بے
نور ہو جائیں گے اور اس وقت پہاڑ بکھیرے جائیں گے اور اس وقت دس ماہی اونٹنیاں
آوارہ پھریں گی اور اس وقت وحشی جانور سہمے ہوئے اکٹھے ہوں گے اور اس وقت دریا
بھڑکائے جاوئیں گے اور اس وقت تمام جانیں ملائی جاویں گی۔ اور اس وقت زندہ درگور
کی ہوئی لڑکی سوال کی جائیگی کہ کونسے جرم میں قتل کی گئی اور جب تمام اعمال نامے کھولے
جاوئیں گے اور جب آسمان ادھیڑ دیا جاوے گا۔ اور جب دوزخ بھڑکائی جاوے گی اور
جب جنت نزدیک کی جاوے گی (مومنین کے لئے معلوم کر لیگا ہر نفس اپنے ماحضر کو۔

کیوں جناب یہ ہے قیامت کی ہیئت کز ایہ جس نے فیصلہ کر دیا کہ جب
سورج چاند سیارے بے نور ہو گئے ان کی گردش بند ہو گئی تو وقت کا تعین کیسے ہوگا۔ جس
کا سوال کرتے ہو اندازہ ضرور ہوگا لیکن وقت یہ وقت ہی نہ رہے گا تو تعین وقت کا
سوال فضول اور سنئے (۳) الْقَارِعَةُ مَا الْقَارِعَةُ وَمَا أَذْرَاكَ مَا الْقَارِعَةُ يَوْمَ
يَكُونُ النَّاسُ كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوثِ وَتَكُونُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوشِ
دہلانے والی کیا ہے دہلانے والی اور آپ جانتے ہیں۔ کیا ہے دہلانے والی جس دن
لوگ پتنگوں کی طرح بچھے ہوں گے اور پہاڑ دھنی ہوئی اون کی طرح ہوں گے۔

{ ۳۸ } إِذَا زُلْزِلَتِ الْأَرْضُ زِلْزَالَهَا وَأَخْرَجَتِ الْأَرْضُ أَثْقَالَهَا اور جب
زمین ہلائی جاوے گی مثل اس کے بھونچال کی اور زمین اپنے تمام بوجھوں کو نکال دے گی۔

{ ۳۹ } إِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ وَأَذْنَتْ لِرَبِّهَا وَخَفَّتْ وَإِذَا الْأَرْضُ مُدَّتْ
وَأَلْقَتْ مَا فِيهَا وَتَخَلَّتْ وَأَذْنَتْ لِرَبِّهَا وَخَفَّتْ جب آسمان پھٹ جاوے گا

اور اپنے رب کے واسطے کان دھریگا اور لائق بھی ہے اور جب زمین بچھائی جاوے گی اور پھینک دے گی زمین جو اس میں ہوگا اور خالی ہو جاوے گی اور اپنے رب کے واسطے کان دھریگی اور لائق بھی اسے یہی ہے (۶) وان الساعة آتیة لا ریب فیہا اور بے شک قیامت آنے والی ہے اس میں شک نہیں۔ وقوع قیامت کو ثابت کر رہی ہے۔ ایسی ہزاروں آیتیں قرآن کریم کی قیامت کے بیئت کذائیہ کی مبین ہیں۔ جیسا کہ ان چند آیات سے وقوع قیامت اور بیئت کذائیہ قیامت واضح ہے اور یہ عندہ علم الساعة کے قانون سے عندہ کی تصدیق کر رہی ہیں کہ اس کے پاس ہی علم قیامت ہے تب ہی اس کی طرف سے یہ تمام غیوبات قیامت ظاہر ہو رہے ہیں تو رب العزۃ کا علم قیامت کی تفصیل کو واضح کرنا عندہ کی دلیل ہے ورنہ کفار ضرور ہی تعین کر رکھتے کہ قیامت ویسے ہی خیالی امر ہے جیسا کہ انہوں نے سمجھا تو اللہ تعالیٰ نے ان حقائق قیامت کو ظاہر فرمایا کہ دعویٰ بادل میں ثابت ہو جاوے کوئی ایمان لائے یا نہ۔

﴿از روئے قرآن کریم مخلوق کو علم قیام قیامت ہے﴾

﴿۲۰﴾ قمر ﴿۲۷﴾ وکلّ صغیر وکبیر مُستطرّ اور ہر چھوٹی بڑی چیز لکھی ہوئی ہے۔
﴿۲۱﴾ یس ﴿۲۲﴾ کلّ شیء احصینہ فی امام مُبین اور ہر شے کو ہم نے امام مبین میں محفوظ رکھا ہے۔

ان آیات سے ثابت ہوا کہ لوح محفوظ میں ہر شے درج ہے اور قیامت بھی کل شے میں داخل ہے لہذا اس کا وقوع اور قیام اس کی ہر شے لوح محفوظ میں مذکور ثابت ہوئی۔
﴿۲۲﴾ الذی علم بالقلم خدا و ذات ہے جس نے قلم کو سکھایا اس آیت سے تو لوح محفوظ میں لکھنے والی قلم کو بھی قیامت کے ہر ذرے ذرے کا علم ثابت ہوا۔

﴿۲۳﴾ تفصیل کلّ شیء قرآن مجید میں ہے لہذا قرآن کریم میں بھی علم قیامت

موجود اور فرمانِ انک لَتَلْقَى الْقُرْآنَ کے قرآن کا علم نبی ﷺ کو ہوا لہذا علم قیامت بھی نبی ﷺ کو ثابت ہوا۔

{۱۰} وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَادَّاهُم مِّنَ الْأَجْدَاثِ إِلَىٰ رَبِّهِمْ يَنْسِلُونِ اور صور پھونکا جاوے گا تو اس وقت لوگ اپنی قبروں سے اپنے رب کی طرف نکل بھاگیں گے۔

فرشتے اسرائیل علیہ السلام کے واسطے علم قیامت ثابت ہوا۔

{۱۱} آدم علیہ السلام کو قیامت کا علم دیکر زمین پر اتارا گیا وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ مَسْقَرٌ وَمَتَاعٌ إِلَىٰ حِينٍ اور تمہارے لئے زمین میں آرام کی جگہ ہے اور نفع ہے ایک وقت تک عین قیامت ہے یعنی قیامت کا جب تک قیام نہ ہوگا تمہارا قیام پذیر ہوگا۔

{۱۲} اعراف {۹} قُلْ إِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللَّهِ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ فرمادیتے ہیں یا رسول اللہ ﷺ اور کوئی بات نہیں قیامت کا علم اللہ کے پاس ہے اور بہت لوگ قیامت سے (بے علم ہیں۔

اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ بہت لوگ قیامت کے علم سے بے خبر ہیں اللہ تعالیٰ نے تمام کی نفی نہیں فرمائی اکثریت کی نفی فرمائی تو اکثریت ہے کفار کی اور اقلیت ہے مومنین کی معلوم ہوا کہ انبیاء علیہم السلام اور اولیاء اللہ قیامت کا علم رکھتے ہیں کیونکہ کل کی نفی آیت کریمہ سے نہیں ہوئی۔

{۱۳} جن {۲۹} قُلْ إِن أَدْرِي أَقْرَبُ مَا تُوْعَدُونَ أَمْ يَجْعَلُ لَهُ رَبِّي أَمَدًا عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ أَحَدًا إِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ مِنْ رَسُولٍ فرما دیتے ہیں یا رسول اللہ ﷺ میں نہیں جانتا کیا قریب ہے جو تم وعدہ دئے گئے ہو یا۔ میرے رب نے اس کو لمبا کیا ہے۔ وہ عالم الغیب ہے وہ اپنے غیب (قیامت) پر کسی کو مطلع نہیں کرتا مگر جس کو رسولوں سے پسند فرماوے۔

نبی ﷺ کی زبانی اللہ تعالیٰ نے قیامت کے جھگڑے میں دخیل نہ ہونے کی ترغیب دلا کر قلْ اِنْ اَدْرِى اَقْرِبُ مَا تُوعَدُونَ اَمْ يَجْعَلُ لَهٗ رَبِّىْ اَمَدًا سے کفار کو ٹالا لیکن پھر اس خصوصی غیب علم قیامت کو اپنے رسل کے خواص پر مطلع ہونے کا اظہار بھی فرما دیا تا کہ کفار یہ نہ سمجھیں یہ کہ نبی خود بھی بے خبر ہے ہمیں ویسے ہی اس کی خبریں سنانا کر ڈراتا ہے۔ اس لئے خصوصی خبر قیامت علی غیبہ کے واسطے رسل کے خاص مصطفیٰ ﷺ پر مطلع ہونے کی خبر الامن ارتضیٰ من رسول سے ظاہر فرمادی اب وہابی اگر نہ ایمان لائے تو اس کے علم و عقل کا قصور ہے خداوند نے اپنے محبوب ﷺ کے علم میں کسر نہیں رکھی علم قیامت کا ہی ماقبل ذکر اور اسی خصوصی علم قیامت کی اطلاع انبیاء علیہم سے خواص کو مخصوص فرمادی تو اس کی بے نیازی کی دلیل منعمہ ہے جس کے تم منکر نہور ہے ہو۔

۲۸/۱۴ معارج ۲۹ { اِنَّهُمْ يَرَوْنَهٗ بَعِيْدًا وَّنَرَاهُ قَرِيْبًا } بے شک کفار قیامت کو دور رکھتے ہیں اور ہم (یعنی انبیاء اولیاء) قیامت کو قریب دیکھتے ہیں۔

تفسیر ابن کثیر ۴/۴۴۰ { وَنَرَاهُ قَرِيْبًا } ای المومنون یعنی مومنین اس کو قریب دیکھتے ہیں۔

اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ مومنین یعنی انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام قیامت کو قریب دیکھ رہے ہیں اور نبی ﷺ کے متعلق آگے حدیثیں انشاء اللہ بیان کی جاو نیگی جو ایمانداروں کے واسطے مقام مسرت ہے۔

۲۹/۱۵ روم ۲۱ { وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ يُقْسِمُ الْمُجْرِمُوْنَ مَا لِبَشَرٍ غَيْرِ سَاعَةٍ كَذٰلِكَ كَانُوْا يُؤْفَكُوْنَ وَقَالَ الَّذِيْنَ اٰتَوْا الْعِلْمَ وَالْاِيْمَانَ لَقَدْ لَبِثْتُمْ فِىْ كِتٰبِ اللّٰهِ اِلٰى يَوْمِ الْبَعْثِ فَهٰذَا يَوْمُ الْبَعْثِ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ } اور

جس دن قیامت قائم ہوگی مجرم لوگ قسم کھائیں گے؟ کہ دنیا میں ایک ساعۃ کے سوا وہ نہیں ٹھہرے سی طرح؟ دنیا میں بھی یہ لوگ بہتان باندھا کرتے تھے اور کہیں گے وہ لوگ جو (قیامت کا) علم اور ایمان دے گئے تحقیق رہائش کی تم نے اللہ کی کتاب میں قیامت تک پس یہ بے دن قیامت کا اور لیکن تم نہیں جانتے تھے۔

(۱) مجرموں کا آخرت میں دنیا کو صرف ایک ساعۃ سمجھنا اور آگے رب العزت نے فرمایا کہ مجرموں کو کون جواب دیں گے وَقَالَ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ وَالْإِيمَانَ اور کہیں گے جن کو علم اور ایمان دیا گیا اب غور طلب امر یہ ہے۔ ایمان اور علم کس چیز کا مراد ہے تو اس مقام قیامت میں وہی کلام کرنے کا حقدار ہوگا۔ جس کو اس کا علم ہوا اور اس پر ایمان بھی رکھتا ہو دوسرا شخص کلام کرنے کی طاقت ہی نہیں رکھتا مثلاً ہائیکورٹ کا پلیدری ہائیکورٹ میں وکالت کرنے کا حقدار ہے دوسرا پلیدری نہیں کر سکتا ولایت میں وکالت وہی کر سکتا ہے۔ جو ولایت پاس ہو اور وہاں کا سند یافتہ ہو ایسے ہی رب العزت نے فرمایا کہ وہاں ویسے ہی مجرموں کو کوئی شخص جواب نہ دے سکے گا بلکہ میری طرف سے مجرموں کو وہی جواب دے گا جو قیامت کا علم رکھتا ہو اور اس پر ایمان بھی رکھتا ہو کیونکہ خداوند کریم تو مجرموں سے قیامت کا علم رکھتا ہو اور اس پر ایمان بھی رکھتا ہو یونکہ خداوند کریم تو مجرموں سے قیامت کے دن کلام نہ فرمائیں گے جیسا کہ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ اللَّهُ تعالیٰ مجرموں یعنی کفار کی طرف نہ نگاہ کرم فرماویں گے۔ اور نہ ان سے ہم کلام ہوں گے تو خداوند کی طرف سے کفار کو مومنین جواب دیں گے جو دو طاقتوں کے مالک ہوں گے ایک تو وہ جو قیامت کا علم اور ایمان رکھتے ہوں گے اور دوسری طاقت علمی جو ان کے جواب کو مستلزم ہے وہ جواب دیں گے لَقَدْ لَبِثْتُمْ فِي كِتَابِ اللَّهِ إِلَى يَوْمِ الْبَعْثِ الْبَتَّ تحقیق رہائش کی تم نے بمطابق لوح محفوظ کی تحریر کے دنیا میں قیامت تک مومنین کا یہ جواب تب درست ہو سکتا ہے جب

مومنین کو لوح محفوظ کا علم ہو کیونکہ تعزیرات ہند کا استعمال قانون وہی کر سکتا ہے۔ جو تعزیرات ہند کا عالم ہو قرآن و حدیث کے رو سے فتویٰ وہی صادر کر سکتا ہے اور لکھ سکتا ہے کہ میں از روئے قرآن و حدیث کے فلاں اصول کے ماتحت اس کا فیصلہ لکھتا ہوں۔ جو قرآن و حدیث کا عالم ہوگا۔ تو مومنین کا کفار کو یہ جواب دینا لقمہ لبثم فی کتاب اللہ الی یوم البعث کہ تم بمطابق تحریر لوح محفوظ قیامت تک دنیا میں ٹھہرے رہے ہو جو لوح محفوظ کا عالم ہوگا تو مومنین انبیاء علیہم السلام اور اولیائے اکرام کی دوسری طاقت علمی لوح محفوظ کی بھی ان کے لئے ثابت و گنی پھر اللہ تعالیٰ نے مومنین کے علم و ایمان کی تفصیل کو بھی واضح فرما دیا کہ وہ ایمانداروں اور اہل علم قیامت کو کہیں گے فہذا یوم البعث تو یہ ہے قیامت کا دن ولکن اے قوم کفار تم نہیں جانتے تھے؟ ہم جانتے تھے تو یہ ہے قیامت کا دن ولکن اے قوم کفار تم نہیں جانتے تھے (ہم جانتے تھے) تو یہ دعویٰ پہچان اسی کو ہو سکتا ہے جس کو علم ہو بغیر علم کے مدعی جھوٹا سمجھا جاتا ہے تو اس آیت کریمہ سے بھی واضح ہو گیا کہ انبیاء علیہم السلام اور اولیاء عظام کو علم قیامت اور لوح محفوظ جس میں تمام مخلوق کا ذرہ ذرہ مطور ہے کا علم رکھتے ہیں جو مومنین کو بمطابق اس آیت مذکورہ بالا کے اب بھی یقین ہے اور منکرین کو ان کی ان علمی طاقت کا علم قیامت کو جھگڑے سے ظاہر ہوگا پھر پچھتا نہیں گے اور دست افسوس ملیں گے لیکن پھر افسوس کام نہ آئے گا۔

اور پھر تمہیں خیال نہیں آتا کہ کفار کیا کہیں گے کہ وہابی ایسے شخص کو اپنا نذیر قیامت مانتے ہیں جو خود قیامت سے بے خبر ہے لیکن اس کا نذیر بننے کا مدعی ہے۔ افسوس ہے تمہاری دانست پر جو تم غیروں کو اپنے نبی ﷺ پر معترض ہونے کا موقعہ دے رہے ہو۔ یہ ہیں قرآنی دلائل جن سے نبی ﷺ کے واسطے علم قیامت ہونے کا ثبوت مل رہا ہے۔ ہمارا کام کہہ دینا ہے یارو تم آگے چاہے مانو یا نہ مانو

”وہابی“: قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُمْ مِّن قُرَّةِ أَعْيُنٍ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْلَمُونَ پس کوئی نفس نہیں جانتا جو چھپا رکھا ہے ان کے واسطے ٹھنڈک ہے آنکھوں کی بدلہ اس کا جو کرتے تھے اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ نے اپنے نیک بندوں کے لیے ان کے اعمال صالحہ کے بدلے میں جو نعمتیں ہم سے چھپائے رکھی ہیں۔ جن کے دیکھنے سے انکی آنکھیں ٹھڈی ہو جائیں گی ان مخفی نعمتوں کا کسی نفس کو علم نہیں چونکہ یہ نعمتیں جمیع ماکان و مایکون میں سے ہیں اور ثابت ہو رہا ہے کہ بعض اشیا جیسا کہ یہ مذکورہ بالا ہیں بجز اللہ کے ان کا علم کسی کو نہیں اور حدیث شریف میں بھی مذکور ہے نبی ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نیک بندوں کے لئے ایسی اشیا تیار کی ہیں جو مَالًا عَيْنٌ رَأَتْ وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرٌ عَلَى قَلْبٍ بَشَرٍ اس سے ثابت ہوتا ہے ان کا علم سوائے خدا کے کسی کو نہیں جو نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا نہ کسی دل پر اس کی بات کھلی۔

”محمد عمر“: یہ قانون خداوندی عام صحیح ہے لیکن خواص کے لئے وَلَكِنَّ اللَّهَ يُزَكِّي مَن يَشَاءُ قانون بھی خاص ممتاز ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر قانون میں إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سے صلحاء کو ممتاز فرمادے لیکن تمہارا علم خواص کو آیات خاصہ سمجھنے سے قاصر رکھتا ہے یہ وطیرہ کفار کا تھا کیا نبی ﷺ کی امتیازی شان النَّبِيُّ أَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنفُسِهِمْ کو بس پشت ڈال کر اور اس آیت کریمہ سے آنکھیں بند کر کے صرف فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ کے قانون کو ہی عام سمجھو گے؟ حالانکہ مومنین کے واسطے امتیازی قانون موجود ہے تمام مومنین کی حالت یکساں نہیں اور ایک حکم نہیں جو وَاُولُو الْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلَىٰ بِبَعْضٍ فِي كِتَابِ اللَّهِ سے واضح ہے اور اُولُو الْأَبْصَارِ سے مخفی نہیں کیا منذر اور منذر کا حکم یکساں ہوتا ہے؟ کچھ تو سوچو کیا مطیع اور مطاع اور کے علم کو مساوی سمجھتے ہو؟ یاد ہے کہ مانری لکم علینا من فضل مقولہ کس کا ہے

۵۱/۱۷ مسلم شریف ۲/۲۹۲} عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ
أَرَيْتُ الْجَنَّةَ فَرَيْتُ الْجَنَّةَ فَرَيْتُ امْرَأَةً أَبِي طَلْحَةَ ثُمَّ سَمِعْتُ
خَشْخَشَةً أَمَا مَيُّ فَاذًا بِلَالُ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ سَعَى رَوَايَتِ هِيَ كَه
رَسُولِ اللَّهِ ﷺ نَ فَرَمَا يَاسُ جَنَّتْ دَكْهَا يَاسُ كِيَا تَوَمِي نَ جَنَّتْ كُو دِي كَهَا پَهرِ مِي نَ اس

میں ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عورت کو دیکھا پھر میں نے اپنے آگے جوتوں کی آہٹ سنی تو اچانک، حضرت بلال تھے۔

کیوں جناب؟ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ کو تمہارے دماغ نے زیادہ سمجھایا صحابہ کرام نے جو اس اخفا میں بمع جوتوں کے پہنچ رہے ہیں۔
اب ذرا اس کے مقابلہ میں آقا کی شان ملاحظہ ہو جس کی تشریح مولائے ذوالجلال خود ممتاز فرماتے ہیں کہ وَهُوَ بِالْأَفْقِ الْأَعْلَى ثُمَّ دَنَا فَتَدَلَّى نَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَى

پھر آگے ارشاد الہی موجود ہے: افْتَمَرُونَهُ عَلَى مَائِرَى وَلَقَدْءَهُ نَزْلَةً أُخْرَى عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهَى عِنْدَ هَاجِنَةِ الْمَأْوَى اب تو قرآن کریم سے نبی ﷺ کا علو شان و علم اور مَا أُخْفِيَ لَهُمْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ تک پہنچایا نہ بالا ذکر تمہارا اگر ایمان ہے تو خود سوچ لو اور ایمان لے آؤ عاقل را اشارہ کافی است۔

”وہابی“: نبی ﷺ نے جو معراج والی رات جنت و دوزخ و تمام انعامات موعودہ ملاحظہ فرمائے یہ اخروی انعامات کے علاوہ ہیں۔ جو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث مِّنْ بَلَدٍ مَا لَطَّلَعْتُمْ عَلَيْهِ سے صاف واضح ہے کہ یہ نعمتیں ان کے ماسوا ہیں۔

”محمد عمر“: سبحان اللہ تمہاری قرآن دانی پر بھی گدھ رو رہے ہیں اور تمہاری حدیث دانی کو کو اسراہ رہا ہے۔

جناب بھولے میاں میں فرمان من بَلَدٍ مَا لَطَّلَعْتُمْ عَلَيْهِ یہ شرح فرمان الہی و اتوا بہ متشابہا کی ہے کہ جن انعامات پر تم طلاع پا چکے ہو اور اس سے مراد دنیاوی انعامات ہیں اور جو فروٹ جنت میں ملیں گے وہ ہونگے انہی کے متشابہ لیکن ہوں گے ان کے علاوہ مثلاً رمان کا نام تو جو دنیا میں ہے اسی نام سے پکارا جائے گا شکل بھی یہی ہوگی لیکن ہوں گے لطف میں کچھ اور مالا عین رء ت لیکن نبی ﷺ

کی نظر پاک ان سے دور نہیں جیسا کہ رنیت فی مقامی هذا کل شیء وعدتم
بما وعدتہ نے تمہارے سوال کی بنیاد اکھاڑ کر رکھ دی جو اہل بصیرت سے مخفی نہیں کہ جو
تم وعدہ کئے گئے ہو کل شی میں نے یہاں ہی دیکھ لی وعدتم اور وعدتہ سے ذرا
اخر وی انعام نکال کر تو دکھاؤ کہ دیوبندی علم فرمان عمومی مصطفیٰ ﷺ سے کیسے نکالتا ہے
یہاں تو بھائی تمام علوم آ کر جھک جاتے ہیں اور جھکنا پڑتا ہے تمہارا ہی علم دیوبندی ہے
جو مصطفیٰ ﷺ کے علم کو نقائص کی صفت سے متصف کر سکے ہمارے مسلمانوں کلمہ
پڑھنے والوں کی تو جرئت و جسارت اس پایہ تک نہیں پہنچ سکتی۔

اور دوسرا جواب بلکہ اصل میں دع کے معنی کے لئے بنایا گیا ہے از کم شرح
مائتہ عامل ہی پڑھے ہوتے تو معلوم ہوتا بلکہ فائدہ موضوع لدع مثل بلکہ زید اے
دع زید ابلہ دع کے معنی کے لئے بنایا گیا ہے بلسد زید ا کی یعنی چھوڑ تو زید کو تو
متنازع فیہا جملہ کے معنی ہونگے کہ جس پر تم کو اطلاع ہے اسی پر چھوڑ دو جب ان
انعامات کو دیکھو گے تو تمہیں ان کی شان نظر آئیگی یا جنہوں نے دیکھا ہے جیسا کہ
حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تو وہ بھی بیان کرنے کی زبان نہیں رکھتے سوائے
اس کے کہ جتنا قرآن کریم میں مذکور ہے ان کو بھی اسی پر چھوڑنے کا ارشاد ہوا۔

”وہابی“: اَلَمْ يَأْتِكُمْ نَبَأُ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ قَوْمِ نُوحٍ وَعَادٍ وَثَمُودَ وَالَّذِينَ
مِنْ بَعْدِهِمْ لَا يَعْلَمُهُمْ إِلَّا اللَّهُ کیا نہیں آئی تمہارے پاس خبر ان کی جو پہلے تھے تم
سے قوم نوح کی اور عاد اور ثمود جو ان سے پیچھے ہوئے ان کی خبر نہیں مگر اللہ کو۔

اس آیت میں قوم نوح اور عاد و ثمود کے بعد کی بعض ایسی قوموں کا پتہ دیا گیا
ہے جن کے حالات حق تعالیٰ کے سوا کسی کو معلوم نہیں۔

”محمد عمر“: نبی ﷺ کے علم غیب کے تو تم قائل نہیں لیکن تمہیں اپنے علم غیب جاننے کا
دعویٰ بڑا ہے کیا تمہیں یہ علم غیب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے انبیاء کرام کا علم کسی کو نہیں دیا

حالانکہ قرآن کریم کے معانی سمجھنے سے تمہارے دماغ قاصر ہیں۔ بھائی اللہ کے سوا انکی خبر تو کسی کو نہیں یونکہ ان کے زمانے کا کوئی شخص موجود نہیں خداوند کریم کی ذات لایزل ہے اس واسطے خداوند اس وقت بھی موجود تھے اب بھی ہیں اور رہیں گے بھی اسی واسطے فرمایا کہ اللہ کے سوا قوم نوح و عاد و ثمود اور ان کے بعد کی طلاع کسی کو نہیں اور وہی مصطفیٰ ﷺ کو خبر رساں ہے چنانچہ اس آیت کریمہ میں بھی اپنے علوم غیبیہ کو بیان فرمایا کہ الم یاتکم نباء الذین من قبلہم کیا آپ کے پاس پہلے لوگوں کی خبر نہیں آئی قوم نوح وغیرہ کی یعنی آئی ہے اللہ تعالیٰ جل شانہ تو الم یاتکم سے اپنے محبوب ﷺ پر جو پہلے انبیاء علیہم السلام غیر موجود ہیں ان کا انعام علم عطا فرما کر فخریہ اپنی عطا کو بیان فرمادیں لیکن وہابی صاحب ایسے سادہ لوح ہیں کہ ایت کریمہ کے ابتدائیہ جملہ کا ذکر ہی نہیں چھیڑا کہ کہیں ایسا نہ ہو مصطفیٰ ﷺ کا علم ثابت ہو جائے تو ہمارے عقیدہ میں فرق لازم آجائے گا۔

دوست نے اخیر آیت کریمہ لَا یَعْلَمُہُمْ إِلَّا اللہ کو تو جالیا اور ابتدا جملہ جو شان و علم مصطفیٰ ﷺ کو ظاہر کر رہا ہے الم یاتکم اس کو چھوڑ گئے تاکہ تمام ماسبق کا علم اگر مصطفیٰ ﷺ کے لئے ثابت ہو گیا تو علم ماکان وما یكون نبی ﷺ کو ثابت ہو جاوے گا اور عقیدہ وہابیہ کی جڑ کٹ جائے گی یہ کیا خبر کہ اگر وہابی نے قبل کو ترک کیا تو کوئی حنفی ماقبل کی طرف بھی توجہ دلاوے گا تو ہمارے پلے کیا رہے گا۔ اور پھر اللہ تعالیٰ نے دوسرے مقام پر اسی کی وضاحت فرمائی:

۵۲ طہ { ۱۶ } کَذَٰلِکَ نَقُصُّ عَلَیْکَ مِنْ اَنْبَاءِ مَا قَدْ سَبَقَ

اسی طرح بیان کرتے رہتے ہیں ہم آپ پر ان کی خبریں غیبیہ جو آپ سے پہلے گزر چکے ہیں۔ کیوں جناب وہاں تو استفہام سے اقرار کروایا لیکن اس آیت کریمہ میں آپ کو پہلے انبیاء علیہم السلام کے متعلق عطا کردہ علوم غیبیہ کی خبر ہی شائع فرمادی

تاکہ کسی کو شک نہ رہ جائے اب بھی اگر تم اپنے ایمان کو قرآن کریم کے مطابق
 نیچے پر ماسبق کے علوم غیبیہ کے عطا ہونے سے درست نہ کرو تو لتسنلن یومئذ
 عن النعیم میں خود گرفتار ہو گے اور تفاسیر کا شوق رکھتے ہو تو آئندہ انشاء اللہ العزیز
 تمام تفاسیر کے بیانات آرہے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں۔ وما علینا الا البلاغ المبین
 ۵۳۔ نحل ۱۲۱} وما امر الساعة الا کلمح البصر او هو اقرب (اور

قیامت کا امر کوئی اتنا بڑا نہیں مگر آنکھ جھپکنے کی مثل یا اس سے بھی زیادہ قریب)

اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا۔ کہ قیامت صرف آنکھ جھپکنے کی مقدار میں
 ہے یا اس سے بھی قریب یہ مومن کے لئے وقت قلیل ہوگا۔ اور منافق و کافر کے لئے اتنی
 طوالت ہوگی۔ جس کی مقدار اللہ تعالیٰ نے پچاس ہزار سال فرمائی ہے۔ ورنہ اس کے
 قیام کا وقت ایک لمحہ سے بھی زیادہ قریب ہوگا۔ معلوم ہوا کہ جیسے لمحہ بصر کو ملاحظہ کرنے
 والا دیکھ بھی رہا ہے اور اس کو اس لمحہ کا علم یقینی بھی ہے۔ لیکن اگر اس کو کہا جائے کہ اس کی
 تفصیل اور تعین وقت کہ کہاں سے کہاں تک لمحہ کی مقدار ہے تو یہ بیان سے باہر ہے تو
 رای کو مری کی بیعت کذا یہ کے بیان نہ کرنے سے بے علم نہیں کہا جاسکتا۔ دوسری بات
 یہ ہے کہ میدان قیامت طلوع وغروب آفتاب و ماہتاب سے خالی ہوگا۔ اور وقت و زمان
 انہیں کے قیام سے متعین ہو سکتا ہے۔ اگر یہی نہ ہونگے تو تعین وقت کا سوال کرنا سائل کی
 کم عقلی کی دلیل ہے۔ چنانچہ نبی ﷺ نے اس لمحہ بصر کی جس دن میں ہوگی آپ نے
 اس دن کو واضح فرمادیا۔ آگے چونکہ دن دن ہی نہ رہے گا تو اس کی تعین کیسی۔ ہاں البتہ
 اس کے علامات اور حالات کو آپ نے بیان فرمادیا۔ اور منکرین کو اتنی سمجھ نہیں کہ صفات
 ذات سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور ذات صفات سے مقدم ہوتی ہے۔ جو شخص جس امر کے
 صفات بیان کر سکتا ہے۔ وہ حتمی طور پر اس کی ذات کا بھی عالم ہے۔ ہاں یہ بات ضروری
 ہے۔ کہ مامور اپنے امر کے حکم کے بغیر بیان نہیں کر سکتا۔ اور آمر نے اپنے مامور کو اگر

اپنے امر کا علم ہی عطا نہیں فرمایا تو امر آ مر نہ رہا اور مامور مامور نہیں نبی ﷺ چونکہ اللہ تعالیٰ امر کے مامور ہیں اس واسطے مامور من اللہ ہونے کی بنا پر اللہ کے حکم کے سوا امر کو بیان نہیں کر سکتے۔ ہاں البتہ اپنی رویت کا ذکر کر سکتے ہیں۔ فرمایا۔

ادلة العلوم الخمسة لا هل الله من الاحاديث الصحيحة

۵۴۔ نسائی شریف ۴۱۵ مسلم شریف ۲۹۶۰۹ { قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ رَأَيْتُ فِي مَقَامِي هَذَا كُلَّ شَيْءٍ وَعِدْتُكُمْ (نبی ﷺ نے فرمایا۔ اس مقام میں ہر چیز کو جس کا تم وعدہ کئے ہو میں نے دیکھ لیا)

جس شخص کا نبی ﷺ کی ذات پر اور آپ کے فرمان پر ایمان صحیح ہے وہ تو آپ کے اس فرمان سے آپ کے لئے غیب کلی کے علم کا ضرور قائل ہو جائے گا۔ کیونکہ آپ نے فرمایا کہ میں نے اس مقام پر تمہارے ہر معبودہ اشیاء و امور کو دیکھ لیا ہے۔ اس میں قیامت کی ہر چیز اور آپ کے امتیوں کا تغیر و تبدل بلکہ تمام مخلوق کی حقیقت آپ پر واضح ہو گئی اور جسم روح کی وضاحت بھی ہو گئی۔ جس کی ذات مقدسہ و مطہرہ لامکاں تک پہنچ سکتی ہے۔ اور جس کی نظر بے انتہا نور محیط کو دیکھ سکتی ہے تو وہ نظر لازمان یعنی قیامت تک بھی پہنچ سکتی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ آپ کی ذات مطہرہ بحیثیت رحمۃ للعالمین ہونے کے جیسا کہ ایک لمحہ میں مکان و لامکان کو طے کر سکتی ہے ایسے ہی زمان و لازمان کو بھی طے کر سکتی ہے جیسا کہ مکان، دنیا اور لامکان عالم برزخ۔ مکان دنیا اور لامکان عالم امر مکان دنیا اور لامکان حقیقی ایسے ہی زمان دنیا اور لازمان عالم برزخ۔ زمان دیا اور لازمان قیامت۔ تو آپ کے واسطے یہ تمام امور یکساں ہیں۔ جیسا کہ حدیث مذکورہ بالا میں عیاں ہے۔ فرمایا کہ میں نے یہاں بیٹھے ہی تمہارے معبودہ کو جس میں قیامت بھی شامل ہے دیکھ لیا۔ جس ذات کی رویت واحدہ علم کلی کو محیط ہے تو تمام عمر کی رویت کے مناظر کا کیا ہی ٹھکانا ہوگا۔ جس تمام عمر کی

قسم اللہ تعالیٰ کھاتے ہیں۔ لعمر ک انہم لفی سکر تہم یعمہون (آپ کی تمام عمر کی قسم یا رسول اللہ یہ لوگ اندھے ہیں) جو آپ کی کسی وصف کے علم ہو یا کچھ اور قائل نہ ہوں تو ان کو اللہ تعالیٰ نے اندھوں سے خطاب کیا ہے۔ اندھا اگر بصیر کی رویت کا انکار کرے تو بصیر کی بصارت میں فرق نہیں آتا۔

۵۵۔ مسند امام احمد حنبل ۲/۲۲۹ بخاری شریف ۲/۹۶۳ {عن زیاد بن ابی

زیاد مولى ابن عباس رضى الله تعالى عنهم قال انى سمعت رسول

الله ﷺ يقول بعثت انا والساعة كهاتين ومد اصبعه السبابة والوسطى

(ابن عباس رضى الله تعالى عنہما کے غلام زیاد بن ابی زیاد سے روایت ہے۔ فرمایا کہ میں

نے نبی ﷺ سے سنا ہے۔ آپ فرماتے تھے کہ میں بھیجا گیا ہوں میرے اور قیامت

کے درمیان کا واسطہ ان دو انگلیوں کی طرح ہے۔ اور آپ نے انگوٹھے والی انگلی اور

درمیان کی بڑی انگلی دونوں کو باہر نکالا اور لمبا کیا)

نبی کریم ﷺ کا سبابہ اور واسطی کو لمبا کرنا یہ اس بات کی دلیل ہے۔ کہ جیسے

وسطی کو سبابہ سے کوئی چیز عاجز نہیں ایسے ہی میرے اور قیامت کے درمیان کوئی تیسری

چیز حائل نہیں۔ کیا آپ کے اس فرمان سے کسی مومن کو انکار ہو سکتا ہے۔ کہ آپ نے

سابہ اور وسطیٰ کو اکٹھا لمبا کر کے فرمایا تا کہ یہ بھی ثابت ہو جائے جیسے کہ ان دونوں

انگلیوں کا تعلق مرکزی ایک ہاتھ ہی ہے ایسے ہی میرا قیامت کے ساتھ تعلق ہے۔

نبی ﷺ نے اپنی ذات اور قیامت کے تعلق کو واحد ہی فرمایا۔ اب آپ کے اور قیامت

کے درمیان انفصال کرنے والا اور آپ کو قیامت سے بے خبر کہنے والا صادق ہو سکتا

ہے؟ اگر کوئی کہے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ ہے تو اول تو اس میں اس

نے کسی کو عطا کرنے کی نفی نہیں فرمائی۔ اور دوسری بات یہ ہے۔ کہ اگر عِنْدَهُ عِلْمُ

السَّاعَةِ فرمان الہی ہے تو اَبِیْتُ عِنْدَ رَبِّیْ فرمان مصطفائی بھی تو ہے۔ اسی بنا پر آپ

نے اپنے سبابہ اور وسطیٰ کو لمبا کر کے اپنا اور قیامت کا تعلق ظاہر فرمایا۔ اگر تم کہو کہ نبی ﷺ نے قیامت کے تعین کا امر ہمیں کیوں نہیں ارشاد فرمایا تو آپ کا ظاہر نہ فرمانا آپ کے عدم علم پر دلالت نہیں کرتا۔

۵۶۔ مسلم شریف {۲۹۷} عن جابر بن عبد الله أَنَّهُ عَرَضَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ تَوَلَّجُونَهُ (جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے۔ کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ میرے سامنے ہر چیز پیش کی گئی۔ جس کو تم داخل ہو گے)

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ نبی ﷺ کو علم کلی عطا کیا گیا۔ قیامت کا بھی کیونکہ اس میں بھی ہمارا دخول ہے۔ اور ما ذات کسب غدا بھی۔ کیونکہ تولجونه صیغہ استقبال ہے اور مافی الارحام کا بھی۔ اور نزول غیث کا بھی۔

۵۷۔ ابن ماجہ ص ۳۰۲ ابوداؤد طیالسی ص ۲۶۶ {۲۶۶} عن ابی ہریرۃ قال قال رسول الله ﷺ بعثت انا والساعة كهاتين وجمع بين اصابعه (ابی ہریرہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے میں اور قیامت ان دو انگلیوں کی طرح ہیں اور آپ نے اپنی انگلیوں کو جمع فرمایا)

انم یرونه بعیداً ونزء قریباً کے ساتھ اس کی مطابقت ہو گئی۔

۵۸ مشکوٰۃ شریف ص ۷۲ کنز العمال {۱۵۸} {۸} عن ابن عباس قال قال رسول الله ﷺ اتأففى الليلة ربى وتعالى فى أحسن سورة قال أحسبه فإذا أنا بربى تبارك وتعالى فى أحسن سورة فقال يا محمد ﷺ قلت لبيك رب قال فىم يختصم الملاء الأعلى قلت لا أدرى قال لها ثلثاً فرم يته وضع كفه بين كتفى حتى وجدت برداً نامله بين ثديى فتحلى فى كل شئ وعرفت (ابن عباس سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا۔ کہ میرا

رب ایک رات احسن صورت میں میرے پاس آیا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ میں اس کو یقین سے جانتا ہوں کہ میں اس وقت احسن صورت میں اپنے رب کیساتھ ہوں۔ تو اللہ نے فرمایا۔ یا محمد (ﷺ) میں نے عرض کیا لبیک رب تو اللہ۔ نے فرمایا کہ یہ بڑے بڑے فرشتوں کا گروہ کس بات میں جھگڑا کر رہے ہیں۔ تو میں نے عرض کیا کہ مجھے کیا پتہ۔ تو اس بات کو اللہ نے تین بار فرمایا تو میں نے اللہ کو اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ میرے دو کندھوں کے درمیان اللہ نے اپنا بے کیف دست پاک رکھ دیا۔ حتیٰ کہ اس کی انگلیوں کی ٹھنڈک بلا کیف و بلا تشبیہ میرے سینے تک پہنچی تو میرے واسطے کل شے روشن ہو گئی اور میں نے پہچان لیا)

نبی ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے سوال فِیْمَ یَخْتَصِمُ الْمَلَا اُغْلٰی کرنے پر جو جواب دیا لا ادری حالانکہ اللہ نے تین دفعہ یہی سوال فرمایا۔ اس کا مطلب آپ کی بے علمی پر دال نہیں ہے۔ کیونکہ اللہ کے حضور میں موجود ہونا اور پھر کسی چیز کا پوشیدہ رہنا یہ امر بعید ہے۔ (۲) اللہ تعالیٰ کا نبی ﷺ سے ملاقی ہونا فرشتوں کی بات چیت دریافت کرنے کا مطلب تو نہ تھا بلکہ مقصد اپنے محبوب ﷺ کو بلا پروہ و بلا واسطہ دیدار کروانا مقصود تھا۔ اور انعامات غیر متبرقہ عنایت کرنے مقصود تھے تو فرشتوں کی بات چیت چھیڑنا محض اس بنا پر تھا تا کہ نبی ﷺ کا امتحاناً مقصد ظاہر ہو جائے کیونکہ موسیٰ علیہ السلام کے مطلوب زیارت کے موقعہ پر اللہ تعالیٰ نے وَلٰکِنْ اَنْظُرْ اِلَی الْجَبَلِ فرمایا تو موسیٰ علیہ السلام کی نگاہ فوراً پہاڑ پر جا پڑی تو اللہ تعالیٰ نے بجائے اس کے کہ موسیٰ علیہ السلام کو زیارت کرواتے۔ اپنی ذرا سی تجلی ان کے دیکھنے کے باعث پہاڑ پر ڈالی تو موسیٰ علیہ السلام بیہوش ہو کر گر گئے۔ ورنہ جب موسیٰ علیہ السلام نے رَبِّ اَرِنِّیْ اے رب میرے مجھے اپنی زیارت کروا فرمایا تھا تو اللہ تعالیٰ کے فرمان وَلٰکِنْ اَنْظُرْ اِلَی الْجَبَلِ سے آپ پہاڑ کی طرف توجہ نہ فرماتے بلکہ عرض کرتے کہ یا موسیٰ

میں تیرے دیدار کا طالب ہوں پہاڑ کا طالب نہیں تو ہو سکتا تھا کہ اللہ بجائے پہاڑ پر تجلی ڈالنے کے موسیٰ علیہ السلام کو طاقت دے کر وہی تجلی آپ کے سامنے پیش کرتے۔ لیکن موسیٰ علیہ السلام کے کلام اور عمل میں چونکہ فرق آ گیا۔ کلام رب کے رویت کی اور عمل یعنی نظر پہاڑ کی طرف تو اس بناء پر اپنے مقصد سے ناکام رہ گئے۔ بجائے اس کے بیہوشی کی تکلیف میں بھی مبتلا رہے تو ایسے ہی امتحان اللہ تعالیٰ نے بموقعہ زیارت نبی ﷺ سے فرمایا کہ آپ کی نگاہ یا ^{مطمح} نظر کہاں تک ہے۔ اگر آپ فرمادیتے کہ فرشتے ان امور میں جھگڑا کر رہے ہیں کیونکہ آپ کو علم تھا ان کے پاس سے ہی گزر کر تشریف لائے تھے بلکہ اس موقعہ ملاقات پر بھی آپ ان کو ملاحظہ فرما رہے تھے۔ تب ہی تو اللہ نے سوال فرمایا۔ اور اگر آپ کو قریبی فرشتے نظر ہی نہ آتے تو آپ مولیٰ تعالیٰ کے دربار میں صاف صاف عرض کر دیتے۔ کہ یا مولیٰ مجھے فرشتے ہی نظر نہیں آتے چہ جائیکہ ان کے جھگڑے کا علم ہو اور معاذ اللہ کا سوال بھی عبث ہو جاتا۔ کہ جن کے وجود کو آپ دیکھ نہیں رہے تو اللہ ان کے افعال سے سوال کر رہا ہے تو معلوم ہوا کہ آپ ملائکہ مقربین کو ملاحظہ بھی فرما رہے تھے اور جھگڑا بھی سن رہے تھے۔ کیونکہ جس کی نظر وہاں تک پہنچ سکتی ہے۔ اس کی سمع کا بھی یہی حال ہونا چاہیے تو اللہ تعالیٰ کا سوال کرنا آپ کے علم اور بے علمی پر مبنی نہ تھا۔ بلکہ آپ کے مقصد خصوصی کو ظاہر کروانا مقصود تھا۔ کہ آپ کسی غیر کے جھگڑے میں پڑتے ہیں یا محض میری ذات کو ہی اپنا ^{مطمح} نظر رکھتے ہیں تو آپ بھی اللہ تعالیٰ کے اس راز و اشارے کو سمجھ گئے کہ یہ وہی موسیٰ علیہ السلام والی بات ہونے لگی۔ تو آپ بجائے اس کے کہ فرشتوں کے جھگڑے میں الجھتے صاف لا ادری کہہ دیا۔ تاکہ آپ اللہ کے دربار میں ثابت کر دیں کہ یا اللہ میرا مقصد غیر سے الجھنا نہیں ہے بلکہ تیری ذات ہے کیونکہ جب تیرا منشاء میرا ملاقی ہونا ہے تو میں بھی تیری ذات کے سوا اور کسی کو نہیں جانتا اور نہ میرا کوئی اور مقصد ہے۔ اسی واسطے

جب نبی ﷺ نے باقی جھگڑوں کا انقطاع کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی ذات کو بلا پردہ کو بلا پردہ رویت سے مشرف فرمایا۔

(۳) اللہ تعالیٰ کا سوال کرنا اس واسطے بھی ہو سکتا ہے کہ میرا محبوب میرے سوال کرنے پر اپنے علم کا اظہار کرتا ہے یا نہیں۔ اگر آپ اسی سوال کو اللہ تعالیٰ کے دربار میں عمل فرما دیتے تو ہو سکتا تھا کہ باقی ان علوم سے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کی اس عجز و انکساری پر اور لادری کہنے پر عنایت فرمائے محروم رکھا جاتا۔ لیکن جب آپ نے اپنے علم کو اللہ کے دربار میں لادری سے ظاہر فرمایا تو اللہ پاک نے نبی ﷺ کو اپنے دست قدرت سے علم کلی عطا کر کے سینہ بھر پور کر دیا۔ جس کی شرح اس حدیث پاک میں بیان فرمائی۔ کہ جب اللہ تعالیٰ نے میرے لادری کہنے پر اپنا دست قدرت میرے دونوں شانوں کے درمیان رکھا تو میرا سینہ علوم الہیہ سے بھر پور ہو گیا۔ فتجلی لی کل شئی توکل شے میرے واسطے روشن ہو گئی و عرفت اور میں نے ہر چیز کو پہچان لیا۔ اللہ تعالیٰ نبی ﷺ کو اپنے دست قدرت سے علم کلی عطا فرما دے لیکن منکر پھر بھی آپ کے علم کلی کے عقیدہ رکھنے والے کو فتویٰ شرک لگا کر نبی ﷺ کے علم کلی کی تنقیص کرے تو اس کو میں یہی کہوں گا۔ کہ اللہ تعالیٰ اسے اپنے محبوب ﷺ پر ایمان لانے کی توفیق عطا فرما دے۔

۵۹۔ ترمذی شریف ۱۵۵۲ { ترمذی شریف میں اس مذکورہ بالا روایت کے الفاظ آخری یہ ہیں فَعَلِمْتُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ (تو میں نے جان لیا جو چیز آسمانوں اور زمین میں ہے) اگر کوئی کہے کہ شاید اس روایت کے رواۃ ثقات نہ ہوں تو اس کا ثبوت ثقہ بھی درج کیا جاتا ہے۔

سند (۱) { حدثنا محمد بن بشار حدثنا معاذ بن هشام حدثني أبي عن قتاده عن أبي قلابه عن خالد بن لجلاج عن ابن عباس .

تقریب التہذیب ص ۱۳۴ { محمد بن عثمان العبدی بصری ابو بکر بند ارثقة من العاشرة.

تہذیب التہذیب ۱/۹ { محمد بن بشار بن عثمان بن واوود بن کیسان عبدی ابوبکر حافظ بصری بن دار۔ وقال الاجری عن ابی داؤد کتب عن بن دار نحو امن خمسين الف حدیث وقال العجلی بصری ثقة کثیر الحدیث وقال النسائی صالح لا باس به وقال مسلم بن قاسم وقال ابن حبان کان یحفظ حدیثه، ویقرأه من حفظه قلت کذا فی الثقات وقال ابن خذیمه فی التوحید حدثنا امام اهل زمانه محمد بن بشار وقال البخاری فی صحیحہ کتب الی بن دار ف ذکر حدیث مسندا ولولا شدة وثوقه ما حدث عندنا المکاتبه مع انه فی الطبقة الرابعة من شیوخہ وقال الدار قطنی من الحفاظ الاثبات وفی الزهرة روى عند البخاری مائتی حدیث وخمسۃ احادیث ومسلم اربع مائتہ وستین۔

تقریب التہذیب ص ۳۵۷ { معاذ بن ہشام بن ابی عبد اللہ الدستوائی البصری وقد سکن الیمن صدوق۔

۲۔ تہذیب التہذیب ۱/۱۹۶ { معاذ بن ہشام بن ابی عبد اللہ اسمہ سنبر دستوائی البصری وقد سکن الیمن ثم البصرہ وقال الدورى عن ابن معین صدوق وقال عباس بن عبد العظیم عن علی ابن المدینی سمعت معاذ بن ہشام یقول سمع ابی عن قتادہ عشرة الاف حدیث وذكره ابن حبان فی الثقات وقال عثمان الدارمی قلت لیحی ابن معین معاذ بن ہشام الثبت فی شعبہ او غندر فقال ثقة وثقه وقال ابن قانع ثقة مامون۔

۳۔ تقریب التہذیب ص ۳۸۰ { شام بن ابی عبد اللہ ثقة۔

تہذیب التہذیب ص ۱۱۲} ہشام بن ابی عبد اللہ الدستوائی کان یبع الثیاب الی تجلب من دستواء فنسب الیہا ور بما قیل لہ دستوائی وقالامید بن خالد عن شعبۃ مامن الناس احد اقول انه طلب الحديث يريد بدوجه الله تعالى الاهشام وقال على ابن الجعد سمعت شعبه يقول كان هشام احفظ منی عن قتاده وقال ایضا کان اعلم بحديث قتاده منی. وکان ثبتا وقال ابوداؤد الطیالسی هشام الدستوائی امیر المومنین فی الحديث وقال العجلی بصری ثقة ثبت فی الحديث حجة وذكر ابن حبان فی الثقات. وقال البزاز الدستوائی احفظ من ابی هلال.

۴۔ تقریب التہذیب ص ۳۰۵} قتاده بن دعامہ بن قتادہ ثقة ثبت

تہذیب التہذیب ص ۳۵۸} قتادہ دبن امہ بن قتادہ بن عزیز بن عمر بن ربیعہ. ص ۵۳۴ وقال ابن سعدین قتادہ هو احفظ الناس. وقال ابو حاتم سمعت احمد بن حنبل و ذکر قتادہ فاطنب فی ذکرہ فجعل ینشر من علمہ ونقہہ ومعرفته بالاختلاف والتفسیر وصفہ بالحفظ والفقہ وقال ابن حبان فی الثقات کان من علماء الناس بالقرآن والفقہ ومن حفاظ اهل زمانہ وقال الحاکم فی علوم الحديث.

۵۔ تقریب التہذیب ص ۱۹۹} عبد اللہ بن زید بن عمر جرلی ابو قلابہ البصری ثقة فاضل.

تہذیب التہذیب ص ۳۴۵} عبد اللہ بن زید بن عمر ابو قلابہ الجرمی ذکرہ ابن سعد فی الطبقة الثانية من اهل البصرة وقال کان ثقة کثیر الحديث

وکان دیوانہ بالشام وقال ابن عون ذکر ایوب لمحمد حلیثا عن ابی قلابہ فقال ابو قلابہ انشاء اللہ ثقہ رجل صالح. وقال ایوب کان واللہ من الفقہاء ذوی الارباب ما ادركت بهذا المصر رجلا کان اعلم بالقضاء من ابی قلابہ. وقال العجلی بصری تابعی ثقہ وقال ابن خراش ثقہ.

۶۔ تہذیب التہذیب ۳/۱۱۵ {روی عن ابن عباس خالد بن لجلاج عامری وعنه ابو قلابہ جری. وقال ابن حبان کان من الفاضل اہل زمانہ و ذکرہ ابن حبان فی ثقات التابعین.

سند (۲) بسند ارحد ثنائی عن ابن سعید عن سفیان عن الاعمش بNDAR کا نام محمد بن بشار ہے اس کا بیان ماقبل کیا جا چکا ہے۔

تقریب التہذیب ص ۳۹۱ {یحییٰ ابن سعید بن فروخ التمیمی ابو سعید قطان البصری ثقہ متقن حافظ امام قدوة من کبار التاسعة.

تہذیب التہذیب ۱۱/۲۱۹ {یحییٰ ابن سعید بن فروخ التمیمی وقال ابو داؤد عن یحییٰ بن معین اقام یحییٰ القطان عشرين سنين ختم القرآن فی کل لیلۃ. وقال ابن سعد کان ثقہ مامونا رفیعا حجة وقال العجلی بصری ثقہ فی الحدیث. کان لا یحدث الا عن ثقہ وقال ابو زرعة کان من الثقات الحفاظ. وقال ابو حاتم حجة حافظ وقال النسائی ثقہ ثبت مرضی. وقال ابن منجویہ کان من سادات اہل زمانہ حفظا وورعا وفهما وفضلاً ودينا وعلما و هو الذی عهد لاهل العراق رسم الحدیث وقال الخلیلی هو امام بلامد الفہم و هو اجل اصحاب مالک بالبصرة و کان الثوری یتعجب من حفظه واجتہع به الانمہ کلہم وقالو

من ترکہ یحییٰ ترکناہ۔ اس حدیث کی دو سندوں کو رواۃ ثقات سے ثابت کیا گیا۔ اب حدیث مذکورہ بالا کو محض زبانی ضعیف کہہ دینا بلاوجہ حدیث صحیحہ پر جرح کرنا اصول حدیث کے برخلاف ہے اور نبی ﷺ کی حدیث کو اپنے مذہبی عقیدہ کے برخلاف سمجھتے ہوئے پس پشت ڈال دینا ایمان کے منافی ہے۔ جب آپ کے علم غیب کلی کی صحیح حدیثیں نبی ﷺ سے ثابت ہیں تو ان سے انکار کرنا اور تاویلات فاسدہ کر کے لوگوں کو گمراہ کرنا یہ ایمان سے خارج ہونا ہے۔

۲۰۔ ابن ماجہ ص ۷۷ { قَالَ النَّبِيُّ ﷺ اِنَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ سَيُذَلُّ لِيَوْمِ يَوْمِ الْاَضْحَى وَيَوْمَ الْفِطْرِ فِيهِ خَمْسٌ خَلَقَ اللهُ فِيهِ اٰدَمَ وَ اَهْبَطَ اللهُ فِيهِ اٰدَمَ اِلَى الْاَرْضِ وَ فِيهِ تُوْفِى اٰدَمُ وَ فِيهِ سَاعَةٌ لَا يَسْأَلُ اللهُ فِيهَا الْعَبْدُ شَيْئًا اِلَّا عَطَا مَا لَمْ يَسْأَلْ حَلْمًا وَ فِيهِ تَقُومُ السَّاعَةُ مَا مِنْ مَلِكٍ مُّقْرَبٍ وَلَا سَمَاءٍ وَلَا اَرْضٍ وَلَا رِيَّاحٍ وَلَا جِبَالٍ وَلَا بَحْرٍ اِلَّا وَهَنَ يَشْفِقُنْ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ (نبی ﷺ نے فرمایا کہ جمعہ کا دن تمام دنوں کا سردار ہے اور اللہ کے نزدیک بہت بزرگی والا ہے۔ اور وہ اللہ کے نزدیک عید الضحیٰ اور عید الفطر کے دنوں سے بھی زیادہ بزرگ ہے۔ اس میں پانچ بڑی چیزیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس میں حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور اسی دن زمین پر اتارا اور اسی میں اللہ تعالیٰ نے ان کا وصال کیا۔ اور اسی میں ایک ایسا وقت ہے جس میں بندہ اللہ سے کوئی بھی سوال کرے اللہ اس کو عطا کرتے ہیں جب تک کہ حرام کا سوال نہ کرے۔ اور اسی میں قیامت قائم ہوگی۔ کوئی مقرب فرشتہ اور آسمان اور زمین اور ہوائیں اور پہاڑ اور سمندر نہیں ڈرتے مگر وہ جمعہ کے دن سے ڈرتے ہیں)

نبی ﷺ نے جمعہ کے فضائل بیان فرماتے ہوئے جمعہ کے متعلق ابتدا سے آخر قیامت کا تمام واقعہ بیان فرمادیا (۱) آدم علیہ السلام کی پیدائش کی اطلاع دی کیا

یہ زمانہ ماضی کے غیب کی اطلاع نہیں؟ اور آدم علیہ السلام کا مقررہ پیدائشی دن ظاہر فرمایا (۲) آدم علیہ السلام کے نزول الی الارض کے مقرر دن کی اطلاع دی۔ پھر آدم علیہ السلام کے وقت وصال کی اطلاع دی (۳) ایک ایسی گھڑی کی اطلاع دی جس میں اللہ تعالیٰ بندے کے سوال کو لوٹاتا نہیں۔ کیا وہ ساعت کسی کو معلوم ہو سکتی ہے؟ حالانکہ نبی ﷺ کو اس کا علم ہے۔ جیسا کہ بین الخطبتین ساعت کا تقرر ظاہر فرمایا۔ حالانکہ خطبتین کا وقت بھی ہر جگہ کا مختلف ہے۔ لیکن جس ساعت کا آپ نے ذکر فرمایا۔ وہ آپ کے خطبتین کے مابین ساعت ہو سکتی ہے۔ جس ساعت کا اندازہ کرنا دوسرے کے واسطے مشکل ہے۔ لیکن آپ نے جب اس ساعت کو وقت اجابت فرمایا تو اس کی صفت اجابت بیان کرنے سے معلوم ہوا کہ اس ساعت کی حقیقت کا بھی آپ کو علم ہے۔ ایسے ہی اس ساعت بلا محیط کے بیان کرنے سے آپ نے صاف ثبوت دے دیا۔ کہ جیسے میں اس ساعت کو جانتا ہوں تم نہیں جانتے۔ الا ماشاء اللہ ایسے ہی اسی جمعہ کے دن میں اس ساعت کا بیان بھی ہوگا۔ تو اس کو بھی آپ ہی جان سکتے ہیں۔ کیونکہ اس کے اوصاف آپ نے بیان فرمائے ہیں۔ جو عدم وقوف پر دلالت نہیں کرتے جیسے مثلاً جمعہ کے دن کا تقرر ظاہر فرمائیں یا نہ۔ آپ کو ہر صورت قیامت کا علم ضرور ہے جو آپ کے اس فرمان سے ظاہر ہو رہا ہے۔

۲۱۔ ابوداؤد $\frac{1}{156}$ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ خیر یوم

طلعت فیہ الشمس یوم الجمعة فیہ خلق ادم وفیہ اضبط ابط وفیہ تیب علیہ وفیہ مات وفیہ تقوم الساعة وما من دابة الا وہی مسیخة یوم الجمعة من حین تصبح حتی تطلع الشمس شفا من الساعة الا الجن والانس وفیہا ساعة لا یصاد فہا عبد مسلم وهو یصلی یشال اللہ عزوجل حاجة الا اعطاه ایاہا (ابی ہریرۃ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا

کہ تمام دنوں سے بہتر دن جمعہ کا ہے۔ اسی میں آدم علیہ السلام پیدا کئے گئے اور اس میں اتارے گئے اور اسی میں آپ کی توبہ منظور کی گئی اور اسی میں آپ کا وصال ہوا اور اسی میں قیامت قائم ہوگی اور اسی دن صبح سے ہرزمین پر چلنے والا کوئی ایسا نہیں مگر وہ سنے والا ہے قیامت کی آواز کو سوائے جن اور انسان کے اور اسی میں ایک گھڑی ہے جس بندے مسلمان کو نماز پڑھنے کی حالت میں اسے ملے تو وہ اللہ سے جو بھی حاجت طلب کرے اس کو اللہ تعالیٰ عنایت کرتے ہیں۔)

اس حدیث پاک میں نبی ﷺ نے آدم علیہ السلام کے ہر غیبی عظیم الشان مرحلے کو معین وقت میں بیان فرماتے ہوئے قیامت کے دن کا تعین بھی بیان فرمادیا۔ کیا عندہ علم الساعة نبی ﷺ کو یاد نہ تھا یا آپ نے اس کا مطلب نہ سمجھا۔ جو تم نے سمجھا ہے یا نعوذ باللہ آپ نے جھوٹ بولا ہے سوائے اس کے کہ تم اس آیت کو اس فرمان مصطفوی ﷺ سے یہی تطبیق دو کہ اس حدیث پاک کے مطابق نبی ﷺ کو یوم قیامت کے تقرر کا علم ہے جیسا کہ آپ نے اس حدیث میں ارشاد فرمایا اور قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے علم ذاتی کی غیر سے نفی فرمائی ہے۔ دوسرے کو عطا کرنے کی نفی نہیں فرمائی۔ جیسا کہ کوئی کارخانے کا مالک یہ دعویٰ کرے کہ یہ چیز میرے پاس ہی ہے کیونکہ میری خود ساختہ ہے اور کسی کے پاس نہیں تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ اور کوئی دکاندار اس چیز کو اس سے لے بھی نہیں سکتا۔ حالانکہ جس کو وہ پسند کرے اسجنسی بھی دے سکتا ہے۔ ایسا ہی اللہ تعالیٰ نے علم قیامت کی تخصیص اپنی طرف فرمائی لیکن اپنی مرض کے مطابق الامن ارتضیٰ کے قانون سے نبی ﷺ کو عطا بھی فرمایا۔ جیسا کہ اس حدیث میں مذکور ہے پھر آپ نے اس حدیث میں روئے زمین کے تمام جانداروں کے حرکات اور خشیت کا پورا علم ارشاد فرمادیا۔ اور جمعہ کے دن کی خصوصیت میں اس کے قلوب کی خشیت کا علم کلی ظاہر فرماتے ہوئے اپنے حاضر و ناظر ہونے کا بھی ثبوت

دے دیا۔ اگر حاضر و ناظر نہیں تو علم کیسے ہو سکتا ہے اور اگر علم نہ ہو تو تمام روئے زمین کے جانداروں کی خشیت اور جن و انسان کا اس خشیت سے بھی غفلت کا اظہار فرمانا نعوذ باللہ آپ پر کذب لا دم آتا ہے اور آپ کا یہ فرمانا کہ سوائے جنوں اور انسانوں کے تمام روئے زمین کی جاندار چیزیں قیامت کی خشیت سے خاموش ہوتی ہیں اور ان پر ایک سناٹا طاری ہوتا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ آپ کے اس فرمان سے ثابت ہوتا ہے کہ سوائے جن و انسان کے ہر ذی روح چیز کو قیامت کا علم ہے جس سے وہ خائفین ہیں جیسا کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ اہل قبور کو حال بھی سوائے جن و انسان کے ہر ذی روح جانتے ہیں۔

ابوداؤد $\frac{2}{15}$ { فَيَضْرِبُهُ بِهَا ضَرْبَةً يَسْمَعُهَا مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ إِلَّا الثَّقَلَيْنِ } (تو فرشتہ اس میت کو خوب مارتا ہے۔ اور اس کی چیخ و پکار کا علم بھی آپ کو حاصل ہے۔ جو آپ عالمین اور معلومین کے تمام حالات کو بیان فرما رہے ہیں۔ جب ہر ذی روح چیز سوائے جن و اس کے عالم برزخ کے حالات کو دیکھ رہے ہیں اور ان کے حالات کو آپ بیان فرما رہے ہیں۔ ایسے ہی ان کو قیامت بھی نظر آ رہی ہے اور سوائے جن و انسان کے اس کو ہر ذی روح دیکھ کر خائف ہو رہا ہے۔ جن کے علم کا اظہار نبی ﷺ فرما رہے ہیں۔ تو ثابت ہوا کہ سوائے جن و انسان کے ہر ذی روح چیز کو قیامت کا علم ہے۔ اور ان تمام کا علم بمعہ قیامت نبی ﷺ کو بھی حاصل ہے۔ جو نبی ﷺ نے اپنے علم قیامت کا اظہار اس حدیث پاک میں فرما دیا ہے۔)

۶۲۔ ابوداؤد $\frac{1}{15}$ { عَنْ أَوْسِ بْنِ أَوْسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ مِنْ أَفْضَلِ أَيَّامِكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِيهِ خُلِقَ آدَمُ وَفِيهِ قُبُضَ وَفِيهِ النَّفْخَةُ وَفِيهِ الصَّعْقَةُ } (اوس بن اوس سے روایت ہے۔ کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ تمام دنوں سے جمعہ کا دن افضل ہے۔ اسی میں آدم علیہ السلام پیدا کئے گئے اور اسی میں قبض کئے گئے اور اسی میں اسرافیل قرائت پھونکیں گے اور اسی میں قیامت ہوگی)

صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کا بھی یہی عقیدہ تھا کہ آپ کو علم قیامت ہے
 ۶۳۔ مستدرک ۱/۵۶ { عمران بن حصینؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے قیامت
 کا بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا اَتَذَرُونَ اَيُّ يَوْمٍ ذَالِكَ قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ
 اَعْلَمُ (کیا تم جانتے ہو کہ یہ دن کونسا ہے تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے
 عرض کی کہ اللہ اور اس کے رسولؐ زیادہ جانتے ہیں۔

معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کا بھی یہی عقیدہ تھا۔ کہ آپ کو علم قیامت ہے۔

﴿اقوال بزرگان دین﴾

۶۴۔ تفسیر صاوی ۲/۱۱۱ { وَالَّذِي يَجِبُ الْاِيْمَانُ بِهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَمْ
 يَنْتَقِلْ مِنَ الدُّنْيَا حَتَّى اَعْلَمَهُ اللّٰهُ بِجَمِيعِ الْمَغِيْبَاتِ. (اور جس کے ساتھ
 ایمان واجب ہے یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ دنیا سے نہیں منتقل ہوئے یہاں تک کہ اللہ
 نے آپ کو جمیع مغیبات کا علم سکھایا) کانک حفی عنہا کے ماتحت ملاحظہ ہو۔

۶۵۔ تفسیر صاوی ۳/۴۰ { وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَّا ذَاتُكَسِبُ غَدًا اَمْ مِنْ
 حَيْثُ ذَاتُهَا وَاَمَّا بَا عَلَامِ اللّٰهِ تَعَالٰی لِلْعَبْدِ فَلَا مَانِعَ مِنْهُ كَاَلْاَنْبِيَاءِ وَبَعْضُ
 الْاَوْلِيَاءِ قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی وَلَا يُحِيطُوْنَ بِشَيْءٍ مِنْ عِلْمِهِ اِلَّا بِمَا
 شَاءَ وَقَالَ تَعَالٰی عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهَرُ عَلٰی غَيْبِهِ اَحَدًا اِلَّا مَنْ ارْتَضٰی
 مِنْ رَّسُوْلٍ (یعنی باعتبار ذات کے کسی نفس کو کل کی خبر نہیں۔ لیکن اللہ کے جتانے سے
 بندے کو کوئی روکاوٹ بھی نہیں۔ جیسا کہ تمام انبیاء اور بعض اولیاء کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا
 کہ اللہ کے علم سے کوئی احاطہ نہیں کر سکتا مگر جو اللہ چاہے۔ اور فرمایا کہ اللہ غیب کو جاننے
 والا ہے سوائے اللہ کے کسی کو اس کے غیب کی اطلاع نہیں۔ سوائے اس رسول کے کہ

جس کو اللہ برگزیدہ کرے۔)

۶۶۔ الْحَقُّ أَنَّهُ لَمْ يَخْرُجْ نَبِيًّا مِنَ الدُّنْيَا حَتَّى أَطْلَعَهُ اللَّهُ عَلَى بِلَکِ الْخَمْسِ وَلَكِنَّهُ أَمَرَ بِحُجْمِهَا (ہم بات یہ ہے کہ نبی ﷺ دنیا سے نہیں نکل ہوئے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے ان خمسہ امور کے علم پر آپ کو مطلع فرمایا۔ اور لیکن ان کے چھپانے کا بھی حکم فرمایا)

اس سے صاف ظاہر ہے کہ نبی ﷺ کو ان پانچ چیزوں کا علم عطا کیا گیا۔

۶۷۔ خصال کبرے شریف {۱۹۵} ذَهَبَ بَعْضُهُمْ إِلَى أَنَّهُ نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ أَوْتِيَ عِلْمُ الْخَمْسِ أَيْضًا وَعِلْمُ وَلَتِ السَّاعَةِ وَالرُّوحِ وَإِنَّهُ أَمَرَ بِحُجْمِ ذَلِكَ (بعض اس طرف گئے ہیں کہ نبی ﷺ کو پانچ چیزوں کا بھی علم دیا گیا ہے۔ قیامت کے وقت کا بھی اور روح کا بھی اور آپ کو ان کے چھپانے کا حکم دیا گیا)

۶۸۔ الا بریز مصنفہ حافظ عبدالعزیز دباغ رحمۃ اللہ علیہ ص ۱۶۷ لَقَالَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ وَعَنْ سَادَاتِنَا الْعُلَمَاءِ وَكَيْفَ يَخْفَى أَمْرُ الْخَمْسِ عَلَيْهِ ﷺ وَالْوَاحِدُ مِنْ أَهْلِ التَّصَرُّفِ مِنْ أُمَّتِهِ الشَّرِيفَةِ لَا يُمْكِنُهُ التَّصَرُّفُ إِلَّا بِمَعْرِفَةِ هَذِهِ الْخَمْسِ (فرمایا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اور بڑے بڑے علماء سے کہ پانچوں امور کا علم نبی ﷺ پر کیسے مخفی ہو سکتا ہے۔ حالانکہ آپ کی امت شریفہ کے اہل تصرف سے کسی ایک کو تصرف کی قدرت نہیں ہوتی۔ جب تک کہ ان پانچ اشیاء کا اس کو علم نہ ہو۔)

۶۹۔ کشف الغمہ عن جمیع الامتہ {۲} وَأُوتِيَ عِلْمُ كُلِّ شَيْءٍ حَتَّى الرُّوحِ وَالْخَمْسِ الَّتِي فِي آيَةِ إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ (اور نبی ﷺ کو کل شے کا علم دیا گیا۔ حتیٰ کہ روح کا اور ان پانچ کا بھی جو) إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ آیت میں ہیں۔

۱۔ قسطلانی $\{ \frac{1}{18} \}$ صِحَّةُ النُّبُوَّةِ تَسْتَلْزِمُ اِطْلَاعُ النَّبِيِّ $\{ \frac{1}{18} \}$ عَلَى جَمِيعِ
الْمَغْفِيَّاتِ (بے شک نبوت کی صحت مستلزم ہے کہ تمام مغفیات پر نبی $\{ \frac{1}{18} \}$ کو اطلاع ہو)
۲۔ تہذیبات الہیہ مصنفہ شاہ ولی اللہ صاحب $\{ \frac{1}{18} \}$ علم حق در علم صوفی کم شود
(اللہ کا علم صوفی کے علم میں کم ہو جاتا ہے)

”وہابی“ تم نے قرآن وحدیث واقوال بزرگاں سے نبی $\{ \frac{1}{18} \}$ کا علم کلی وکل ثابت کرنے
کی بڑی کوشش کی ہے۔ لیکن نبی علیہ السلام کو منافقین کا علم نہیں تھا۔ دیکھو قرآن شریف:-
توبہ $\{ \frac{1}{18} \}$ وَمِنْ حَوْلِكُمْ مِنَ الْأَعْرَابِ مُنَافِقُونَ وَمِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ
مَرَكُؤُ عَلَى النِّفَاقِ لَا تَعْلَمُهُمْ فَمَنْ نَعْلَمُهُمْ سَنُعَذِّبُهُمْ مَرَّتَيْنِ فَمَنْ يَمُرُّوْنَ
إِلَى عَذَابٍ عَظِيمٍ (اور بعض اعراب سے جو آپ کے گردا گرد ہیں منافق ہیں اور
بعض مدینہ والوں سے نفاق پر اڑے ہوئے ہیں تو ان کو جلدی وگنا عذاب کریں گے
پھر وہ بڑے عذاب کی طرف لوٹائے جائیں گے) اس آیت میں اللہ تعالیٰ
نے لَا تَعْلَمُهُمْ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ ایسا جملہ فرمایا جس نے تمہاری کلی کو توڑ کر رکھ دیا۔

”محمد عمر“ ذرا گستاخی سے کام نہ لو۔ یہ کلی نبی $\{ \frac{1}{18} \}$ کے علم کی طرف منسوب ہے ایسے
الفاظ آپ کی نسبت نکالنا کفر ہے۔ باقی رہا اللہ تعالیٰ کا فرمانا لَا تَعْلَمُهُمْ نَحْنُ
نَعْلَمُهُمْ تو اس کا جواب اللہ تعالیٰ نے اپنے محاورے کو سمجھانے کے واسطے سَنُعَذِّبُهُمْ
مَرَّتَيْنِ فرمایا ہے۔ یہ محاورہ اس وقت استعمال کیا جاتا ہے۔ جب کسی دوست کے
مقابلہ میں اس کے دشمن کو ضروری سزا دینی مقصود ہو تو دوست کی طرف مخاطب ہو کر اور
دشمن کی طرف تہدید کی نظر اٹھا کر کہا جاتا ہے کہ تو نہیں جانتا یہ منکر بڑا بے ایمان ہے۔
میں اس کو جانتا ہوں۔ تاکہ دوست کے علم پر ہی موقوف رکھے۔ اور اس کی سفارش نہ
کرے۔ ایسے ہی اللہ تعالیٰ کا اس مقام پر لَا تَعْلَمُهُمْ فرما کر آپ کی بے علمی مراد نہیں

لے رہا۔ بلکہ ان کی بے ایمانی کو سختی سے اظہار کرنا مقصود ہے تاکہ نبی ﷺ ان کی منافقانہ چال کو دیکھ کر اپنی رحمت سے چھڑا نہ لیں۔ اور آپ کے علم منافقین کے متعلق اللہ تعالیٰ نے دوسری جگہ وضاحت فرمائی ہے۔

۷۲۔ مائدہ ۶/۸ { فَتَرَى الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ (آپ ملاحظہ فرماتے ہیں۔ ان لوگوں کو جن کے دلوں میں بیماری ہے)

اگر آپ کو منافقین کے نفاق کا علم نہیں تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کے نفاق کی رویت کو نبی ﷺ کے واسطے کیوں فرمایا۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپ منافقین کے دلوں کی مرض کو جانتے ہیں۔ اور ملاحظہ فرما رہے ہیں۔

”وہابی“ نبی ﷺ کو کفار نے مشورہ کر کے چند سوالات کئے روح کے متعلق۔ ذوالقرنین کے متعلق اور اصحاب کہف کے متعلق۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ کل جواب دوں گا۔ دوسرے دن پھر انہوں نے سوال کیا تو آپ نے پھر فرمایا کل جواب دوں گا۔ ایسے ہی آپ کل پر ڈالتے رہے لیکن وحی بند رہی۔ اللہ کی طرف سے کوئی اشارہ نہ ہوا۔ آخر کئی دن کے بعد یہ آیت نازل ہوئی۔ وَلَا تَقُولَنَّ لِشَايٍ اِنِّي فَاعِلٌ ذَالِكَ غَدًا اِلَّا اَنْ يَّشَاءَ اللّٰهُ

”محمد عمر“ پہلے تو دریافت طلب امر یہ ہے۔ کہ کیا نبی ﷺ نے جو جواب اللہ کے اشارے سے فرمانا ہوتا تھا۔ اس پر انشاء اللہ استعمال فرماتے تھے؟ یا امور امتحانیہ یا امور شرعیہ پر کبھی آپ نے انشاء اللہ فرمایا ہو؟ نہیں۔ آپ کو جب کبھی اپنے امور کے متعلق کوئی کام کرنا مطلوب ہوتا تو انشاء اللہ فرماتے۔ باقی امور میں تو آپ کا ہاں کرنا سوائے اشارے الہیہ کے ہو سکتا ہی نہ تھا۔ خصوصاً جب نبی علیہ السلام نے امتحان سے کفار کے ساتھ مقابلہ ہو تو اس وقت اللہ تعالیٰ کی معیت بھی خاص طور پر ہوتی ہے۔ اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی بغیر اشارہ الہیہ کے کلام نہیں فرماتے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے بھی ارشاد فرمایا۔

عجم ۲۷} وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ (اور نہیں بولتے نبی ﷺ اپنی نفسانی خواہش سے۔ نہیں ہے وہ (آپ کا فرمان) مگر اشارہ جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اشارہ کیا گیا ہو) جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام کو بھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا اِنِّیْ مَعَكُمْ اَسْمَعُ وَاَرٰی کہ میں تم دونوں کے ساتھ ہوں۔ میں تمہاری بات کو غور سے سنوں گا اور غور سے دیکھوں گا یہ ارشاد الہی اس واسطے تھا کہ موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کے مقابلہ میں اللہ کے سامنے اپنا عجز ظاہر فرمایا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم دونوں بھائی فرعون کی طرف جاؤ۔ مقابلہ کے وقت میں تمہاری بات کو غور سے سنوں گا۔ اور غور سے دیکھوں گا۔ اور میری معیت تمہارے ساتھ ہوگی۔ کیا اس سے کوئی کند ذہن یہ اندازہ لگا سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر وقت سمیع و بصیر نہیں۔ اس موقع پر فرمایا کہ اِنِّیْ اَسْمَعُ وَاَرٰی ہر گز نہیں۔ بلکہ اس مقام پر اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان موسیٰ علیہ السلام کو اس لئے ہوا تا کہ اس تاکید خصوصی سے موسیٰ علیہ السلام کو تسلی ہو جائے اور وہ ان میں کمزوری کا خیال جو فرعون کے مقابلے کے واسطے جم گیا ہے وہ دور ہو جائے۔ اور یہ بھی ثابت کرنا تھا۔ کہ جب تم فرعون سے مقابلہ کرو گے تو اس وقت میں تمہاری ہی بات کو سن کر قبول کروں گا۔ اور فرعون کی بات کو تمہارے مقابلے میں ٹھکرا دوں گا۔ اور اری اس لئے فرمایا کہ اگر مقابلہ میں تم پر فرعون بلا دلائل حملہ آور ہو تو میری رویت خصوصی تمہاری جانب ہوگی۔ فرعون کی طرف میری توجہ بھی نہ ہوگی۔ اور جس طرف میری توجہ ہوگی گا میابی اسی کی ہے۔ لہذا میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ میری ہر قسم کی معصیت تمہارے ساتھ ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کے اس فرمان نے موسیٰ علیہ السلام کا حوصلہ اتنا بلند کر دیا کہ سیدھے فرعون کی طرف پہنچے اور بلا خوف اس کو اپنے خدا کی دعوت دی۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کی وعدہ ایفائی موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ یہاں تک رہی کہ بوقت غرق فرعون نے اَمْنَتْ بِرَبِّ مُوسٰی وَهَارُونَ (کہ میں موسیٰ علیہ السلام و ہارون

علیہ السلام کے رب کے ساتھ ایمان لے آیا ہوں) بھی کہا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے مومن علیہ السلام کے اس معبودہ وعدہ کو ایسا کرتے ہوئے الانَ وَلَقَدْ عَصَتْ مِنْ قَبْلِ فِرْکر چلانے ہوئے فرعون کو فرق کر دیا۔ اور اس کی ایک نہ سنی یہ ہے اللہ تعالیٰ کی معیت خاصہ اپنے انبیاء علیہم السلام کے ساتھ ایسے ہی تمام انبیاء علیہم السلام سے بالاتر مصیبت الہیہ نبی پاک ﷺ کے ساتھ ہے کیا باقی انبیاء علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ اپنے مخالفین پر بوقت مقابلہ اپنی معیت کا اظہار کرتے ہوئے غالب کریں۔ اور نبی ﷺ کو بوقت مقابلہ کفار معاذ اللہ عاجز کریں۔ جن کی ہوت اور قلبہ قیامت تک رہنا تھا۔ یہ قانون خداوندی کے خلاف ہے۔ جو تم نے سمجھا ہے کہ اگر آپ کو فیہ ہو تو پہلے ہی انشاء اللہ فرمادیتے۔ کیونکہ آپ کا فرمانا اَنْخِبرُكُمْ عَدَا (میں تمہیں کل خبر دوں گا) یہ ہیئت اللہ کا ہی فرمانا ہے۔ کیونکہ اللہ نے ہی فرمایا ہُوَمَا يَنْطَلِقُ عَنِ الْهَوَىٰ تَوْحٰی کا بندر ہنا صرف امتحان کے لیے ہی تھا کہ آیا میرا محبوب میرے قانون پر کتنا عمل کرتے ہیں اور یہ امتحان اللہ کو اپنی ذات کے لئے مطلوب نہ تھا بلکہ نبی ﷺ کی حقیقت، واصلیت و نبوت کے اظہار کے لئے تھا۔ تاکہ مخالفین نبوت کو یہ ثابت ہو جائے کہ نبی ﷺ کی نبوت اپنی ذاتی اختراع نہیں ہے اور یہ فیہی خبر بھی آپ کی اختراعی نہیں ہے۔ بلکہ نبوت بھی عطائے الہی ہے اور فیہی خبر بھی عطائے الہی سے متعلق ہے۔ انبیاء کو علم ضرور ہوتا ہے۔ جیسا کہ نبی ﷺ کو بھی ان اشیاءِ معلومہ کا علم ضرور تھا۔ لیکن وََمَا يَنْطَلِقُ عَنِ الْهَوَىٰ کے آپ حامل تھے بغیر اشارہ الہیہ اپنے علم کو نطق سے ظاہر نہ فرما سکتے تھے۔ کفار کے سامنے آپ کے اسی عمل کا یقین دلانا مقصود تھا۔ نہ کہ کفار کے سامنے عاجز کرنا مقصود تھا۔ جو تم نے سمجھا ہے۔ کیونکہ باقی ہر بات جب کوئی سوال کرے تو آپ کو اشارہ الہیہ فوراً اظہار کی اجازت بخشے۔ لیکن اس موقع پر اظہار کی اجازت ملتی ہی نہیں تو اس کا مطلب یہی ہوگا۔ کہ بات کو ذرا مہلت دے کر اور مہلت

دے کر جواب کی اجازت دی جائے تاکہ آپ ی نبوت کا ظہور اللہ کی طرف سے کفار کے سامنے مضبوط ہو جائے۔

یہ ہے جواب اس امر کا کہ آپ کو وحی یعنی اشارہ الہیہ کئی دن تک نہ ہوا۔

باقی رہا وَلَا تَقُولَنَّ لِشَايٍ اِنِّي فَاعِلٌ ذَالِكَ غَدًا اِلَّا اَنْ يُّشَاءَ اللّٰهُ (اور نہ کہئے کسی چیز کو کہ میں اس کو کل کرنے والا ہوں۔ مگر مشیت الہی سے) یعنی انشاء

اللہ فرما دیا کرو تو یہ اللہ تعالیٰ کا فرمان آئندہ کے لئے قانون مقرر فرما رہا ہے۔ نہ کہ

ما قبل کی سرزنش ہو رہی ہے کہ تم نے انشاء اللہ کیوں نہیں کہا۔ یہ تمہارا اجتہاد غلط ہے۔

جیسا کہ حضرت عمرؓ نے عبد اللہ بن ابی کے جنازے کے وقت نبی ﷺ کا کپڑا کھینچا۔

جس اشارے کا مطلب یہ تھا۔ کہ یہ منافق ہے اس کے نفاق کی توثیق قرآن پاک

میں آچکی ہے۔ آپ اس کا جنازہ نہ پڑھائیے۔ لیکن نبی ﷺ نے حضرت عمرؓ کے ہاتھ

کو پیچھے ہٹاتے ہوئے اور مشورے کو نہ قبول فرماتے ہوئے عبد اللہ ابن ابی پر نماز

جنازہ پڑھادی تو بعد میں آیت نازل ہوئی۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہتے کہ آپ کی مشیت

کے خلاف حکم جاری فرمائیں۔ تو اسی وقت نماز سے بند کرنے کے واسطے اشارہ الہیہ

فورا ہو جاتا یا آنا فانا جبرئیل ہی تشریف لے آتے کہ اس منافق کی نماز جنازہ نہ

پڑھائیے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کی مشیت کے خلاف نہ کرتے ہوئے اسی وقت فورا

حکم نازل نہیں فرمایا۔ بلکہ بعد از ادائے نماز جنازہ مَوَلَا تُصَلِّ عَلَىٰ اَحَدٍ مِنْهُمْ

مَّا تَاَبَدَّا آیت نازل فرمائی۔ کہ آپ آئندہ کے لئے اگر کوئی بھی منافقوں سے مر

جائے تو اس کی نماز جنازہ نہ پڑھیے۔ حالانکہ اس سے پہلے یہ آیت نازل ہو چکی تھی۔

اَسْتَغْفِرُ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرُ لَهُمْ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِينَ مَرَّةً فَلَنْ يَغْفِرَ اللّٰهُ

لَهُمْ ذَالِكَ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ (یا

رسول اللہ ﷺ بخشش مانگئے ان کے لئے یا نہ بخشش مانگئے ان کے لئے۔ اگر ان کے

لئے آپ ستر دفعہ بخشش مانگیں گے تو اللہ ان کو نہ بخشے گا یہ اس سبب سے کہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ کفر کیا ہے۔ اور اللہ فاسقوں کی قوم کو ہدایت نہیں دیتا۔ پہلے تو اس امر کو دیکھنا ہے کہ اس آیت سے اللہ تعالیٰ کا مقصد منافقین کے اعمال پر سرزنش ہے یا نبی ﷺ کو۔ تو اس آیت کریمہ سے صاف ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے منافقین کے جرموں کا ایسا سختی سے اظہار فرمایا ہے۔ کہ اگر آپ ستر دفعہ بھی ان کے لئے بخشش طلب کرو تو اللہ ان کو نہیں بخشے گا۔ اس کا سبب اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں بھی بیان فرمایا ہے ذَالِكَ بِأَنَّهُمْ كَفَرُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ کہ نہ بخشے کا سبب یہ ہے کہ وہ آپ کے بھی منکر ہیں اور اللہ کے بھی۔ اس لئے وہ قابل بخشش نہیں ہیں اور اس کی شرح دوسرے مقام پر بیان فرمائی المنفقون سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ أَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ أَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ لَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَهُمْ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ (ان پر آپ کا ان کے واسطے بخشش مانگنا اور نہ مانگنا یکساں ہے۔ اللہ انکو ہرگز نہیں بخشے گا۔ بے شک اللہ فاسقوں کی قوم کو ہدایت نہیں دیتا) تو اللہ تعالیٰ نے ان کی عدم بخشش کی یہ خاص وجہ فرمائی کہ وہ آپ کی بخشش طلب کرنے کے قدر دان نہیں ہیں۔ آپ کا بخشش طلب کرنا اور نہ کرنا چونکہ ان پر یکساں ہے۔ اس واسطے اللہ تعالیٰ ان کو ہرگز نہیں بخشے گا۔ چنانچہ نبی ﷺ نے اسی مقام پر ارشاد فرمایا۔

بخاری شریف ۱۶۹۱ { فَلَمَّا أَرَادَ أَنْ يُصَلِّيَ عَلَيْهِ جَذَبَهُ عُمَرُ فَقَالَ أَلَيْسَ اللَّهُ نَهَاكَ أَنْ تُصَلِّيَ عَلَى الْمُنَافِقِينَ فَقَالَ أَنَا بَيْنَ خَيْرَ تَيْنِ قَالَ اسْتَغْفِرُ لَهُمْ أَوْ لَا تَسْتَغْفِرُ لَهُمْ إِنْ تَسْتَغْفِرُ لَهُمْ سَبْعِينَ مَرَّةً فَلَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَهُمْ فَصَلَّى عَلَيْهِ فَنَزَلَتْ وَلَا تُصَلِّ عَلَى أَحَدٍ مِنْهُمْ مَاتَ أَبَدًا وَلَا تَقُمْ عَلَى قَبْرِهِ (جب آپ نے عبد اللہ بن ابی کے نماز جنازے کا ارادہ فرمایا۔ تو حضرت عمرؓ نے آپ کو کھینچا۔ پھر عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ کہ آپ کو اللہ نے منافقین پر نماز جنازہ

پڑھنے سے روکا نہیں؟ تو آپ نے فرمایا کہ استغفر لہم اولاستغفر لہم اللہ تعالیٰ نے فرما کر مجھے دونوں کا اختیار دیا ہے۔ میں ان کے لئے بخشش مانگوں یا نہ مانگوں (کیونکہ لفظ او سے اللہ نے ارشاد فرمایا ہے) تو آپ نے اس پر نماز پڑھی تو بعد ازاں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ کہ یا رسول اللہ ﷺ منافقین سے کوئی بھی مرے آپ اس پر نماز جنازہ بھی نہ پڑھیے۔ اور نہ اس کی قبر پر آپ کھڑے ہوئے) تو کیا قرآن مجید کا سمجھنا نبی ﷺ پر موقوف ہے اور تمہیں آپ کی تقلید واجب ہے یا تمہیں بھی کوئی اختیار ہے کہ تم نبی ﷺ کی سمجھی ہوئی تفسیر کے عمل کرے پر اپنے اجتہاد کو دخل دے کر آپ کی ذات پر اعتراض کرو۔ بلکہ دوسرے مقام پر مذکور ہے۔

۷۳۔ بخاری شریف ۱۸۲۱ { قَالَ اِنِّیْ خَیْرُ ثَ فَاُخْتَرْتُ لَوْ اَعْلَمْتُ اِنِّیْ اِنْ زِدْتُ عَلٰی السَّبْعِیْنَ یُغْفَرُ لَہٗ لَزِدْتُ عَلَیْہَا (نبی ﷺ نے فرمایا کہ میں اختیار دیا گیا ہوں تو میں مختار ہوں اگر میں جانوں کہ میں ستر پر زیادہ کروں تو اس کو بخشا جائے گا تو میں اس پر زیادہ بھی کر دوں) تو نبی ﷺ کو آپ کے اس فرمان کے مطابق اختیار کلی ثابت ہوگا۔ ایک مسئلہ اس حدیث پاک سے آپ کا مختار کل ہونا ثابت ہو گیا۔ جس بنا پر آپ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے اختیار دیا گیا ہے اور میں مختار ہوں۔ چنانچہ آپ نے اپنے اسی اختیار کلی پر عمل بھی فرمایا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی اس بخشش کی قدر منافقین کو نہ کرتے ہوئے دیکھا تو آئندہ کے لئے نبی ﷺ کو ان پر نماز جنازہ پڑھانے سے روک دیا عبد اللہ بن ابی پر پڑھے ہوئے جنازے کو ان کے متعلق کسی قسم کا اعتراض نہیں فرمایا۔ یہ ضمنا آپ کے ایک بھاری اعتراض کا جواب دیا گیا ہے۔ کیونکہ یہ پہلے سوال کے ہم مثل تھا۔ کہ جیسا کہ یہ حکم آئندہ کے لئے ہے آپ کے عدم علم پر دال نہیں۔ جیسا کہ تم نے سمجھا ہوا ہے۔ ایسے ہی آیت گزشتہ وَلَا تَقُولْنَ لِشَآءِ آئندہ کے لئے اللہ

تعالیٰ نے یہ قانون مقرر فرمایا ہے۔ اس سے قبل نہ یہ قانون الہی مقرر تھا۔ اور نہ اللہ تعالیٰ گرفت کر سکتے ہیں اور نہ تم کہہ سکتے ہو کہ آپ کے لسیان پر معاذ اللہ یہ آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عتاب ہوا ہے۔ بلکہ یہ اللہ تعالیٰ نے آئندہ کے لیے آپ کی ذات پاک سے خبر کم کا بوجھ ہی اٹھا دیا اللہ تعالیٰ نے آپ کی دلیل نبوت کو کفار کے واسطے مضبوط کرتے ہوئے اپنے محبوب پاک ﷺ کی اس انتظار کو بھی گوارہ نہیں فرمایا بلکہ فرمایا آپ وحی کی اتنی انتظار کیوں فرما رہے ہیں۔ آئندہ یہ تکلیف گوارا نہ فرمائیے۔ بلکہ اپنے ارشاد کے ساتھ انشاء اللہ کی قید لگا دیا کیجئے۔ تاکہ آپ پر کسی قسم کا اعتراض ہی نہ رہے۔ تو ان کے اعتراض کو دور کرنے کے واسطے آپ ہر بات کو انشاء اللہ فرما کر میرے سپرد کر دیا کیجئے۔ تاکہ آپ پر اعتراض ہی نہ رہے۔ اس بوجھ انتظار کو اللہ تعالیٰ نے ناگوار فرماتے ہوئے الا ان یشاء اللہ ارشاد فرمایا۔ اور اگر کوئی کہے کہ پھر بھی آپ کے علم کی نفی ہوئی کہ اگر آپ کو علم غیب کلی ہوتا تو آپ کو اس امر کے نزول کی خبر ہونی چاہیے تھی پہلا جواب تو یہ ہے کہ آپ اگر قبل از وحی ہی انشاء اللہ فرمادیتے تو یہ قانون الہی باقی امت کے واسطے کیسے مقرر ہو سکتا تھا۔ اور دوسرا جواب یہ ہے کہ علم غیب کلی میں اللہ کا بے انتہا علم ہم نے کب شامل کیا ہے۔ ہمارا تو عقیدہ یہ ہے کہ نبی ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عالمین کا غیب کلی حاصل ہے۔ نہ کہ اللہ تعالیٰ کا علم اللہ تعالیٰ کے علم کو تو تم نے کل اور بعض سے متصف کیا ہوا ہے۔ ہمارے نزدیک تو اللہ کا علم بے انتہا ہے۔ اس کے علم پر مخلوق سے کسی کا علم محیط نہیں ہو سکتا۔ تم ایسا اعتراض کر رہے ہو جو اللہ کے علم سے متعلق ہے نہ کہ مخلوق کے علم سے۔ اور ہمارا دعویٰ نبی ﷺ کے متعلق مخلوق کے غیب کا ہے نہ خالق کے علم کا۔ یہ اعتراض اس آیت کے اجتہاد سے جو تم نے نبی ﷺ کے متعلق استنباط کیا ہے غلط ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ تو آپ کو عطا کرنے والا ہے۔

”وہابی“ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے نَوْمَانِیْخْلَمُ بِجُنُودِکَ اِلَّا هُوَ (اور اللہ کے لشکر کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا) تمہارا یہ دعویٰ ہے کہ نبی ﷺ کو مالین کا علم ہے اور اللہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے لشکر کو جس سے ملائکہ مراد ہیں سوائے اللہ کے کوئی نہیں جانتا۔ یعنی جنود ملائکہ اتنے بڑے ہیں کہ ان کے لشکروں کو کوئی نہیں جانتا۔

۴۔ ”محمد عمر: اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اِلَّا حِزَابِ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِکَتَهُ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ (بے شک اللہ اور اس کے تمام فرشتے نبی ﷺ پر درود بھیجتے ہیں۔ تمہارا یہ ایمان ہے کہ تمام ملائکہ نبی ﷺ پر درود بھیجتے ہیں۔ اگر ہے تو سوال یہ ہے کہ وہ تمام صلواتیں پہنچتی کہاں ہیں تو یہ بھی ماننا پڑے گا۔ کہ تمام صلواتیں ملائکہ کی ہوں یا کسی اور کی یا خداوند تعالیٰ کی وہ تمام آپ کے دربار میں ہی پیش ہوتی ہیں کیا تمام جو رب کی صلواتیں آپ کے دربار میں پہنچتی ہیں تو نبی ﷺ کو یہ بھی علم ہوتا ہے کہ فلاں فرشتہ فلاں مقام سے عالم علوی میں ہو یا سفلی میں مجھ پر درود بھیج رہا ہے۔ تم یہ کہتے ہو کہ نبی ﷺ کو ملائکہ کا علم نہیں۔ میں کہتا ہوں کہ ملائکہ کا علم تو معمولی بات ہے ملائکہ کے وظائف کا علم اور ان تمام کے مقامات پر بھی آپ مطلع ہیں)

”وہابی“ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے۔ کہ یا رسول اللہ ﷺ تم لوگوں کو فرما دو مَا اَدْرِیْ مَا یَفْعَلُ بِیْ وَلَا بِکُمْ (نہیں جانتا میں جو کچھ میرے ساتھ کیا جائے گا اور جو کچھ تمہارے ساتھ کیا جائے گا) تو اس آیت پاک سے صاف ظاہر ہے کہ آپ کو اپنی ذات کے متعلق کوئی خبر نہیں کہ کل میرے ساتھ کیا ہوتا ہے۔ چو جائیکہ تم تمام جہانوں کے خبردار آپ کو مانتے ہو۔

محمد عمر: تمہارا اس آیت کو حجت کے واسطے پیش کرنا درست نہیں کیونکہ یہ آیت منسوخ ہے۔

تفسیر ابن کثیر ۴/۱۵۵} قال علی بن ابی طلحة عن ابن عباس رضی اللہ

تَعَالٰی عَنْهُمَا فِي هَذِهِ الْآيَةِ نَزَلَ بَعْلُهَا لِيُغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ بِقَوْلِهِ تَعَالٰی لِيُغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ

وہابی: اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے۔ وَرُسُلًا قَدْ قَصَصْنَاهُمْ عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ وَرُسُلًا لَمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ (اور بعض پہلے رسولوں کا قصہ ہم نے آپ پر بیان کیا ہے اور بعض رسولوں کا واقعہ آپ پر بیان نہیں کیا) اس آیت سے ثابت ہوا۔ کہ نبی ﷺ کو تمام انبیاء کا علم نہ تھا۔ حالانکہ تم نبی ﷺ کے واسطے غیب کلی کے قائل ہو۔

محمد عمر: تمہارا یہ شیعہ ہے کہ تم نبی ﷺ کی صفات کے واسطے اعتراضات تراشتے رہتے ہو۔ کیا یہ بھی جزء ایمان ہے؟ اگر آپ ایسے ہی ناواقف تھے تو تم کو علم کیسے آ گیا۔ ایسے ناواقف نبی کا امتی بننا میرے خیال میں تو تمہاری توہین ہے خدا را کچھ سوچو اور جستجوئے تنقیص رسول اللہ ﷺ چھوڑ دو۔ اس کا پہلا جواب یہ ہے کہ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی تو کیا اس کے بعد وحی بند ہو گئی تھی؟ جو تم نے یقین کر لیا۔ کہ آپ کو بعض کا علم ہے اور بعض کا نہیں۔ حالانکہ یہ آیت قرآن مجید ہی کے متعلق ہے۔ کہ ہم نے ابھی آپ پر قرآن میں بعض انبیاء کا واقعہ بیان کیا اور بعض کا نہیں۔ دوسرا جواب یہ ہے۔ کہ دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے اس کا جواب دیا ہے۔

هود ۱۲۱ {وَكُلًّا نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ أَنْبَاءِ الرُّسُلِ (اور یا رسول اللہ ﷺ ہم نے

آپ پر تمام رسولوں کی تھوڑی تھوڑی خبریں بیان کی ہیں) تاکہ کلام طول نہ ہو جائے (اس آیت کریمہ سے صاف ظاہر ہے اور منکرین کا منہ اللہ تعالیٰ نے بند کر دیا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کو یہ علم تھا کہ میرے نبی ﷺ پر انبیاء کے علم کے متعلق معترض ہوں گے۔ اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے الرسل کو جمع بیان فرمایا۔ اور اس جمع پر ال کو داخل

کیا۔ جو فائدہ عموم کا دیتا ہے۔ پھر تمام شکوں کو رفع کرنے کے واسطے لفظ کل کو داخل فرمایا۔ تاکہ یہ بات واضح ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کو کل رسولوں کا علم عطا فرمایا ہے۔ بعض جہال سے یہ اعتراض کرتے ہیں جو اپنی کم علمی کا ثبوت دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ من انباء الرسل میں من تبعیضہ ہے۔ لیکن وہ بیچارے ایسے علم سے کورے ہیں کہ من تبعیضہ انباء پر داخل ہے نہ رسل پر نہ رسل کا تعلق تو کل کے ساتھ ہے۔ یعنی کل رسولوں کے تھوڑے تھوڑے واقعات آپ پر بیان کئے گئے ہیں۔ اور یہ بھی صرف قرآن مجید کے متعلق ہے نہ کہ باقی وحی کے متعلق۔ تیسرا جواب یہ ہے کہ مسلم شریف ۱/۹۶ میں درج ہے۔ کہ نبی ﷺ نے تمام انبیاء کو مسجد اقصیٰ میں معراج کی رات جماعت کرائی۔ کیا ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر کو آپ نے نماز نہیں پڑھائی؟ کوئی ایسا نبی نہیں جس نے آپ کے پیچھے نماز نہ پڑھی ہو۔ جن کے متعلق آپ نے بھی ارشاد فرمایا:

مستدرک ۲/۵۹ { ابو ذرؓ سے روایت ہے۔ کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ گم

النَّبِيُّونَ قَالَ مِائَةُ أَلْفٍ وَارْبَعَةٌ وَعِشْرُونَ أَلْفَ نَبِيٍّ قُلْتُ كَمْ الْمُرْسَلُونَ مِنْهُمْ قَالَ ثَلَاثَةُ مِائَةٍ وَثَلَاثَةُ عَشَرَ وَذَكَرَ بَاقِيَ الْحَدِيثِ يَا رَسُولَ اللَّهِ تَمَامُ أَنْبِيَاءَ كَتَنَ هُنَّ - آپ نے فرمایا ایک لاکھ اور چوبیس ہزار نبی ہیں۔ میں نے عرض کی کہ ان سے رسول کتنے ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ کہ تین سو تیرہ۔ اس حدیث میں اس امر کی صاف دلیل ہے کہ نبی ﷺ کو تمام انبیاء کا بالتفصیل علم ہے۔ تمہارا یہ کہنا کہ آپ کو انبیاء اللہ کا علم نہیں۔ لہذا نبی ﷺ نے انبیاء اللہ کی تفصیل تو بجائے خود جھوٹے نبیوں کی تعداد بھی فرمادی۔ کیا تم اس حدیث کو بھول گئے ہو۔ جو نبی ﷺ نے فرمایا کہ میرے بعد تمیں دجال ہوں گے جو نبی ہوئے گا دعویٰ کریں گے۔ کیا یہ حدیث تم نے مرزائیوں کے مقابلہ میں پڑھنے کے واسطے یاد کی ہوئی ہے۔ اپنے عقیدے کو درست کرنے کے واسطے نہیں یا یہ حدیث کافی نہیں۔ کہ نبی ﷺ نے قیامت تک کے تمام

مستعملہ جموں نے انبیاء کی بھی فیسی اطلاع فرمادی۔ کیا یہ بغیر علم غیب کے فرمان کی ہو سکتا ہے۔ اگر نبی ﷺ کے اس علم غیب پر ایمان نہ لادے تو مرد امکا دیانی کو تمہیں سچا ماننا پڑے گا۔ بدلائل ثابت ہوا کہ نبی ﷺ کو اللہ کے سچے انبیاء کا بھی پورا علم ہے۔ جو آپ کی اقتدا میں داخل ہو چکے اور جموں نے انبیاء کا بھی پورا علم ہے جو آپ کی اقتدا میں داخل ہو چکے اور جموں نے انبیاء کا بھی جن کو آپ نے دجالوں کا خطاب دیدیا۔

وہابی: ترمذی شریف میں روایت ہے اور بخاری شریف میں بھی کہ قیامت کو نبی ﷺ کے سامنے بعض آدمیوں کو پکڑا جائے گا تو نبی ﷺ نے فرمایا کہ میں اس دن کہوں گا۔ اَصْبَحَیْ رَبِّ اَصْبَحَیْ تو ملائکہ کہیں گے اِنک لَا تَتَذَرِیْ مَا اَخَذْتُمْ اَبْعَدَکَ (بے شک تو نہیں جانتا۔ کہ تیرے بعد انہوں نے کیا کیا ہے) بڑے افسوس کی بات ہے کہ ملائکہ کہیں کو آپ و بعد کا علم نہیں اور تم کہو کہ کلی علم ہے۔ کچھ خدا کا خوف کرو۔

محمد عمر: تم نے نبی ﷺ پر نکتہ چینی کا ٹھیکہ لیا ہوا ہے۔ حدیث کے مائل و مابعد اور اس کی صحیح تم نہیں کر سکتے۔ اسی واسطے تم بلا سوچے مذہبی تقلید کے گڑھے میں گر رہے ہو۔ پہلے تو تمہیں یہی سوچنا چاہیے تھا۔ کہ یہ واقعہ جو آپ اپنا اور مجرموں کا فرما رہے ہیں یہ ہے کب کا۔ یہ قیامت کا واقعہ بھی تو غیب ہے۔ واقعہ ابھی قیامت کو ہوگا۔ اور اِنک لَا تَتَذَرِیْ ابھی ملائکہ کے ذہن میں بھی نہیں آیا قیامت کو آئے گا۔ آپ نے اسی وقت فرمادیا کہ میں یہ کہوں گا اور ملائکہ یہ کہیں گے۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ یہاں استفہام ہے۔ دیکھئے دوسری حدیث۔

مسلم شریف {۲/۴۴۹} فیقال اما شعرت ماعملو بعدک (تو کہا جائے گا کہ کیا آپ نہیں جانتے آپ کے بعد جو انہوں نے عمل کیا؟) یعنی آپ جانتے ہیں۔ ثابت ہوا کہ انک لَا تَتَذَرِیْ میں بھی استفہام ضرور ہے۔ تیسرا جواب۔

مسلم شریف ۱۲۶۱ { قالوا یا رسول اللہ اعرّفنا قال نعم (لوگ کہیں گے کہ یا رسول اللہ آپ ہمیں پہچانتے ہیں۔ تو آپ فرمائیں گے ہاں) وہابی: ان حرف تحقیق ہے اور تم کہتے ہو استفہام ہے۔

محمد عمر: کیا حرف تحقیق جہاں موجود ہو۔ تو وہاں استفہام نہیں آ سکتا؟ یہ آپ کو کس جاہل نے پڑھایا ہے۔ میں تمہیں قرآن شریف سے حوالہ بتاتا ہوں دیکھئے سورہ یوسف میں موجود ہے۔ ثم اذن مؤذن ایتھا العیر انکم لسا رقون (پھر معلن نے اعلان کیا کہ اے اونٹوں والو کیا تم چورو؟) اس مقام پر ان حرف تحقیق بھی موجود ہے اور استفہام بھی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ استفہام سے اقرار کو پکا کرنے کے لئے ان حرف تحقیق لایا جاتا ہے۔ تفسیر سے بھی اس کی تحقیق سن لیجئے۔

تفسیر خازن ۳۴۵ { اسی مذکورہ آیت کے ماتحت درج ہے ذَالِکَ النِّدَاءُ عَلٰی سَبِيلِ الاسْتِفْهَامِ دوسرے مقام پر لفظ اِنْ پر ہمزہ استفہام موجود ہے قَالُوا اِنَّکَ لَانتَ یُوسُفُ (یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے کہا۔ کہ تو یوسف ہے؟) یہ استفہام برائے ثبوت اقرار بحرف تحقیق اور ہمزہ استفہام بھی صاف طور پر داخل ہے۔ ثابت ہوا کہ اِنَّکَ لَا تَذَرِیْ مَا اَخَذَ ثُوْبَعْدَکَ کا مطلب بھی یہی ہے۔ جس میں استفہام انکاری ہے۔ کہ کیا آپ نہیں جانتے کہ انہوں نے آپ کے بعد کیا کیا؟ یعنی آپ جانتے ہیں کیونکہ ملائکہ جو آپ کے غلام ہیں ان کی کیا جرات ہے کہ رحمۃ اللعالمین ﷺ کے سامنے کہ جن پر وہ درود پڑھتے ہوں۔ اُن کو بے خبر کہہ دیں۔ وہ غلام بھی پاک اور ان کی غلامی بھی پاک۔ وہ ایسی گستاخانہ حرکت نہیں کر سکتے۔ یہ شکوہ آپ کا ہی ہے کہ جس کا کلمہ پڑھو اور درود بھی گا ہے بگا ہے مجبوراً پڑھ ہی لو۔ پھر معاذ اللہ ان کو بے علم بھی کہو۔

وہابی: حدیث شریف میں آتا ہے ”کہ نبی ﷺ نے ایک دن نماز پڑھائی تو آپ نے دو رکعت پر ہی سلام پھیر دیا۔ تو بڑے بڑے صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین بھی موجود تھے۔ لیکن کسی کو اعتراض کرنے کی جرات نہ ہوئی۔ ایک ذوالیدین بول اٹھا اور عرض کی۔ کہ یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ بھول گئے ہیں یا نماز قصر کی گئی ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ میں بشر ہوں بھولتا ہوں جیسا کہ تم بھول جاتے ہو جب تم سے کوئی شخص نماز میں بھول جائے اور وہ ابھی بیٹھا ہی ہو تو سجدہ سہو کر لے تو نبی ﷺ نے پھر کراہی وقت دو سجدے سہو کر لئے۔ اس حدیث سے دو مسئلے ثابت ہوئے۔ ایک تو آپ کی بشریت ثابت ہو گئی جس سے تمہارا عقیدہ باطل ہو گیا۔ کہ تم نبی علیہ السلام کو نور سمجھتے ہو۔ اور دوسرا یہ بھی ثابت ہوا۔ کہ آپ کو غیب کلی نہیں۔ کیونکہ آپ نے فرمایا میں بھول جاتا ہوں جیسا کہ تم بھولتے ہو۔ ورنہ آپ کو سجدہ سہو نکالنے کی کیا ضرورت تھی۔

محمد عمر: کسی بچے کی ماں چھوٹے بچے کو گود میں لے کر اس کو باتوں کا طریقہ سکھانے کے لئے ابتدا یہاں سے کرتی ہے۔ اماں بچے کو بار بار مخاطب کر کے اپنی زبان سے محض اماں کا لفظ ہی نکالتی ہے۔ اگلی پچھلی تمام کلام کو حذف کر دیتی ہے۔ اگر کوئی وہابی پاس سے گزرے تو وہ یہی کہے گا۔ کہ یہ بڑھیا بڑی بے وقوف ہے اپنے بیٹے کو اماں کہہ رہی ہے۔ لیکن وہ بڑھیا اس کو تعجباً نہ لہجہ میں ضرور جواب دے گی۔ کہ تمہاری اتنی عمر گزر چکی تمہیں یہ علم نہ ہوا کہ مائیں اپنے بچے کو ایسے ہی آسان کلمے سے تعلیم دیتی ہیں۔ میں بطور تعلیم اس کو کہہ رہی ہوں۔ تاکہ وہ بھی اپنی زبان سے یہی کلمہ نکالے نہ کہ میں بیٹے کو اماں کا لفظ پکار رہی ہوں۔ یہ تمہاری کم فہمی ہے۔ میری غلطی نہیں ہے۔ ایسے ہی چونکہ نبی ﷺ تمام کے روحانی باپ ہیں اور ہماری تعلیم کے لئے ہی آپ نے صرف دو رکعت پڑھ کر سلام پھیر دیا۔ اگر آپ ایسا کر کے یعنی بھول کر سجدہ سہو نہ نکالتے تو آپ کا تو بھولنا محال اور ہمارا بھولنا ضروری ہے۔ ہم اپنی بھول کو

کیسے درست کرتے۔ چنانچہ جو تم نے حدیث بیان کی ہے وہ ابن ماجہ کی ص ۸۵ پر ہے اور اس حدیث میں اختصار ہے۔ مکمل حدیث ص ۸۶ پر موجود ہے۔ جس کو امام بخاریؒ نے بھی دو مقام پر پوری حدیث بیان فرمائی ہے۔

بخاری شریف ۱/۶۹ و ۱/۱۶۴ { اس حدیث میں مذکور ہے کہ ذوالیدینؒ نے جب عرض کی یا رسول اللہ (ﷺ) اَنَسِيتْ اَمْ تُصِرْتَ الصَّلٰوةُ قَالَ لَمْ اَنْسَ وَلَمْ تُقْصِرْ کیا آپ بھولے ہیں یا نماز قصر کی گئی ہے تو آپ نے فرمایا کہ نہ میں بھولا ہوں اور نہ نماز قصر کی گئی ہے) کیا تمہیں نبی ﷺ کے ارشاد پر بھی یقین نہیں۔ آپ فرمائیں میں بھولا نہیں۔ اور تم کہو کہ آپ بھولے ہیں اور پھر طرہ یہ کہ آپ نے تو انگساری کے واسطے فرمایا۔ اور تم نے آپ کی انگساری ظاہر فرمانے پر نبی ﷺ کی تو قیر چھوڑ دی اور کہتے ہو کہ جیسے ہم بھولتے ہیں ویسے نبی ﷺ بھی بھولتے تھے میرے کہنے سے تو تم سیخ پا ہو جاؤ گے اور کہو گے کہ حنفی ہم پر بہتان لگاتا ہے۔ لیکن ذرا اپنے ایمان کو سامنے رکھ کر صحیح صحیح کہنا کہ تم نبی ﷺ کو اپنے مولویوں سے بھی کم نہیں جانتے؟ دیکھو مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری اپنی شان میں اپنے علم کو ظاہر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

نور تو حید ص ۴۰ { ”مسرت آمیز واقعہ۔ ایک واقعہ ایسا مسرت آمیز ہے کہ میں اپنی عمر کی کسی حالت میں نہیں بھولا۔ اور نہ بھول سکتا ہوں۔“

اب اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ تمہارا عقیدہ اپنے مولویوں کے متعلق اتنا بڑا ہے۔ کہ نبی ﷺ کو اپنے سے کم سمجھتے ہو۔ صرف تمہاری لہزش اس بنا پر ہے کہ تم اپنے علم پر فخر کرتے ہو۔ اور نبی ﷺ باوجود عالمین کے خبردار ہونے کے انسی کما تنسون فرماتے ہیں۔ اور واقعی اگر آپ کے ارشاد کو ظاہری عبارت پر ہی محمول کیا جائے اور حقیقتہً انگساری نہ سمجھی جائے۔ اور سمجھا جائے کہ آپ ہماری طرح ہی بھولتے ہیں تو اس سے صاف ظاہر ہو جائے گا۔ کہ آپ قرآن مجید میں بھی

بھولے ہوئے۔ اور بعض ان لوگوں کا کہنا تمہارے نزدیک سچا ہو جائے گا جو کہتے ہیں کہ قرآن مجید چالیس پارے تھے۔ میں پارے نبی ﷺ کو یاد رہے اور دس پارے آپ بھول گئے وہ ہمارے پاس ہیں۔ حالانکہ یہ عقیدہ رکھنے والے ہمارے نزدیک غلطی پر ہیں۔ اور وہی عقیدہ تمہارا ہے کہ نبی ﷺ ہماری طرح بھولتے ہیں۔ کچھ خدا کا خوف کرو اور آپ کے انکسار انہ کلمات کو حقیقت پر مبنی نہ سمجھو۔ ایسے ہی آپ کا فرمانا انا بشر متلکم یا آپ کی انکاری ہے۔ جس کی حقیقت آپ نے دوسرے مقام پر فرمائی ہے جس کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔ حدیث مذکورہ بالا کے متعلق اور تحقیق سن لیجئے۔

موطا امام مالک ص ۳۵ { اِنَّهُ بَلَغَهُ اَنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِنِّیْ لَا اُنْسِیْ اَوْ اُنْسِیْ لِاَسْنٍ. امام مالک گو یہ حدیث پہنچی ہے (کہ رسول اللہ ﷺ) نے فرمایا کہ میں بھلایا گیا ہوں۔ تاکہ سنت مقرر کروں میں)

شفا شریف ۲/۴۴۹ { لَسْتُ اُنْسِیْ وَلٰكِنْ اُنْسِیْ (میں نہیں بھولا اور لیکن میں بھلایا گیا ہوں، آگے دلیل فرمائی) (سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسِیْ اِلَّا مَا شَاءَ اللّٰهُ) اے مَا اَرَادَ اللّٰهُ تَعَالٰی اُنْسَاکَ اِیَّاکَ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ کہ یا رسول اللہ ﷺ جلدی ہم آپ کو پڑھا دیں گے۔ کہ تو نہ بھولے گا۔ مگر جو اللہ چاہے) یعنی اللہ تعالیٰ کا جہاں آپ کو بھلانے کا ارادہ ہو وہاں مشیت ایزدی کے ماتحت بھول کر طریقہ مسنونہ کو جاری فرمائیں گے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے کہ آپ کو میں ایسا پڑھا دوں گا کہ آپ نہیں بھولیں گے۔ مگر جہاں اللہ کی مشیت ہوگی کہ یہاں ذرا بھول جائیے تو آپ وہاں اس چیز کو ترک کر دیں گے۔ تو اس نے آپ کی بے علمی کا اندازہ نہ لگایا جائے گا۔ بلکہ یہ سمجھا جائے گا کہ پڑھانے والا اتنا زبردست ہے اور پڑھنے والے بھی اتنے بلند پایہ ہیں۔ کہ آپ اس پڑھے ہوئے کو بھول نہیں سکتے۔ بلکہ پڑھانے والے کے ارشاد کے مطابق آپ نے اس کو ترک کر دیا ہے۔ اور نسیان کا لفظ جب اللہ تعالیٰ اور اس کے

رسول ﷺ کے ساتھ آئے گا یعنی اس فعل نسیان کا فاعل جب اللہ اور اس کے رسول ﷺ ہوں تو وہاں معنی ترک کے ہی لئے جائیں گے جیسا کہ مفسرین نے بھی یہی معنی کئے ہیں۔ اور نسیان کے اصل معنی بھی ترک کے ہیں۔

ابن جریر $\frac{15}{131}$ { (وَإِذْ كُنَّا رَبَّكَ إِذْ أَنْسَيْتَ) مَعْنَاهُ وَإِذْ كُنَّا رَبَّكَ إِذْ أَنْسَيْتَ ذِكْرَهُ (معنی اس آیت کے یہ ہیں کہ اپنے رب کی یاد کرو جب تو اس کے ذکر کو چھوڑ دے) اس سے ثابت ہوا کہ جب فعل نسیان کو اللہ اور اس کے رسول علیہ السلام کی طرف منسوب کیا جائے تو معنی ترک کے ہونگے۔

وہابی: نبی ﷺ نے ستر آدمی قراء امداد کے لئے بھیجے تو وہ شہید کئے گئے۔ اگر آپ کو علم غیب ہوتا تو ان کو نبی ﷺ نہ بھیجتے۔ کیا آپ نے جانتے ہوئے ان کو شہید کروادیا؟

محمد عمر: نبی ﷺ کا رعل و زکوان و عصیہ و نبی لحيان کے ساتھ معاہدہ تھا۔ اس معاہدے کی بنا پر انہوں نے اپنے دشمن پر نبی ﷺ سے امداد چاہی۔ تو آپ نے ستر قراء انصار سے ان کے ساتھ بھیج دیئے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

بنی اسرائیل $\frac{15}{131}$ { وَأَوْفُوا بِالْعَهْدِ إِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُولًا (اور پورا کرو تم وعدے کو کیونکہ وعدہ کا سوال کیا جائے گا) اگر آپ ان کی امداد کے لئے آدمی نہ بھیجتے تو معاہدے کے خلاف تھا۔ ستر آدمی کو آپ کا بھیجنا آپ کے علم غیب پر وال ہے۔ کیونکہ آپ نے ایسے ستر آدمی چن کر بھیجے تو وہی بھیجے جنہوں نے وہاں درجہ شہادت حاصل کرنا تھا۔ اور ان پر تمہارا اعتراض کرنا کہ اگر وہ یہاں مدینہ طیبہ میں رہتے تو وہ زندہ رہتے یہ عقیدہ قرآن کریم کے خلاف ہے۔

نساء $\frac{5}{8}$ { إِنَّمَا تَكُونُوا يَدْرِكُكُمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنْتُمْ فِي فُرُوحٍ مُّشِيدَةٍ وَإِنْ تُصِبْهُمْ حَسَنَةٌ يَقُولُوا هَذِهِ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ وَإِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَقُولُوا هَذِهِ

من عندک قل کل من عند اللہ فما بضو لاء القوم لایکادون یفقہون حلبینا (جہاں کہیں بھی تم ہو تمہیں موت پائے گی اگرچہ تم گچ شدہ برجوں میں بند ہو جاؤ۔ اور اگر انہیں نیکی پہنچے (یعنی فتح) تو منافقین کہتے ہیں کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے۔ اور اگر انہیں برائی (شکست) پہنچے تو وہ کہتے ہیں کہ یہ آپ کی طرف سے ہے فرمایا دیجئے یا رسول اللہ ﷺ ہر چیز (فتح و شکست شہادت و واپسی بخیریت) اللہ کی طرف سے ہیں پھر کیا ہے اس قوم کو کہ یہ بات کو سمجھتے نہیں) یہ عقیدہ جو تم نے ظاہر کیا ہے کہ اگر نبی ﷺ ان کو نہ بھیجتے تو وہ بچ جاتے یہ عقیدہ منافقین کا ہے۔ جیسا کہ منافقین نبی ﷺ کے ساتھ کسی غزوہ میں جاتے تو اگر ان کو فتح حاصل ہوتی اور مال غنیمت بھی ہاتھ آتا تو وہ کہتے کہ یہ اللہ کی طرف سے انعام ہے۔ اور اگر ان کو شکست ہوتی یا ان سے کوئی آدمی شہید ہو جاتے۔ اس کو وہ برائی سمجھتے تھے تو وہ کہتے کہ یا رسول اللہ اس برائی کا سبب تم ہو۔ اگر تم نہ بھیجتے تو یہ حال کیوں ہوتا۔ اس سے ثابت ہوا کہ یہ عقیدہ تم نے منافقین سے لیا ہوا ہے۔ اور یہی نفاق تمہیں نبی ﷺ پر اعتراض کا موقعہ دیتا ہے۔ اور سنئے۔

ال عمران ۸۴ {يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ كَفَرُوا وَقَالُوا لَا خَافَتُنَا إِذَا ضَرَبُوا فِي الْأَرْضِ أَوْ كَانُوا غُزًى لَوْ كَانُوا عِنْدَ نَاصِيَاتِ الْعُقَبِ أَوْ قَتَلُوا لِيَجْعَلَ اللَّهُ ذَلِكَ حَسْرَةً فِي قُلُوبِهِمْ وَاللَّهُ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ. وَلَئِنْ قُتِلْتُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوْ مُتُّمْ لَمَغْفِرَةٌ مِنَ اللَّهِ وَرَحْمَةٌ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُونَ وَلَئِنْ مُتُّمْ أَوْ قُتِلْتُمْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ تَحْشَرُونَ (اے ایمان والو تم ان کافروں کی طرح نہ ہو جاؤ جنہوں نے اپنے بھائیوں کو کہا۔ جب وہ کہیں سفر کو گئے یا وہ لڑائی کو گئے۔ کہ اگر وہ ہمارے پاس ہوتے تو وہ نہ مرتے اور نہ قتل کئے جاتے۔ تاکہ اللہ تعالیٰ اس کو ان کے دلوں میں افسوس رکھے۔ اور اللہ ہی جلاتا ہے اور اللہ ہی مارتا ہے۔ اور جو تم عمل کرتے ہو اللہ تعالیٰ دیکھنے والا ہے۔ اور اگر تم اللہ کے

رستے میں مارے جاؤ یا مرجاؤ تو اللہ کی طرف سے بخشش ہے اور رحمت ہے۔ بہتر ہے اس چیز سے جو یہ لوگ جمع کرتے ہیں۔ اور اگر تم مرجاؤ یا قتل کئے جاؤ تو اللہ کی طرف تم اکٹھے کئے جاؤ گے)

اس آیت کریمہ سے یہ صاف ثابت ہو گیا۔ کہ یہی اعتراض جو تم نے کیا ہے کفار بھی آپ کے زمانے میں کیا کرتے تھے۔ اور دوستوں کے جانے پر افسوس کرتے تھے کہ اگر یہ نہ جاتے غزوہ ہو یا سفر تو یہ مارے نہ جاتے۔ تو اللہ نے جواب دیا کہ اللہ ہی زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے۔ اور پھر فرمایا کہ تم اے مسلمانو اپنا عقیدہ ان کفار کی طرح نہ رکھنا۔ کیونکہ اگر تم اللہ کی راہ میں شہید کئے جاؤ یا مرجاؤ تو اللہ کی طرف سے بخشش اور رحمت ان کی تمام عمر کے اعمال سے بہتر ہے۔ تو یاد رکھو یہ اعتراض نبی ﷺ کے علم غیب نہ ہونے پر کرو گے اور یہ کہو گے کہ اگر آپ کو علم ہوتا تو آپ ان کو نہ بھیجتے اور ان کی جائیں بچ جاتیں تو از روئے فرمان الہی کفار کی جماعت میں شامل ہو جاؤ گے۔ یہ ہے حدیث پاک پر تمہارے اعتراض کا جواب قرآن شریف سے۔ باقی حدیث پاک کے لحاظ سے جواب یہ ہے کہ جب نبی ﷺ کے پاس آدمی امداد کے لئے پہنچا تو اس نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ اپنے اصحاب کو نجد یوں کی تبلیغ کے لئے بھیجئے تاکہ وہ آپ کی غلامی کی طرف ان کو بلا لیں۔

قَسَطْلَانِي هُمَا ^٦ قَالَ يَا مُحَمَّدُ لَوْ بَعَثْتُ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِكَ إِلَى أَهْدِ نَجْدٍ فَدَعَوْهُمْ إِلَى أَمْرٍ رَجَوْتُ أَنْ يُسْتَجِيبُوا لَكَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنِّي أَحْشَى أَهْلَ نَجْدٍ عَلَيْهِمْ قَالَ أَبُو بَرٍّ أَنَا لَهُمْ جَارٍ فَابْعَثْهُمْ فَبَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ. چونکہ ان کے ساتھ آپ کا معاہدہ تھا تو انہوں نے نجد یوں کے لئے مبلغین طلب کئے۔ لیکن پھر بھی آپ نے فرمایا میں نجد یوں سے ان پر ڈرتا ہوں ابو برا کی ذمہ داری پر آپ نے ستر آدمی بھیج دیئے تو آپ کا فرمانا انہیں نہ خاف

اَہْلَ نَجْد۔ یہ آپ کے علم غیب کی قبل از وقت خبر کا اظہار کرنا ہے کہ میں نجدیوں سے ڈرتا ہوں اور دوسری یہ بات بھی ثابت ہوگئی کہ نبی ﷺ کو بھی نجدیوں سے ڈرتھا۔ اب تم خود انصاف کر لو کہ نجدی آپ کی رحمت سے کیوں محروم ہیں۔ اور وہابی کیوں معترض ہیں۔

وہابی: نبی ﷺ کی بیوی صاحبہ حضرت عائشہ صدیقہؓ پر بہتان لگا تو نبی ﷺ نے ان کو ابو بکر صدیقؓ کے مکان میں بھیج دیا اور بڑے مغموم رہے۔ اگر آپ کو علم غیب ہوتا تو آپ اتنے مغموم کیوں ہوتے اور حضرت عائشہ صدیقہؓ کو ان کے باپ کے گھر کیوں بھیج دیتے۔

محمد عمر: ہوائی جہاز کے چلانے والا جب جہاز رانی کی حالت میں ہوتا ہے تو وہ جہاز مختار ہوتا ہے۔ کیونکہ تمام جہاز کی مشینری اس کے ہاتھ میں ہوتی ہے باوجود اس کے پھر بھی وہ وائرلیس اپریٹر کے اشارے پر جہاز ران کی ہر حرکت اس کے ماتحت ہوتی ہے۔ ایسے ہی نبی ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے تمام عالمین کے نقل و حرکت کی مشینری آپ کے قبضہ میں عطا کی ہوئی ہے۔ باوجود اس کے کہ آپ کو اس مشینری کا اختیار کلی مل چکا ہے۔ لیکن آپ کی ہر نقل و حرکت اللہ کے اشارے سے باہر نہیں۔ اسی واسطے آپ حضر میں ہوں یا سفر میں غزوہ میں ہوں یا امن میں ہوں تو محیای و مماتی للہ رب العالمین تو آپ کا اس غزوہ کے رستے میں حضرت عائشہ صدیقہؓ کو چھوڑنا خدا کے اشارے پر تھا۔ اور آپ کا حضرت عائشہ صدیقہؓ کو ان کے باپ کے گھر بھیجنا یہ بھی رضائے الہی کے بغیر نہ تھا چنانچہ آپ نے اللہ کے حکم کو مقدم سمجھتے ہوئے حضرت ام المومنینؓ کی پرواہ نہ کی۔ بلکہ خداوند تعالیٰ کے توکل پر اور حفاظت پہ چھوڑ دیا۔ کیونکہ آپ سید الانبیاء تھے۔ اس لئے خلیل اللہ علیہ السلام سے اپنی اطاعت کو بالائستہ ثابت کرنے کے لئے توجہ نہ فرمائی۔ کیونکہ دیا کی محبوبہ اشیاء سے زیادہ محبوب اللہ تعالیٰ نے عورت کو فرمایا ہے زین للناس حب الشهوات من النساء (لوگوں کے لئے عورتوں کی محبت شہوات کو مزیں کیا گیا ہے) تو آپ نے باوجود محبت خاصہ کے اللہ کی

محبت کو مقدم سمجھا۔ کیونکہ فرمان الہی ہے والذین امنوا اشد حبا للہ (اور ایمانداروں کو اللہ کی بہت سخت محبت ہوتی ہے) اگر آپ حضرت عائشہ صدیقہ کے ہار چننے میں وقت صرف کرتے اور کوچ کو دیر کرتے تو اللہ کی محبت میں فرق لازم آتا۔

تیسرا جواب یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے جب حضرت ساریہؓ کو چھینا گیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کذلک نری ابراہیم ملکوت السموات والارض (اور ایسے ہی ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو زمین و آسمان کی بادشاہیاں دکھلا دیں کیا ابراہیم علیہ السلام کو ان کی زوجہ مطہرہ کی جدائی کے وقت تو اللہ تعالیٰ زمین و آسمان کے پردے اٹھا دے تو آپ ایمان لے آئیں کیا نبی ﷺ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو معاذ اللہ مخالفت تھی کہ آپ کی زوجہ مطہرہ کی جدائی کا پتہ نہ دیا۔ تاکہ تمہیں بھی اعتراض کا موقع مل جائے۔

چوتھا جواب۔ آپ اس لئے حضرت ام المومنینؓ کو اپنے گھر نہ لائے کہ اگر میں نے اپنی بیوی کو اپنے مکان میں جگہ دی تو منافقین معترض ہوں گے۔ کہ گھر کی بات تھی اس لئے پردہ ڈال لیا۔ اور یہ آپ کے علم غیب کی بڑی دلیل ہے کہ اگر میں اپنے مکان میں نہ لاؤنگا تو اللہ تعالیٰ بہتان لگانے والوں کو ضرور سزا مقرر فرمائے گا۔ تو میں بحکم الہی منافقین کو اور اتہام لگانے والوں کو سزا دے کر اپنی بیوی کو اپنے گھر لاؤں گا۔ چنانچہ اس واقعہ کے بعد اللہ تعالیٰ نے متہمین کے واسطے سزا مقرر فرمائی۔

نور ص ۱۸ {وَالَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَأْتُوا بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَاجْلِدُوهُمْ ثَمَانِينَ جَلْدَةً وَلَا تَقْبَلُوا لَهُمْ شَهَادَةً أَبَدًا وَأُولَئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ وَأَصْلَحُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ}

(اور جو لوگ نیک عورتوں کو تہمت لگاتے ہیں پھر وہ گواہ نہیں لائے تو ان کو اسی کوڑے مارو اور ہمیشہ ان کی گواہی قبول نہ کرو اور یہی وہ فاسق ہیں۔ مگر جو لوگ توبہ کریں بعد ازیں اور وہ نیک ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے) تو تمام اتہام

لگانے والوں کو اسی کوڑے لگائے گئے تو بعد ازیں نبی ﷺ حضرت ام المومنینؓ کو واپس گھر لائے۔ یہ تھی عصمت انبیاء جس کی وجہ سے آپ رکے رہے اور گھر نہ لائے۔

پانچواں جواب یہ ہے کہ اگر نبی ﷺ کو علم نہ ہوتا۔ تو آپ حضرت عائشہ صدیقہؓ کو فوراً طلاق دے دیتے۔ آپ کو حضرت عائشہ صدیقہؓ کے متعلق علم غیب یقینی معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ ابھی تک وحی پہنچا نہیں اور آپ نے طلاق نہیں دی۔ کیونکہ وحی آتا ہے تو بہتان لگانے والوں کو کوڑوں کا حکم لے کر ہی آتا ہے۔

چھٹا جواب یہ ہے۔ کہ آپ کو یہ علم غیب تھا۔ کہ میری زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ ام المومنینؓ پر کوئی زمانہ ایسا آئے گا۔ کہ لوگ ان کے متعلق ان کے ایمان پر حملہ آور ہونگے۔ لہذا میں خاموش رہوں۔ تاکہ ان کی شان اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں بیان فرماوے تو قرآن کریم پر صحیح ایمان لانے والا ان کی شان سے باخبر ہو جائیں۔ اور مخالفین کو حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شان قرآن مجید سے سنا سکیں۔ چنانچہ ایسے ہی ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی شان میں ایک سورۃ مکمل نازل فرمائی۔ جس کا نام بھی سورہ نور ہے۔

ساتواں جواب یہ ہے کہ جب یہ واقعہ افک شروع ہوا تو نبی ﷺ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ان کے باپ کے گھر بھیج دیا اور تمام صحابہ کرام کو جمع کر کے خود منبر پر تشریف فرما ہوئے اور ہر ایک سے علیحدہ علیحدہ دریافت فرمایا جب ہر ایک کا مشورہ ختم ہوا تو آپ نے ارشاد فرمایا

بخاری شریف {۲/۲۹۷} فقال رسول الله ﷺ وهو على المنبر يا معشر

المسلمين من يعذرني من رجل قد بلغني اذاه في اهل بيتي فوالله ما علمت من اهلي الا خيرا. (اس حال میں کہ وہ منبر پر ہی تھے۔ فرمایا اے تمام مسلمانوں کی جماعت کون شخص میرے پاس عذر کرتا ہے۔ ایسے آدمی کے متعلق کہ

جس کی تکلیف میرے اہلیت کے بارے میں مجھے پہنچی ہے تو قسم ہے خدا کی کہ میں اپنے اہل میں سوائے بہتری کے کچھ نہیں جانتا اس حدیث پاک سے دو امر ثابت ہوئے ایک تو یہ کہ جو آپ کے اہلیت کے متعلق کسی قسم کی ناجائز بات کہے تو اس کی تکلیف آپ کو پہنچتی ہے اب تم سوچو کہ نبی ﷺ کی زوجہ مطہرہ کے متعلق جب تم آپ کو بے خبر ثابت کرو تو کیا مسلمان کہلانے کے حقدار ہو۔ اور کیا نبی ﷺ کو تمہارے اس اعتراض کرنے سے یا کتابوں میں شائع کرانے سے تکلیف نہیں پہنچتی؟ جس کو آپ معافی دینے کے لئے بھی تیار نہیں۔ جیسا کہ آپ نے منبر پر پرزور فرمایا۔ دوسرا امر یہ ثابت ہوا کہ نبی ﷺ کو حضرت ام المومنینؓ کی پاک دامنی کا علم تھا۔ جس کو آپ نے منبر پر کھڑے ہو کر اللہ کی قسم کھا کر یقین دلایا۔ اور آپ کے علمی تسلی کے علاوہ قسم کھا کر فرمانا یہ بھی آپ کے علم غیب کی دلیل ہے۔ کیونکہ آپ کو یہ علم تھا۔ کہ میرے بعد میرے اس علم پر بھی کئی لوگ بے خبری کی تہمت لگائیں گے۔ اس بنا پر آپ نے قسم کھا کر اپنے علم غیبی یقینی کا اظہار فرمایا۔ تاکہ ہر مومن کو میری اس قسم پر یقین ہو جائے۔ اور جو میری قسم پر بھی یقین نہ کرے گا۔ تو وہ مومن کہلانے کا حقدار نہ ہوگا۔ تمہارے اس اعتراض کی بھی آپ کو خبر تھی۔ اس واسطے آپ نے تیرہ سو سال پہلے ہی منبر پر کھڑے ہو کر قسم کھا کر اپنے علم کو یقین دلا دیا۔ اور علم کے معنی بھی ملاحظہ ہوں۔

قسط لانی ۱۰۴ { العلم ادراک الکلی (علم کسی چیز کو پوری طرح سمجھ لینا) معلوم ہوا کہ آپ نے جو اپنے علم کے متعلق فرمایا تو آپ کو حضرت عائشہ صدیقہؓ کی نیکی کے متعلق کلی ادراک تھا۔

وہابی: بخاری شریف اور مسلم شریف میں ایک حدیث ہے کہ آپ کے دروازے پر ایک آدمی آیا تو اس نے دروازے کے ایک سوراخ سے جھانکا۔ اور رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک کنگھی تھی۔ جو اپنے سر مبارک میں کر رہے تھے۔ تو آپ نے فرمایا کہ اگر

میں جانتا کہ تو میری طرف دیکھ رہا ہے تو میں تیری آنکھ میں اس کے ساتھ چونکا مارتا اور کوئی بات نہیں نظر کی وجہ سے ہی اذن طلب کیا جاتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبی علیہ السلام کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں۔

محمد عمر: نبی ﷺ کا فرمان صرف اتنا ہی ہے جس پر تمہارا اعتراض ہے لو اعلم انک تنظرنی لطعت بدفی عینیک جس کا ترجمہ تم نے کیا ہے کہ اگر میں جانتا تو یہاں اگر معنی یہی لئے جائیں کہ اعلم کے معنی جاننے کے ہی ہیں علم تو اس کے اقرار سے یہ بھی ہو گیا تھا۔ بقول تمہارے۔ تو اس وقت ہی آپ اس کی آنکھ میں چونکا مار دیتے۔ کیونکہ اگر آپ اپنے علم غیب کے مطابق اس کو چونکا مار دیتے تو وہ جھوٹ کہہ سکتا تھا۔ کہ میں تو حضور ویسے ہی کھڑا تھا۔ میری دیکھنے کی نیت نہ تھی۔ تو آپ اپنے علم غیب کی دلیل میں پھر خدا کو پیش کرتے؟ کہ تیرا ہی علم غیب دیا ہوا ہے۔ اور تو ہی اس کے سامنے شہادت دے۔ تو یہ محال تھا اور اہل دنیا کے نزدیک یعنی منافقین اور کفار کے نزدیک معاذ اللہ آپ جابر قرار دئے جاتے یا آپ پر جرم عائد ہوتا۔ اس بنا پر آپ نے ارشاد فرمایا لو اعلم انک تنظرنی کہ اگر میں ظاہر کرتا کہ تو مجھے دیکھ رہا ہے تو میں تیری آنکھ میں چونکا مارتا۔ کیونکہ بغیر میرے ظاہر کرنے کے تجھے چوکا مارنا یہ سنت مقرر ہو جاتی کہ سوراخ سے جھانکنے والے کی آنکھ میں بغیر اظہار ہی لوگ چونکا مارنا شروع کر دیتے۔ تو اس سے یہ ثابت ہوا۔ کہ اگر کوئی جھانکنے والا دیوار سے یا دروازے کے سوراخ سے جھانکے تو پہلے اس کو انک تنظرنی سے سوال کرے کہ کیا تو میری طرف دیکھتا ہے؟ جب وہ اس کا جواب صحیح دیوے تو اس کی آنکھ میں چوکا مار دے۔ یہی مطلب ہے اس حدیث میں کہ اگر میں ظاہر کرتا کہ انک تنظرنی اس بات کو کہ کیا تو میری طرف دیکھتا ہے اور تو جواب دے دیتا تو میں تیری دونوں آنکھوں میں چونکا مارتا۔ تو یہ آپ نے ناظر پر اپنا احسان جتایا کہ میں نے

تیرے دیکھنے کو انک تنظر نی کے سوال سے تجھے ظاہر نہیں کیا اور تیری دونوں آنکھیں صحیح سلامت بچ گئیں۔ وقال للتهديد فقط

”وہابی“: کیا علم کے معنی اظہار کے بھی آتے ہیں۔ جیسا کہ تم نے لَوْ اَعْلَمُ کَوْلُو اَظْهَرُ کے معنی میں لیا ہے۔

محمد عمر: علم کے معنی اظہار کے قرآن کریم میں بہت جگہ آئے ہیں۔

محمد $\frac{26}{37}$ { وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتَّى نَعْلَمَ الْمُجَاهِدِينَ مِنْكُمْ وَالصَّابِرِينَ } (اور ضرور آزمائیں گے ہم تم کو تا کہ مجاہدین کو اور صابرین کو تم سے ظاہر کریں) تو یہاں علم کے معنی اظہار کے ہیں۔

حدید $\frac{27}{38}$ { وَلَيَعْلَمَ اللَّهُ مَنْ يَنْصُرُهُ وَرُسُلَهُ بِالْغَيْبِ } (اور تا کہ ظاہر کرے اللہ تعالیٰ کون اس کی اور اس کے رسولوں کی غیب میں مدد کرتا ہے)

مائدہ $\frac{39}{40}$ { لَيَعْلَمَ اللَّهُ مَنْ يَخَافُهُ بِالْغَيْبِ } (تا کہ ظاہر کرے اللہ تعالیٰ کہ بن دیکھے اس سے کون ڈرتا ہے)

اگر یہاں علم کے معنی اظہار کے نہ لئے جائیں تو لازم آئے گا کہ خداوند تعالیٰ بھی معاذ اللہ عالم الغیب نہیں۔ اسی واسطے تمام مفسرین نے بھی یہاں علم کے معنی اظہار کے لئے ہیں۔

”وہابی“: مسلم شریف میں ایک روایت ہے کہ قیامت کے میدان میں میں اللہ کی وہ تعریف کروں گا۔ جو مجھے اللہ تعالیٰ اس وقت الہام کرے گا۔ وہ تعریف مجھے اس وقت یاد نہیں۔ کیا وہ تعریف جو ابھی آپ کو یاد نہیں۔ ہے جو آپ کی زبان پاک سے ہی ثابت ہے تو اب بھی تم اگر نبی ﷺ کے واسطے علم غیب کلی کو ثابت کرو تو تم پر بڑا افسوس ہے۔

محمد عمر: حدیث پاک میں اپنے ارشاد فرمایا لا تحضرنی الان یعنی اس وقت میرے خیال میں نہیں آن کی نفی ہے نہ کہ باقی اوقات کی بھی اور اس آن کی نفی اس بنا پر فرمائی چونکہ جب آپ کو استغراق فی الذات ہوا سو وقت کسی اور کی طرف توجہ مبذول نہیں کی جاتی اور یہ محاورہ بھی ہے کہ جب اسرار کی طبعیت حاضر نہیں لہذا میں بتاؤں گا نہیں ورنہ بلہ منی کی ہیئت کذائیہ کا ذکر فرمانا اور فاحمدہ بتلک المحامد کی بھی پوری واقفیت رکھی تو یہ آپ کے میلان خاطر کا باعث ہے نہ کہ عدم علم کا سبب جو آپ نے صاف ارشاد فرما دیا۔ اور دوسرے جواب یہ ہے کہ آپ نے یہ نہیں فرمایا کہ خدا کی طرف سے ابھی مجھے اس الہام کا پتہ ہی نہیں ہوا اگر بے خبر ہوتے تو صاف فرما دیتے کہ مجھے ابھی اللہ نے ان کی اطلاع ہی نہیں دی بلکہ فرمایا کہ صرف اس وقت ہی میرے خیال میں نہیں کہ بیان کروں کیونکہ میرا خیال اس طرف نہیں دوسری طرف متوجہ ہے اگر یہ نہ سمجھا جائے تو باقی تمام الہام قیامت کی ہیئت کذائیہ کو بیان فرمانا اور صرف لا تحضرنی لان سے ان الفاظ حمد کو واضح نہ فرمانا کسی وجہ کے باعث ہے جو عبارت حدیث سے صاف واضح ہے تیسرا جواب بقانون سنقرئک فلانسی الا ماشاء اللہ خداوند کریم کی طرف سے پڑھایا ضرور گیا لیکن اس کو اس کے ترک کا حکم ہوگا۔ چوتھا جواب یہ ہے کہ یہ آخری عمر کا واقعہ نہیں اسلئے ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے باقی تمام واقعہ آپ کو دکھا دیا ہو لیکن اس الہام کے الفاظ کو شب معراج کیلئے یا کسی خاص خلوت میں بیان فرمانے کے لطف کے لئے محفوظ رکھا ہو اور اس کے جتانے کا وعدہ ہو چکا ہو اسلئے آپ نے الان کی قید سے دوسرے وقت پر موقوف رکھا پانچواں جواب یہ ہے کہ ہو سکتا ہو کہ خداوند کریم کی طرف سے القاء ہوتے ہوئے وقت کسی دوسرے ضروری کام کا آ پہنچا ہو اور اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہو کہ باقی اس الہام کو کسی دوسرے وقت میں بیان کروں گا تو اسلئے اپنے الان کی قید لگائی اگر ان تمام

وجوہات سے کوئی وجہ نہ ہوتی تو آپ صاف دنیا سے الہام کی نفی فرما دیتے کہ وہ مجھے یہاں نہیں بتایا جائے گا لا تحضرنی الان نہ فرماتے اور انا سنلفی علیک قولاً ثقیلاً سے وہ کلمات بھی سکھا دئے۔

وہابی: ابوداؤد کی ایک روایت ہے کہ نبی ﷺ کے پاس جبریل علیہ السلام تشریف لائے تو اس نے آ کر خبر دی کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ کے جوڑہ پاک میں کچھ میل لگی ہوئی ہے۔ تو نبی ﷺ نے جوڑا پاک کو اتار دیا۔ پھر نماز پڑھائی معلوم ہوا کہ نبی ﷺ کو اپنے جوتوں کے تلوں کا بھی علم نہ تھا۔ چہ جائیکہ تم غیب کلی کے قائل ہو۔

محمد عمر: ابوداؤد کا اصل واقعہ یہ ہے کہ پہلے مسلمان بمعہ جوتوں کے نماز پڑھ لیا کرتے تھے تو ایک دن آپ نے اپنے جوڑہ پاک کو اتار لیا اور اپنے دائیں جانب رکھ لیا تو تو منے آپ کو دیکھتے ہوئے اپنی جوتیاں بھی اتار لیں۔ جب آپ نے نماز کو ادا فرمالیا تو ارشاد فرمایا کہ آج تمہارے جوتے اتارنے کا کیا سبب ہے؟ تو انہوں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ ہم نے آپ کو جوڑا پاک اتارتے دیکھا تو ہم نے بھی جوتے اتار لئے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے پاس جبریل آیا تو اس نے مجھے کہا کہ آپ کے جوڑے پاک میں میل ہے۔

تو آپ کے اس فرمان سے یہ کب ثابت ہوا کہ آپ کو اپنے جوڑے پاک کے میل کا علم نہ تھا۔ بلکہ اس سے تو آپ کی شان پاک ظاہر ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے جوڑہ پاک میں ذرا سی میل کو بھی پسند نہیں فرماتے۔ بلکہ اپنے محبوب ﷺ کے جوڑہ پاک کو ذرا میل بھی چھوئی ہو تو جبریل علیہ السلام کو اس خدمت کے لئے بھیجا جاتا ہے۔ کیونکہ اپنے محبوب ﷺ کے جوڑہ پاک کو میل آلودہ اللہ تعالیٰ پسند نہیں فرماتے اب تم یہ اندازہ لگاؤ کہ آپ کو قدر کا علم نہ تھا تو یہ تمہاری کم فہمی ہے بلکہ تمہیں اس حدیث پاک سے یہ عبرت حاصل کرنی چاہیے۔ کہ جب اللہ پاک اپنے محبوب ﷺ کے جوڑہ پاک

کو ذرا سا میل آلود بھی پسند نہیں فرماتے تو کیا تمہارا نبی ﷺ کو بے علمی سے یا کسی اور نقائص سے میل آلود کرنا پسند فرمائے گا

باز آ باز آ ہر آنچہ کردی باز آ

وہابی: نبی ﷺ ایک دفعہ مسجد میں تشریف لائے تو آپ نے مصلی پر کھڑے ہو کر جماعت پڑھانے کا ارادہ فرمایا تو آپ کو یاد آیا کہ میں جنبی ہوں تو آپ نے فرمایا کہ تم اپنی جگہ پر ٹھہرے رہو میں جنبی ہوں۔ اگر آپ کو غیب ہوتا تو آپ جنبی مسجد میں کیوں داخل ہو جاتے۔

محمد عمر: بڑے افسوس کی بات ہے کہ نبی ﷺ کی حدیث پر بھی جھوٹ بولتے ہو حالانکہ حدیث اس طرح ہے۔ ابی ہریرہؓ سے روایت ہے کہ تکبیر پڑھی گئی اور صفیں کھڑے ہو کر برابر ہو گئیں تو آپ ہماری طرف نکلے۔ آگے حدیث کی عبارت ہے۔ فَلَمَّا قَامَ فِي مُصَلَّاهُ ذَكَرَ أَنَّهُ جُنُبٌ فَقَالَ لَنَا مَكَانُكُمْ ثُمَّ رَجَعَ فَاغْتَسَلَ ثُمَّ خَرَجَ إِلَيْنَا (توجب نبی ﷺ اپنے جائے نماز پر کھڑے ہوئے آپ نے ذکر فرمایا کہ آپ جنبی ہیں۔ تو آپ نے ہمیں فرمایا اپنی جگہ پر ٹھہرے رہو۔ پھر آپ واپس تشریف لے گئے تو آپ نے غسل فرمایا۔ پھر آپ ہماری طرف نکلے پہلی بات تو یہ ہے کہ امام بخاریؒ نے باب باندھا ہے۔ جس میں یہ ذکر کیا۔ کہ آپ نے مسجد میں جنابت کا ذکر کیا اور تیمم نہیں کیا۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کی جنابت پاک ہے کیونکہ آپ ویز کیہم کے حامل ہیں۔ اور پھر آپ ویسے ہی مسجد میں تشریف لے آئے بغیر تیمم پھر آپ تمام اصحاب کو فرمانے کے لئے اپنے جائے نماز پر تشریف لائے تاکہ ان کو ثابت ہو جائے کہ آپ کی جنابت پاک ہے۔ ورنہ آپ مسجد کے باہر سے بھی فرما سکتے تھے تو جائے نماز پر کھڑے ہو کر آپ نے اعلان فرمایا کہ آپ جنبی ہیں لہذا غسل کر کے پھر جماعت کرونگا۔ اب جھگڑا صرف ایک جملے ذکرانہ جنب میں ہے۔ تم نے ذکر کے معنی لئے ہیں کہ نبی ﷺ کو یاد آیا۔ اگر یہی معنی لئے

جائیں۔ جو تم نے کئے ہیں تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ ذکر کا قائل کون ہے۔ تو ہر صورت ذکر کا قائل ابو ہریرہؓ ہی ہیں۔ اور نبی ﷺ کو معاذ اللہ بھولی ہوئی بات یاد آنا یہ فعل قلبی ہے۔ تو یہ آپ کے قلب کے فعل کا علم ابو ہریرہؓ کو کیسے ہو گیا۔ یا ان کے قائل ہو جاؤ کہ ان کو بھی علم غیب تھا تو یہ ہو سکتا ہے کہ نبی ﷺ کو تو علم غیب نہ ہو بلکہ اپنی ذات کی اور آپ کے دل کا علم ابو ہریرہؓ کو ہو۔ تو ہر صورت ذکر کے معنی جب تک صحیح نہ کرو گے۔ تو تمہارے لئے مشکل ہو جائے گا تو ذکر کے معنی یہی ہوں گے۔ کہ آپ نے ذکر کیا یعنی اعلان کیا۔ تو یہ تمہارا کہنا غلط ثابت ہوا کہ آپ بھول کر مسجد میں تشریف لے آئے اور آپ کی جنابت پاک ہونے کے متعلق حدیث دیگر ملاحظہ ہو۔

کنز العمال ۱۵۲/۶ {يَا عَلِيُّ لَا يَحِلُّ لِأَحَدٍ أَنْ يُجْنَبَ فِي هَذَا الْمَسْجِدِ غَيْرِي وَغَيْرِكَ} اے علی میرے اور تیرے سوا کسی جنبی کے لئے یہ مسجد حلال نہیں۔ چنانچہ اس حدیث پاک سے بھی آپ کی جنابت طاہرہ ہونے کا ثبوت ملا۔

وہابی: مسلم شریف کی حدیث ہے کہ ایک مسجد کی خادمہ کو آپ نے گم پایا تو اس کے متعلق سوال کیا۔ تو صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین نے عرض کیا کہ حضور وہ فوت ہو گئی ہے۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ تم نے مجھ سے اجازت کیوں نہیں لی۔ کیا یہ معمولی بات ہے جو تم نے سمجھا ہے تو آپ نے فرمایا کہ اس کی قبر مجھے بتاؤ۔ تو وہ لوگ اس کی قبر پر آپ کو لے گئے۔ تو آپ نے اس پر نماز پڑھی۔ اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ آپ نے اس کو گم پایا۔ یہ بھی نبی علیہ السلام کے عدم علم کی دلیل ہے۔ پھر آپ کا اس کے متعلق سوال کرنا یہ عدم علم کی دوسری دلیل ہے۔ تیسری دلیل یہ ہے کہ تم نے مجھ سے اذن کیوں نہیں لیا۔ اگر آپ کو علم ہوتا تو اذن کی کیا ضرورت۔ چوتھی دلیل یہ ہے کہ آپ نے فرمایا کہ مجھے اس کی قبر بتاؤ۔ اگر یقول تمہارے آپ قبر کے اندر سے ہو آئے تھے تو باہر کی جانب آپ کو کیسے یاد نہ رہی۔ یہ ہیں آپ کے عدم علم کے دلائل۔

محمد عمر : تمہارا پہلا اعتراض کہ نبی ﷺ نے اس کو گم پایا تو ارشاد فرمایا کہ وہ کہاں ہے تو فقدہا کا لفظ جس سے تم نے بے علمی کو معاذ اللہ ثابت کیا ہے۔ یہ تمہارا استنباط غلط ہے کیونکہ مسجد سے واقعی وہ گم تھی اور مسجد میں ہی اس کی ڈیوٹی تھی۔ تو جو ڈیوٹی پر حاضر نہ ہو اس کو گم ہونے سے ہی تو تعبیر کیا جائے گا۔ جیسا کہ اس کی مثال قرآن پاک میں بھی موجود ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو جب اپنی مجلس میں ہد ہد غائب نظر آئی تو ارشاد فرمایا وَتَفَقَّدَ الطَّيْرَ فَقَالَ مَا لِيَ لَا أَرَى الْهَدَّ هَذَا كَانَ مِنَ الْغَائِبِينَ (اور سلیمان علیہ السلام نے پرندے کو گم پایا تو آپ نے فرمایا۔ کیا بات ہے کہ میں ہد ہد نہیں دیکھتا۔ یا وہ آج غیر حاضروں سے ہے) اس سے بھی تم نے سلیمان علیہ السلام کے عدم علم کی دلیل اخذ کی ہے حالانکہ تمہارا یہ دلیل اخذ کرنا کجروی ہے۔ کیونکہ آپ کا ناواقف ہونا تب ثابت ہوتا تھا۔ کہ آپ حاضر کو غائب فرماتے۔ تو جب آپ نے اس پرندے کو جو مجلس سے غیر حاضر تھا اسی کو فرمایا کہ میں آج مجلس میں دیکھتا نہیں ہوں کیا بات ہے۔ کیونکہ اگر غیر حاضر کو بلا اظہار سبب اپنے علم پر ہی موقوف رکھتے تو یہ شاہی عدالت کے خلاف تھا۔ کیونکہ دوسرے وقتوں میں کئی اور بلا وجہ غیر حاضر ہو جاتے۔ اسی واسطے آپ نے ہد ہد کے متعلق سختی کے الفاظ استعمال فرمائے۔ کہ اگر وہ میرے پاس کوئی بین دلیل نہ پیش کر سکی تو میں اس کو سخت عذاب کروں گا۔ یا اس کو ذبح کر دوں گا۔ تو یہ آپ کا فرمانا حضرت سلیمان علیہ السلام کے عدم علم پر دلالت نہیں کرتا بلکہ یہ دوسروں کو عبرت دلانا تھا۔ تاکہ کوئی دوسرا بلا وجہ اور بلا اجازت غیر حاضری نہ کرے اور نہ دیکھنے سے یعنی آپ کا یہ فرمانا لا اری الہدہد یہ تم نے کہاں سے نکالا ہے کہ آپ کو باقی جگہ کا بھی علم نہ تھا کیونکہ آپ کو تو صرف مجلس کی حاضری کی ضرورت تھی۔ اور اسی کے متعلق آپ نے ارشاد فرما دیا کہ میں ہد ہد کو نہیں دیکھتا۔ یہ تو آپ کے علم کی دلیل ہے کہ لکھو کھا پرندے ہر قسم کے جو جنوں اور انسانوں۔ چوپایوں اور درندوں سے

کچھلی صفوں میں ہوتے تھے اتنی دور کی صفوں میں اتنے کثیر تعداد پرندوں سے خصوصاً ہد ہد کو نامزد کر کے اور اس کی غیر حاضری کی اطلاع دینا یہ آپ کے علم غیب کی دلیل ہے۔ چنانچہ تفقد الطیر کے معنی تمہارے اکابرین نے بھی اسی بنا پر کم ہونے کے نہیں کئے بلکہ شاہ رفیع الدین صاحب نے ترجمہ کیا ہے تفقد کے معنی (خبر لی) اور مولوی اشرف علی صاحب نے معنی کئے ہیں کہ (حاضری لی) تو اب تم کیسے کہہ سکتے ہو کہ ان کو علم نہ تھا۔ ان بناء پر ان کو ہد ہد نظر آیا۔ جملہ معترضہ کے طور پر میں تمہارا اگلا اعتراض بھی حل کر دوں اور یہ کہ ہد ہد نے کہا اچطت بمالم تحط بہ (کہ میں نے ایسی بات کو معلوم کیا ہے جو تمہیں معلوم نہیں) اس سے تم استدلال کرتے ہو کہ ہد ہد نے کہا میں ایسی بات معلوم کر کے آیا ہوں جس کا تمہیں علم نہیں۔ اگر سلیمان علیہ السلام و علم غیب ہوتا تو ہد ہد یہ کیوں کہتا۔ اب قابل غور امر یہ ہے کہ یہ کہنا ہد ہد کا اپنا ہے یا حقیقت پر مبنی ہے۔ یہ تو ہو ہی نہیں سکتا اور نہ یہ کسی مسلمان کا عقیدہ ہو سکتا ہے کہ اس ہد ہد کا یہ کہنا حقیقتہً صحیح ہو۔ یہ محالات سے ہے کیونکہ سلیمان علیہ السلام جن سے ہوا کا ذرہ ذرہ بھی شرق و غرب میں جنوب و شمال میں بغیر اجازت کے اور خبر کے حرکت نہ کرے اور دنیا کے ہر ذرے ذرے کی خبر رکھتے ہوں۔ لیکن ان سے ایک پرندے ہد ہد کے علم کو زیادہ کہا جائے تو یہ تمہارا ہی ایمان اجازت دیتا ہے۔ آیات فرقانیہ کے بالکل خلاف ہے۔ کیونکہ جب اللہ تعالیٰ نے فرمادیا۔ کہ وَ سَخَّرْنَا لَهُ الرِّيحَ عَاصِفَةً (اور ہم نے سلیمان علیہ السلام کے تمام ہوا کو تابع کر دیا جو بھی چلنے والی ہو) کیا بلقیس کے شہر میں ہوا چلتی تھی یا نہیں ضرور چلتی ہوگی۔ بغیر ہوا کہ گزارہ ہی نہیں۔ وہاں کے تمام مقامات کے ذرہ ذرہ کی ہوا سے سلیمان علیہ السلام باخبر ہوں۔ لیکن بلقیس اور اس کے تخت سے بے خبر ہوں۔ یہ تمہارا خیال اور اعتراض ہد ہد کی کلام کو لے کر قرآن کریم کے خلاف ہے۔ باقی۔ رہا یہ کہ آپ نے اس کا رد کیوں نہ فرمایا تو ہر ایک کا بیان سننا اور

اس کی عقل کے مطابق اس کا انتظام کرنا یہ اصول سلطنت سے ہے۔ اور اگر بادشاہ اپنی عقل کے مطابق ہی اپنی سلطنت کے کاروبار کو چلائے تو یہ بھی اصول سلطنت کے خلاف ہے۔ اسی واسطے ہد ہد کے کہنے پر ہد کو چٹھی دی اور بلقیس کی طرف بھیجا۔ اور فرمایا کہ ہم دیکھیں گے کہ یہ سچا ہے یا جھوٹا ہے۔ تو اس ترتیب سے اور مہلت سے بلقیس کو بلایا اور وہ آپ کی چٹھی سے ہی بمع اپنی جماعت کے مسلمان ہو گئی۔ اور سلیمان علیہ السلام کی عزت اپنے مقام پر ہی بالا تر رہی۔ ورنہ اگر آپ کو علم نہ ہوتا اور آپ کی نظر بلقیس کے شہر اور تخت تک نہ پہنچ سکتی۔ تو آپ نے عفریت کو قیل کر کے آصف بن برخیا کے عرض کرنے کو کیوں مقدم سمجھا۔ حالانکہ عفریت اتنا زبردست جن جو دعویٰ کرتا ہے کہ میں ہزاروں میلوں سے بلقیس کا اتنا بھاری اور کثیف تخت آپ کے کمرے ہونے سے قبل پیش کر سکتا ہوں۔ لیکن سلیمان علیہ السلام نے اس کی اس طاقت و کمزور قرار دیا۔ کہ میں ایسا کمزور پسند نہیں کرتا۔ تو آصف بن برخیا جو آپ کی غلامی میں حاضر رہتا تھا۔ اس نے عرض کیا۔ کہ حضور میں بلقیس کے تخت کو لے آؤں گا۔ تو سلیمان علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ کتے وقت میں لاؤ گے۔ تو انہوں نے عرض کیا کہ حضور میں آپ کی پلک جھپکنے سے قبل پیش کر دوں گا۔ سلیمان علیہ السلام نے جب دیکھا تو تخت سامنے پڑا ہے۔ پھر اگر ہد ہد کے کلام پر ہی تم کو اعتماد ہے تو ہد ہد جس کو عرش عظیم کہتا تھا۔ تو سلیمان علیہ السلام کا غلام اس عرش عظیم کو ایک آنکھ جھپکنے سے پہلے ہی اٹھالایا۔ کیا وہ ہزاروں میلوں سے اتنے بڑے تخت کو بغیر علم کے ہی اٹھالایا؟ ارے جس کے غلاموں کو اتنا علم ہو اور اتنی نظر اور اتنی طاقت ہو تو بھلا اس کے آقا کی طاقت کا کیا اندازہ ہو سکتا ہے جو تمام کے کنٹرولر تھے جن پر تم نے اعتراض شروع کئے تم تو ان کے غلاموں کے اس فعل کی ہیئت کذائیہ کو بیان نہیں کر سکتے۔ اور نہ سمجھ سکتے ہو۔ بعد ان کے آقا کے علم کی تمہیں کیا خبر۔ اور آقا کے آقا کی کیا شان جس کو تم سمجھ

سکو۔ میں تم سے یہ دریافت کرتا ہوں۔ کہ اگر تمہارا ایمان ہد ہد کے کہنے پر ہی ہے جو اس نے کہا تھا کہ میں اس خبر کو پہنچا ہوں جس کو تم نہیں پہنچے۔ تو اس نے تو یہ بھی کہا تھا ولہذا عرش عظیم (کہ اس بقیس کے پاس ایک عرش عظیم ہے) کیا اس پر بھی تمہارا ایمان ہے کہ اس کا عرش اللہ کے عرش سے بڑا ہے یا مساوی؟ نہیں بلکہ تم یہی کہو گے کہ اس کی اپنی عقل کا اندازہ ہے۔ یہاں اس کی عقل کا اندازہ کہا جاتا ہے۔ اور احطت بمالم نعط بہ خبراً میں اس کی عقل کا اندازہ نہیں کہا جاتا۔ یہ تمہاری کونسی دیانتداری ہے۔ معلوم ہوا کہ جس کے غلام اتنی اتنی دور کی خبریں رکھتے ہیں۔ تو ان کے آقا کے متعلق ان کے غیب کا ہم کیا اندازہ لگا سکتے ہیں۔ سوائے اس کے کہ باطاعت فرمان الہی یہ ہی عقیدہ رکھیں۔ کہ سلیمان علیہ السلام کا علم ہوا کے ذرے ذرے و ما فیہا کو محیط تھا۔ یہ تھا جملہ معترضہ جس میں آپ کو اعتراض کا موقعہ ملتا تھا۔ جس کو حل کیا گیا۔ اب اصل حدیث کے الفاظ کی طرف جو اسی قرآن مجید کی آیت کے مطابق ہی تھے واضح کرتا ہوں۔ یعنی راوی کا یہ کہنا فقہا رسول اللہ ﷺ یعنی غیر حاضر پایا اس عورت کو نبی ﷺ نے واقعی وہ عورت مسجد میں موجود نہ تھی۔ اس سے تمہیں آپ کے علم غیب کی نفی کیسے ثابت ہوگئی۔ آپ کے علم غیب کی نفی تب ہوتی کہ آپ فرماتے کہ سواد کو تلاش کرو کہ وہ کہاں ہے؟ تو تمہارا اعتراض درست ہو سکتا تھا۔ اور اگر آپ نے غائبہ کو غائبہ فرمایا تو اس میں سوائے تمہارے اور کسی کو آپ کی بے علمی ثابت نہیں ہوتی۔ کیونکہ نور کو ظلمت کہنا یہ تمہارا ہی عقیدہ ہے۔ باقی رہا صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کا عرض کرنا کہ وہ فوت ہوگئی ہے تو یہ انہوں نے کونسی بات نبی ﷺ کے علم کے خلاف کہدی بلکہ فقہا کی شرح ہی تو انہوں نے کردی۔ پھر نبی ﷺ کا اس عورت کے متعلق سوال کرنا تو یہ بے علمی کی دلیل نہیں کیونکہ نبی ﷺ کو آپ کی اجازت کے بغیر ان کے فعل کو ثابت کرنا تھا۔ تو یہ سوال کرنا بطور حساب تھا۔ جیسا کہ مالک اپنے مملوک

سے حساب طلب کرنے کے واسطے سوال کرتا ہے۔ تو اس کا سوال کرنا بے علمی پر دلالت نہیں کرتا۔ بلکہ مالک کا کام اپنے مملوک سے حساب لینا ہوتا ہے اور غلام کو اس کی تفصیل بیان کرنا اس کے فرض مملوکی میں داخل ہے۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ آپ کے سوال کرنے میں یہ حکمت تھی۔ کہ آپ نے اپنے علم غیب کے بموجب اس کو بخشوانا تھا۔ اور اس کے جنازے کی شمولیت مطلوب تھی۔ جیسا کہ محبت کے وقت کسی کو فائدہ پہنچانا مطلوب ہوتا ہے تو اس سے یا کسی اور سے اس کی ذات کے متعلق سوال کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے سوال کیا مائیک بسمینک یا موسیٰ (تیرے ہاتھ میں اے موسیٰ علیہ السلام کیا ہے) حالا کہ موسیٰ علیہ السلام ہاتھ میں عصا لئے کھڑے تھے۔ کیا اللہ تعالیٰ کا سوال کرنا اس کے عدم علم پر دلالت کرتا ہے؟ نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کو موسیٰ علیہ السلام سے محبت کا اظہار کرنا مقصود تھا اور کچھ عطا کرنا مقصود تھا۔ ایسے ہی نبی ﷺ کا اس عورت کے متعلق سوال کرنا بے علمی پر دال نہ تھا۔ بلکہ اس کو فائدہ پہنچانا مقصود تھا۔ جیسا کہ آپ نے فائدہ پہنچایا۔ باقی آپ کا فرمان کہ تم نے مجھ سے اجازت کیوں نہیں لی اور تمہارا اس سے یہ استنباط کرنا کہ معاذ اللہ یہ آپ کے بے علمی کی نشانی ہے؟ نہیں بلکہ حقیقت پر مبنی ہے۔ کیونکہ انہوں نے آپ کی اجازت کے بغیر اس کا جنازہ پڑھ کر دفن کر دیا تھا۔ آپ کے علم سے اذن صحیح نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ علم اور ہے اذن اور ہے۔ اذن علم کو مستلزم نہیں۔ ان کی آپس میں نسبت عموم خصوص من وجہ کی ہے۔ اور دوسری وجہ یہ ہے کہ انہوں نے اس امر کو معمولی سمجھا تھا۔ اس واسطے آپ نے اپنے علم غیب ہونے کی بناء پر ان کو ڈانٹا کہ تم نے مجھ سے کیوں اجازت نہیں لی۔ جیسا کہ مذکور ہے۔ فکانہم صغروا امرہا یہ تو آپ کے علم غیب پر دال ہے پھر تمہارا یہ کہنا کہ اگر آپ کو علم غیب ہوتا تو دلونی علی قبرہ کیوں فرماتے کہ تم مجھے اس کی قبر بتاؤ۔ تو یہ بھی آپ کے عدم علم کی دلیل نہیں کیونکہ انہوں

نے آپ کی اجازت کے بغیر جنازہ پڑھا تھا۔ اور جنازہ بغیر ولی کی اجازت کے درست نہیں ہوتا۔ اور اس عورت کی ولایت آپ کے ہی سپرد تھی۔ اور صحابہ کرام اس امر میں غلطی پر تھے۔ تو آپ نے ان کی غلطی کا ازالہ ان ہی سے کروایا کہ ان کو آپ کے فرمان کے مطابق ساتھ جانا پڑا۔ ورنہ آپ کو بغرض جنازہ ان کو خاص طور پر لے جایا جاتا۔ کیونکہ جنازہ جماعت سے ہوتا ہے اور یہ لوگ اس بہانے سے ہی اس عورت کی قبر پر پہنچیں گے تو اس غلطی کو جو پہلے کر چکے ہیں میری اقتدا میں اس کا ازالہ کر لیں گے۔ یہ ہے حکمت دلونی کی۔ پھر تمہارا اس حدیث سے انکار کرنا اور مضحکہ اڑانا جو نبی ﷺ نے بیان فرمایا ہے کہ مجھے قبر میں پیش کیا جاتا ہے۔ اور منکر نکیر آپ کے متعلق سوال کرتے ہیں۔ یہ ایمان اسلام کے خلاف ہے۔ کیونکہ اس کا ثبوت بخاری شریف میں مذکور ہے۔

بخاری شریف ۱۸۴۱ { اِنَّهُ مَلِكًا فَيُقْعَدُ اِنَّهُ فَيَقُولَانِ لَهُ مَا كُنْتَ تَقُولُ فِي هَذَا الرَّجُلِ لِمَحْمَدٍ } (اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں تو اس کو بٹھا دیتے ہیں تو کہتے ہیں کہ اس مرد محمد ﷺ کے متعلق تو کیا کہتا ہے) تو بعض مبغضین رسالت نے یہ سوال کر دیا کہ کیا اس عورت کو قبر میں نبی ﷺ نے ملاحظہ نہ فرمایا تھا؟ جو پھر بھول گئے۔ تو اس دشمن رسالت کو بات کہتے ہوئے یہ شرم نہ آئی کہ میں بخاری شریف کی حدیث کا مضحکہ اڑا رہا ہوں۔ اور نبی ﷺ کے فرمان صحیح کو جھٹلا رہا ہوں۔ یاد رکھو جو کام دنیا میں انسان کرتا ہوا فوت ہوتا ہے۔ قبر سے بھی اٹھے گا تو وہی خیال اس کو ہوگا تم بھی منکر نکیر کے اٹھانے سے ان کے اس سوال پر یہی جواب دو گے کہ معاذ اللہ ہم ان کو بے علم سمجھتے ہیں تو اس وقت جو تمہارا حشر ہوگا۔ اس کی خبر تمہیں ہی ہوگی۔ یا اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو ہوگی۔ یا وحوش و طیور تمہارا وہ تماشا دیکھیں گے یا حشرات الارض تمہاری قبر میں تشریف آوری پر نازاں ہوں گے۔ لیکن معترض نے حدیث کو بیان رتے ہوئے کچھ حدیث کا باقی حصہ ہضم کر لیا۔ میرے خیال میں پرانی عادت کا دورہ ہو گیا ہوگا۔ آگے ارشاد ہے ملاحظہ ہو:

مسلم شریف {۱۱۱} فَصَلَّى عَلَيْهَا ثُمَّ قَالَ إِنَّ هَذِهِ الْقُبُورُ مَمْلُوءَةٌ ظُلْمَةً

عَلَى أَهْلِهَا وَإِنَّ اللَّهَ يُنَوِّرُ هَآلَهُمْ بِصَلَاتِنِي عَلَيْهِمْ (تو نبی ﷺ نے اس عورت کی قبر پر نماز جنازہ پڑھی فرمایا کہ یہ جتنی قبریں ہیں تمام اہل قبور پر اندھیرے سے بھر پور تھیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے اہل قبور کے واسطے ان پر میری نماز پڑھنے کے سبب سے ان کی قبور کو روشن کر دیا ہے) یہ تھا فائدہ جس غرض سے آپ نے سوال فرمایا تھا۔ اور یہ ہے آپ کو اہل قبور کے علم غیب کی خبر جس کا تم انکار کرتے ہو۔ تم تو یہ کہتے ہو کہ نبی ﷺ کو اس عورت کی قبر کی خبر نہ تھی۔ نبی ﷺ نے تمام قبور کے حالات کو واضح فرمادیا۔ بلکہ دوسرے موقع پر آپ نے اہل قبور کے اعمال ماضیہ کی غیبی خبریں بھی بیان فرمائیں۔ سنئے۔

نسائی شریف {۱۲ و ۱۲۹۱} عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَرَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى

قَبْرَيْنِ فَقَالَ انْهَمَا يَعَذَّبَانِ وَمَا يَعَذَّبَانِ فِي كَبِيرٍ أَمَّا هَذَا فَكَانَ لَا يَسْتَنْزِهُ مِنْ بَوْلِهِ وَأَمَّا هَذَا فَانْه كَانَ يَمْشِي بِالنَّمِيمَةِ (ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ دو قبروں سے گزرے تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ ان دو قبروں والوں کو عذاب ہو رہا ہے۔ اور کسی کبیرہ گناہ میں ان کو عذاب نہیں ہو رہا۔ لیکن یہ اپنے بول سے پرہیز نہیں کرتا تھا۔ اور یہ دوسرا صاحب قبر چلنخور تھا، معلوم ہوا کہ نبی ﷺ پر ایمان رکھنے والو کیا ان احادیث سے نبی ﷺ کو علم غیب کی خبر ہونے کا ثبوت اور قبور کی واقفیت اور اہل قبور کی واقفیت ثابت ہوئی یا نہیں؟ بلکہ منکر کی استدلالیہ حدیث سے اس کی بددیانتی کا ثبوت دیتے ہوئے اسی کی حدیث کے آخری جملہ کو بیان کر کے نبی ﷺ کے علم غیب کی دلیل پیش کی گئی۔

وہابی: بخاری شریف کی حدیث میں جو ۱۱۱ میں درج ہے (نبی ﷺ نے فرمایا۔ کہ میری دوستی کے دعویٰ کرنے والے دائیں بائیں ہونگے۔ دائیں جانب یعنی جنت

میں اور بائیں جانب یعنی دوزخ میں تو قیامت کے دن میں کہوں گا اصحابی یا اللہ میرے دوست ہیں۔ تو کہا جائے گا کہ یہ لوگ وہ ہیں جو آپ کے بعد مرتد ہو گئے تھے۔ جب سے آپ نے ان کو چھوڑا۔ تو میں کہوں گا۔ جیسا کہ عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے کہ یا اللہ جب تک میں ان کے پاس رہا تو میں ان کے پاس موجود تھا۔ اور جب تو نے مجھے مار لیا تو تو ان کا نگہبان ہے) اگر آپ کو علم غیب ہوتا تو اصحابی اصحابی کیوں فرماتے۔ اور آپ کو غیب نہیں تھا تو فرشتے کہیں گے کہ آپ کے بعد یہ لوگ مرتد ہو گئے تھے۔ اب تم سوچو کہ نبی ﷺ کے غیب کی نفی ہے یا نہیں۔

محمد عمر: اس حدیث میں نبی ﷺ کے علم غیب کی نفی نہیں۔ کیونکہ آپ کا اصحابی اصحابی فرمانا بے علمی کے سبب سے نہیں بلکہ رحم کے سبب سے ہے۔ کیونکہ آپ رحمۃ العالمین ہیں۔ اس واسطے آپ اپنے رحم کو ظاہر فرماتے ہوئے اور دنیا میں ان کے دوستی کے جھوٹے دعوے کو نقل فرماتے ہوئے اصحابی کا لفظ استعمال فرمائیں گے۔ ورنہ اگر ان کا دعویٰ دنیا میں سچا ہوتا تو خواہ ان کے کتنے ہی کبیرہ گناہ ہوتے فرشتوں کے جواب دینے پر آپ خاموش نہ ہو جاتے۔ بلکہ فرماتے کہ خواہ یہ لوگ کتنے ہی گنہگار ہیں۔ میرا یہ حق ہے کہ ان کی بخشش کراؤں۔ لیکن ان کا نفاق اور زبانی دعویٰ اور بعد میں مرتد ہو جانا یہ تمام امور سفارش کے قابل نہ تھے۔ اس لئے آپ محض اپنے رحم کو ظاہر فرماتے ہوئے ان مرتدین کی طرف سے اپنی معذرت سفارش پیش کریں گے۔ جیسا کہ دوسری حدیث میں صاف واضح ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ یہ حدیث بخاری شریف میں تین جگہ مذکور ہے۔ اور تینوں جگہ میں ہی اس کا ضعف ثابت ہے۔

بخاری شریف ۱۰۹۰ {حدثنا محمد بن يوسف حدثنا سفيان عن

المغيرة بن النعمان عن سعيد بن جبیر عن ابن عباس

بخاری شریف ۱۰۹۱ {حدثنا محمد بن كثير حدثنا سفيان حدثنا مغيرة

بن النعمان حدثنی سعید بن جبیر اراہ عن ابن عباس عن النبی ﷺ
بخاری شریف ۲/۶۶۵ {حدثنا ابو ابولید قال حدثنا شعبہ قال اخبرنا
المغیرہ بن النعمان قال سمعت سعید بن جبیر عن ابن عباس قال
خطب رسول الله ﷺ

نفس حدیث میں اضطراب ہے کیونکہ تینوں حدیثوں کی عبارتیں مختلف
ہیں۔ حالانکہ تینوں کے راوی حضرت عباسؓ ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ یہ حدیث
ضعیف ہے اس لئے حجت نہیں ہو سکتی۔

میزان الاعتدال ۳/۱۵۱ {محمد بن یوسف قال العجلی اخطاء الفریابی فی
مائة وخمسين حدیثا۔

تہذیب التہذیب ۹/۵۳۷ {وقال بعض الیغدادیین اخطاء محمد
بنیوسف فی مائة وخمسين حدیثا من حدیث سفین

اور حدیث مذکورہ بالا کی دوسندوں میں سفیان راوی مذکور ہے۔ اس واسطے
یہ حجت نہیں ہو سکتی۔

میزان الاعتدال ۳/۱۴۵ {محمد بن کثیر قرشی کوفی۔ قال احمد خرقنا حدیثہ
وقال البخاری کوفی منکر الحدیث قال ابن عدی الضعف علی حدیثہ ہیں۔
تہذیب التہذیب ۹/۴۱۸ {قال ابو داود عن الامام احمد خرقنا حدیثہ
وقال البخاری کوفی منکر الحدیث قال ابو حاتم لضعیف
الحدیث۔

تہذیب التہذیب ۹/۴۱۸ {قال ابو داود عن الامام احمد خرقنا حدیثہ
وقال البخاری کوفی منکر الحدیث قال ابو حاتم ضعیف الحدیث۔

محمد بن کثیر تمام ضعیف ہیں:

میزان الاعتدال {۴۵۵} ابوالولید ہشام بن عبدالمالک۔ وروی ابو عبید عن ابی داود ضعیف۔

تہذیب التہذیب {۱۱۵} وقال الاجری عن ابی داود شیخ ضعیف
تہذیب التہذیب {۳۴۵} شعبہ بن حجاج۔ انہ کان یحظی فی الاسماء
فقد قال الدارقطنی فی العلل کان شعبہ یحظی فی اسماء الرجال کثیراً۔
کنز العمال {۶۴۲} سُبْحٰی یَوْمَ الْقِیَمَةِ فِیَقُولُ الْقَائِلُ مِنْهُمْ یَا رَسُولَ اللّٰهِ
اَنَا فَلَانُ بْنُ فَلَانٍ فَاَقُولُ اَمَّا النِّسْبُ فَقَدْ عَرَفْتُ وَلَکِنْکُمْ اِرْتَدَرْتُمْ بَعْدِی
وَرَجَعْتُمْ الْقَهْقَرٰی (قیامت کا دن جلدی آئے گا تو ان سے بعض کہنے والا کہے گا یا
رسول اللہ میں فلاں بن فلاں ہوں تو میں کہوں گا تمہاری نسب تو میں پہچانتا ہوں۔ اور لیکن
تم میرے بعد مرتد ہو گئے اور اپنی ایڑیوں پر تم بدل گئے) اس حدیث پاک سے معلوم ہوا
کہ نبی ﷺ کو قیامت کے دن منافقین کا علم بھی ہوگا۔ اور تمہارا استدلال غلط ثابت ہوا۔

وہابی: نبی ﷺ کے پاس ایک غلام آیا تو آپ نے اس سے بیعت لی اور آپ کو یہ خبر
نہ تھی کہ وہ غلام ہے۔ بعد میں اس کا مالک آیا تو اس نے لے جانے کا ارادہ کیا تو آپ
نے دو غلام حبشیوں کے عوض میں اس کو خرید لیا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے۔ نبی ﷺ کو
علم نہ تھا۔ اگر علم ہوتا تو آپ غلام کو بیعت میں داخل نہ فرماتے۔

محمد عمر: تم نے حدیث پاک کے معنی غلط کئے ہیں۔ کیونکہ حدیث پاک کے الفاظ ہیں
راوی نے کہا ولم یشعر انہ عبد اس کا ترجمہ یہ ہے کہ غلام نے پتہ نہ دیا کہ وہ غلام
ہے۔ یہ نہیں کہ راوی نے آپ کے متعلق فرمایا ہو کہ آپ کو خبر نہ تھی کہ وہ غلام ہے باقی
رہا یہ کہ آپ نے غلام سے بیعت لی تو اس کے دو جواب ہیں۔ پہلی بات یہ ہے۔ کہ

آپ کے احسان عام سے اور مکارم اخلاق سے آپ نے اس سے بیعت لی تاکہ اس کو آپ بچالیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ نبی ﷺ مختار کل ہیں۔ اسی واسطے آپ نے اس غلام کی بیعت کو توڑنے نہیں دیا بلکہ اس کے مقابلے میں اس کے مالک کو دو غلام دے دیئے۔ ورنہ آپ کو اس غلام کے نہ لے جانے میں کوئی کمی تھی۔ جس کو آپ نے پورا فرمایا یہ آپ کے مختار کل ہوئے کی دلیل ہے۔ دیکھئے:

دارقطنی $\frac{1}{251}$ { علی بن ابی طالبؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی ﷺ کی خدمت میں آیا تو اس نے عرض کی کہ حضور میں نے رمضان میں اپنی بیوی سے صحبت کر لی ہے اور دن ہی تھا۔ تو آپ نے غلام آزاد کرنے کا جرمانہ فرمایا۔ تو اس نے عرض کی کہ میری طاقت نہیں۔ تو آپ نے دو مہینے متواتر روزہ رکھنے کی سزا فرمائی تو اس نے اپنی کمزوری کا اظہار کیا تو آپ نے ساٹھ مسکین کے کھانا کھلانے کا ارشاد فرمایا تو اس نے اپنا عجز ظاہر کیا تو آپ نے اپنی طرف سے پندرہ صاع عنایت فرمادیئے اور فرمایا کہ مدینے کے مسکینوں کو تقسیم کر دے تو اس نے عرض کی کہ حضور مجھ سے محتاج اور کوئی نہیں تو آپ نے فرمایا وکلہ انت و عیالک فقد کفر اللہ عنک (تو ہی اسے کھالے اور تیرا عیال تو تیری طرف سے اللہ تعالیٰ کفارہ منظور فرمائے گا) شرعی کفارہ ساٹھ مسکینوں پر کھانا تقسیم کرنا ضروری تھا۔ اور اسی مقام پر حد شرعی ختم تھی۔ لیکن نبی ﷺ نے اپنے اختیار سے بجائے اس کے کہ مجرم کفارہ ادا کرے آپ نے اپنی طرف سے مجرم کو ہی ساٹھ مسکین کا کھانا عطا کر دیا۔ اور کفارہ کے ادا ہونے کی سند بھی دیدی۔ کیا یہ مختار کل ہونے کا ثبوت نہیں؟

بخاری شریف $\frac{2}{101}$ { پر بھی یہی روایت اسی طرح حضرت عائشہ صدیقہؓ سے موجود ہے۔

البدایہ والنہایہ لابن کثیرؒ {۱۴۸} (نبی ﷺ نے ایک شکاری کی اجازت کے بغیر ہرنی کو چھوڑ دیا۔ تاکہ وہ اپنے بچوں کو دودھ پلا آوے) ہرنی آپ کی ملکیت نہ تھی اعرابی کی ملکیت تھی۔ حالانکہ وہ اس کے پاس سویا بھی ہوا تھا۔ لیکن نبی ﷺ نے اپنے اختیار سے ہرنی کو دودھ پلانے کے واسطے چھوڑ دیا۔ اب اس میں دو ہی صورتیں ہیں یا؟؟ اللہ یہ کہو گے کہ آپ نے جرم کیا یہ بھی محال کیونکہ نبی جرم سے پاک ہوتا ہے۔ دوسری صورت مختار کل ہونے کی تو یہی تمہیں تسلیم کرنی پڑے گی۔ جیسا کہ یہاں اپنے اختیار سے غیر کی ملکیت پر آپ نے رحم فرمایا۔ ایسے ہی نبی ﷺ کو تمام غلاموں پر بھی اختیار کلی ہے۔ جس اختیار کلی کی بنا پر آپ نے غلام سے بیعت لی۔ اور جس کو آپ نے اپنی غلامی میں لے لیا۔ اس غلامی کو توڑنے والی کوئی طاقت نہیں۔

البدایہ والنہایہ {۱۷۱} (نبی ﷺ نے اپنے ایک کاتب کو اس کی بددیانتی کرے کی وجہ سے ارشاد فرمایا۔ کہ اس کو زمین نہ قبول کرے گی۔ تو حضرت انسؓ نے فرمایا کہ مجھے ابو طلحہؓ نے بیان کیا۔ کہ جس زمین میں وہ مرا میں نے وہاں کے لوگوں سے دریافت کیا تو لوگوں نے کہا کہ ہم نے اسے کئی دفعہ دفن کیا ہے۔ زمین اس کو قبول نہیں کرتی بلکہ اس کو باہر پھینک دیتی ہے۔ چنانچہ میں نے بھی اسے باہر پھینکا ہوا دیکھا۔ کیا یہ آپ کے مختار کل ہونے کی دلیل نہیں ہے؟

البدایہ والنہایہ {۱۹۴} نبی ﷺ نے سراقہ بن مالک کے متعلق فرمایا کہ اس کو سونے کے کنگن پہنائے جائیں گے۔ چنانچہ عمر بن خطابؓ کو اپنی خلافت میں غزوہ کسریٰ میں جب کسری کا تاج اور سنہری کنگن اور اس کا سامان جنگ وغیرہ پیش ہوا۔ تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سراقہ بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وہ کنگن پہنادے۔ کیا یہ نبی ﷺ کے مختار کل ہونے کی دلیل نہیں؟ کہ ابھی وہ کنگن غیر کی

ملکیت تھی یعنی کسریٰ کے ہاتھوں میں تھے لیکن آپ نے پہلے ہی عطا فرمادے۔

مسند امام احمد بن حنبل {۲۹۴} نبی ﷺ نے براء بن عازبؓ کو سونے کی انگٹھی پہنادی تو لوگوں نے براء بن عازبؓ سے اعتراض کیا نبی ﷺ نے مرد پر سونے کو حرام فرمایا ہے۔ تم نے یہ سونے کی انگٹھی کیوں پہنی ہوئی ہے۔ تو اس نے جواب دیا۔ کہ مجھے نبی ﷺ نے اپنے پاس بٹھا کر یہ انگٹھی پہنائی اور فرمایا۔ البس ما کساک اللہ ورسولہ (پہن لے جو تجھے اللہ اور اس کے رسول نے پہنایا ہے) معلوم ہوا کہ سونا پہننا حرام ہے۔ آپ نے جو براء بن عازبؓ کو سونے کی انگٹھی پہنائی تو یہ آپ کے مختار کل ہونے کی دلیل ہے۔

المہند ص ۶۸ {فَهُوَ عَلَيْهِ سَلَامٌ حَتَّىٰ فِي قَبْرِهِ الشَّرِيفِ يَتَصَرَّفُ فِي الْكُونِ بِإِذْنِ اللَّهِ كَيْفَ شَاءَ} (تو وہ نبی ﷺ اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں اور تمام مخلوق میں جس طرح چاہتے ہیں اللہ کے اذن سے تصرف کرتے ہیں) اب تو تمہارے اپنے اکابرین کے مسلمہ فتویٰ سے نبی ﷺ کا اختیار کلی اور متصرف فی الکون ہونا اپنی مرضی کے مطابق ثابت ہو گیا۔ تو تمہارا وہ مسئلہ تمہارے گھر کی دلیل سے ہی حل ہو گیا۔ کہ آپ نے اپنی مرضی کے مطابق بھی غلام کی سعت کر لی۔ کیونکہ یہ اختیار آپ کو حاصل ہے۔

وہابی: مولوی صاحب بخاری کی حدیث ہے قال متی الساعة قال ما المسئول عنها باعلم من السائل و ساخبرک عن اشراطها جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا کہ مسئول عنها سائل سے زیادہ عالم نہیں اور جلدی خبر دیتا ہوں میں تجھے اس کے علامات کی لہذا اس سے ثابت ہوا کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ اے جبرئیل میں تجھ سے زیادہ نہیں جانتا یعنی قیامت کونہ تو جانتا ہے نہ میں ہم دونو علم قیامت سے بے خبر ہونے میں مساوی ہیں تم کہتے ہو کہ نبی علیہ السلام کو ما کان وما یكون کا کل علم ہے یہ غلط ثابت ہوا۔

”محمد عمر“: پہلے قابل غور یہ امر ہے کہ جبرئیل علیہ السلام کا سوال کرنا یعنی بحیثیت سائلانہ عرض کرنا نبی ﷺ کے اعلم ہونے کی دلیل ہے اور نبی ﷺ نے بھی اپنی اسی اعلیت کو ظاہر کرنے کے واسطے اپنے آپ کو مسئول قرار دیا اور جبرئیل علیہ السلام کو سائل ہونے کا خطاب دیا چونکہ آپ کا ارشاد ہے اتیت بجوامع الکلم لہذا ایسی کلام فرمائی جس نے (۱) آپ کو اپنا فخر بھی نہ ثابت ہونے دیا (۲) اپنی نسبت مسئولیت اور جبرائیل علیہ السلام کو سائلانہ حیثیت دے کر اپنی امت کو اپنی فوقیت علمی کا ثبوت بھی دے دیا (۳) ایسا جملہ استعمال فرمایا کہ جس سے آپ کا قیامت سے بے علم ہونا بھی ثابت نہ ہو اور اظہار دریافت کی گنجائش بھی نہ رہ گئی اور جو صاف الفاظ عریضیہ سے واضح ہے۔ وہ یہی ہے کہ مسئول سائل سے اعلم نہیں یعنی اے جبرئیل قیامت سے تو بھی بے خبر نہیں اور میں بھی بے خبر نہیں تو بھی جانتا ہے میں بھی جانتا ہوں لیکن میرے اور تیرے علم میں مساواة نہیں میرے اور تیرے علم میں اتنا فرق ہے جتنا کہ سائل اور مسئول کا فرق ہے یعنی گھروالے اور سوالی کا فرق ہے اور پھر واما السائل فلا تنہر کو مد نظر رکھتے ہوئے فرمایا کہ و ساخبرک عن اشراطها اور قیامت کی علامات سے میں تجھے جلدی خبر دیتا ہوں جس کو کسی چیز کا علم نہ ہو وہ اس کے علامات کو کیسے بتا سکتا ہے جیسا کہ قیامت کے وقت کو در پردہ رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فقد جاء الشراطها سے اپنے محبوب ﷺ سے بے خبری لو بھی دور فرما دیا لیکن مخالف پھر بھی تنقیص علمی سے باز نہیں آتا جس کے علم کو خداوند جل مجدہ نے عالمین کے علم نے نوازا جس میں قیامت بھی ہے عدو کے کہے وہ عطائی علم کو کیسے چھین سکتا ہے۔ اس حدیث شریف سے معلوم ہوتا کہ مصطفیٰ ﷺ نے تمام پہلوؤں کو صحیح رکھا جبریلی سوال کو مالمسئول باعلم من السائل کا ایک جملہ دعویٰ بادل لیل فرما کر ساکت فرما دیا اور عنده علم الساعة فرما کر خداوند کے حجاب محبوبانہ کو بھی فاش نہ فرماتے ہوئے

قانون خداوندی کو بھی ہاتھ سے نہ جانے دیا اور تاکہ دشمن قیامت سے بھی بے خبر نہ سمجھیں ساخبرک عن اشراطها سے قیامت کے علامات کو ظاہر فرما کر جمعہ کے دن کا تقرر بھی ثابت کرتے ہوئے دشمن رسالت کا منہ بند کر دیا اور شاید اتنے اشارے کو کوئی غبی نہ سمجھے اور عقدہ لا یعلمہن سے مجھے بے خبر نہ سمجھے غیوبات خمسہ سے وہ خبر غیبی کی اطلاع فرمائی حوامانی الارحام اور قیامت دونوں کے متعلق تھی قدم آگے بڑھا کر اذا ولدت الامة رتھا فرمایا گوان امورات کو پردہ راز میں ہی رکھنا تھا لیکن ایک چیز بیان کر کے پردہ ڈال دیا جاوے تو، یہ حکیم کی حکمت پر موقوف ہوتا ہے۔ اس کی مثال یوں سمجھئے کہ کوئی شخص سرکاری خزانچی کے پاس پہنچے کہ کچھ خیرات دو تو وہ کہے کہ یہ سرکاری خزانہ ہے اس کو تقسیم کرنا یا تقسیم کا جاری کرنا بادشاہ کا کام ہے میں تو خزانچی ہوں مالک نہیں اور جب سائل واپس جانے لگے تو خزانچی کے پاس پہنچے کہ کچھ خیرات دو تو وہ کہے کہ یہ سرکاری خزانہ ہے اس کو تقسیم کرنا یا تقسیم کا جاری کرنا بادشاہ کا کام ہے میں تو خزانچی ہوں مالک نہیں اور جب سائل واپس جانے لگے تو خزانچی سائل کی جیب میں چپکے سے دو چار روپے ڈال دے اور پھر یہی کہے کہ یہ بادشاہ کا کام ہے۔ میرا نہیں تو سائل صاحب فراست ضرور سمجھ لیگا کہ یہ واقعی سرکاری خزانچی ہے اور شاہی مقرر شدہ اور واقعی اس کو کچھ تقسیم کرنے کی اجازت ہوگی عام خرچ کرنے کی اجازت نہ ہوگی اور یہ خرچ بھی شاہی جاوے گا اسی لئے یہ بادشاہ کی طرف نسبت کر رہا ہے اپنے ذمہ نہیں لیتا اور نہ اس کو اپنی طرف سے خرچ کرنے کا حکم ہی ہے اسی لئے یہ خزانچی ہر بات بادشاہ کی طرف منسوب کرتا ہے اور مجھے چپکے سے دیا بھی تب بھی اس خرچ کی نسبت بادشاہ کی طرف کی اس کا اس سے خرچ کے اختیار کو ثابت کرنا ہے ورنہ اس کو بادشاہ کی طرف سے گرفت ہونی لازمی امر ہے اور اس کا بادشاہ کی طرف منسوب کرنا اپنے ذمہ کسی بات کو نہ لیتا نہ اس کے شاہی خزانچی ہونے پر دال ہے اور اس کا

جواب بھی دینا ذمہ کسی بات کو نہ لیتا یہ اس کے شاہی خزانچی ہوئے پر دال ہے اور اس کا جواب بھی دینا خزانے کو خیرات کے واسطے حکم عام نہ کرنے کو ثابت کر رہا ہے۔ ایسے ہی نبی ﷺ کا مَا الْمَسْئُولُ بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ سے إِلَيْهِ يُرَدُّ عِلْمُ السَّاعَةِ کی ترجمانی کرنا ہے اور وَمَا خَبِرُكَ عَنْ أَشْرَاطِهَا اور وَاذْ أُولَدَتْ الْأُمَّةُ رَبُّهَا سے علوم خمسہ سے علوم اربعہ یعنی قیامت اور مافی الارحام اور مافی غد اور اشراط ساعۃ میں عیسیٰ علیہ السلام کا آپ کے روضہ اطہر میں دفن ہونے کو بیان فرما کر علم بآئی ارض تموت ثابت کرنا مقصود تھا اور فرمادیا کہ ان علوم کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا اور میں جو تمہیں مخبر صادق ہونے کی حیثیت کرنا مقصود تھا اور فرمادیا کہ ان علوم کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا اور میں جو تمہیں مخبر صادق ہونے کی حیثیت سے ان کی اطلاع دے رہا ہوں تو یہ مجھے اللہ کے رسول صادق ہونے کی بین دلیل ہے جس کا وہابی انکار کر رہا ہے اور وہابی صاحب اگر مَا الْمَسْئُولُ بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ کے معنی معاذ اللہ بے علم ہونے کے ہی کروں گے تو تم وَمَا خَبِرُكَ عَنْ أَشْرَاطِهَا اور وَاذْ أُولَدَتْ الْأُمَّةُ رَبُّهَا اور وَمَا خَبِرُكَ عَنْ أَشْرَاطِهَا اور وَاذْ أُولَدَتْ الْأُمَّةُ رَبُّهَا اور وَاذْ تَطَاوَلَ رُعَاةُ الْأَبْلِ الْيَهُيمِ فِي الْبَنِيَانِ کے مذبذب ثابت ہو گے یعنی نبی ﷺ کے ایک جملہ کے معنی اللہ سے آپ کے تین جملوں کا انکار لازمی ہوگا۔ کیونکہ مَا الْمَسْئُولُ بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ کے تمہارے مطلب سمجھنے سے اگلے تین جملوں سے اس کا تناقض لازم آئے گا چنانچہ تمہارے تمام اکابرین صرف مَا الْمَسْئُولُ بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ کے معنی معاذ اللہ بے علمی کے کرتے ہیں اور حدیث پاک کے اگلے جملوں کی کبھی وضاحت نہیں فرمائی یہی وجہ ہے کہ اگلے جملوں کی تشریح کرتے ہیں تو ان کے بیان کردہ معانی سے اگلی عبارت میں تناقض لازم آتا ہے لہذا حدیث کے ان اگلے جملوں کو جو نبی ﷺ کے واسطے علوم خمسہ ثابت کر رہے

ہیں۔ پہلے جملے مَا الْمَسْئُولُ بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ کے معنی صاف واضح کر رہے ہیں۔ کہ آپ نے فرمایا کہ مَسْئُول یعنی میں محمد (ﷺ) قیامت کے اظہار کے متعلق (سائل جسے یعنی جبریل سے زیادہ جاننے والا نہیں ہوں یعنی تو بھی قیامت کو جتنا جانتا ہے جتنا ہے اور میں بھی جتنا جانتا ہوں جتنا ہوں نہ تو اپنے علم کے مطابق اپنی خبر کو ظاہر کر سکتا ہے اور نہ اپنے علم کے مطابق میں ظاہر کر سکتا ہوں اس کے پوشیدہ رکھنے کا حکم ہے اسی لئے بیان بھی فرمایا تو اشارة اور پوشیدہ ہی ظاہر ابیان نہیں فرمایا جیسا کہ فرمایا:

مسلم شریف ۳۹۳ { طُلُوعُ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا قِيَامَتُكَ يَهُودِيٌّ } کہ سورج مغرب کی طرف سے طلوع ہوگا۔

کیوں جناب نبی ﷺ نے مَتَى السَّاعَةُ کے عقدہ کو ذی شعور کے واسطے حل فرمادیا۔ یا نہ؟ جناب حل کر کے رکھ دیا کہ سورج ہی مغرب کی طرف سے طلوع کرے گا تو وقت کیسا جب سورج الٹا تو وقت بھی الٹا اور تمہیں نبی ﷺ کے اس مسئلہ کی سمجھ اس وقت آئیگی جب تم الٹے کئے جاؤ گے ورنہ اشراطِ ساعۃ کا بیان مصطفیٰ ﷺ سے سمجھ لو کہ آپ کو علم قیامت ہے اور آپ کا فرمان وَاِذَا وَلَدَتْ الْاُمَةُ رَبَّهَا کہ قریب قیامت لونڈی اپنے مالک و جینگی لونڈیاں ابھی پیدا نہیں ہوئیں قریب قیامت میں ابھی ظاہر ہونے والی ہیں پھر وہ حاملہ ہونگی جب وہ بچہ جینگی تو وہ لڑکا اس لونڈی والدہ کو خریدے گا اور اس سے مالکانہ برتاؤ کرے گا اور اس کو شرم نہ آئے گی۔

ابھی لونڈی پیدا نہیں لیکن نبی ﷺ ہزار ہا سال پیشتر اس کے حمل کی حقیقی اطلاع بخشی رہے ہیں بلکہ اس کے بچے کی پیدائش کے بعد والے افعال و بھی جو جو صحیح ہونے والے تھے فرمادئے یعنی مافی غد اور مافی غد کے مافی الارحام جو قریب قیامت ہونے والے تھے غیوبات ظاہر فرمادئے لیکن وہابی ایمان نہ لایا۔

اور وہ اونٹنیاں والے ابھی پیدا نہیں ہوئے قریب قیامت ہونگے جن کی

اطلاع نبی ﷺ نے فرمائی اور وہ شہروں میں بس کر بڑی بڑی بلڈنگیں بنائیں گے ابھی نہیں اس وقت نہیں تھیں ابھی بننے والی ہیں لیکن نبی کریم ﷺ نے ان کے اس عمل مافی غد کو ہزار ہا سال پہلے ہی بیان فرمادیا ہم مسلمان تو بھائی آپ کے اس فرمان پر یقین کر چکے لیکن وہابی ان علوم خمسہ غیبیہ کو پڑھ کر سن کر بھی اپنے ایمان کو درست کرنے سے محروم رہا کیا نبی ﷺ کا اندرونی بیرونی قیامت کے معاملات کو بیان کرنا معاذ اللہ آپ کی بے علمی کو ثابت کر رہا ہے کسی ان پڑھ کو کہو کہ حروف ہجا ہی پڑھے وہ کبھی نہیں پڑھ سکے گا اور جو ہج کر سکتا ہے وہ جملہ بھی بنا سکتا ہے۔ اگر معاذ اللہ آپ بھی ان علوم خمسہ سے بے خبر تھے جیسا کہ تم نے سمجھ رکھا ہے تو ان کی صحیح صحیح خبریں کیوں فرمائیں کچھ خدا کا خوف کرو اور مصطفیٰ ﷺ کی معاذ اللہ بے علمی ثابت کرے سے باز آ جاؤ تو تمہاری پیش کردہ حدیث سے تمہارے اعتراض کا ہی حل کیا گیا کہ آپ کو علم قیامت ہے لیکن اظہار کی اجازت نہیں۔

”وہابی“: طبرانی اور ابن مردویہ و درمنشور کی روایت ہے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ رسول اللہ ﷺ سوال کئے گئے قیامت کے متعلق اور میں موجود تھا تو آپ نے فرمایا اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا اور وہی اس کے وقت پر اس کو ظاہر کرے گا۔ اور لیکن میں تم کو اس کی علامتیں اور اس سے پہلے جو فتنے اور خونریزیاں ہونے والی ہیں بتلا دیتا ہوں۔ لہذا اس حدیث سے بھی نبی علیہ السلام کا قیامت سے بے خبر ہونا ثابت ہوا۔

”محمد عمر“: افسوس صد افسوس تمہارے اس عقیدے پر جو تمہیں نبی ﷺ کی معاذ اللہ بے علمی کی رغبت دلاتا ہے اور شان سمجھے سے محروم رکھتا ہے بھلا یہ تو بتاؤ کہ کسی مولوی سے کوئی دریافت کرے کہ فوجداری عدالت کہاں ہے تو وہ جواب دے ہ کسی مجسٹریٹ یا وکیل سے دریافت کرو میں نہیں جانتا لیکن میں تمہیں اس کا مقام بتا دیتا ہوں وہاں چلے جاؤ گے تو تمہیں خود بخود معلوم ہو جائے گا۔ کچھری روڈ پر چلے

جاؤ وہاں جانب مشرق ایک گورنمنٹ کالج ہے۔ اس کے آگے سیکریٹ کا بڑا دفتر ہے اس سے آگے گزر کر بائیں ہاتھ کمرے بنے ہوئے ہیں اور اس کمرے کے اندر کی میزوں کرسیوں الماریوں کی تعداد بھی صحیح بتادی جاوے تو پھر بھی وہ بے خبر سائل کہے کہ تجھے علم نہیں تو لوگ سائل کو کم عقل سمجھیں گے ذرا اس سے اور آگے چلئے جو شخص مجسٹریٹ کی قیام گاہ بھی اور عدالت کی الماریوں میں جو فائلیں پڑی ہیں ان کی بھی اطلاع دے دے اور عدالت کے قیام کی ہیئت کذا یہ کا بھی پورا نقشہ کھینچ دے تو پھر بھی سائل کی تسلی نہ ہو تو سائل نہیں بلکہ مخالف ہے محض تمسخر کی نیت رکھتا ہے۔ اب علم قیامت کے کے دلائل سنئے۔

قیام حشر

(۱) {۲۲/۷} ثُمَّ نَفِخَ فِيهِ أُخْرَىٰ فَإِذَا هُمْ قِيَامٌ يَنْظُرُونَ

پھر دوبارہ صور پھونکا جاوے گا تو فوراً وہ کھڑے ہو کر جھانکنے لگ جائیں گے۔
دوسرے مقام پر اس کی تشریح فرمائی۔

(۲) {۲۳/۴} لَیْسَ {۲۳/۴} وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَإِذَا هُمْ مِنَ الْأَجْدَاثِ إِلَىٰ رَبِّهِمْ يَنْسِلُونَ . اور صور پھونکا جاوے گا تو وہ فوراً قبروں سے اپنے رب کی طرف دوڑینگے۔

میدان حشر میں عدالت الہیہ

(۳) حاقۃ {۲۹/۱} وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ يَوْمَئِذٍ ثَمَانِيَةٌ

اور آپ کے رب کے عرش کو قیامت کے دن آٹھ فرشتے اٹھائیں گے۔

(۴) مستدرک {۵۶۹/۴} فَيُلْقِي لَهُ كُرْسِيٌّ عَنْ يَمِينِ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ

تو نبی ﷺ کے لئے خداوند کی دائیں جانب کرسی سجائی جاوے گی۔

حشر میں کفار کی حالت مختلف ہوگی

(۵) طہ {۱۶} مَنْ أَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنْكًا وَنَحْشُرُهُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ أَعْمَى۔ جس شخص نے میری یاد سے منہ پھیرا تو اس کی معیشتہ تنگ ہے اور قیامت کے دن اسے اندھا اٹھائیں گے۔

(۶) ابراہیم {۱۳} وَتَرِ الْمُجْرِمِينَ يَوْمَئِذٍ مُّقْرَّنِينَ فِي الْأَصْفَادِ اور آپ مجرموں کو ملاحظہ فرمادیں گے یا رسول اللہ ﷺ قیامت کے دن زنجیروں میں جکڑے ہوئے۔ پھر ان کے اعمال نامے بائیں ہاتھ ہوں گے۔

(۷) حاقہ {۲۹} وَأَمَّا مَنْ أُوْتِيَ كِتَابَهُ بِشِمَالِهِ فَيَقُولُ يَلِّتَنِي لِمَ أُوتِيَ كِتَابِيهِ۔ اور لیکن جو شخص اپنی کتاب بائیں ہاتھ دیا گیا تو کہیگا اے کاش میں اپنی کتاب نہ دیا جاتا۔

میدانِ حشر کی ایک یمنی حصے کا ذکر سنئے۔

(۸) زمر {۲۴} وَأَشْرَقَتِ الْأَرْضُ بِنُورِ رَبِّهَا وَوُضِعَ الْكِتَابُ وَجِئِيَ بِالْبَیِّنِ وَالشَّهَادَةِ فَفُضِيَ بَيْنَهُم بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ اور (قیامت کے دن) زمین روشن ہوگی اپنے رب کے نور سے اور کتاب رکھی جائیگی اور تمام انبیاء علیہم السلام اور شہدا اکٹھے ہونگے تو ان کے درمیان فیصلہ حقہ کیا جائے گا اور وہ ظلم نہ کئے جائیں گے۔

(اس حصہ میں شانِ مومنین کیا ہوگی) یَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ يَسْعَى نُورُهُمْ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَبِأَيْمَانِهِمْ اس دن ملاحظہ فرمائیں گے یا رسول اللہ ﷺ آپ مومنین اور مومنات کو ان کے سامنے نور اور ان کے دائیں نور ہوگا کیا شان ہوگی جب ان کو ملاحظہ فرمانے والے آپ ہوں گے اور ان کے نیک اعمال کی پونجی ان کے سامنے ہوگی فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ تو بعد ازاں اخیر کا واقعہ عرض کر دوں۔

(۹) زمر {۲۴/۸} وَسِيقَ الَّذِينَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا حَتَّى إِذَا جَاؤَهَا
وَفُتِحَتْ أَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلَامٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوهَا
خَالِدِينَ کیا شان ہوگی مصطفیٰ ﷺ کی جب آپ جنتیوں کے دولہا بن کر آگے
تشریف لے جا رہے ہوں گے۔

(اب اختصاراً میدانِ حشر کے میاں درجہ کا ذکر سنئے)

طہ {۱۶/۶} يَوْمَذِي لَا تَنْفَعُ النَّفَاعَةُ إِلَّا مَنْ أَذِنَ لَهُ الرَّحْمَنُ وَرَضِيَ لَهُ قَوْلًا
اس دن کسی کی سفارش نفع نہ دیگی۔ مگر جس کو رحمن نے پہلے اذن دیا ہو اور جس کی بات
کو مولا کریم پسند فرما دینگے۔ یہ طبقہ ہے مومنین گنہگاروں کا کہ آپ ان کی سفارش فرما
کر جنت کے راستہ میں تشریف لے جاتے ہوئے ساتھ ملا لیں گے۔ کیوں جناب
وہابی صاحب اب نہ کہنا کہ خداوند نے علم قیامت کسی کو نہیں بتایا۔

”وہابی“: ابن ماجہ اور ابن جریر وغیرہما کی روایت ہے کہ ابو مسعود رضی اللہ تعالیٰ کی
سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ میں نے معراج کی رات ابراہیم علیہ السلام
اور موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات کی تو انہوں نے قیامت کے متعلق آپس میں بات
چیت کی تو تمام نے ابراہیم علیہ السلام کے سپرد کیا تو ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ
مجھے اس کا علم نہیں پھر انہوں نے موسیٰ علیہ السلام کے سامنے اس مسئلہ کو پیش کیا تو آپ
نے فرمایا کہ اس کے وقوع کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ جب آپ کے سامنے معاملہ پیش ہوا تو آپ
کی طرف سے بھی یہی جواب سمجھ لیا گیا کیونکہ جب عیسیٰ علیہ السلام کو علم قیامت نہیں
دیا گیا جو قرب قیامت آنے والے ہیں تو آپ کو بطریقِ اولیٰ نہیں دیا گیا۔

”محمد عمر“: بڑا افسوس کہ جس امر کے سوال کرنے کی جرات نبی ﷺ کو ابراہیم علیہ

السلام جیسے اولوالعزم نبی اور موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام جیسے انبیاء کرام کو نہیں ہوئی تو کون ہو جو آپ کو اپنے فتویٰ سے بے خبر سمجھوان مذاکرین انبیاء کرام نے کیوں نہ کہ دیا کہ سید الانبیاء ﷺ کو بھی اس کی خبر نہیں ہمیں نہ ہوئی تو کونسی بڑی بات ہے۔ انبیاء علیہم السلام آپ کے روبرو آپ میں مذاکرہ قیامت کرنا۔ یہ آپ سے امتحان لینا مقصود نہ تھا کہ آپ کو بھی قیامت کا علم ہے یا نہیں اگر یہی مقصود ہوتا تو علوم خمسہ باقی کسی بات کا بھی تذکرہ ہوتا اگر نہیں ہوتا تو تمہیں اس وجہ سے تسلیم کرنا پڑے گا کہ علوم اربعہ آپ کو حاصل تھے اسی لئے تذکرہ نہیں کیا ورنہ ان کا ذکر بھی ہوتا اگر نہیں تو ثابت ہوا کہ ان کا علم تمام انبیاء علیہم السلام کو بھی ہے اور ان کا صرف قیامت کی معاملہ کو پیش کرنا اور وہاں متی الساعۃ کا سوال نہیں بلکہ رد و امر ہم ابی ابراہیم جملہ جملہ ہے۔

اپنے قیامت کے معاملہ کو انہوں نے ابراہیم علیہ السلام کے سپرد کیا کہ یہ واضح فرمادیں چنانچہ انہوں نے ظاہر نہیں فرمایا پھر موسیٰ علیہ السلام کے سپرد کیا گیا انہوں نے بھی ظاہر نہیں فرمایا پھر عیسیٰ علیہ السلام کے سپرد کیا گیا انہوں نے فیصلہ ہی خدا کے سپرد کر دیا تا کہ یہ ثابت ہو جائے خدا جس کو چاہے جتاتے ہیں اور جاننے والے سامنے تشریف فرما ہیں اور نبی ﷺ نے بھی معراج کی رات کے اس واقعہ کو اسی لئے بیان فرمایا تا کہ میری امت کو بھی معلوم ہو جائے کہ جب اتنے بڑے اولوالعزم انبیاء کرام نے آپ سے سوال نہیں کیا تو ہمیں بھی قیامت کے متعلق سوال نہیں کرنا چاہیے۔ کیونکہ قیامت کا قیام نبی ﷺ کے مجرموں کے واسطے ہوگا اور جیل کے آرام و تکلیف کے مذاکرے قیدی ہی کرتے ہیں یا نذیر کا کام ہے۔ دوسرا بیان کرنے سے ہی گریز کرتا ہے باقی رہا انبیاء علیہم السلام کا مذاکرہ تو یہ اس لئے تھا اور آپ کے روبرو اسی لئے ایک دوسرے پر بات ڈالتے تھے کہ آپ ملاحظہ فرمائیں کہ ہم نے آج تک قیامت کے راز کو فاش نہیں کیا آپ بھی اس کو فاش نہ فرمادیں صرف یہ بات جتانی

مقصود تھی ویسے عرض کرنا کہ کہیں قیامت کا ذکر نہ کرنا اس حملے کو انہیں نے گستاخی سلجھی آپس میں مذاکرہ کر کے آپ کو جتا دیا کہ آپ ملاحظہ فرمائیجئے آپ نے بھی ایسے ہی عمل کرنا ہے ہی کو جتنا نہیں جیسا کہ انہوں نے ایک دوسرے پر ڈالا ظاہر نہیں فرمایا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ سے ضرور سوال کرتے انبیاء علیہ السلام کا آسمانوں میں مذاکرہ قیامت آپ کے سامنے اپنی بے علمی ظاہر کرنے کے واسطے نہ تھا جیسا کہ تم نے سمجھا ہے اور نہ ہی انہوں نے نبی ﷺ سے آپ کے بے علم ہونے کی وجہ سے سوال نہیں کیا جیسا کہ تم نے سمجھا ہے اور نہ اپنے ہی اس واقعہ سمادی کو اپنے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے سامنے اس لئے ظاہر فرمایا کہ میں آسمان میں انبیاء علیہم السلام کے سامنے علم قیامت میں فیل ہو کر آیا ہوں کلا و حاشا آپ کا یہ مطلب نہ تھا۔ جو تم نے اپنے اختراع سے لوگوں کو دھوکا دیا ہے۔ بلکہ سمادی مذاکرہ بھی علم قیامت کے عدم افشاء کے لئے ہوا اور اپنے بھی انبیاء علیہم السلام کے اس مذاکرے کو بیان فرما کر امت کو ان انبیاء علیہم السلام کی ہی راز نہ افشاء کرنے والی تعلیم کی طرف توجہ دلائی لیکن آپ کے اس بیان سے اگر کوئی کج طبع آپ کی بے علمی کی دلیل اخذ کرے تو یہ اس کے نقص ایمانی کی دلیل ہے جو حدیث پاک کو سمجھ کر پھر حدیث میں الٹ پلٹ کرے میں تو یہی کہوں گا کہ اللہ تعالیٰ اہل علم کو مصطفیٰ ﷺ کے تجلیات سے بہرہ ور فرمادے۔

”وہابی“: کنز العمال و در منشور و غیرہ میں روایت ہے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ غیب کی پانچ کنجیاں ہیں جن کو اللہ کے سوا کئی نہیں جانتا (۱) کل کیا ہوگا۔ (۲) مانی الارحام کا علم (۳) بارش کب آئیگی (۴) آدمی نے مرنا کس جگہ ہے (۵) قیامت کب ہے۔

”محمد معمر“: ان کا مفصل بیان پہلے گزر چکا ہے۔ اس لئے ایسی حدیثیں پیش کرنے کی تکلیف نہ فرمادیں۔ ایسی حدیثوں کا جواب مذکورۃ الصدرايات و احادیث کو ہی

ملاحظہ فرمالیا کریں گودلائل بہت ہیں ہر ایک کے لئے اور حدیثیں مرفوعہ پیش کر سکتا ہوں لیکن بوجہ طوالت گزشتہ کو ہی کافی سمجھیں :-

”وہابی“: حدیث کنز العمال میں مذکور ہے کہ میں قیامت کے دن پہلے اذن دیا جاؤنگا سجدہ کرنے کے لئے بارگاہ الہی میں چنانچہ میں سجدہ میں گر جاؤنگا اس کے بعد مجھے سراٹھانے کا حکم ہوگا پھر میں اٹھ کر اپنی امت کو دائیں بائیں پہچانوں گا عرض کیا گیا کہ حضور آپ کیسے پہچانینگے فرمایا ان کے چہرے اور دیگر اعضا وضو کے اثر سے روشن اور چمکتے ہونگے۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ نبی علیہم السلام کو اس وقت غیبی علم سے پہچان نہ ہوگی بلکہ ان کے علامات وضو سے پہچان ہوگی۔

”محمد عمر“: لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا ہی تعصب بڑی بری بلا ہے جس کے ساتھ تعصب ہو سوطاعن سے باز نہیں آتا خواہ خود ہی اس میں مطعون ہو جائے نعمانی صاحب نے نبی ﷺ کے عدم علوم غیب کا استدلال ایسی حدیث سے اخذ فرمایا کہ جس نے نعمانی صاحب کے تمام مجموعہ اعتراضات کی گھڑی کو پرزے پرزے کر دیا نعمانی صاحب تم اپنے ٹھیکہ میں اپنے ٹھیکہ معبودہ کے خلاف دلیل لے آئے اس حدیث شریف سے تو صاف ثابت ہوا کہ نبی ﷺ و علم قیام قیامت ہے کیونکہ اس حدیث پاک میں قیامت کے افعال ذایتہ کو نبی ﷺ نے بیان فرما دیا ہے۔

(۱) میں قیامت کے دن پہلے اذن دیا جاؤں گا۔ اس اذن کا ظہور بروز قیامت کو انشاء اللہ ضرور ہوگا۔ لیکن آپ نے پہلے اطلاع فرمادی۔

(۲) قیامت کے دن رب کریم کے دربار میں آپ کا سر بسجود ہونا یہ بھی قیامت کے ذاتیات سے ہے۔

(۳) آپ کو سجدہ سے سراٹھانے کا حکم الہی ہوگا۔

(۴) آپ کی امت کا آپ کے دائیں و بائیں ہونا اور درمیان میں آپ کا موجود ہونا۔

(۵) آپ کا اپنی امت کو پہچاننا۔ یہ پہچان بھی ابھی بروز قیامت ہوگی۔ لیکن آپ نے اطلاع ہزار ہا سال پہلے فرمادی۔

(۶) آپ کو قیام قیامت سے اپنی امت کے اعضاء وضو کی روشنی کا ابھی ملاحظہ فرمانا اور قیامت کی اس ذاتی خبر غیبی کو ایمان داروں کیلئے ابھی سے مطلع فرمادینا۔

(۷) دنیا میں اپنی امت کے وضو سے وضوء اخروی کی فضیلت کو بیان فرمانا اور جو تم نے سمجھا ہے کہ آپ محض اسی علامت سے ہی پہچانینگے اور کوئی علامت امتی ہونے کی نہ ہوگی تمہارا یہ اجتہاد غلط ہے بلکہ آپ امت کے باطنی اعمال کو اور نیات کو بھی ملاحظہ فرمانا کر اپنی امت میں شامل فرماویں گے اور اگر تمہارے اجتہاد کو ہی صحیح تسلیم کر لیا جاوے تو اصحابی اصحابی والی حدیث سے منافقین بھی غر محجلون من الوضوع سے آپ کی امت میں شامل ہو جائینگے۔ حالانکہ وہ آپ کی امت میں شمولیت سے محروم ہونگے۔

تو اس حدیث شریف سے ایمان داروں کے لئے علم قیام قیامت اظہر من الشمس ہے اور تمہارے اجتہاد متعلقہ عدم علم نے عکس نقیض کا کام دیا۔

پھر آپ نے فرمایا کہ میں اپنی امت کے آدمیوں کو یوں پہچان لوں گا جیسا کہ گھوڑے کا مالک اپنے پانچ کلیان گھوڑے کو پہچان لیتا ہے بھلا مالک کو اپنے مملوک کا علم نہ ہو یہ بعید از عقل ہے اور آپ کے ارشاد عالیہ سے جو قیامت کے علم کی غیبی دلیل ثابت ہو رہی ہے اہل ایمان سے پوشیدہ نہیں۔

”وہابی“: بخاری مسلم کی روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ لوگ قیامت کے دن بیہوش ہو جائیں گے۔ پھر سب سے پہلے میں ہوش میں آؤں گا۔ پس اچانک میں دیکھوں گا کہ جناب موسیٰ عرش کا کنارہ پکڑے ہوئے ہیں پس مجھے معلوم نہیں کہ آیا وہ بھی بیہوش ہونے والوں میں تھے۔ اور مجھ سے پہلے ہوش میں آگئے یا وہ ان میں سے

ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اس دن کی بیہوشی سے مستثنیٰ کر دیا ہے اس حدیث سے ثابت ہوا کہ آپ کو علم جمیع ماکان و مایکون کا نہیں۔

”محمد عمر“: اس حدیث پاک میں بھی نبی ﷺ نے دو امور کو ظاہر فرمایا قیامت کے عوارضات ذاتیہ کو تا کہ آپ کا علم غیب قیامت تک ثابت ہو دوسرا امر موسیٰ علیہ السلام کی عزت کا پاس یعنی اکون اول من افیق سے آپ نے اپنی اولویت کی حقیقت کو ظاہر فرما کر پھر موسیٰ علیہ السلام کی عزت کا پاس خاطر فرمایا اور نعمانی صاحب کو یہ سمجھ نہ آئی فلا ادری محاورہ کے بموجب فرما کر بعد ازاں ارشاد فرمایا من استثنی اللہ عز وجل یا موسیٰ علیہ السلام اس شخص سے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے بیہوشی سے مستثنیٰ فرمایا اس فرمان مصطفیٰ ﷺ سے ثابت ہوا کہ کوئی اور شخص بھی ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے پہلے بیہوشی سے ممتاز فرمایا جن سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بھی اپنے شمار فرمایا اور وہ اول من افیق ہے۔ باقی رہا آپ کا ارشاد کہ خبر نہیں موسیٰ علیہ السلام ان بیہوشوں سے ہیں جو میرے پہلے ہوش میں آ گئے ی بیہوشی کے مستثناؤں سے ہیں اور آپ کا یہ جملہ شک یہ محض اپنی انکساری اور موسیٰ علیہ السلام کو بلحاظ نبی اللہ ہونے کے ان کی عزت کو ملحوظ رکھتے ہوئے ارشاد فرمایا اور نہ آپ کا فرمان اکون اول من یفیک نبی ﷺ کی اولیت اور موسیٰ علیہ السلام کی ثانویت ثابت کر رہا ہے اور فرمان الہی وتیری الناس سکاری و ما ہم بسکاری نبی ﷺ کو بیہوشی سے ممتاز فرما رہا ہے کہ آپ رائی یعنی بیہوشوں کو دیکھنے والوں میں شامل ہیں باقی لوگ مرئی بیہوش ہونگے اور نبی ﷺ کے علم غیب قیامت کی خاص خبر کہ موسیٰ علیہ السلام بھی اس شخص کیساتھ ہونگے جو بیہوشی سے مستثنیٰ ہو گا تو یہ اپنے اپنی ذات کے متعلق ہی ارشاد فرمایا جو مذکورہ ایت کریمہ اور حدیث شریف کے ابتدائی جملہ سے ثابت ہے اور فلا ادری کا جملہ ایسا ارشاد فرمایا جس سے اپنی ذات کریمہ کو فخر سے بھی مبرا رکھا اور موسیٰ علیہ السلام کو بھی بیہوشی سے

مستثنیٰ فرمادیا تو فلا ادری کا جملہ شان موسویت کو ملحوظ رکھنے کیلئے نہ اپنی بے علمی کے اظہار کے لئے فرمایا جیسا کہ تم نے سمجھا ہے اور ایہ عام محاورہ بھی ہے کہ جو شخص کسی خاص مقام اعلیٰ پر پہنچے تو ان کے پیچھے فوراً ہی کوئی دوسرا بھی وہاں پہنچ جائے تو وہ اس دوسرے کی شان کے اظہار کے لئے اور اپنی انکساری ثابت کرنے کے لئے فوراً کہہ دیتا ہے کہ خبر نہیں کہ تو مجھ سے بھی پہلے ہی پہنچا معلوم ہوتا ہے تو وہ حقیقت کے مطابق عرض کرتا ہے۔ کہ نہیں حضور آپ ہی پہلے ہیں تو یہ آپ نے اپنی انکساری کا ثبوت دیا اور جواب موسیٰ علیہ السلام کو ظاہر تو نہیں فرمایا لیکن اگر تم موسیٰ علیہ السلام و جواب سنو تو پھر تمہیں شان و فرمان مصطفیٰ ﷺ معلوم ہو۔

آئیے فقیر آپ کو شان موسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ میں شان مصطفیٰ ﷺ عرض کرتا ہے۔ قیامت کو موسیٰ علیہ السلام کے متعلق تو آپ نے فرمایا فاذا موسیٰ علیہ السلام باطش بجانب العرش میں دیکھوں گا۔ کہ موسیٰ علیہ السلام عرش کے کنارے کو پکڑے ہوئے ہیں۔

لیکن مصطفیٰ ﷺ کی شان قیامت عرض کرتا ہوں۔

مستدرک {۵۶۹} فَيُلْقِي لَهُ كُرْسِيٌّ عَنْ يَمِينِ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ

تو نبی ﷺ کے لئے خداوند کے دائیں جانب کرسی سجائی جائے گی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام عرش کا کنارہ تھامے ہوں گے اور نبی اکرم ﷺ عرش خداوندی کے دائیں جانب کرسی نشین ہوں گے۔

کیوں جناب وہابی صاحب پایہ تھامنے والا مقدم یا دائیں جانب کرسی نشین مقدم نبی ﷺ کے متعلق اپنے ایمان کو درست کرنے کی کوشش کرو۔

ثابت ہوا کہ فرمان لا ادری محض انکساری کے لئے ہی ہے نہ حقیقت کے اظہار کے واسطے اور اگر لا ادری کے ماقبل و مابعد کی عبارت و مقام کے مطابق معنی نہ کرو گے تو معاذ اللہ تمہیں خدا کو بے علم تسلیم کرنا پڑے گا سنئے۔

یونس {۱۲/۳} قُلْ ءُتِنَبِّئُونَ اللّٰهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ
 سُبْحٰنَهُ وَتَعَالٰی عَمَّا يُشْرِكُوْنَ فرمادیجئے یا رسول اللہ ﷺ کیا خبر دیتے ہو اللہ کو جو
 اللہ کو جو اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین میں نہیں جانتا پاک ہے اور بلند ہے اس چیز سے
 جو تم شرک کرتے ہو۔

رد {۱۳/۵} وَجَعَلُوا اللّٰهَ شُرَكَاءَ قُلْ سَمُوْهُمْ اَمْ تَنْبِئُوْنَهُ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي
 الْاَرْضِ اَمْ بظاہر مِّنَ الْقَوْلِ اور انہوں نے اللہ کے لئے شریک بنائے فرمادیجئے
 یا رسول اللہ ﷺ کہ اے مشرکوں نام تو ان کا بتاؤ کیا تم اللہ کو ایسی بات کی خبر دیتے ہو جن کو
 اللہ زمین میں جانتا نہیں۔ یا بناوٹی بات ہے۔

ان آیات کریمہ میں اگر لایعلم کے تمہاری طرف ظاہری معنی ہی لئے
 جاویں تو معاذ اللہ خداوند عالم الغیب کو بھی بے علم تسلیم کر لو ایسے ہی لا ادری سے بھی
 ظاہری معنی نہ لئے جاویں گے بلکہ محاورہ کے لحاظ سے معنی لئے جاوینگے ۵

”وہابی“: نبی ﷺ نے فرمایا۔ کہ میں نے اللہ سے سوال کیا کہ یا اللہ میری امت کا
 حساب میرے ہاتھ میں دے دے تا کہ دوسری امتوں کے سامنے ان کی رسوائی نہ ہو تو
 میری طرف اللہ تعالیٰ نے وحی کی کہ اے محمد ﷺ میں ان کا حساب لوں گا اور اگر کوئی
 ان سے لغزش ہوئی تو میں تم سے پوشیدہ رکھوں گا تا کہ وہ آپ کے پاس سرسار نہ ہوں
 اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بعض کی لغزشیں ہمیشہ آنحضرت ﷺ سے بھی مخفی رہیں گی
 لہذا آپ کو کلی علم نہ ہا اور نہ ماکان ویکون کا۔

”محمد عمر“: وہابی صاحب آپ کا ٹھیکہ تو پورا ہو چکا اب اصل حقیقت فقیر عرض کرتا
 ہے۔ اس حدیث پاک کو بیان کرنے سے نبی ﷺ کا مقصد معاذ اللہ اپنی بے علمی کا
 اظہار نہیں جو تم نے سمجھا ہے ہمیشہ نبی ﷺ کے فرمان سے آپ کا مقصد کیا ہے چنانچہ

آپ کے مقصد کے مطابق اپنی تفصیل کو دیکھا چاہئے ورنہ یاد رکھو مجرم ثابت ہو گئے نبی ﷺ کا مقصد اس حدیث شریف سے محض امت کو تسلی دینا ہے کہ اللہ تعالیٰ میری امت سے جرموں پر میری وجہ سے پردہ پوشی فرمائیں گے۔ اور اس پردہ پوشی کا وعدہ میں نے ابھی دنیا میں ہی اللہ کریم سے لے لیا ہے نبی کریم ﷺ امت کے جرائم پر خداوند سے پردہ پوشی کا وعدہ لیں اور تم محض امتی ہونے کا دعویٰ رکھنے والے معاذ اللہ آپ کو بے علم ثابت کرنے کے درپے ہو کچھ خدا کا خوف کرو۔

اور دوسرا جواب یہ ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے فرمایا سترتھا عنک آپ کی وجہ سے میں ان کی لغزشوں کی پردہ پوشی کروں گا یعنی آپ کی امت کے ایسے افراد سے ان کی لغزشوں کا حساب ہی نہیں لوں گا تا کہ آپ کے پاس کھڑے ہونے والے آپ کے قریب میں رسوائی کا منہ نہ دیکھیں۔ اور پھر اس کا جواب قرآن کریم میں بھی موجود ہے۔

زمر ۲۴} لِيُكَفِّرَ اللَّهُ عَنْهُمْ أَسْوَأَ الَّذِي عَمِلُوا تَاكَةً مَثَادٍ اللَّهُ تَعَالَىٰ ان
کے برے اعمال کو ویران کر دے اچھے اعمال کے برابر اور اچھا بدلہ دے
گا۔ ان کو جو وہ عمل کرتے تھے۔

چنانچہ اس حدیث مذکورہ بالا میں نبی ﷺ نے اپنے انعام کا ذکر فرمایا ہے۔ کہ یہ جو اللہ تعالیٰ نے متبعین میرے پاس کھڑے ہوں۔ تو دوسری امتوں کے مقابلہ میں میرے غلام بالکل بے گناہ میدان حشر میں کھڑے ہوں چنانچہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ

جامع صغیر ۲} سَأَلْتُ اللَّهَ الشَّفَاعَةَ لِأُمَّتِي فَقَالَ لَكَ سَبْعُونَ أَلْفًا يَدْ
خُلُونَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ وَلَا عَذَابٍ فِيهَا لَكُمْ سَبْعُونَ أَلْفًا يَدْ
سفارش کی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آپ کے طفیل ستر ہزار بغیر حساب و عذاب کے
جنت میں داخل ہوں گے۔

کیوں جناب یہ ہے تمہاری پیش کردہ حدیث کی ترجمانی ایت و حدیث سے جو تم نے اپنی رائے سے ترجمانی کر کے معاذ اللہ نبی ﷺ کے عدم علم کو ثابت کرنا چاہا اور چوتھا جواب پردہ پوشی عدم علم کو مستلزم نہیں کیونکہ آپ نے فرمایا کہ میری امت کے تمام اعمال میرے سامنے پیش کئے جاتے ہیں۔

جامع صغیر ۲/۵۰ { غَرَضْتُ عَلَى أُمَّتِي بِأَعْمَالِهَا حُسْنَهَا وَسَيِّئَهَا }
میری امت بمع اچھے برے اعمال کے پیش کئے گئے۔

مشکوٰۃ شریف ۶۹ { غَرَضْتُ عَلَى ذُنُوبِ أُمَّتِي فَلَمْ أَرِ ذَنْبًا أَعْظَمُ مِنْ سُورَةِ مِنَ الْقُرْآنِ أَوْ آيَةٍ أُوتِيَهَا رَجُلٌ ثُمَّ نَسِيَهَا }

میرے سامنے میری تمام امت کے گناہ پیش کئے گئے (تو تمام امت کی تمام برائیاں دیکھیں) قرآن کی سورۃ ایت پڑھ کر پھر اس کو جس شخص نے بھلا دیا اس سے بڑا گناہ اور میں نے کوئی نہیں دیکھا۔

کیوں جناب اب نبی ﷺ کا اعتبار کریں کہ آپ کو امت کے تمام سیئات کا علم ہے یا وہابیوں کی بات پر اعتماد کریں مسلمان تو یہ گوارہ نہیں کر سکتا کہ نبی ﷺ کو چھوڑ کر کسی غیر کی بات پر اعتماد کریں مسلمان تو یہ گوارہ نہیں کر سکتا کہ نبی ﷺ کو چھوڑ کر کسی غیر کی بات کو صحیح سمجھے ہم احناف کو بفضلہ تعالیٰ حضور اکرم ﷺ کے فرمان پر یقین ہے کہ آپ کو تمام کے سیئات کا بھی علم ہے اور تمہارا اعتراض بے علمی کا نبی ﷺ کی ذات کے واسطے لغو ثابت ہوا کیونکہ اس حدیث سے صاف ثابت ہوا کہ آپ ہر عامل کی ہر لغزش سے ہر وقت واقف ہیں جو اصغر اور اکبر کی تمیز فرما رہے ہیں اور اس مختلف فیہا حدیث میں آپ کی فضیلت زیادہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے امتی کو بحرمانہ حیثیت میں آپ کے پاس پہنچا گوارہ ہی نہیں فرمایا۔ خود آپ کی امت کو لغزشوں سے مبرا کر دیا دربار رسالت میں پیش کریں گے۔

ابن ماجہ ۲۹۶: ترمذی شریف $\frac{2}{89}$ {وَإِنَّ أُمَّتِي سَتَفْتَرِقُ عَلَى ثَنَتَيْنِ

وَسَبْعِينَ فِرْقَةً كُلُّهَا فِي النَّارِ إِلَّا أَحَدَةً وَهِيَ الْجَمَاعَةُ

اور بے شک میری امت عنقریب بہتر فرقوں میں متفرق ہوگی تمام دوزخی ہونگے۔ سوائے ایک کے (یعنی ایک فرقہ ان سے جنتی ہوگا) اور وہ جماعت ہے۔

بفرمان نبی ﷺ ثابت ہوا کہ آپ کو قیامت تک کے تمام لوگوں کے سیات و حسنات اور ان کے عالمین کا علم ہے کیونکہ ابھی تمام فرقے پیدا ہوئے نہیں اور آپ نے ان کی تفریق کاملہ سے متنبہ فرمایا فرقے کا تعلق اعتقاد سے اور اعتقاد کا تعلق قلب سے تو آپ کو علم قلوب حاصل ہوا۔ معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ تمام قیامت تک کے آنے والوں کے علم قلوب کے عالم ہیں عالمین حسنہ ہوں یا سنیہ

”وہابی“: بخاری مسلم میں حدیث ہے کہ نبی ﷺ کو تین دفعہ بیہوشی طاری ہوئی جب ہوش میں آئے تو دریافت فرمایا کہ کیا لوگ نماز پڑھ چکے عرض کیا گیا نہیں اور تین دفعہ ہی غسل فرمایا اور نماز کے لئے تیاری کرتے تو پھر بیہوش ہو جاتے تین دفعہ ایسے ہی ہوا اگر آپ کو علم غیب ہوتا تو کیا نماز پڑھ چکے، سوال کیوں کرتے اور غسل کیوں کرنے ثابت ہوا کہ آپ کو جمیع ماکان و مایکون کا علم نہیں۔

”محمد عمر“: حضور اکرم ﷺ کا بار بار غسل کرنا ہماری تعلیم کے لئے تھا کہ اگر کسی کو بیہوشی طاری ہو جائے تو غسل کر لینا چاہئے قاضی عیاضی نے لکھا ہے۔ کہ آپ کا غسل قائم مقام وضو کے تھا اور یہ غسل آپ کے تقدس پر مبنی ہے کیونکہ بیہوشی ناقص وضو ہے لیکن اگر غسل کر لیا جاوے تو سنت ہے۔ بیہوشی سے غسل کو سنت مقرر کرنے کے لئے آپ نے بار بار غسل فرمایا نہ کہ اس سے آپ کی بے علمی ثابت ہوتی ہے جیسا کہ وہابیوں نے سمجھا ہے اور آپ کا سوال فرمانا کہ اصلی الناس کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی اس سے اپنی امت کو تعلیم دینا مقصود تھا کہ میری اطاعت کو مقدم سمجھیں اور سمجھانا

مقصود تھا کہ فریضہ نماز بھی میری اطاعت کے بغیر جائز نہیں اور بار بار آپ کا سوال کرنا اس بات کی دلیل تھی کہ مجھے بار بار اغما کے طاری ہونے سے تمہیں یہ غلطی نہ لگے کہ انتظار کر کے خود بخود جماعت کرا لو اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ آپ کو علم غیب کلی جمیع ماکان و مایکون حاصل تھا کیونکہ آپ کو علم تھا کہ صحابہ کرام خود بخود و نماز پڑھ لیں گے اس واسطے آپ نے اپنی اطاعت میں رکھنے کے لئے بار بار اشارۃ النص سے اپنی اطاعت میں رکھنے کی ترغیب دلائی دوسری دلیل اس سے یہ ثابت ہوئی کہ آپ کو علم غیب تھا کہ میں تیسرے اغماض کے بعد مسجد میں جاسکوں گا۔ اس لئے ان کو فرہ سوالیہ سے ہی جماعت کراے سے روکتے رہے اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین چونکہ آپ کے ہر اشارہ کو سمجھتے تھے رکے رہے۔

”وہابی“: ابوداؤد کی حدیث میں اسی مرض الموت کی جماعت کے واقعہ ہے۔ کہ آپ نے فرمایا این ابوبکر تو اس سے بھی ثابت ہوا کہ آپ کو جمیع ماکان و مایکون کا علم نہیں۔

”محمد عمر“: خداوند دشمن رسول اللہ ﷺ کو ہدایت دے جو دعالمین کے علیم و رحیم کی معاذ اللہ بے علمی ثابت کرے نعمانی صاحب کو اتنا علم بھی نہیں کہ یہاں این کا استعمال قائم مقام ادعو کے ہے یعنی ابوبکر کو بلاتا ہوں اس سے آپ کی بے علمی ثابت نہیں ہوتی اگر نبی ﷺ کو این کے استعمال سے بے علم کھو گئے تو دنیاۓ وہابیت میں یہ فتویٰ خداوند پر بھی ثابت ہوگا۔

(۱) انعام ۳۱ {وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا ثُمَّ نَقُولُ لِلَّذِينَ أَشْرَكُوا إِنَّا شُرَكَاءُكُمْ الَّذِينَ كُنْتُمْ تَزْعُمُونَ}

(۲) نحل ۱۲ {ثُمَّ يَوْمَ الْقِيَمَةِ يُخْزِيهِمْ وَيَقُولُ إِنَّا شُرَكَائِي}

(۳) قصص ۲۰ {فَيَقُولُ إِنَّا شُرَكَائِي الَّذِينَ كُنْتُمْ تَزْعُمُونَ}

(۴) حم سجدہ $\frac{۲۵}{۶}$ { وَيَوْمَ يُنَادِيهِمْ اَيْنَ شُرَكَائِيْ .

کیا اللہ تعالیٰ کو شرکاء کا علم نہیں جو این شرکائی سے قیامت کو سوال کرے گا بلکہ انکا بلانا مقصود ہے تاکہ ان شرکاء کو مشرکین پر بھگتایا جاوے۔

(۵) تکویر $\frac{۳۰}{۱}$ { وَاِذَا الْمَوْءُ دَةُ سُئِلَتْ بِاَيِّ ذَنْبٍ قُتِلَتْ } سے سوال کرنا بے علمی پروال نہیں بلکہ اثبات جرم مقصود ہے۔

(۶) تکویر $\frac{۳۰}{۱}$ { وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَيْطٰنٍ الرَّجِيْمِ فَاَيْنَ تَذٰهَبُوْنَ } اور یہ شیطان مردوکا قول نہیں تم کہاں جاتے ہو۔ اس ایہہ کریمہ سے این فرما کر قرآن کی طرف بلانا مقصود ہے۔

چنانچہ حضور اکرم ﷺ کا این ابو بکر فرما کر ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلانا مقصود تھا جو آپ کی بے علمی پروال نہیں بلکہ این ابو بکر فرمانا آپ کے علم غیب کی علامت ہے کہ آپ گھر میں تشریف فرما ہیں اور ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد میں تو آپ ان کو مسجد سے طلب فرما رہے ہیں یہ نہیں فرمایا کہ ابو بکر ے یا نہیں کیونکہ اگر فرماتے کہ ابو بکر ے یا نہیں تو کچھ سوال کی گنجائش تھی اور آپ کا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مسجد سے بلانا آپ کے غیبی علم کو ثابت کر رہا ہے۔

”وہابی“: حدیث قرطاس میں اپنے پہلے قلم دوات طلب فرمائی اور صحابہ کرام کے جھگڑے پر آپ نے فرمایا چلے جاؤ اگر علم غیب پہلے ہی ہوتا تو پہلے قلم دوات کیوں طلب کرتے معلوم ہوا کہ کلی علم جمیع ماکان و مایکون کا نہیں تھا۔

”محمد عمر“: نبی ﷺ کا قلم دوات کا سوال کرنا عدم علم کا ثبوت نہیں بلکہ علم غیبی کا ثبوت ہے کیونکہ امتحان مقصود تھا تاکہ جو لوگ قانون خداوندی ہے ناواقف ہیں ان کو یہ موقع نہ ملے کہ نبی اللہ کا تو وصال ہو گیا بس اب اسلام رخصت ہو گیا بلکہ ان کو یہ ثابت ہو

جائے کہ السلام قیامت تک قائم و دائم رہے گا کیونکہ قرآن باقی ہے اور قانون خداوندی باقی ہے اور دوسری غیبی علم ہونے کی وجہ یہ تھی کہ بعد میں صحابہ کرام کے مخالفین نے دل میں یہ خیال نہ کریں کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بعد میں قرآن کریم کو چھوڑ گئے آپ نے اپنے سامنے ہی سوال کر کے ان کے عامل بالقرآن ہونے کا ثبوت دے دیا تا کہ ان کو ثابت ہو جائے کہ یہ قرآن کے باہر نہیں جائیں گے سوم انہوں نے عندنا کتاب اللہ حسبنا سے آپ کی مرضی کے مطابق آپ کے سامنے ہی اقرار کر لیا ورنہ پہلے اپنے کبھی کچھ لکھا؟ جب نہیں تو محض صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے ان کے آئندہ لائحہ عمل بالقرآن کی عوام کو تسلی کرانا مقصود تھا یہ آپ کے علم غیب کی دلیل ہے نہ کہ عدم علم کی جیسا کہ تم نے سمجھا ہے۔

”وہابی“: نبی ﷺ نے حضرت علیؓ کو فرمایا کہ پتر لاؤ میں تمہیں امت کے لئے کچھ ہدایات لکھ دوں جن کے لکھنے کے بعد امت گمراہ نہ ہو۔

حضرت علیؓ نے فرمایا کہ حضور میں یوں ہی یاد رکھوں گا آپ نے فرمایا میں نماز کی وصیت کرتا ہوں اور زکوٰۃ کی اور غلاموں سے حسن سلوک کی۔

اگر نبی علیہ السلام کو علم غیب ہوتا کہ مجھے زبانی ہی کہنا پڑے گا تو پہلے پتر طلب نہ فرماتے معلوم ہوا کہ آپ کو علم ماکان مایکون کا نہیں تھا۔

”محمد عمر“: نعمانی صاحب تم تو یار اوچھے ہتھیاروں پر اتر آئے تمہیں تو خداوند کریم پر بھی یہ قانون استعمال کرنے سے گریز نہ ہوا۔ کیونکہ خداوند کو اگر علم غیب ہوتا تو پہلے شیطان کو کیوں ملائکہ کا سردار بنایا بعد میں پھر نکالنا پڑا دوسرا جواب اگر خداوند علم ہوتا کہ آدم علیہ السلام جنت میں رہنے کے قابل نہیں ہیں اخیر انہوں نے منہی عنہ کو کھا ہی لیا کیا ہے تو پہلے ہی زمین پر اتار دیتے تیسرا جواب پہلے پچاس نمازیں کیوں فرض فرمائیں جب علم تو پہلے ہی پانچ کر دیتے معلوم ہوا کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا امر

اول کے خلاف ظاہر کرنا یہ امر کے عام علم پر وال نہیں ہوتا بلکہ حکیم کی امر اول میں حکمت ہوتی ہے چنانچہ اس میں بھی نبی ﷺ کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا امتحان میں پاس نکلے آپ کو چھوڑ کر نہ گئے یہ حکمت تھی حضور اکرم ﷺ کے فرمان اول کی پانچواں جواب یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ کی زبان اور تحریر مصطفیٰ ﷺ یکساں ثابت ہوئی ورنہ آپ ضرور منگوا لیتے لہذا ثابت ہوا کہ۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کا اعتماد ایسا ہے جیسا کہ وصیت مصطفیٰ ﷺ کا چھٹا جواب اللہ تعالیٰ نے انسی جاعل فی الارض خلیفہ ملائکہ کو کیوں کہا جب علم تھا کہ انہوں نے خلافت مشورہ دینا ہے۔ ان تمام استدلال سے واضح ہوا کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا خلاف امر اول عمل کرنا حکمت سے خالی نہیں ہوتا اور مختار ہیں جس حکم کو جس طرح چاہیں جاری فرما سکیں کسی کو اعتراض کی گنجائش نہیں اور معترض ان کا نافرمان سمجھا جاوے گا۔

”وہابی“: حدیث شریف میں مذکور ہے کہ نبی ﷺ تین دن کسی کو نہ دیکھتے تو اس کا حال دریافت فرماتے اگر وہ کہیں باہر گیا ہوتا تو دعا خیر فرماتے اگر گھر پر بیمار ہوتا تو خود تشریف لیا کر حال دریافت فرماتے اور بیمار پرسی کرتے اگر غیب ہوتا تو ایسا کیوں کرتے۔

”محمد عمر“: یہ تعلیم امت تھی کہ تم بھی اگر کسی مومن ساتھی کو چند دن نہ دیکھو تو اس کے گھر جا کر اس کی خبر گیری کیا کرو تا کہ تمہاری محبت میں فرق نہ آئے اور کسی دشمن کو تمہاری جدائی کا موقع نہ ملے۔

دوسرا جواب آپ رحمۃ للعالمین ہیں رحمۃ خود مرحوم کو تلاش کرے تو یہ کمال رحمت ہے اور اگر کوئی آپ کی ایسی رحمت کو عدم علم پر محمول کرے تو وہ آپ کی رحمت سے بے نصیب ہے۔ تیسرا جواب ملائکہ صبح شام کے بدلتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ملائکہ سے سوال کرتے کَیْفَ تَرَکْتُمْ عِبَادِیْ تو کیا خداوند کو علم نہیں ہوتا جو اپنے بندوں

کا حال دریافت فرماتا ہے تو جیسا کہ یہاں شان مومنین ثابت ہوتی ہے وہابی شان صحابہ کرام ظاہر کرنی مقصود تھی۔

اس میں بھی تو شان صحابہ کرام ثابت کرنا مقصود تھا کہ میرے دوست خاص معاذ اللہ منافق نہیں وہ میرے محب ہیں میں ان کا محب ہوں اس سے تو آپ کی شان علمی ثابت ہوئی کہ آپ کو علم غیب تھا کہ میرے بعد میرے صحابہ کرام پر لوگ معاذ اللہ منافق ہونے کی تہمت لگائیں گے۔ اس اعتراض کی صفائی کے لئے آپ گھر تشریف لے جاتے تاکہ ان کی محبت کا اظہار ہو جائے اور دشمن کو ثابت ہو جائے کہ معاذ اللہ اگر وہ منافق ہوتے تو آپ ایسے لوگوں کے گھروں میں کیوں تشریف لے جاتے تاکہ ان کی محبت کا اظہار ہو جائے اور دشمن کو ثابت ہو جائے کہ معاذ اللہ اگر وہ منافق ہوتے تو آپ ایسے لوگوں کے گھروں میں کیوں تشریف لے جاتے رہے یہ آپ کے علم غیب ہونے کی علامت ہے۔

”وہابی“: ایک دن بعض صحابہ کرام کی معیت میں حضور ﷺ باہر نکلے تو ایک نئی قبر کو دیکھ کر آپ نے دریافت فرمایا تو عرض کیا گیا کہ یہ قبر فلاں باندی کی ہے تو آپ نے کھڑے ہو کر تمام کی معیت میں قبر پر ہی دوبارہ نماز پڑھائی اور فرمایا فَاِنَّ صَلَوتِي لَهُ رَحْمَةٌ مِیرا نماز پڑھا اس کے لئے رحمت ہے اگر آپ کو علم غیب ہوتا تو ایسا کیوں کرتے معلوم ہوا کہ آپ کو روزمرہ کے حوادث کا بھی علم نہیں چہ جائیکہ ماکان و مایکون کا علم ہو۔

”محمد عمر“: تم نے نعمانی صاحب رسول اللہ ﷺ کی دشمنی کا ٹھیکہ لیا ہوا ہے۔ آپ کا ان کے پہلے جنازے میں تشریف نہ لانا آپ کے عدم علم پر وال نہیں بلکہ آپ کے مختار کل ہونے پر وال ہے کہ آپ کو معلوم تھا کہ میں نے دوبارہ جنازہ پڑھا لینا ہے اس لئے مجھے اب جانے کا کیا فائدہ دوسرا جواب اس حدیث سے ثابت ہوا کہ آپ کا

میت کو سامنے رکھ کر نماز جنازہ پڑھنا اور قبر پر پڑھنا یکساں مفید ہے اسی لئے **فَإِنْ صَلَوَتِي لَهُ رَحْمَةٌ فَرَمَا**۔

تیسرا یہ ثابت ہوا کہ آپ ہر مومن کے نفس کے وارث ہیں۔ کیونکہ بغیر وارث اصلی کے دوسرا جنازہ کوئی نہیں لوٹا سکتا۔

چوتھا یہ ثابت کرنا مقصود تھا کہ میرے بعد میرے کلمہ پڑھنے والے ایسے پیدا ہوں گے جو میرے نفع دینے کے قائل نہ ہوں گے آپ پہلی دفعہ اسی لئے شامل نماز جنازہ نہیں ہوئے قبر پر پڑھایا تا کہ ان منکرین کو ثابت ہو جائے کہ میرا نفع میرے امتی کو مرنے کے بعد بھی ویسے ہی پہنچتا ہے جیسا کہ دنیا میں اور جس کو نفع نہیں پہنچتا وہ سمجھے کہ میں آپ کا امتی نہیں۔

کیوں جناب نعمانی صاحب یہ ہے حدیث پاک جس کو تم نے عدم علم رسول اللہ ﷺ ثابت کرنے کی بیفائدہ کوشش کی اس سے تو آپ کا حصول علم غیب ثابت ہوا۔ ”وہابی“: آپ کو اگر جنازہ کے لئے بلایا جاتا تو پہلے دریافت فرما لیتے کہ اس کا چال چلن کیسا ہے اگر اچھا ہوتا تو پڑھتے ورنہ میت کے گھر والوں کو کہہ دیتے کہ تم خود پڑھ لو معلوم ہوا کہ آپ کو علم غیب نہ تھا اگر ہوتا تو دریافت کیوں فرماتے۔

”محمد عمر“: پہلی بات تو یہ ہے کہ معاملہ ہر ایک سے نہیں ہوتا تھا جیسا کہ تم نے پیچھے ابھی حدیث شریف باندی والی میں پڑھا ہے کہ آپ نے بن دریافت کئے جنازہ پڑھایا اور اس کی قبر پر پڑھایا اور اگر کسی کے متعلق دریافت فرماتے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ تم بلا واقفیت اعتقاد کسی کا نماز جنازہ نہ پڑھا دوسری حکمت دریافت فرمانے کی یہ ہے کہ اس کے اعمال صالحہ کی تشہیر ہو جائے تو وہ اس صورت میں بھی قابل بخشش ہو جائے اور تیسری وجہ یہ کہ اگر وہ برا ہوا اور میں نے اس کے جنازہ پڑھنے میں پس و پیش کی تو عوام کو معلوم ہو جائے اور تیسری وجہ یہ کہ اگر اور برا ہوا اور میں نے اس کے جنازہ

پڑھنے میں پس او پیش کی تو عوام کو معلوم ہو جائے گا کہ آپ برائی کو پسند نہیں فرماتے اگر ہم نے بھی برائی ترک نہ کی تو ہمارا جنازہ بھی آپ نہ پڑھائیں گے۔ تو ہم کب فلاح پاسکتے ہیں ایک تو وہ میت اس قابل نہ ہوگی کہ اس کا جنازہ آپ پڑھائیں۔ اور دوسروں کو عبرت ہوئی ہزاروں کی اصلاح کی جانی مقصود تھی تو یہ تہدید اٹھانہ کہ بسبب علمی کے جیسا کہ تم نے سمجھا ہے کیونکہ آپ نے کبھی ایسا نہیں کیا کہ مومن کے جنازہ پر تشریف لائے ہوں اور جنازہ نہ پڑھا ہو کئی سے پس و پیش ضرور کیا۔

”وہابی“: نبی ﷺ کے پاس ایک غلام آیا تو آپ نے ہجرۃ پر اس سے بیعت لی اور آپ کو معلوم نہ تھا کہ یہ غلام ہے بعد ازاں اس کا مالک اس کو لینے آ گیا تو آپ نے اس کو دو حبشی غلاموں کے بدلہ میں خرید لیا پھر آپ بیعت نہ کرتے حتیٰ کہ دریافت فرما لیتے کہ کیا وہ غلام ہے اگر آپ کو جمیع ماکان و مایکون کا علم غیب ہوتا تو اس تلخ تجربہ کے بعد آپ کو ہر مباح کے متعلق یہ تحقیق کرنے کی ضرورت نہ ہوتی۔

”محمد عمر“: نعمانی صاحب بچارے ایسے سادہ لوح ہیں کہ قول راوی سے استدلال لیتے ہیں جس میں نبی ﷺ کے علم غیب اور کشف الصدور کے منکر ہیں لیکن راوی کے علم غیب کا اقرار کر رہے بھلا راوی کو کیسے علم ہوا کہ لم يشعر انه عبد تمہارا استدلال تب صحیح ہو سکتا تھا کہ جب بعد میں آپ فرماتے کہ میں نے غلطی کی مجھے علم نہ تھا جب آپ نے اپنے اس امر کو غلطی نہیں فرمایا تو بھلا تمہاری کون سنے یہ دربار رسالت دربار رحمۃ للعالمین ہے آپ کے در دولت پر سائل آئے پھر خالی چلا جائے تو اما السائل فلا تنہر میں فرق آ جاتا باقی رہا اس غلام کے متعلق بغیر تحقیق بیعت میں داخل فرمانا اور باقی کی تحقیق کرنا یہ آپ کے جمیع ماکان و مایکون کے علوم غیبیہ کے حصول کا سبب ہے کہ آپ کو ہر ایک کا علم ہے کہ کون حقدار ہے اور کون نہیں آپ کو اس غلام کے ماقبل و مابعد کے اعمال و نتیجے کا علم تھا اس کے بدلہ میں وہ غلام بھی دیگر آزاد فرمالیا باقی جس

کے متعلق آپ تحقیق فرماتے ہو گئے وہ حقدار آزادی نہ ہوگا۔ اس کے سابقہ اور آئندہ کے اعمال آزادی کے قابل نہ ہو گئے اسی واسطے آپ تحقیق فرما لیتے خریدتے نہیں ویسے ہی رہنے دیتے جیسا کہ ایک اونٹنی نے آپ کے سامنے اپنے مالک کی شکایت کی تو آپ نے اسے خرید کر آزاد کر دیا اب تم کہو کہ تمام اونٹیوں کو آپ آزاد کیوں نہیں کراتے تو یہ تمہارے عدم علم کی دلیل ہے نہ حضور ﷺ کے عدم علم کی آپ کسی کو آزاد کرائیں تو یہ بھی آپ کے جمیع علوم غیبیہ کی دلیل ہے اور اگر نہ آزاد کرائیں تو یہ بھی آپ کے جمیع ماکان و مایکون کے حصول کی علامت ہے ورنہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین تم سے کم عالم نہ تھے انہوں نے آپ کے عدم علم کے استدلال ایسے کیوں نہ پیش کئے اب تمہیں نبی ﷺ کے عدم علم کا الہام ہوا ہے اور غلام کو آزاد کرانا وہابی دین میں تلخ تجربہ ہے لیکن مسلمانوں کے نزدیک بقانون خداوندی کار ثواب ہے۔ پہلے ص ۴۲۶ پر بھی گزر چکا ہے۔

”وہابی“: نبی ﷺ نے فرمایا کہ کوئی شخص میرے کسی صحابی کی طرف سے کوئی شکایت مجھ تک نہ پہنچائے میں چاہتا ہوں کہ میں تمہارے پاس اس حال میں آؤں کہ میرا سینہ (تمہاری طرف سے صاف ہو) اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ آپ کو جمیع ماکان و مایکون کا علم نہیں ورنہ کسی کی زبانی کسی کا بیان سن کر آپ پر کوئی اثر نہ ہوتا۔

”محمد عمر“: وہابیوں کی عادت ہے کہ استدلال بنے یا نہ جڑ دینا کام ہے۔ نعمانی صاحب نے بھی اپنے مذہبی و طیرہ کو ہی لیا ہے شیخ علاؤ الدین صاحب کنز العمال میں فضل صحابہ کے ماتحت اس حدیث کو شان صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین میں پیش کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ میرے سامنے میرے کسی صحابی کی عیب جوئی نہ کرو کیونکہ اگر تم نے کچھ ان کی غیبت بیان کی تو تمہارے غیبت کرنے سے میرے سینے میں تمہارے متعلق رنج ہوگا تو دگنی لغت کے مستحق تم ہو گے ایک میرے صحابی کی غیبت کر

کے اور دوسرا مجھے تکلیف دے کر اور میں چاہتا ہوں کہ میں تمہاری طرف نکلوں تو میرے سینے میں تمہاری طرف سے کوئی رنج جائل نہ ہو بلکہ میں تمہاری طرف سے سلیم الصدور ہوں کیونکہ جی نعمانی صاحب اس حدیث میں مصطفیٰ ﷺ کے عدم علم کی کوئی دلیل ہے کچھ سوچ کر تو بیان کیا کرو یا محض وہابیوں کو ہی خوش کرنا مقصود ہے۔ استدلال بنے یا نہ بنے مضائقہ نہیں نا فہم۔

”وہابی“: آپ سورہ کی فصل کو نہ جانتے تھے بسم اللہ نازل ہوئی تو آپ کو سورہ کی فصل کا پتہ چلا کہ بسم اللہ سورتوں کی فصل ہے۔

”محمد عمر“: تم نے تو بھائی اس اعتراض میں بڑی کمزوری دکھائی۔ تمہیں کہنا چاہئے تھا کہ آپ کو قرآن کا علم نہ تھا اللہ نے عطا کیا میرے دوست کیسے بھولے بھالے ہیں آپ کو قرآن کا پورا علم خدا کی طرف سے پہلے ہی تھا باقی آپ بغیر وحی اظہار نہ فرماتے کیونکہ ارشاد الہی ہے وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْآنِ مِنْ قَبْلِ أَنْ يُقْضَىٰ إِلَيْكَ وَحْيُهُ جب تک وحی سے فیصلہ نہ ہو یا رسول اللہ ﷺ آپ قبل از انزال جلدی نہ فرماویں۔

اس آیت سے ثابت ہوا کہ قبل از وحی آپ کو علم قرآن ہے لیکن بغیر وحی اظہار کی اجازت نہیں کیونکہ جی وہابی صاحب حدیث کا جواب قرآنی آیت کریمہ سے ملا اس کا نام ہے جواب اب ایسا سوال منہ پر نہ لانا۔

”وہابی“: حضور نے فرمایا کہ نماز میں میرا ارادہ ہوتا ہے کہ خوب لمبی نماز پڑھوں لیکن بچے رونے کی آواز میرے کان میں پہنچتی رہے تو میں نماز کو مختصر کر دیتا ہوں اس سے بھی آپ کے علم غیب کی نفی ثابت ہوئی کیونکہ اگر آپ کو پہلے بچے رونے کا علم نہ ہوتا تو نماز لمبی کرنے کی نیت ہی نہ کرتے۔

”محمد عمر“: اس میں تو غیب کی دلیل ہے کہ بچہ اپنے مکان میں روئے اور نبی ﷺ

کے کان مبارک مسجد میں نہیں لیکن وہابی اس کو بھی آپ کی بے علمی سمجھے تو اس کو خدا سمجھے دوسرا جواب اس حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ نماز میں بھی آپ ہمارے نفع کو ملحوظ رکھتے ہیں نبی ﷺ نے اس مقصد کے لئے اپنے دلی ارادہ کو ظاہر فرما کر ہماری رعایت رکھنے کا احسان جتایا وہابی جس کو بے علمی سمجھ بیٹھا اور کہنے لگا کہ علم ہوتا تو پہلے نماز لمبی کی ہی نیت کیوں کی اور یہ نہ سمجھا کہ لمبی نماز کی نیت کر کے پھر ہماری رعایت کے واسطے مختصر کریں احسان بھی تب ہی تو ہے اگر پہلے ہی مختصر نماز کی نیت فرما لیتے تو پھر احسان جتانے کا مطلب کیا اور آپ کا احسان بھی ہے ہم پر وہابیوں پر احسان کیسا اگر آپ لمبی نماز فرماتے تو وہابی تب بھی تنگ ہی ہوتا پھر کب خوش ہوتا۔

”وہابی“: نبی ﷺ جوتے کی آہٹ تک لوگوں کے منتظر رہتے اگر علم غیب ہوتا تو جوتوں کی آہٹ کی انتظار کیوں کرتے۔

”محمد عمر“: یہ بھی آپ کا محبت و احسان کو ظاہر فرمانا ہے جیسا کہ کسی کو والدہ کہے کہ بچہ میں تیرے جوتوں کی آہٹ کی منتظر رہتی ہوں تو بچہ کہ دے کہ تو تو جاہل ہے تو لعنت ہے ایسے بچے کی ایسی سمجھ پر۔

ایسے ہی نبی ﷺ نے اپنی شفقت و محبت کا احسان جتایا کہ میں جلدی نہیں کرتا جب تک میرے کان میں تمہارے جوتوں کی آہٹ آتی رہتی ہے میں تمہیں اپنے ساتھ ملانے سے محروم نہیں رکھتا یہ آپ کی کمال رحمت کا اظہار فرمانا ہے نہ کہ اس سے معاذ اللہ آپ کی بے علمی کا اظہار ہے جیسا کہ وہابی سمجھ بیٹھا۔

”وہابی“: نبی ﷺ کی حدیث ہے آپ نے فرمایا کہ میں اپنے بستر پر کھجور پاتا ہوں اور اس کو کھانے کیلئے اٹھا لیتا ہوں لیکن زکوٰۃ کے خوف سے اس کو رکھ دیتا ہوں۔ اگر آپ کو غیب ہوتا تو پہلے کھجور اٹھاتے کیوں لہذا علم غیب کی نفی ثابت ہوئی۔

”محمد عمر“: نبی ﷺ نے اپنی بے علمی ثابت کرنے کے لئے یہ واقعہ بیان نہیں فرمایا بلکہ آپ معلم الہی ہیں اس لئے اتقاء کا سبق سمجھایا ہے۔ وہابی جس کو آپ کی بے علمی سمجھ بیٹھا ہے۔ اور یہ مسئلہ بھی سمجھا دیا ہے کہ ایک کھجور بھی اگر لقطہ پڑی ہو اور تمہارا اول بھی چاہے تو کھانے سے پرہیز کرو کیونکہ تمہارے میری سنت پر عمل کرنا ہے۔

”وہابی“: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا میں خوب جانتا ہوں جب تم مجھ سے راضی ہوتی ہو اور جب غصہ میں ہوتی ہو۔ حضرت صدیقہ فرماتی ہیں۔ میں نے عرض کیا آپ کس طرح پہچانتے ہیں فرمایا جب تم مجھ سے خوش ہوتی ہو تو (قسم کھاتے وقت) کہتی ہو ”رب محمد کی قسم“ اور جب ناخوشی میں ہوتی ہو تو کہتی ہو ”رب ابراہیم کی قسم“ (صدیقہ فرماتی ہیں) میں نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ خدا کی قسم میں اس وقت بھی بظاہر آپ کے نام کو چھوڑتی ہوں۔

اس حدیث سے بھی ثابت ہوا کہ آپ علامات سے معلوم کرتے تھے غیبی علم نہ تھا۔

”محمد عمر“: فرمان مصطفیٰ ﷺ اس حدیث شریف میں کتنا واضح اِنْسِيْ لَا اَعْلَمُ اِذَا كُنْتُ عَنِ رَاضِيَةٍ وَاِذَا كُنْتُ عَلٰی غَضَبِيْ کہ بے شک جب تو مجھ سے راضی ہوتی ہو یا غصے ہوتی ہو تو تیری رضا اور غصے کا مجھے علم ہوتا رضا و غصہ باطن سے متعلق ہے اور آپ اگر اپنی علم باطنی معلوم کرنے کے مدعی بھی ہوں پھر بھی وہابی کو اعتبار نہیں آتا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جب اس باطنی علم کی دلیل طلب فرمائی تو آپ نے بغیر کسی اطلاع دینے کے ان کے محاورے کا بھی اظہار فرما دیا تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو آپ کے علم غیبی کے دعوے اِنْسِيْ لَا اَعْلَمُ فرمانے سے آپ کے علم غیبی پر یقین ہو گیا پھر منکرین کے لئے دلیل بھی واضح کرادی لیکن وہابی نہ آپ کے دعویٰ پر نہ آپ کے علم غیب جاننے پر دلیل پیش کرنے سے ایمان لایا لہذا آپ کے اس صاف دعویٰ علم غیب بمع دلیل پیش کرنے کو نفسانی حسد و

بغض کی بنا پر عدم علم کی دلیل پیش کرتا ہے میرے خیال میں نعمانی صاحب کو تو ذہول ہو گیا ہوگا۔ کیونکہ ایسے اہل علم کی یہ شان نہیں ورنہ نبی ﷺ کا اپنے علم غیب ہونے کی دلیل پیش کرنا اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا اس کو تسلیم کرنا نعمانی صاحب کے دعویٰ کو الٹ دینا ہے۔ وما علینا الا البلاغ المبین

”وہابی“: بخاری مسلم وغیرہ کی حدیث ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ انما انا بشر اور کوئی بات نہیں میں بشر ہوں اور میرے پاس فریق (اپنے مقدمے لے کر) آتے ہیں ایسی صورت میں ممکن ہے کہ تم میں کوئی فریق دوسرے سے اچھا بولنے والا ہو۔ میں سمجھ لوں کہ وہ سچا ہے اور میں اس کے حق میں مقدمہ کا فیصلہ دے دوں (حالانکہ حق اس کا نہ ہو) پس اس طرح میں جس کسی کو دوسرے مسلمان کا حق دلوادوں (تو اس کے لئے وہ جائز نہیں ہو جاتا) بلکہ وہ جہنم کا ایک ٹکڑا ہی ہے اب خواہ وہ اسے لے لے یا چھوڑ دے۔ اس حدیث کے مضمون سے ہی ہمارا مدعی صاف ہے یعنی آپ کو علم کلی جمیع ماکان و مایکون نہیں تھا۔

”محمد عمر“: پہلی بات قابل غور یہ ہے کہ یہ ارشاد نبی ﷺ نے کسی فیصلہ کرتے وقت فرمایا اور اپنے پرچسپاں کر کے مخاصمین کو حق گوئی کی ترغیب دلائی اور عذاب الہی سے ڈرایا دھمکایا کبھی آپ کی تمام عمر میں آپ سے معاذ اللہ ایسا خلاف امر فیصلہ ہوا ہو تو پھر اپنے معذرتہ ان جملوں کو استعمال فرمایا ہو اور یہ ممکن بھی نہیں کیونکہ بموجب ارشاد الہی لتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَا أَرَاكَ اللَّهُ آپ غلط فیصلہ کر ہی نہیں سکتے حقیقت یہی ہے کہ آپ نے مخاصمین کو ڈرا دھا کر حق گوئی کی ترغیب دلائی اور دوسری وجہ یہ ہے کہ آپ کے حکم کے لئے یہ اصول مقرر کرنا مقصود تھا کہ شاہدین اور مدعی اور مدعی علیہ کے ظاہری بیانات پر فیصلہ دیا جائے باطن میں خواہ کچھ ہوا اگر باطن میں خلاف ہوگا تو اس کا بوجہ بیان کنندہ پر ہوگا نہ کہ فیصل پر اس واسطے فرمایا فافضی لہ علی نحو مما أسمع منه تو میں فیصلہ کروں گا اس

طرح جیسا کہ میں نے اس سے سنا چونکہ باطن کا علم حکم کو لازمی نہیں اور نہ باطنی علم پر فیصلہ کیا جاسکتا ہے اور نہ فیصل کا علم باطن مخاصمین یا شاہدین کے واسطے کافی ہو سکتا ہے اس واسطے آپ نے اپنے علم غیبی پر موقوف نہیں رکھا بلکہ اس قانون کو گواہوں اور متخاصمین کے بیانات پر موقوف رکھا چونکہ ہر بات کا اجراء آپ کی سنت کے مطابق ہونا تھا۔ اس واسطے آپ نے ایسی سنت مقرر فرمائی جو ظاہر پر موقوف ہو اور نہ آپ سے کسی کے حق میں معاذ اللہ تمام عمر غلطی ہوئی۔ جیسا کہ نعمانی صاحب نے سمجھا ہے ورنہ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ کی تکذیب لازم آئیگی۔

”وہابی“: نبی ﷺ کو علوم غیر نافع حاصل نہیں تھے کیونکہ آپ خداوند سے دعا فرماتے ہیں اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ عِلْمٍ لَا یَنْفَعُ دُوْسَرٰی حَدِیْثٌ مِّیْنِ هٗ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ عِلْمًا نَافِعًا وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ عِلْمٍ لَا یَنْفَعُ اِلَّا اللّٰہ میں علم نہ نفع دینے والے سے پناہ مانگتا ہوں۔

معلوم ہوا کہ آپ کو علم جمیع ماکان و مایکون کا نہیں تھا۔

”محمد عمر“: ہر شے کے حصول کے دو طریقے ہیں ایک خود طلب کر کے حاصل کرنا دوسرا یہ ہے کہ معطی خود اپنی طرف سے انعام فرما دے جب خود کسی شے کو حاصل کیا جائے تو اعلیٰ شخص اعلیٰ شے کو طلب کرتا ہے تو معطی رب کی طرف ویزیدہم من فضلہ کے قانون سے ادنیٰ اشیاء کا عموم بالتبع انعام فرما دیتا ہے۔ کیونکہ جو اعلیٰ شے تھے اس کا علم تو رب العزت سے اپنے سوال کر کے لے لیا لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کے اس سوال پر اکتفا نہیں فرمایا آپ یا رسول اللہ ﷺ اپنے سوال کو رب زدی علما سے عام رکھیں تاکہ ہر شے کا علم آپ کو عطا کیا جائے۔

اور دوسرا جواب یہ ہے کہ ادنیٰ شے کا علم ادنیٰ نہیں ہوتا شے ادنیٰ ہو تو ہو لیکن اس کا علم ادنیٰ نہیں ہوا کرتا جیسا کہ رب العزت ہر ادنیٰ و اعلیٰ کا عالم ہے تو اس کے علم

میں ادنیٰ شئی کا علم نقص نہیں کہلا سکتا ایسے ہی اگر رب العزت آپ کو ادنیٰ شئی کا علم عطا فرمادے تو آپ کے علم میں کمزوری نہیں آئیگی۔

تیسرا جواب ہر شئی کا علم نفع دینے والا ہوتا ہے مثلاً ادنیٰ شئی کا علم اگر آپ کو نہ ہو تو اس میں بھی نفع نہیں کیونکہ وہابی کو اعتراض موقع مل جائے گا کہ آپ کو ادنیٰ شئی کا علم حاصل ہیں لہذا آپ کو ادنیٰ اشیاء کا علم بھی دشمن کے مقابل میں نافع ہے تو ادنیٰ شئی کا علم بھی سوال علمانا فعا میں آ گیا جس کو وہابی نہ سمجھ سکا

”وہابی“: حدیث شریف میں مذکور ہے کہ نبی ﷺ جب اپنا نسب بیان فرماتے تو معد بن عدنان بن ادد سے آگے نہ بڑھتے اور فرماتے تھے کہ پورا نسب بیان کرنے والے جھوٹے ہیں حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ان کے درمیان بہت سے قرن گزرے ہیں اس سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ غیر معلوم حصہ خود آنحضرت ﷺ کے علم شریف میں بھی نہ تھا حالانکہ ماکان و مایکون میں وہ بھی داخل ہے لہذا آپ کو کلی علم نہ ہوا۔

”محمد عمر“: پہلا جواب تو یہ ہے کہ تمہارا یہ دعویٰ ہے کہ ہم نبی ﷺ کو سب مخلوق سے اعلم مانتے ہیں اس استدلال سے تم نے اپنے عقیدے کی خود ہی تکذیب کر دی جب تمہارے نزدیک آدم علیہ السلام تک کے آدمیوں کا ہی آپ کو پتہ نہیں تو اس سے زیادہ علم کے تم کب قائل ہوئے۔

دوسرا جواب جتنے وہ بالاقروننا بین ذالک کثیرا ہیں وہ یا جنتی ہوں گے یا دوزخی اور دونوں کے اعداد و شمار کی کتاب نبی ﷺ کے پاس تھی جس کا بیان آگے ص ۴۶۶ میں مذکور ہے۔ ورنہ ترمذی شریف ۲/۴۲۲ سے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کہ جس میں انہوں نے ذکر فرمایا ہے خرج علينا رسول الله ﷺ وفي يده كتابان مذکور ہے تو معلوم ہوا کہ آپ کو تمام قرون کا علم ہے۔

تیسرا جواب اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَمَا يَعْلَمُ ثَاوِيلَ إِلَّا اللَّهُ

وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ قرآن کی حقیقت کوئی نہیں جانتا سوائے اللہ کے اور علم میں جو مضبوط ہیں اور سب علم والوں سے مضبوط علم نبی ﷺ کا ہے۔ اسی واسطے قرونابین ذالک کثیرا کی حقیقت کے آپ علم ہیں آپ سے کوئی نسبت مخفی نہیں۔

چوتھا جواب کا فرمان کَذَّبَ اُنْسَابُونَ تمام نسبیں بیان کرنے والے جھوٹے ہیں اگر آپ کو معاذ اللہ سچی نسب کا علم ہی نہیں بقول تمہارے تو دوسروں کو کاذب کیسے کہتے تھے معلوم ہوا کہ آپ کو صحیح نسب کا علم ہے اسی واسطے دوسروں کی تکذیب فرمائی۔

پانچواں جواب آپ کو علم نہیں لیکن علم غیب کا تمہیں دعویٰ ہے؟ کیونکہ اپنے دوسروں کو جھوٹا فرما کر اپنی بے علمی کا اظہار نہیں فرمایا تو تمہیں آپ کی بے علمی غیب سے ثابت ہوگئی کچھ تو سوچ کر بات کرو۔ باقی چند اعتراضات غیب کلی کے جوابات انشاء اللہ ضمیمہ مقیاس حنفیت میں بیان ہوں گے۔

علم غیب از احادیث

(۱) بخاری شریف ۱۰۸۳ { عن الزهري قال اخبرني انس بن مالك ان النبي ﷺ قال من احب ان يسال عن شيء فليسال عنه فوالله لاتسئلوني عن شيء الا اخبرتكم به ما دمت في مقامي هذا (آپ نے قیامت کا ذکر فرمایا۔ پھر فرمایا کہ جس کا دل عجا ہے وہ کسی قسم کا سوال کر لے۔ قسم خدا کی جب تک میں اس مقام پر کھڑا ہوں مجھ سے جو بھی تم کسی چیز کے متعلق سوال کرو گے تو میں تمہیں خبر دوں گا)

(۲) بخاری شریف ۱۰۸۲ { اسماء بنت ابی بکرؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا

کہ نبی ﷺ نے فرمایا مِمَّنْ شَيْءٌ لَمْ اَرَهُ وَقَدَرَايَةُ فِيْ مَقَامِيْ هَذَا حَتَّى الْجَنَّةِ وَالنَّارِ (کوئی ایسی چیز نہیں جس کو میں نے نہیں دیکھا اس کہ میں نے اس

مقام پر دیکھ لیا ہے۔ حتیٰ کہ جنت اور دوزخ بھی) معلوم ہوا کہ نبی ﷺ کو علم کلی ہے۔

(۳) مسلم شریف ۱۰۹۳۰ { قَالَ إِنَّ اللَّهَ زُوِيَ لِيَ الْأَرْضِ حَتَّى رَأَيْتُ

مُشَادِقَهَا وَمَغَارِبَهَا } (بے شک اللہ نے میرے لئے زمین کو اکٹھا کیا ہوا ہے۔ میں نے اس کے تمام مشرقوں کو اور مغربوں کو دیکھ لیا ہے۔)

(۴) مسلم شریف ۱۰۹۳۰ { عَنْ أَبِي زَيْدٍ (يعني عمر بن الخطاب) قَالَ صَلَّى

بِنَارِ سُولِ اللَّهِ ﷺ لَفَجَرَ وَصَعَدَ الْمِنْبَرِ فَخَطَبَنَا حَتَّى حَضَرَتِ الظُّهْرُ
فَنَزَلَ فَصَلَّى ثُمَّ صَعَدَ الْمِنْبَرِ فَخَطَبَنَا حَتَّى حَضَرَتِ الْعَصْرُ ثُمَّ نَزَلَ
فَصَلَّى ثُمَّ صَعَدَ الْمِنْبَرِ فَخَطَبَنَا حَتَّى غَرَبَتِ الشَّمْسُ فَأَخْبَرَنَا بِمَا كَانَ
وَبِمَا هُوَ كَائِنٌ فَأَعْلَمْنَا أَحْفَظْنَا } (عمر بن الخطابؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے
فرمایا کہ نبی ﷺ نے ہمیں فجر کی نماز پڑھائی اور منبر پر چڑھے تو آپ نے ہمیں ظہر تک
خطاب فرمایا۔ پھر منبر سے اترے تو ہمیں نماز پڑھائی۔ پھر منبر پر تشریف لے گئے تو
عصر تک ہمیں خطاب فرمایا۔ پھر اترے اور نماز پڑھائی پھر منبر پر تشریف لے گئے۔ حتیٰ
کہ سورج غروب ہو گیا تو آپ نے جو کچھ بھی پہلے ہو چکا تھا۔ اور جو کچھ بھی
آئندہ ہونے والا تھا تمام بیان فرمادیا۔ جو ہم سے زیادہ حافظے والا تھا وہ ہم سے زیادہ
عالم ہو گیا اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ نبی ﷺ نے اپنی معجزانہ طاقت پر ایک ہی
دن میں غیب کلی کو بیان فرمادیا)

کیوں جناب وہابی صاحب اس کو کہتے ہیں سو ٹھٹھار کی اور ایک لوہار کی
نعمانی صاحب نے کتاب تنقیص علم حضور ﷺ میں لکھی تو دیوبندی صاحب کے پاؤں
آسمان پر ہو گئے کہ اچھی لکھی لیکن ایک حدیث ایسی نہیں بیان فرمائی جس سے آپ
کے غیب کلی یعنی ماکان و مایکون کے علم کی نفی ثابت ہو محض اپنے اجتہاد سے تمام کام لیا
فقیر نے یہ حدیث مسلم شریف صحاح ستہ سے جس میں یہ بات نہیں کہ حدیث پیش کر

دی اور اخیر میں محمد عمر نے کہ دیا کہ آپ کا غیب کلی ثابت ہو گیا نہیں نہیں بلکہ حدیث شریف صحاح کے صحیح الفاظ موجود ہیں کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی ﷺ کے اصحابی فرما رہے ہیں فاخبرنا بما کان وبما ہو کائن ہمیں نبی ﷺ نے ما کان وما یكون کی خبر منبر پر چڑھ کر ایک ہی دن میں فرمادی کیونکہ آپ کو وہابی دیوبندی کا علم غیب تھا کہ بعض میری امت بننے کا دعویٰ کرنے والے میرے علم غیب ما کان وما یكون کا انکار کریں گے اور میری سفارش کے قائل اور اور میرے نفع کو نفع سمجھے والے اور میری گستاخی و اپنا نقصان سمجھے والے امتی جن کو اپنے اعمال پر ناز نہ ہو گا۔ میری سفارش پر آسرا رکھنے والے میرے علم غیب ما کان وما یكون کا عقیدہ رکھیں گے اور میری اس شان علمی کو بر غم انف عدد بیان کریں گے تو سرور کائنات ﷺ نے ایک ہی دن میں تمام ما کان وما یكون کا علم بیان فرمادیا یہ ہے میرے آقا بے مثال کی قوت علمی قربان جاؤں آپ کے علم شریف ما کان وما یكون پر جس کا دیوبندی وہابی منکر ہے اور قربان جاؤں آپ کی قوت گویائی پر قوت بیانیہ بھی میرے خالق نے آپ کو ایسی عطا فرمائی جیسا کہ حضور ﷺ کے غلاموں کے علم کے مقابلہ میں ملائکہ عاجز ہیں اور سرنگوں ہیں اسی طرح علم غیب ما کان وما یكون حضور ﷺ کے علم اقدس کے مقابلہ میں ایک چلو برابر ہے جس کا جود فی الخارج ابتداء سے تا انتہا ہزار ہا برسوں میں ہونا ہے آپ نے ایک ہی دن میں بیان کر ڈالا۔ کوئی وہابی دیوبندی آپ کے علم غیب ما کان وما یكون کی نفی کی ایک ہی حدیث پیش کر دے فقیر اس کو ایک صد روپیہ بطور انعام انشاء اللہ پیش کرے گا اور اس پر طرہ یہ ہے کہ جتنی احادیث ایسی پیش کرے اتنے سو ہی خدا کی فضل سے نعام حاصل کرے وَإِنْ لَمْ تَفْعَلُوا وَلَنْ تَفْعَلُوا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِي وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ أُعِدَّتْ لِلْكَافِرِينَ

اے امت مصطفیٰ ﷺ کسی دیوبندی وہابی کی اقتدا میں اپنے ایمان کو نہ کھو

بیٹھنا یہ عقیدہ نہ بنالینا کہ نبی ﷺ کو علم غیب ملکان و مایکون یعنی اگلا پچھلا نہیں
ورنہ یاد رکھو کملی والے کا دامن ہاتھ سے جاتا رہے گا جو پھر ہاتھ نہ آئے گا آپ ی
سفارش سے بھی محروم ہو گے اور وہ تو اس عقیدہ پر اپنے اعمال بھی ضائع کر چکے آپ
حضور ﷺ منبر پر چڑھ کر علی الاعلان مایکون و مایکون کا علم غیب صحابہ کرام
رضوان اللہ علیہم اجمعین کو سکھا دیں اور تم سرے سے آپ کی ذات عالمہ کو اس سے بے
خبر کہ دو تو تمہارے اس ایمان کو اللہ تعالیٰ قہر دیو بند میں ہی رکھے تاکہ دوسرے سادہ
لوح بھولے بھالے مسلمانوں کو قعر جہنم میں نہ لے جاؤ۔

(۵) مشکوٰۃ شریف ص ۵۳۴ { پر بھی یہی حدیث موجود ہے۔

(۶) بخاری شریف ۱/۵۳۴ مشکوٰۃ شریف ص ۷۷ { عن عمر قال قام

فیما رسول اللہ ﷺ مقاما فاخبرنا عن بدء الخلق حتی دخل اهل
الجنة منا زلهم و اهل النار منا زلهم حفظ ذالک من حفظه ونسیه من
لسیه (حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ ایک مقام پر نبی ﷺ ہماری مجلس میں کھڑے
ہوئے تو آپ نے ابتدائے خلقت سے لے کر جنتیوں کے جنت کے مقامات میں
داخل ہونے تک اور دوزخیوں کو دوزخیوں کے مقامات میں داخل ہونے تک تمام
خبریں ہمارے سامنے بیان فرمادیں۔ جس کو یاد رہا رہا جس کو بھول گیا بھول گیا) اس
حدیث سے بھی جس کے راوی حضرت عمرؓ ہیں ثابت ہوا کہ آپ کو علم کلی تھا۔ جس کو
نبی ﷺ نے بیان فرمادیا۔ جس پر حضرت عمرؓ کی شہادت بھی موجود ہے۔

(۷) بخاری شریف ۱/۷۷ { عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ

إِنَّ اتَّقَاكُمْ وَأَعْلَمُكُمْ بِاللَّهِ أَنَا (حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ آپ
ہمیشہ فرمایا کرتے تھے کہ میں تم تمام سے زیادہ متقی اور زیادہ جاننے والا ہوں)

(۸) ترمذی شریف ^۲ عن عبد الله بن عمر وقال خرج علينا رسول الله ﷺ وفي يده كتابان فقال اتدرون ما هذان الكتابان فقلنا لا يا رسول الله الا ان تخبرنا فقال الذي في يده اليمينى هذا كتاب من رب العلمين فيه اسماء اهل الجنة واسماء ابائهم وقبائلهم ثم اجمل على اخرهم فلا يزد فيهم ولا ينقص منهم ابدا ثم قال للذى في شماله هذا كتاب من رب العلمين فيه اسماء اهل النار واسماء ابائهم وقبائلهم ثم اجمل على اخرهم فلا يزد فيهم ولا ينقص منهم ابدا الخ

(عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ ہم پر نبی ﷺ تشریف لائے آپ کے ہاتھ میں دو کتابیں تھیں۔ تو آپ نے فرمایا۔ کیا تم جانتے ہو یہ کتابیں کیسی ہیں تو ہم نے عرض کی نہیں یا رسول اللہ ﷺ۔ مگر یہ کہ آپ ہمیں ارشاد فرمائیں تو آپ نے فرمایا یہ کتاب جو میرے دائیں ہاتھ میں ہے یہ رب العلمین کی طرف سے ہے۔ اس میں تمام جنتیوں کے نام اور اس کے آبا کے نام اور ان کے قبیلوں کے نام درج ہیں پھر ان کے اخیر پر میزان لگائی گئی ہے۔ تو ان میں نہ زیادہ کیا جائے گا اور نہ کم کیا جائے گا ہمیشہ تک پھر فرمایا یہ جو کتاب میرے ہیں ہاتھ میں ہے یہ رب العالمین کی طرف سے ہم اس میں تمام دوزخیوں کے نام ہیں۔ اور ان کے آبا کے نام اور ان کے قبیلوں کے۔ کم پھر ان کے اخیر پر میزان لگائی گئی ہے۔ نہ ان میں کچھ زیادہ کیا جائیگا اور نہ کم ہمیشہ کے لیے اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ نبی ﷺ کو تمام جنتیوں اور تمام دوزخیوں کی فہرستیں اللہ تعالیٰ نے عطا کر دی ہوئی ہیں جن میں ان کے اعمال بھی شامل ہیں۔ اب تم کہو کہ آپ کو غیب کلی نہیں تو تمہاری بات کو سچا مانا جائے یا نبی ﷺ کے فرمان کو بہر صورت اس حدیث پاک کے مطابق نبی ﷺ کے واسطے ہر مسلمان کو غیب کلی تسلیم کرنا عین ایمان ہے۔

(۹) بخاری شریف {۴۴} عن ابی ہریرۃ قال قلت یا رسول اللہ ﷺ اِنِّی اَسْمَعُ مِنْكَ حَدِیثًا کَثِیْرًا اَنْسَاہُ قَالَ اُبْسِطْ رِداءَکَ فَبَسَطْتُهُ فَفَرَفَ یَدَہُ ثُمَّ قَالَ ضَمُّہُ فَضَمَمْتُهُ فَمَانَسِیْتُ شَیْئًا بَعْدُ

(ابو ہریرہؓ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں آپ سے بہت حدیثیں سنتا ہوں تو ان کو بھول جاتا ہوں۔ آپ نے فرمایا اپنی چادر پھیلا تو میں نے چادر پھیلائی آپ نے اپنے دست پاک کا ایک چلویا۔ پھر فرمایا ملا لو اس کو میں نے ملا لیا اس کو تو میں اس کے بعد کچھ نہیں بھولا) جن کے ایک چلو سے نسیان چلا جائے اور قوت حافظہ بڑھ جائے اور نسیان وجود سے ہی نکل جائے تو ان کی ذات کو کوئی ناسی ہے تو وہ خود خاطمی ہے۔)

(۱۰) بخاری شریف {۱۷۱} عن ابن عباس قال ضَمَّنِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ وَقَالَ اللّٰہُ عَلَیْہِمُ الْعِلْمُ الْکِتَابَ (ابن عباسؓ سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے اپنے ساتھ بغلگیر کیا اور فرمایا کہ اے اللہ اس کو کتاب (قرآن شریف) کا علم سکھا دے۔ حضرت عباسؓ کو بغلگیر کر کے استاد المفسر بن بنا دیا۔)

(۱۱) کنز العمال {۵۰۵} عن علیؓ قال قال رسول اللہ ﷺ مانسیت (حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ کہ مجھے کبھی نسیان نہیں ہوا)

(۱۲) زرقانی {۴۰۴} عن ابن عمر قال قال رسول اللہ ﷺ اِنَّ اللّٰہَ

قَدَرَفَعَ اِمَیْ اَظْهَرَ وَکَشَفَ (لِی الدُّنْیَا) بِحِیْثُ اَحْطَطُ بِجَمِیْعِ مَا فِیْہَا رَفَانًا اَنْظُرُ اِلَیْہَا وَاِلَیْ مَا هُوَ کَائِنٌ فِیْہَا اِلَیْ یَوْمِ الْقِیَامَةِ کَأَمَّا اَنْظُرُ اِلَیْ کَفَیْ ہِذِهِ اِشَارَةٌ اِلَیْ اَنَّهُ نَظَرَ حَقِیْقَةً (ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ میرے لئے اللہ تعالیٰ نے تمام دنیا کو ظاہر فرمایا تو جو کچھ اس تمام دنیا میں تھا میں

نے اس کا احاطہ کر لیا۔ تو میں اس تمام دنیا کی طرف دیکھ رہا ہوں۔ اور قیامت تک جو کچھ دنیا میں ہونے والا ہے دیکھ رہا ہوں۔ جیسا کہ اس ہاتھ کی ہتھیلی کو دیکھتا ہوں۔ یہ آپ نے حقیقتہً دیکھا ہے) یہ جتنی حدیثیں بیان کی گئیں سب حضور ﷺ کے علوم غیبیہ کو راحۃً ثابت کر رہی ہیں اجتہاد ثابت نہیں کئے گئے فافہم وامن۔

”وہابی“: مولوی صاحب تو بڑے تو اتنی حدیثیں اور بے بہا آیتیں پیش کر دیں جن سے نبی ﷺ کا علم غیب کلی ثابت ہوتا ہے جو ماکان و مایکون کا مجمعہ ہے اور تم نے ان آیات فرقانیہ کی وضاحت بھی کر دی جن کو ہمارے اکابرین پیش کرتے وقت ناز سے جھوم جھوم کر بیان کرتے لیکن متقدمین کی تصویر کا حوالہ تم نے ایک بھی پیش نہیں کیا معلوم ہوتا ہے کہ تم نے تمام متقدمین کے خلاف بیان کیا ہے۔

”محمد عمر“: جناب وہابی صاحب یہ کبھی ہو سکتا ہے کہ فقیر متقدمین کے خلاف بیان کرے فقیر نے پہلے قرآنی آیت کی تفسیر قرآنی آیات سے ہی بیان کی اور حدیث کی تفسیر اصل حدیث شریف سے ہی پیش کی اور نبی ﷺ کے علم کلی یعنی علم ماکان و مایکون کو اپنے اجتہاد سے بیان نہیں کیا بلکہ آیت صریحہ سے اور احادیث صحیحہ مرفوعہ واضحہ کو بیان کر دیا اپنی طرف سے کوئی بات نہیں لگائی لفظی ترجمہ سے جو کسی کی سمجھ میں آجائے ایمان دوست کر لے اب اگر تمہارا ارادہ کتب تفاسیر سے تحقیق کرے گا ہے تو آئیے تمہیں متقدمین کی کتب تفاسیر سے بھی اسی عقیدہ کو ظاہر کر دوں تاکہ تمہیں ثابت ہو جائے کہ یہ عقیدہ ہمارا وضع کروہ نہیں ہے بلکہ قرآن کریم احادیث صحیحہ سے مفسرین نے بھی یہی سمجھا ہے اِنَّهُ لَقَوْلُ فَضْلٍ وَ مَا هُوَ بِالْهَزْلِ یہ بات فیصلے کی ہے محول نہیں۔

علم غیب نبی ﷺ از تفاسیر

(۱) تفسیر نیشاپوری {۱۴۸} وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلَكِنَّ اللَّهَ

بَجْتَبِي مِنْ رُسُلِهِ مَنْ يَشَاءُ) قَالَ السَّيِّدِي قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ غَرَضْتُ عَلَى أُمِّي فِي صُورِهَا كَمَا غَرَضْتُ عَلَى آدَمَ وَأَعْلَمْتُ مَنْ يُؤْمِنُ بِهِ وَمَنْ يَكْفُرُ (سیدی نے کہا ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ مجھ پر میری تمام امت اپنی صورتوں میں پیش کی گئی۔ جیسا کہ آدم علیہ السلام پر پیش کی گئی تھی۔ اور مجھے معلوم ہو گیا کہ میرے ساتھ کون ایمان لایگا اور کون کفر کرے گا)

(۲) تفسیر نیشاپوری {۱۴۹} (وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ) مِنْ أَخْبَارِ

الْأَوَّلِينَ فِيهِ مَعْنَيَانِ أَحَدُهُمَا أَنْ يَكُونَ كَمَا قَالَ مَا كُنْتَ تَدْرِي مَا الْكِتَابَ وَلَا الْإِيمَانَ اِمْرَ أَنْزَلَ اللَّهُ عَلَيْكَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَأَطْلَعَكَ عَلَى أَسْرَارِهِمَا وَأَوْفَقَكَ عَلَى حَقِّ اثْنَيْهِمَا مَعَ أَنَّكَ مَا كُنْتَ قَبْلَ ذَلِكَ عَالِمًا بِشَيْءٍ مِنْهَا الثَّانِي أَنْ يَكُونَ الْمُرَادُ مِنْهَا خَفِيَّاتُ الْأُمُورِ وَضُمَائِرُ الْقُلُوبِ اِمْرَ عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ مِنْ أَخْبَارِ الْأَوَّلِينَ (اور سکھایا اسے آپ کو جو آپ نہیں جانتے تھے اولین کی خبروں سے۔ اس میں دو معنی ہیں۔ ایک تو یہ کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا آپ نہیں جانتے تھے کہ کتاب کیا ہے اور نہ ایمان کو۔ یعنی اللہ نے آپ پر کتاب اور حکمت نازل فرمائی۔ اور ان کے بھیدوں پر مطلع فرمایا۔ اور ان دونوں کی حقیقتوں پر واقف کیا۔ باوجود اس کے کہ آپ اس سے پہلے ان سے کچھ نہیں جانتے تھے۔ دوسرا معنی یہ ہیں کہ اس سے مراد تمام خفیہ امور ہیں۔ اور تمام دلوں کے بھید ہیں۔ یعنی آپ کو اللہ نے سکھایا جو آپ نہیں جانتے تھے تمام اولین کے اخبار سے)

(۳) تفسیر نیشاپوری {۲/۲۷} قَدْ نِلَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ الْإِنْسَانَ أَدَمَ عَلَّمَهُ

الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا أَوْ مُحَمَّدٌ ﷺ وَالْبَيَانُ الْقُرْآنُ فِيهِ بَيَانُ مَا كَانَ وَمَا سَيَكُونُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ (ابن عباسؓ سے نقل کیا گیا ہے کہ انسان آدم علیہ السلام ہیں ان کو اللہ نے کل اسماء سکھائے یا محمد ﷺ ہیں اور بیان قرآن ہے۔ جس میں ماکان مما سیکون کا قیامت تک بیان ہے)

کیوں جناب یہ ہے حوالہ تفسیر نیشاپوری کا جس میں صاف صاف مذکور ہے کہ نبی ﷺ کو اللہ نے ماکان و ما سیکون کا علم سکھایا۔

(۴) تفسیر ابن جریر {۵/۱۶۳} وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ مِنْ خَيْرِ الْأَوَّلِينَ

وَالْآخِرِينَ وَمَا كَانَ وَمَا هُوَ كَائِنٌ قَبْلَ ذَلِكَ مِنْ فَضْلِ اللَّهِ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدٌ مَذْخَلُكَ (اور سکھایا اللہ نے آپ کو جو آپ نہیں جانتے تھے۔ تمام اولین کی خبروں سے اور آخرین کی خبروں سے جو کچھ ہوا اور جو کچھ ہونے والا تھا پہلے اس سے آپ پر اللہ کا فضل ہے یا محمد ﷺ جب سے اللہ نے آپ کو پیدا فرمایا، پیدائشی علم کا فضل ہے یا محمد ﷺ جب سے اللہ نے آپ کو پیدا فرمایا) پیدائشی علم کا بڑا فضل ہے۔ ثابت ہوا۔ کہ نبی ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے پیدائش سے ہی علم ماکان وما یکون عطا فرمایا ہوا ہے۔

(۵) تفسیر ابن جریر {۲/۶۱} حَدَّثَنَا بَشْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدٌ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ

عَنْ قَتَادَةَ قَوْلُهُ عَلَّمَ اللَّهُ الْبَيَانَ عَلَّمَهُ اللَّهُ الْبَيَانَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةَ بَيْنَ حَلَالِهِ وَحَرَامِهِ لِيَجْتَنَحَ بِذَلِكَ عَلَى خَلْقِهِ (قَتَادَةُ سے روایت ہے کہ اللہ کا فرمان کہ اس نے آپ کو بیان سکھایا۔ سکھایا آپ کو اللہ تعالیٰ نے دنیا و آخرت کا بیان۔ حلال اور حرام کے درمیان تاکہ خلقت پر اس کے ساتھ حجت ہو جائے۔)

(۶) تفسیر خازن {۱/۹۶} (وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ) يَعْنِي مِنْ أَحْكَامِ

الشَّرْعَ وَأُمُورَ الدِّينِ وَقِيلَ عَلَّمَكَ مِنْ عِلْمِ الْغَيْبِ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ
 وَقِيلَ مَعْنَاهُ وَعَلَّمَكَ مِنْ خَفِيَّاتِ الْأُمُورِ وَأَطْلَعَكَ عَلَى ضَمَائِرِ
 الْقُلُوبِ وَعَلَّمَكَ مِنْ خَفِيَّاتِ الْأُمُورِ وَأَطْلَعَكَ عَلَى ضَمَائِرِ الْقُلُوبِ
 وَعَلَّمَكَ مِنْ أَجْوَالِ الْمُنَافِقِينَ وَكَيْدِهِمْ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ رَوَّكَانَ فَضْلُ
 اللَّهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا يَعْنِي وَلَمْ يَزَلْ فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ عَظِيمًا
 (اور سکھایا اس نے آپ کو جو آپ نہیں جانتے تھے۔ یعنی شریعت کے احکام سے اور
 دن کے امور سے اور بعضوں نے کہا ہے کہ اس نے آپ کو سکھایا علم غیب سے جو آپ
 نہیں جانتے تھے۔ اور بعض نے کہا ہے کہ معنی اس بے اور سکھایا اس نے آپ کو تمام
 امور کے بھیدوں سے اور مطلع کیا اس نے آپ کو تمام قلوب کے ضمائر سے اور سکھایا اس
 نے آپ کو منافقین کے احوال سے اور ان کے مکر سے جو آپ نہیں جانتے تھے۔ اور آپ
 پر اللہ کا فضل بڑا ہے۔ یعنی اے محمد ﷺ آپ پر اللہ کا فضل (علم غیب) ہمیشہ بڑا ہے۔

(۷) (تفسیر خازن ک) {الرَّحْمَنُ عَلَّمَ الْقُرْآنَ} یعنی عَلَّمَ مُحَمَّدَ

الْقُرْآنَ (خَلَقَ الْإِنْسَانَ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ) ارادہ بالانسان محمد ﷺ علیہ
 البیان یعنی بَيَانُ مَا يَكُونُ وَمَا كَانُ لَأَنَّهُ ﷺ يَنْبِئُ عَنْ خَبَرِ
 الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ وَعَنْ يَوْمِ الدِّينِ (رحمن جس نے قرآن سکھایا یعنی سکھایا اس
 نے محمد ﷺ کو قرآن۔ پیدا کیا اس نے انسان کو اس کو بیان سکھایا۔ ارادہ کیا اس نے
 انسان کے ساتھ محمد ﷺ کا سکھایا اس کو بیان یعنی جو چیز پیدا ہو چکی۔ اس واسطے کہ
 نبی ﷺ اولین اور آخرین اور قیامت کے دن کی خبر دیتے ہیں۔)

اس سے معلوم ہوا کہ نبی ﷺ کو مَا كَانُ وَمَا يَكُونُ کا بیان سکھایا۔ اور اس
 عبارت سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ آپ اولین اور آخرین کی خبر رکھتے ہیں اور قیامت
 کے دن کی بھی ثابت ہو گیا کہ آپ اولین اور آخرین کی خبر رکھتے ہیں اور قیامت کے

دن کی بھی آپ کو خبر ہے۔ کیوں جناب وہابی صاحب اب تو قیامت کے دن کا علم نبی ﷺ کے واسطے علم کتب تفاسیر اہل السنۃ و الجماعت سے بھی ثابت ہو گیا۔

(۸) تفسیر معالم التنزیل ۱/۱۰۰ { قَالَ ابْنُ كَيْسَانَ خَلَقَ الْإِنْسَانَ يَعْنِي

مُحَمَّدًا ﷺ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ يَعْنِي بَيَانُ مَا كَانَ وَمَا يَكُونُ لِأَنَّهُ كَانَ يُبَيِّنُ عَنِ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ وَعَنْ يَوْمِ الدِّينِ } (کہا ابن کیسان نے پیدا کیا اس نے انسان کو یعنی محمد ﷺ کو سکھایا اس کو بیان یعنی اس چیز کا بیان جو پہلے پیدا ہو چکی ہے اور جو پیدا ہو گی۔ اس واسطے کہ آپ تمام اولین اور تمام آخرین اور قیامت کے دن کی خبریں دیتے ہیں) کیوں جناب وہابی صاحب علم قیامت مصطفیٰ ﷺ کیلئے ثابت ہو گیا ایمان لاؤ یا نہ

(۹) تفسیر مدارک ۱/۱۹۵ { وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ } مِنْ أُمُورِ الدِّينِ

وَالشَّرَائِعِ أَوْ مِنْ خَفِيَّاتِ الْأُمُورِ وَضَمَائِرِ الْقُلُوبِ رَوَّكَانَ فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا فِيمَا عَلَّمَكَ وَأَنْعَمَ عَلَيْكَ (اور سکھایا اس نے آپ کو جو آپ نہیں جانتے تھے دین اور شریعتوں کے امور سے یا تمام پوشیدہ امور سے اور دلوں کے پوشیدہ رازوں سے اور اللہ تعالیٰ کا آپ پر بڑا فضل ہے اس چیز میں جو اس نے آپ کو سکھایا اور آپ پر جو اس نے انعام کیا)

(۱۰) تفسیر عرائس البیان ۱/۱۵۹ { وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ } اے عُلُومُ

عَوَاقِبِ الْخَلْقِ وَعِلْمُ مَا كَانَ وَمَا سَيَكُونُ (اور سکھایا اس نے آپ کو جو آپ نہیں جانتے تھے۔ یعنی تمام خلقت کے عواقب کے علوم اور) مَا كَانَ وَمَا سَيَكُونُ کا علم

(۱۱) تفسیر جامع البیان ص ۸۵ { وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ قَبْلَ نَزُولِ

ذَٰلِكَ مِنْ خَفِيَّاتِ الْأُمُورِ } (اور سکھایا اس نے آپ کو جو آپ نہیں جانتے تھے۔ اس کے نزول کے پہلے تمام پوشیدہ امور)

(۱۲) تفسیر حسینی ص ۱۱۶ {وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ} بحر الرائق مے فرمائیے کہ آل علم مآکان و ماسیگون است۔ اور سکھایا اس نے آپ کو جو آپ نہیں جانتے تھے۔ بحر الرائق میں فرماتے ہیں کہ وہ مآکان و ماسیگون کا علم ہے۔ ”وہابی: شرح فقہ اکبر میں لکھا ہے کہ انبیاء شفاء کے معنیات کو نہیں جانتے مگر جو اللہ ان کو بتادے۔ اور حنفیہ نے صراحتاً کفر کا فتویٰ لگایا ہے۔ جو یہ اعتقاد رکھے کہ نبی ﷺ غیب جانتے ہیں۔“

”محمد عمر“: اس مقام پر ملا علی قاریؒ نے علم غیب ذاتی مراد لیا ہے۔ سو ذاتی کے قائل ہم بھی نہیں ہیں۔ کیونکہ علم غیب ذاتی کے تمام احناف قائل نہیں ہیں۔ یعنی جو یہ اعتقاد رکھے کہ نبی ﷺ کو بغیر اللہ کے سکھائے علم غیب ہے۔ اس کو ہم بھی کافر کہتے ہیں۔ کیونکہ ہم یہ بار بار کہہ چکے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو علم کلی سکھایا۔ چنانچہ اسی بنا پر حضرت ملا علی قاریؒ نے بھی علم غیب ذاتی کا یہاں بیان کیا ہے ورنہ دوسرے مقام پر وہ یوں رقمطراز ہیں سنئے۔

شرح فقہ اکبر ص ۹ {مَاجَاءَ بِهِ الرَّسُولُ كَافٍ شَافٍ كَامِلٌ تَبَيَّنَ فِيهِ حُكْمُ كُلِّ حَقٍّ وَبَاطِلٍ} (جو چیز رسول اللہ ﷺ لائے) (قرآن شریف) کافی ہے شافی ہے۔ اس میں ہر حق اور باطل کا کامل حکم بیان ہے) اس سے ثابت ہوا کہ قرآن شریف میں علم کلی ہے۔ اور ملا علی قاریؒ بھی اس کے قائل ہیں۔

شرح فقہ اکبر ص ۱۸ {وَقَدْ مَدَحَ اللَّهُ تَعَالَى الْأَنْبِيَاءَ وَالْمَلَائِكَةَ وَالْمُؤْمِنِينَ بِالْعِلْمِ لَا يَنْفِي الْجَهْلُ فَمَنْ أَثْبَتَ الْعِلْمَ فَقَدْ نَفَى الْجَهْلَ وَمَنْ نَفَى

الْجَهْلَ لَمْ يُثْبِتِ الْعِلْمَ (اللہ تعالیٰ نے انبیاء اور فرشتوں اور مومنین کے علم کے ساتھ مدح کی ہے۔ جہالت کی نفی کے ساتھ نہیں۔ تو جس شخص نے علم کو ثابت کیا تو اس نے جہالت کی نفی کی اور جس شخص نے جہالت کی نفی کی اس نے علم کو ثابت نہیں کیا۔)

ملا علی قاریؒ نے انبیاء علیہم السلام ملائکہ اور مومنین کے واسطے علم کا عجیب نکتہ بیان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کی اور مومنین کی تعریف علم سے کی ہے۔ جہالت کی نفی کے ساتھ نہیں۔ اس سے ثابت ہوا۔ کہ جو شخص نبی ﷺ کے واسطے تعریف علمی کرے تو اس نے آپ کے علم کا ثبوت دیتے ہوئے آپ کی تعریف بیان کی اور جس شخص نے آپ سے جہالت کی نفی کی اور آپ کے علم کا انکار کیا تو اس نے آپ کی مذمت کی۔ خصوصاً جس شخص نے آپ کے واسطے معاذ اللہ بے علم ہونے کا دعویٰ کیا تو وہ خبر نہیں کون سے قعر جہنم میں پڑیگا۔

شرح فقہ اکبر ص ۹۶ {إِنَّ اللَّهَ تَعَالَىٰ أَطْلَعَ نَبِيَّهٖ ﷺ عَلَىٰ مَا يَكُونُ فِي أُمَّتِهِ مِنْ بَعْدِهِ مِنَ الْخِلَافِ وَمَا يُصِيبُهُمْ قَالَ أَبُو سَلِيمَانَ الدَّرَانِيُّ الْفِرَاسَةُ مُكَاشَفَةُ النَّفْسِ وَمَعَايِنَةُ الْغَيْبِ وَهِيَ مِنْ مَقَالَاتِ الْإِيمَانِ (بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو جو آپ کی امت میں ہونا تھا اور جو آپ کی امت سے آپ کے بعد ان کے خلاف اعمال ہونے تھے اور جو ان کو مصیبت پہنچنی تھی مطلع کر دیا۔ ابو سلیمان درانی نے کہا ہے کہ فراست نفس کے مکاشفے اور غیب کے معائنے کو کہا جاتا ہے۔ اور یہی مقالات ایمان سے ہے۔)

معلوم ہوا کہ ملا علی قاریؒ کے نزدیک اگر نبی ﷺ کے واسطے جو شخص اللہ تعالیٰ کی اطلاع سے غیب کلی کا قائل نہ ہو وہ ایمان سے خالی ہے۔ اور جو نبی ﷺ کے واسطے غیب کے معائنے کا قائل نہ ہو اور آپ کے مکاشفہ نفس کا عقیدہ نہ رکھے تو وہ نبی ﷺ کے واسطے فراست کا منکر ہے۔ اور ایمان سے خالی ہے یہ عقیدہ ملا علی قاریؒ کا ہے۔

جس پر آپ نازاں تھے۔ اور سنئے :

شرح شفاء ۱/۲۴۰ { (وَمِنْ مُعْجَزَاتِهِ الْبَاهِرَةِ) اَمْرُ اَيَاتِهِ الظَّاهِرَةِ (مَاجَمَعُهُ
اللَّهُ لَهُ مِنَ الْمَعَارِفِ) اَيِ الْجُزْئِيَّةِ (وَالْعُلُومِ) اَيِ الْكُلِّيَّةِ وَالْمُذَرِّكَاتِ
الظَّنِّيَّةِ وَالْيَقِيْنِيَّةِ اَوِ الْاَسْرَارِ الْبَاطِنِيَّةِ وَالْاَنْوَارِ الظَّاهِرِيَّةِ
یہ ہے عقیدہ ملاں علی قاریؒ کا جو نبی ﷺ کے واسطے تمام علوم جز یہ و کلیہ
کے قائل ہیں۔

”وہابی“: بحر الرائق اور قاضی خاں میں لکھا ہے۔ کہ اگر کسی شخص نے نکاح کے وقت
اللہ اور اس کے رسول کی شہادت میں نکاح منعقد کیا تو نکاح منعقد نہ ہوگا بلکہ جو یہ
عقیدہ رکھے کہ آپ کو غیب ہے تو وہ کافر ہو جائے گا۔ یہ ہے فقہاء کا عقیدہ۔
”محمد عمر“: اس کا جواب اگر میں کہوں گا۔ تو شاید تم یہ خیال کرو کہ یہ تاویل کرتا ہے۔
کیونکہ یہ عبارت بحر الرائق اور فتاویٰ قاضی خاں نے بیان کی ہے۔ چنانچہ اس میں بھی
بعض فقہاء کا اختلاف ہے۔ دیکھئے۔

شامی ۲/۸۸ { قِيلَ يَكْفُرُ لَآئِهٖ اَعْتَقَدُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَالَمُ الْغَيْبِ قَالَ
فِي التَّائِيْدِ رَخَانِيَّةٍ وَفِي الْحُجَّةِ ذَكَرَ فِي الْمُلْتَقَطِ اَنَّهُ لَا يَكْفُرُ
(بعضوں نے کہا ہے کہ جو شخص اعتقاد رکھے کہ رسول اللہ ﷺ عالم الغیب
ہیں۔ تو وہ کافر ہو جاتا ہے۔ تا تار جانیہ اور کتاب الحجۃ ملقط میں ذکر کیا گیا ہے کہ وہ
کافر نہیں ہوتا)

معلوم ہوا کہ فقہاء کا اس مسئلہ میں بھی اختلاف ہے۔ چنانچہ۔

جامع فصولین جلد ۲ { میں لکھا ہے جو انبیاء کے واسطے غیب کا اقرار نہ کرے وہ کافر ہے۔
اور فتاویٰ قاضی خاں اور بحر الرائق کا جواب علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے لکھا ہے۔

تنویر الملک فی رویۃ النبی والملك ص ۳۴ وَمَا ذَكَرَ قَاضِي خَان
 مَنْ كَفَرَ مَنْ قَالَ لَامِرًا بِهِ تَزَوُّجَهَا بِشَهَادَةِ الرَّسُولِ وَالْمَلَائِكَةِ وَعَلَا
 بَانَ الرَّسُولَ لَا يَعْلَمُ الْغَيْبَ حَيًّا فَكَيْفَ يَعْلَمُهُ مَيِّتًا قُلْنَا وَاللَّهِ قَادِرٌ أَنْ
 يَحْضُرَهُ وَهُوَ يُكَلِّمُ كُلَّ مَنْ سَلَّمَ عَلَيْهِ وَسَائِرِ أُمَّتِهِ وَإِنَّمَا أَتَى الْكُفْرَ مِنْ
 انْكَارِهِ الشُّهُودَ فِي النِّكَاحِ وَهُوَ ثَابِتٌ بِالْحَدِيثِ الْمُتَوَاتِرِ فَانْكَادَهُ كُفْرُ
 وَالنِّكَاحِ بِمَا وَلَّى وَشُهُودِ خَاصٍّ لِبَيْنَا عَلَيْهِ كَمَا فِي الْخَصَائِصِ (اور جو
 قاضی خاں نے ذکر کیا ہے کہ وہ شخص کافر ہے جس نے اپنی عورت کے نکاح۔ وقت
 رسول اور فرشتے کی گواہی کے ساتھ نکاح کیا۔ اور اس سے بڑی بات کہی اس نے کہ
 رسول زندہ غیب کو نہیں جانتا مردہ کیسے جان سکتا ہے ہم کہتے ہیں کہ اللہ قادر ہے اس بات
 پر کہ آپ کو حاضر کر دے اور جو شخص آپ پر سلام بھیجتا ہے اور تمام امت کے ساتھ آپ
 کلام کرتے ہیں۔ اور جو اس نے کفر کا فتویٰ دیا ہے وہ نکاح میں گواہوں کے انکار سے
 ہے۔ جن کا ثبوت حدیث متواتر سے ہے تو اس کا انکار کفر ہے۔ اور نکاح بلا ولی کے اور
 بلا گواہوں کے ہمارے نبی ﷺ کا خاصہ ہے۔ جیسا کہ خصائص کبرے میں موجود ہے)
 اور اس کا جواب شیخ محمد بن اسمعیل نے اس طریق سے دیا ہے۔

جامع فصولین ۴۴۱ {بَانَ الْمُنْقَى هُوَ الْعِلْمُ بِالْإِسْتِقْلَالِ لَا الْعِلْمُ بِالْإِلَهِامِ
 فقہانے جو لکھا ہے کہ نکاح کے وقت اگر اللہ اور اس کے رسول کو گواہ کہے تو وہ کافر ہے کیونکہ
 وہ آپ کے علم غیب کا معتقد ہے۔ تو محمد بن اسمعیل نے جواب دیا ہے کہ یہ علم بالاستقلال
 کی نفی ہے۔ علم بالا اعلام کی نفی نہیں۔ معلوم ہوا کہ علم ذاتی کی نفی ہے عطائی کی نہیں۔
 انبیاء علیہم السلام واولیاء کرام سے استعانت و ہابیہ سے نزدیک شرک ہے اور
 عقیدہ دیوبندیہ بھی یہی ہے اور احناف کے نزدیک روئے قرآن و حدیث
 استعانت جائز ہے۔ اب تم سوچو کہ کون ہو؟

اولہ استعانت

(۱) تحریم $\frac{۲۸}{۱}$ {وَإِنْ تَظْهَرَا عَلَيْهِ فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ مَوْلَهُ وَجِبْرِيلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمَلَائِكَةُ بَعْدَ ذَلِكَ ظَهِيرٌ} (اور اگر تم ایک دوسری کی مدد کرو گی آپ پر تو بے شک اللہ تعالیٰ وہ آپ کا مددگار ہے۔ اور جبرائیل علیہ السلام اور مومنین کے صالحین اور فرشتے بھی اس کے بعد امداد کرنے والے ہیں۔)

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کے ازواج مطہرات کو تنبیہ فرمائی ہے۔ کہ اگر تم میرے نبی ﷺ کے بغیر ایک دوسری کی مدد کرو گی تو یاد رکھو آپ کی امداد کرے والے بہت بڑی جماعت ہیں۔ سب سے پہلے اللہ مددگار ہے پھر جبرائیل علیہ السلام پھر جتنے مومنین صالحین ہیں۔ موجود ہوں یا زمانہ ماضی میں یا استقبال میں اور اس کے بعد تمام ملائکہ بھی آپ کے مددگار ہیں۔ صالح المومنین جو موجود تھے ان کے علاوہ باقی جن پر صالح المومنین کا لفظ صادق آ سکتا ہے جو ولعصرہ سے ثابت ہے اور اللہ بھی اور جبرائیل علیہ السلام بھی اور ملائکہ کی مدد بھی آپ کو غائبانہ پہنچتی ہے۔ جو اس آیت سے صراحتہ ثابت ہے۔ اور لفظ ظہیر فعیل کے وزن پر ہے۔ صفت مشہ ہونے کی وجہ سے ان تمام کی جماعت ہر وقت آپ کے مدد و معاون ہیں۔

(۲) توبہ $\frac{۱۰}{۹}$ {وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ} (اور بعض مومن آدمی اور مومنہ عورتیں بعض کے مددگار ہیں) (دنیا میں ہوں یا برزخ میں)

”وہابی“: ولی کے معنی مددگار ہیں؟

”محمد عمر“: ہاں ضرور عدد $\frac{۱۳}{۳}$ اولیاء کے معنی شاہ رفع الدین صاحب نے کارساز کئے ہیں۔ اور مولوی اشرف علی صاحب نے ترجمہ مددگار کیا ہے۔

(۳) توبہ $\frac{1}{4}$ { لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ

حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَؤُوفٌ رَّحِيمٌ (البتہ تحقیق تمہارے پاس تشریف لائے تمہارے لفظوں سے اپنے رسول (ﷺ) جن پر تمہاری تکلیف شاق گزرتی ہے۔ اور ہر وقت تم پر حرص کرنے والے ہیں۔ مومنوں کے ساتھ آپ (ہر وقت ہر زمان) شفقت کرنے والے ہیں اور ہر وقت ہر زمان) رحم کرنے والے ہیں)

اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ آپ ہماری تکلیف کو کسی وقت گوارا نہیں فرما سکتے مومن خواہ کسی مکان یا کسی زمان میں ہو۔ جب مومنین کی تکلیف آپ کو گوارا نہیں تو مشکل کشائی کی صورت کو بھی اللہ تعالیٰ نے مومنین کے واسطے آپ کی شفقت اور رحم سے ہی حل فرمایا تو آپ کی امداد ہر مومن کو ہر حال پہنچتی ہے۔ اسی واسطے مومن کا ہی یہ عقیدہ ہے۔

(۴) مائدہ $\frac{1}{8}$ { إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ

الصَّلَاةَ وَهُمْ رَاكِعُونَ وَمَنْ يَتَوَلَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا فَإِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْغَالِبُونَ (اور کوئی بات نہیں تمہارا مددگار (اللہ تعالیٰ ہے اور اس کا رسول (ﷺ) اور وہ ایماندار جو نماز قائم رکھتے ہیں اور رکوع کی حالت میں زکوٰۃ دیتے ہیں۔ اور جو شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (ﷺ) کو اور ایمانداروں کو مددگار بنا لیتا ہے تو بے شک اللہ کا گروہ ہی غالب ہونے والے ہیں)

اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ بھی اور اس کے رسول اللہ (ﷺ) بھی اور اولیاء کرام بھی امداد کرتے ہیں۔ اور جو شخص ان سے فریاد طلب کرتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق یہ تمام گروہ کامیابی کا باعث بنتے ہیں۔ مستغیث کو ان کی طرف سے کمزوری نظر نہیں آتی۔ کیونکہ یہ گروہ تمام ہی غلبے والے ہیں۔ اور ان کا مستغیث کبھی مغلوب نہیں ہو سکتا۔

”وہابی“: یہاں تو زندے مراد ہیں۔ کیونکہ نماز کو قائم زندے ہی رکھ سکتے ہیں۔

”محمد عمر“: اہل اللہ کی امداد اور رسول اللہ ﷺ کی امداد روحانیت پوٹنی ہوتی ہے۔ یعنی ان کا امداد کرنا روحانی طاقت پر منحصر ہوتا ہے چنانچہ ان کی روحانی طاقت عالمین میں یکساں رہتی ہے۔ اور خصوصاً رسول اللہ ﷺ کی ذات پاک عالمین میں متغیر نہیں ہوتی۔ اور اولیاء کرام کا محض انتقال مکانی ہوتا ہے۔ باقی طاقتیں بدستور قائم رہتی ہیں جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے بھی سوا محیامہم ومماتہم یعنی ان کی حیات وممات یکساں ہے ارشاد فرمایا۔ اور اہل قبور سے ہمیں آس نہیں توڑنی چاہیے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

(۵) الممتحنہ {۲۸/۳} یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ قَدْ يَسُؤُ مِنَ الْأَحْزَةِ صَايَكُسَ الْكُفَّارُ مِنْ أَصْحَابِ الْقُبُورِ (اے ایمان والو جس قوم پر اللہ نے غضب کیا ہے تم ان سے دوستی نہ کرو کہ وہ آخرت سے بے امید ہو چکے ہیں جیسا کہ کفار قبروں والوں سے آس توڑ بیٹھے ہیں)

باقی رہا اہل قبور کا قیام نماز تو وہ بھی حدیث پاک سے ثابت ہے۔

نسائی {۴۴۴/۱} عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ آتَيْتُ لَيْلَةَ أُسْرِى بِي عَلَى مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ عِنْدَ الْكَثِيفِ الْأَحْمَرِ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي فِي قَبْرِهِ (انس بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں ایک رات سیر کرایا گیا۔ تو میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا۔ ایک سرخ ٹیلے کے قریب اس حال میں کہ وہ اپنی قبر میں کھڑے ہو کر نماز ادا کر رہے ہیں۔ معلوم ہوا کہ بعد از وصال بھی وہ نماز کو قائم رکھتے ہیں تو جو اپنے رب کے اعمال صالح کرنے میں غافل نہیں تو وہ اپنی ولایت میں غافل کیسے ہو سکتے ہیں۔ اور جب اہل قبور ولی کی ولایت بدستور ہے۔ تو اس کی امداد بھی اللہ کے فرمان کے مطابق بدستور ہے۔ ورنہ اللہ تعالیٰ کوئی تخصیص

دنیا میں رہنے والوں کے لئے فرما دیتا۔ جب اس نے کوئی تخصیص نہیں فرمائی تو تم تخصیص کون ہو۔ باقی رہا بنی ﷺ کے متعلق بھی کئی احادیث صحیحہ سے ثبوت ملتا ہے۔)

(۲) بخاری شریف ۱۸۳۱ ترمذی شریف ۱۱۲۱ {عن انس بن مالک انہ حَدَّثَهُمْ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ أَنَّ الْعَبْدَ إِذَا وُضِعَ فِي قَبْرِهِ وَتَوَلَّى عَنْهُ أَصْحَابُهُ أَنَّهُ يَسْمَعُ قُرْعَ نِعَالِهِمْ أَتَاهُ مَلِكَانِ فَيَقْعِدَانِهِ فَيَقُولَانِ مَا كُنْتَ تَقُولُ فِي هَذَا الرَّجُلِ لِمُحَمَّدٍ فَأَمَّا الْمُؤْمِنُ فَيَقُولُ أَشْهَدُ أَنَّهُ عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ فَيَقُولَانِ نُمُ كُنُومَةُ الْعُرُوسِ (انس بن مالک سے روایت ہے کہ انہوں نے حدیث بیان کی لوگوں کو کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آدمی جب قبر میں رکھا جاتا ہے اور اس کے دوست اس سے منہ پھیرتے ہیں تو ان کے جوتوں کی آواز صاحب قبر سنتا ہے۔ اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں تو اس کو بٹھاتے ہیں تو اسے کہتے ہیں کہ اس شخص محمد ﷺ کے متعلق تو کیا کہتا تھا۔ تو مومن کہتا ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں) آگے ترمذی شریف میں یوں ارشاد ہے کہ (اس کو دونوں فرشتے کہتے ہیں کہ تو دلہن کی نیند سو جا)

اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ حضور اکرم ﷺ کی ذات پاک کو پہچاننے والا آپ کی امداد سے قبر میں بھی پناہ گزین رہتا ہے۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ شیطان کے امداد کرنے پر تم ایمان لے آؤ۔ اور اگر نبی ﷺ کے متعلق اور اولیاء کرام کے متعلق اللہ تعالیٰ امداد کا ارشاد فرماوے تو فوراً انکار کرو۔

”وہابی“: کیا شیطان بھی غائبانہ امداد کر سکتا ہے؟

”محمد عمر“: ضرور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

اعراف ۲/۸ { اِنَّا جَعَلْنَا الشَّيَاطِينَ اَوْلِيَاءَ لِلَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ } (بے شک ہم نے بنایا شیطانوں کو بے ایمانوں کی واسطے مددگار) کیا تمام جن و انس کو شیطان ایک ہی وقت میں بہکا سکتا ہے؟ اور بے ایمانوں کی امداد کر سکتا ہے؟ جادو کے نفع نقصان کے تم قائل ہو جاؤ۔ اور نبی ﷺ کے نہیں۔ سنئے:

(۷) بقرہ ۱/۳ { فَيَتَعَلَّمُونَ مِنْهُمَا مَا يَفَرِّقُونَ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهِ وَمَا هُمْ بِضَارِّينَ بِهِ مِنْ أَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ } (تو سیکھتے تھے وہ لوگ ان دونوں فرشتوں سے جس کے ساتھ وہ مرد اور عورت کی جدائی کر دیتے تھے۔ اور وہ کسی کو نقصان دینے والے نہیں۔ مگر اللہ کے اذن کے ساتھ)

جادو کا نقصان تو اللہ کے اذن کے ساتھ تسلیم ہے۔ لیکن تم کو انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کے نقصان کی طاقت ان کو اللہ کی دی ہوئی ہے اس سے انکار ہے۔

(۸) مستدرک ۲/۶۱۵ { عن عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال

قال رسول الله ﷺ لما اُفترق آدم الخطيئة قال يا رب اسألك بحق محمد لما غفرت لي فقال الله يا آدم وكيف عرفت محمد اولم اخلقه قال يا رب لانك لما خلقتني بيدك ونفخت في من روجك رفعت رأسي فراءيت على قوائم العرش مكتوباً لا اله الا الله محمد رسول الله فصلمتك انك لم تضيف الى اسمك الا احب الخلق اليك فقال الله صدقت يا آدم انه لا احب الخلق الي اذعني بحقه فقد غفرت لك ولولا محمد ما خلقتك هذا حديث صحيحه الاسناد (عمر بن خطاب سے روایت ہے فرمایا انہوں نے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ جب آدم علیہ السلام سے خطا ہوئی تو انہوں نے اقرار کیا اے رب میرے میں سوال کرتا ہوں محمد ﷺ کی

طفیل۔ تاکہ تو مجھے بخشدے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے آدم (علیہ السلام) تو محمد علیہ الصلوٰۃ کو کیسے جانتا ہے۔ حالانکہ میں نے ابھی اس کو پیدا نہیں کیا۔ عرض کیا اے میرے رب جب تو نے مجھے اپنے ہاتھ سے پیدا کیا اور مجھ میں اپنا روح پھونکا تو میں نے سراٹھایا۔ عرش کی چوکھٹ پر لکھا ہوا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ دیکھا۔ اس سبب سے میں جانتا ہوں۔ تو میں نے معلوم کیا کہ تو نے یا اللہ اپنے نام کی طرف ایسے نسبت نہیں کی مگر تیری تمام مخلوق کا تجھے زیادہ محبوب ہوگا۔ تو اللہ نے فرمایا تو نے سچ کہا سے اسے آدم علیہ السلام بے شک میرے نزدیک وہ تمام مخلوق سے زیادہ محبوب ہے اس کے طفیل مجھ سے وعاما نگ لے تو میں نے تجھے بخشا۔ اور اگر محمد ﷺ نہ ہوتے تو میں تجھے پیدا ہی نہ کرتا اس حدیث کی سندیں درست ہیں۔

فرمائیے جناب نبی ﷺ نے آدم علیہ السلام کی غائبانہ امداد فرمائی یا نہ بلکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے وسیلے کا آدم علیہ السلام کو ارشاد فرمایا۔ اگر بقول تمہارے شرک تھا تو کیا اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو شرک کا سبق دیا۔ معلوم ہوا کہ اپنے پیاروں کے توسل سے اللہ تعالیٰ دعا جلدی منظور فرماتے ہیں۔

(۹) مستدرک ۵۲۶، ۳۱۳، ابن ماجہ ۱۰۰، ترمذی شریف ۱۹۷۲

عَنْ عُثْمَانَ بْنِ حَنِيفٍ أَنَّ رَجُلًا ضَرِيْدُ الْبَصَرِ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَلِمَنِي دَعَاءٌ أَدْعُو بِهِ يَرُدُّ اللَّهُ عَلَيَّ بَصَرِي فَقَالَ لَهُ فُلُ اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ وَأَتَوَخُّهُ إِلَيْكَ بَلِيكَ نَبِيَّ الرَّحْمَةِ يَا مُحَمَّدُ إِنِّي قَدْ تَوَجَّهْتُ بِكَ إِلَى رَبِّي اللَّهُمَّ شَفِّعْهُ فِي وَشَفِّعْنِي فِي نَفْسِي فَدَعَا بِهِذَا الدَّعَاءِ فَقَامَ وَقَدْ أَبْصَرَ وَفِي الْمُسْتَدْرَكِ إِنِّي أَتَوَجَّهْتُ بِكَ إِلَى رَبِّكَ فِي حَاجَتِي هَذِهِ فَتَقْضِيهَا لِي (عثمان بن حنيفة سے روایت ہے کہ ایک نابینا آدمی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر

ہوا تو اس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ مجھے ایسی دعا سکھائیے کہ میں وہ دعا مانگوں تو اللہ میری آنکھوں کو بینا کر دے تو آپ نے ارشاد فرمایا۔ کہ تو کہہ اے اللہ میں سوال کرتا ہوں تجھ سے میرے نبی کی امداد کے ساتھ تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں جو نبی مجسمہ رحمت ہیں یا محمد ﷺ میں بے شک متوجہ ہوتا ہوں آپ کی امداد کے ساتھ اپنے رب کی طرف۔ اے اللہ تو میرا سفارشی بنا آپ کو مجھ میں اور میرے نفس میں۔ تو اس نا بینے نے یہ دعا کی پھر کھڑا ہوا تو اچانک بینا ہو گیا۔ اور مستدرک کے الفاظ ہیں کہ میں یا رسول اللہ ﷺ آپ کی امداد کے ساتھ آپ کے رب کی طرف متوجہ ہوتا ہوں اس حاجت میں تو اس کو میرے لئے پوری فرما)

اس حدیث پاک سے کئی مسائل متنازعہ فیہ ثابت ہو گئے (۱) مشکل کشائی کے لئے دربار رسالت میں حاضر ہونا سنت ثابت ہوا (۲) اللہ کی طرف نبی ﷺ کو اپنا سفارشی پیش کرنا۔ اور اللہ تعالیٰ کو آپ کی سفارش کا جتنا (۳) مشکل کشائی کے وقت آپ کے اسم پاک ذاتی کو یا محمد کہہ کر پکارنا تا کہ آپ ی سفارش ذاتی مشکل کشائی کا باعث بنے (۴) اس پکار کو اللہ تعالیٰ کا منظور فرمانا ثابت ہوا۔

(۱۰) معجم صغیر للطبرانی ص ۱۰۳ میں مذکور ہے کہ نبی ﷺ کے بعد عثمان بن حنیف نے کسی دوسرے آدمی کہ یہ دعا فرمائی تو اس کی آنکھیں درست ہو گئیں۔ اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ عثمان بن حنیف نبی ﷺ کے فرمان سے آپ کو متصرف فی الامور سمجھ کر غائبانہ پکارتے تھے۔ اور اسی تعلیم کو آگے جاری فرمایا

(۱۱) خصائص کبریٰ ۲/۴۰ { عَنْ خَالِدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ صَلَّى عَلَى صَلَوةٍ وَاحِدَةٍ قَضَيْتُ لَهُ مِائَةَ حَاجَةٍ (حضرت خالد سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جس شخص نے مجھ پر ایک دفعہ درود پڑھا میں اس کی سو حاجت کو پوری کرتا ہوں)

(۱۲) کنز العمال ۱/۴۴۴ { أَلَا مَاهَالُ أَقْوَامٍ يَدْعُمُونَ إِنَّ رَحِمِي لَا تَنْفَعُ
وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّ رَحِمِي لَمَوْصُولَةٌ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ (نبی ﷺ نے
فرمایا خبردار کیا حال ہوگا ان قوموں کا جو گمان کریں گی کہ میرا رحم نہیں پہنچاتا۔ قسم
ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ بے شک میرا رحم ضرور پہنچنے والا
ہے دنیا اور آخرت میں)

(۱۳) ادب المفرد للبخاری ص ۹۳ شرح شفا لعلی قاری ۲/۴۱

شرح شفا لخنفا ج ۱ ص ۳۹ کتاب الاذکار لنووی ص ۱۳۵ { حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ
قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ
خَدِرْتُ رَجُلٌ ابْنُ عَمْرِو فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ أَذْكَرُ أَحَبَّ النَّاسِ إِلَيْكَ فَقَالَ
يَا مُحَمَّدُ أَهْ وَقَدْ رَوَى أَنَّهُ وَقَعَ مِثْلُهُ لِابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا
فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ أَهْ (عبدالرحمن بن سعد سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمرؓ کا پاؤں سن
ہو گیا۔ تو کسی آدمی نے اسے کہا کہ تو اپنے بڑے محبوب کو یاد کر۔ تو عبداللہ بن عمرؓ نے کہا
یا محمد یعنی اے محمد ﷺ میری فریاد درسی فرمائیے اور ابن عباسؓ سے بھی ایسے ہی روایت
مذکور ہے تو اہو نے فرمایا یا محمد اہ)

اس حدیث پاک سے دو مسئلے ثابت ہوئے (۱) عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ
عنہ کا نبی ﷺ کو وقت مصیبت یا محمد اہ یعنی متصروفی الامور سمجھ کر غائبانہ اپنی حاجت میں
پکارنا (۲) یا حرف ندا سے نبی ﷺ کو حاضر و ناظر سمجھنا یہ ہے صحابہ کرام رضوان اللہ
جمعین اعقیدہ اور عمل اور فتویٰ جو خیر القرون سے ہے۔

کنز العمال ۱/۴۹۶ { وَأَنَا بَيْنَ أَظْهَرِكُمْ فَاللَّهُ كَافِيكُمْ وَرَسُولُهُ قَرِيبٌ
قِيَامَتِ جَبَدِجَالٍ كَظْهَرٍ هُوَ كَاتِبٌ تَوَاسٍ كُوشِيَّاتٍ ثَابِتٍ قَدَمٍ رَهِيئٍ كَغِيٍّ تَهَارٍ

پشتیان ہوں گا تو اللہ اور اس کا سچا رسول تمہارے لئے کافی ہوگا۔

تو اس حدیث سے ثابت ہوا کہ قرب قیامت بھی نبی ﷺ اپنی امت کی غائبانہ امداد فرمائیں گے۔ یعنی قیامت کا قرب ہوگا۔ دنیا ختم ہونے کو ہوگی لیکن حضور ﷺ کی امداد ختم نہ ہوگی۔ سب آسرے منقطع ہوں گے لیکن آپ کا اسرار نہ زائل ہوگا۔

(۱۴) شرح فقہ اکبر ص ۱۱۳ {فَإِنَّهُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ بِالنِّسْبَةِ إِلَى جَمِيعِ الْأُمَمِ كَاشِفُ الْغَمَّةِ وَبَنِي الرَّحْمَةِ} (پس تحقیق نبی ﷺ تمام امتوں کی طرف مصیبتوں کے حل کرنے والے اور رحمت والے نبی منسوب ہیں۔)

(۱۵) تحفۃ الزاكرين لشوكاني ص ۱۵۵ کتاب الاذکار ص ۱۰۰ {عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا انْفَلَتَتْ دَابَّةُ أَحَدِكُمْ بِأَرْضِ فَلَاةٍ فَلْيُنَادِ بِعِبَادِ اللَّهِ أَحْبَسُوا قَالَ النَّوَوِيُّ بَعْدَ أَنْ رَوَى هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ كِتَابِ ابْنِ سَنِيٍّ قُلْتُ وَحَكِي لِي بَعْضُ شَيْوَخِنَا الْكِبَارِ فِي الْعِلْمِ أَنَّهَا انْفَلَتَتْ مَعَنَا بِهَيْمَتِهِ فَعَجَزُوا أَعْنَهَا فَقُلْتُه فَوَقَفْتُ فِي الْحَالِ بِغَيْرِ سَبَبٍ (ابن مسعود سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ جب تم سے کسی کا چوپایہ جنگل میں دوڑ جائے تو پکارے۔ اے اللہ کے بند روک لو۔ نووی نے ابن سنی کی کتاب سے اس حدیث کو روایت کرتے ہوئے کہا ہے کہ میں نے کہا اور میرے بڑے بڑے علمی مشائخ نے بھی بیان کیا ہے کہ ہمارے پاس بھی ایک چوپایہ بے قابو ہو گیا تو ہم اس سے عاجز ہو گئے۔ تو میں نے بھی وہی (يَا عِبَادَ اللَّهِ أَحْبَسُوا) کہا تو فوراً بغیر سبب کے رک گیا)

اس حدیث پاک سے صاف ثابت ہو گیا۔ کہ اولیاء اللہ کو متصرف فی الامور سمجھ کر حاجات کے لئے غائبانہ پکارنا جائز ہے اور اس حدیث کو نقل کرنے والے رئیس وہابین مولوی شوکانی ہیں۔ اور علامہ نووی نے بھی اس حدیث پاک کو صحیح تسلیم کرتے ہوئے۔

اپنے کبار مشائخ کا تجربہ بھی صحیح ثابت فرمایا۔ اور علماء و مشائخ کا عمل بھی ثابت کیا۔ چنانچہ مولوی شوکانی نے غائبانہ استعانت من عباد اللہ کی دوسری حدیث نقل فرمائی ہو۔

(۱۶) تحفۃ الذاکرین ص ۱۵۵ {وَاَخْرَجَ الْبَزَّازُ مِنْ حَدِيثِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ إِنَّ اللَّهَ مَلَائِكَةً فِي الْأَرْضِ سَوَى الْحَفَظَةِ يَكْتُبُونَ مَا سَقَطَ مِنْ وَرَقِ الشَّجَرِ فَإِذَا أَصَابَ أَحَدُكُمْ بِشَيْءٍ بَارِضٍ فَلَاةٍ فَلْيُأَدِّ اعْيُنُ فِي يَاعِبَادِ اللَّهِ قَالَ فِي مَجْمَعِ الزَّوَائِدِ رِجَالُهُ ثَقَاتٌ وَفِي الْحَدِيثِ دَلِيلٌ عَلَى جَوَازِ الْأُسْتَعَانَةِ بِمَنْ لَا يَرَاهُمْ الْإِنْسَانُ مِنْ عِبَادِ اللَّهِ مِنَ الْمَلَائِكَةِ وَصَالِحِي الْجِنِّ وَلَيْسَ فِي ذَلِكَ بَأْسٌ كَمَا يَجُوزُ لِلْإِنْسَانِ أَنْ يَسْتَعِينَ بِبَنِي آدَمَ إِذَا عَثَرَتْ دَابَّةٌ أَوْ انْفَلَتَتْ (اور ابن عباسؓ کی حدیث سے بزاز نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ محافظین فرشتوں کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے اور فرشتوں کو مقرر کیا ہوا ہے۔ جو درخت کا پتہ بھی زمین پر گرے وہ لکھتے ہیں تو جب تمہیں کسی جنگل میں کوئی تکلیف پہنچے تو پکارنا چاہئے اعینونی یا عباد اللہ یعنی اے اللہ کے بند و میری امداد کو پہنچو مجمع الزوائد میں کہا ہے کہ اس کے رجال ثقات ہیں (یعنی اس حدیث کے رواۃ غیر مستند نہیں ہیں) اور حدیث میں دلیل ہے استعانت کے جواز پر جس شخص کو اسان نہ دیکھتا ہو۔ اللہ کے بندوں سے یعنی فرشتوں اور نیک جنوں سے۔ اور اس میں کوئی خوف نہیں ہے۔ جیسا کہ انسان کو جائز ہے کہ بنی آدم سے (غائبانہ) مدد طلب کرے۔ جب اس کا چوپایہ دوڑ جائے یا بے قابو ہو جائے۔ فرمائیے جناب اب تو تمہارے سردار کی صحیح حدیثیں بیان ہو گئیں۔ جن پر تم غیر معتبر ہونے کا فتویٰ بھی نہیں دے سکتے پھر مولوی شوکانی صاحب نے اپنا عقیدہ بھی بیان کر دیا۔ جو تمہارے لئے بڑی سخت ہے۔

(۱۷) قصیدۃ النعمان ص ۶۳ {مولفہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

يَا مَالِكِي كُنْ شَافِعِي فِي فَاقَتِي اِنِّي فَقِيرٌ فِي الْوَرَى لِفَنَّاكَ
يَا اَكْرَمَ الثَّقَلَيْنِ يَا كَزَّ الْوَرَى جُدْ لِي بِجُودِكَ وَلَارْضِنِي بِرِضَاكَ
اَنَا طَامِعٌ بِالْجُودِ مِنْكَ وَلَمْ يَكُنْ لَا بِي حَنِيفَةً فِي الْاَنَامِ سِوَاكَ

(اے میرے مالک (نبی ﷺ کو مخاطب کر کے) میرے فاقہ میں سفارش فرمائیے۔ میں تمام مخلوقات میں آپ کے غنی کا محتاج ہوں۔ اے جن و انسان کے بزرگ ترین اے مخلوقات کے خزانے اپنی سخاوت سے کچھ مجھے بھی عطا فرمائیے۔ اور اپنی رضا سے مجھے بھی پسند فرمائیے۔ میں آپ کی سخاوت کا طمع کرنے والا ہوں اور سوائے آپ کے تمام مخلوقات میں ابو حنیفہ کا کوئی حامی نہیں)

حنفی کہلانے والو یہ ہے امام ابو حنیفہؒ کا مذہب {اب تم اپنی حنفیت کو امام ابو حنیفہؒ کے عقیدہ کی کسوٹی پر پرکھو کہ واقعی تم حنفی ہو یا نہیں۔ اور استمداد من عباد اللہ کا انکار کر کے حنفی کہلانے کے حقدار ہو یا وہابی؟

نذر و نیاز اور قبور بزرگان دین پر اچھاڑ چڑھانا

اور مجاوریت کا ثبوت

وہابی بزرگان دین کو نذر و نیاز دنیا برا سمجھتے ہیں بلکہ حرام سمجھتے ہیں اور قبول کرنے والوں کو معاذ اللہ ٹھگ اور ان کے ڈاکو کہتے ہیں۔

اور احناف بزرگان دین کو نذر و نیاز دینا سنت اور باعث برکت سمجھتے ہیں اور حرام کہنے والوں کو منکر قرآن کریم و دشمن رسول اللہ ﷺ سمجھتے ہیں اب تم سوچو کہ کون ہو۔

قصص ۲۰} اَوَلَمْ نُمْكِّنْ لَهُمْ حَرَمًا آمِنًا يُجْبَىٰ اِلَيْهِ ثَمَرَاتُ كُلِّ شَيْءٍ

رِزْقًا مِّنْ لَّدُنَّا وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ اور کیا نہیں جگہ دی ہم نے ان کو امن والے حرم میں کھچے چلے آتے ہیں۔ اس کی طرف ہرشی کے پھل خاص ہماری طرف سے رزق ہے اور لیکن اکثر ان کے بے علم میں۔

اس آیتہ کریمہ میں اللہ رب العزت بیت اللہ کے مجاوروں کنجی برداروں کو اپنا احسان جتا رہے کہ یہ تمہارے پاس جو پھلوں کے نذرانے چاروں طرف سے کھچے چلے آتے ہیں کوئی ٹوکری پھلوں کی لا رہا ہے کوئی جھولی بھر کر لا رہا ہے کوئی گٹھری باندھ کر لا رہا ہے ہر ملک سے چڑھاوے چڑھ رہے ہیں یہ ہماری طرف سے رزق حلال پاک ہے۔

اس آیتہ کریمہ سے پانچ مسائل کا ثبوت ملا

- (۱) بیت اللہ کی کنجی برداری یعنی مجاوری کا ثبوت جس سے مقامات متبرکہ کی مجاوری بحکم الہی ثابت ہوئی۔ جو اَوَلَمْ نُمْكِّنْ لَهُمْ سے ثابت ہے۔
- (۲) مقامات متبرکہ کی طرف پھلوں کے نذرانے لے جانا کہ الیہ کی ضمیر ثبوت دے رہی ہے۔

- (۳) مقامات متبرکہ کے چڑھاوے یہ خدائی رزق حلال پاک اور خاص خدائی انعام ہے جس پر اس کا احسان ہوتا ہے۔

- (۴) یہ رزق جو عوام وہاں لے جاتے ہیں جب وہ وہاں دیا جائے تو رِزْقًا مِّنْ لَّدُنَّا یعنی پھر وہ خاص خدائی رزق ہونے کی وجہ سے تبرک بن جاتا ہے تو اگر مجاورین اس کو تقسیم کر دیں تو تبرک کا پاک سمجھ کر لیا جاوے تو ثواب ہے تو ایک تو وہ رِزْقًا مِّنْ لَّدُنَّا ہونے کی وجہ سے اور دوسری وجہ آگے حدیث شریف میں انشاء اللہ ذکر ہوگی۔

- (۵) اگر مجاورین بے علم بھی ہوں تو رب العزت ان کے بے علم ہونے کی وجہ

سے ان کے نذرانے میں فرق نہیں لاتا۔ البتہ ان کو بھی عمل نہ ہونا چاہیے کیونکہ بے عمل لائق مجاورۃ نہیں۔

”وہابی“: تم نے مولوی صاحب عجیب دلیل نکالی بیت اللہ کی مجاوری سے قبور کی مجاوری کا استدلال لے لیا وہ قبر ہے وہ بیت اللہ ہے کچھ تو خیال کرو اگر یہ مجاوری جائز ہوتی تو صحابہ کرام نبی ﷺ کی نہ کرتے کیسی بناوٹی باتیں گھڑتے ہو۔

”محمد عمر“: بیت اللہ تو ابو جہل وغیرہ نے بھی تعمیر کیا پھر ابراہیم علیہ السلام کی یا آدمی علیہ السلام کی ابتدائی بنیاد سمجھ لو گے اور اس کے حرم خاص مطاف میں انبیاء علیہم السلام کی قبریں بھی ہیں جن کا ثبوت بفضلہ موجود ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ الیہ کی ضمیر بیت اللہ کی طرف راجع ہے جس سے ثابت ہوا کہ نذر و نیاز لوگ لاتے کعبہ کے لئے تھے لیکن کھاتے مجاورین تھے اور مجاوریت کا ثبوت قرآن میں لَا يُجَاوِرُونَكَ سے ثابت ہے کہ ان منافقوں کو خدا آپ کی مجاوری نصیب نہ کرے گا اور تیسری عرض ہے کہ نبی ﷺ کے روضہ اطہر کی کنجی برداری اور مجاورت کا کام حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خود سرانجام دیا ہے سینے۔

مشکوٰۃ شریف ۱۴۹، ابوداؤد سم۲ { حدیث احمد بن صالح ابن ابی فدیکہ خبرنی عمرو ابن عثمان بن ہانی عن القاسم قال فقلت علی عائشہ فقلت یا أمہ اکشفی بی عن قبر رسول اللہ ﷺ وصاحبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما فکشفت لی عن ثلثہ قبور

محمد بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت اقدسہ میں حاضر ہوا تو عرض کیا اما جان (میں رسول اللہ ﷺ کے روضہ مطہرہ کی زیارت کا طلبگار ہوں) میرے لئے رسول اللہ ﷺ کی قبر سے اور صاحبین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اچھاڑ اٹھائیے تو اپنے میرے لئے تین قبروں سے اچھاڑ کو ہٹایا۔

اس سے تین مسائل ثابت ہوئے (۱) قبور کی زیارت کے لئے جانا
(۲) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا روضہ اطہر کی کنجی برداری کرنا اور نہ
آپ سیدھے روضہ اطہر پر پہنچ جاتے (قبر پر اچھاڑ کا ہونا ثابت ہوا)۔
قبور پر اچھاڑ چڑھانے کی ایک اور دلیل عرض کروں۔

المغرب ۱/۲۱۷ { (فی حدیث) فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سَجِسَ قَبْرُهَا بِتَوْبِ
حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر کو اچھاڑ کپڑے کا چڑھایا گیا۔

توبہ ۱/۱۳۱ { خُذْمِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ
إِنْ صَلَوَتُكَ سَكَنَ لَهُمْ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ

ان کے مالوں سے نذرانہ قبول فرمائیے ان کے ظاہر کو بھی پاک کیجئے اور اس
کیساتھ انکے باطن کا تزکیہ نفس بھی فرمائیے (اور نذرانہ قبول فرما کر بعد ازاں) ان
کے لئے دعا خیر بھی فرمائیے آپ کا دعا فرمانا ان کے لئے تسلی ہے اور اللہ تعالیٰ بڑا
دعاوں کے سننے والا ہے اور دلوں کے بعد بھیدوں کو جاننے والا ہے۔

اس آیت کریمہ سے تین مسائل ثابت ہوئے۔

(۱) پیرو پیغمبر و بزرگان دین کا معتقدین سے نذرانہ قبول کرنا۔

(۲) معتقدین کے ظاہر و باطن کی اصلاح کرنا۔

(۳) بعد از قبول نذرانہ ان کے لئے دعا کرنا۔

طلاق ۲۸/۱ { وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا
يَحْتَسِبُ وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ إِنَّ اللَّهَ بَالِغُ أَمْرِهِ قَدْ جَعَلَ اللَّهُ
جَعَلَ اللَّهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا

اور جو شخص اللہ سے متقی ہے اس کے لئے اللہ دنیاوی مشکلات سے نکلنے کا
آسان طریقہ بنا دیتا ہے اور اس کو ایسی جگہ سے رزق بھیجتا ہے جو کسی کے گمان میں

نہیں اور جو شخص اللہ پر توکل کرتا ہے تو وہی اس کے لئے کافی ہے بے شک اللہ تعالیٰ اپنے حکم کو کر گزرنے والا ہے ضرور اللہ نے ہر شئی کے لئے اندازہ بنایا ہے۔

ثابت ہوا کہ متقین چونکہ محض خداوند کے توکل پر ہی آسرا رکھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان ان کے تمام دنیاوی مشکلات کو بھی خود بخود آسان فرماتے ہیں اور ایسے مقامات سے ان کو اللہ تعالیٰ رزق بھیجتا ہے کہ کسی کے گمان میں بھی نہیں آتا کہ کہاں سے آیا اور کتنا آیا اور کس وقت آیا خرچ لنگر بدستور جاری رہتا ہے اور یہ ان کا کام نہیں بلکہ رب العزت فرماتے ہیں کہ یہ اللہ کا کام ہے کیونکہ وہ اللہ کے کام لگے رہتے ہیں تو ان کے کام کو خداوند اپنے حکم سے ہی کر گزرتے ہیں اور ہر شئی کا اللہ نے اندازہ مقرر کیا ہوا ہے جتنا کسی بزرگ متقی ولی اللہ کا خرچ ہوتا ہے وہ با فراغت اس کو ارسال کرتا ہی رہتا ہے (حاسد جلیں تو جلیں اس کو کیا اور اس کا کوئی کیا بگاڑ سکتا ہے۔

مولود کے ساتھ نذرانہ پیش کرنا

مسلم شریف {۴۰۹} {فَوَلَدَتْ غُلَامًا فَقَالَ لِي أَبُو طَلْحَةَ أَحْمِلْهُ حَتَّى تَأْتِي بِهِ النَّبِيُّ ﷺ وَبَعَثْتُ مَعَهُ بَعْمَرَاتٍ فَاخَذَهُ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ أَمَعَهُ شَيْءٌ قَالُوا نَعَمْ تَمَرَاتٍ فَاخَذَ النَّبِيُّ ﷺ.

ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر بچہ پیدا ہوا تو مجھے ابو طلحہ نے کہا اسے اٹھا لے حتیٰ کہ وہ نبی ﷺ کے پاس لے آئی اور بچے کے ساتھ اس نے کھجوریں بھیجیں تو بچے کو نبی ﷺ نے لے لیا پھر فرمایا کیا اس کے ساتھ کوئی شئی ہے انہوں نے عرض کیا کہ جی ہاں کھجوریں ہیں تو ان کھجوروں کو نبی ﷺ نے لے لیا۔

پھر آگے مذکور ہے کہ ان کھجوروں سے نبی ﷺ نے ذرا سی کھجور چبا کر بچے کے منہ میں ڈالی اور اس کا نام عبد اللہ رکھا۔ یہ بچہ عبد اللہ بن ابی طلحہ نبی ﷺ کی دعا سے

ہی پیدا ہوا تھا ما قبل مذکور ہے آپ نے فرمایا تھا الھمبارک لھما فولدت آپ نے دعا فرمائی تو بچہ پیدا ہوا اس حدیث پاک سے ساتھ مسائل ثابت ہوئے۔

- ۱۔ پیرو پیغمبر اولیاء اللہ کی دعا سے خداود کا بچہ عطا کرنا۔
- ۲۔ جو بچہ بزرگوں کی دعا سے پیدا ہوا اس کو ان کے پاس بھیجنا۔
- ۳۔ بچے کے ساتھ میوہ جات کا نذرانہ بھیجنا۔
- ۴۔ بچے کو بابرکت بنانے کے واسطے اہل اللہ کا بچہ کو گود میں اٹھانا۔
- ۵۔ بچے کو اہل اللہ کا خود گھٹی دینا۔
- ۶۔ اہل اللہ کا خوشی سے نذرانہ طلب کرنا اور قبول فرمانا۔
- ۷۔ اہل اللہ کا بچے کے لئے نام تجویز فرمایا۔

پیروں بزرگوں پیغمبروں و پہلا پھل

نذرانہ کرنا پھر خود کھانا

مسلم شریف ۴۴۲۱ ابن ماجہ ۲۴۷۷ {عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ كَانَ النَّاسُ إِذَا رَأَوْا أَوَّلَ الْفُتُورِ جَاءُوا وَابَهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَإِذَا أَخَذَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَ اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي ثَمَرِنَا وَبَارِكْ لَنَا فِي مَدِينَتِنَا وَبَارِكْ لَنَا فِي صَاعِنَا وَبَارِكْ لَنَا فِي مَدِينَاتِنَا ثُمَّ يَدْعُو أَصْغَرَ وَلِيدٍ لَهُ فَيُعْطِيهِ

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ لوگ جب پہلا پھل دیکھتے تو اس کو دربار سالت میں نذرانہ پیش کرتے تو جب رسول اللہ ﷺ پھلوں کا نذرانہ قبول فرماتے دعا فرماتے اے اللہ ہمارے پھلوں میں برکت فرما۔ ہمارے مدینے میں برکت فرما اے اللہ ہمارے صاع میں برکت فرما اور ہمارے مدینے میں برکت فرما۔ (جب دعا کو ختم فرماتے) پھر چھوٹے بچوں کو بلاتے تو وہ نذرانہ ان کو تقسیم فرما دیتے

آگے امام نووی نے لکھا ہے۔ قَالَ الْعُلَمَاءُ كَانُوا يَفْعَلُونَ ذَلِكَ رَغْبَةً فِي دُعَائِهِ لِلشَّمْرِ فِي الْمَدِينَةِ وَالصَّاعِ الْمَذْرُوعِ اَعْلَامًا لَهُ ﷺ بِابْتِدَاءِ اَصْلَاحِهَا لِمَا يَتَعَلَّقُ بِهَا مِنَ الزَّكَاةِ وَغَيْرِهَا وَتَوْجِيهِ الْخَارِيسِ
اس حدیث پاک سے تین مسائل ثابت ہوئے۔

(۱) پہلا پھل باغات سے پیروں پیغمروں بزرگوں کو پھلوں میں برکت کے واسطے نذرانہ بھیجنا۔

(۲) پھلوں کو سامنے رکھ کر اہل اللہ دعا کرنا یا قرآن پڑھنا۔

(۳) پھر قبول کنندہ کا خاص طور پر معصوم بچوں میں اس کو تقسیم کرنا۔

اس کے آگے دوسری حدیث ہے اس میں اخیر حدیث پاک کا یہ جملہ ہے ثم يعطيه اصغر من يحضره من الولدان پھر آپ اس نذرانے کو حاضرین سے جو سب سے چھوٹے بچے ہوتے ان کو تقسیم فرماتے۔

”بچے نبی ﷺ کا تبرک لے کر ضرور خوش ہوتے ہونگے“ اور سنئے

معجم صغیر ۱۶۳ {عن ابن عباس ان النبی ﷺ کان اذا اعطى باکورته

قبلها وجعلها على عينه ثم اعطاها اصغر من يحضره من الولدان
ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک نبی ﷺ کو جب پہلے پھل کا نذرانہ پیش کیا جاتا تو آپ اس کو قبول فرماتے اور اس کو اپنے سامنے رکھ کر جو آپ کے پاس چھوٹے بچے حاضر ہوتے تقسیم فرما دیتے۔

کیوں جناب وہابی صاحب نذرانے حرام ہیں یا سنت مصطفیٰ ﷺ توبہ کرو اور بزرگان دین کو پہلے پھل کا نذرانہ دیا کرو تا کہ برکت حاصل ہو جاوے۔

بزرگوں کو نذرانہ پیش کرنا اور ان پر ان کا دعا

پڑھنا اور تبرکات اس کو باقی طعام میں ملانا

ترمذی شریف {۴۴۴} عن ابی ہریرۃ قال اتیت النبی ﷺ تمرات

فقلت یا رسول اللہ ﷺ ادع اللہ فیہن بالبرکۃ فضممن ثم دعالی فیہن
بالبرکۃ فقال لی خذھن فاجعلھن فی مزودک هذا اوفی هذا المرود
کلما اردت ان تاخذ منه شیئا فادخل یدک فیہ فخذہ ولا تنشرہ نشرأ
فقد حملت من ذالک التمر کذاو کذا من وسق فی سبیل اللہ وکنا
کل منہ ونطعم وکان لا یفارق حقری حتی کان یوم قتل عثمان فانہ
انقطع هذا حدیث حسن عریب من هذا الوجه فقد روی هذا الحدیث
من غیر هذا الوجه عن ابی ہریرۃ.

ابن ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرمایا آپ نے کہ میں نبی ﷺ
کے پاس کھجوریں لایا پھر میں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ دعا فرمائیے کہ
ان میں برکت کرے تو آپ نے ان تمام کو جمع کیا پھر ان میں برکت کے لئے دعا
فرمائی تو آپ نے مجھے فرمایا ان کو اٹھا لے اور ان کو اپنے اس توشہ دان میں ڈال لے
جب تو اس سے کچھ لینے کا ارادہ کرے تو اپنے ہاتھ کو اس میں ڈال پھر اس کو لے لے
اور اس توشہ دان کو بکھیرنا نہیں تو میں نے اس کھجور سے فی سبیل اللہ کئی اونٹ کے
لدے لے لئے اور ہم اس سے کھاتے بھی اور کھلاتے بھی تھے اور میرا اصل ذخیرہ ختم
نہیں ہوتا تھا حتیٰ کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے دن ختم ہوا۔

اس حدیث سے تین امور کا سمجھنا ضروری ہے۔

(۱) بزرگوں کے دربار میں نذرانہ لے جانا۔

- (۲) جب وہ اس میں کچھ پڑھ دیتے ہیں تو تبرک بن جاتا ہے
- (۳) اس کو تبرک باقی اشیاء میں ملایا جائے تو برکت ہوتی ہے بدعت نہیں شرک نہیں حرام نہیں۔

کیوں جناب وہابی صاحب ہم اگر ختم پڑھے ہوئے تھوڑے کھانے کو تبرک باقی تمام کھانے میں ملائیں تو تم سیخ پا ہو جاتے ہو اب بتاؤ اب تو ایسے کرنا مصطفیٰ ﷺ کی سنت ثابت ہو گیا۔ امید ہے کہ اب تم بھی ایسے سنت سمجھ کر عمل کرو گے۔

ختمِ طعام پر پڑھنا اور بعد میں کھانا

اور سنئے حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ نبی ﷺ نے جب شادی کی تو دلیمے کے کھانے پر آپ نے خود ختم پڑھا۔

مستدرک ۲ { عن انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال لما تزوج النبی ﷺ زینب بعثت أمّسلم حیساً من تور من حجارة قال انس فقال لی النبی ﷺ اذهب فادع من لقیئت من المسلمین فذهبت فعارائت أحداً إلا دعوته قال ووضع النبی ﷺ یدہ فی الطعام ودعا فیه وقال ماشاء اللہ قال فجعلوا یأکلون ویخرجون

انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا جب نبی ﷺ نے حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح کیا ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پتھر کا ایک پیالہ میٹھے دلیے سے بھر کر بھیجا حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ مجھے نبی ﷺ نے فرمایا جاتے جو مسلمانوں سے ملے بلا لاؤ میں نے کوئی نہ چھوڑا جس کو دیکھا بلا لیا فرمایا حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی ﷺ نے اپنا دست پاک کھانے پر رکھا اور اس پر دعا فرمائی اور فرمایا (ماشاء اللہ) فرمایا تمام ہی (اس پیالہ

دلیہ کو) کھا کر سیر ہوتے اور نکل جاتے۔

اس حدیث شریف سے چار امور کا سمجھنا ضروری ہے۔

(۱) پتھر کے ایک پیالے سے کئی آدمیوں کا سیر ہونا۔

(۲) دلیہ کھانا سنت ثابت ہوا۔

(۳) میٹھا دلیہ پکا کر نذرانہ بھیجنا اور آپ کا قبول فرمانا۔

(۴) کھانا کھانے سے پہلے کھانے پر دعا پڑھنا۔

کیوں جناب وہابی صاحب تم نے بھی کبھی اس حدیث پر عمل کیا ہے۔

دن مقرر کر کے نیاز پکانا

بخاری شریف {۱۲۸} عَنْ سَهْلٍ قَالَ كَانَتْ فِينَا امْرَأَةٌ تَجْعَلُ عَلَى

أَرْبَعَاءَ فِي مَزْرَعَةٍ لَهَا سِلْقًا فَكَانَتْ إِذَا كَانَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ تَنْزِعُ أَصُولَ

السِّلْقِ فَتَجْعَلُهُ فِي قَدْرِ ثُمَّ تَجْعَلُ عَلَيْهِ قَبْضَةً مِّنْ شَعِيرٍ تَطْحَنُهَا فَتَكُونُ

أَصُولَ السِّلْقِ عَرَقَةً وَكُنَّا نَنْصَرِفُ مِنْ صَلَاةِ الْجُمُعَةِ فَنُسَلِّمُ عَلَيْهَا

فَتَقْرَبُ ذَالِكَ الطَّعَامَ إِلَيْنَا فَنَلْعَقُهُ وَكُنَّا نَتَمَنَّى يَوْمَ الْجُمُعَةِ لَطْعَامِهَا

ذَالِكَ سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا سَے روایت ہے کہ ہمارے مسلمانوں میں

ایک عورت تھی جو نالے کے پانی سے اپنے کھیت میں چقندر بوتی تو جب جمعہ کا دن ہوتا

چقندر کی جڑھیں علیحدہ کر کے دیچی میں ڈالتی اور اس پر ایک مٹھی بھر جو ڈال کر تمام کو

(نیاز) پکاتی تو چقندر کی جڑھیں اس میں گوشت کے قاسم مقام ہوتیں جب ہم جمعہ کی نماز

سے فارغ ہوتے تو ہم اس عورت پر السلام علیکم جا کہتے تو اس طعام کو وہ ہمارے سامنے

قریب کر دیتی تو ہم اس کو چاہتے اور ہر جمعہ کے دن ہم اس کھانے کے متمنی ہوتے۔

اس سے تین مسائل ثابت ہوئے۔

(۱) مقررہ دن میں نیاز پکانا۔

(۲) برکت والے دن کا تقرر کرنا۔

(۳) نیاز کھانے والے کا نیاز کا متمنی ہونا۔

”وہابی“: بزرگوں کے لئے نذرو نیاز پیش کرنے کے قائل تو ہم ہو جائیں لیکن بعض پیر ایسے ظالم ہوتے ہیں مرید خواہ کیسا ہی تنگ ہو وہ اپنی نذر لینے سے درگزر نہیں کرتے۔

”محمد عمر“: جو بزرگانِ دین ہیں اور رہنمایانِ طریقت ہیں وہ کسی سے مانگتے نہیں جاتے دعیانِ رہنمائی اسلام خواہ لاکھوں روپے چندہ مانگ کر کھا جائیں تو مہتم نہیں مگر پیشویانِ حقیقت کو بغیر طلب اگر کوئی برضائے خود نذرانہ مالا زوال لہ اجرہ پیش کر دے تو تم ان کو مطعون بناتے ہو کچھ خدا کا خوف کرو اور اگر کوئی معتقد پیشوا کو تنگی کی حالت میں بھی نذرانہ مرشد حق کی خوشنودی کے لئے ادا کرے تو وہ بھی مالکِ کل کو ہی راضی کرنا ہے۔

تنگی کی حالت میں صرف کر کے پیشویانِ حق کو راضی رکھنا

بخاری شریف ۱۵۳۵ { عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ وَجُلًا آتَى النَّبِيَّ ﷺ فَبَعَثَ إِلَى نِسَاءِهِ فَقُلْنَ مَا مَعَنَا إِلَّا الْمَاءُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ يَضُمُّ أَوْ يَضِيفُ هَذَا فَقَالَ رَجُلٌ مِّنْ لَّا نَصَارِ أَنَا فَأَنْطَلَقَ بِهِ إِلَى امْرَأَةٍ تَبِهِ فَقَالَ أَكْرِمِي ضَيْفَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَتْ مَا عِنْدَنَا إِلَّا قُوتٌ صَبِيَانٍ فَقَالَ هَبِي طَعَامَكَ وَأَصْبَحْتُ سِرَاجَكَ وَنُومِي صَبِيَانِكَ إِذَا الْإِدْوَعَاءُ فَهَيَّاتِ طَعَامَهَا وَأَصْبَحْتُ سِرَاجَهَا وَنُومَتِ صَبِيَانَهَا ثُمَّ قَامَتْ كَأَنَّهَا تُصْلِحُ سِرَاجَهَا فَأَطْفَأَتْهُ نَجْعًا يَرِيَانِهِ أَنَّهُمَا يَأْكُلَانِ فَبَاتَا طَاوِيَيْنِ فَلَمَّا أَصْبَحَ غَدَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ ضَحَكَ اللَّهُ اللَّيْلَةَ أَوْ عَجَبَ مِنْ فَعَالِكُمَا فَأَنْزَلَ اللَّهُ وَيُؤْتِرُونَ عَلَى أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ وَمَنْ يُوقِ شَحْ نَفْسِهِ فَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

روایت ہے کہ ایک آدمی مصطفیٰ ﷺ کے دربار شریف میں حاضر ہوا تو حضور ﷺ نے اپنے ازواج مطہرات کی طرف بھیجا تو انہوں نے فرمایا کہ سوائے پانی کے اور ہمارے پاس کچھ نہیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کوئی ایسا شخص ہے جو اس شخص کو اپنا مہمان بنائے تو ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا حضور میں حاضر ہوں تو وہ اس مامور کو اپنی عورت کے پاس لے گئے پھر انہوں نے اپنی بیوی کو کہا کہ نبی ﷺ کے مہمان کی اچھی مہمان نوازی کرنا تو ان کی بیوی صاحبہ نے عرض کی کہ جناب کہ ہمارے پاس سوائے چھوٹے بچوں کی غذا کے اور کچھ نہیں تو ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ کھانا تیار کرو اور دیے کو روشن کرو اور بچوں کو (بھوکے) سلاؤ جب انہوں نے عشاء کا ارادہ کیا تو آپ کی بیوی نے کھانا تیار کر لیا اور چراغ روشن کیا اور بچوں کو سلا دیا پھر کھڑی ہو گئیں گویا کہ وہ چراغ کو درست کر رہی ہیں تو اس کو بچھا دیا تو دونوں ایک دوسرے کو کھاتے ہوئے معلوم کر رہے ہیں (درویش نبوی کو کھانا کھلا دیا) اور خود دونوں بیوی خاوند بچے بھوکے رات سو رہے جب صبح ہوئی تو دربار مصطفیٰ ﷺ میں حاضر ہوئے تو نبی ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ رات کو تمہاری اس کاروائی سے بڑا خوش ہوا پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَيُؤْتِرُونَ عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ وَمَنْ يُوقِ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ اور اپنی جانوں پر ان کو مقدم رکھتے ہیں اگرچہ ان کو تنگی ہو اور جو شخص اپنے نفس کی بخیلی سے بچ گیا تو وہی ہیں وہ بچنے والے۔

اس حدیث پاک سے چند مسائل ثابت ہوئے۔

(۱) رہبر کے حکم کے سامنے سر تسلیم خم کرنا خواہ کیسا بھی معذور ہو اپنی اور اپنے اہل و

عیال کی رضا سے رضا مرشد کو مقدم رکھنا۔

(۲) پیشوا کا مہمان نوازی ارشاد فرمانا تو باوجود تنگدستی کے ان کے حکم و ارشاد کی تعمیل

کرنا خواہ خود اور اپنے اہل و عیال کو بھوکا سلائے اور اس حالت میں بھی معترض

نہ ہونا بلکہ خوش ہونا۔

(۳) مرشد کی رضا سے بموجب آیتہ کریمہ خداوند کریم کو راضی ہونا۔

(۴) خداوند کا غیب میں راضی ہونا اور نبی کریم ﷺ کو خداوند کے غیبی رضا کا علم ہونا۔

(۵) صاحب ارشاد کے واسطے مالی قربانی کرنا۔

جب مرید کا تعلق مرشد سے اس سنت کے مطابق ہو جائے تو ہر قسم کی رحمۃ الہیہ

کا نزول ہو جاتا ہے جیسا کہ حدیث شریف میں مذکور ہے۔

مستدرک ۱/۴۲ { عن ابن عباس قال قال رسول اللہ ﷺ البرکة مع اکابرکم

هذا حدیث صحیح علی شرط البخاری ولم یخرجہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے

کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے اکابرین کی معیت میں برکت ہے۔

بھائی ہم تو خوشحال ہوں، یا تنکمال اہل اللہ کی معیت اور ان کی غلامی اور ان

کی رضا کے خواہاں ہیں اور اس عمل کو رضا الہی سمجھتے ہیں اور یہی سبق ہمیں قرآن کریم

اور حدیث مصطفیٰ ﷺ سے حاصل ہوا ہے ان کے علاوہ سب گمراہی ہے۔

”وہابی“: پیری مریدی محض کھانے کا ذہنگ بنا ہوا ہے مرید بنایا اور پیسے بنور لئے۔

”محمد عمر“: فقیر نے پہلے قرآن و حدیث سے بوضاحت اس کو بیان کر دیا ہے۔ لیکن

اب تمہارے اس اعتراض کو بھی دور کرتا ہوں کہ آیا بوقت بیعت مرید اپنے پیشوا کو کچھ

نذر و نیاز پیش کر سکتا ہے یا نہیں۔

بوقت بیعت مرید کا پیر طریقت کو ہد یہ پیش کر نس

اور پیر کا قبول فرمانا طمع نفسانی پر محمول نہیں بلکہ سنت ہے

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب سلسلہ میں داخل ہوئے تو آپ

نے یہ پیش فرمایا تو نبی ﷺ نے خود بھی تناول فرمایا اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم

اجمعین کو بھی تقسیم فرمایا۔

مستدرک ۴۰۴ و لائل النبوة ۱/۸۹ { عن سلمان رضى الله تعالى عنه
 قَطَعْتُ تَمْرًا جَيِّدًا ثُمَّ انْطَلَقْتُ حَتَّى أَتَيْتُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ فَوَضَعْتُهُ بَيْنَ
 يَدَيْهِ فَقَالَ مَا هَذَا فَقُلْتُ صَدَقَةٌ فَقَالَ لِلْقَوْمِ كُلُوا وَلَمْ يَأْكُلْ ثُمَّ لَبِثُ
 مَا شَاءَ اللَّهُ أَخَذْتُ مِثْلَ ذَلِكَ ثُمَّ أَتَيْتُهُ فَوَضَعْتُهُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَقَالَ مَا هَذَا
 فَقُلْتُ هَدِيَّةٌ فَاكُلْ مِنْهَا وَقَالَ لِلْقَوْمِ كُلُوا فَقُلْتُ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ
 وَأَنْكَ لِرَسُولِ اللَّهِ

سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ میں نے
 تازی کھجوریں توڑیں پھر چلا اور نبی ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو اس کھجور کو
 میں نے آپ کے سامنے رکھ دیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ کیا ہے میں نے عرض کیا کہ
 حضور صدقہ ہے تو آپ نے قوم کو فرمایا کہ کھاؤ اور آپ نے خود نہ تناول فرمایا۔ پھر میں
 جتنا اللہ نے چاہا ٹھہرا رہا پھر میں نے اتنی ہی کھجور لی اور آپ کی خدمت میں حاضر ہوا
 اور آپ کے سامنے رکھ دی تو حضور نے ارشاد فرمایا کہ یہ کیا ہے تو میں نے عرض کی کہ
 حضور نذرانہ ہے تو حضور ﷺ نے اس سے خود بھی تناول فرمایا اور قوم کو بھی کھانے کی
 اجازت فرمائی (تو میں نے مال زکوٰۃ آپ کو) خود نہ تناول فرماتے دیکھا اور نذرانہ
 قبول فرماتے اور استعمال کرتے دیکھ کر ایمان لے آیا) پھر میں نے کہا اَشْهَدُ أَنْ
 لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنْكَ لِرَسُولِ اللَّهِ کیوں زکوٰۃ ملا نواب بتاؤ طلبا کے نام سے زکوٰۃ
 مال خود ہضم کر جاؤ تو تمہارے لئے جائز اور اولیاء اللہ کو اگر خداوند کریم غیبی خزانے
 سے مریدین و معتقدین بھیج کر بلا طلب نذرانے عطا فرمادے۔ تو ان کو حرام کہو معلوم
 ہوا کہ تمہارا یہ عقیدہ حدیث مذکورہ بالا کے عکس نقیض ہے اور اولیاء اللہ کا اپنے معتقدین
 و مریدین سے بلا طلب نذرانے قبول فرمانا سنت مصطفیٰ ﷺ ہے اور جو سنت مصطفیٰ
 ﷺ کو فتویٰ حرام دے وہ خود مشکوک ہے۔ وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ



وہابی جمعرات کی خصوصیت کے منکر ہیں اور جمعرات منانے والوں کو محول کرتے ہیں۔ اور احناف جمعرات کو خاص دن شمار کرتے ہیں۔ اب تم سوچو تم کون ہو۔

فضیلت جمعرات

(۱) کنز العمال {۳۶۹} اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لِّاُمَّتِيْ فِيْ بُكُوْرِهَا يَوْمَ الْخَمِيْسِ.

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا۔ اے اللہ میری امت کو برکت عطا کر جو جمعرات کے دن میں عبادات میں جلدی کرنے والے ہوں۔

(۲) کنز العمال {۳۶۹} اِنَّ اَعْمَالَ بَنِيْ اٰدَمَ تُعْرَضُ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَيَوْمَ الْخَمِيْسِ

اسام بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ بے شک آدم علیہ السلام کی تمام اولاد کے اعمال پیر کے دن اور جمعرات کے دن پیش کئے جاتے ہیں۔

(۳) مسند امام احمد بن حنبل {۲۳۴} حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ حَدَّثَنَا

ابو عاصم انا محمد بن رفاعۃ عن سہیل ابن ابی صالح عن ابید عن

ابی ہریرہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَكْثَرَمَا يَصُوْمُ الْاِثْنَيْنِ وَالْخَمِيْسِ قَالَ

فَقِيْلَ لَهٗ قَالَ فَقَالَ اِنَّ الْاَعْمَالَ تُعْرَضُ كُلُّ اِثْنَيْنِ وَخَمِيْسٍ اَوْ كُلَّ يَوْمٍ

اِثْنَيْنِ وَخَمِيْسٍ فَيَغْفِرُ اللّٰهُ بِكُلِّ مُسْلِمٍ

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ ﷺ

پیر اور جمعرات کو زیادہ روزے رکھتے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ آپ

کو (اس کے متعلق) عرض کیا گیا تو آپ نے فرمایا بے شک پیر وار اور ہر جمعرات یا

ہر دن پیر وار کے یا ہر دن جمعرات کے اعمال پیش کئے جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ہر

مسلمان کو بخش دیتا ہے۔

کیوں جناب اب تو نبی اکرم ﷺ کی زبان پاک سے ثابت ہو گیا کہ جمعرات کی بڑی خصوصیت اور فضیلت ہے کہ اس دن میں عبادت زیادہ کرتے ہیں اور اپنے اکابرین کی طرف سے بھی صدقہ خیرات کرتے ہیں تاکہ جانبین کی بخشش کا باعث ہے۔
(۴) ترمذی شریف ۱/۹۱ { حدثنا محمد بن یحییٰ نا ابو عاصم عن محمد بن رفاعہ عن سہیل بن ابی صالح عن ابیہ عن ابی ہریرۃ أنَّ رَسُولَ اللہ ﷺ قَالَ تُعَرَضُ الْأَعْمَالُ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَالْخَمِيسِ فَأُحِبُّ أَنْ يُعَرَضَ عَمَلِي وَأَنَا صَائِمٌ

ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پیروار اور جمعرات کے دن تمام اعمال (دربار الہی میں) پیش کئے جاتے ہیں تو میں اس امر کو محبوب سمجھتا ہوں کہ میرے عمل پیش کئے جائیں اس حالت میں کہ روزے دار ہوں۔

یہ محض تعلیم امت کے واسطے ہے کہ اے مسلمان تو پیروار اور جمعرات کو روزہ رکھتا کہ جب دربار الہی میں تیرے اعمال پیش ہوں تو تو روزے کی حالت میں و تو تیری بخشش ہو جاوے ورنہ آپ کو تو خداوند نے لِيَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ کا سفید چیک عطا کیا ہوا ہے یعنی رسول اللہ ﷺ مُزَكَّى ہیں۔ اس لئے خود بے گناہ ہیں بلکہ گنہگاروں کو بے گناہ بنانے والے ہیں تو شاید دشمن کہے معاذ اللہ اپنے فلاں گناہ کیا تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ بقول دشمن اگر آپ سے کوئی لغزش سرزد بھی ہو جائے تو قبل از فعل میں نے اس کو بخش دیا بلکہ یبدل اللہ یساتہم حسنات کے قانون سے وہ لغزش آپ کی نیکی شمار ہوگی تو جب آپ کو یہ یہ درجہ حاصل ہے۔ تو ثابت ہوا کہ آپ کی طرف سے کوئی لغزش والا فعل وقوع میں آ ہی نہیں سکتا پھر میرے اعمال پیش کیئے جاویں تو میں روزے دار

ہو ووں کا مطلب یہ ہے۔ کہ چونکہ امت بھی آپ کی ہے تو آپ نے امت کے اعمال سیات کو اپنی طرف منسوب فرماتے ہوئے فرمایا کہ میں پیروار اور جمعرات کا روزہ اس لئے رکھتا ہوں کہ میرے اعمال یعنی میری امت کے اعمال دربار الہی میں پیش ہوں تو ان میں بعض سیات بھی ہوں گے اس لئے میں ان دونوں دنوں میں روزہ رکھتا ہوں تاکہ میرے روزہ رکھنے کی وجہ سے خداوند میری امت کے اعمال سیہ کو معاف فرمادے جب آپ ان دونوں دنوں میں ہماری معافی کیلئے اتنی کوشش فرماویں تو ہمیں بھی چاہیے کہ ہم بھی ان دونوں دنوں میں عبادت کی کوشش اور اپنے سابقین کے واسطے بھی بخشش کے اسباب مہیا کریں تاکہ ہماری بھی ان دونوں دنوں میں سنت مصطفیٰ ﷺ پر عمل کرتے ہوئے بخشش ہو جاوے تو آپ نے ہماری تعلیم کے واسطے ان دنوں کی عبادت و استغفار کا ارشاد فرمایا چنانچہ ہماری سمجھ میں جمعرات اور پیروار کی خصوصیات آچکی ہے۔ ہم خصوصاً دونوں دنوں میں ہر عبادت اوصدقے کی کوشش کرتے ہیں تم ہی اگر امت مصطفیٰ ﷺ کی امت ہو تو کوشش کر لو اور نہ کوئی ضرورت نہیں۔ تم وہابی ہمیں مطعون کرتے ہو کہ یہ جمعراتی ملاں ہیں اب تم فیصلہ کرو کہ یہ طعن کہاں تک پہنچتا ہے اور اپنے دل سے فیصلہ کرو کہ آج اس مسئلہ کو سن کر تم یہ طعن کہاں تک پہنچتا ہے اور اپنے دل سے فیصلہ کرو کہ آج اس مسئلہ کو سن کر تم یہ طعن و تشنیع جمعرات کی کرو گے یا نہیں اور کرنی چاہیے یا نہیں اور نبی ﷺ کے چونکہ متقدمین و سابقین کیلئے ہی کوشش فرمائی اسی لئے ہم سب کو شامل سمجھتے ہیں۔

”وہابی“: تمہارے اس استدلال سے ثابت ہوا کہ تمہارے دین کو بھی گنہگار سمجھتے ہو۔ کیونکہ گنہگاروں کے لئے تو بھلا تم نے ان کی بخشش کے لئے ان کی طرف سے کچھ خرچ کیا یا کلام پڑھ کر بخشی تاکہ ان کے اعمال میں ترقی ہو لیکن تم تو بزرگوں کے لئے بھی جمعرات کو یہ سلسلہ کرتے ہو۔

”محمد عمر“: بھائی ہم اکثر اپنے قریبی فوت شدہ کے لئے ہی یہ قیام صدقہ خیرات و روزہ اس کی طرف سے رکھتے ہیں تاکہ میت کے اعمال صالحہ میں میں زیادتی ہو اور ان الحسنات یدھبن السیات کے قانون سے ان کی سیات خداوند کریم مٹا دیں اور حسنات کی زیادتی ہے اس کی بخشش ہو جائے لیکن بعض بزرگان دین کے لئے بھی ہم اس کا رخیر ہے حصہ لیتے ہیں کیونکہ اولیاء اللہ کے لئے یہ دن بڑی خوشی کا ہے۔ ان کے اعمال صالحہ اس دن اللہ تعالیٰ کے دربار میں پیش ہوتے ہیں تو خداوند ان کے اعمال صالحہ کو ملاحظہ فرما کر رضی اللہ عنہم کے ارشاد سے راضی ہوتے ہیں تو ان کی رضا کے لئے رب العزت انعامات تقسیم فرماتے ہیں تو ادھر ہم بھی خداوند کریم کی اس سنت کو ادا کرتے ہوئے ان کی طرف سے صدقہ خیرات کرتے ہیں یا کلام پڑھ کر ان کی ملک کرتے ہیں یا ان کی طرف سے روزہ رکھتے ہیں تو جب اولیاء اللہ کو اس کا ثواب پہنچتا ہے تو وہ بھی ہمارے حق میں دعا کرتے ہیں۔ تو رب العزت و رضوانہ کے قانون سے ان کی رضا کے لئے ان کی دعا کو قبول فرماتے ہیں ان کی طفیل اور ان کی دعا سے ہماری بخشش بھی ہو جاتی ہے تو ہم اولیاء اللہ کے لئے یہ سلسلہ اس لئے کرتے ہیں کہ خداوند ہمیں بھی اس کا رخیر کی وجہ سے جو محض اللہ کیا گیا ہے بخشش فرما دیں اور جمعرات کے دن کی فضیلت ملاحظہ ہو نبی ﷺ نے فرمایا:

(۵) کثر العمال { تَفْتَحُ الْجَنَّةُ كُلَّ اِثْنَيْنِ وَ خَمِيسٍ وَ تُعْرَضُ الْاَعْمَالُ فِي كُلِّ اِثْنَيْنِ وَ خَمِيسٍ تمام جنت کے دروازے ہر پیروار و جمعرات کو کھولے جاتے ہیں اور ہر پیروار و جمعرات کو کھولے جاتے ہیں اور ہر پیروار و جمعرات کو تمام اعمال پیش کئے جاتے ہیں۔

کیونکہ جناب وجوہ یومئذ مسفرة ضاحكة مستبشرة و وجوہ یومئذ علیها غبرة ترہقها قفرة کا پورا نقشہ بنتا ہے یا نہیں تو تم کو بھی اگر فریق

اول میں شامل ہو کر اسی حلیہ سے کھلے دروازوں جنت میں پہنچنے کی خواہش سے تو جمعرات منالوور نہ دوسرے فریق میں شامل تو خود بخود ہی ہو جاؤ گے۔

وما علینا الا البلاغ المبین

”وہابی“: بھلا مولوی صاحب یہ تو معلوم ہو گیا کہ جمعرات کی بڑی فضیلت ہے اور اس دن عبادت کرنے کا زیادہ ثواب ہے لیکن ملائوں کو جمعرات کے دن حلوا اور گوشت گھی والے پراٹھے اور دودھ زیادہ کیوں پسند ہے اور ان کو لوگ یہی زیادہ تر دیتے ہیں۔ اس کی کیا کوئی شرعی دلیل ہے۔

”محمد عمر“: حلوا اور گوشت دودھ وغیرہ محض ملائوں اور مسلمانوں کو ہی پسند نہیں بلکہ نبی ﷺ نے پسند فرمایا ہے اس لئے ان کو بھی پسند ہے اور لوگ بھی اسی لئے ان کا ہی صدقہ کرتے ہیں۔ سنیئے۔

فضیلت دودھ

ابن ماجہ ۲۴۶ {عائشہ تقول کان رسول اللہ ﷺ اذا أتى لبن قال بركة أو برکتان حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتے ہیں کہ جب نبی ﷺ کو دودھ دیا جاتا تھا تو آپ فرماتے ایک برکت ہے۔ یا دو برکتیں۔

فضیلت حلوا و شہد

ابن ماجہ ۲۴۶ {عن عائشہ قالت کان رسول اللہ ﷺ يحب

الحلوا والعسل

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ نبی ﷺ ہمیشہ حلوے اور شہد کو زیادہ محبوب رکھتے تھے۔ اب تمہارا طعن کہاں تک پہنچتا ہے خود سوچو۔

فضیلت گوشت

ابن ماجہ ۲۴۵ {عن ابی الدرداء قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ سَيِّدُ طَعَامِ أَهْلِ الدُّنْيَا وَأَهْلِ الْجَنَّةِ اللَّهُمَّ ابْدُدْ رِوَاءَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ سَے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے دنیا والوں اور جنت والوں کا اعلیٰ کھانا گوشت ہے۔

ابن ماجہ ۲۴۷ {عن ابن عمر قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ وَدِدْتُ لَوْ أَنَّ عِنْدَنَا خُبْزَةً بَيْضَاءَ مِنْ يُرَّةٍ سَمَرَاءَ مُلَبَّقَةً بِسَمْنٍ كُلَّهَا

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرا دلی ارادہ ہے کہ اگر ہمارے پاس۔ پرائٹھ گھی کا گندھا ہوا ہو تو کھائیں معلوم ہوا کہ نبی ﷺ کے پرائٹھے کا شوق تھا۔ اور لوگ پیش کرتے تھے۔ آپ تناول فرماتے ملاحظہ ہو۔

ایک پرائٹھ پکا کر نذرانہ کرنا اور قبول فرمایا

ابن ماجہ ۲۴۷ {عن انس بن مالک قَالَ ضَنَعْتُ أُمَّ سُلَيْمٍ لِلنَّبِيِّ ﷺ خُبْزَةً وَضَنَعْتُ فِيهَا شَيْئًا مِّنْ سَمْنٍ انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے نبی ﷺ کے لئے ایک پرائٹھ گھی کا تیار کیا۔ معلوم ہوا کہ آپ کو پرائٹھے کے نذرانے آتے تھے وہابی گٹھلیوں کے ساتھ ذکر و صلوٰۃ پڑھنے کو بدعت سمجھتے ہیں۔ اکثر بزرگان احناف نے ہر روز اس کو اپنا معمول بنایا ہوا ہے اب تم سوچو تم کون ہو۔

گٹھلیوں یا کنکریوں کیساتھ ورد و وظیفہ پڑھنا

(۱) ترمذی شریف ۲/۱۹۶ {حدثنا احمد بن الحسن اصبخ بن الفرغ

اخبرني عبد الله بن وهب عن عمرو بن الحارث انه اخبره عن سعيد بن

أَبِي هَلَالٍ عَنْ خَزِيمَةَ عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ عَنْ أَبِيهَا أَنَّهُ
دَخَلَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ عَلَى امْرَأَةٍ وَبَيْنَ يَدَيْهَا نَوَازَةٌ أَوْ قَالَ حَصَاةٌ
تُسَبِّحُ بِهَا فَقَالَ إِلَّا أَخْبِرُكَ بِمَا هُوَ أَيْسَرُ عَلَيْكَ مِنْ هَذَا أَوْ أَفْضَلُ
سُبْحَانَ اللَّهِ عَدَدَ مَا خَلَقَ فِي السَّمَاءِ وَسُبْحَانَ اللَّهِ عَدَدَ مَا خَلَقَ فِي
الْأَرْضِ وَسُبْحَانَ اللَّهِ عَدَدَ مَا بَيْنَ ذَلِكَ وَسُبْحَانَ اللَّهِ عَدَدَ مَا هُوَ خَالِقُ
وَاللَّهُ أَكْبَرُ مِثْلُ ذَلِكَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ مِثْلُ ذَلِكَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا
بِاللَّهِ مِثْلُ ذَلِكَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ سَعْدِ

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت سعد بن ابی وقاص کی بیٹی حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتی ہیں حضرت سعد نے فرمایا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک عورت کے پاس گیا اور اس کے آگے کھجور کی گٹھلیاں ہیں یا اس نے کہا کنکریاں تھیں جن کے ساتھ وہ تسبیح پڑھ رہی ہے تو نبی ﷺ نے فرمایا کہ میں تجھے اس سے آسان یا افضل نہ بتا دوں سبحان اللہ عدد ما خلق (اخیر لاحول ولا قوۃ الا باللہ) تک جو اوپر لکھا ہے تمام اسے ہی پڑھ لیں) تو اس حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ نبی ﷺ کے زمانے میں بھی لوگ گٹھلیاں اور کنکریاں ملا کر سنت پر عمل کرنے کے لئے پڑھتے ہیں جس کو نبی ﷺ نے مشکل فرمادیا اور پھر اس کی آسان صورت بھی فرما دی اب تم نہ آپ کے فرمودہ آسان اور وظیفہ کرو اور نہ مشکل کا وظیفہ کرو بلکہ مشکل وظیفہ و عبادت کرے والوں کو روکو تو معلوم ہوا کہ تم مناع للخیر کی اقتدا میں مسلمانوں کو عبادت سے روکتے ہو اگر یہ بدعت ہوتا جیسا کہ تمہارا دعویٰ ہے تو آپ کے زمانہ کے بعد یہ جاری ہوتا اور پھر بھی بدعت حسنہ ہوتی سیہ پھر بھی نہ کہلاتی لیکن جب یہ طریقہ مصطفیٰ ﷺ کے زمانہ میں رائج ہوا تو سنت ثابت ہوا اور اگر یہ طریقہ برا ہوتا تو حضور ﷺ ہی روک دیتے تمہیں آج تکلیف نہ اٹھانی پڑتی اور جب آپ نے نہیں

روکا تو تمہاری آج کون سر پھر امانت ہے اور سنئے اس حدیث کے اسناد مستدرک میں دوسرے طرق سے مذکور میں جو اس کیلئے حمزہ شاہد ہے۔

مستدرک ۱/۵۴۷ {حدثناہ اسمعیل بن احمد الجرجانی ثنا محمد بن الحسن بن قتیبة العسقلانی ثنا حرملة بن يحيى انبانا ابن وهب اخبرني عمرو بن الحارث ان سعيد بن ابی هلال حدثه عن عائشة بنت سعد بن ابی وقاص رضي الله تعالى عنها عن ابیها الخ اور اس اسنادو علامہ ذہبی نے صحیح لکھا ہے۔ اور ابوداؤد نے باب التبیح بالحصی لکھ کر اس روایت کو بیان کیا ہے اور انہوں نے اس حدیث کے اسناد کو اور طریقے سے بیان فرمایا ہے سنئے

(۲) ابوداؤد ۱/۴۱۴ {باب التبیح بالحصی: حدثنا احمد بن صالح نا عبد الله بن وهب اخبرني عمرو بن سعيد بن ابی هلال حدثه عن خزيمة عن عائشة بنت سعد بن ابی وقاص رضي الله تعالى عنها عن ابیها الخ ایک حدیث کا تین اسناد سے صحیح نبی ﷺ تک پہنچنا مسلمانوں کے لئے بلا تاویل حجت ہے کوئی ایمان لائے یا نہ۔

(۳) مستدرک ۱/۵۴۷ {حدثنا علی بن الحمشاد العدل ثنا هشام ابن علی السدوسی ثنا شاذ بن فیاض ثنا هاشم بن سعيد ع صفیه رضي الله تعالى عنها قالت دخل علی رسول الله ﷺ وبين یدی اربعة الاف نواة اسبح بهن فقال يا بنت حبی ما هذا قلت اسبح بهن قال قد سبحت منذ قمت علی راسک اکثر من هذا قلت علمنی یا رسول الله قال قولی سبحان الله عدد ما خلق من شیء هذا حدیث صحیح الاسناد ولم یخرجاه

صفیہ بنت حبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ میرے پاس رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور میرے سامنے چار ہزار گٹھلیاں پڑی تھیں ان کے ساتھ میں تسبیح پڑھ رہی تھی تو آپ نے فرمایا اے حبیبی کی بیٹی یہ کیا ہو رہا ہے میں نے عرض کی کہ حضور ان کے ساتھ میں تسبیح پڑھ رہی ہوں آپ نے فرمایا کہ میں جب سے تیرے سر پر کھڑا ہوں اس سے زیادہ میں نے تسبیح پڑھ لی ہے میں نے عرض کی کہ حضور مجھے بھی سکھائیے آپ نے فرمایا تو پڑھ سبحان اللہ عدد ما خلق من شیئی اس حدیث کے اسناد صحیح ہیں اور بخاری مسلم نے اسے بیان نہیں کیا اور اس اسناد کو علامہ ذہبی نے بھی صحیح لکھا ہے۔ احادیث مذکورہ بالا جو کئی اسناد سے محدثین کی معتبر اور صحیح تسلیم شدہ ہیں سے ثابت ہوا کہ گٹھلیوں سے ورد و وظائف کا پڑھنا سنت ہے اور سنت کو بدعت کہنے والے پر جو فتویٰ عائد ہوتا ہے وہ میں وہابی صاحب کے انصاف پر ہی چھوڑتا ہوں وہ خود ہی لگائیں گے۔

”وہابی“: بھائی صاحب جب رسول اللہ ﷺ نے فریاد کیا کہ الا اخبرک بما هو الیسر علیک من هذا او افضل کہ کیا میں تجھ کو اس سے آسان یا افضل نہ بتاؤں تو معلوم ہوا کہ آپ نے جو فرمایا وہ گٹھلیوں سے آسان تھا۔

”محمد عمر“: قانون خداوندی ہے کہ خداوند دینی دشمن سے جب علم چھینتا ہے تو عقل بھی ساتھ ہی مفقود ردیت ہے اگر ہذا المرجع نواۃ یا حصاة ہوتے تو آپ اسم اشارہ ہذا مونث فرماتے کیونکہ مرجع مونث تھا اور دوسری بات یہ ہے اگر مرجع نواۃ یا حصاة ہوتے تو بجائے گٹھلیوں کے پڑھنے کا آلہ کوئی اور فرماتے نہ کہ ذکر لیکن جب الیسر اور افضل اور اکثر کی تفصیل بیان کردہ ذکر سبحان اللہ عدد ما خلق من شیء الخ سے فرمائی تو ثابت ہوا کہ ہذا کا مرجع ذکر ہے نہ حصاة و نواہ جس سے معلوم ہوا کہ حضرت عائشہ بنت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہما جو وظیفہ پڑھ رہی تھیں آپ نے اس ذکر

سے افضل اور آسان اور اکثر وظیفہ دوسرا فرمایا نہ گٹھلیوں سے افضل جو تمہارے دماغ نے اختراع کیا ہے بلکہ انہی گٹھلیوں سے جیسا کہ وہ ذکر پڑھ رہی تھیں اس کی بجائے انہوں نے آپ کا فرمودہ وظیفہ انہی گٹھلیوں پر پڑھا۔

میت وقبر میں دفن کر کے احناف اس کے سر کی جانب بیٹھ کر ختم پڑھتے ہیں اور وہابی بدعت سمجھتے ہیں اب تم سوچو کہ تم کون ہو۔

قبر کے پاس ختم کا پڑھنا

بیہقی شریف {۵۶} اخبرنا ابو عبد اللہ الحافظ حدثنا ابو العباس محمد بن یعقوب ثنا العباس بن محمد قال سالت یحییٰ بن معین عن القراءۃ عند القبر حدثنا مبشر بن اسماعیل الحلبی عن عبد الرحمن بن العلاء بن اللہاج عن ابیہ انہ قال لبنیہ اذا ادخلتمون قبری فضعونی فی اللحد وقلوا باسم اللہ وعلیٰ سنۃ رسول اللہ وسوا علی التراب سناواقراء و عندہر اسی اول البقرۃ وخاتمتہا فانی رایت ابن عمر ینتجب ذالک۔

عبدالرحمن اپنے باپ علاء سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے بیٹے عبدالرحمن کو وصیت کی کہ جب تم مجھے قبر میں داخل کر لو تو مجھے لحد میں رکھو اور کہو اللہ کے نام سے اور سنت رسول اللہ ﷺ پر اس کو رکھ رہے ہیں اور میری قبر پر مٹی کا کوہان بلند کرنا اور میرے سر کے قریب سورہ بقرہ کا اول پڑھنا (یعنی الم سے اولئک ہم المفلحون تک اور اخیر کی آتیں یعنی الم اولئک ہم المفلحون تک اور اخیر کی آتیں یعنی امن الرسول سے فانصرنا علی القوم الکافرین تک یوں جناب وہابی صاب تم نے کبھی اس ختم کی سنت کو ادا کیا ہے سنت حسنہ کے عاملین احناف ہی ہیں۔

’وہابی‘ تمہارے مرنے وغیرہ میں کئی کئی بدعتیں جاری ہیں جیسا کہ میت کو جب تم دفنا کر آتے ہو تو گھر میں ایک کپڑا بچھا کر آدمی بیٹھتے ہیں۔ اور رواج ہے کہ اس کے ملنے والے آ کر وہاں بیٹھ کر افسوس کرتے ہیں اور فاتحہ خوانی ہوتی ہے کیا یہ پھوڑی میت کی رچنا شرع میں درست ہے؟ یہ تمام بدعات ہیں جو تم نے اپنی طرف سے گڑھی ہوئی ہیں۔

”محمد عمر“: کپڑا بچھا کر بیٹھنا مسلمانوں کا اجتماع تو شرعاً ناجائز نہیں باقی رہا بعد از دفن میت ایسا کرنا تو یہ نبی ﷺ سے ثابت ہے اور میت والوں کے پاس ان کی دلجوئی کے لئے جانا مسنون ہے۔ بدعت نہیں اور میت کے لئے کچھ قرآن پڑھ کر بخشا یا ان کے حق میں دعاء خیر تو یہ بھی سنت ہے سینے۔

پھوڑی کا ثبوت

ابوداؤد {۲/۸۹} عن عبد الله بن عمرو بن العاص قال قبرنا مع رسول الله ﷺ يعني ميتا فلما فرغنا انصرف رسول الله ﷺ وانصرفنا معه فلما حاذى بابه وقف فاذا نحن بامرءة مقبلة قال اظنه عرفها فلما ذهبت اذا هي فاطمة فقال لها رسول الله ﷺ ما اخرجك يا فاطمة من بيتك قالت اتيت يا رسول الله اهل هذا البيت فرحلت اليهم ميتهم او عزيتهم به.

عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا ہم نے نبی ﷺ کی معیت میں ایک میت کو دفن کیا پھر جب ہم فارغ ہوئے نبی ﷺ واپس تشریف لائے اور ہم بھی آپ کے ساتھ واپس لوٹے تو جب آپ اپنے دروازے کے بالمقابل آئے ٹھہر گئے تو اچانک ایک عورت آرہی ہے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا میں نے گمان کیا کہ آپ نے اس کو پہچان لیا ہے تو جب وہ چلی گئی تو وہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھی تو اس کو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے فاطمہ تھے کس کام نے اپنے

گھر سے باہر نکالا تو آپ نے عرض کیا کہ حضور میں اس گھر والوں کی طرف آئی ان کی میت کے لئے فاتحہ خوانی کی ہے یا میں نے ان کی دلجوئی کی میت کے سبب۔

کیوں جناب وہابی صاحب ثابت ہوا کہ آپ کے زمانہ میں بھی پھوڑی کا رواج تھا۔ اور ان کی پھوڑی پر میت کی فاتحہ خوانی کی جاتی اور اہل خانہ کو صبر و تحمل کی ترغیب دلائی جاتی۔ جیسا کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کیا تو صاحب میت کے گھر چل کر جانا اور اس کے ساتھ دلجوئی کی کلام کرنا سنت ثابت ہوا تم سمجھو یا نہ اور پھوڑی کے لئے میت والے کپڑا بھی ضرور بچھاتے ہوں گے ورنہ تمام قریبی کہاں آ کر بیٹھتے ہوں گے ہاں البتہ پھوڑی پر حقہ نوشی اور بے وضو بیٹھنا اور غیبت جھوٹ کا رواج شرعیہ منع ہے اگر با وضو بیٹھا جائے اور جو آئے بیٹھے اور صاحب میت کی دلجوئی کرے اور میت کو کچھ کلام پڑھ کر بخشے تو دونوں کو ثواب و سنت کے طریقہ کو عذاب کہنے والا خود عذاب میں گرفتار ہے اور سینے۔

ابوداؤد $\frac{2}{89}$ عن انس قال اتی النبی ﷺ علی امرءة قبلی علی صبی لها فقال لها اتقی اللہ واصبری حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ ایک عورت کے پاس تشریف لائے جو اپنے لڑکے پر رو رہی تھی تو آپ نے اس کو فرمایا اللہ سے ڈر اور صبر کر۔

اس حدیث سے بھی ثابت ہوا کہ میت والوں کے گھر جا کر ان کی دلجوئی کرنا سنت ہے۔

”وہابی“: میت والے کے گھر جا کر ان کی دلجوئی کرنا تو سنت ثابت ہو گیا۔ اور وہاں جا کر فاتحہ خوانی کا رواج تم نے کہاں سے نکال لیا۔

”محمد عمر“: بھائی فقیر اس کو بھی حدیث شریف سے ثابت کرتا ہے۔

میت کے لئے فاتحہ خوانی

مسلم شریف رحمۃ اللہ علیہ عبید ابی عامر کے مرنے کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لئے دست پاک اٹھا کر دعا فرمائی سنئے فدعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بماء فتوضا منه ثم رفع یدیه ثم قال اللهم اغفر لعبید ابی عامر حتی رئت بیاض ابطیه ثم قال اللهم اجعله یوم القیمة فوق کثیر من خلقک

پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کے لئے پانی منگایا پھر اس سے وضو کیا پھر آپ نے دونو دست پاک اٹھائے پھر فرمایا اے اللہ عبید ابی عامر کو بخش دیا کے وقت میں نے دیکھا کہ آپ کی بغلوں کی سفیدی نظر آ رہی تھی پھر فرمایا کہ اے اللہ اس کو قیامت کے دن اپنی بہت مخلوق پر مرتبہ عنایت فرما۔

”وہابی“: معلوم ہو گیا کہ میت کے لئے واقعی دعائے مغفرت کرنی ثواب ہے لیکن جب تم میت کے لئے دعائیں ماگ لیتے ہو تو ایک زور سے بول اٹھتا ہے کہ مولوی صاحب دعا خیر کرو تو پھر بار بار ہاتھ اٹھائے جاتے ہیں یہ کہاں تک درست ہے۔

”محمد عمر“: یہ بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے اسی حدیث کے آگے مذکور ہے کہ جب ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کہنے سے حضرت عبید اللہ تعالیٰ عنہ کیلئے آپ نے دعا فرمائی تو ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی کہ حضور میرے لئے بھی دعا خیر فرمائیے تو جناب حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر کرم نوازی فرمائی اور پھر دعا خیر فرمائی۔

فاتحہ کے بعد دعاء خیر

مسلم شریف رحمۃ اللہ علیہ فقلت ولی یا رسول اللہ فاستغفر فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم

اللهم اغفر لعبد الله بن قيس ذنبه وادخله يوم القيمة مدخلا كريما

وقال ابو بردة احدها لابی عامر والاخری لابی موسیٰ

ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ بعد میں میں نے عرض کی حضور میرے لئے بھی دعا خیر فرمائیے تو آپ نے میرے لئے بھی دعا بخش فرمائی پھر فرمایا نبی ﷺ نے اے اللہ عبد اللہ بن قیس کے گناہ بھی بخش لے اور قیامت کے دن اس کو جنت میں داخل فرما اور ابو بردہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ایک دعا آپ نے ابو عامر کے لئے فرمائی اور دوسری دعا ابو موسیٰ اشعری کے لئے۔

کیوں جناب دعا خیر کا ثبوت حدیث شریف سے ثابت ہو گیا اب تم بھی اس پر عمل کرنا۔

فرقہ وہابیہ دیندیہ نماز کے بعد بلند آواز سے اجتماعی طور پر درود شریف پڑھنے کو بدعت کہتے ہیں اور پڑھنے والے کو بدعت کہتے ہیں اور احناف کی مساجد میں صلوٰۃ فریضہ کے بعد درود شریف کو بلند آواز سے لازمی پڑھا جاتا ہے۔ اب تم اپنے عمل سے فیصلہ کر لو کہ تم وہابی ہو یا حنفی

(۱) احزاب ۲۲ { اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یَاٰیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا } (بے شک اللہ اور اس کے فرشتے نبی ﷺ پر درود پڑھتے رہتے ہیں۔ اے ایمان والو تم بھی نبی ﷺ پر درود پڑھو اور سلام حق سلام بھیجے گا) (یعنی ذوق شوق سے)

اس آیت کریمہ سے اللہ تعالیٰ نے مومنوں پر درود شریف پڑھنا حکم فرض کیا۔ اور اس کی دلیل کو حکم پر مقدم فرمایا۔ کہ اللہ اور اس کے تمام فرشتے ہر وقت نبی ﷺ پر درود شریف پڑھتے رہتے ہیں۔ لہذا تم بھی صلوٰۃ و سلام ذوق شوق سے پڑھو۔ لہذا ہر مسلمان پر نبی ﷺ کے واسطے صلوٰۃ و سلام پڑھنا فرض ہوا اور اس فریضہ کو ادا کرنے کے واسطے فریضہ صلوٰۃ خداوندی کو فریضہ صلوٰۃ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ملحقہ

حکم بجالانا اور فریضتین سے سبکدوش ہو کر مستقل رحمت سے سرشار ہونا ہے۔ اللہ اور اس کے ملائکہ کی سنت پر عمل کر کے حزب اللہ میں شمولیت کرنا ہے۔ کیونکہ آپے عمل کر وب کریم کے عمل سے بقدر ہمت ادا کر رہا ہے۔ اگر کوئی شخص اسے روکے تو وہ اس حزب اللہ سے نکالنے کے درپے ہے اور ان کی رحمت سے دور ہٹا رہا ہے۔ باقی رہا نماز فریضہ کے بعد متصل ہی اس فریضہ صلوٰۃ وسلام کو حتمی طور ادا کرنا اور اس ہیئت کذائیہ سے بلند آواز کر کے پڑھنا تو اس کا ثبوت احادیث صحیحہ میں موجود ہے۔

(۲) بخاری شریف ۱۱۶۱ مسلم شریف ۱۲۱۱ عن ابن عباس ان رفع

الصوت بالذکر حين ينصرف الناس من المكتوبة كان على عهد

النبي ﷺ وقال ابن عباس كنت اعلم اذا انصرفوا بذلك اذا سمعة

(ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ بلند آواز سے ذکر کرنا بعد از فراغت نماز

مکتوبہ نبی ﷺ کے زمانے میں تھا۔ اور فرمایا ابن عباسؓ نے نمازی جب نماز سے فارغ

ہوتے تھے تو میں اس ذکر کو اپنے کانوں سے سنتا تھا۔ اور میں زیادہ جانتا ہوں۔

اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ بلند آواز سے مل کر ذکر کرنا بعد از نماز

فریضہ یہ نبی ﷺ کا مسنون طریقہ ہے۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ یہاں کونسا

ذکر مراد ہو سکتا ہے۔ تو یہ لازمی امر ہے کہ وہ درود شریف ہی ہے۔

(۳) خصائص کبرے ۱۹۶ عن ابی سعید الخدری عن رسول

الله ﷺ فی قوله تعالى وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ قَالَ قَالَ لِي جِبْرِيلُ قَالَ

الله اِذَا ذَكَرْتَ ذِكْرَ رَبِّكَ مَعِيَ (ابی سعید خدریؓ سے روایت ہے انہوں نے نبی ﷺ

سے روایت کی ہے اللہ تعالیٰ کے ارشاد وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ کے متعلق آپ

نے ارشاد فرمایا کہ مجھے جبریل نے کہا ہے کہ اللہ نے فرمایا جب میں ذکر کیا جاؤں تو

آپ بھی میرے ساتھ ذکر کئے جائیں گے)

اس حدیث قدسی سے اللہ تعالیٰ نے اپنے ذکر کے ساتھ ذکر رسول ﷺ کو بھی لازمی قرار دیا۔ جیسا کہ صلوٰۃ الہی پڑھی جائے تو یہ عمل ذکر الہی ہے تو اس کے بعد صلوٰۃ رسول ﷺ اللہ کے فرمان سے لازمی ہوا۔ تو جو شخص بعد از نماز فریضہ درود پاک کو بدعت سمجھے تو وہ منکر فرمان خداوندی ہے۔ چنانچہ اگر کوئی شخص لا الہ الا اللہ پڑھتا ہے۔ تو بعد ازاں محمد رسول اللہ پڑھنے کو بدعت کہہ دے تو اس کو مومن و مسلمان نہیں کہا جائے گا۔ کیونکہ اس نے ذکر الہی کے ساتھ ذکر رسول ﷺ کو لازمی نہیں سمجھا۔ قرآن کریم میں تمہیں کئی ایسی مثالیں ملیں گی جس میں اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کو اپنے عمل کے ساتھ ملحق فرمایا۔ چنانچہ مذکور ہے اطیعوا اللہ و اطیعوا رسول اور پھر فرمایا ومن یعص اللہ ورسولہ ی یعنی اطاعت اللہ کا الحاق اطاعت رسول اللہ ﷺ سے ہے اور ان کی نافرمانی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے متعلق ہے۔ ایسے ہی نماز فریضہ کے بعد درود شریف کا انکار کرنا یہ عین نماز الہی کا انکار کرنا ہے۔

”وہابی“: نماز فریضہ کے بعد دعائیں بھی نبی ﷺ نے پڑھی ہیں۔ لہذا وہ دعائیں ہی ہوں گی۔ ”محمد عمر“: بڑا افسوس ہے کہ تم ذکر اور دعا کی تمیز بھی نہیں کر سکتے۔ دعائیں درود شریف کے بعد ہوتی ہیں۔ ورنہ اللہ کے دربار سے بغیر درود شریف دعائیں مردود ہو جاتی ہیں۔

(۴) ترمذی شریف ۱/۶۴ {عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ إِنَّ الدَّعَاءَ مَوْقُوفٌ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ لَا يَصْعَدُ مِنْهُ شَيْءٌ حَتَّى تُصَلِّيَ نَبِيُّكَ ﷺ} (عمر بن الخطاب نے فرمایا۔ کہ دعا زمین و آسمان کے درمیان اٹکی رہتی ہے۔ اس سے کچھ بھی اوپر جاتی حتیٰ کہ اپنے نبی ﷺ پر تو درود پڑھے)

معلوم ہوا کہ دعا بغیر درود شریف زمین و آسمان کے درمیان لٹکی رہتی ہے۔ ایک واحد طاقت نبی ﷺ پر صلوٰۃ و اسلام کی ہے۔ جو اس دعا کو دربار مولیٰ تک پہنچاتی ہے۔

(۵) ترمذی شریف {۱۸۶} عن فضالة بن عبيد قال بينا رسول الله ﷺ

قَاعِدٌ اِذْ دَخَلَ رَجُلٌ فَصَلَّى فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَارْحَمْنِيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَجِلْتَ اَيْهَا الْمُصَلِّيْ اِذَا صَلَّيْتَ فَقَعْدْتَ فَاَحْمَدِ اللّٰهَ بِمَا هُوَ اَهْلُهُ وَصَلِّ عَلَيَّ ثُمَّ اَدْعُهُ قَالَ ثُمَّ صَلِّ رَجُلٌ اٰخَرُ بَعْدَ ذٰلِكَ مُحَمَّدَ اللّٰهِ وَصَلَّى عَلَيَّ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ اَيْهَا مُصَيِّ اَلْهَصِيِّ اَدْعُ

تَحَبُّ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ (فضالہ بن عبید سے روایت ہے کہ ہمارے درمیان

نبی ﷺ تشریف فرما تھے۔ اچانک ایک آدمی آیا تو اس نے نماز پڑھی۔ پھر اس نے کہا

اللہم اغفر لی وارحمنی تو آپ نے فرمایا کہ اے نمازی تو نے بڑی جلدی کی

ہے۔ جب تو نماز پڑھے تو وہیں بیٹھا رہ۔ تو اللہ کی تعریف بیان کر جو اس کے لائق ہے

اور مجھ پر درود پڑھ۔ پھر اللہ سے دعا مانگ۔ تو فضالہ نے فرمایا کہ اس آدمی (عبداللہ

بن مسعود) نے بعد ازاں نماز پڑھی۔ پھر اللہ کی تعریف بیان کی۔ اور نبی ﷺ پر درود

بھیجا تو نبی ﷺ نے اسے فرمایا۔ اے نمازی (اب تو) دعا مانگ تو قبول کیا جائے گا۔)

اس حدیث پاک میں نبی ﷺ نے بعد از نماز فریضہ بغیر درود شریف پڑھے

کے دعا نہ مانگنے دی بلکہ نماز کی ترتیب پوری فرمائی۔ پہلے نماز فریضہ بعد ازاں۔

تسبیحات و تحمید اور بعد ازاں صلوٰۃ النبی ﷺ پھر دعا۔ چونکہ عبداللہ بن مسعود نے بعد از

نماز فریضہ درود شریف نہیں پڑھا تھا۔ اس واسطے انہوں نے نماز کو دوبارہ لوٹایا۔

(۶) ترمذی شریف {۱۷۶} عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كُنْتُ اُصَلِّي وَالنَّبِيُّ ﷺ

وَابُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ مَعَهُ فَلَمَّا جَلَسْتُ بَدَأْتُ بِالشَّأْنِ عَلَى اللّٰهِ ثُمَّ الصَّلٰوةُ

عَلَى النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ دَعَوْتُ لِنَفْسِيْ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ سَلْ تُعْطَهُ

سَلْتُعْطَهُ (حضرت عبداللہ سے روایت ہے کہ میں نماز پڑھ رہا تھا۔ اور نبی ﷺ اور

حضرت ابوبکرؓ اور عمرؓ آپ کے ساتھ ہوئے۔ جب بھی میں بیٹھا تو اللہ کی ثنا سے شروع

کیا۔ پھر نبی ﷺ پر درود پڑھا۔ پھر اپنے نفس کے لئے دعا مانگی تو نبی ﷺ پر درود پڑھا۔ پھر اپنے نفس کے لئے دعا مانگی تو نبی ﷺ نے فرمایا مانگ لے عطا کیا جائے گا۔ مانگ لے قبول کیا جائے گا۔

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا۔ کہ صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کا ہمیشہ عمل ایسا ہی ہوتا تھا۔ کہ نماز سے فارغ ہوئے اور تسبیحات پڑھیں اور پھر درود پاک شروع کر دیا۔ پھر دعا مانگتے تھے تو جو طلب کرتے تھے ان اسوال پورا ہوتا تھا۔ اسی واسطے جو لوگ درود شریف نہیں پڑھتے وہ اجابت سے محروم رہتے ہیں۔

(۱) (ترمذی شریف ۲۷۱۱) عن ابی ہریرۃ ان النبی ﷺ قال ما جلس

قوم مجلسا لم یذکروا اللہ فیہ ولم یصلوا علی نبیہم الا کان علیہ ترة فان شاء عذبہم وان شاء غفرلہم (ابو ہریرہؓ نے نبی ﷺ سے روایت کی ہے۔ فرمایا آپ نے کوئی قوم کسی مجلس میں بیٹھے اس میں انہوں نے اللہ کا ذکر نہیں کیا اور انہوں نے اپنے نبی علیہ السلام پر درود شریف نہیں پڑھا تو ان پر اللہ کا اختیار ہے اگر چاہے تو عذاب کرے ان کو اور اگر چاہے تو ان کو بخشے)

معلوم ہوا کہ نماز سے فارغ ہو کر جب تم بیٹھتے ہو تو اللہ تعالیٰ سے عذاب اور بخشش سے، مابین رہتے ہو۔ یعنی بغیر درود شریف اور بغیر ذکر اللہ مشیت ایزدی پر انحصار ہے دعا کا قبول ہونا ضروری نہیں۔ اور درود شریف پڑھنے پڑھنے سے اللہ تعالیٰ دعا کو لوٹاتے نہیں۔

(۸) جلاء الافہام لابن قیم ص ۲۹۷ ذکرہا ابو موسی المدینی من

طریق عبد الغنی بن سعید قال سمعت اسماعیل بن احمد بن اسماعیل الحاسب قال أخبرنی ابوبکر محمد بن عمر قال کُنتُ عِنْدَ أَبِي بَكْرٍ بْنِ مُجَاهِدٍ فَجَاءَ الشَّيْلِيُّ فَقَامَ إِلَيْهِ أَبُو بَكْرٍ بْنُ مُجَاهِدٍ فَعَالَقَهُ وَقَبَّلَ

بَيْنَ عَيْنَيْهِ فَقُلْتُ لَهُ يَا سَيِّدِي تَفْعَلُ هَذَا بِالشُّبْلِيِّ وَأَنْتَ وَجَمِيعُ مَنْ
بِغَدَادٍ يَتَصَوَّرُ أَنَّهُ مَجْنُونٌ فَقَالَ لِي فَعَلْتُ بِهِ كَمَارَ آيَةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ
فَعَلَ بِهِ وَذَلِكَ إِنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فِي الْمَنَامِ وَقَدْ أَقْبَلَ الشُّبْلِيُّ
فَقَالَ هَذَا الْقِيَةُ بَعْدَ صَلَوَتِهِ لَقَدْ جَاءَ كُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ إِلَى الْخِرِ
السُّورَةِ وَيَقُولُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدٌ فَلَمَّا دَخَلَ
الشُّبْلِيُّ سَأَلْتُهُ عَمَّا يُذْكَرُ بَعْدَ الصَّلَاةِ فَذَكَرَ بَعْدَ الصَّلَاةِ فَذَكَرَ مِثْلَهُ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدٌ

(ابو موسیٰ مدینی نے ہمیں بیان کیا عبدالغنی بن سعید کے طریقے سے اہوں
ے ہا کہ میں نے اسمعیل بن احمد بن اسماعیل حاسب سے سناہ اس نے کہا کہ مجھے ابوبکرؓ
محمد بن عمر نے خبر دی اس نے کہا کہ میں ابوبکرؓ بن مجاہد کے پاس تھا تو شبلی آیا۔ ابوبکر بن
مجاہد اس کے تعظیم کے لئے کھڑا ہوا اور اس سے معانقہ یا اور اس کی دو آنکھوں کے
درمیان بوسہ دیا تو میں نے اسے کہا اے میرے صاحب تو یہ شبلی کے ساتھ کرتا ہے تو اور
تمام جو شخص بغداد میں ہے تصور کرتے ہیں کہ وہ دیوانہ ہے۔ تو اس نے مجھے کہا کہ میں
نے اس کے ساتھ کیا ہے۔ جیسا کہ میں نے نبی ﷺ کو اس کے ساتھ کرتے دیکھا۔ اور
یہ میں نے نبی ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ شبلی آیا تو نبی ﷺ اس کی تعظیم کے لئے کھڑے
ہوئے۔ اور اس کی دو آنکھوں سے درمیان بوسہ یا۔ تو میں نے عرض کیا کہ یا رسول
العلیہ شبلی کے ساتھ آپ یہ کیا کرتے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا کہ یہ اپنی نماز کے بعد
لَقَدْ جَاءَ كُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ (یہ تمام آیت پڑھتا ہے۔ اور اس کے بعد مجھ پر
صلوٰۃ پڑھتا ہے۔ اور ایک روایت میں ہے۔ کہ اس نے وہی فرضی نماز نہیں پڑھی مگر وہ ہر
نماز کے پیچھے پڑھتا ہے لَقَدْ جَاءَ كُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ آخر تک اور تین دفعہ یہ
پڑھتا ہے صلی اللہ علیک یا محمد تو اس نے کہا کہ جب شبلی آیا تو میں نے بھی

یہ نماز کے بعد کا واقعہ جو بیان کیا گیا تھا دریافت کیا تو اس نے ویسے ہی بیان کیا (اب تو تمہارے بڑے امام اور تمہارے شیخ ابن قیم کی طرف سے دلیل صحیح مل گئی اب بھی اگر صلوٰۃ وسلام بعد از نماز فریضہ نبی ﷺ پر بلند آواز سے نہ پڑھو تو پھر میں تو یہی کہوں گا کہ اللہ تمہیں ہدایت دے۔

جلاء الافہام ص ۳۷} قال الطبرانی حدثنا یحییٰ ابن ایوب العلاف حدثنا سعید ابن ابی مریم من خالد بن زید عن سعید ابن ابی ہلال عن ابی الدرداء قال قال رسول اللہ ﷺ اَکْثِرُوا الصَّلَاةَ عَلَى يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَإِنَّهُ يَوْمٌ مَشْهُودٌ تَشْهَدُهُ الْمَلَائِكَةُ لَيْسَ مِنْ عَبْدٍ يُصَلِّي عَلَى إِلَّا بَلَغَنِي صَوْتُهُ حَبْتُ كَانَ قُلْنَا وَبَعْدَ وَفَاتِكَ قَالَ وَبَعْدَ وَفَاتِي إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ أَنْتَ كُلِّ أَحْسَادِ الْأَنْبِيَاءِ.

(رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جمعہ کے دن مجھ پر زیادہ درود شریف پڑھا کرو۔ کیونکہ وہ حاضری والا دن ہے اس میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔ کوئی ایسا آدمی نہیں۔ جو مجھ پر درود پڑھتا ہو مگر اس کی آواز مجھے پہنچتی ہو۔ جہاں بھی ہو۔ ہم نے عرض کیا آپ کے وصال کے بعد بھی؟ آپ نے فرمایا کہ میرے وصال کے بعد بھی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کے جسموں کو کھانا زمین پر حرام کیا ہے)

اس حدیث شریف سے ثابت ہوا۔ کہ آپ ہماری آواز کو جس جگہ سے بھی ہم درود شریف پڑھیں سنتے ہیں۔ آپ کی سمع مبارک کا اتنا بلند پایہ ہے تو آپ کی نظر پاک بھی ہمیں ضرور ملاحظہ فرما رہی ہے۔ جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ تو جیسا کہ ہمارے درود پاک کو سن کر ہماری مشکلیں حل فرماتے ہیں ویسا ہی تمہیں درود شریف پڑھنے کے وقت تمہارا شاذ ہونا بھی آپ ملاحظہ فرما رہے ہیں۔ اور تمہاری اس علیحدگی کا فتویٰ بھی نبی ﷺ سے ہی بیان کیا جاتا ہے۔

(۹) ابن ماجہ ص ۶۵ {عن ابن عباس قال قال رسول اللہ ﷺ نسی
اصلوۃ علی خطی طریق الجنة (ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ
نے جو شخص مجھ پر صلوٰۃ پڑھا بھول گیا تو وہ جنت کا راستہ بھلایا جائیگا)

پہلے بیان ہو چکا ہے کہ نسیان کے معنی ترک کے ہیں۔ تو جو شخص درود شریف
پڑھنے کے وقت درود شریف کو چھوڑ کر مسلمانوں سے علیحدگی اختیار کرتا ہے تو خواہ وہ
کتنا ہی عامل کیوں نہ ہو اس کو چھوڑ کر مسلمانوں سے علیحدگی اختیار کرتا ہے تو خواہ وہ کتنا
ہی عامل کیوں نہ ہو اس کو جنت کا راستہ نہیں مل سکتا۔

(۱۰) خصائص کبریٰ ص ۲۶۰ {ان النبی ﷺ قال من ذکرک عندہ فلم
یصل علی فقد خطی طریق الجنة (بے شک نبی ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص کے
پاس ذکر کیا گیا تو اس نے مجھ پر درود نہیں پڑھا تو اس کو جنت کا راستہ بھلا دیا جائے گا۔)
اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ جو لوگ آپ پر لوگوں کو درود پڑھتے دیکھ
کر پیچھے ہٹ جاتے ہیں یا مسجد سے نکل جاتے ہیں تو ان کی تمام عبادت ان کے لئے
جنت کی راہ بر نہ ہوگی۔

وہابیوں کے سردار اور بانی وہابیت ہند نواب صدیق حسن خاں صاحب بھی
تسلیم کر چکے ہیں۔

(۱۱) مسک الختام شرح بلوغ المرام ص ۱۵۹ {نیز آنحضرت ﷺ نسب العین
مومناں و قرۃ العین عابدان است در جمیع احوال و اوقاف خصوصاً در حالت عبادات و
نورانیت و انکشاف دریں محل بیشتر و قوی تر است و بعضے از عرفا قدس سرہم گفتہ اند کہ
اس خطاب بجہت سریان حقیقت است علیہ الصلوٰۃ والسلام در ذرائع موجودات
و افراد ممکنات پس آں حضرت ﷺ و رذوات مصلیاں موجود و حاضر است پس مصلی

باید کہ ازیں معنی آگاہ باشد و ازیں شہود غافل نبود تا بانوار قرب و اسرار معرفت منور و فائز گردد۔ آ رہے شعر۔

در راہ عشق مرحلہ قرب و بعد نیست مے ینمت عیاں و دعائے فرستمت

آنحضرت ﷺ بھی مومنوں کے نسب العین اور عابدوں کی آنکھ کی ٹھنڈک

ہیں۔ تمام حالتوں اور تمام وقتوں میں خصوصاً عبادات کی حالت میں اس مقام میں نورانیت اور انکشاف بہت زیادہ قوی تر ہوتی ہے۔ بعض از عرفا قدس سرہم نے کہا ہے کہ یہ خطاب حقیقت محمدیہ کے سریان کے سبب سے ہے تمام موجودات کے ذروں اور ممکنات کے افراد میں تو آنحضرت ﷺ درود پڑھنے والوں کے وجودوں میں موجود اور حاضر ہیں۔ تو نمازی کو چاہیے کہ اس حقیقت سے خبردار رہے۔ اور اس شہود سے غافل نہ ہوتا کہ قرب کے انوار اور معرفت کے اسرار سے منور اور فائز ہو جائے۔ ہاں عشق کے رہتے میں قرب اور بعد کا مرحلہ نہیں ہے۔ میں تجھے ظاہر دیکھتا ہوں اور میں تیرے لئے دعا کرتا ہوں۔

(۱۲) ضیاء القلوب {مصنفہ حاجی امداد اللہ صاحب ص ۸۱ دل کو تمام خیالات سے خالی کر کے آنحضرت ﷺ کی صورت کا سفید شفاف کپڑے اور سبز پگڑی اور منور چہرہ کے ساتھ تصور کریں۔ اور الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللہِ کی داہنے اور الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَبِیَّ اللہِ کی بائیں اور الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا حَبِیْبَ اللہِ کی ضرب دل پر لگائے۔

فرمائیے اب تو آپ کے بزرگ نے ایک عجیب عمل ارشاد فرمایا۔ جس میں تمہیں غدر نہ ہوا چاہیے ورنہ ان پر بھی تمہیں وہی فتویٰ دینا پڑے گا۔ جو دوسرے عالمین پر اور جب تم نے ان پر بھی فتویٰ جڑنے سے دریغ نہ یا تو ایسے اہل اللہ پر فتویٰ شرک ثابت کرنے والے کو خداوند جنت انشاء اللہ کبھی نہ دے گا۔

احناف نماز جنازہ کے بعد دعا مانگتے ہیں۔ وہابی برا جانتے ہیں دیوبندی بھی منکر ہیں۔ اب تم فیصلہ کرو کہ دعا کا انکار کرتے ہوئے تم کون ہو

(۱) فرقان {۱۹/۱۶} قُلْ مَا يَعْبُوْهُ اِبۡنُكُمْ رَبِّیْ لَوْلَا دُعَاۗءُكُمْ فَقَدْ كَذَّبْتُمْ

فَسَوْفَ یَكُوْنُ لِزَآمَآ (فرمادیجئے یا رسول اللہ ﷺ میرا رب تمہارے پرواہ نہ کرے گا۔ اگر تمہاری دعا نہ ہو۔ پھر تحقیق تم نے جھٹلادیا تو جلدی عذاب چمٹنے والا ہوگا) اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ اگر کسی نیک عمل کے بعد اللہ سے دعا کریں تو اللہ تعالیٰ پرواہ کرتے ہیں ورنہ نہیں۔ مثلاً نماز جنازہ نیک عمل ہے۔ اس کے بعد اگر اللہ سے دعا کی جائے تو اللہ تعالیٰ صلوٰۃ جنازہ کی پرواہ کریں گے اور بخشیں گے۔ ورنہ اگر تم نے دعا نہ مانگی بلکہ اس کو بدعت کہا تو تم نے اس کو جھٹلادیا تو بفرمان الہی عذاب الہی میں جلدی مبتلا ہو جاؤ گے۔

(۲) مومن {۲۴/۶} وَقَالَ رَبُّكُمْ اٰذْعُوْنِیْۤ اَسْتَجِبْ لَّكُمْ اِنَّ الَّذِیْنَ

یَشْكُرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ سَیۡدُ خُلُوۡنَ جَهَنَّمَ ذٰلِخِرِیۡنَ (اور آپ کے پروردگار نے کہا کہ مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا تمہارے واسطے بے شک جو لوگ میری دعا سے تکبر کرتے ہیں جلدی جہنم میں ذلیل ہو کر داخل ہوں گے)

اللہ کریم نے اس آیت کریمہ میں اپنے مومنوں کو خاص طور پر دعا مانگنے کا ارشاد فرمایا۔ اور مومنوں کی دعا کو خصوصیت سے قبول فرمانے کا وعدہ بھی کیا۔ اور جو لوگ اللہ کی دعا سے تکبر میں رہیں تو ان کو اللہ تعالیٰ ذلیل کر کے جہنم میں ڈال کر فرمائیں گے کہ تم وہ جماعت ہو کہ مجھ سے مانگنے والوں کو بھی روکتے تھے اور میرے دربار میں میرے بندوں کو بدعتی کہہ کر ہاتھ پھیلانے نہ دیتے تھے۔ اب تم اپنے ربان میں منہ

ڈال کر سوچو کہ جو لوگ نماز فریضہ جنازہ کے بعد دعا سے روکتا ہے تو کیا اس کی سزا جو اللہ تعالیٰ نے سیدخلون جہنم و اخرین فرمائی ہے نہ دے گا؟ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا اعلان عام ہے لیکن بعض کا خیال یہ ہے کہ اللہ ہر وقت سمیع و بصیر ہے۔ اور اس سے دعا کا حکم عام ہے۔ لیکن صلوٰۃ جنازہ کے بعد نہیں۔

(۳) مومنون $\frac{۱۸}{۴}$ { وَقَالَ اخْسِئُوا فِيهَا وَلَا تَكْلِمُوهَا إِنَّهُ كَانَ فَرِيقٌ مِّنْ عِبَادِي يَقُولُونَ رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَأَنْتَ خَيْرُ الرَّاحِمِينَ فَاتَّخَذُ تُمُوهُمْ سُخْرِيًّا

”اور قیامت کو اللہ تعالیٰ ارشاد فرمادیں گے (دوندے ہوئے جہنم میں پڑے رہو اور مجھ سے کلام نہ کرو کیونکہ ایک فرقہ میرے بندوں سے دعا مانگتے تھے کہ اے رب ہمارے تو ہمیں بخش لے اور ہم پر رحم فرما۔ اور تو بہتر ہے رحم کرنے والوں کا۔ تو تم نے ان کا مذاق بنایا)

اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ جو لوگ خداوند کریم سے دعا مانگنے کو منع کرتے ہیں اور مسخر کرتے ہیں وہ بفرمان الہی بلا عذر جہنم میں جائیں گے۔ نماز جنازہ کے بعد اللہ سے سوال کرے کا بدعت کہنے والو ذرا سنبھل کر قدم رکھنا۔

(۴) بقرہ $\frac{۲}{۳۴}$ { وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ أُجِيبُ دَعْوَاهُ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ (طور جب سوال کریں آپ سے میرے بندے میرے متعلق تو میں قریب ہوں۔ جواب دیتا ہوں دعا مانگنے والے کی دعا کا جب مجھ سے دعا مانگے۔ ان کو چاہیئے کہ میرے حکم کو قبول کریں اور میرے ساتھ ایمان لائیں تاکہ وہ رشد پائیں)

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اعلان عام فرمایا کہ میں اپنے بندوں سے بہت قریب ہوں۔ جب مجھ سے میرا بندہ کوئی دعا مانگے تو میں اس کی دعا قبول کرتا

ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں اپنے سوال کے ساتھ عبادی کی قید فرمائی تاکہ یہ ثابت ہو جائے کہ وہ اپنے بندوں کی دعا کو قبول فرماتے ہیں تو جنازہ کے بعد دعا مانگنے کی سب سے بڑی وجہ یہ ہو سکتی ہے۔ کہ وہ عبادی میں داخل نہیں ہیں تو ان کو یقین ہے کہ ہماری دعا مردود ہے۔ مانگنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ اس لئے منع کیا جاتا ہے۔ اگر یہ بات صحیح ہے تو واقعی اللہ کے فرمان کے مطابق منکرین دعا سچے ہیں۔ کیونکہ اللہ نے فرمایا ہے وما دعاء الكافرين الا في ضلل اور کفار کی دعا سوا بے اثر ہونے کے اور کچھ نہیں۔ اور اسی واسطے چونکہ ان کی دعا مردود ہوتی ہے مطلقاً منع کر دیتے ہیں۔ ورنہ مومنین کی شان سے ويستجب الذين امنوا وعملوا الصلحت ويزيد هم من فضله (ایماندار اور صالحین کی دعا اللہ تعالیٰ قبول فرماتے ہیں اور اپنے فضل سے ان کو زیادہ دیتے ہیں) یا یہ وجہ ہے کہ وہ اپنی میت کو یقین سمجھتے ہیں کہ یہ دعا کے اہل نہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کو ان کے بیٹے کے متعلق دعا کرنے سے روکا اور فرمایا کہ انه ليس من اهلك وہ تمہارے اہل سے نہیں ہے۔ ورنہ اگر میت کی نیکی پر مانع کا اعتقاد صحیح تو تو تعاونو اعلی البر والعقوى ولا تعاونو علی الاثم والعدوان (اور نیکی پر اور تقویٰ پر تم ایک دوسرے کی مدد کرو۔ اور گناہ اور ظلم پر معاونت نہ کرو) کے رو سے میت کی معاونت بدعا بفرمان الہی ضروری سمجھیں۔ چونکہ دعا سے امداد کرنی گناہ سمجھتے ہیں۔

(۵) الم نشرح پ ۳۰ {فَإِذَا فَرَّغْتَ فَانصَبْ إِلَى رَبِّكَ فَإِذَا فَرَّغْتَ فَانصَبْ}

ثبوت حدیث پاک میں موجود ہے۔

(۶) تفسیر ابن جریر طبری پ ۳۰ {حدثني علي قال حدثنا ابو صالح قال}

حدثني معاوية عن علي عن ابن عباس في قوله فاذا فرغت فانصب يقول في الدعاء (ابن عباس) سے روایت ہے فرماتے تھے کہ فاذا فرغت

فانصب کہ جب تو فارغ ہووے تو کھڑا رہو۔ تو یہ قیام دعا کے واسطے ہے)

(۲) حدثنی محمد بن سعد قال حدثنی ابی قال حدثنی عمی قال

حدثنی ابی عن ابیہ عن ابن عباس فاذا فرغت مما فرض علیک من الصلوۃ فسنل الله وارغب الیہ وانصب لہ (ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ جب تو فارغ ہووے اس چیز سے جو اللہ نے تجھ پر نماز فرض کی ہے تو اللہ سے سوال کر اور اس کی طرف رغبت کر اور اس کے لئے کھڑا رہ)

(۳) حدثنی محمد بن عمر وقال حدثنا ابو عاصم قال حدثنا عیسیٰ

وقال حدثنی الحرث قال حدثنا الحسن قال حدثنا الورقاء جمیعا عن ابن نجیع عن مجاہد قوله فاذا فرغت قال اذا قمت الی الصلوۃ فانصب فی حاجتک الی ربک (مجاہد سے روایت ہے کہ جب تو فارغ ہووے تو اللہ نے فرمایا کہ جب تو کھڑا ہو نماز کی طرف تو اپنی حاجت میں اپنے رب کی طرف کھڑا رہ)

(۴) حدثنا ثنابشر قال حدثنا یزید قال حدثنا سعید عن قتادہ قول

فاذا فرغت والی ربک فارغب قال امرأۃ اذا فرغ من صلوۃ ان یربک فی دعائہ (قتادہ سے روایت ہے کہ جب تو فارغ ہووے تو کھڑا رہ۔ اور اپنے رب کی طرف رغبت کر۔ اللہ کا فرمان یہ ہے کہ جب فارغ ہو اپنی نماز سے تو اپنی دعائیں پہنچ)

(۵) حدثنا ابن ثور عن معمر ع قتادہ فی قوله فاذا فرغت من

صلوتک فانصب فی الدعاء (قتادہ سے روایت ہے اللہ کے فرمان میں کہ جب تو اپنی نماز سے فارغ ہووے تو دعا میں کھڑا رہ)

اس آیت کریمہ کی ان تمام تفاسیر سے ثابت ہوا کہ جب کسی نماز سے تو فارغ ہووے نماز جنازہ ہو یا اور تو نماز کے بعد وہیں ٹھہرے رہنا اور بحکم الہی وہیں دعا مانگنا ضروری ہوا۔ چنانچہ اصول تفسیر کے مطابق سب سے مقدم عبد اللہ بن

عباسؑ کی تفسیر ہے۔ پھر قتادہ کی پھر مجاہد کی۔ لہذا ان تمام کی مستند تفسیر سے اس آیت کریمہ کا ترجمہ ثابت کیا گیا۔

(۶) تفسیر خازن و تفسیر معالم التنزیل {۴۴۰} (فَإِذَا فَرَغْتَ فَانصَبْ)

قال ابن عباس وقتاده والضحاك ومقاتل والكلبي فَإِذَا فَرَغْتَ مِنَ الصَّلَاةِ الْمَكْتُوبَةِ فَانصَبْ إِلَى رَبِّكَ فِي الدُّعَاءِ وَارْغَبْ إِلَيْهِ فِي الْمَسْأَلَةِ يُعْطِيكَ (ابن عباسؓ اور قتادہ اور ضحاک اور مقاتل اور کلبی نے کہا ہے کہ جب تو نماز فرضی سے فارغ ہووے تو اپنے رب کی طرف دعا میں کھڑا رہ۔ اور سوال کرے میں اس کی طرف رغبت کروہ تجھے عطا کرے گا)

(۷) ابن کثیر {۵۴۶} ابن کثیر نے بھی اس آیت کا یہی ترجمہ کیا ہے۔

غنية الطالبين ص ۶۴۷ { حضرت غوث الثقلین رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس آیت کا یہی ترجمہ کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ عالم الغیب کو علم تھا کہ میرے محبوب ﷺ کی امت میں نماز کے بعد دعا کو بدعت کہیں گے۔ اس واسطے اس نے اس آیت کریمہ کو نازل فرما کر ہر نماز کے بعد خصوصا نماز فرضی کے بعد دعا و ضروری قرار دیا۔ نماز جنازہ ہو یا غیر تاکہ جو شخص نماز کے بعد دعا کو برا سمجھے گا تو وہ مستوجب عتاب ہوگا۔

(۷) حشر {۲۸} وَالَّذِينَ جَاءُوا مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا

وَلِأَخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ غَفُورٌ رَحِيمٌ (اور جو لوگ ان کے بعد آئے وہ دعا مانگتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہمیں بھی بخش اور ہمارے ان بھائیوں و جوایمان کے ساتھ گزر چکے ہیں۔ اور ہمارے دلوں میں ایمان والوں کے واسطے کھوٹ نہ کر) میرے حاسد نہ پیدا

کر) اے رب ہمارے بے شک تو بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے مومنین کی شان بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ مومنین جب ایمان کے ساتھ عالم ارواح میں پہنچ جاتے ہیں تو ان کے بقایا مومنین کی یہ شان ہوتی ہے کہ وہ اپنے سابقین کے لئے دعائیں مانگتے ہیں۔ کہ اے اللہ ہمیں بخش اور ہمارے سابقین بالایمان کو بھی بخش۔ اور ہمیں ایسا بنادے کہ ہم ان کے لئے ایسے دعائیں مانگتے رہیں۔ اور ان سے ہمیں حسد نہ ہو کہ ان کے لئے دعا نہ ریں یا دعائیں مانگنے والوں و دعائیں مانگنے سے روکیں۔

اب فیصلہ تم پر ہے کہ جنازہ کے بعد تم مومنین سابقین کے متعلق دعا کرنے سے روکتے ہو تو اس کی دو ہی صورتیں ہیں کہ یا تو ان کے بھائی نہیں یا وہ تمہارے بھائی نہیں۔
یعنی یا تم ایماندار نہیں یا وہ ایماندار نہ تھے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمہیں توفیق عنایت فرماوے کہ ہم قرآن پاک پر عمل کرتے ہوئے اپنے سابقین کے حق میں دعائے خیر کریں۔

دلائل دعا از احادیث

(۱) مستدرک {۱۹۱} عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ من

لا یدعو اللہ یغضب علیہ (ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص اللہ سے دعا نہیں مانگتا اللہ تعالیٰ اس پر غضب کرتا ہے) فتفکر

(۲) مشکوٰۃ شریف ص ۱۹۵ { لا یرد القضاء الا الدعاء } (نبی ﷺ

نے فرمایا کہ اللہ کے بندے کی دعا تقدیر کو پھیر دیتی ہے) کوئی شئی تقدیر کو نہیں پھیر سکتی سوا دعا کے۔

ثابت ہوا ہ تقدیر میں اگر میت کو اللہ کی طرف سے عتاب لکھا ہو تو دعا کرنے سے انشاء اللہ العزیز وہ عتاب سے رحمت کی طرف بدل جاتا ہے۔

(۳) بیہقی شریف ۴/۲ فتح رباعی ۱۳۶/۱ {عن عبد اللہ بن ابی اوفی

وکان من اصحاب الشجرة لما تم ابنة له وکان يتبع جنازتها علی بغلته خلفها فجعل النساء يبکین فقال لا ترثنین فان رسول اللہ ﷺ

نہی عن المراثی فتفیض احدا کن من عبراتها ما شاء ثم کبر علیها

اربعا ثم قام بعد الربعة قدر ما بین التکبیر تین يدعوا ثم قال کان رسول

اللہ ﷺ یضع فی الجنازة هكذا (عبد اللہ بن ابی اوفی اصحاب شجرہ سے تھے۔

ان کی ایک بیٹی فوت ہو گئی (تو کسی عذر کی وجہ سے) اس کے جنازے کے پیچھے ایک

خچر پر اسوار تھے عورتوں نے رونا شروع کر دیا۔ انہوں نے فرمایا کہ کوئی عورت واویلا نہ

کرے۔ کیونکہ نبی ﷺ نے واویلا سے منع فرمایا ہے۔ تم اپنی آنکھوں سے آنسو بہا

سکتی ہو جو چاہے۔ پھر اس پر چار تکبیریں نماز جنازہ پڑھیں۔ پھر نماز جنازہ ختم کرے

کے بعد آپ وہیں کھڑے رہے۔ اندازہ دو تکبیروں کے مابین کا دعا فرماتے رہے۔

پھر آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ جنازہ میں ہمیشہ ایسا کرتے تھے)

اب تو صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کا فعل بھی اور رسول اللہ ﷺ کا دائمی عمل

ثابت ہو گیا۔ اگر تم اب بھی دعا بعد نماز جنازہ نہ پڑھو تو نبی ﷺ کی رسی قیامت کے دن

منکر کے گلے میں ہوگی۔ اور تمہارے اس انکار کی شہادت ہم بھی انشاء اللہ دیں گے۔

(۴) شرح عقائد نسفی ص ۱۲۲ {وَفِي دُعَاءِ الْأَحْيَاءِ لِلْأَمْوَاتِ وَ

صَدَقْتِهِمْ اِى صَدَقَةِ الْأَحْيَاءِ عَنْهُمْ اِى عَنِ الْأَمْوَاتِ نَفْعَ لَهُمْ اِى

لِلْأَمْوَاتِ خِلَافًا لِلْمَعْتَزِلَةِ (اور زندوں کا مردوں کے واسطے دعا کرنا مردوں کے

واسطے نفع ہے۔ معتزلہ صدقہ اور دعا دونوں کے منکر ہیں)

یہ کتاب مذکورہ بالا احناف کے عقائد کی مستند کتاب ہے۔ جس سے یہ ثابت

ہوا کہ مردوں کے حق میں دعا کرنا یا ان کی طرف سے صدقہ کرنا احناف کے نزدیک

میت کو مفید ہے معتزلہ اس کے مخالف ہیں۔ اصلی خفیت کا دم مارنے والو ذرا انصاف سے کہو کہ تم جنازے کے بعد دعا کا انکار کر کے خفی ہو یا معتزل۔

جو دعا سے رو کے وہ تمام زمانے سے زیادہ احمق ہے

تمتہ مجمع البحار ۶۵ ﴿وَتَحَقَّقْ مَاذَا كَرُّوْا نَّ كَوْنُ الدُّعَاءِ غَيْرُ جَائِزٍ لَمْ يَقُلْ بِهِ أَحَدٌ لِّمَانِقِلٍ عَنْ حُمَقَةٍ رَّمَانَا مَمَّنْ لَا شُعُورَ لَهُمْ فِي عِلْمِ الدِّينِ بِوَجْهِ مَنْ أَهْلُ الْبِدْعَةِ الْمُسْتَحْدَثَةِ طَهَّرَ اللَّهُ الْأَرْضَ مِنْهُمْ بِمَنِّهِ اور جو انہوں نے ذکر کیا ہے۔ ثابت ہوتا ہے کہ دعا کرنی ناجائز ہے۔ حالانکہ دعا کو کسی نے ناجائز نہیں کہا جیسا کہ نقل کیا گیا ہے ہمارے زمانہ کے ایسے احمقوں سے جن و علم دین میں کوئی سمجھ نہیں بوجہ بدعتی ہوئے کے جو نہیں نکلی ہے۔ اپنے احسان سے اللہ تعالیٰ زمین وان سے پاک کرے۔

سوال دیوبندی نمبر ۳} حرمین میں وہابی رہتے ہیں کیا وہ پلید ہیں۔ اور تم نے وہابیوں کے پیچھے نماز نہیں ادا کی؟

”محمد عمر“: فقیر خدائے فضل سے بلا مخالفت غیر اپنی جماعت علیحدہ کروا تا رہا ہے۔ وہابیوں نے عدالت سعدیہ میں بہت شکایات کیں لیکن فقیر کے خلاف وہاں کوئی کلمہ ادا نہیں کیا۔ تو حاسدین کی کوئی دال نہ گلی۔ اب حرمین شریفین سے مدینہ طیبہ کا حال ملاحظہ ہو۔ مدینہ طیبہ میں جدی کی طرف سے ایک مولوی عبدالنجیر دیوبندی مفتی مقرر ہے اہالیان مدینہ طیبہ اس کو اکثر برائی سے یاد کرتے ہیں۔ کیونکہ اس نے حکماروضہ نور کے اندرونی و بیرونی جوانب میں اور مسجد کے ستونوں اور دیواروں پر جہاں جہاں حضور پر نور شفیع یوم النشور کی شان میں ترکوں نے پتھروں میں آیات شریفہ مثلاً اِنَّا رَسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَهَكْدَا مَعَهَا کندہ کروائی ہوئی تھیں لوہے کی چھینیوں سے چھلوا دیا ہے اور بعض کو سریش کی قسم کا مصالحہ چسپاں کر کے آیات کو بند کر

دیا ہے اور جس جس جگہ آپ کے اسماء گرامی مکتوب تھے روغن سے پلستر کر کے مٹا دیئے گئے ہیں۔ اور جالی پاک میں جہاں موجہ مبارک کی یا محمد ﷺ پیتل کی ڈھلائی میں لکھا ہوا تھا اس سے لفظ یا کو کاٹ دیا گیا ہے اور آپ کے اسم پاک کو ہتھوڑوں سے کوٹ کر ٹیڑھا کر دیا گیا ہے۔ کئی متبرکہ مقامات میں ترکوں نے مساجد تعمیر کی ہوئی تھیں مثلاً جنت البقیع کے جانب شرق مسجد بغلہ و مسجد توبہ وغیرہ ہم کو شہید کر دیا گیا ہے۔ میدان احد میں دو مسجدیں مسمار کر کے بنیادوں سے اکھاڑ کر میدان بنا دیا گیا ہے احد کے راستہ میں ایک مسجد تعمیر تھی جس کا محض نشان باقی ہے۔ باقی سب شہید کر دی گئی ہے۔ مسجد حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تمام سنگ مرمر اور عشرہ مبشرہ کے مکانوں کا سنگ مرمر اکھاڑ کر ابن سعود عبدالعزیز اپنے دار الخلافہ ریاض میں لیجا کر اپنے مکانات میں استعمال کر چکا ہے۔ جنت البقیع کے تمام مقابر کو مسمار کر کے مزرعہ زمین کی طرح برباد کیا گیا ہے۔ مدینہ طیبہ اور مکہ مکرمہ کے مابین ہر منزل پر مسجد بنی ہوئی تھی ان تمام کو شہید کر دیا گیا ہے۔ ساکنان مدینہ طیبہ و تنگ کر کے جلا وطن کر دیا گیا ہے۔ جو اس وقت مصر و ماحولہ اور قسطنطنیہ و ماحولہ میں پناہ گزیں ہیں اور بعض کو شہید کر دیا گیا ہے۔ حضرت عثمان کا کنواں مسجد نبی ﷺ میں بالکل بند کر دیا گیا ہے۔ یہ تو ہے مختصر حال مدینہ طیبہ کا اب مکہ مکرمہ کا حال سنئے مکہ مکرمہ کی اکثر مساجد کو شہید کر دیا گیا ہے۔ مثلاً جبل ابو قتیس پر ایک مسجد تھی جو حرم سے بیٹھے جنوب مشرق میں نظر آ رہی ہے۔ اور اس مقام پر ابراہیم علیہ السلام نے اذان فرمائی اور حضرت بلالؓ نے بھی پہلی اذان وہیں پڑھی اس مسجد کو بھی شہید کر دیا گیا ہے۔ ترکوں نے ابو جہل کے مکان میں مٹیاں بنائی ہوئی ہیں۔ اس کے بدلہ نبی ﷺ کے پیدائشی مکان کو شہید کر کے اوپر بول و براز ڈال کر لیا جا رہا ہے۔ ”وہابی“: اُر اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان متبرکہ مقامات کو شہید کرنا گناہ تھا تو برباد کنندگان کو ابرہہ کی طرح ہلاک کیوں نہ کیا۔

”محمد عمر“: اس میں حکمت الہی ہوتی ہے۔ کیا اللہ کی مساجد کو شہید کرنا بھی جائز ہے؟ جب اس کام سے اللہ تعالیٰ نے ان کو نہیں روکا تو بیت رسول اللہ ﷺ سے کیسے روکا جاتا۔ کیونکہ اللہ کی مساجد کو بھی تو شہید کیا گیا ہے۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ نبی ﷺ کا فرمان **هَنَّاكَ الزَّلَازِلُ وَالْفِتْنُ** کی غیبی خبر کو اللہ تعالیٰ نے سچا کرنا تھا۔ اسی لئے نہیں روکا اور نہ ہلاک کیا۔ کہ میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر صادقہ میں تکذیب لازم نہ آئے۔

جواب نمبر ۱۳ احزاب ۲۲ { **وَلَا تُطِيعُ الْكَافِرِينَ وَالْمُنَافِقِينَ وَذَعُ إِذَا هُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ وَكَفَى بِاللَّهِ وَكِيلًا** اور فرمایا **وَهُجْرُهُمْ هَجْرًا جَمِيلًا وَذَرْنِي وَالْمُكَذِّبِينَ أُولِيَ النَّعْمَةِ وَمَهْلُهمْ قَلِيلًا** فرمایا **وَذَرْنِهِمْ يَأْكُلُوا وَيَتَمَتَّعُوا وَيُلْهِمُ الْأَمَلُ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ** پھر فرمایا **وَمَا أَنتَ عَلَيْهِمْ بِجَبَّارٍ** ان ارشادات الہیہ پر آپ ایسے عامل تھے اور ہیں اور رہیں گے۔ جس کی مثال تمہارے سامنے موجود ہے۔

جواب نمبر ۱۴ { **وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ** (اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو یا رسول اللہ ﷺ مگر تمام جہانوں کے واسطے رحمت) آپ کو اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے ایسا رحمت بنا کر بھیجا کہ کافر اور منافق بھی آپ کی رحمت سے محروم نہ رہے۔ صرف نجدی اپنے اعمال جو ایسا تھا جو نبی کریم ﷺ کی رحمت سے محروم رہا۔ انہی اعمال کی بنا پر تو آپ نے دعا فرمائی۔ لیکن آپ کے رحمۃ العالمین ہونے کی وجہ سے نجدی کو گرفتار بھی نہیں کرتے۔

جواب نمبر ۱۵ { **اللَّهُ تَعَالَى** نے اپنے محبوب ﷺ سے وعدہ کیا ہوا ہے۔ **وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ** (اے محبوب جب تک آپ ان میں موجود ہیں اللہ کو لائق نہیں کہ ان کو عذاب کرے۔ اسی واسطے جب تک آپ وہاں تشریف فرما ہیں۔ عذاب

الہی نازل نہیں ہو سکتا۔ اور بعد کے متعلق ارشاد فرمایا فَاِمَا نَذْهَبُ اَبَكْ فَاِنَا مِنْهُمْ مُنْتَقِمُونَ (جب ہم آپ کو یا رسول اللہ ﷺ لے جائیں گے تو ان سے ہم بدلہ لینے والے ہیں یہ تو تمہارے اعتراض کی بات نہیں۔ ان کو ایسے نہیں چھوڑا جائے گا بلکہ وقت آنے پر ان سے ذرا ذرا بدلہ لیا جائے گا۔ کیونکہ ہر کام کا وقت مقرر ہوتا ہے۔ انہی اعمال کی بنا پر تو قرن شیطان کا خطاب ملا۔ ورنہ اور برا عمل لوگوں سے ان کا کونسا تھا۔ باقی رہا حریم شریفین کی ذاتی طہارت و شرافت بہ وقت نص قطعی سے ثابت ہے عوارضات سے ان میں نجاست کا حکم نہیں لگا سکتے۔ جیسا کہ سمندر میں نجاست گرنے سے پلیدی کا حکم نہیں دیا جاسکتا۔ یہ حریم شریفین چونکہ خود مطہر بالذات ہیں ان کو کوئی چیز نجس نہیں کر سکتی۔ جیسا کہ مکہ معظمہ بتوں سے نجس نہ ہو گا۔ اور اسی وجہ سے اس کو ہر سال دھویا جاتا ہے۔ حریم شریفین میں نہ خود فقیر نے و بایوں کی اقتدا کی اور نہ کوئی تخریبی کارروائی ہی کی۔ حالانکہ تمام پنجاب کے وابیہ نے حکومت سعودیہ سے مختلف جھوٹی شکایتیں کیں۔ لیکن حکومت نے بعد از تحقیق آمرین بالمعروف کے کچھ نہ کہنا۔ اور میرے ساتھ کوئی مذہبی مداخلت سے پیش نہ آئے۔ حالانکہ حکومت سعودیہ کی سختی مشہور تھی اور فقیر بھی اس کا مطالعہ کر چکا تھا۔ چنانچہ مولوی اسماعیل صاحب و بابی خود ترجمانی فرماتے ہیں۔

تحفہ وہابیہ ص ۶۸ { اگر کوئی حق نہ ماننے والا اور راستی کو قبول نہ کرنے والا یہ اعتراض کرے کہ تم جو قلعی طور پر کہتے ہو۔ کہ جو کوئی یوں ہے یا رسول اللہ میں اللہ سے شفاعت چاہتا ہو تو وہ شخص مشرک ہوگا۔ اور اس کا خون مباح ہوگا۔ میں کہتا ہوں ایسے لوگوں کو ہم کافر کہتے ہیں۔ ان میں غالب حصہ ان لوگوں کا ہے۔ جن سے آج کل ہم جنگ کر رہے ہیں۔

تحفہ وہابیہ ص ۷۱ { مولود شریف کرنے والے یا تسبیح ہاتھ میں رکھنے والوں کو سمجھایا جاتا ہے۔ اگر مان لیں تو بہتر ورنہ حاکم ان کو سزا دیتا ہے کہ وہ باز آئیں۔

اب انصاف سے غور فرمائیے کہ شامی کا $\frac{2}{3}$ کا مسبقہ حوالہ اور یہ عبارت ان میں کوئی تطبیق ہے یا نہیں۔ عبارت مذکورہ بالا سے خود بخود ہر ذی شعور وہابیت کے بنیادی مفاسد کو اور حقیقی مخالفت اسلامی کو بطریق احسن سمجھ سکتا ہے۔

حریم شریفین میں سونے کو اقتباس کر کے قصور کے وہابیہ نے مسجدوں کو ڈیرہ بنا رکھا تھا تو فقیر نے ان کے اس پیچ کو اور مسلمانوں کے ورغلانے کو لوگوں کے سامنے عیاں کیا۔ چنانچہ اس مسئلہ کو واضح کرنے سے وہابیہ نے حریم شریفین کے احکام باقی مساجد سے جدا گاہ ہیں جس کو وہابیہ بھی تسلیم کرتے ہیں۔ چنانچہ فرقہ وہابیہ کے نزدیک مساجد ثلاثہ کی طرف سفر کرنا جائز ہے۔ ماسوا دیگر مساجد کے اور من داخلہ کان امنابیت اللہ کی شان ہے جس کے سامنے لیٹے رہنا بھی عبادت ہے۔ اور حریم شریفین سے باقی مساجد کا از روئے ثواب بھی امتیاز ہے۔ دوسری وجہ وہابیہ کے نزدیک خون بہنے سے وضو فاسد نہیں ہوتا جب وضو فاسد نہ ہو تو خون سے مسجد کی چٹائی نجس ہونے کا احتمال یقینی ہے۔ تیسری وجہ یہ ہے کہ وہابیہ کے نزدیک منی پاک ہے۔ جیسا کہ عنقریب ہی انشاء اللہ ذکر ہوگا۔ ان تمام بناؤں پر اصحاب مساجد حنفیہ حتی الامکان وہابیوں سے اپنی مساجد کو محفوظ رکھتے ہیں۔ اور اسی بنا پر احناف وہابیہ کی مسجد سے بھی اجتناب کر لیتے ہیں۔ آخری فیصلہ یہی ہے کہ وہابیہ اپنی مساجد میں جا کر شب باشی اختیار کریں تو بہتر ہے تاکہ ہمیں اس شرعی مسئلہ کے اظہار کی ضرورت ہی درپیش نہ آئے۔ وَمَا عَلَيْنَا الْإِبْلَاحُ

تم آگے چاہے مانو یا نہ مانو

ہمارا کام کہہ دینا ہے یا رو

اب تم اپنے بڑے بھائیوں کے امتیازی مسائل بھی سن لو جو کہ منبع وہابیت ہیں۔

”وہابی“: بھائی مجھے وہابی سے خطاب نہ کرو۔ کیونکہ ہمارے اکابر اس کو برا سمجھتے ہیں۔

”محمد عمر“: کیوں بھئی وہابی کے خطاب سے آپ کو کیوں چڑ آئی۔ حالانکہ تمہارے

اکابرین اپنا وہابی ہونا تسلیم کر چکے ہیں۔ ملاحظہ ہو:

اخبار توحید {مدیر سید محمد داؤد غزنوی ۷۱۔ اپریل ۱۹۲۹ء اگر کوئی شخص خالص اللہ کی عبادت کرنے والا ہو ایک خدا کے ماننے والا ہو نصوص محکمہ اور احادیث مسلمہ کا تابع ہو تو اسے شیخ الاسلام عبد الوہاب کے نام سے منسوب کر کے ”وہابی“ کہہ کر پکارا جاتا ہے۔ ان تیرہ چشموں کو اتنا بھی نہیں معلوم کہ اول تو یہ نام اہلحدیث سے موسوم ہے۔ اور اگر ”وہابیت“ کی ہی رٹ لگانا ہے تو چلو وہابی ہی سہی۔

اہلحدیث کا مذہب {مصنف مولوی ثناء اللہ صاحب ص ۲۰

اِنْ كَانَ تَوْحِيدُ الْاِلَهِ تَوْحُّبًا فَلْيَشْهَدْ الشَّقْلَانِ اِنِّي وَاهِبِي
(یعنی اگر توحید خداوندی سے آدمی وہابی بنتا ہے تو جنوں اور انسانوں تم گواہ رہو ہم وہابی ہیں)

بجلی اسمانی {مولوی نور حسین گمر جاکھی ص ۶

ہن میں لکھ عقیدے تیرے دیاں جواب شتابی یاد کریں گا تو بھی مینوں ملایا اک، وہابی مولوی اسماعیل صاحب غزنوی نے ”تحفہ وہابیہ“ کے نام سے ایک کتاب کا ترجمہ لکھا۔ جس کا نام پہلے گزر بھی چکا ہے۔ اور مولوی ثناء اللہ صاحب نے تحریک وہابیت ایک رسالہ کا نام رکھا۔ اگر یہ لفظ برا تھا تو انہوں نے اس عنوان سے اپنی کتابوں کی اشاعت کیوں فرمائی۔ اب وہابیہ کے چیدہ چیدہ عقائد ملاحظہ فرمائیے۔

غیر مقلدین وہابیوں کا خدا

مولوی وحید الزماں کے مترجم قرآن مجید کے حاشیہ ص ۶۰ پر لکھا ہے۔
(اللہ) جب کرسی پر بیٹھتا ہے تو چار انگل بھی بڑی نہیں رہتی ہے۔ اور اس کے بوجھ سے چرچر کرتی ہے۔

غیر مقلدین وہابیہ کے نزدیک صفات الہیہ ہادشہ ہیں

کنز الحقائق مؤلفہ وحید الزمانہ ص ۴ و ۳ { اللہ تعالیٰ کئی ناموں اور صفتوں سے موصوف ہے۔ جو قرآن حدیث میں آئی ہیں۔ ان میں سے بعض ذاتیہ قدیم ہیں۔ جیسے حیات، علم، قدرت، ارادہ، مشیت، سمع، بصر اور قوت الکلام، اور بعض فعلیہ حادثہ ہیں۔ جیسے کلام کرنا اور عرش پر استوار کرنا وغیرہ۔

غیر مقلدین وہابیوں کا کلمہ

فتاویٰ نذیریہ { ۱/۴۴۹ } سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ وظیفہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا جائز ہے یا نہیں۔ بینوا وتوجروا۔ الجواب وظیفہ مجموعہ لا الہ الا اللہ محمد رسول کا ثابت نہیں ہے۔ وظیفہ کے واسطے صرف لا الہ الا اللہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم حررہ اسید ابوالحسن عفی عنہ سید نذیری حسین۔

غیر مقلدین وہابیوں کا نیا قرآن اور نیا رسول

سوانح عمری مولوی عبداللہ صاحب امرتسری ص ۳۵، ۳۶، ۳۷ { اور فرماتے تھے (مولوی عبداللہ صاحب) کہ الہام ہو افاذا قرأناہ فاتبع قرآنہ ثم ان علینا بیانہ یعنی جو کچھ الہام ہوتا ہے اس کے لفظ یاد رکھئے۔ اور اس کا بیان کرنا تفسیر ہمارا ذمہ ہے اور فرماتے تھے الہام ہو اواما من خاف مقام ربہ الا یہ یعنی اے پر وہ شخص کرڈرا اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے اور یہ بھی الہام ہوا۔ کہ ہمیشہ بدل خود مطالعہ کردہ باش مباداہ دائے ازما سوای بنشید یعنی ہمیشہ اپنے دل میں جھانکے رہو ایسا نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کدورت بیٹھ جاوے۔ اور شہر دہلی میں یہ الہام ہوا۔ ولا تمدن عیالک الی مامتعباہ ازواجاً منهم زهرة الحیوة الدنیا اور باغ سکندر یہ میں یہ الہام ہوا

قل الا زواجک والا ولادک واتباعک قومو اللہ فانتین یعنی کہدے اپنی بیویوں اور اولاد تا بعد اروں کو کرکھڑے ہو جاؤ اللہ کے لئے تابع دار ہو کر۔ اور اس کے اخیر میں یہ الہام ہونا جلیسک وانیسک فلاتحزن یعنی میں تیرا مددگار ہوں تو غم نہ کھا۔ اور یہ بھی الہام ہوا ولا تنس ما ودعت فی قلبک فان رویا المومن جزع من ستہ واربعمین جزء من النبوة یعنی جو تدبر اور تفکر قرآن کا تیرے دل میں ہم نے ڈال دیا ہے اس کو مت بھول۔ کیونکہ مومن کا خواب ایک حصہ ہے نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے۔ اور فرماتے تھے۔ دہلی میں یہ الہام ہوا ولا تطع من اغفلنا قلبہ عن ذکرنا واتبع هواہ وکان امرہ فرطا اور فرماتے تھے تین بار یہ الہام ہوا واللہ علی الناس حج البيت من استطاع الیہ سبیلا اور فرماتے تھے الہام ہوا ولسوف یعطیک ربک فترضی یعنی البتہ جلدی دے گا تجھ کو رب تیرا۔ پھر تو خوش ہو جاوے گا۔ اور فرماتے تھے الہام ہوا الم نشرح لک صدرک۔ یہ وہابیوں کے نئے قرآن اور منصوعی نبی بعض اخزاعی الہام تھے جو وہابیوں کے امام کے مختلف مقامات پر ہوئے۔ کیا یہ غلام احد قادیانی سے کم ہیں۔

فرقہ وہابیہ کے امام مولوی ثناء اللہ صاحب نے سو سے زیادہ آیات کی تحریف کی اور معجزات انبیاء کا بھی انکار کیا۔ یہ تمغہ بھی فرقہ وہابیہ کو زیبا ہے۔

وہابیوں کے مذہب میں نبی ﷺ کے روضہ اطہر

و دیگر انبیاء و صلحاء کے مزارات پر جانا شرک ہے

فتح المجید شرح کتاب التوحید ص ۲۱۵ {وفی الحدیث دلیل علی منع شد الرجال الی قبرہ ﷺ والی غیرہ من القبور والمشاہد لان دالک من اعباد ابل من اعظم اسباب الاشراک باصحابہا وھذہ

هِيَ الْمَسْأَلَةُ الَّتِي أَفْتَى فِيهَا شَيْخُ الْإِسْلَامِ رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ أَعْنَى مَنْ سَافَرَ مَجْرِي زِيَارَةِ قُبُورِ الْأَنْبِيَاءِ وَالصَّالِحِينَ (اور حدیث میں دلیل ہے نبی ﷺ کی قبر کی طرف سفر کرنے کی ممانعت پر اور اس کے علاوہ باقی قبور اور زیارتوں کی طرف بھی اس واسطے کہ یہ عیدوں سے ہے۔ بلکہ شرک کے بڑے اسباب سے ہے اس کے اہل کے ساتھ اور یہی مسئلہ ہے جس میں ابن تیمیہ نے فتویٰ دیا۔ یعنی جس نے محض انبیاء اور صالحین کی قبور کے واسطے سفر کیا۔ میں بھی یہی عقیدہ رکھتا ہوں)

رحلة الصديق صفته صدیق حسن خان ص ۷۹ {وَالسَّفَرُ الْمُجَرَّدُ الزِّيَارَةِ فِيهِ نَزَاعٌ وَمَنْ سَافَرَ لِمُجَرَّدِ قَبْرِ فَلَمْ يَذَرْ زِيَارَةً شَرْعِيَّةً بَلْ بَدْعِيَّةً (محض زیارت۔ کے واسطے سفر کرنا اس میں نزاع ہے اور جس نے سفر محض قبر کے واسطے کیا تو اس نے زیارت شرعیہ نہیں کی بلکہ بدعت کی ہے)

عرف الجادی ص ۲۴۹ {ووجه مع از سفیر زیارة خواہ قبور انبیاء باشد یا غیر ایشاں آنست کہ دلیله بر جواز آں از کتاب دست یا اجماع یا قیاس قائم یست (زیارت کے سفر سے منع کرنے کی وجہ خواہ انبیاء کی قبور ہوں یا ان کے سوا یہ ہے کہ کوئی دلیل اس کے جواز پر کتاب اور سنت یا اجماع یا قیاس سے قائم نہیں ہے۔

فقہ محمدیہ کلاں ص ۱۰۵ {مکان متبرک کی رف سفر کر اور ست نہیں برابر ہے کہ کسی نبی کی قبر ہو یا ولی کی۔ لیکن اگر تقرب الی اللہ مقصود نہیں بلکہ کوئی اور حاجت ہو مانند تجارت اور سیکھنے علم وغیرہ کے تو اس کے لئے ہر جگہ اور ہر نکام کی طرف سفر کرنا درست ہے بالا جماع۔

مسئلہ سماع موتی مصنفہ حافظ عبد اللہ صاب {طالب علم اور دیگر ضروریات کے لئے سفر کا کوئی ہرج نہیں۔ صرف کسی جگہ کی طرف جس میں قبر نبوی بھی داخل ہے ثواب کی نیت سے سفر کرنا جائز نہیں۔

تحفہ وہابیہ مصنفہ الماعیل غزوی ص ۱۶-۱۵ {

آستانوں کی زیارت کیلئے شدہ حال اس میں کیا شان پرستاری اصنام نہیں باوجودیکہ مساجد کی طرف چل کر جانے میں بے شمار فضائل مروی ہیں تو پھر قبور کی طرف سفر کر کے جانا کیونکہ شرعاً جائز اور موجب ثواب دے سکتا ہے بلکہ یہ تو بطریق اولیٰ ممنوع ہوگا۔

مذہب وہابیہ کے نزدیک دنیا کے ہر گوشہ میں سفر کرنا جائز ہے۔ لیکن روضہ مطہرہ حضور اکرم ﷺ و مزارات دیگر انبیاء و صلحاء کی طرف سفر کرنا گناہ ہے یہ ہے فرقہ وہابیہ کا رسول اللہ ﷺ سے اور بیعت رسول اللہ ﷺ یہ ہے فرقہ وہابیہ کا رسول اللہ ﷺ سے اور بیعت رسول اللہ ﷺ سے حسد اور بغض۔ تو بھلا مذہب رسول ﷺ سے ان و کیا تعلق۔ جس کی ذات سے حسد اس کے مکان کی طرف جانا گناہ تو اس کے رستے کی طرف جانا کیسے ثواب ہو سکتا ہے۔ محبوب کی ہر چیز محبوب ہوتی ہے۔ اور دشمن کی ہر چیز دشمن خداوند کریم چونکہ آپ کے محبت ہیں اس واسطے آپ پر صلوٰۃ و سلام بھیجتے ہیں۔ اور لاکھوں ملائکہ روضہ مطہرہ کے گرد مؤدبانہ صلوٰۃ و سلام پڑھتے ہیں۔ اور مومنین بھی اسی جماعت میں وہاں جا کر شمولیت کرتے ہیں۔ لیکن وہابیوں کو وہاں سے نفرت ہوتی ہے۔ اور وہابی اگر نسیانا چلا بھی جائے تو مشرک بدعتی ہو جاتا ہے۔ یہ ہے شان وہابیت ہاں البتہ حنفی وہاں جانے سے مشرک اور بدعتی نہیں ہوتا بلکہ وہاں جا کر گناہ سے پاک اور مبرا ہوتا ہے۔ چنانچہ آپ کا روضہ اطہر دنیا کے تمام مقامات سے بالاتر ہے۔ بیت اللہ ہو یا غیر۔

وہابیوں کے مذہب میں بیت رسول ﷺ کی قدر

تطہیر الاعتقاد ص ۲۶ {فان قلت هذا قبر رسول الله ﷺ وسام قد عبرت عليه قبة عظيمة انفقت فيه الاموال قلت هذا جهل عظیم بحقیقة الحال (پھر اگر تو کہے کہ اس رسول ﷺ کی قبر پر ایک بڑا قبہ تعمیر کیا گیا ہے۔ جس میں بہت مال خرچ کیا گیا ہے۔ تو میں کہتا ہوں یہ حقیقت بڑی جہالت ہے۔)

فتح المجید ص ۲۰۸ {فان هذه القاب التي صارت اعظم ذریعة الشرك والاحاد واکبر وسیلة الى هدم الاسلام وخراب بنيانه غالب (پھر یہ تمام قبے شرک اور الحاد کا بڑا ذریعہ ہیں اور اسلام کو مٹانے اور اس کی بنیادوں کو خراب کرنے کی طرف زبردست ہیں۔

وبل الغمام لشوکانی {فما اقبح ما ابتدعه الجهلة من زخرفة القبور وتشيدھا وما اسرع ما خالفوا وصية رسول الله ﷺ عند موته فجعلوا قبره على هذه الصفة التي هو اعلیها الان وقد شذمن عضد هذه البدعة.

عرف الجادی ص ۱۰۰ {ما واز بنا بر قبر نبی آمدہ پس ہر چہ مرفوع یا مشرف بودن قبر لغتہ راست اید از منکرات شریعت باشد وانکار بر آں و برابر ساختنش بخاک واجب است بر مسلمین بدوں فرق در آنکہ گور پیغمبر باشد یا غیر او۔

ان عبارات مذکورہ بالا سے صاف ظاہر ہے کہ وہابیہ کے نزدیک روضہ رسول اللہ ﷺ کو شہید کرنا واجب ہے۔ اور اسی حالت میں بلند رہنا ان کے نزدیک گناہ ہے جو آپ کے مکان کو دنیا میں بلند نہیں دیکھ سکتے۔ بلکہ نظروں کے سامنے نہیں کر سکتے۔ آپ کے اسم پاک کو بلند نہیں پڑھنے دیتے۔ افسوس آج مسلمانوں کے سامنے وہ منافقانہ شکل سے لوگوں کو دھوکا دیتے ہیں۔ مسلمانوں (ایسے عقائد سن کر پڑھ کر بھی اگر تم جہنم کا ایندھن بنو تو اس سے اور زیادہ کیا بد قسمتی ہو سکتی ہے۔

احناف کے نزدیک محض نبی ﷺ کی نیت سے یا
روضہ اطہر کی طرف سفر کرنا قرآن کریم و احادیث
صحیحہ و اجماع سے ثابت ہے۔

نساء {۵/۹} وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا إِلَى مَا أَنْزَلَ اللَّهُ وَإِلَى الرَّسُولِ رَأَيْتَ
الْمُنَافِقِينَ يَصُدُّونَ عَنْكَ صُدُودًا (اور جب کہا جاتا ہے ان کو تم اس چیز کی
طرف آؤ جو اللہ نے اتاری ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ کی طرف تو آپ منافقین کو
ملاحظہ فرمائیں گے وہ آپ سے منہ پھیرتے ہیں پوری طرح منہ پھیرنا)
معلوم ہوا کہ جب رسول اللہ ﷺ کی طرف اور قرآن شریف کی طرف بلایا
جائے تو منافقین پوری طرح آپ سے منہ پھیر جاتے ہیں۔ مومن کی یہ شان نہیں۔

نساء {۵/۱۴} وَمَنْ يَخْرُجْ مِنْ بَيْتِهِ مُهَاجِرًا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ ثُمَّ يُدْرِكُهُ الْمَوْتُ
فَقَدْ وَقَعَ أَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا (اور جو شخص نکلتا ہے اپنے گھر
سے ہجرت کرنے والا اللہ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کی طرف پھر اس کو موت لے لے
لیا تو اس کا اجر اللہ پر لازمی ہے اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے)

تفسیر ابن عباس ص ۶۳ {وَمَنْ يَخْرُجْ مِنْ بَيْتِهِ} بِمَكَّةَ (مُهَاجِرًا إِلَى
اللَّهِ) إِلَى طَاعَةِ اللَّهِ (وَرَسُولِهِ) إِلَى رَسُولِهِ بِالْمَدِينَةِ (ثُمَّ يُدْرِكُهُ الْمَوْتُ)
بِالتَّعْلِيمِ (فَقَدْ وَقَعَ أَجْرُهُ) وَجِبْ ثَوَابُ هِجْرَتِهِ (عَلَى اللَّهِ)

اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ جو شخص رسول اللہ ﷺ کی طرف اپنے
مکان کو چھوڑ کر مکہ معظمہ ہو یا غیر پہنچے تو اس کا ثواب اللہ تعالیٰ پر لازمی ہے اور دوسرا
امریہ بھی ثابت ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کی طرف سر کرنا اللہ کی طرف پہنچنا ہے۔ جو
رسول اللہ ﷺ سے روکتا ہے وہ اللہ سے روکتا ہے اور جو بیت رسول ﷺ کے شہید

کرنے کو جائز سمجھتا ہے یا واجب تو اس کے دونوں جہانوں کے مکانوں کو برباد کرنا اللہ تعالیٰ پر واجب ہے۔ اور بیت رسول ﷺ بلکہ بیوت رسول ﷺ جن کی شان میں اللہ تعالیٰ نے ایک خاص سورہ حجرات نازل فرمائی اور آپ کے بیوت کی توقیر بیان فرمائی تو ان کی طرف نگاہ بد سے دیکھنے والے کو اللہ تعالیٰ دین و دنیا میں نظر غضب سے اپنی لعنت کا مستوجب قرار دیتا ہے۔

نساء {۵۹} وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا رَحِيمًا (اور اگر یہ لوگ اپنے نفسوں پر ظلم کر کے جناب کی خدمت اقدس میں حاضر ہو جائیں تو اللہ سے بخشش طلب کریں اور ان کے لئے رسول اللہ ﷺ بھی بخشش کے خواہاں ہوں تو وہ اللہ تعالیٰ کو بڑا توبہ قبول کرنے والا رحم کرنے والا پائیں گے۔)

اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ ہر گھنگار کو لازمی ہے کہ وہ دربار رسالت میں پہنچے جس میں اس بات کی تمیز نہیں فرمائی کہ تاحین حیات دنیاوی ہی پہنچا جائے بد میں نہیں بلکہ لو حرف شرط سے حکم عام کر دیا۔ کہ جب کوئی ظالم ظلم کرے قبل از وصال ہو یا بعد از وصال تو اس کی بخشش کے واسطے نبی ﷺ کا دربار کھلا ہے۔

منفقون پ {۲۸} وَإِذْ قِيلَ لَهُم تَعَالَوْا يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُولُ اللَّهِ لَوَّوْا رُءُوسَهُمْ وَرَأَتْهُمُ بِصُدُونٍ وَهُمْ مُسْتَكْبِرُونَ (اور جب ان کو کہا جاتا ہے آ جاؤ تم بخشو! لیں گے رسول اللہ ﷺ تو اپنے سروں کو وہ پھیرتے ہیں۔ وراپ انکو دیکھیں گے کہ وہ تکبر کرتے ہوئے منہ پھیرتے ہیں۔)

زید { کیا وجہ ہے کہ یہ وہابی آپ کے پاس جانے سے چراتے ہیں۔

”محمد عمر“ اس کا سبب خاص ہے کہ اگر ہم اس کو بیان کریں۔ تو اللہ تعالیٰ شاید ان کو ہدایت

دیدے۔ حقیقت یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کو اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے ارشاد فرمایا ہے۔

یوسف {۱۳} قُلْ هَذِهِ سَبِيلِي أَدْعُو إِلَى اللَّهِ عَلَى بَصِيرَةٍ أَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِي (فرمادیجئے یا رسول اللہ ﷺ یہی ہے میرا راستہ میں اللہ کی طرف بلاتا ہوں۔ میں بنیائی پر ہوں اور میرا متبع بھی)

معلوم ہوا کہ جو آپ کے راستے سے متفر ہے وہ اللہ سے متفر ہے اور فرمایا انعام {۱۹} وَأَنَّ هَذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ (فرمایا بلا شک یہی میرا راستہ سیدھا ہے تو تم اس پر چلو)

”وہابی“: یہ زندگی میں ہوگا مرنے کے بعد کب ہو سکتا ہے۔

”محمد عمر“: نبی ﷺ سے ہی دریافت فرمائیں۔

کنز العمال {۹۹} مَنْ حَجَّ فَرَّارَ قَبْرِى بَعْدَ وَفَاتِى كَانَ كَمَنْ زَارَنِى فِى حَيَاتِى (جس شخص نے حج کیا پھر میری قبر کی زیارت کی میرے وصال کے بعد ایسے ہوا جیسا کہ کسی نے میری حیاتی میں زیارت کی)

ثابت ہوا کہ نبی ﷺ کی حیات و ممات یکساں ہے۔

دارقطنی {۲۹} حدیث مذکورہ بالا کو باسند بیان کیا گیا ہے۔

ابن ماجہ ص ۱۹۹} فَنَبِىُّ اللَّهِ حَتَّى يُرْزَقَ (نبی ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کا نبی زندہ

ہے۔ رزق دیا جاتا ہے) نبی اس کو لباس و خوراک اللہ کی طرف سے پہنچتے ہیں اور یہی

زندہ ہونے کی دلیل ہے۔ معلوم ہوا کہ آپ کی حیات و ممات یکساں ہیں۔

مسلم شریف ص ۱۳۱ نسائی شریف ص ۲۸۵ مستدرک ص ۳۷۶} قَدْ رَسُوْلُ

اللہ ﷺ كُنْتُ تَهِيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُورِ فَرُؤُهَا (نبی ﷺ نے فرمایا کہ

میں نے تمہیں زیارت قبور سے منع کر یا تھا۔ پس اب تم زیارت کر لیا کرو)

جب نبی ﷺ ے عام قبور کی زیارت کا ارشاد فرمایا اور زیارت قبور سفر سے سے ہی ہو سکتی ہے تو روضہ اطہر کی زیارت کو جانا بطریق اولیٰ ضروری ہوا۔ کیونکہ زور و صیغہ امر ہے۔

بیہقی شریف {۵/۳۴۹} عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدٍ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ نُرِيدُ قُبُورَ الشَّهَدَاءِ حَتَّى إِذَا أَشْرَقْنَا عَلَى حَرَّةٍ وَاقِمِ فَلَمَّا تَدَلَّيْنَا مِنْهَا فَإِذَا قُبُورٌ بَجَلِيَّةٍ قَالَ قُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَقْبُورًا إِخْوَانِنَا هَذِهِ قَالَ قُبُورُ أَصْحَابِنَا فَلَمَّا جِئْنَا قُبُورَ الشَّهَدَاءِ قَالَ هَذِهِ قُبُورُ إِخْوَانِنَا

ابوداؤد {۱/۲۸۶} مذکورہ بالا حدیث اس میں موجود ہے۔ اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ نبی کریم ﷺ قبور کی زیارت کے واسطے سفر کر کے تشریف لے جایا کرتے تھے۔

ابوداؤد {۱/۲۸۶} عَنْ نَافِعٍ قَالَ رَأَيْتُ ابْنَ عُمَرَ إِذَا ذَهَبَ إِلَى قُبُورِ الشَّهَدَاءِ عَلَى نَاقَتِهِ رَدَّهَا هَكَذَا فَقِيلَ لَهُ فِي ذَلِكَ فَقَالَ إِنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فِي هَذَا الطَّرِيقِ عَلَى نَاقَتِهِ (حضرت نافع سے روایت ہے کہ میں نے عبداللہ بن عمر کو دیکھا۔ کہ جب وہ اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر شہداء کی قبور کی طرف گئے۔ اور اس اونٹنی کو ایسے اور ایسے موڑا تو ان کو اس کے متعلق کہا گیا۔ تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنی اونٹنی پر اس راستے میں دیکھا)

فرمائیے نام کے اہلحدیثیو اب تو بلند آواز سے آمین پکار دو اور شد رحال سے زیارت قبور کے واسطے جانا سنت کہد و اور عمل بھی کرو کیونکہ نبی ﷺ کا بمع صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین سفر کر کے جانا اور آپ کے بعد اسی سنت پر عمل کرنے کے واسطے صحابہ کرام کا عمل ثابت ہونا یہ ایک جزو ایمان ہے۔

”وہابی“: لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ إِلَّا إِلَى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ کا مطلب کیا ہوا؟

”محمد عمر“: یہ حدیث منسوخ ہے۔ ملاحظہ ہو۔

شرح نخبۃ الفکر ص ۴۶ {يُعْرِفُ النَّسْخُ بِأُمُورٍ أَصْرَحُهَا مَا وَرَدَ فِي لَنْصَ
لِحَدِيثِ بَرِيْدَةَ فِي صَحِيحِ مُسْلِمٍ كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُورِ
فَزُورُوهَا الْخ

(امام قسطلانی نے لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ کی حدیث کے متعلق لکھا ہے کہ اس
حدیث کو کوئی امور سے منسوخ کیا گیا ہے۔ جو نص میں وارد ہے۔ بریدہ کی حدیث
سے جو صحیح مسلم میں موجود ہے كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ الرِّحَالُ دوسری حدیث۔

بخاری شریف ۱/۱۵۹ مسلم شریف ص ۲۲۸ {عَنْ ابْنِ عَمْرِو قَالَ كَانَ

النَّبِيُّ ﷺ يَأْتِي مَسْجِدَ قُبَاءٍ كُلَّ سَبْتٍ مَاشِيًا وَرَاكِبًا وَكَانَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ
عُمَرَ يَفْعَلُهُ (ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ ہمیشہ ہر ہفتے کو کبھی پیدل اور کبھی اسوار
ہو کر مسجد قباء تشریف لاتے تھے۔ اور عبد اللہ بن عمر بھی اسی فعل کو ہمیشہ کرتے تھے)

علامہ ابن حجر نے ان دونوں حدیثوں سے ثابت کیا کہ لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ
کی حدیث منسوخ ہے۔

جواب نمبر ۲ مختصر معانی ص ۱۰۵ {إِنَّ السَّفَى فِي الْإِسْتِنَاءِ الْمُفْرَغِ الَّذِي

حُذِفَ فِيهِ الْمُسْتَنَى مِنْهُ وَأُعْرِبَ مَا بَعْدَ إِلَّا بِحَسَبِ الْعَوَامِلِ يَتَوَجَّهُ إِلَى
مُقَدَّرٍ وَهُوَ مُسْتَنَى مِنْهُ لَأَنَّ إِلَّا لِلْإِخْرَاجِ يَقْتَضِي مَخْرَجًا عَامًّا لِتَنَاوُلِ
الْمُسْتَنَى وَغَيْرِهِ فَيَتَقَّقُ الْإِخْرَاجُ مُنَاسِبًا لِلْمُسْتَنَى فِي جِنْسِهِ بَانَ يَقْدَرُ.

مطول ص ۳۷۵ {میں بھی یسے ہی لکھا ہے۔

ثابت ہوا کہ استثنیٰ مفرغ جس میں کہ مستثنیٰ منہ حذف کیا گیا ہو۔ جیسا کہ
لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ الا الاثنتہ ماجد میں ہے۔ اس میں الا کے ماقبل مستثنیٰ منہ مذکور

نہیں ہے تو اس میں مستثنیٰ منہ کو مقدر مانا جائے گا۔ کیونکہ الا اخراج کے لئے آتا ہے اور اخراج مخرج عام کو چاہتا ہے۔ لہذا مستثنیٰ منہ کا مقدر ماننا ضروری ہوا اور وہ مستثنیٰ کی جنس سے ہی مقدر مانا جائے گا۔ ثلثہ مساجد جو مستثنیٰ ہے اس کی جس سے ہی لاتشد الرحال کے جملہ میں الا کے مقابل مساجد کو ہی مقدر مانا جاسکتا ہے نہ کہ کچھ اور لہذا باقی مساجد کو طرف شد الرحال سے اس حدیث میں ممانعت ثابت ہو۔ اور سدر حال باقی مساجد کی طرف نبی ﷺ کی مذکورہ بالا حدیث سے جائز ثابت ہوتا اور یہ حدیث لاتشد الرحال والی اس حدیث سے منسوخ ثابت ہو چکے ہیں۔ یہ کہ زیارت قبل کا سفر جیسا کہ تم نے سمجھا ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ فرقہ وہابیہ روضہ اطہر کی طرف جانے سے مطلقاً اسو سطلے منع کرتے ہیں کہ اگر روضہ اطہر پر چلے گے تو کہیں کفر و نفرت سے دھل نہ جائیں جیسا کہ نبی ﷺ کا ارشاد ہے۔

کنز العمال {۶/۸۴۸} غُبَارُ الْمَدِينَةِ شِفَاعٌ مِّنَ الْجَذَامِ (مدینہ طیبہ کا غبار کوڑھ سے شفا بخشتا ہے)

غُبَارُ الْمَدِينَةِ يُبْرِئُ الْجَذَامِ (مدینہ طیبہ کا غبار جذام سے بچا دیتا ہے)
 غُبَارُ الْمَدِينَةِ يُطْفِئُ الْجَذَامِ (مدینہ طیبہ کا غبار جذام کو مٹا دیتا ہے)
 نبی ﷺ سے مدینہ طیبہ کے غبار کی شان ایسے ثابت ہوئی جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ پھیرے سے کوڑھی درست ہوتا تھا۔ وہابی بھی اسی وجہ سے مدینہ طیبہ کی طرف سفر کر کے جانا شرک کہتا ہے۔ کہ اگر مدینہ کے بازاروں میں کبھی چلا گیا تو ایسا نہ ہو کہ اندر کا کوڑھ چلا جائے۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو اپنے محبوب ﷺ کے روضہ اطہر کی زیارت نصیب فرماوے۔ اور آپ کے بعض حاسدوں کے دلوں سے نکالے۔ اور۔ راہ راست پر چلنے کی توفیق عطا فرماوے۔ خصوصاً مدینہ طیبہ کے راستہ کی۔ کیونکہ نبی ﷺ نے فرمایا ہے۔

کنز العمال {۳۸/۶} مَنْ اسْتَطَاعَ أَنْ يَمُوتَ بِالْمَدِينَةِ فَلْيَفْعَلْ فَإِنِّي أَشْفَعُ لِمَنْ يَمُوتُ بِهَا (جو شخص مدینہ میں مرنے کی طاقت رکھے تو چاہیے کہ ایسا کرے۔ کیونکہ میں یہاں مرنے والوں کی شفاعت کروں گا۔)

اس حدیث پاک سے نبی ﷺ کے شفیع مطلق ہونے کی زبردست دلیل ہے۔ وہابیہ چونکہ نبی ﷺ کی سفارش کے اور امداد کے منکر ہیں اس واسطے ان کا خیال ہے کہ شاید اگر وہاں جان نکل گئی ایسا نہ ہو کہ آپ ہماری بھی امداد فرمائیں۔ لیکن یہ ان کا خیال غلط ہے۔ کیونکہ جب تک کہ وہ اپنے وجودوں سے حسد کو نکال کر نبی ﷺ کی محبت میں سرشار ہو کر بنیت صحیحہ مدینہ طیبہ نہ جائیں۔ تب مومن نہیں۔ اور جب تک مومن نہ ہو تب تک شفاعت نصیب نہیں۔ چوتھی وجہ روضہ اطہر سے منع کرنا اس سبب سے ہے کہ آپ نے فرمایا۔

بخاری شریف ۱۵۹ کنز العمال ۶/۲۵۴ مسلم شریف ۲/۲۴۶ {۲۴۶} عَنْ ابی ہریرۃ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ مَا بَيْنَ قَبْرِي وَمِثْرِي رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ (ابی ہریرہ سے روایت ہے۔ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے ہ میری قبر اور میرے منبر کے درمیان جنت کے باغوں سے ایک باغ ہے)

اللہ تعالیٰ جس مسلمان کو جنت سے بے نصیب رکھنا چاہتا ہے تو اس کو اس ریاض جنت سے بے نصیب رکھتا ہے۔

”وہابی“: نبی ﷺ نے فرمایا کہ لَا تَجْعَلُوا قَبْرِي عِيدًا میری قبر کو عید نہ بناؤ۔ اس حدیث پر عمل کرنے کے واسطے ہم نہیں جاتے۔

”محمد عمر“: اس کا مطلب تم نے سمجھا ہی نہیں۔ کیونکہ اس حدیث کا مطلب ”میری قبر کو عید نہ بناؤ“ یہ ہے کہ عید چونکہ سال بسال آتی ہے۔ جیسا کہ مثال مشہور ہے کہ جو

دوست دیر سے ملے اسے کہا جاتا ہے کہ تو عید کا چاند بن گیا ہے۔ یعنی دیر سے پہنچنا ہے یہی مطلب لَا تَجْعَلُوا قَبْرِي عِيدًا کا ہے یعنی میری قبر پر دیر سے نہ پہنچنا بلکہ فرمان الہی وَلَوْ أَنَّهُمْ أَذْطَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ كَوَيَّادٍ رُكَّعًا أَوْ رَاسِيٍّ پر عمل کرنا۔ جب گناہ کرو، جرم کرو تو عید کی طرح دیر سے نہ آنا بلکہ جلدی پہنچنا۔

دوسرا مطلب یہ ہے جو عید میں لوگ فاخرانہ لباس پہن کر جاتے ہیں۔ کیونکہ انہیں گناہ کی بخشش پر ناز ہوتا ہے۔ کہ ہم رمضان میں گناہ سے پاک ہو چکے ہیں اور عید میں شامل ہونا ہے۔ لہذا آپ نے روضہ اطہر پر آنے والے کو ایسی عید منانے سے روکا کہ میری قبر کو عید نہ بناؤ یعنی فاخرانہ لباس پہن کر میرے دربار میں حاضری نہ دینا بلکہ مجرمانہ حیثیت سے اپنے آپ کو ظاہر سمجھتے ہوئے وَلَوْ أَنَّهُمْ أَذْطَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ كَانَتْ نَفْسُهُمْ فِي رُكُوعٍ رُكَّعًا أَوْ رَاسِيٍّ میں داخل ہو کر جہاد و ک پر عمل کرنا تا کہ ملائکہ بھی تم کو پاک کر کے دربارِ مالت کے لائق بنادیں۔ اور جبرائیل علیہ السلام کی طرح ایسے مودبانہ داخل ہونا۔ کہ دبارِ اقدس میں حاضر ہو۔ تہی ویز کیہم کے اصول سے تمہاری صفائی جلدی ہو جائے۔

تیسرا مطلب یہ ہے کہ جیسا کہ تم عید میں تکبیریں پڑھتے ہو تا کہ ملائکہ کو معلوم ہو جائے کہ یہ عید منار ہے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ لَا تَجْعَلُوا قَبْرِي عِيدًا یعنی عید کی طرح بلند آواز سے میری جنت کے پاس صلوٰۃ اور دعائیں نہ پڑھنا۔ بلکہ آہستہ اور عجز سے آواز نکالنا۔ تا کہ ایسا نہ ہو کہ بجائے تزیین اور بخشش کے کچھلی عبادت بھی اِنْ تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ کے رو سے ضائع کر جاؤ۔

”وہابی“: حدیث شریف میں آتا ہے لَا تَجْعَلُوا قَبْرِي وَثْنًا يُعْبَدُ (میری قبر کو بت نہ بنانا جس کی عبادت کی جاتی ہے) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نبی ﷺ نے اپنی قبر پر متواتر جانے اور تعظیم کرنے سے منع فرمایا ہے۔ جیسا کہ بت پرست

کرتے ہیں۔ اور وہی تمہارا عمل ہے۔

”محمد عمر“: سبحان اللہ جناب تم نے تو علم غیب کا اپنی زبان سے اقرار کر لیا۔ کہ آپ نبی ﷺ کو علم غیب ضرور حاصل تھا۔ لیکن مذہبی تعصب سے زبانی اقرار نہیں کرتے۔ اور اس حدیث کے مطلب و غلط بیان کر کے عوام کی آنکھوں میں جادو کا کام کر رہے۔ و ہاتھی کے دانت دکھانے کے اور کاٹنے کے اور۔ کیونکہ حدیث پاک کا مطلب یہ ہے کہ میری قبر کو بت نہ بنانا۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ بت کسے کہا جاتا ہے اور بت کیوں فرمایا۔ ابراہیم علیہ السلام نے بت کے صفات بیان فرمائے یا بت لم تعبد مالا یسمع ولا یبصر ولا یغنی عنک شیئا (اے میرے باپ تو اس چیز کی کیوں عبادت کرتا ہے جو نہ سنتی ہے نہ دیکھتی ہے اور نہ تجھ سے کسی تکلیف کو دور کرتی ہے) ثابت ہوا کہ نبی کریم ﷺ کو علم غیب حاصل تھا۔ کہ ابھی وہ قوم پیدا ہی نہیں ہوئی جو آپ کی قبر کو بت سمجھے گی۔ لیکن آپ نے تیرہ سو سال پہلے ارشاد فرما دیا۔ کہ تم میری قبر کو بت نہ سمجھا یعنی جیسا کہ بت نہیں سنتا میری قبر کو ایسے نہ سمجھنا۔ کیونکہ میں سنتا ہوں اور بعد از وصال بھی سنتا رہوں گا۔ اور بت دیکھ نہیں سکتا۔ میری قبر کو بت نہ سمجھنا۔ بلکہ مجھے قبر میں بھی بصارت والا سمجھنا۔ کیونکہ میں قبر میں بھی بصیر رہوں گا۔ پھر فرمایا بت نہ سمجھنا۔ یعنی جیسا کہ بت پرست سے بت کسی تکلیف کو دور نہیں کر سکتا ایسا مجھے نہ سمجھنا کیونکہ میں رحمۃ للعالمین ہوں۔ تمہاری ہر تکلیف کو دور کرتا رہوں گا۔ حضور اکرم ﷺ سمیع نہ ہوں تو اللہ کا درود اور ملائکہ کا کیسے سن سکتے ہیں اور آپ کی چونکہ شان میں شاہد اللہ تعالیٰ فرما چکے ہیں۔ اس واسطے آپ کا مشاہدہ بھی ضروری ہے۔ اور کوئی وقت مشاہدے سے خالی نہیں۔ اور آپ لوگوں سے بہر طور خصوصاً مومنین کا تزکیہ نفس فرما کر اور عزیز علیہ ما عنتم سے لوگوں کی مشکل کشائی فرماتے ہیں۔ نبی ﷺ نے تو اس حدیث و بیان فرما کر تمہارا ایسا رد کیا اور اپنے علم کا ایسا اظہار فرمایا کہ تمہارے

تمام عقیدے کو فاذا ہوذا حق سے معاملہ صاف کر دیا۔ اور پھر عام قبور کے متعلق نبی ﷺ نے ادب کا سبق سکھایا۔

ابوداؤد {۲/۱۰۴} عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ لَآنْ یَجْلِسَ أَحَدُکُمْ عَلٰی جُمْرَةٍ فَتَحْرِقْ ثِیَابَهُ حَتّٰی تَخْلُصَ اِلٰی جِلْدِهِ خَيْرٌ لَّهِ مِنْ اَنْ یَجْلِسَ عَلٰی قَبْرِ (ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ اگر تم سے کوئی آگ پر بیٹھ جائے تو اس کے کپڑوں کو آگ جلادے یہاں تک کہ آگ اس کے چہرے تک پہنچ جائے اس کے واسطے اس سے بہتر ہے کہ قر پر بیٹھے)

دوسری حدیث میں مذکور ہے فاذا رَجُلٌ یَمْشٰی فِی الْقُبُورِ عَلَیْهِ نَعْلَانِ فَقَالَ یَا صَاحِبَ السَّبَّیْنِ وَیَحْکُ الْقَسْبَیْنِ (تو اچانک ایک آدمی قبور میں بمع جوتوں کے جا رہا تھا۔ تو نبی ﷺ فرمایا۔ اور جوتوں والے افسوس ہے تجھ پر اپنے جوتے اتار دو) یہ ہیں آداب قبور جو قبرستان میں آپ جوتالے کر بھی چلنے نہیں دیتے ایسا ادب حضور ﷺ نے فرمایا۔ کیا بقول تمہارے آپ نے لیٹے ہوئے بتوں کی تعظیم فرمائی۔ بیت اللہ کو تو بتوں سے ایسا صاف فرمائیں کہ قیامت تک وہاں بت نظر نہیں آئیں گے۔ اور اہل قبور کی قبور کا احترام نبی ﷺ پر زور فرمایا۔ اور مسلمانوں کو بت شکن بنا کر انبیاء علیہ السلام اور اولیاء کرام کے مزارات پر زور دھا سے زیارت کا حکم جاری فرمایا۔ تاکہ انبیاء اور اولیاء کی قبور کی زیارت کر کے مسلمانوں کے دلوں میں خشیت الہی پیدا ہو جائے۔ ہاں البتہ دیوبندیوں اور وہابیوں کی قبریں بموجب تمہارے عقیدہ کے ضرور بت ہیں۔ کیونکہ ان کے باشندے دنیا میں ایسے ہی تھے جیسے قبور میں۔

غیر مقلدین وہابیوں کی فقہ کے مسائل

(۱) فقہ محمدیہ کلاں مصنف محمد ابوالحسن مصنف فیض الباری ص ۱۲-۱۳ پیشاب اور جماع کے وقت ذکر کرنا مکروہ تنزیہی ہے تحریمی نہیں اگر کوئی ایسی حالت میں اللہ کا ذکر

کرے تو گہنگا نہیں ہوتا۔ پاخانہ سے وقت قبلے کی رف منہ کرنا اور پیٹھ دنیا مطلق جائز ہے۔ یعنی خواہ عمارتوں میں ہو یا میدان میں۔

(۲) فقہ محمد یہ کلاں ص ۱۲-۱۳ {جماع کے وقت قبلے کی طرف منہ کرنا جائز ہے۔ خواہ عمارتوں میں ہو یا میدان میں۔

(۳) فقہ محمد یہ کلاں ص ۲۳ {جب بچہ عورت کی فرج سے باہر نکلے اور اس پر فرج کی رطوبت ہو تو وہ بھی پاک ہے۔

(۴) فقہ محمد یہ کلاں ص ۲۴ {پاک ہے جو ٹھاکل درندے کا (وہابیہ کے نزدیک خنزیر کا جو تھا پاک ہے۔

(۵) فقہ محمد یہ کلاں ص ۳۶ {ہر جانور کا چمڑا رنگنے سے پاک ہو جاتا ہے یہاں تک کہ کتے اور خنزیر کا بھی چمڑے کا ظاہر بھی پاک ہو جاتا ہے اور باطن بھی۔

(۶) فقہ محمد یہ کلاں ص ۳۷ {چمڑاڑ کر رنگنے کی جگہ میں جا پڑے تو پاک ہو جاتا ہے۔

(۷) فقہ محمد یہ کلاں ص ۴۰ عرف الحادی ص ۱۰ {انسان کی منی پاک ہے۔ امام مالک اور امام حنفیہ کہتے ہیں کہ انسان کی منی ناپاک ہے۔ منی ہر چند پاک است۔

(۸) فقہ محمد یہ کلاں ص ۴۱ {زیادہ تر صحیح قویٰ ہے کہ کتے اور خنزیر کے سوا اور سب جانوروں کی منی پاک ہے۔

(۹) فقہ محمد یہ کلاں ص ۴۱ {عورت کی شرمگاہ کی رطوبت پاک ہے۔

(۱۰) فقہ محمد یہ کلاں ص ۶۱ {اگر قبل اور دبر کے سوا کسی اور جگہ سے خون نکلے تو اس سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ اگر جاری ہو خون سر سے پاؤں تک۔

(۱۱) فقہ محمد یہ کلاں ص ۶۱ { اور اسی طرح نہیں ٹوٹا وضو نکسیر پھوٹنے سے کہ وہ بھی مانند خون کے ہے۔

(۱۲) فقہ محمد یہ کلاں ص ۶۲ { اسی طرح وضو نہیں ٹوٹتا سنگی لگوانے سے۔

(۱۳) فقہ محمد یہ کلاں ص ۶۵ { اگر سارا حشفہ غائب نہ ہو یعنی بلکہ بعض غائب ہو اور بعض ہو اور بعض باہر رہے۔ تو اس کے ساتھ کوئی حکم متعلق نہیں۔ نہ اس پر غسل واجب ہوتا ہے اور نہ کوئی اور حکم اس کے ساتھ متعلق ہوتا ہے (یعنی حد نہیں لگتی)

(۱۴) فقہ محمد یہ کلاں حصہ دوم ص ۱۰۶ { اور جائز ہے عزل کرنا عورت سے۔

(۱۵) روضہ الندیہ ص ۲۳۶ { ویجوز ارضاع الکبیر ولو کان ذالحمیہ (اور جائز ہے بڑے کو دودھ پلانا۔ اگر چہ داڑھی والا ہو)

(۱۶) فقہ محمد یہ کلاں ص ۱۴۶ { لڑکے اور لڑکی کا نماز میں اٹھانا جائز ہے برابر ہے کہ فرضی نماز یا نفل ہو اور برابر ہے ہ امام ہو یا مقتدی یا اکیلا۔ اور اسی طرح نماز میں اٹھانا ہر جانور پاک کا پرندے اور بکری وغیرہ سے۔

(وہابیہ کے نزدیک امام مسجد وہابی جماعت بھی کرائے اور محلہ کے بچے بھی کھلائے تو نماز پڑھائے۔ اگر امام وہابیہ بیڑ بازی یا مرغ بازی نماز میں کرے تو مقتدیوں کو کوئی اعتراض نہیں) اور نہ نماز میں حرج ہے۔

قرآن کریم { قَوْمُ اللَّهِ قَانِتِينَ } (کھڑے ہو کر اللہ ہی کے واسطے فرمانبرداری کرنے والے)

قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ وَالَّذِينَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُونَ (تحقیق خلاصی پائی ان مومنوں نے جو اپنی نماز میں خشوع

کرنے والے ہیں۔ اور وہ لوگ وہی لغو سے منہ پھیرنے والے ہیں)

(۱۷) فقہ محمد یہ کلاں ص ۱۵۷ { اگر عورت مرد کے ساتھ کھڑی ہو جاوے تو جمہور علماء کے نزدیک اس کی نماز بھی نہیں ٹوٹی۔ اور حنفیہ کہتے ہیں کہ اگر مرد عورت کے برابر کھڑی ہو جائے تو مرد کی نماز ٹوٹ جاتی ہے۔

(آج کل مخلوطی تعلیم سے لوگ گھبراتے ہیں چہ جائیکہ مخلوطی نماز ہو)۔

(۱۸) عراف الجادی ص ۱۰ { پس دعویٰ نجس عین بودن سگ و خنزیر و پلید بودن خمر و دم مسفوخ و عیون مردار نام تمام است۔ پس کتے اور خنزیر کو نجس عین کہنا اور شراب اور خون بہنے والے اور عین مردار کا پلید ہونا صحیح نہیں۔

(۱۹) عراف الجادی ص ۱۱ { طہارت پاپوش آلودہ نجاست ہمیں سووئش بزمین است و بس در آں نماز گزاردن بمسجد در آمدن رواست و جائز است تا ذین محدث (نجاست سے لتھڑی ہوئی جوتی کا پاک ہونا یہی ہے کہ اس کو زمین سے رگڑا جاوے اور بس اسی میں نماز ادا کرنی اور مسجد میں داخل ہونا جائز ہے۔ اور جنبی اذان کہہ سکتا ہے۔)

غیر مقلدین و ہابیوں کے نزدیک اپنے نطفے کی لڑکی سے

نکاح جائز ہے

(۲۰) عراف الجادی ص ۱۰۹ { ونیست مجہ از برائے منع نکاح با دختر یکہ ایں کس باماورش زنا کردہ و ایں دختر بنت شرعی نیست تا داخل زیر قولہ تعالیٰ وَبَنَاتُکُمْ وَنَتوان گفت کہ اسم بنت لاحق مخلوقہ بار اوست زیرا کہ ایں طوق اگر بشرح است باطل است و اگر مراد آنست کہ غیر شرعی است پس مضرمانیست چہ اگر مخلوق از آب اوست لیکن آب نہ آبے ست کہ بداں لحوق نصب ثابت شدہ بلکہ آبے است کہ صاحب اور اجز جرد دیگر حاصل نیست۔

(۲۱) نزل الابرار ص ۲۱ {فلوزنا بامرة تحل له امها وبناتها وکذا لک

ابنه بامرة تحل لابیہ وکذا لک لوزنا ابوہ بامرة فتحل لابنه (اور اگر کسی شخص نے کسی عورت کے ساتھ زنا کیا تو اس کے واسطے اس کی ماں اور اس کی بیٹی حلال ہے۔ اور اسی طرح اس کا بیٹا ایسی عورت کے ساتھ جو اس کے باپ کے لئے حلال ہے۔ اور اسی طرح اگر کسی کے باپ نے عورت کے ساتھ زنا یا تو وہ عورت اس کے بیٹے کے لئے حلال ہے۔)

وہابیہ کے نزدیک مشیت زنی واجب ہے

(۲۲) عراف الجادی ص ۲۰ {بالجملہ استز ال منی بکف بانچیزے از جادات نزد دعا حاجت مباح است بلکہ گا ہے واجب گردد (الحاصل منی کا ہاتھ سے نکالنا یا کسی سخت چیز سے بوقت حاجت جائز ہے۔ بلکہ کبھی واجب ہو جاتا ہے)

وہابیہ کے نزدیک بجو کھانا جائز ہے

(۲۳) عراف الجادی ص ۲۳۵ {بجو صیدا است (بجو شکار ہے)

وہابیہ کے نزدیک کتا کنوئیں میں گر جائے

تو کنواں پاک ہے بشرطیکہ رنگ، بو و مزہ نہ بدلے

(۲۴) فتاویٰ نذیریہ ص ۱۱۱ {سوال چہ فرماتند علماء دین دریں مسئلہ کہ اگر سگ

در چاہ افتد چہ حکم است بنیو۔

الجواب: حکم چاہ مذکور آنست کہ اگر آپ آں چاہ از افتادن سگ متغیر نہ شدہ است

بلکہ بر حال خود است آں چاہ طاہر است۔

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر کتا کنوئیں میں گر پڑے کیا حکم ہے بیان کرو۔

الجواب: کنوئیں مذکور کا حکم یہ ہے کہ اگر پانی اس کنوئیں کا اُتاگرنے سے متغیر نہ ہوے بلکہ اپنی حالت پر ہے وہ کنواں پاک ہے۔

(۲۵) فتاویٰ نذیریہ ص ۳۲۸ {سجدہ تلاوت بے وضو نیز ثابت است (سجدہ تلاوت بے وضو بھی جائز ہے)}

(۲۶) اخبار المحدثین {۲۱- محرم ۱۳۳۰ھ مولوی ثناء اللہ نے دادی اور نانی کے ساتھ نکاح کرنے کو مباح اور جائز کر دیا۔ اور سوتیلے بھانجہ کی پوتی سے نکاح جائز کر دیا۔ (بحوالہ کتاب التوحید والسنہ مصنف عبد الاحد وہابی خانپوری)}

عراف الجادی ص ۳۷ {وہابیہ کے نزدیک عورت امام مقرر ہو سکتی ہے۔ وہابیہ کے نزدیک ساس سے جماع کرے تو عورت خود حرام نہیں ہوتی اور ساس سے نکاح جائز ہے۔}

(۲۷) نزل الابرار $\frac{2}{9}$ {وَلَوْ جَامَعَ امْرَأً تَه لَا تُحَرِّمُ عَلَيْهِ مَرْءٌ تَه (اور اگر کسی نے اپنی ساس سے جماع کیا تو اس پر اس کی عورت حرام نہیں ہوتی)}

(۲۸) نزل الابرار $\frac{2}{8}$ {وَكَذَلِكَ لَوْ جَامَعَ زَوْجَةً ابْنِهِ لَا تُحَرِّمُ عَلَى ابْنِهِ (اور اگر کسی شخص نے اپنے سگے بیٹے کی بیوی کے ساتھ جماع کیا تو اس کے بیٹے پر حرام نہیں ہوتی۔)}

وہابیہ کے نزدیک کنجری بازی جائز ہے

(۲۹) نزل الابرار ص ۳۳ {وَنِكَاحُ الْمُتَعَةِ وَالْمَوْقُوتِ وَكَذَلِكَ بَعْضُ أَصْحَابِنَا فِي نِكَاحِ الْمُتَعَةِ فَجَوَّزُوهَا لِأَنَّهُ كَانَ ثَابِتًا وَقَدْ وَقَعَ

الْإِجْمَاعُ عَلَيْهِ (اور نکاح متعہ اور وقت مقرر کر کے نکاح کرنا جائز ہے۔ اور اسی طرح ہمارے بعض اصحاب نے نکاح متعہ کو جائز رکھا ہے۔ اس واسطے کہ وہ ثابت ہے اور اس پر اجماع واقع ہے)

”وہابی“: تم نے ہمارے مذہب کے پول نکالے ہیں۔ لہذا میں تمہارے مذہب کے پول بھی ظاہر کرتا ہوں۔ ہدایہ میں لکھا ہے کہ جو شخص اپنی ماں بہن سے نکاح کرے تو امام ابوحنیفہ کے نزدیک اس پر حد واجب نہیں۔ خواہ اس کے ساتھ اس نے وطی بھی کی ہو اور اس کو جانتا بھی ہو۔

”محمد عمر“: جناب عرض یہ ہے کہ واقعی امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا ہے اس واسطے کہ حد شریعہ اس شخص کے واسطے ہوتی ہے جو شریعت کی حد میں رہ کر جرم کرے۔ کیونکہ جب اس پر شرعی حد لگ جاتی ہے۔ تو وہ شخص گناہ سے پاک ہو جاتا ہے۔ والدہ اور ہمشیرہ وغیرہ کے ساتھ وطی کرنے والا چونکہ ایمان سے نکل جاتا ہے۔ اس واسطیہ شرعی حد سے پاک نہیں ہو سکتا۔ جیسا کہ نبی ﷺ نے بھی فرمایا ہے:

بیہقی شریف ۳۴۷ ابن ماجہ ۱۸۷۱ عن ابن عباس قال قال رسول

اللہ ﷺ من وقع علی ذات محرم وقتلوه (ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ جو شخص ذی محرم سے زنا کرے تو اس کو قتل کر دو)

چنانچہ فتح القدیر وغیرہ میں بھی یہی فیصلہ کیا گیا ہے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے۔ زنا کی دونوں حدوں سے اس کو کوئی حد نہیں لگائی گئی۔ بلکہ شریعت کی حد توڑنے کی سزا قتل مقرر کی ہے۔

”وہابی“: تمہاری کتب فقہ میں لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص مجنونہ یا صغیرہ سے زنا کرے تو حد نہیں لگائی جاتی۔

”محمد عمر“: غلط ہے۔

ہدایہ ۱/۴۹۷ {وان زنی صحيح بمجنونة او صغيرة تجامع مثلها حد الرجل خاصة وهذا بالجماع (اگر صحیح نے دیوانی کے ساتھ زنا کیا یا صغیرہ سے جو قابل جماع ہو تو آدمی کو خصوصاً حد لگائی جاوے گی۔ اور یہ تمام احناف کا اتفاق مسئلہ ہے) ”وہابی“: تمہاری فقہ میں لکھا ہے کہ جس شخص نے چار پائے سے وٹلی کی تو اس پر حد نہیں۔ ”محمد عمر“: واقعی اس پر حد نہیں۔ کیونکہ اس پر زنا کی تعریف صادق نہیں آتی اس واسطے کہ شریعت میں زنا کہتے ہیں آدمی کا وطی کرنا عورت غیر مملوکہ کی قبل میں۔ اور اس وطی سے ان کو سزا دی جائے گی۔ ملاحظہ ہو۔

ہدایہ ۱/۴۹۵ {انہ یُعَزَّرُ بِمَا بَيْنَا اِمرِی من اتی بهيمة فاقتلوه واقتلوه (اس کو سزا دی جائے گی۔ جیسا کہ ہم نے بیان کیا۔ یعنی جس نے چوپائے سے وٹلی کی تو اس آدمی کو بھی اور چوپائے کو بھی قتل کر دو حدیث پاک میں بھی نبی ﷺ نے یہی سزا فرمائی ہے۔) بیہقی شریف ۳/۳۴۸ {من وقع علی بهيمة فاقتلوه (جو شخص چار پائے سے زنا کرے تو اس کو قتل کر دو)

”وہابی“: تمہارے مذہب حنفی میں متعہ جائز ہے۔ دیکھو ہدایہ تو تستحب المتعة لكل مطلقہ ہر مطلقہ کو متعہ مستحب ہے۔

”محمد عمر“: لعنة الله على الكاذبين

دیکھئے آپ کا بہتان

ہدایہ ص ۳۰۴ {وتستحب المتعة لكل مطلقه الا مطلقه واحدة وهي التي طلقها الزوج قبل الدخول بها وقد سمى بها مهرا (اور متعہ مستحب

ہے ہر مطلقہ کو سوائے ایک طلاق کے اور وہ وہ عورت ہے جس کو خاوند نے قبل دخول طلاق دی۔ اور اس کے لئے مہر مقرر کیا۔)

معلوم ہوا کہ یہاں سامان مراد ہے۔ دیکھئے (۳، ۴) میں لکھا ہے ثلثة اثواب من قسوة مثلها وهي درع وخمار وملحفة (اور متعہ تین کپڑے ہیں یعنی سامان اور وہ کرتہ ہے اور دوپٹہ اور چادر) حکم متعہ اس سے زیادہ صاف ملاحظہ ہو۔ ہدایہ اولین (۲۹۲) ونکاح المتعہ باطل (نکاح متعہ باطل ہے) ہاں البتہ تمہارے مذہب میں متعہ جائز ہے۔ اپنے مذہب کا عمل ہم پر چسپاں کرتے ہو۔ دیکھئے نزل الابرار (صفحہ ۳۳) جو پہلے گزر چکا ہے ملاحظہ ہو۔ اور یہ متعہ روافض کا شعار ہے۔ اسی واسطے آپ کو حضرت پیر پیراں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے روافض کی ایک جماعت سے شمار کیا ہے۔ ملاحظہ ہو غنیۃ الطالبین ص ۱۷۱ اما الرافضة فتفرقت اربع عشر فرقة القطعية والکیسانیة والمکبریة والمغیریة والمحمدیة الخ اور محمدی تم خود لکھواتے ہو۔ دیکھئے آپ کے اہام و مقتدا مولوی محمد اسماعیل صاحب ایضاح الحق میں فرماتے ہیں: خود را از منکاح چند محمدی باید ساخت۔ یعنی اپنے آپ کو محمدی لشکر میں منسلک کرو اور۔

معیار الحق { مصنفہ مولوی نذیر حسین ص ۸۱: آئمہ اہل سنت را برحق مے داند و خود را محمدی مے گوئد (آئمہ اہل سنت کو برحق جانے اور اپنے آپ کو محمدی کہلائے)

بجلی آسانی ص ۲۹ {

یعنی جیہڑا ہوگ محمدی اور جنت وچہ جاوے باجھ محمدیاں دے سبھنوں دوزخ حکم سناوے

حضرت پیر پیراں صاحب رحمۃ اللہ علیہ جن کی غنیۃ الطالبین کو پڑھ کر محفوظ ہوتے ہو وہ تم کو جو محمدی ہونے کے دعویدار ہو فرقہ ناجیہ سے خارج کر رہے ہیں۔

چونکہ آپ کو محمد بن عبد الوہاب نجدی کے متبعین محمدی کہلانے واوں کا غیبی علم تھے۔ اس واسطے انہوں نے محمدی کہلانے والوں کو پہلے ہی فرقہ ناجیہ سے خارج کر دیا۔ کیونکہ وہابیوں کا محمدی کہلانا اس بنا پر نہیں کہ وہ اپنے آپ کو نبی ﷺ کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ بلکہ اپنے آپ کو محمد بن عبد الوہاب کی طرف منسوب کرتے ہوئے محمدی کہلاتے ہیں۔ جیسا کہ قادیانی اپنے آپ کو غلام احمد قادیانی کی طرف منسوب کرتے ہوئے احمدی ہلاتے ہیں۔ جو ناواقف کو دھوکا ہوتا ہے۔ ایسے ہی تمہارا بھی محمدی کہلانا عوام الناس کو دھوکا دیتا ہے۔

پھر دوسری جگہ بھی حضرت غوث الاعظمؒ نے تمہارے برخلاف فتویٰ دیا ہے

غنیۃ الطالبین ص ۳۸ {روى عبد الله بن عمر عنهما انه قال قال رسول الله ﷺ ليس منا من حلق الشارب. ولان في ذالك مثنة وذهابا لماء الوجه وجماله في بقاء اصول الشعر زينة وجمال

(عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے۔ کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جس شخص نے مونچھیں منڈائیں وہ ہم سے نہیں ہے اور اس واسطے کہ اس میں بچہ پن ہے۔ اور چہرے کی رونق چلی جاتی ہے۔ اور چہرے کی خوبصورتی اور زینت منچھوں کی جڑوں کو باقی رکھنے میں ہے)

اب تم اپنے گریبان میں منہ ڈال کر سوچو کہ تمام فرقہ وہابیہ عموماً مونچھیں منڈواتے ہیں۔ کیا نبی ﷺ کی امت میں داخل ہیں یا خارج۔ باقی قابل نور یہ امر ہے کہ یہ فرقہ یا یہ عقیدہ کب سے شروع ہوا ہے۔

سب سے پہلا محض کوری توحید کا قائل انبیاء اور اولیاء کا حاسد اور ان کے مقابلہ میں اپنے آپ کو اہل خیر منہ کی بڑ لگانے والا اور اپنے علم سے انبیاء کے علم کو کم سمجھنے والا اور عبادت الہیہ کا پرانا دعویٰ راہلیس تھا جو اپنے نبی ولی کی عزت کو کم سمجھنے

لگا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کی تمام عبادت ضبط کر کے فاخرج منها فانک رجیم کا فتویٰ دے کر نکال دیا۔ اور رائڈہ درگاہ بنا دیا۔ چنانچہ وہ موحد متکبر باوجود دم دور و طعون ہونے کے اکڑ کر پھرتا رہا۔ جیسا کہ آجکل بھی بعض مصلی سنت ابلیسی کو ادا کرتے ہوئے۔ سینہ تان کر قاتلین کے حکم کے برخلاف کھڑے ہوتے ہیں بعد ازاں کفار مکہ جو ابلیس کے مرکزی ممبر تھے انہوں نے نبی ﷺ کے برخلاف میٹنگ کی اور اس مقام کا نام جہاں نبی ﷺ کے برخلاف مجلس شوریٰ قائم کی جاتی تھی دارالندوہ سے موسوم کیا۔ جیسا کہ آجکل ہندوستان میں بھی انکے متبعین نے سنت کو رائج کرتے ہوئے حضور اکرم ﷺ کی ہتک کا اشاعتی مرکز کھول کر دارالندوہ مقرر کیا ہوا ہے۔ تو اس مکہ معظمہ کے کفار کی مجلس شوریٰ میں ابلیس بھی اپنے محبوب نجدی کی شکل میں متشکل ہو کر مکہ کے دارالندوہ میں پہنچا تو ہر ایک نے نبی ﷺ کے برخلاف آپ کے مذہب کو مٹانے کے لئے مشورے پیش کئے۔ تو ابلیس بشکل نجدی بولا۔ کہ میں بھی مشورہ دے سکتا ہوں؟ تمام حیران ہو گئے کہ یہ مشورہ دینے والا کون ہے۔ ابو جہل نے اس سے سوال کیا تو اس نے جواب دیا کہ انا شیخ من اهل نجدی (میں نجدی بزرگ ہوں) ”ابلیس کو بھی بشکل نجدی ظاہر ہونا پسند آیا۔ تو ابو جہل نے مشورہ دریافت کیا ”ابو جہل کو بھی یقین تھا کہ جتنی مخالفت اور عناد نبی ﷺ سے نجدیوں کو ہے اتنی ہمیں بھی نہیں ابلیس نے کہا کہ جب تک تم اس کو قتل نہ کرو گے۔ تم کامیاب نہیں ہو سکتے۔ تماری حکومتیں چھین لے گا۔ تمہاری عزتیں جاتی رہیں گی۔ الم تر و حسن حدیثہ کیا تم نے اس کی اچھی اچھی باتوں کا ملاحظہ نہیں کیا و حلاوة منطقہ اور اس کی کلام کی مٹھاس نہیں دیکھی و غبتہ علی قلوب الرجال بما یاتی بہ اور وہ قرآن کی برکت سے لوگوں پر چھایا ہوا ہے۔ ابو جہل کو شیخ نجدی کی شبہ کا مشورہ نبی ﷺ کے قتل کرنے والا پسند آیا تو ابو جہل نے چند آدمی ننگے سر حضور اکرم ﷺ کے دروازے پر مسلح کھڑے کر دیئے۔ تو اللہ تعالیٰ نے

نبی ﷺ کو ہجرت کا ارشاد فرمایا تو آپ نے سورہ یسین کی پہلی پانچ آیتیں پڑھ کہ ایک مشت مٹی ان کی طرف پھینک دی۔ چنانچہ نبی ﷺ ان کو تشریف لے جاتے ہوئے نظر نہ آئے۔ چنانچہ ان اشخاص قاتلین کی ہیبت کذاۓہ نوادا کرتے ہوئے نجدی بھی ننگے سر نماز پڑھتا ہے۔ قیام بھی اس کا اسی طور کو متلزم ہوتا ہے۔ اور چونکہ ان کے سر پر آپ نے مٹی ڈالی تھی۔ وہی نشانی آپ تک ان ے چہروں پر نمایاں ہو رہی ہے یہ تمام واقعہ نجدی (دارالندوہ کا تاریخ طبری ۲/۹۸ ابن ہشام ۲/۹۳ میں مذکور ہے۔ تاریخ کامل لابن اثیر ۲/۳۸

چنانچہ دوسرے مقام پر نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ انی اخشی اہل نجد میں نجدیوں سے ڈرتا ہوں۔ قسطلانی ۲/۳۴۷ اور بخاری شریف ۲/۱۵۱ مشکوٰۃ شریف ص ۵۸۲ میں مذکور ہے کہ نبی ﷺ نے نجدیوں کے حق میں دعا نہیں فرمایا۔ بلکہ فرمایا کہ نجد سے فتنے اور زلزلے اٹھیں گے۔ اور قرن شیطان کا طلوع ہوگا اور آپ کا رخ انور مشرق کی جانب تھا۔ آپ نے انگلی کے اشارے سے الفتنة ههنا الفتنة ههنا من حيث يطلع قرن الشيطان (فتنہ یہاں سے ہوگا۔ جہاں سے قرن شیطان طلوع ہوگا) آپ کا اس وقت علم غیب کی اطلاع دینا اس وقت میں من وعن صحیح ہو رہا ہے۔

دررکامنه {مصنفہ ابن حجر عسقلانی ص ۱۲۵ ابن تیمیہ حرانی نے بعد ازاں ۶۹۸ھ میں صوفیائے کرام کے حق میں زبان درازی شروع کی۔ اور اس امت میں یہ نیا مسئلہ نکالا کہ نبی ﷺ کسی کے نفع نقصان کے مالک نہیں ہیں۔ اور نہ کچھ کر سکتے ہیں۔ لہذا ان سے فریاد کرنا اور ان سے امداد و شفاعت کی امید وابستہ رکھنا شرک ہے اور یہ کہا کہ روضہ اطہر پر سفر کر کے جانا شرک ہے۔ سب سے پہلا یہ شخص ہے۔ جس نے ان مسائل کی بنیاد رکھی اور مسلمانوں کو مشرک کہا۔ چنانچہ روضہ اطہر پر سفر کر کے جانے پر ابن تیمیہ کا تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ سے مناظرہ ہوا۔ علامہ سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن تیمیہ حرانی کو بدلائل روضہ اطہر پر سفر کر کے جانا ثابت کر دیا۔ ابن تیمیہ نے

باوجود مغلوب ہونے کے توبہ نہ کی تو جلال الدین قزوی نے ابن تیمیہ کو قید کر دیا۔ بعد ازاں اس کے توبہ کرنے پر بری کیا گیا۔ پھر بدلا۔ پھر قید ہوا تو بادشاہ کی طرف سے اعلان کیا گیا۔ کہ علماء کے اتفاق سے اس شخص کا عقیدہ درست نہیں ہے۔ لہذا امن اعتقاد اعتقاد ابن تیمیہ حل مالہ ودمہ جو تمہیں ابن تیمیہ کے عقیدے کا ملے اس کا مال لوٹ لو اور اس کو قتل کر دو۔ چنانچہ چند دن کے واسطے وہابیت روپوش ہو گئی۔ بادشاہ کے مرنے کے بعد احمد بن محمد ابن تیمیہ کے شاگرد نے جامعہ امیر حسین اور جامعہ عمر بن عاص میں اب تیمیہ کے عقیدے کا وعظ کیا۔ دررکامنہ ص ۳۰۲ میں لکھا ہے کہ منبر پر کھڑے ہو کر احمد بن محمد نے نبی ﷺ اور بزرگوں کی شان میں گستاخانہ لفظ استعمال کئے تو اس کو ناصر بادشاہ نے اپنے نائب کے سپرد کر دیا تو اس نے عدالت میں ہی محمد بن احمد کو مار مار کر خون آلود کر دیا۔ اور گدھے پر الٹا سوار کر کے شہر میں پھرایا۔ اور اعلان کیا کہ یہ وہ شخص ہے جس نے نبی ﷺ کی ہتک میں وعظ کیا ہے۔ پھر اس کو بھی قید کیا گیا۔ دوسری جگہ ابن تیمیہ کے دوسرے شاگرد ابن قیم نے تیمی مذہب کی تبلیغ شروع کر دی اور درس و تدریس کا سلسلہ شروع کر دیا۔ چنانچہ انہی دنوں کے فتوے سے آجکل بھی وہابی ان کی تقلید میں فتویٰ دیتے ہیں۔ ابن قیم وغیرہ تقلید کے برخلاف بھی کچھ کہنے پر تل آئے۔ آہستہ آہستہ ابن تیمیہ کے عقیدے کا دھواں رمتا رہا۔ باوجود اس کے شاہان اسلام کی طاقت کے باعث علی الاعلان اس مذہب کی اشاعت نہ ہو سکتی تھی۔ یہاں تک کہ ۱۱۰۵ھ میں محمد بن عبدالوہاب نجدی نے ابن تیمیہ اور ابن قیم کی پرانی ضائع شدہ کتابوں کی اشاعت شروع کر دی اور زور شور سے اس مذہب کی مستقل بنیاد رکھ دی۔ اور اپنے آپ کو حنبلی مذہب کے نام کا پردہ ڈال کر تیمی مذہب کی اشاعت شروع کر دی۔ اور اپنے مذہب کی چند کتابیں کتاب التوحید و کشف البشہات وغیرہ تصنیف کیں۔ اور ۱۱۴۳ھ میں قومی رضا کار بھرتی کر کے تمام نجد پر چھا گیا۔

چنانچہ تمام عرب پر ایسا مسلط ہو گیا۔ کہ جو مسلمان نبی ﷺ کے روضہ اطہر کی زیارت کو جاوے یا انبیاء اولیاء اور صالحین کے وسیلہ کا اظہار کرے تو اس پر مشرک کا فتویٰ لگا کر محمد بن عبد الوہاب کے مخالف مذہب ہونے کی بنا پر اس کو قتل کیا جاتا۔ لیکن اللہ نے اس کے بھائی شیخ سلیمان کو اس کے مقابلے کے واسطے بنادیا۔ جس نے تحریراً و تقریراً اپنے بھائی کا رد کیا۔ محمد بن اسماعیل یمنی نے یمن میں وہابیت کو کافی فروغ دیا۔ اور حضور ﷺ کی ہتک میں کافی اشاعت کی۔ اس طرف ہند میں شاہ ولی اللہ صاحب ہندی ۱۱۱۴ھ میں پیدا ہوئے جو محمد بن عبد الوہاب نجدی سے ۹ برس چھوٹے تھے۔ شاہ صاحب نے اپنے والد ماجد سے تمام علوم حاصل کئے شاہ صاحب کا عقیدہ حنفی تھا۔ اور انہوں نے اپنے باپ شاہ عبد الرحمن صاحب کی ولایت کی جانشینی اختیار کی۔ شاہ صاحب کا نام احمد تھا۔ شہرت اس وقت تک پہنچ گئی کہ کوئی شاہ ولی اللہ کہتا تھا کوئی قطب الدین کے لقب سے نوازتا تھا۔ چنانچہ آپ کو نبی ﷺ کی محبت نے اتنا بھانپا کہ آپ نے ایک قصیدہ مدحیہ جس کا نام الطیب النعم فی مدح سید العرب والعجم تحریر فرمایا۔ جس کا ایک شعر تحریر کیا جاتا ہے۔ ص ۲۲

وَصَلَّى عَلَيْكَ اللَّهُ يَا خَيْرَ خَلْقِهِ وَيَا خَيْرَ مَأْمُولٍ وَيَا خَيْرَ وَاهِبٍ

خود ترجمہ فرماتے ہیں (یعنی رحمت فرستد بر تو خدائے تعالیٰ اے بہترین خلق خدا اے بہترین کسی کہ امید او داشتہ شود اے بہترین عطا کنندہ اور بزرگان دین کے تمام وظائف کا ہر روز ورد فرمایا کرتے تھے۔ جیسا کہ الانتباہ فی سلاسل اولیاء ایک کتاب لکھی جس میں لکھا کہ اور ادفعیہ جس میں الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول بھی درج ہے۔ مجھے اجازت ہے میں پڑھتا ہوں۔ جو ہر خمسہ بھی پڑھا کرتے تھے جس میں یا شیخ عبد القادر جیلانی شیا اللہ موجود ہے اور ہر روز پڑھتے تھے۔ اچانک ارادہ حج آپ کو حجاز لے گیا وہاں محمد بن عبد الوہاب نے دیکھا کہ بڑا ذی اثر عالم ہے۔ شاہ

Click For More Books

صاحب سے بڑی محبت کا وطیرہ اختیار کیا۔ اور اپنے عقائد سے شاہ صاحب کو ورغلا کر شروع کیا۔ داناؤں نے سچ کہا ہے

صحبت بدرا تباہ مے کند دیگ سیاہ جامہ سیاہ مے کند
 باپ کی صحبت نے شاہ صاحب کو رنگا۔ اور حرمین شریفین تک رسائی کروادی جس کے متعلق آپ نے کئی کتابیں لکھیں۔ دیکھئے فیوض الحرمین وغیرہ۔ نجدی کی صحبت کی تو رسائی بھی گئی۔ اور رنگ بھی جاتا رہا۔ جب واپس پہنچے جو حالت و گروں ہو چکی تھی۔ اور اپنے والد ماجد کا عطیہ ولایت بھی کھو بیٹھے۔ حتیٰ کہ والد ماجد کے سمجھے ہوئے مریدنی نے جب ہتک آمیز کلمات بزرگوں کی شان میں سنے تو دست افسوس ملتے ملتے علیحدہ ہو گئے۔ محمد بن عبدالوہاب کے عقیدہ کی چند کتابیں بلاغ المبین وغیرہ انبیاء و اولیاء کی توہین میں شائع کیں۔ مسلمانان ہندوستان کا چونکہ عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ کی سعی بلیغ سے حنفیت کا رنگ پکا ہو چکا تھا۔ اور شاہ عبدالرحیم صاحب کی صحبت سے لوگ متاثر تھے۔ شاہ صاحب کی تحریر و تقریر مسلمانوں کو بے رنگ نہ کر سکی۔ دہلی میں ایک شور برپا ہو گیا کہ ولی اللہ وہابی ہو چکا ہے۔ چنانچہ حیات طیبہ کے ص ۱۲ پر درج ہے کہ تمام علماء اسلام نے متفقہ طور پر فتویٰ کفر صادر کئے تو شاہ صاحب کا بدی و علمی وقا ہباً منشور ہو گیا۔ شاہ صاحب نے اپنے نئے مذہب و ہابیت کی اشاعت کے واسطے اپنے خاندانی مذہب حنفی کے نام کو بدل کر محمدی رکھ لیا۔ چنانچہ چند متمول اشخاص شاہ صاحب کے معتقد بن گئے۔ اور مذہبی آسانی اور آزادی دیکھ کر پسند کر لیا۔ اور شاہ صاحب کے ہر وقت حفاظت میں مقبہ ہو گئے کیونکہ ہر مسلمان شاہ صاحب کے کلمات کو انبیاء اللہ اور اولیاء کرام کے برخلاف برداشت نہ کر سکتا تھا۔ اور چونکہ مسلمان فرقہ و ہابیہ سے باخبر ہو چکے تھے۔ اس واسطے عوام و خواصان کو سمائے محمدی کے وہابی ہی کہتے تھے۔ کیونکہ سوائے شاہ صاحب کے اور کوئی عالم شخص وہابی نہ تھا۔ لوگ اس وقت شر

صاحب کو بڑا مذہبی مجرم سمجھ کر حملہ آور بھی ہوتے تھے۔ لیکن حکومت اسلامی کے انصاف سے خائف تھے۔ شاہ صاحب کس پرسی کی حالت میں اپنے دینی وطن نجد کو آبائی وطن پر مقدم سمجھتے ہوئے محمد بن عبدالوہاب کے پاس جا کر وہابیت کے مقتدر نمائندے کی حیثیت میں قیام پذیر ہوئے۔ چنانچہ اخیر عمر میں پھر لوٹے۔ محمدی مذہب کی حالت میں جب ہندوستان پھرے تو اپنے جانشین ولاق بیٹے شاہ عبدالعزیز صاحب و شاہ رفیع الدین صاحب چھوڑ گئے۔ ان دو حضرات نے بھی اپنے دادا کے حنفی مذہب کو پسند فرمایا۔ لیکن آبی اثر ضرور متاثر ہوتا ہے کچھ نہ کچھ شاہ ولی اللہ صاحب کا معمولی سارنگ چڑھا۔ جس کا علماء کرام نے کافی جواب دیدیا۔ ان کے بعد ۱۱۹۳ھ میں ان کے بھتیجے اسماعیل پیدا ہوئے۔ علم دین حاصل کیا لیکن تحریر سے بچارے بالکل عاری تھے۔ محمد اسماعیل صاحب نے بھی شاہ ولی اللہ صاحب کی تائید میں اپنا مذہب محمدی کہلوا یا۔ گو تمام مسلمان ان کو بدعتی اور وہابی کے نام سے مدعو کرتے تھے۔ اسماعیل صاحب نے اپنے ساتھ ایک بالکل ان پڑھ شخص سید احمد بریلوی کو وہابیت کا دستی مدد معاون بنالیا۔ دہلی میں کچھ حنفیت غالب تھی۔ صاحبزادگان شاہ ولی اللہ صاحب عقیدہ احناف کے مطابق فتویٰ دیتے تھے۔ بھلا اسماعیل صاحب کی کون سنے۔ اسماعیل صاحب چاہتے تھے کہ میں وہابیت کا پرچار کھلم کھلا کروں اور اس مذہب کی اشاعت ہندوستان میں بھی ہو۔ لیکن ان کو کوئی موقع نہ ملتا تھا۔ آخر کتاب التوحید مولفہ محمد بن عبدالوہاب نجدی کی ترجمانی میں کتاب تقویۃ الایمان صراط مستقیم اور تنویر العلین وہابیت کی تائید میں شائع کیں۔ لوگ سوائے چند اشخاص کے کتابیں پڑھ کر بڑے متغفر ہوئے اور ان کے جواب میں کتابیں لکھیں۔ چنانچہ سکھ قوم حکومت مغلیہ سے باغی ہو کر صوبہ پنجاب کے حاکم بن چکے تھے۔ انہوں نے مسلمانان پنجاب پر ایسے ایسے مظالم ڈھائے کہ خدایا تیری پناہ۔ اسماعیل صاحب نے سیاسی موقع سوچا کہ

سکھوں کے برخلاف جہاد کر کے مسلمانوں کو اپنی فوج بنا کر پنجاب فتح کیا جائے تو حکومت وہابیہ مستقل بن جائے گی اور آہستہ آہستہ سارا ہندوستان وہابیہ سے پر ہو جائے گا۔ مولوی اسماعیل صاحب اور سید احمد صاحب نے سرحد ہندو افغانستان میں آ کر آزاد قبائل کو سکھوں کے برخلاف جہاد کے واسطے بھڑکایا۔ ان میں چونکہ جہاد کی تڑپ پہلے ہی موجود تھی۔ ان کے ساتھ شامل ہو گئے۔ لیکن اللہ کریم کو دونوں کی کامیابی الا عملہ بالبنیات کے اصول سے منظور نہ تھی۔ سکھوں کے مقابلہ میں شکست فاش دی۔ اور ۱۲۴۶ھ میں سکھوں کے ہاتھوں قتل کروادے۔ اور سارے سکیم ملیا میٹ ہو گئی۔ اس طرف حجاز میں ۱۲۲۰ھ میں سعود امیر وہابیہ نجد یہ نے تمام قبے شہید کر دئے حتیٰ کہ حضور ﷺ کا روضہ اطہر بھی شہید کر دیا ۱۲۲۹ھ میں سعود کے فوت ہونے کے بعد اس کی جگہ عبداللہ بن سعود جانشین ہوا۔ ۱۲۳۳ھ میں ابراہیم بادشاہ مصر نے عبداللہ کو شکست دے کر عبداللہ کو قید کر کے مصر لے گیا۔ اور حجاز پر قبضہ کیا ۱۲۳۵ھ میں عبداللہ بن سعود نجدی کو مصر کے ہمایوں دروازہ کے پاس قتل کروادیا۔ ہندوستان میں مولوی مملوک علی صاحب جو تمام دیابنہ کے استاد ہیں دہلی میں اجمیری دروازہ عربک ہائی سکول کے مدرس اول تھے۔ ان کو حرمین شریفین کی زیارت کا شوق ہوا تو وہاں پہنچتے ہی وہابیت سے متاثر ہو گئے۔ اور اپنا نام مملوک علی کی بجائے مملوک العلوی بدل دیا۔ اور اور واپس گھر پہنچتے ہی نانوتیہ ضلع سہارنپور سے ملوی محمد قاسم صاحب کو ساتھ لیتے آئے۔ اور مولوی رشید احمد صاحب بھی مولوی مملوک علی صاحب کے پاس بیٹھ گئے دونوں نے مولوی صاحب مذکور سے علوم حاصل کئے۔ یہ دونوں مولوی مملوک علی صاحب کے بڑے شاگردوں میں سے تھے۔ حقیقتہ مولوی مملوک علی صاحب سلطنت مغلیہ حنفیہ کے خوف سے اور علماء کرام کے جم غفیر کے ہراس سے اپنے وہابی مذہب کی علی الاعلان اشاعت تو نہر سکتے تھے۔ لیکن درس میں عقائد وہابیہ کے کئی پرزے تیار کر

لئے۔ جو اس قابل بن گئے کہ عوامک کا الانعام کو وہاں عقیدہ سے مضبوط کر کے وہابی مشن کی ترقی کریں۔ مولوی مملوک علی صاحب دیوبندی مذہب کی شین میں باقی سب پرزے یا فرع ہیں۔ چنانچہ مولوی صاحب مذکور نے چند دیگر علماء کو کسی لالچ یا کئی دیگر وجوہات سے اپنا ہم عقیدہ بنا لیا۔ مثلاً مولوی صدر دین صاحب غیرہ سے تمام عقیدہ وہابیہ اور اعمال حنفیہ سے مجموعہ ایک مستقل مذہب ایجاد کر لیا۔ حکومت مغلیہ کا جب زوال والا اور حکومت برطانیہ مسلط ہوئی تو مولوی خلیل احمد صاحب اینٹھوی نے مولوی رشید احمد صاحب کی امداد سے ریاست بہاولپور میں اپنا تسلط جمانا شروع کر دیا تو ہمارے بزرگ مولانا مولوی غلام دستگیر صاحب قصوری رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے عقائد فاسدہ پر دونوں سے مناظرہ کے ان کو والی ریاست کی طرف سے اخراج کا حکم صادر فرمایا اور ان کی شکست کا ایک رسالہ تقدیس الوکیل شائع کیا جس میں ان کے تمام عقائد جمع کر کے عرب و عجم کے علماء دین سے فتویٰ کفر ثبت کروا کر تمام ہندوستان میں تقسیم کیا۔ جس کا اثر یہ ہوا کہ دیا بنہمنہ دکھانے کے قابل نہ رہا۔ آخر بچاروں نے تنگ آ کر ہندوؤں کے ساتھ کانگریس جماعت کی تبلیغ شروع کر دی۔ یہاں تک کہ ہندو انہ لباس بھی اپنا فخر سمجھا۔ اور برخلاف قرآن کریم ہندو مسلم اتحاد کا سبق دینا شروع کر دیا۔ حتیٰ کہ ہندوؤں نے تہوار کو پوری کچوری کو جائز کیا۔ اور پیر پیران کی گیارہویں پر حرام ہونے کا فتویٰ لگا دیا۔ ملاحظہ ہو فتویٰ رشیدیہ۔ اگر کسی مسلمان نے کسی اور بزرگ کی روح کو ثواب طعام بخشا اور قرآن پاک کو بھی رہل قبول کی ارواح کو بخشایا چند آیات قرآن کریم بھی پڑھ کر بخشیں تو قرآن کریم کے پڑھنے سے اس کھانے کو بھی حرام کہہ دیا۔ جہنم دوؤں کو ان کی ہندو نوازی کا پورا اعتماد ہو گیا تو ہندوؤں نے سوچا کہا اگر ہم اسلام اور بانی اسلام کے نقائص تحریر کرتے ہیں تو ہمارا نقص بیان کرنا کامیاب نہ ہو سکے گا۔ البتہ انہی دیوبندیوں سے ہی کام لیا جاوے تو ممکن ہے انہوں نے مولوی محمد

قاسم صاحب سے مدرسہ قاسمیہ دارالعلوم دیوبند کا اجرا کروایا۔ اور اس میں مولوی اسماعیل دہلوی کی تقویۃ الایمان اور صراط مستقیم سے اسلامی طلباء کو ورغلا نا شروع کر دیا۔ اور تراجم قرآن کریم اپنی مرضی کے مطابق شائع کرنے شروع کر دئے۔ اور مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی اور مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی اور مولوی اشرف علی صاحب تھانوی نے ایسی کتابیں شائع کیں جن میں انبیاء عظام اور اولیاء اللہ کی جی بھر کر توہین کی۔ اور مند و مذہب کی وکالت برملا کی۔ اور جواب لکھنے والوں سے اپنی بناوٹ کو حقیقت کہا۔ حتیٰ کہ حسین علی صاحب واں پھر اں دیابنہ سیہاں تک سبقت لے گئے۔ اور معاذ اللہ یہ کہا کہ انبیاء و اولیا تمام شیطان ہیں۔ برطانیہ بھی اسلام اور بانی اسلام کا چونکہ پرانا دشمن تھا۔ اس نے بھی اس شاخ کو ترقی سے ہی نوازا۔ اور باقی اسلامی مدارس آہستہ آہستہ ان کی کس مپرسی کی حالت سے کمزور ہو گئے۔ کیونکہ ان کا پشت پناہ انگریز اور ہندو متمول قومی تھیں وہ ترقی کر گیا۔ حتیٰ کہ ریاستوں سے چندہ آنا شروع ہو گیا۔ جس کے نشے میں دیا نہنہی ﷺ کے استاد بننے کے مدعی بن گئے۔ چنانچہ ہر کمالے راز وال است رب کریم نے اعلیٰ حضرت قبلہ احمد رضا خاں صاحب بریلوی کو ان کے مقابلہ کے واسطے قائمہ کر دیا۔ انہوں نے فضل ابرویس دیوبندیوں کے ہر پول کا جواب احسن طریقہ سے دیا جب تا تب ہوتے نظر نہ آئے تو ان کے اکابر کے تمام عقائد لکھ کر تمام علماء عرب و عراق کو بھیجے تو انہوں نے ان عقائد دیوبندیہ پر پرزور فتویٰ کفر ثبت کئے تو اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو شائع کر دیا۔ جس کا نام حسام الحرمین رکھا۔ جس کا جواب آج تک دیابنہ نہ دے سکے۔ اور نہ اپنے عقائد سے تا تب ہوئے بلکہ تاویلات فاسدہ سے اپنی گندگی کو چھپانے کی کوشش کی۔ جواب تک ان کے معتقد بن ان کی تقلید میں کانگریس کے ہی کلمہ گر ہیں اور اپنے عقائد فاسدہ پر ڈٹے ہوئے ہیں۔

۱۲۳۸ھ کو بانس بریلی میں نواب صدیق حسن خان پیدا ہوئے۔ قنوج میں پرورش پائی۔ بھوپال میں جا کر ایک سیاسی چال سے نواب بن گئے۔ علم دین حاصل کیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ۱۲۸۵ھ میں حج کو تشریف لے گئے تو وہاں سے وہابیت کا سبق سیکھ آئے اور ہندوستان واپس آ کر استاد الوہابین بن گئے۔ اور بھوپال میں تمام ہندوستان سے وہابی علماء کو اکٹھے کر کے فقہ وہابیہ کی تدوین کی۔ جس سے پردہ سے نکل کر مذہب وہابیہ ایک مستقل مذہب شروع ہو گیا۔ خود بھی کتابیں لکھیں اور مولوی بشیر احمد شہسوانی وغیرہ سے بھی کتابیں لکھوائیں۔ اور حیدر آباد دکن جو مسلمانوں کے واسطے پرانا تباہی کا گھڑا مشہور چلا آیا ہے وہاں وحید الزمان صاحب نے بھی وہابیت کی فقہ پر کئی کتابیں لکھیں۔ بہت کوشش کی لیکن سوائے چند حواریوں کے کسی کو مذہب میں نہ ڈھال سکے۔

دہلی میں مولوی نذیر احمد صاحب نے درس شروع کر دیا۔ اور اسماعیل صاحب دہلوی کے عقیدے سے اپنے آپ کو محمدی کہلانا شروع کر دیا۔ حتیٰ کہ کچھ عرصہ بعد غیر مقلد ہونے کا دعویٰ کیا۔ پھر حنبلی کہلوا کر پکے نجدی کی شکل میں متشکبہ ہو گئے۔ جن کے بڑے شاگرد حافظ محمد لکھو کے والے اور حافظ عبد المنان وزیر آبادی اور مولوی عبد اللہ صاحب غزنوی یہ تینوں حضرات دہلی میں علم دین حاصل کرنے کو گئے لیکن وہابیت کے زرعے میں جا پھنسے۔ دہلی میں تو چونکہ حضرت مولانا مولوی احمد علی صاحب میرٹھی موجود تھے۔ مولوی نذیر حسین صاحب ارد فرماتے رہے۔ اور مولوی احمد علی صاحب کے بڑے شاگرد نواب قطب الدین جنہوں نے مشکوٰۃ شریف کی شرح بھی کبھی ہے۔ مولوی نذیر حسین فرماتے یا تحریری اشاعت کرتے تو نواب صاحب جب کبھی وہابیت کو مسئلہ جاری فرماتے یا تحریری اشاعت رتے تو نواب صاحب رات کو ہی اس کا جواب لکھ کر صبح شائع کروا دیتے۔ مسلمانوں پر حقیقت واضح ہو جاتی اور دھوکے سے بچ جاتے۔ ہاں البتہ جو باہر کے طلباء بھولے بھالے بچارے پھنس

جاتے ان کا ٹکنا مشکل تھا۔ چنانچہ حافظ محمد صاحب خاندانی حنفی علماء میں سے تھے۔ جمہولی نذیر حسین صاحب سے تعلیم حاصل کر کے تشریف لائے تو ضلع فیروز پور میں اپنے گاؤں لکھو کے میں ایک وہابیت کا مرکز کھول دیا۔ جس سے ان کے پرانے مریدین بھی متنفر ہو گئے۔ سوائے چند کے۔ احناف میں ان کے سر پر مولانا غلام دستگیر صاحب قصوری اور دلی محمد صاحب جالندھری تھے۔ انہوں نے سوائے چند ان کے خاندان کے آدمیوں کے کسی کو وہابی نہ بننے دیا۔ چنانچہ اپنی کامی دیکھتے ہوئے انہوں نے تفسیر محمدی ایک پنجابیزبان کے شعروں میں قرآن کریم کی تفسیر لکھی کہ اس طرح نہ سہی ایسے تو لوگ ضرور ہمارے مذہب کو ترقی دینگے۔ لیکن پھر بھی ان کی مرضی کی مطابق وہابیت نہ پھیل سکی۔ حافظ عبدالمنان صاحب وزیر آباد میں بہت کوشش رکھے لیکن وہاں ملاں ملتانی صاحب نے ان کو نہ اٹھنے دیا۔ وزیر آباد میں تو اثر نہ ہو سکا۔ البتہ گوجرانوالہ میں ان کا اثر کافی رہا۔ فرقہ وہابیہ پہلے اپنے آپ کو امام حنبلی کی طرف غلط نسبت کرتے رہے۔ پھر اپنے مذہب کو محمدی لقب سے مشہور کیا۔ شاہ ولی اللہ صاحب نے بھی نجد سے آ کر محمدی کہلوا یا۔ اور وہ بھی نجد میں قیام پذیر رہے۔ ان کی اولاد حنفی کہلاتی رہے اور ازاں بعد اسماعیل صاحب دہلوی نے محمدی کہلایا۔ مولوی نذیر حسین صاحب نے پھر محمدی کہلایا۔ بعد میں وہابی پھر عرصہ تک غیر مقلد کہلواتے رہے۔ جب مولوینشاء اللہ صاحب امرتسری نے اہلحدیث اخبار نکالا تو تمام غیر مقلدین وہابیوں کو وہابی اور اہلحدیث کے لقب سے منسوب کرے کی تلقین کی۔ چنانچہ آجکل فرقہ وہابیہ اپنے تمام اسماء سے مدعو ہوتا ہے۔ اور سمجھا جاتا ہے۔

”وہابی“: بعض علاقوں میں تمہارے حنفیوں نے نئی نئی بدعتیں جاری کر رکھی ہیں۔

حالانکہ شرعاً اس کا کوئی ثبوت نہیں اگر ہے تو اس کا ثبوت چاہیے۔

(۱) احاف میت کی چار پائی لے جاتے ہوئے کلمہ کا ذکر کرتے ہیں۔

(۲) جنازہ پڑھ کر میت کے پاس میت کی طرف سے اس کے ورثا ایک قرآن کریم اپنی طرف سے لاتے ہیں اور ساتھ کچھ رقم یا غلہ وغیرہ ہوتا ہے تو وہ ولی میت کہتا ہے کہ ہماری میت ہذا کے کچھ حقوق الہیہ کو ادا کیا ہے اور کچھ اس کے ذمہ حقوق اللہ فرائض و وجوبات اور کفارات اور منذورات باقی ہیں ان باقی حقوق کے بدلے میں یہ فدیہ قرآن کریم اور یہ نقد یا غلہ وغیرہ ہمارا اس عاجز میت کی طرف سے جواب ادا کرے سے قاصر ہے ادا کر رہا ہوں تاکہ اللہ تعالیٰ اس حیلہ کو قبول فرما کر اس کے گناہوں کو ساقط فرماوے اور اپنے مغفورین میں شامل فرماوے۔

(۳) اور یہ بھی رواج ہے کہ جب میت کو دفن کر کے فارغ ہوتے ہیں تو چلے جاتے ہیں۔ ایک آدمی قبر کے پاس ٹھہرا رہتا ہے اور وہ بلند آواز سے صاحب قبر کو تلقین کرتا ہے کہ اے فلاں فلانی کے بیٹے اے فلاں فلانی کے بیٹے اے فلاں فلانی کے بیٹے تین دفعہ ایسے کہہ رہا ہے کہ خداوند کریم کی طرف سے تیرے پاس منکر نکیر آئینگے اور وہ دریافت کریں گے کہ تیرا خدا کون ہے تیرا رسول کون کیا ہے دین تیرا کون ہے امام تیرا تو جو اب دینا۔ جیسا کہ تو دنیا سے نکلا اور تو اقرار کرتا تھا۔ لا الہ الا اللہ وان محمد رسول اللہ

وَإِنَّكَ رَضِيتَ بِإِلَهِ رَبِّكَ وَمِنْكُمْ نَبِيًّا وَبِالْإِسْلَامِ رَيْنًا
وَبِالْقُرْآنِ إِمَامًا كَمَا يَهْتَدُونَ رِجَالًا بِدَعْوَتِهِ يَأْتِيهِمْ كَوْنًا كَوْنًا
پاس ہے تو بیان کرو۔

”محمد عمر“: جنازے کے ساتھ ذکر کرنا کسی صورت میں منع نہیں ہے کیونکہ ارشاد الہی ہے۔ فَادْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا تَعْلَمَ تَفْلَحُونَ پھر تم اللہ کا ذکر بہت کرو تا کہ تم فلاح پاؤ۔
ورواہیہ کا انکار کرنا یا روکنا یہ معیت شیطانی فی کی بنا پر ہے جیسا کہ
ارشاد الہی ہے۔

زخرف {۲۵} وَمَنْ يَعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمَنِ نُقِضْ لَهُ شَيْطَانًا فَهُوَ لَهُ

قَرِينٌ وَإِنَّهُمْ لَيَصُدُّونَهُمْ عَنِ السَّبِيلِ وَيَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ مُّهْتَدُونَ

اور جو شخص چشم پوشی کرتا ہے رحمن کے ذکر سے مسلط کر دیتے ہیں۔ ہم اس کے لئے شیطان کو تو وہ اس کا ساتھی بنجاتا ہے۔ اور بے شک وہ ضرور روکتے ہیں ان کو اللہ کے رستے سے اور وہ گمان کرتے ہیں کہ وہ ہدایت والے ہیں اور ایسے لوگوں کو جو ذکر اللہ سے روکتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کو حزب الشیطان سے خطاب کیا ہے سینے۔

مجادلہ {۲۸} اسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطَانُ فَأَنسَهُمْ ذِكْرَ اللَّهِ أُولَئِكَ حِزْبُ

الشَّيْطَانِ هُمْ الْخَسِرُونَ ان پر شیطان مسلط ہے تو انہوں نے اللہ کو بھلا دیا ہے۔ یہی شیطانی فرقہ ہے خبردار ضرور شیطانی فرقہ وہ ہمارے والے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایسے لوگوں کے میل جول سے منع فرمایا ہے۔

حشر {۲۸} وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ نَسُوا اللَّهَ أُولَئِكَ هُمُ الْمُجْرِمُونَ اور نہ ہو تم ان لوگوں کی طرح جنہوں نے اللہ کو بھلا دیا۔ اور حدیث شریف میں مذکور ہے۔

جنازہ کے ساتھ کلمہ طیبہ پڑھنا

جامع صغیر ۴۵ مصنف سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کنوز الحقائق لامام مناوی رحمۃ اللہ علیہ

۴۹ کنز العمال {۹۹} أَكْثَرُوا فِي الْجَنَازَةِ قَوْلَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ نَبِيُّ ﷺ نے

فرمایا کہ قَوْلَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ جنازہ میں زیادہ پڑھا کرو۔

کنز العمال {۹۹} قَوْلَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

نَبِيُّ ﷺ نے فرمایا کہ اپنے موتا کے لئے قَوْلَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کا سامان تیار

کرو تو ان مذکورہ بالا احادیث و آیات سے ثابت ہوا کہ جنازہ کے ساتھ کلمے کا ذکر

ثواب ہے اور میت کو بھی مفید ہے۔

اور اس زمانہ میں میں ذکر جہری پلیت کرنا اہل سنت کے لئے ضروری ہے کیونکہ مسلمانوں کو وہابی اور حنفی کے جنازے کا علم ہو جائے اگر وہابی کا جنازہ ہے تو نمازی کو دریاقتہ کرنا پڑے کہ یہ جنازہ حنفی کا ہے یا وہابی کا تو آجکل چونکہ فرقے بہت پیدا ہو گئے ہیں۔ اس واسطے مابہ الامتیاز صورت یہی ہے کہ کلمہ طیبہ بالانجھر پڑھا جاوے۔
 ”وہابی“ فقہانے ذکر بالانجھر فی الجنازہ مکروہ لکھا ہے۔

”محمد عمر“ بحر الرائق {۲/۳۴۱} میں مذکور ہے کہ وَل ۱۸ بِسَاسٍ بِمَرُثِيَةِ الْمَيِّتِ شِعْرًا مِيتَ كَاشِعُرُوں میں مرثیہ پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔ تم اپنے جنازہ کے ساتھ فقہاء کی اتباع میں مرثیہ خوانی کر لیا کرو ہمذ کر کلمہ کر لیا کریں گے۔

حیلہ اسقاط

آپ کا دوسرا سوال کہ حیلہ اسقاط تو اس کے متعلق عرض ہے۔

قرآن کریم میت کی طرف سے حفاظ یا امام مسجد کو پڑھنے کے لئے دینا بڑا ثواب ہے۔ جب تک قرآن کریم لوگ پڑھتے رہیں گے۔ اتنا عرصہ ہی میت کو ثواب پہنچتا رہتا ہے۔ صدقہ جاریہ ہے اور قرآن کریم کو کئی آدمیوں کے ملک کرنا ثواب کو زیادہ بڑھانے کے واسطے تاکہ قرآن کریم ایک اور کئی لوگوں کے ملک کرنے سے کئی قرآن کا ثواب میت کو پہنچ گیا یہ ہے حیلہ میت کے گناہوں کے ساقط کرنے کا کام تھوڑا لیکن قرآن کریم کے شان سے میت کے لئے حیلہ زبردست بن گیا چنانچہ نبی ﷺ نے فرمایا:

جامع صغیر {۲/۳۴۱} الصَّيَامُ وَالْقُرْآنُ يَشْفَعَانِ لِلْعَبْدِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ روزے اور

قرآن قیامت کے دن بندے کی سفارش کریں گے۔

اس لئے میت کی طرف سے قرآن کریم ہدیہ دیا جاتا ہے تاکہ میت کا

سفارشی بنے اور دوسری وجہ ہے۔ کہ قرآن کریم کے افشاء کا ثواب بھی میت کو پہنچے گا جیسا کہ حدیث شریف میں مذکور ہے۔

مشکوٰۃ شریف {۱۹۲} قال رسول اللہ ﷺ يَا أَهْلَ الْقُرْآنِ لَا تَتَوَسَّدُوا الْقُرْآنَ وَاتْلُوهُ حَقَّ تِلَاوَتِهِ مِنْ آنَاءِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَأَفْشُوهُ فَرَمَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ نے اے قرآن والو قرآن میں غفلت نہ کرو اور اس کو پڑھو حق پڑھنے کا دن رات اور قرآن کا افشاء کرو۔

اے مانعین اگر تم میت کی طرف سے ولی کے قرآن دینے و بند کرو گے تو بموجب اس حدیث پاک کے تم نے قرآنی افشاء کو بند کر دیا اور جو اس قرآنی عطیہ سے میت کے اعمال سبہ ساقط ہونے تھے وہ نہ ہوئے تو اس کے اس بوجھ کا گناہ تم مانعین کو بھی ضرور یہ ہوگا۔ باقی رقم یا غلے کا میٹ کی طرف سے صدقہ کرنا تو یہ بھی حدیث شریف سے ثابت ہے میت وصت کرے یا نہ اور میت کی طرف سے ہر صدقہ حلال شی کا ہو سکتا ہے۔

مسلم شریف {۲/۴۱} عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ أُمِّي قُتِلَتْ نَفْسُهَا وَلَمْ تُوصَ وَأَظْنُهَا لَوْ تَكَلَّمْتُ تَصَدَّقْتُ أَفْلَهَا أَجْرًا إِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْهَا قَالَ نَعَمْ. حضرت عائشہ صدقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روات ہے کہ ایک آدمیا یا نبی ﷺ کے پاس تو آپ سے عرض کی یا رسول اللہ بے شک میری والدہ اچانک فوت ہو گئی ہے اور اس نے کوئی وصیت نہیں کی اور مجھے اس سے گمان ہے کہ اگر اسے کلام کا موقع ملتا صدقہ کرتی اگر میں اس کی طرف سے صدقہ کر دوں تو یا اس کو اس صدقے کا کوئی ثواب ملے گا آپ نے فرمایا ہاں۔

اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ میت خواہ وصیت نہ بھی کرے پھر بھی اس کی طرف سے مطلق صدقہ دینا جائز ہے چنانچہ اس حدیث کے ماتحت علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی تحریر فرمایا: وَفِي هَذَا الْحَدِيثِ جَوَازُ الصَّدَقَةِ

عَنِ الْمَيِّتِ وَاسْتَحْبَا بِهَا لِيَصِلَهُ وَيَنْفَعَهُ وَيَنْفَعُ الْمُتَصَدِّقُ اِيْضًا وَهَذَا
كُلُّهُ اَجْمَعُ الْمُسْلِمُونَ

اور اس حدیث میں میت کی طرف سے مطلقاً صدقہ جائز اور مستحب ثابت
ہوا اور بے شک صدقے کا ثواب میت کو پہنچتا ہے اور اس کو نفع دیتا ہے اور صدقہ
کرنے والے کو بھی نفع ہوتا ہے اور اس تمام مسئلے پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہے اور
امام بیہقی نے السنن الکبریٰ ۴/۲۶۱ میں باب مقرر فرمایا (باب ما يستحب لولي
الميت م التصديق عنه وان لميوص به) اور اس کے ماتحت وہی مذکورہ بالا
حدیث بیان فرمائی ہے۔

کیوں جناب وہابی صاحب اب بتاؤ کہ میت کے گناہوں کے ساقط کرنے کے
واسطے غلے یا داموں کا حیلہ مصطفیٰ ﷺ کی زبان پاک سے ثابت ہوا میت قبل از موت
وصیت کرے یا نہ اس کی طرف سے صدقہ دینے سے اسکے گناہ ساقط ہوتے ہیں اور
علامہ نوری نیملک پر مسلمانوں کا اجماع ہے اب اگر تم اس خرچ کو معیوب ہو گے تو
مسلمانوں کے اجماع سے خارج ہو جاؤ گے۔ اور بیتع غیر سبیل المومنین میں
داخل ہو کر خداود کے عتاب نولہ مانولی ونصلہ جہنم میں گرفتار ہو جاؤ گے۔

”وہابی“: اور یہ میت کی موجودگی میں کیوں دیا جاتا ہے گھر آ کر کیوں نہیں دیا جاتا
اس سے ثابت ہوتا ہے کہ محض اپنی غیرت کے واسطے اور ریا کاری ہے۔

”محمد عمر“: گھر میں آ کر بھی ولی خرچ کرتا ہے لیکن وہاں میت کے پاس اس لئے
خرچ کیا جاتا ہے۔ کہ جب اس کو قبر میں رکھا گیا تو اس کا حساب شروع ہو گا اور میت
کے ذمے کئی فرائض روزے و نماز و کفارات وغیرہم ہونگے اور ابھی اس کا حساب
شروع ہونے والا ہے تو قبل از حساب ہی اس کی طرف سے ولی اس کے حساب میں
یسر کے لئے وہیں فقر اور حفاظ و علماء وغیرہم کو تقسیم کر دیتا ہے۔ اور میت کے روزے کا ولی

کو کفارہ ادا کرنا حدیث شریف میں مذکور ہے۔

ابن ماجہ ۱۲۷۱ {عن ابن عمر قال قال رسول اللہ ﷺ مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ صِيَامُ شَهْرٍ فَلْيُطْعَمْ عَنْهُ مَكَانَ كُلِّ يَوْمٍ مَسْكِينًا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ جو شخص فوت ہو گیا اور اس پر ماہ رمضان کے روزے میں تو اس کی طرف سے ہر دن کے بدلے ایک مسکین کا کھانا کھلایا جاوے۔ اس حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ ولی میت کے رمضان روزے کے بدلے مساکین کو غلہ یا نقدی پیسے ادا کر دے تو ثواب ہے اور میت کی طرف سے اس کے روزوں کا حساب ولی کے ادا کرنے سے ساقط ہو جاتا ہے یہ ہے حیلہ اسقاط اور ایسے ہی میت کے ذمہ جو نمازیں فریضہ قضا ہو چکی ہوں اس کی طرف سے بھی ولی ادا کرتا ہے اور یہ بھی شرعاً جائز ہے۔

مشکوٰۃ شریف ۱۲۱۔ ابن ماجہ ۸۔ ابوداؤد ۱۸۵۱ {عن دمرہ بن جندب قال قال رسول اللہ ﷺ مَنْ تَرَكَ الْجُمُعَةَ مِنْ غَيْرِ عَذْرِ فَلْيَتَصَدَّقْ بِدِينَارٍ فَإِنْ لَمْ يَجِدْ فَبِنِصْفِ دِينَارٍ

سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جس شخص نے ایک جمعہ بلا عذر ترک کیا تو چاہئے کہ ایک دینار صدقہ کرے اگر نہ طاقت رکھے تو نصف دینار دے۔

ابوداؤد ۱۸۵۱ {قال قال رسول اللہ ﷺ مَنْ فَاتَهُ الْجُمُعَةُ مِنْ غَيْرِ عَذْرِ

فَلْيَتَصَدَّقْ بِدِرْهَمٍ أَوْ نِصْفِ دِرْهَمٍ أَوْ صَاعٍ حِنْطَةٍ أَوْ نِصْفِ صَاعٍ

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جس شخص سے بلا عذر جمعہ فوت ہو گیا تو ضرور ایک درہم یا نصف درہم صدقہ کرے یا گندم کا ایک یا نصف صاع ہی صدقہ کر دے جمعے

کی چونکہ قضائی نہیں اس واسطے صدقہ ہے اور میت بھی چونکہ قضائی نہیں ادا کرستا اس واسطے میت کا دلی قبل از حساب ہی اس کی طرف سے گندم یا رقم صدقہ رو دیتا ہے تاکہ اس کے حساب میں تخفیف ہو جاوے۔

پھر تیسری دلیل یہ ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا ہے:

جامع صغیر ۲/۴۱ {الْصَّدَقَةُ تَمْنَعُ مِيتَةَ الشُّوْءِ

صدقہ مردے سے عذاب کو روکتا ہے۔

کیوں جناب وہابی صاحب اب بتاؤ کہ اس صدقہ نے میت کو فوری فائدہ دیا یا نہ اور اس سے اس کی برائیاں اس صدقے کی وجہ سے ساقط ہوئیں یا نہ فقیر نے واضح طور پر اس حیلہ اسقاط کو از روئے حدیث ثابت کر دیا جس سے تم روک نہیں سکتے باقی رہا تمہارا کہنا کہ ظاہر اریا کاری معلوم ہوتی ہے یہ غلط ہے کیونکہ اگر یہ صدقہ دینا ریا کاری ہے تو تمہارا نماز پڑھنا روزہ رکھنا حج کرنا زکوٰۃ دینا سب ریا کاری ہو سکتی ہے دلوں کے حساب سے تو خداوند خود نبٹ لیں گے۔ صدقہ ظاہر اچھا کر دینا دونو طرح جائز ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں مذکور ہے۔

بقرہ ۳/۲۷ {إِنْ تُبْدُوا الصَّدَقَاتِ فَنِعِمَّا هِيَ وَإِنْ تُخْفُوهَا الْفُقَرَاءُ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَيُكَفِّرُ عَنْكُمْ مِنْ سَيِّئَاتِكُمْ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ اگر ظاہر کرو تم صدقہ کو تو بھی بہت اچھا ہے۔ اگر پوشیدہ کرو تم ان کو اور فقراء کو تقسیم کرو تو وہ بھی تمہارے لئے بہتر ہے اور خداوند تم سے تمہارے گناہ مٹا دے گا اور جو تم عمل کرتے ہو اللہ تعالیٰ خبردار ہے۔

قبر پر تلقین

(اور تیسرا مسئلہ) بعینہ حدیث شریف کے مطابق عمل ہے سینے۔

کنز العمال ۸/۸۹ {إِذَا مَاتَ أَحَدٌ مِّنْ أَكْوَانِكُمْ فَنَشَرْتُمْ عَلَيْهِ التُّرَابَ

فَلْيَقُمْ رَجُلٌ مِّنْكُمْ عِنْدَ رَأْسِهِ ثُمَّ لِيَقُلْ يَا فُلَانُ ابْنُ فُلَانَةٍ فَإِنَّهُ يَسْمَعُ وَلَكِنْ لَا يُحِبُّ ثُمَّ لِيَقُلْ يَا فُلَانُ ابْنُ فُلَانَةٍ يَسْتَوِي جَالِسًا ثُمَّ لِيَقُلْ يَا فُلَانُ بَنُ فُلَانَةٍ فَإِنَّهُ يَقُولُ أَرَشَدْنَا رَحِمَكَ اللَّهُ وَلَكِنْ لَا تَشْعُرُونَ ثُمَّ لِيَقُلْ أَذْكَرُ مَا خَرَجْتَ عَلَيْهِ مِنَ الدُّنْيَا شَهَادَةً أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ وَأَنَّكَ رَضِيتَ بِاللَّهِ رَبًّا وَبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا وَبِالْقُرْآنِ إِمَامًا فَإِنَّهُ إِذَا فَعَلَ ذَلِكَ أَخَذَ مِنْكَ وَنَكِيرًا أَحَدًا هَابِيدَ صَاحِبِهِ ثُمَّ يَقُولُ لَهُ أُخْرِجْ بَنًا مِنْ عِنْدِ هَذَا مَا تَصْنَعُ بِهِ فَقَدْ لَقِّنَ حُجَّتَهُ وَلَكِنْ اللَّهُ وَجَلَّ حُجَّتُهُ دُونَهُمْ قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَإِنْ لَّمْ أَعْرِفْ أُمَّهُ قَالَ أَنْسِبُهُ إِلَيَّ حَوَّاءَ

نبی ﷺ نے فرمایا جب تمہارا مسلمان بھائی کوئی فوت ہو جائے تو تم اس پر مٹی ڈال کر فارغ ہو جاؤ تو اس کی قبر کے سرہانے تمہارا ایک آدمی دوہابی دیوبندی نہ ہوسنی ہو کھڑا ہو جائے پھر کہے اے فلاں شخص فلاں عورت کے بیٹے تو بے شک وہ سنے گا اور لیکن جواب نہیں دے گا پھر ضرور کہے اے فلاں شخص فلاں عورت کے بیٹے تو بلا شک وہ (قبر میں سیدھا بیٹھ جاویگا پھر چاہئے کہ کہے اے فلاں شخص فلاں کے بیٹے تو بیشک وہ صاحب قبر کہے گا جس نے ہمیں ہدایت دی تجھے رحم کرے اللہ تعالیٰ (یہ جواب دے گا صاحب قبر) اور لیکن تم نہ سمجھو گے پھر چاہئے کہ ہے اس بات کو یاد کر جس پر تو دنیا سے نکلا گواہی وہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ اور یہ بھی شہادۃ دنیا کہ رَضِيتُ بِاللَّهِ رَبًّا وَبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا وَبِالْقُرْآنِ إِمَامًا پھر تحقیق جب اس نے یہ بیان کر لیا تو منکر نکیر کا ایک اپنے دوسرے کے ہاتھ کو پکڑ لیتا ہے پھر کہتا ہے اس کو پاس سے ہمارے ساتھ نکل کیا کرے گا تو اس کے ساتھ پس تحقیق پورا کیا اس نے اپنی حجت کو اور لیکن اللہ تعالیٰ عزوجل میں میت کی والدہ کو آپ نے فرمایا نسبت کر اس کو حوا کی طرف۔

اس حدیث سے تین مورثا ثابت ہوئے۔

(۱) صاب قبر کا دیا والے کی پکار کو سننا اور اس کا آواز وغیرہ بھی پہچاننا۔

(۲) صاحب قبر کو زندہ سے فائدہ پہنچنا

(۳) صاحب قبر و تلقین کرنا سنت ثابت ہوا۔

”وہابی“ تمہارے سنی بزرگوں کے مزارات کو روضہ کہہ دیتے ہیں۔ مثلاً کہتے ہیں روضہ داتا گنج بخش روضہ بابا فرید کیا یہ جائز ہے یا اس کا ثبوت شرعی ہے؟
”محمد عمر“: ہاں ثبوت ہے۔

کنز العمال {۸۸} الْقَبْرِ حَضْرَةٌ مِّنْ حُضْرِ النَّارِ أَوْ رَوْضَةٌ مِّنْ رِّيَاضِ الْجَنَّةِ
نبی ﷺ نے فرمایا قبر گڑھا ہے آگ کے گڑھوں سے یا روضہ ہے جنت کے باغوں سے۔
اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ بزرگوں کو جن کی ولایت میں شک نہیں
ان کی قبروں کے روضہ ہونے میں بھی شک نہیں۔

ارشادات حضرت پیر پیران شیخ عبدالقادر جیلانی
استمداد اولیاء اللہ کے متعلق آپ کا عقیدہ

فتوح الغیب مترجم شاہ عبدالحق محدث دہلوی {۲۳} بِكَ تُنْكَشِفُ الْكُرُوبُ
وَبِكَ تُسْقَى الْغُبُورُ وَبِكَ تُبْتُ الزُّرُوعُ وَبِكَ تُدْفَعُ الْبَلَايَا وَالْمَحَنُ
عَنِ الْخَاصِّ وَالْعَامِ (وہمت تو کشادہ مے شود و دور کردہ مے شود اند دودھائے سخت کو دم
باز گیر دو برکت تو وہ دعائے تو آب وادہ مے شود و خلق را دفا ستادہ مے شود بارانہا دتیورہ
شدہ مے شود کشتہا و باد او و اعانت تو دور کردہ مے شود بلا ہا و محتہا از تمامہ مروم خاص
و عام۔ اور تیری ہمت سے دور ہو جائیں سخت غم (و تکلیف) کہ فوراً واپس آجائے اور

تیری برکت اور دعا سے بارش ہو جائے اور خلق کو بارش بھیجی جاوے اور تیرے وسیلے سے کھیت اگائے جائیں تیری امداد اور مدد سے بلائیں دور کی جائیں اور تمام تکلیفیں خاص و عام آدمیوں سے۔ کیوں جناب وہابی صاحب تم اگر حضرت غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بات معتبر سمجھتے ہو تو اب اولیاء اللہ کی غائبانہ استمداد کے قائل ہو جاؤ اور ایمان درست کر لو)

فتوح الغیب $\frac{۲۳۲}{۳۹}$ {فتلون فی هذه الحالة کانک احییت بعد الموت فی الآخرة} (پس مے باش تو دریں حالت گویا کہ تو زندہ گردانیدہ شد پس از مردن بموت ارادی)

فتوح الغیب ص ۲۳۲ {فَتَكُونُ كَلِيَّتُكَ قُدْرَةً تَسْمَعُ بِاللّٰهِ وَتُبْصِرُ بِاللّٰهِ وَتَنْطِقُ بِاللّٰهِ وَتَبْطِشُ بِاللّٰهِ وَتَسْعَىٰ بِاللّٰهِ وَتَعْقِلُ بِاللّٰهِ} (پس مے باشد ہمہ وجود تو مظہر قدرت الہی تعالیٰ بلکہ عین قدرت مبالغہ می شنوی بخدا و مے بنی بخدا و میگوئی بخدا و میگیری بخدا و میردی بخدا و مے فہمی بخدا)

پس ہو جائے گا تمام وجود ترا قدرت الہی کا مظہر بلکہ عین قدرت لغہ کا تو خدا کے ساتھ اور دیکھے گا تو خدا کے ساتھ اور سمجھ گا تو خدا کے ساتھ۔

کیوں جناب سن لو شان اولیاء اللہ حضرت غوث پاک رمنی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبانی۔

فتوح الغیب $\frac{۳۶}{۶}$ {وَيُغْرِقُكَ فِي بَحَارٍ خَيْرِهِ فَتَكُونُ وَعَاءً لِّكُلِّ خَيْرٍ وَمَنْبَعًا لِّكُلِّ نِعْمَةٍ وَسُرُورٍ وَبُحُورٍ وَنُورٍ وَضِيَاءٍ وَأَمْنٍ وَسُكُونٍ} (و غرق کرو اندر اخدائے تعالیٰ و در دریا نیخیر خود پس معیاشی تو ظرف و محل ہر نیکی و باشی تو چشمہ زائندہ مرہر نعمۃ را خوشی آراستگی رواور و شنا نیوا یمنی و آرام و نور را)

فتوح الغیب {۲۷۱/۴۶} وَهِيَ الَّتِي حَالَةُ الْفَنَاءِ الَّتِي عَلَيْهِ أَحْوَالُ الْأَوْلِيَاءِ

وَالْأَبَدِ الِ ثُمَّ قَدْ يُرَدُّ إِلَيْهِ التَّكْوِينُ هَيْكُونُ جَمِيعُ مَا يَحْتَاجُ إِلَيْهِ بِإِذْنِ اللَّهِ وَهُوَ قَوْلُهُ فِي بَعْضِ كُتُبِهِ يَا بَنَ آدَمَ أَنَا اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا أَقُولُ لِلشَّيْءِ كُنْ فَيَكُونُ أَطْعِنِي لَقُولُ لِلشَّيْءِ كُنْ فَيَكُونُ (وایں بار آدن بیا دحق از سوال و طلب حوائج حالت فنا د نیستی است کہ آں نہایت احوال اولیاء و ابدال است پستر بعد از رسیدن بمرتبہ فنا ولایت و بدلیت گاہے رد کردہ میشود او سپردہ مے شود پیدا کردن اشیاء و تصرف در اکوان کہ عبارت از خرق عادت و کرامت است پس یافتہ مے شود تمامہ آنچه احتیاج کردہ میشود بسوئے آں بدستوری خدا و قدرت عزوجل یعنی آں در حقیقت فعل حق است کہ بردست ولی ظہور یافتہ وایں روتکوین و اعطاء تصرف و رکائات ثابت و مذکور است بقول حق سبحانہ در بعض کتابہائے دیکہر پیغمبراں خود فرستادہ اے فرزد آدمی منہم خدا نیست خدا جز من میگوئم چیزے را پیدا شو پس پیدا مے شود آں چیز اطاعت و فرمانبرداری کن مرا میگوئی تو مر چیز را شو پس میشود۔

یہ ہے فرمان حضرت شیخ پیر پیراں عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس تصرفی الامور کی طاقت ہر وقت رہتی ہے یا اذن کی ضرورت ہوتی ہے؟)

غنیۃ الطالبین ص ۹۸۴ {وَقَدْ يُنْقَلُونَ إِلَى حَاجَةٍ بَعْدَ أَنْ جَعَلُوا الْأُمْنَاءَ وَخَوْ طَبَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ بِالْأَنْفِرَادِ فِي حَالَتِهِ إِنَّكَ الْيَوْمَ لَدَيْنَا مَكِينٌ أَمِينٌ فَلَا يَحْتَاجُ أَفِيهَا إِلَى إِذْنٍ لَانَّهُمْ صَارُوا لَا لِمَفْوضٍ إِلَيْهِمْ أَمْرُهُمْ فَهُمْ فِي قَبْضَةِ حَيْثُ مَا ذَاهَبُوا أَفِي شَيْءٍ مِنْ أُمُورِهِمْ (اور کبھی امین بنائے جانے کے بعد ایک حالت کی طرف منتقل کئے جاتے ہیں۔ اور ان میں سے ہر ایک بحالت خود تنہائی سے خطاب کیا جاتا ہے کہ تو آج کے دن ہمارے پاس صاحب مرتبہ اور امان ہے۔ پس اس

میں اذن کے محتاج نہیں ہوتے۔ چونکہ وہ سپرد کردہ امر ہم کی طرح ہو جاتے ہیں جہاں وہ کہیں جس کام پر مامور ہوں تو انہی کے قبضہ میں ہوتے ہیں)

حاضر و ناظر غیب کے متعلق حضرت پیر پیران صاحب کا ارشاد

غنیۃ الطالبین ص ۲۶۱ {وَاشْغَلَ قُلُوبُهُمْ بِمَطَالَعَةِ أَسْرَارِ الْغُيُوبِ} (اور مشغول کیا اس نے ان کے دلوں کو غیوب کے بھیدوں کے مطالعہ کے ساتھ)

ص ۹۷۵: وَيَطْلَعُ عَلَى أَسْرَارِ تَخْصُّهُ فَلَا يُؤُوحُ بِهَا عِنْدَ غَيْرِ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ (ولی اللہ کی شان ہے) اور مطلع ہو جاتا ہے اس کے خاص بھیدوں پر اللہ کے اس کے سوا کے پاس ان کو ظاہر نہیں کرتا وہ ولی)

ص ۹۸۱: ثُمَّ يَجْلِسُ عَلَى الْكُرْسِيِّ التَّوْحِيدِ ثُمَّ يُرْقِعُ عَنْهُ الْحُجُبُ (پھر ولی اللہ بیٹھ جاتا ہے توحید کی کرسی پر۔ پھر اس سے تمام پردے اٹھائے جاتے ہیں)۔

غنیۃ الطالبین ص ۹۸۲ {اللَّهُ زَالِيَ الَّذِينَ آمَنُوا يُخْرِجُهُم مِّنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ وَهُوَ عَزَّوَجَلَّ أَطْلَعَهُمْ عَلَى مَا أَضْمَرَتْ قُلُوبُ الْعِبَادِ انْطَوَتْ عَلَيْهِ النِّيَّاتُ اذْجَعَلَهُمْ رَبِّي جَوَاسِيسَ الْقُلُوبِ الْعِبَادِ وَانْطَوَتْ عَلَيْهِ النِّيَّاتُ اذْجَعَلَهُمْ رَبِّي جَوَاسِيسَ الْقُلُوبِ وَالْأُمْنَاءِ عَلَى السَّرَائِرِ وَالْخَفِيَّاتِ}

(اللہ مومنوں کا مددگار ہے جو ایمان لائے ان کو اندھیروں سے نکالتا ہے نور کی طرف اور وہ عز و جل بندوں کے دلوں کے بھیدوں پر اور نیتوں پر ان کو مطلع کرتا ہے۔ اس وقت میرے رب نے ان کو تمام قلوب کے جاسوس مقرر کر دئے ہیں۔ اور بھیدوں اور غیوبات کا امین واقف بنایا ہے)

غنیۃ الطالبین ص ۷۸۹ { یُکْشَفُ لَهُمْ عَنِ الْمَلَكُوتِ وَتُضْیِیْ لَهُمْ أَنْوَاعُ الْعُلُومِ مِنَ الْجَبْرُوتِ وَیُلْقِنُونَ غَرَائِبَ الْحِکْمِ وَالْعُلُومِ وَیَطَّلِعُونَ عَلَى مَا غَابَ عَنْهُمْ مِنَ الْأَقْسَامِ وَالْحُطُوظِ (منکشف ہو جاتا ہے ہے اور اولیاء اللہ کے واسطے عالم ملکوت اور روشن ہو جاتے ہیں ان کیلئے کئی قسم کے علوم عالم جبروت سے عجیب عجیب علوم اور حکمتیں ان کو القا کئے جاتے ہیں اور مطلع ہوتے ہیں کئی قسم کی غیبی خبروں)

ص ۱۰۹۲: وَقِيلَ اِذْ طَلَبْتَ اللّٰهَ بِالْصَّدَقِ اَعْطَاكَ مِرَّةً تَبْصُرُ فِيْهَا كُلَّ شَيْءٍ مِنْ عَجَائِبِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ (اور بیان کیا گیا ہے جس وقت تو اللہ کو صدق دل سے طلب کرے تو تجھے اللہ ایک شیشہ عطا کرے گا۔ جس وقت تو اللہ کو صدق دل سے طلب کرے تو تجھے اللہ ایک شیشہ عطا کرے گا۔ جس میں تو دنیا و عقبی کی کل اشیاء کو اس میں دیکھے گا)

اب تو حضرت پیر پیران رحمۃ اللہ علیہ ہر دلی کے واسطے دنیا و عقبی کے علم کلی کا حکم صادر فرما رہے ہیں اور اولیاء اللہ کے حاضر و ناظر ہونے ارشاد فرماتے ہیں۔ ان پر بھی فتویٰ کفر جڑ دیتے۔ یا اپنے ایمان کو ہی درست کر لو اگر تمہیں ضرورت ہو۔

حیات اولیاء اللہ از ارشاد حضرت پیر پیران صاحب^{۲۷}

غنیۃ الطالبین ص ۲۶۱ { وَهُمْ فِيْ نَعِيْمٍ لَا نَفَادَ لَهُ وَالْآءِ لَا انْقِطَاعَ لَهَا وَسُرُورٍ لَا غَائِبَةَ لَهُ وَلَا مُنْتَهٰی فَاِذَا بَلَغَ الْكِتَابُ اَجَلَهُ وَانْتَهٰی مَا قَدَّرَ لَهُمْ مِنَ الْقَاءِ فِيْ دَارِ الْفَنَاءِ نَقَلَهُمْ مِنْهَا بِاَحْسَنِ الْاَنْتِقَالِ كَمَا يُنْقَلُ الْعُرُوسُ مِنْ حُجْرَةٍ اِلَى دَارٍ مِّنَ الْاَدْنٰی اِلَى الْاَعْلٰی فَالْدُّنْيَا فِيْ حَقِّهِمْ جَنَّةٌ وَفِي الْآخِرَةِ لَا غَيْنِيْهِمْ قَرَّةٌ وَهُوَ النَّظَرُ اِلَى وَجْهِهِ الْكَرِيْمِ مِنْ غَيْرِ حِجَابٍ (اور وہ ایسی نعمتوں میں ہیں جن کو ختم ہونا نہیں اور ایسی عطاؤں میں جن کو

انقطاع نہیں اور ایسے سردروں میں جن کی انتہا نہیں اور نہ حد تو جمیعاً مقررہ کو پہنچ گیا ہے اور انتہا ہو گئی جو ان کے لئے بقا سے مقدر کیا گیا دار فنا میں نقل کا کام اس نے ان کو اس دار فنا سے بہت احسن انتقال کے ساتھ جیسا کہ منتقل کیا جاتا ہے۔ دہن کو تنگ مکان سے کشادہ مکان کی طرف ادنیٰ سے اعلیٰ کی طرف تو دنیا ان کے حق میں جنت ہے۔ اور آخرت میں ان کی آنکھوں کو ٹھنڈک ہے اور وہ دیکھتا ہے اللہ کے وجہ کو بلا حجاب۔)

تبر کا بزرگ کے ہاتھ چومنا اور اس کے واسطے قیام کرنا
(از قلم حضرت پیر پیران رحمۃ اللہ علیہ)

غنیۃ الطالبین ص ۳۵ ﴿وَإِنْ تَعَالَوْا قَبْلَ أَحَدُهُمَا رَأْسَ الْآخِرِ وَيَدُهُ عَلَى وَجْهِ التَّبَرُّكِ وَالتَّذَايُنِ جَازَ وَأَمَّا تَقْبِيلُ الْفَمِّ فَمَكْرُوهٌ فَضْلٌ وَيَسْتَحَبُّ الْقِيَامُ لِإِمَامٍ الْعَادِلِ وَالْوَالِدَيْنِ وَأَهْلِ الدِّينِ وَالْوَرَعِ وَآكْرَمِ النَّاسِ وَأَصْلُ ذَلِكَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَرْسَلَ إِلَى سَعْدٍ فِي شَأْنِ أَهْلِ قُرَيْظَةَ فَجَاءَ إِلَى حِمَارٍ أَقْمَرَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قُومُوا إِلَى سَيِّدِكُمْ وَقَدْ رَوَتْ عَائِشَةُ أَنَّهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ عَلَى فَاطِمَةَ عَنْهَا قَامَتِغَ إِلَيْهِ فَأَخَذَتْ بِيَدِهِ وَقَبَّلَتْهُ وَأَجْلَسَتْهُ فِي مَجْلِسِهَا وَإِذَا دَخَلَتْ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ قَامَ إِلَيْهَا وَأَخَذَ بِيَدِهَا وَقَبَّلَهَا وَأَجْلَسَهَا فِي مَجْلِسِهِ وَقَدْ رَوَى عَنْهُ ﷺ أَنَّهُ قَالَ إِذَا جَاءَكُمْ كَرِيمٌ قَوْمٍ فَأَكْرَمُوهُ (اگر دونوں بغلگیر ہوئے اور ایک دوسرے کے سر کو انہوں نے بوسہ دیا ایک دوسرے کے ہاتھ کو تبر کا اور شرعاً جائز ہے اور لیکن منہ کو چومنا مکروہ ہے۔ فصل اور مستحب ہے کھڑا ہونا امام عادل کے واسطے اور والدین کے واسطے اور دیندار کے واسطے اور پرہیزگار کے

۱۔ اور یہ روایت حضرت عائشہ صدیقہ سے از ابتداء انتہا ادب المفرد للبخاری ص ۱۹۲ میں مذکور ہے۔

واسطے اور جو لوگوں کا بڑا ہوا اس کے واسطے اور اس کا اصل یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کسی کو حضرت سعدؓ کی طرف بھیجا اہل قریظہ کے کام میں تو حضرت سعدؓ سفید گدھے پر سوار ہو کر تشریف لائے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنے سردار کے لئے کھڑے ہو جاؤ اور تحقیق حضرت عائشہؓ نے کہا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ جب حضرت فاطمہؓ کے پاس تشریف لائے تو حضرت فاطمہؓ آپ کی طرف کھڑی ہو جائیں۔ اور آپ کے دست پاک کو پکڑیں اور اس کو بوسہ دیتیں۔ اور اپنی جگہ پر بٹھائیں۔ اور جب حضرت فاطمہؓ نبی ﷺ کے پاس تشریف لائیں۔ تو آپ حضرت فاطمہؓ کے واسطے کھڑے ہوتے اور ان کے ہاتھ کو پکڑتے اور بوسہ دیتے اور اپنی جگہ پر بٹھاتے۔ اور نبی ﷺ سے روایت کیا گیا ہے کہ جب قوم کا بزرگ آئے تو اس کی عزت کرو)

غنیۃ الطالبین ص ۳۳ {وَإِنَّا حَبَّ أَنْ يَتَمَسَّهُ بِالْمَنْبَرِ تَبَرُّكَ بِهِ

(اور اگر محبوب سمجھنے کہ نبی ﷺ کے منبر کو تبر کا ہاتھ پھیرے تو جائز ہے)

یہ ہے عقیدہ اور فرمان حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جنہوں نے از روئے حدیث صحیحہ تعظیم و تقبیل کو ثابت فرمایا۔ چنانچہ اس کے متعلق حدیثیں اور بھی موجود ہیں۔ لہذا ایمانداروں کے لئے درج کی جاتی ہیں۔

ادب المفرد للبخاری ص ۱۹۴ {عَنْ ابْنِ عَمْرٍو قَالَ فَقَبَّلْنَا يَدَهُ (ابن عمرؓ سے

روایت ہے آپ نے فرمایا کہ ہم نے حضور کے دست پاک کو بوسہ دیا)

ص ۱۹۴: عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ رَزِينَ قَالَ مَرَرْنَا بِالرَّبْذَةِ فَقِيلَ كَهَا هَهُنَا

سَلْمَةُ بْنُ الْأَكْوَعِ فَاتَيْتُهُ فَسَلَّمْنَا عَلَيْهِ فَأَخْرَجَ يَدَيْهِ فَقَالَ بَايَعْتُ بِهَا تَيْنِ

نَبِيِّ اللَّهِ ﷺ فَأَخْرَجَ لِفَالَهُ ضَخْمَةً كَأَنَّهَا كَفٌّ بَعِيرٍ فَقُمْنَا إِلَيْهَا فَقَبَّلْنَاهَا

(عبدالرحمن بن رزینؓ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ہم ایک

جماعت کے پاس سے گزرے تو ان کو کہا گیا کہ یہاں سلمہ بن الاکوع ہیں تو میں اس کے پاس آیا تو اس پر سلام علیکم کہا تو اس نے اپنے دونوں ہاتھ نکالے تو اس نے کہا کہ میں نیاں دونوں ہاتھوں کے ساتھ نبی ﷺ سے بیعت کی ہے تو اس کے لئے اپنے ہاتھ کی ہتھیلی اسے کھولی۔ گویا کہ وہ اونٹ کی ہتھیلی ہے تو ہم اس کے لئے کھڑے ہوئے تو ہم نے اس کو بوسہ دیا)

اس حدیث پاک سے بزرگ کے ہاتھ کو بوسہ دینا بھی ثابت ہوا اور صافحہ یا الیدین ثابت ہوا۔

ادب المفرد للبخاری ص ۱۹۴ { قَالَ ثَابِتٌ لَانَسِ اَمَسْتَ النَّبِيَّ ﷺ بِيَدِكَ قَالَ نَعَمْ فَقَبَّلَهَا } (حضرت ثابتؓ نے حضرت انسؓ کو عرض کیا کہ کیا آپ نے نبی ﷺ کے دست پاک کو چھوا ہے تو حضرت انسؓ نے فرمایا۔ ہاں تو حضرت ثابتؓ نے حضرت انسؓ کے ہاتھ کو بوسہ دیا)

ادب المفرد للبخاری ص ۱۹۵ { عَنْ صُهَيْبٍ قَالَ رَأَيْتُ عَلِيًّا يُقَبِّلُ يَدَ الْعَبَّاسِ وَرَجُلَيْهِ } (حضرت صہیبؓ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں نے حضرت علیؓ کو دیکھا کہ آپ حضرت عباسؓ کے دست مبارک اور پاؤں کو بوسہ دیتے تھے)

فتاویٰ الامام النووی ص ۳۶ { (مسئله) تَقْبِيلُ يَدِ غَيْرِهِ مَا حُكْمُهُ } (اپنے غیر کے ہاتھ کو بوسہ لینے کا کیا حکم ہے؟)

الجواب: يَسْتَحِبُّ تَقْبِيلُ اَيْدِي الصَّالِحِينَ وَفُضَلَاءِ الْعُلَمَاءِ (مستحب ہے صالحین اور فضلاء اور علماء کے ہاتھ کو چومنا)

یہ تو عمل ہے رسول کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین اور تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین کا اور آئمہ عظام کا اور تمام کی نساب تم دیوبندی اور وہابی اگر ان

احادیث کو سن کر بھی مسنون طریقہ کو شرک کہو تو یہ تمہارے ایمان کا انصاف ہے۔ جیسا کہ جواہر القرآن ص ۳۱ وغیرہ میں درج ہے۔

دیوبندی: موزن جب اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ کہتا ہے تو تم انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر لگاتے ہو۔ تم نے یہ کیا بدعت نکلی ہوئی ہے۔

”محمد عمر“ یہ بدعت نہیں ہے بلکہ صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین سے ثابت ہے۔

طحطاوی شریف ص ۱۲۲ { ذکر القہستانی عن کنز العباد اَنَّهُ يَسْتَحِبُّ اَنْ يَقُوْلَ عِنْدَ سَمَاعِ الْاَوَّلَى مِنَ الشَّهَادَتَيْنِ لِلنَّبِيِّ ﷺ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَعِنْدَ سَمَاعِ الثَّانِيَةِ قُرْتُ عَيْنِي بِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ مَتَّعْنِي بِالسَّمْعِ وَالْبَصْرِ بَعْدَ وَضْعِ اُبْهَامِيْهِ عَلٰى عَيْنِيْهِ فَاِنَّهُ ﷺ يَكُوْنُ لَهُ قَائِدًا فِي الْجَنَّةِ وَذَكَرَ لَدَيْلُمِي فِي الْفِرْدَوْسِ مِنْ حَدِيثِ اَبِيْ بَكْرٍ الصِّدِّيقِ مَرْفُوْعًا مِنْ مَسْحِ الْعَيْنَيْنِ بِبَاطِنِ اَنْمَلَةِ السَّبَابَتَيْنِ بَعْدَ تَقْبِيْلِهِمَا عِنْدَ قَوْلِ الْمُؤَذِّنِ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدَ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَقَالَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا حَلَّتْ شَفَاعَتِيْ وَكَذَارُوْى عَنِ الْخَضِرِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَبِمِثْلِهِ يُعْمَلُ فِي الْفَضَائِلِ (قہستانی نے کنز العباد سے ذکر کیا ہے کہ مستحب ہے کہ اشہدان محمد رسول اللہ جب موزن پہلی دفعہ کہے تو (سننے والا) کہے صلی اللہ علیک یا رسول الہ اور دوسری دفعہ اشہدان محمد رسول الہ کہنے کے وقت (سننے والا) کہے قُرْتُ عَيْنِيْ بِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ مَتَّعْنِيْ بِالسَّمْعِ وَالْبَصْرِ اے دووں انگوٹھوں کو دووں آنکھوں پر رکھ کر یہ پڑھے تو نبی ﷺ جنت میں اسے قائد ہوں گے۔ اور ویلیسی نے فردوس میں ذکر کیا ہے ابو بکرؓ کی حدیث سے مرفوعاً دووں ہاتھوں کے دونوں ہاتھوں کے دونوں

انگوٹھوں کے پوروں کا بوسہ لے کر آنکھوں پر ننا موزن کے اشہدان محمد رسول اللہ کہنے کے وقت۔ اور کہے اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ رَضِيتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا تو اس کو میری شاعت لازمی ہوئی اور اسی طرح خضر علیہ السلام سے روایت کیا گیا ہے۔ اور اسی طرح فضائل میں عمل کیا جاتا ہے۔

ردالمختار شامی ۱/۲۴۱ { (تتمة) يَسْتَحِبُّ اَنْ يُقَالَ عِنْدَ سَمَاعِ الْاُولَى مِنْ الشَّهَادَةِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَعِنْدَ الثَّانِيَةِ مِنْهَا قُرْءَةً عَيْنِي بِكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ثُمَّ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ مَتَّعْنِي بِالسَّمْعِ وَالْبَصْرِ يَعْدَ وَضْعِ ظَفَرِي الْاَبْهَامَيْنِ عَلَى الْعَيْنَيْنِ فَاِنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَكُوْنُ قَائِدًا لَّهٗ اِلَى الْجَنَّةِ.

مستحب ہے یہ کہ کہا جائے موزن کے کلمہ شہادت اشہدان محمد رسول اللہ کہنے کے وقت صلی اللہ علیک یا رسول اللہ اور دوسرے کلمہ شہادت کے وقت کہے قُرْءَةً عَيْنِي بِكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ پھر کہے ثُمَّ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ مَتَّعْنِي بِالسَّمْعِ وَالْبَصْرِ دونوں آنکھوں پر دونوں ہاتھوں کے انگوٹھوں کے ناخوں کو رکھنے کے بعد اس لئے کہ وہ رسول اللہ ﷺ جنت کی طرف اس کے قائد ہونگے۔

کیوں جی نام کے حنفی کہلانے والا اگر حنفی ہو تو اس پر عمل کر کے اپنی حنفیت کو تھام لو ورنہ حنفیت کہلانا چھوڑ دو کیونکہ جو فقہاء کو سمجھ آئی ہے وہ تمہیں ہیں آئی۔

موضوعات ملا علی قاری حصہ ۶۴ { قُلْتُ وَاِذَا بَشَتْ رَفْعُهُ اِلَى الصِّدِّيقِ فَيَكْفِي الْعَمَلُ بِهِ لِقَمْلِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ بِسُنَّةِي وَسُنَّةِ خُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ

حضرت ملا علی قاری فرماتے ہیں: (میں کہتا ہوں کہ) (یہ عمل) جب صدیق اکبر تک مرفوع ثابت ہوا تو اس کے ساتھ عمل (انگوٹھے چومنے کا) کافی ہے۔ نبی ﷺ کے فرمان ے مطابق کہ تم پر میری سنت اور خلفائے راشدین کی سنت اتنی ہے۔

تذکرۃ الموضوعات سید تکان ص ۳۴} وَحُكِيَ عَنْ بَعْضِ صَلَّى عَلَى النَّبِيِّ ﷺ إِذَا سَمِعَ ذِكْرَهُ فِي الْأَذَانِ وَجَمَعَ اصْبَمَ عَلَيْهِ الْمُسْحَةَ وَالْإِبْهَامَ وَمَسَحَ بِهِمَا عَيْنَيْهِ لَمْ يَرْمُدْ أَبَدًا وَقَالَ ابْنُ صَالِحٍ وَسَمِعَ عَنْ بَعْضِ الشُّيُوخِ أَنَّهُ يَقُولُ جَنَدًا مَا يَمْسَحُ عَيْنَيْهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِي يَا رَسُولَ اللَّهِ يَا حَبِيبَ قَلْبِي يَا نُورَ بَصَرِي وَيَا قُرَّةَ عَيْنِي قَالَ وَمُدَّ فَعَلْتُهُ لَمْ تَرْمُدْ عَيْنِي وَقَدْ جَرَّبَ كُلُّ مِنْهُمْ ذَلِكَ وَرَوَى الْحَسَنُ مِثْلَ مَا رَوَى عَنِ الْخَضِرِ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِعَيْنِهِ انْتَهَى.

(بعض سے بیان کیا گیا ہے کہ جس شخص نے نبی ﷺ پر درود پڑھا جب آپ کا ذکر اس نے اذان میں سنا اور اپنی دووں مسجوانگلیوں کو اور انگوٹھے کو اٹھا کیا اور ان کو اپنی دونوں آنکھوں پر ملا تو اس کی آنکھیں کبھی نہ دکھیں گی۔ اور ابن صالح نے کہا اور بعض بزرگان سے بھی سنا ہے کہ اپنی دونوں آنکھوں کو متے وقت کہے صَلَّى اللَّهُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِي يَا رَسُولَ اللَّهِ يَا حَبِيبَ قَلْبِي يَا نُورَ بَصَرِي وَيَا قُرَّةَ عَيْنِي قَالَ وَمُدَّ فَعَلْتُهُ لَمْ تَرْمُدْ عَيْنِي تو آپ نے فرمایا کہ جب ہے میں نے یہ عمل کیا ہے۔ میری آنکھیں نہیں دکھیں اور یہ تمام بزرگوں کو تجربہ ہے۔ اور حضرت حسنؑ نے بھی روایت کیا ہے بعینہ جیسا کہ حضرت علیہ السلام سے مروی ہے۔ فقط۔

انجیل برنباس ص ۶۰} مرحبا ہے تجھ کو اے میرے بندے آدم اور میں تجھ سے کہتا ہوں کہ تو پہلا انسان ہے جس کو میں نے پیدا کیا۔ اور یہ شخص جس کو تو نے دیکھا ہے تیرا ہی بیٹا ہے۔ جو کہ اس وقت کے بہت سے عدال بعد دنیا میں آئیگا۔ اور وہ میرا ایسا رسول ہوگا کہ اس کے لئے میں نے سب چیزوں کو پیدا کیا ہے۔ وہ رسول کہ جب آئیگا دنیا کو ایک روشنی بخشے گا۔ یہ وہ نبی ہے کہ اس کی روح ایک آسمانی روشنی میں ساٹھ

ہزار سال قبل اس کے رکھی گئی تھی۔ کہ میں کسی چیز کو پیدا کرو۔ پس آدمی علیہ السلام نے بمنبت یہ کہا کہ اے پروردگار یہ تحریر مجھے میرے ہاتھ کی انگلیوں کے ناخنوں پر عطا فرما۔ تب اللہ نے پہلے انسان کو یہ تحریر اس کے دونوں انگوٹھوں پر عطا کی۔ داہنے ہاتھ کے ناخن پا یہ عبارت لا الہ الا اللہ اور بائیں ہاتھ کے انگوٹھے کے ناخن پر یہ محمد رسول اللہ۔ تب پہلے انسان نے ان کلمات و پدری محمد کے ساتھ بوسہ دیا اور ان کلمات و پدری محبت کے ساتھ بوسہ دیا اور اپنی دونوں آنکھوں سے ملا۔

تمت بالخیر



مناظر اعظم جنید زمان رازی دورانِ پیر طریقت

حضرت مولانا محمد عمر صدیقی رحمۃ اللہ علیہ

کامر زانیوں کے ساتھ تاریخی مناظرہ جو کنری، ضلع

تھریپارکر صوبہ سندھ میں 1946ء میں ہوا۔ اس کی روئیداد

رئیس المناظرین، پیر طریقت، شیخ الحدیث حضرت

علامہ محمد عبدالنواب صدیقی

سجادہ نشین مناظر اعظم

کے قلم سے عنقریب چھپ کر جلد منظر عام پر آرہی ہے۔

USB PS/2

The PS/2-USB adapter allows you to use your PS/2 Compatible mouse and keyboard as USB compatible Device. Now you can enjoy using your keyboard and Mouse Connected to the USB-PS/2 adapter as an USB compatible device.

Features:

Compliant with USB HID spec.

USB Bus powered

Fully compliant with PS/2 keyboard/mouse

support USB and Ps2 plug and play

Also Support ps2 keyboard or two ps2 Mouse(2p model)

Support Standard Windows Multimedia Keys

Support Windows 98/SE/ME/2000/XP and Mac OS9.0/OSX/Linux

USB PS/2

The PS/2-USB adapter allows you to use your PS/2 Compatible mouse and keyboard as USB compatible Device. Now you can enjoy using your keyboard and Mouse Connected to the USB-PS/2 adapter as an USB compatible device.

Features:

Compliant with USB HID spec.

USB Bus powered

Fully compliant with PS/2 keyboard/mouse

support USB and Ps2 plug and play

Also Support ps2 keyboard or two ps2 Mouse(2p model)

Support Standard Windows Multimedia Keys

Support Windows 98/SE/ME/2000/XP and Mac OS9.0/OSX/Linux